قال اللہ تعالیٰ

واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین

(القرآن)

آئینہ صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

www.KitaboSunnat.com

ابو محمد شفیق احمد کمبوہ

محمدی کیسٹ ہاؤس

18- اردو بازار لاہور۔ فون: 7223046

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قال اللہ تعالیٰ

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(القرآن)

آئینہ صلوٰۃ النبی ﷺ

ابو محمد شفیق احمد کمبوہ

www.KitaboSunnat.com

محمدی کیسٹ ہاؤس

18-اردو بازار لاہور۔ فون: 7223046

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- آئینہ صلوٰۃ النبیؐ

مصنف ---------- مولانا محمد شفیق احمد کمبوہ

ناشر ---------- محمد جاوید محمدی' محمدی کیسٹ ہاؤس

۱۸' اردو بازار لاہور: 7223046

کمپوزنگ ---------- رشید احمد صدیقی

پرنٹرز ---------- نواز پرنٹنگ پریس' موہنی روڈ لاہور

قیمت ---------- -/270 روپے

کتاب کی فروخت کے مراکز

لاہور: ☆ دارالفرقان' الفضل مارکیٹ ☆ فیض اللہ اکیڈمی' الفضل مارکیٹ

☆ دارالکتب السّلفیہ' شیش محل روڈ ☆ میاں انٹرپرائزز الفضل مارکیٹ

☆ نعمانی کتب خانہ' حق سٹریٹ ☆ مکتبہ اصحاب الحدیث' مچھلی منڈی

☆ فاروق برادرز' فاروق مارکیٹ اردو بازار

راولپنڈی: ☆ تسہیلاتِ طیبہ' کشمیری بازار' راولپنڈی

فیصل آباد: ☆ مکتبہ اسلامیہ' امین پور بازار ☆ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار

ملتان: ☆ فاروقی کتب خانہ بوہڑ گیٹ' ملتان۔

کراچی: ☆ مکتبہ نور حرم کراچی

گوجرانوالہ: ☆ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار ☆ مدینہ کتاب گھر ☆ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالا

ساہیوال: ☆ مکتبہ محمدیہ چک 109/7-R چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

13506

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

کتاب ''آئینہ صلوٰۃ النبی ﷺ '' الشیخ محمد شفیق احمد کمبوہ کی تصنیف ہے۔ موصوف کثیر المطالعہ اور علم کا ذوق وشوق رکھنے والی شخصیت ہیں جو کہ اس بات کی خواہش رکھتے تھے کہ طریقہ صلوٰۃ النبی ﷺ پر ایک مفصل اور مدلل کتاب تحریر فرمائیں۔

یہ کتاب ان کی اسی خواہش کا نتیجہ ہے۔ یہ کتاب جہاں عامۃ المسلمین کے لیے بڑی مفید ہو گی وہاں بعض خواص بھی اس سے استفادہ سے محروم نہیں رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کتاب میں بعض مسائل میں فریق ثانی (یعنی حنفی مقلدین) کے دلائل کو تفصیل کے ساتھ بڑے مدلل اور احسن انداز میں پیش کیا گیا ہے اور اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ نماز کے حوالے سے کوئی ایسا مسئلہ نظر انداز نہ ہو جس سے قارئین کو کوئی تشنگی محسوس ہو۔

موصوف نے نماز کے مسائل پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس کتاب کی ضخامت بڑی ہونے کے باوجود بھی نماز کے کئی مسائل اس کتاب کے احاطہ میں نہیں آ سکے اس لیے ان کی کوشش ہے کہ اس کتاب کا دوسرا حصہ لکھ کر ان تمام مسائل کا احاطہ کیا جائے جو اس کتاب میں نہیں آ سکے۔

الحمد للہ کتاب کی تیاری میں ہر طرح سے احتیاط کی گئی ہے اور اس کی صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ پھر بھی بتقاضائے بشریت اگر کتاب کی پرنٹنگ' بائنڈنگ یا کمپوزنگ وغیرہ میں کسی قسم کی کوئی کمی یا خامی آپ کی نظر سے گزرے تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے۔

میں مدیر دار الفرقان' الفضل مارکیٹ اردو بازار' لاہور جناب محترم حافظ عبدالخبیر اویسی حفظہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جن کی توجہ اور تعاون اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ہمارے ساتھ رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت وتندرستی عطا فرمائے اور ان کے علم وعمل میں برکت فرمائے۔ آمین

ان کے علاوہ جس بھی کسی دوست یا عزیز نے جس لحاظ سے بھی اس کتاب کی تیاری میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعاون کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی محنت اور کوشش کو قبولیت سے نوازے۔

اور اگر کوئی خوبی نظر آئے تو اسے صرف اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے سمجھیں۔ میں نے یہ کوشش صرف اس کارِ خیر میں اپنا حصہ ڈالنے کے لیے کی ہے جو نبی ﷺ کی تعلیمات کو عام اور امت تک پہنچانے کے لیے مختلف لوگ مختلف زمانوں میں مختلف انداز سے پیش کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو شرف قبولیت سے نواز دے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ اسے میرے لیے اور میرے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد جاوید محمدی

۱۸۔ اردو بازار، لاہور

۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۲ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۵	مقدمہ	
۳۷	**باب ۱: کتاب الصلوٰۃ**	
۳۷	نماز ہر مومن مرد اور عورت پر فرض ہے۔	۱
۳۸	دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔	۲
۴۰	کتنی عمر ہو جانے پر نماز پڑھنے کا حکم دینا چاہیے۔	۳
۴۰	نماز صرف عاقل پر فرض ہے مجنون اس سے مستثنیٰ ہے۔	۴
۴۳	بے ہوشی کے عالم میں قضا ہونے والی نمازوں کا بیان۔	۵
۴۴	نمازوں کی حفاظت کرنے کی تاکید۔	۶
۴۶	نماز کو برباد کرنے والے کا انجام۔	۷
۴۷	نمازوں پر ہمیشگی اختیار کرنا۔	۸
۴۸	نماز ''قائم'' کرنے اور ''پڑھنے'' میں فرق کیا ہے۔	۹
۵۲	قیامت کے دن تارک نماز کا مجرم قارون، ہامان، فرعون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔	۱۰
۵۳	**ترک نماز کا گناہ اور تارک نماز کا حکم**	
۵۳	کلمہ گو مشرک کے بیان میں۔	۱۱
۵۵	تارک نماز کلمہ گو مشرک ہے۔	۱۲
۵۵	بے نمازی بے ایمان ہے۔	۱۳
۵۸	ترک نماز کفر ہے۔	۱۴
۶۲	تارک نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔	۱۵
۶۲	تارک نماز قیامت کا بھی منکر ہے۔	۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷	تارک نماز قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے محروم رہے گا۔	۶۳
۱۸	اسلام کا ایک نام نماز ہے۔	۶۳
۱۹	ایک نماز چھوڑنے سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔	۶۵
۲۰	تارک نماز کا دل اللہ تعالیٰ کے حقیقی خوف سے خالی ہے۔	۶۶
۲۱	تارک نماز بےعقل ہیں۔	۶۷
۲۲	بے نماز مرد اور نمازی عورت اور اسی طرح بے نماز عورت اور نمازی مرد کا نکاح جائز نہیں۔	۶۸
۲۳	بے نمازی کا خون بھی معاف ہے۔	۷۰
۲۴	اسلامی اخوت صرف نماز کو قائم کرنے سے قائم ہو سکتی ہے۔	۷۱
۲۵	اپنے ایمان کے ساتھ شرک کی ملاوٹ کرنے والے شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا۔	۷۷
	باب ۲: صلوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ	۸۱
۱	قبلہ کے بیان میں	۸۱
	(۱) فرض نماز سواری سے اتر کا پڑھنا اور فرض نماز میں منہ قبلہ کی طرف کرنا۔	۸۳
	(۲) نفل نماز کے لیے (نیز وتر نماز میں بھی) قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری نہیں ہے۔	۸۳
	(۳) صلوٰۃ الخوف میں قبلہ کی جانب منہ کرنا ضروری نہیں ہے۔	۸۳
	(۴) مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔	۸۳
	(۵) نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی قولی حدیث۔	۸۳
	(۶) کعبہ کی چھت پر نماز نہ پڑھے۔	۸۴
	(۷) لیٹ کر نماز پڑھتے وقت قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں	۸۴
	(۸) جب قبلہ کی طرف قبر ہو تو اس طرف منہ کر کے نماز نہ ادا کرے۔	۸۵
۲	قیام	۸۵
	(۱) بیٹھ کر اور لیٹ کر نماز پڑھنے کے ثواب کے بارے میں	۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳	نیت	۸۸
۴	تکبیر تحریمہ	۹۰
	(۱) تکبیر تحریمہ واجب ہے (تکبیر تحریمہ فرض ہے)	۹۱
	(۲) تکبیر تحریمہ کے الفاظ	۹۱
	(۳) کیا تکبیر تحریمہ کے لیے ''اللہ اکبر'' کے علاوہ اور کوئی الفاظ کہے جا سکتے ہیں۔	۹۱
	(۴) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بیان میں۔	۹۲
	(۵) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کا طریقہ	۹۲
	(۶) ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں۔	۹۳
	(۷) دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھانا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔	۹۴
	(۸) اٹھائے ہوئے ہاتھوں کی کیفیت	۹۵
۵	نماز میں قیام کے دوران ہاتھ کہاں باندھے جائیں	۹۷
	(۱) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھنا	۹۷
	(۲) نماز میں ہاتھ باندھنے کی کیفیت	۹۸
	(۳) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھ کر سینے پر رکھنا	۹۸
	(۴) نماز میں عین ناف پر یا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں	۹۹
	(۵) سینے پر ہاتھ باندھنا اور ضعیف روایات	۱۰۰
	(۶) ارسال (ہاتھ چھوڑنے) کے بیان میں	۱۰۱
	(۷) سدل کیا ہے؟	۱۰۲
	(۸) امام مالک اور ارسال	۱۰۲
	(۹) امام مالک سے ارسال کے بارے میں ایک اور علت	۱۰۳
	(۱۰) نماز میں کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا منع ہے	۱۰۴
۶	نماز میں ہاتھ باندھنے کے بارے مرد اور عورت میں تفریق	۱۰۴
۷	تحریم نماز	۱۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	☆ تکبیر تحریمہ اور اس کی رفع الیدین کی بحث کا خلاصہ	۱۰۶
۸	تکبیر تحریمہ کے بعد اور قراءت سے پہلے کون سی دعا پڑھی جائے (پانچ دعائیں)	۱۰۷
	(۱) تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جانے والی دعاؤں کا خلاصہ	۱۱۰
	(۲) دعا استفتاح خاموشی سے پڑھنا یعنی جہری نماز میں بھی	۱۱۳
	(۳) دعا استفتاح صرف پہلی رکعت میں پڑھی جائے	۱۱۳
	(۴) اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ کے بعد جماعت میں شامل ہو تو وہ دعا استفتاح کب پڑھے	۱۱۴
۹	تعوذ	۱۱۴
	ہمزہ کیا ہے؟	۱۱۵
	نفثہ کیا ہے؟	۱۱۵
	نفخہ کیا ہے؟	۱۱۶
	☆ اعوذ باللہ صرف پہلی رکعت ہی میں پڑھا جائے	۱۱۶
۱۰	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بیان میں	۱۱۷
	(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھنا۔	۱۱۷
	(۲) بسم اللہ الخ جہر سے پڑھنے کے بیان میں (جہر سے پڑھنے کا موقف کمزور ہے)	۱۲۰
	(۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مطلق طور پر نہ پڑھنے کے بیان میں	۱۲۰
	(۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بحث کا خلاصہ	۱۲۱
	باب ۳ سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھنا فرض ہے	۱۲۳
(الف)	ان لوگوں کے دلائل جو کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لیے نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ (۲۳ احادیث)	۱۲۴
(ب)	فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے دلائل پر پیش کیے جانے والے اعتراضات اور ان کے جوابات	۱۳۲
	☆ اعتراض نمبر ۱	۱۳۲
	اعتراض نمبر ۱ کا جواب (دلیل نمبر ۱ کا جواب ۷ طرح پر) دلیل نمبر ۲ کا جواب ۴ طرح پر)	۱۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اعتراض نمبر۲ ۱۳۶

اعتراض نمبر۲ کا جواب ۱۴۰

☆ اعتراض نمبر۳ ۱۴۷

اعتراض نمبر۳ کا جواب ۱۴۸

☆ اعتراض نمبر۴ ۱۵۰

اعتراض نمبر۴ کا جواب ۱۵۱

☆ اعتراض نمبر۵ ۱۵۳

اعتراض نمبر۵ کا جواب ۱۵۴

(ج) مانعین (جو منع کرتے ہیں) فاتحہ خلف الامام کے دلائل ۱۵۵

دلیل نمبر۱تا۱۹ ۱۶۹

(د) منکرین فاتحہ خلف الامام کے دلائل کے جوابات ۱۶۹

دلیل نمبر۱ کے بارہ جواب ۱۶۹

دلیل نمبر۲ کے تین جواب ۱۸۸

دلیل نمبر۳ کا جواب ۱۹۴

دلیل نمبر۴ کا جواب ۲۰۱

دلیل نمبر۵ کا جواب ۲۰۵

دلیل نمبر۶ کا جواب ۲۰۷

دلیل نمبر۷ کے ۳ جواب ۲۰۷

دلیل نمبر۸ کا جواب ۲۱۳

دلیل نمبر۹ کے پانچ جواب ۲۱۶

دلیل نمبر۱۰ کا جواب ۲۲۱

دلیل نمبر۱۱ کا جواب ۲۲۲

دلیل نمبر۱۲ کا جواب ۲۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر۱۳ کے ۲ جواب ۲۲۸
دلیل نمبر۱۴ کے ۳ جواب ۲۳۵
دلیل نمبر۱۵ کا جواب ۲۴۳
دلیل نمبر۱۶ کا جواب ۲۴۵
دلیل نمبر۱۷ کا جواب ۲۴۷
دلیل نمبر۱۸ کا جواب ۲۵۱
دلیل نمبر۱۹ کا جواب ۲۵۳

باب ٤: امام کے ساتھ رکوع میں ملنے سے رکوع کی رکعت نہیں ہوتی ۲۵۵

☆ دلیل نمبر۱ ۲۵۵
دلیل نمبر۱ کے ۴ جواب ۲۵۶
رکعت بمعنی رکوع اور اس کا جواب ۲۵۹
☆ دلیل نمبر۲ ۲۶۱
دلیل نمبر۲ کا جواب ۲۶۲
☆ دلیل نمبر۳ ۲۶۶
دلیل نمبر۳ کا جواب ۲۶۷
☆ دلیل نمبر۴ ۲۷۶
دلیل نمبر۴ کا جواب ۲۷۶
☆ دلیل نمبر۵ ۲۷۸
دلیل نمبر۵ کا جواب ۲۸۰
۱ مدرک رکوع کی رکعت کے قائلین کو امام المحدثین امام بخاری کا قابل تدبر جواب ۲۸۰
۲ قائلین رکوع کی رکعت کی حدیث کی خلاف ورزیاں ۲۸۲
۳ خلاصہ بحث سورت فاتحہ ۲۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۵ : آمین کہنے کے بیان میں ۲۸۵

۱ آمین کے معنی ۲۸۵

۲ آمین کی فضیلت ۲۸۵

(الف) امام اور مقتدی کے بلند آواز سے آمین کہنے کے دلائل۔(۲۰ احادیث) ۲۸۷

(ب) بلند آواز سے آمین کہنے کے دلائل پر حنفی مقلدین کے اعتراضات اور ان کے جوابات ۲۹۲

☆ اعتراض نمبر۱ ۲۹۲

اعتراض نمبر۱ کے ۲ جواب ۲۹۲

☆ اعتراض نمبر۲ ۲۹۵

اعتراض نمبر۲ کا جواب ۲۹۵

☆ اعتراض نمبر۳ ۲۹۵

اعتراض نمبر۳ کے ۲ جواب ۲۹۶

(ج) مقلدین احناف کے آمین بالجہر نہ کہنے کے دلائل ۲۹۶

دلیل نمبر۱ تا ۱۰ ۲۹۶

(د) حنفی مقلدین کے آمین بالجہر نہ کہنے والے دلائل کے جوابات ۳۰۲

دلیل نمبر۱ کے ۲ جواب ۳۰۲

دلیل نمبر۲ کے ۳ جواب ۳۰۴

دلیل نمبر۳ کے ۳ جواب ۳۱۳

دلیل نمبر۴ کے ۲ جواب ۳۱۴

دلیل نمبر۵ کے ۵ جواب ۳۱۶

دلیل نمبر۶ کے ۲ جواب ۳۱۷

دلیل نمبر۷ کا جواب ۳۱۸

دلیل نمبر۸ کے ۲ جواب ۳۱۸

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۹ کے ۲ جواب ۳۱۹

دلیل نمبر ۱۰ کا جواب کئی طریق پر ۳۲۱

باب ٦: سورت فاتحہ کے بعد قرأت کے بیان میں ۳۲۱

۱ پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے علاوہ اور کوئی سورت پڑھنا اور آخری دونوں میں صرف فاتحہ پر اکتفا کرنا ۳۲۲

۲ پہلی دو رکعتوں کی طرح آخری دو رکعتوں میں بھی سورت ملانا ۳۲۳

۳ کیا نماز کی تمام رکعتوں میں فاتحہ پر اکتفا کرنا جائز ہے؟ ۳۲۴

۴ پہلی رکعت' دوسری رکعت سے لمبی ہونی چاہیے ۳۲۵

۵ اگر کسی شخص کو قرآن یاد نہ ہو تو وہ کیا کرے ۳۲۶

۶ ایک ہی سورت دوسری رکعت میں بھی پڑھنا ۳۲۶

۷ قرآنی ترتیب کے خلاف سورتیں پڑھنا ۳۲۸

۸ سری نمازوں میں مقتدی سورۃ فاتحہ کے ساتھ اور کوئی سورت بھی پڑھ سکتا ہے۔ ۳۲۸

۹ جہری نماز میں مقتدی فاتحہ کی قرأت کے علاوہ اور کسی سورۃ کی قرأت نہ کرے ۳۴۰

۱۰ اگر کسی شخص کو ایک ہی آیت یا صرف سورۃ قل ھواللہ احد یاد ہو تو وہ انفرادی طور پر قیام لمبے کرنے کے لیے اسے بار بار پڑھ سکتا ہے۔ ۳۴۲

۱۱ قرأت کس طرح کرنی چاہیے؟ ۳۴۲

(۱) قرأت قرآن میں ہر حرف واضح ہونا چاہیے ۳۴۲

(۲) قرأت کھینچ کھینچ کر پڑھے ۳۴۳

(۳) قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھے ۳۴۳

(۴) قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنا ۳۴۴

۱۲ قرأت سے فارغ ہونے کے بعد سکتہ کرنا ۳۴۵

۱۳ کیا مسبوق اپنی باقی ماندہ نماز میں فاتحہ کے علاوہ اور بھی قرآن سے پڑھے ۳۴۵

باب ۷: رکوع کے بیان میں ۳۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	رکوع کو جاتے وقت اللہ اکبر کہنا	۳۴۹
۱	رکوع میں ہاتھ کہاں رکھے	۳۵۰
۲	رکوع میں تطبیق کا منسوخ ہونا	۳۵۰
۳	رکوع میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا	۳۵۱
۴	رکوع میں گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے مضبوط کر کے پکڑے	۳۵۱
۵	رکوع میں اپنی کمر کو سیدھا رکھے	۳۵۲
۶	رکوع میں سر کمر کے برابر سیدھا رکھنا چاہیے	۳۶۲
۷	رکوع کو اطمینان سے کرنا چاہیے	۳۵۳
۸	رکوع کو پورا کیا جائے	۳۵۴
۸	رکوع سے کھڑا ہونے کے بعد اعتدال سے کھڑا ہو	۳۵۵
۱۰	امام سے پہلے (رکوع یا سجدے میں) سر اٹھانے کا گناہ	۳۵۶
۱۱	جو رکوع مکمل نہ کرے اس کی نماز باطل ہے	۳۵۶
۱۲	جو شخص رکوع پوری طرح نہ کرے وہ محمد ﷺ کی امت سے نہیں ہے	۳۵۶
۱۳	جو شخص رکوع میں کمر سیدھی نہ کرے اس کی نماز سودمند نہیں ہے	۳۵۷
۱۴	رکوع مکمل نہ کرنے والے کی نماز نہیں ہوتی نبی علیہ السلام نے اس کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے	۳۵۷
۱۵	رکوع میں پڑھی جانے والی دعاؤں کا بیان (چھ دعائیں)	۳۶۰
۱۶	رکوع اور سجدہ میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے	۳۶۴
۱۷	رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں	۳۶۵
۱۸	امام جب رکوع سے سر اٹھائے تو اس کو کیا کہنا چاہیے	۳۶۵
۱۹	مقتدی "سمع الله لمن حمده" نہ کہے	۳۶۶
۲۰	رکوع کے بعد کھڑا ہو کر ان دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھ سکتا ہے (۴ دعائیں)	۳۶۶
۲۱	امام "سمع الله الخ" اور ربنا لك الخ۔ دونوں کہے	۳۶۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کتنی دیر تک سیدھے کھڑا رہنا چاہیے ۳۶۹

۲۳ نماز میں دوسرا رکن تب ادا کرے جب پہلے رکن کے بعد ہر اعضاء اپنی جگہ آ جائیں ۳۷۱

۲۴ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع میں پیٹھ سیدھی نہ کرے ۳۷۱

۲۵ مقتدی رکوع کرنے کے بعد سجدے کے لیے کب جھکے ۳۷۱

باب ۸: ارسال الیدین بعد الرکوع ۳۷۳

☆ ارسال الیدین کی دلیل نمبر ۱ ۳۷۳

دلیل نمبر ۱ کا جواب (کئی طرح پر) ۳۷۴

☆ دلیل نمبر ۲ ۳۸۴

جواب دلیل نمبر ۲ (۲ جواب) ۳۸۴

☆ دلیل نمبر ۳ ۳۹۰

جواب دلیل نمبر ۳ (۴ جواب) ۳۹۰

☆ دلیل نمبر ۴ ۳۹۳

دلیل نمبر ۴ کا جواب ۳۹۴

☆ دلیل نمبر ۵ ۳۹۵

دلیل نمبر ۵ کے تین جواب ۳۹۷

☆ دلیل نمبر ۶ ۴۰۰

دلیل نمبر ۶ کے ۴ جواب کئی طریق پر ۴۰۰

☆ دلیل نمبر ۷ ۴۰۵

دلیل نمبر ۷ کے ۲ جواب ۴۰۵

☆ دلیل نمبر ۸ ۴۰۶

دلیل نمبر ۸ کا جواب ۴۰۶

باب ۹: رفع الیدین کے بیان میں ۴۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) رکوع کرتے وقت' رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے وقت رفع
الیدین کے دلائل ۴۰۸
صحاح ستہ اور دوسری کتب سے ۵۱ احادیث ۴۰۸
(ب) رفع الیدین کے دلائل پر اعتراضات اور ان کے جوابات ۴۲۸
☆ اعتراض نمبر ۱ (حقیقت نمبر ۱) ۴۲۸
اعتراض نمبر ۱ کا جواب ۴۳۰
☆ اعتراض نمبر ۲ ۴۳۳
اعتراض نمبر ۲ کا جواب ۴۳۴
☆ اعتراض نمبر ۳ ۴۴۸
اعتراض نمبر ۳ کا جواب ۴۴۹
☆ اعتراض نمبر ۴ ۴۵۰
اعتراض نمبر ۴ کا جواب ۴۵۰
☆ اعتراض نمبر ۵ ۴۵۱
اعتراض نمبر ۵ کا جواب ۴۵۲
۱ ''رفع الیدین کی احادیث اور آثار چار سو سے زائد ہیں'' ۴۵۴
☆ اعتراض نمبر ۶ ۴۵۵
اعتراض نمبر ۶ کا جواب ۴۵۶
☆ اعتراض نمبر ۷ ۴۵۸
اعتراض نمبر ۷ کا جواب ۴۶۱
☆ اعتراض نمبر ۸ ۴۶۷
اعتراض نمبر ۸ کا جواب ۴۶۹
(ج) حنفی مقلدین کے عندالرکوع ترک رفع الیدین کے دلائل ۴۸۱
حنفی مقلدین کے ۱۲ دلائل ۴۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(د)	حنفی مقلدین کے عندالرکوع ترک رفع الیدین کے دلائل کے جوابات	۴۸۵
	دلیل نمبر ۱ کا جواب کیے طرح پر	۴۸۵
	دلیل نمبر ۲ کا جواب کیے طرح پر	۴۹۷
	دلیل نمبر ۳ کا جواب ۲ طرح پر	۵۲۰
	دلیل نمبر ۴ کے ۴ جواب	۵۲۱
	دلیل نمبر ۵ کا جواب کئی طرح پر	۵۲۴
	دلیل نمبر ۶ کا جواب	۵۲۸
	دلیل نمبر ۷ کا جواب	۵۲۸
	دلیل نمبر ۸ کا جواب	۵۲۹
	دلیل نمبر ۹ کا جواب	۵۳۰
	دلیل نمبر ۱۰ کا جواب	۵۳۱
	دلیل نمبر ۱۱ کا جواب	۵۳۵
	دلیل نمبر ۱۲ کا جواب	۵۳۸
۲	عندالرکوع کی رفع الیدین کے منسوخ ہونے کا دعویٰ باطل اور بلا دلیل ہے	۵۳۹
۳	دعویٰ اقتداء صحابہؓ وخلفاالرشدینؓ اور حنفی مقلدین	۵۵۲
	باب ۱۰ : سجدہ کے بیان میں	۵۶۱
۱	سجدے کو جاتے وقت اللہ اکبر کہے	۵۶۱
۲	سجدے میں جانے کے بیان میں	۵۶۲
۳	جب سجدے میں جائے تو گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھے	۵۶۲
۴	سجدے میں جاتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے ٹیکنے والی روایت ضعیف ہے	۵۶۴
۵	سجدہ سات اعضاء پر مکمل ہوتا ہے	۵۶۵
۶	سجدہ میں بازوں کو کتے کی طرح نہ بچھایا جائے	۵۶۵
۷	عورت بھی مرد ہی کی طرح سجدہ کرے	۵۶۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	☆ سجدہ کی حالت میں بازوؤں کو کتے کی طرح زمین پر نہ بچھایا جائے	۵۶۶
	☆ سجدہ کی حالت میں اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھنا	۵۶۶
	☆ سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا	۵۶۷
۸	سجدہ میں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھنا اور کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھا جائے	۵۶۹
۹	سجدہ میں بازوؤں کو کشادہ رکھنا	۵۶۹
۱۰	سجدے میں کہنیوں کو پہلوؤں کے ساتھ نہ لگائے	۵۶۹
۱۱	سجدہ کرتے وقت بالوں کو نہ سمیٹا جائے	۵۷۰
۱۲	سجدہ میں کپڑے نہ سمیٹے جائیں	۵۷۰
۱۳	سجدے میں پیٹ کو رانوں سے نہ لگایا جائے	۵۷۰
۱۴	سجدے میں ناک اور پیشانی کو اچھی طرح زمین پر رکھا جائے	۵۷۱
۱۵	کیچڑ میں بھی سجدہ کرتے وقت ناک کو زمین کے ساتھ لگانا	۵۷۱
۱۶	سجدہ میں ہتھیلیوں کو کندھوں کی سیدھ میں رکھنا	۵۷۱
۱۷	سجدہ میں اگر ناک اور پیشانی کو مٹی لگ جائے تو نماز کے بعد صاف کرے	۵۷۳
۱۸	سجدہ میں دونوں پاؤں کو کھڑا رکھنا	۵۷۳
۱۹	جُوڑا باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے	۵۷۴
۲۰	سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے	۵۷۵
۲۱	زمین کی گرمی سے بچنے کے لیے سجدہ کپڑے پر کرنا جائز ہے	۵۷۵
۲۲	سجدے میں پڑھی جانے والی دعائیں (آٹھ دعائیں)	۵۷۶
۲۳	رکوع میں "سبحان ربی العظیم" اور سجدے میں "سبحان ربی الاعلیٰ" کو ترجیح کی علت اور اس کا جواب	۵۸۲
۲۴	رکوع اور سجدے میں دعا کتنی بار پڑھی جائے	۵۸۴
۲۵	سجدہ میں اگر کچھ بھی نہ پڑھا جائے تو کیا سجدہ ہو جائے گا؟	۵۹۰
۲۶	کیا رکوع اور سجدہ میں ایک سے زیادہ دعا پڑھی جاسکتی ہے؟	۵۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۷	سجدہ اطمینان سے کرنا فرض ہے	۵۹۲
۲۸	سجدہ میں کتنی دیر تک رہنا چاہیے	۵۹۳
۲۹	جو شخص سجدہ مکمل نہ کرے وہ دوبارہ نماز پڑھے	۵۹۴
۳۰	جو شخص سجدہ مکمل نہ کرے اس کی نماز باطل ہے	۵۹۵
۳۱	جو شخص سجدہ مکمل نہ کرے وہ امت محمدیہ سے نہیں ہے	۵۹۵
۳۲	سجدہ سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہا جائے	۵۹۵
۳۳	دونوں سجدوں کے درمیان کس طرح بیٹھا جائے	۵۹۶
۳۴	بڑھاپے کی وجہ سے نمازی نماز میں چار زانوں ہو کر بیٹھ سکتا ہے	۵۹۷
۳۵	دونوں سجدوں کے درمیان میں پڑھی جانے والی دعائیں	۵۹۷
	☆ دو سجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعا "اللھم اغفرلی وارحمنی الخ" ضعیف ہے	۵۹۸
	☆ دو سجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعا "رب اغفرلی الخ" صحیح ہے	۶۰۲
۳۶	دونوں سجدوں کے درمیان میں ٹھہرنے (بیٹھنے) کے بیان میں	۶۰۶
۳۷	دونوں سجدوں کے درمیان کتنی دیر تک بیٹھنا چاہیے	۶۰۷
۳۸	دونوں سجدوں کے بیچ میں اقعاء کے بیان میں	۶۰۷
	☆ اقعاء کے معنی کیا ہیں؟	۶۱۰
۳۹	جلسہ میں ہاتھوں کو کہاں رکھا جائے	۶۱۳
۴۰	کیا ایک سجدہ دوسرے سجدہ سے بڑا ہو سکتا ہے	۶۱۳
	باب ۱۱ : تشہد کا بیان	۶۱۵
۱	قعدہ میں ہاتھوں کو رکھنے کا مقام اور ران کو رکھنے کی کیفیت	۶۱۵
	(الف) داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھنا	۶۱۵
	(ب) داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھنا	۶۱۶
	(ج) دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا	۶۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲	داہنے ہاتھ کی کہنی کو تنا ہوا رکھے	۲۱۸
۳	جلسے میں دائیں پاؤں کو کھڑا رکھا جائے	۲۱۸
۴	سیدھے ہاتھ کی انگشت شہادت کو کس طرح رکھا جائے	۲۱۹
۵	کلمے کی انگلی کو اشارہ میں تھوڑا سا جھکا کر رکھنا	۲۲۰
۶	اشارہ کرتے وقت اپنی نگاہ شہادت کی انگلی پر رکھنا	۲۲۰
۷	دعا کے وقت کلمہ شہادت کی انگلی کو حرکت دینا	۲۲۱
۸	دعا کرتے وقت انگلی کو نہ ہلانے والی روایت ضعیف ہے	۲۲۱
۹	قعدہ اولیٰ میں کس طرح بیٹھنا چاہیے	۲۲۱
۱۰	دوسرا سجدہ کرنا اور اللہ اکبر کہنا	۲۲۳
۱۱	دوسرے سجدہ سے سر اٹھانا اور اللہ اکبر کہنا	۲۲۳
۱۲	پہلی اور تیسری رکعت سے اٹھتے وقت کچھ دیر بیٹھے	۲۲۴
۱۳	پہلی اور تیسری رکعت کے بعد بغیر بیٹھے اٹھ جانے والی روایت ضعیف ہے	۲۲۴
۱۴	پہلی اور تیسری رکعت کے بعد کس طرح اٹھا جائے	۲۲۵
۱۵	تین یا چار رکعتی نماز میں دو رکعت کے بعد تشہد پڑھنا	۲۲۶
۱۶	پہلا تشہد واجب نہیں (یعنی فرض نہیں)	۲۲۷
۱۷	تشہد آہستہ پڑھنا	۲۲۸
۱۸	اگر پہلا قعدہ چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرے	۲۲۸
۱۹	دوسرے قعدے میں تشہد پڑھنا	۲۲۸
۲۰	رفع سبابہ کی مزید بحث	۲۳۰
۲۱	دوسرے تشہد میں کس طرح بیٹھا جائے	۲۳۹
۲۲	آخری تشہد میں تورک	۲۴۱
۲۳	تشہد کے کلمات (۳ طرح کے تشہد)	۲۴۲
۲۴	تشہد سے پہلے بسم اللہ پڑھنے والی روایت ضعیف ہے	۲۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵	اصلاح عقیدہ (نبی ﷺ کے حاضر وناظر اور حیات بعد از ممات کے عقیدے کا رد)	۲۴۵
۲۶	تشہد کے بعد درود شریف سے پہلی پڑھی جانے والی دعا	۲۴۹
	باب ۱۲: محمد ﷺ پر درود پڑھنا فرض ھے	۲۵۱
۱	اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا درود کیا ہے؟	۲۵۳
۲	کیا نبی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور پر درود پڑھا جاسکتا ہے؟	۲۵۴
	(الف) غیر نبی پر درود پڑھے جانے کے دلائل	۲۵۴
	(ب) غیر نبی پر درود نہ پڑھے جانے کے دلائل	۲۵۶
	(ج) غیر نبی پر درود پڑھنے کے دلائل کا خلاصہ	۲۵۸
۳	درود شریف کے الفاظ	۲۶۰
۴	درود میں ''آل'' کے لفظ کا انکار کرنا درست نہیں ہے	۲۶۴
۵	درود شریف میں ''سیدنا'' کا لفظ ثابت نہیں ہے	۲۶۴
۶	نماز میں محمد ﷺ پر درود پڑھنا فرض ہے	۲۶۹
۷	قعدہ اولیٰ میں بھی تشہد کے بعد درود اور دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں	۲۷۳
	☆ ایک غلط فہمی کا ازالہ (مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود)	۲۷۶
۸	تشہد اور درود کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں	۲۸۴
	باب ۱۳: تھلیل نماز (سلام کے بیان میں)	۲۹۳
۱	کیا سلام پھیرنا فرض ہے یا سنت	۲۹۵
۲	حنفی مقتدی کو نماز میں سے کتنا حصہ ملا۔	۲۹۹
۳	دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت مقتدی امام اور دوسرے مقتدیوں کے سلام کی نیت کرے	۲۹۹
۴	سلام دونوں طرف پھیرنا (حدیث نمبر ۱ سے ۸ تک)	۷۰۴
۵	ایک ہی طرف سلام پھیرنے کے بیان میں (حدیث نمبر ۱ تا ۳)	۷۰۷
۶	سلام کے الفاظ کے بیان میں (۲ طرح کے الفاظ)	۷۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷	نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنا	۴۰۹
	باب ۱۴: نماز سے سلام پھیرنے کے بعد کے اذکار	۴۱۱
۱	امام سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کرے	۴۱۶
۲	امام سلام پھیرنے کے بعد کس طرف منہ پھیرے	۴۱۷
۳	سلام پھیرنے کے بعد پڑھی جانے والی ایک دعا	۴۱۸
	☆ ایک اور طرح کی دعا	۴۱۹
	☆ نماز کے بعد ایک اور طرح کا ذکر	۴۲۰
	☆ تسبیح داہنے ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کرنا	۴۲۳
	☆ نماز کے بعد پڑھی جانے والی ایک اور طرح کی دعا	۴۲۴
	☆ نماز کے بعد پڑھی جانے والی ایک اور طرح کی دعا	۴۲۵
	☆ ایک اور طرح کی دعا	۴۲۵
	☆ ایک اور طرح کی دعا	۴۲۶
	☆ ایک اور طرح کی دعا	۴۲۷
	☆ نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کے بیان میں	۴۲۸
۴	بغیر وضو کے نماز نہیں اور جس کا ازار ٹخنوں سے نیچے ہو اس کا وضو نہیں	۴۳۰
	(دعا)	۴۳۴
	مصادر و مراجع	۴۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

از شیخ الحدیث محترم حافظ ثناء اللہ خان مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

فاضل نوجوان محترم مولانا محمد شفیق احمد ولد حاجی تاج دین مرحوم ساکن قلعہ بلاقہ سنگھ (پیر گھرانہ) کوٹ رادھاکشن ضلع قصور نے نماز کے مسائل پر ایک جامع تالیف مرتب کی ہے۔ فہرس عناوین کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ تصنیف ھذا کا شمار معیاری کتابوں میں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

اس پر مستزاد یہ کہ روایات کے صحت وسقم کو محدثین کے معیار پر پرکھنے کی سعی کی ہے۔ بندہ عاجز کی لائبریری میں اچھا خاصا وقت صرف کر کے اس فریضہ کو سرانجام دیا۔ سنت کے مطابق ادائیگی نماز کے لیے ضروری ہے کہ یہ کتاب ہر گھر میں موجود ہو تاکہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ مشابہت ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فاضل موصوف کی خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور دین حنیف کی مزید خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(حافظ) ثناء اللہ خان مدنی

۱۴۲۱/۱۲/۲۳ھ

بمطابق ۱۹/۳/۲۰۰۱ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا ○

اے میرے رب ان دونوں (والدین) پر رحم فرما جس طرح کے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ (سورہ بنی اسرائیل)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

از مناظر اسلام محترم حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری حفظہ اللہ تعالیٰ

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نماز پر برخوردار الشیخ محمد شفیق احمد ولد حاجی تاج دین مرحوم نے ایک کتاب تالیف فرمائی ہے۔اس کے مضامین کی فہرست کو میں نے دیکھا اور معلوم ہوا کہ ماشاء اللہ اس مسئلے میں آسان اور مدلل انداز سے یہ کتاب معیاری ہوگی اور عام اور خاص دونوں کے لیے مفید ہوگی۔

کتاب کے معیار کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی تالیف میں جن کتب کو حوالہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے ان میں سے بعض کتب ایسی ہیں جو ہر جگہ میسر نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں موصوف نے کئی لائبریریوں سے استفادہ حاصل کیا ہے۔جن میں سے ایک میری لائبریری بھی ہے اور کسی کتاب کا حوالہ نقل کرتے وقت اس حد تک احتیاط سے کام لیا گیا ہے کہ جب تک اصل کتاب سے دیکھا نہیں گیا اس وقت تک اس کتاب کا حوالہ نقل نہیں کیا ہے اور اس سلسلے میں احادیث کی صحت کے معیار کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ برخوردار کی اس محنت کو قبول فرمائے اور دین اسلام کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔آمین ثم آمین۔

(حافظ) محمد عبداللہ شیخوپوری

خطیب جامع مسجد ربانی اہل حدیث

سرگودھا روڈ شیخوپورہ

۱۴۲۱/۱۲/۲۹ھ

بمطابق ۲۵/۳/۲۰۰۱ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

خطبہ رحمت مجسم سیّدنا محمد رسول ﷺ

﴿ اِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. ﴾ (عن ابن عباس رضی اللہ عنہا صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد ۲ ''کتاب الجمعۃ'' ص ۳۲۴)

﴿ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. ﴾

(عن کعب بن عجرۃ ؓ صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۲ ''کتاب التفسیر۔سورۃ الاحزاب۔باب نمبر ۸۰۵ "قوله ان الله وملئكته يصلون على النبي"۔۔۔حدیث ۱۹۰۳)

﴿ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ. ويقرن بين اصبعيه السابة والوسطے. ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی۔"كتاب الجمعة" عن جابر بن عبداللہ ؓ ص نمبر ۳۲۳)

﴿ اَمَّابَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَالْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''بے شک سب خوبیاں اللہ میں ہیں۔ میں اس کی خوبیاں بیان کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں جس کو اللہ راہ بتائے اسے کون بہکائے اور جسے وہ بہکائے اسے کون راہ بتائے اور گواہی دیتا ہوں میں کہ کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے۔ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکیلا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور بھیجے ہوئے رسول ہیں۔"

"اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح کہ آل ابراہیم پر تو نے رحمت کی تھی۔ بے شک تو ہے تعریف کیا گیا بزرگ۔ اے اللہ محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح کہ آل ابراہیم پر تو نے برکت کی تھی۔ بے شک تو ہے تعریف کیا گیا بزرگ"

"صبح و شام آیا اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے میں اور قیامت یوں بھیجا گیا ہوں اور اپنے کلمہ کی اور بیچ کی انگلی ملاتے۔"

"بعد اس کے کہ ہر بات سے بہتر اللہ کی کتاب ہے اور ہر چال سے بہتر محمد ﷺ کی چال ہے اور سب کاموں سے برے (دین میں) نئے کام ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے۔"

مندرجہ بالا خطبہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث سے ثابت ہے اور اس خطبہ کا وعظ و نصیحت سے پہلے پڑھنا نبی علیہ السلام سے ثابت ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی وعظ و نصیحت سے پہلے وہی خطبہ پڑھنا چاہیے جو کہ نبی علیہ السلام کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ واعظین کو ایسے تمام خطبات ترک کر دینے چاہیے جو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں اور صرف خطبہ مسنونہ کے احیاء کی طرف توجہ فرمانی چاہیے۔ اللہ الرحمن الرحیم اپنی رحمت سے ہمیں اپنے دین اسلام کی صحیح اور مکمل سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ اپنی رحمت سے میرے والدِ محترم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے کہ جن کی دینی تربیت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں آج اس مقام تک پہنچا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مجھ میں دین اسلام سے محبت اور تحقیق کا جذبہ ان کی دینِ اسلام کے ساتھ والہانہ عقیدت اور ان کے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ اگرچہ ان کی وفات کے بعد (یعنی فروری ۱۹۸۷ء) یہ چیز اور بھی بڑھتی گئی لیکن مجموعی طور پر ان کی تعلیم اور تربیت کا اثر ہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ﴾

(صحیح مسلم مع شرح نووی مترجم جلد ۴ "کتاب الوصیۃ" باب "مالحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ" ص ۲۵۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مر جاتا ہے آدمی تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ کا دوسرے علم کا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرے نیک بخت بچے کا جو دعا کرے اس کے لیے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے اور میری دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے جو کوششیں ہیں ان کو میرے والدین کے لیے اور میرے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور میرے والدین' میرے لیے اور میرے اہل وعیال کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

اگرچہ ایک عرصہ سے میں نماز کے موضوع پر ایک مفصل اور مدلل کتاب تحریر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن اس ارادے کو جلدی عملی جامہ پہنانے میں میرے برادر نسبتی محترم بھائی محمد فاروق صاحب کی خواہش سے تقویت ملی جس کا اظہار انہوں نے میرے سامنے اس طرح کیا کہ مجھے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مشتمل مختصر مگر جامع طریقہ نماز تحریر فرما کر دیں تاکہ میں اس کی فوٹو کاپی کروا کر لوگوں میں تقسیم کروں۔ جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنی نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق بنانے کا موقعہ ملے گا۔ موصوف ایک اسلام سے گہری محبت رکھنے والے شخص ہیں۔ ان کا موضوع بحث بھی اکثر نماز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز ہوتا ہے۔

چنانچہ موصوف کے کہنے سے جب میں نے طریقہ نماز نبوی کو احادیث کے مطابق ترتیب دینے کی کوشش کی تو میں نے محسوس کیا کہ یہ کام ایسا مختصر نہیں ہو سکتا جس سے اُس کی جامعیت بھی متاثر نہ ہو۔ چنانچہ میں نے اپنے اس پروگرام کو منسوخ کر کے اپنے اس پروگرام کو شروع کرنے کا سوچا جو کہ ایک عرصہ سے میرے ذہن میں تھا اور یوں اللہ تعالیٰ نے میری اس دیرینہ خواہش کو عملی جامہ پہنانے کا موقعہ میسر فرمایا۔

قارئین کرام! یوں تو طریقہ نماز نبوی کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور لکھا جا رہا ہے اور لکھا جائے گا۔ نماز کے کئی ایسے مسائل جن کے بارے میں فریقین میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان میں سے فاتحہ خلف الامام' آمین بالجہر اور عندالرکوع کی رفع الیدین سرفہرست ہیں۔ یوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یہ ایسے مسائل ہیں کہ ان میں سے ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ اور بڑی بڑی کتابیں لکھی جا چکی ہیں ان میں سے امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی "جزء القراۃ" اور "جزء رفع الیدین" کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں اور اسی طرح امام بیہقی کی "کتاب القراءۃ خلف الامام" ان میں سے بعض کتابیں بہت بڑی ہیں اور صرف اہل علم حلقہ احباب میں معروف اور پڑھی جاتی ہیں۔ عام قاری کو ان سے کوئی شغل نہیں ہوتا۔ البتہ عام قاری یہ توقع کرتا ہے کہ نماز کے حوالے سے فریقین میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اور اس سلسلے میں فریقین جو دلائل پیش کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں ان کو بھی بتایا جائے تاکہ وہ بھی ان دلائل کے مطابق اپنی نمازیں سنت نبوی کے مطابق ادا کر سکیں، اگرچہ اردو زبان میں نماز نبوی کے طریقہ کے بارے میں بہت کتابیں ہیں لیکن میری نظر میں ایسی کوئی کتاب نہیں گزری جو فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، اور عندالرکوع کی رفع یدین پر مدلل اور مفصل بحث کرتی ہو۔ اس کتاب میں ان تینوں مسائل پر بحث جس انداز سے کی گئی ہے اسی خصوصیت کی وجہ سے یہ کتاب نماز نبوی ﷺ کے طریقہ پر لکھی جانے والی دوسری کتابوں سے ممتاز ہے کیونکہ اس کتاب میں مندرجہ بالا مسائل پر اس طرز پر مفصل اور مدلل بحث کی گئی ہے۔ مثلاً فاتحہ خلف الامام کو لے لیں اس مسئلہ پر چار عنوان اس طرح قائم کیے گئے ہیں۔

(ا) فاتحہ خلف الامام کے دلائل۔

(ب) فاتحہ خلف الامام کے دلائل پر کیے جانے والے اعتراضات اور ان کا جواب۔

(ج) فاتحہ خلف الامام کے بارے میں حنفی مقلدین کے دلائل۔

(د) فاتحہ خلف الامام کے بارے میں حنفی مقلدین کے دلائل کا جواب۔

اسی طرح آمین بالجہر اور عندالرکوع کی رفع الدین کی بحث پر مدلل اور سیر حاصل بحث مندرجہ بالا طریقہ پر ہی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں جماعت غربا اہل حدیث کے ایک اشتہار بعنوان "رکوع میں ملنے سے رکوع کی رکعت ہو جاتی ہے۔" پر بھی بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ارسال یدین بعد از رکوع (یعنی کیا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہاتھوں کو چھوڑنا چاہیے یا باندھنا چاہیے) پر بحث بھی شامل ہے اور اسی طرح یہ بحث بھی شامل ہے کہ نماز میں درود شریف پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ میری اس کتاب میں جہاں عام قاری کو نماز کا طریقہ صحیح حدیث کے مطابق ملے گا وہاں قاری کو ان شاء اللہ نماز کے تین بنیادی اختلافات کے بارے میں فریقین کے دلائل بھی اسی کتاب میں مل جائیں گے۔ چنانچہ میری یہ کتاب اسی سلسلے میں ایک کوشش ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ اسے قبول فرمائے۔ لہٰذا جو اس کتاب میں اچھی بات پائے اسے اللہ کی طرف سے سمجھا جائے۔ اور جو کوئی غلط بات ملے تو اسے میری بشری خطا سمجھیں اور اس کی اصلاح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

"جزاکم اللہ خیرا"

اس کتاب میں نماز کی عام کتابوں سے ہٹ کر مسائل اور دلائل کو ترتیب دیا گیا ہے جو کافی حد تک اپنے انداز میں منفرد بھی ہے اور عام فہم بھی کتاب کو ۱۴ مختلف ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر باب کو مختلف عناوین اور ذیلی عناوین کے ساتھ مزین کیا گیا ہے۔ ان عناوین کی نمبرنگ بھی کی گئی ہے۔ قاری کی سہولت کے پیش نظر مضامین کی فہرست اس انداز سے تیار کی گئی ہے کہ کتاب میں بیان ہونے والے مسائل کا زیادہ سے زیادہ احاطہ ہو گیا ہے۔ قاری آسانی کے ساتھ فہرست سے اپنی ضرورت اور پسند کے موضوع کو منتخب کرے متعلقہ باب اور موضوع تک رسائی حاصل کر سکے گا۔ ان شاء اللہ۔

اس کتاب میں حدیث کا حوالہ نقل کرتے وقت صرف کتاب کے نام پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا ہے بلکہ باب کے نام اور نمبر بھی کو نقل کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کتاب کا ایڈیشن بھی ذکر کیا گیا ہے کہ عربی ایڈیشن ہے یا مترجم۔

قارئین کرام! میرے یہ مشاہدے کی بات ہے کہ جب نماز کا مسئلہ زیر بحث ہوتا ہے کہ نماز اس طرح پڑھنی چاہیے۔ نماز میں اس طرح کھڑا ہونا چاہیے۔ رفع الیدین اس طرح کرنی چاہیے۔ رکوع اور سجدہ اس طرح کرنا چاہیے۔ تشہد میں اس طرح بیٹھنا چاہیے وغیرہ۔ جب کوئی شخص اس بات پر زور دے کہ نماز کا فلاں عمل اور فلاں رکن اس طرح ادا کرنا چاہیے کیونکہ حدیث میں اسی طرح بیان ہوا ہے تو اسی اثناء میں ایک آواز آتی ہے کہ "چھوڑیں یار اس کو کم از کم نماز تو وہ پڑھتا ہے نہ جس طریقے سے بھی کوئی پڑھتا ہے پڑھنے دیں۔" اور میں پھر کئی دفعہ یہ کہہ دیتا ہوں کہ "نماز جیسے مرضی کیوں پڑھیں؟ آپ کو کس نے کہا ہے کہ جس طرح مرضی تم نماز پڑھو۔" اور پھر ستم ظریفی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یہ ہے کہ بعض عوامی قسم کے خطباء سے بھی ایسی ہی باتیں سننے کو ملی ہیں۔ کہ ''جس طرح بھی کوئی نماز پڑھتا ہے پڑھنے دو۔''

اللہ تعالیٰ نے جب ہم پر اپنے نبی محمد ﷺ کی نبوت کے وسیلے سے نماز فرض کی تو اس کی ہیئت اور ادا کرنے کا طریقہ بھی اپنے نبی کو بتا دیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ایک مقام پر بیان فرماتے ہیں۔

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (سورۃ البقرۃ:۲۳۹)

''اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سوار ہی سہی ہاں جب امن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جیسا سکھایا ہے تم کو جو کچھ نہیں تھے تم جانتے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے خود نبی ﷺ کو نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا ہے کیونکہ یہ بات صحیح ہے کہ اس آیت میں ''ذکر'' سے مراد مطلق ذکر کے نہیں ہیں بلکہ یہاں ''ذکر'' سے مراد ''نماز'' کے ہیں اور اس آیت میں نماز خوف کے بعد امن کی حالت میں نماز کو پورا ادا کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں بھی ''نماز'' کو ''ذکر'' کے لفظ سے بیان کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (سورۃ الجمعۃ :۹۔۱۰)

''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ پکارا جاوے واسطے نماز کے دن جمعہ کے پس جلدی کرو۔ طرف یاد اللہ کی اور چھوڑ دو سودا کرنا یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے پس جب تمام کی جاوے نماز پس پھیل جاؤ بیچ زمین کے اور چاہو فضل اللہ کے سے اور یاد کرو اللہ کو بہت تا کہ تم فلاح پاؤ''

سورۃ جمعہ کی آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ نے ''نماز'' کے لیے لفظ ''ذکر'' استعمال کیا ہے۔ جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس سے اگلی آیت یعنی نمبر ۱۰ میں خود ہی اللہ تعالیٰ نے لفظ ''ذکر'' کے معنی بیان کر دے ہیں کہ یہاں ''ذکر'' سے مراد مطلق ذکر نہیں بلکہ یہاں ''ذکر'' سے مراد ''نماز'' ہے۔

جیسا کہ اوپر قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو نماز سکھائی ہے تو کیا یہ نماز قرآن مجید میں اسی طریقہ سے ہے۔ تو اس کا جواب نفی میں ہے کہ جس طریقہ سے یا جتنی تعداد رکعات وغیرہ ہم پڑھتے ہیں یہ اسی طرح اس شکل وصورت میں ہمیں صرف نبی علیہ السلام کی صحیح حدیث ہی سے ملیں گیں اور یہاں منکرین حدیث کو اپنے باطل عقیدہ کی فکر اور اصلاح کرنا ہوگی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا انکار کر کے نماز کا طریقہ اور اس کے دوسرے ارکان اور شرائط کہاں سے حاصل کریں گے۔ تو لامحالہ ان کو نبی علیہ السلام کی حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑے گا نبی علیہ السلام کی صحیح حدیث سے ثابت شدہ طریقہ ہی اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا طریقہ ہے کیوں کہ حدیث بھی منزّل من اللہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو نماز سکھائی اور انہوں نے نبی ﷺ کو نماز سکھائی جیسا کہ جبرائیل کا رسول اللہ ﷺ کو نماز سکھانا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

﴿ حدثنا عبدالله بن مسلمة قال قرات عَلٰى مالك عن ابن شهاب ان عمر بن عبدالعزيز اخر الصلوٰة يوما فدخل عليه عروة بن الزبير فا خبره ان المغيرة ابن شعبة اخر الصلوٰة يوماً وهو بالعراق فدخل عليه ابومسعود الانصاری فقال ماهذا يا مغيرة اليس قد علمت ان جبريل عليه السلام نزل فصلی فصلی رسول الله صلی الله عليه وسلم ثم صلی فصلی رسول الله صلی عليه وسلم ثم صَلّٰى فَصَلّٰى رسول الله صلی الله عليه وسلم ثم صلی فصلی رسول الله صلی الله عليه وسلم ثم صلی فصلی رسول الله صلی الله عليه وسلم ثم قال بهذا امرت فقال عمر لعروة اعلم ما تحدث به او ان جبريل هوا قام رسول الله صلی عليه وسلم وقت الصلوٰة قال عروة كذلك كان بشير بن ابی مسعود يحدث عن ابيه قال عروة ولقد حدثتنی عائشة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم كان يصلی العصر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والشمس فی حجرتها قبل ان تظهر.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد ا "کتاب الصلوٰۃ" "کتاب مواقیت الصلوٰۃ" باب (۳۵۰) "مواقیت الصلوٰۃ وفضلها وقوله تعالٰی ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا وقته علیهم" حدیث نمبر ۴۹۵)

ترجمہ: "۔۔۔انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک دن (عصر کی نماز میں) دیر کی (اتنی کہ مستحب وقت گزر گیا) تو عروہ بن زبیر ان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک دن عراق کے ملک میں نماز میں دیر کی۔ تو ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ مغیرہ کے پاس گئے اور کہنے لگے مغیرہ یہ تم کیا کرتے ہو۔ تم کو معلوم نہیں کہ (معراج کی صبح کو) جبرئیل علیہ السلام (نماز سکھلانے کے لیے) اترے انہوں نے نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی' پھر انہوں نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی۔ پھر انہوں نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے پڑھی پھر انہوں نے نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا مجھ کو ایسا ہی حکم ہوا (یعنی ان وقتوں میں نماز پڑھنے کا) عمر بن عبدالعزیز نے عروہ سے کہا ذرا سمجھ لو تم حدیث بیان کرتے ہو۔ جبرئیل نے رسول اللہ ﷺ کے لیے نماز کے وقت مقرر کیے۔ عروہ نے کہا بشر بن ابی مسعود اپنے باپ سے ایسے ہی روایت کرتے تھے۔ عروہ نے کہا (خیر اس کو جانے دو) مجھ سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے۔ جب دھوپ ان کے حجرے میں رہتی اوپر نہ چڑھتی۔"

نبی علیہ السلام کے جبرئیل علیہ السلام سے نماز سیکھنے کی احادیث بخاری شریف کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی منقول ہیں۔

(ا) صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد ا "کتاب المساجد" باب "اوقات الصلوٰۃ الخمس"۔

(ب) سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا "کتاب الصلوٰۃ" باب "المواقیات" عن ابن عباسؓ

(ج) ترمذی شریف مترجم جلد نمبر ا "باب ماجآء فی مواقیت الصلوٰۃ عن النبیؐ "عن ابن عباسؓ جبرائیل نے دو دفعہ نبی علیہ السلام کی امامت کی۔

(د) سنن نسائی مترجم جلد نمبر ا "کتاب المواقیت" عن ابن مسعودؓ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ر) مؤطا امام مالک "کتاب وقوت الصلوۃ" عن ابومسعود عقبۃ بن عمرو انصاری۔

نبی علیہ السلام نے جبرائیل کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے نماز کی تعلیم پا کر اس کی تعلیم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دی کہ کون سی نماز کب اور کس طرح پڑھنی ہے اور آپ نے اس کی تعلیم اپنے قول وعمل اور تقریر سے دی۔ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

﴿.... صلوا کما رأیتمونی أصلی. الخ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد۱ "کتاب الاذان" باب ۴۰۸ "الاذان للمسافر اذا کانوا جماعة والاقامه." (حدیث ۱۰۱۔

ترجمہ: ''۔۔۔۔ جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھتے رہو آخر تک''

اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق نماز نہ پڑھنا اپنی نمازوں کو باطل کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ ایسا شخص ''بے نمازی'' ہی ہے جو نبی علیہ السلام کے طریقے کے مطابق اپنی نماز کو ادا نہیں کرتا۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ ''جیسے بھی کوئی نماز پڑھتا ہے اسے پڑھنے دو'' چنانچہ ایسے شخص کے اس مقولے کا رد بھی صحیح حدیث ہی سے ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿عن ابی هریرةؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل المسجد فدخل رجلٌ فصلی ثم جاء فسلم علی النبی صلی الله علیه وسلم فرد علیه النبی صلی الله علیه وسلم السلام فقال ارجع فصل فانک لم تصل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ارجع فصل فانک لم تصل ثلاثا فقال والذی بعثک بالحق ما احسن غیره فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوٰة فکبر ثم اقرأ ماتیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعاً ثم ارفع حتی تعتدل قائماً ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم ارفع حتی تطمئن جالسًا ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم افعل ذٰلک فی صلوتک کلها.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد۱ "کتاب الاذان" باب ۵۱۲ "امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعه و سجوده بالاعادة." حدیث ۷۵۶)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اتنے میں ایک شخص آیا (خلاد بن رافع) اس نے نماز پڑھی پھر آ کر آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جا پھر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گیا اور (پھر) نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی۔ پھر آ کر آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار یہی ہوا۔ آخر وہ کہنے لگا۔ قسم اس کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو بھیجا میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھے سکھلائیے تو پھر آپ نے فرمایا۔ جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ۔ پھر جو کچھ قرآن تجھ کو یاد ہو اور آسانی کے ساتھ پڑھ سکے وہ پڑھ۔ پھر اطمینان سے ٹھہر کر رکوع کر پھر سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائے۔ پھر اطمینان سے ٹھہر کر سجدہ کر پھر سجدے سے سر اٹھا اور اطمینان سے بیٹھ پھر دوسرا سجدہ اطمینان سے ٹھہر کر ادا کر پھر اسی طرح ساری نماز پڑھ۔"

چنانچہ ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے حکم کے مطابق جس طرح آپؐ نے نماز پڑھی اور پڑھنے کا حکم دیا ہے ہمیں بھی اسی طرح اپنی نماز پڑھنا ہوگی۔ بصورت دیگر ہماری نماز نہیں ہوگی۔

قارئین کرام! حنفی مقلدین جہاں اور کئی مسائل میں صحیح حدیث پر عمل کرنے سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ وہاں نماز بھی ان کے اس وطیرہ سے پاک نہیں ہے۔ حنفی مقلدین نماز کی ایک رکعت میں جن صحیح احادیث کے منکر ہیں ان میں سے بیشتر یہ ہیں۔

۱۔ نماز میں قیام کی حالت میں دونوں قدموں کو سیدھا اور برابر نہ رکھنا۔

۲۔ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کا کندھوں کے سامنے یا کانوں کے اوپر کے حصے کے مقابل نہ ہونا۔

۳۔ تکبیر تحریمہ کے وقت انگلیوں کو کھلا نہ رکھنا (یعنی سیدھا) بلکہ ان کو موڑے ہوئے رکھنا۔

۴۔ تکبیر تحریمہ کے وقت انگلیوں کو ملانا اور ان کو معمول سے زیادہ کشادہ کرنا۔

۵۔ ہاتھ سینے پر نہ باندھنا۔

۶۔ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنا۔

۷۔ فاتحہ کی قرأت میں ہر آیت پر وقفہ نہ کرنا۔

۸۔ فاتحہ کی قرأت ختم کر کے سکتہ نہ کرنا۔

۹۔ آمین بالجہر نہ کہنا۔

۱۰۔ رکوع کرتے وقت رفع الیدین نہ کرنا۔

۱۱۔ رکوع میں طمانینت کا خیال نہ کرنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہ کرنا۔

۱۳۔ سجدہ میں جاتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھنا۔

۱۴۔ سجدہ میں طمانینت کا خیال نہ کرنا۔

۱۵۔ دونوں سجدوں کے درمیان میں دعا کا نہ پڑھنا۔

۱۶۔ دونوں سجدوں کے بعد بغیر بیٹھے سیدھا کھڑا ہو جانا یعنی جلسہ استراحت نہ کرنا۔

۱۷۔ دونوں سجدوں سے اٹھتے وقت ہاتھوں کی بجائے گھٹنوں پر اعتماد کر کے اٹھنا۔

اس کتاب میں مذکورہ صورتیں اور ایسی ہی اور کئی صورتیں آپ ضرور ملاحظہ کریں گے ان شاء اللہ آپ سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں جو اچھائی پائیں تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھیں اور اگر کوئی غلطی پائیں تو اسے بحیثیت بشر میری غلطی سمجھیں اور آگاہ فرمادیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح ہو سکے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں قرآن مجید کے ساتھ ساتھ صحیح یا حسن حدیث ہی سے استدلال کروں۔ اِلّا یہ کہ مجھے کسی حدیث کی صحت کے بارے میں علم نہ ہو سکا ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کوشش کو شرف قبولیت بخشے اور یہ کوشش میری نجات کا ذریعہ بن جائے۔ آمین۔

قارئین کرام! اس کتاب کے شروع میں دو نامور اہل علم و عمل بزرگ شخصیات کی تقریظات کو بھی شامل کیا ہے' ان میں سے ایک تو شیخ الحدیث و مفتی محترم حافظ ثناء اللہ خان مدنی حفظ اللہ تعالیٰ' استاذ جامعہ لاہور الاسلامیہ اور دوسرے میرے مشفق بزرگ شیخ القرآن و مناظر اسلام سینئر نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری حفظ اللہ تعالیٰ' خطیب جامع مسجد ربانی اہل حدیث نزد بتی چوک شیخوپورہ کی ذات گرامی ہیں' کہ ان دونوں بزرگوں نے اس ضعیف عمری میں اور اپنی گوناگو مصروفیات کے باوجود کئی مواقع پر میری راہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت فرمائے اور ان کو جزاء خیر عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں محترم محمد جاوید محمدی صاحب' محمدی کیسٹ ہاؤس ۱۸ اردو بازار لاہور کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے اس مہنگائی کے دور میں اتنی بڑی کتاب کو شائع کرنے کی ذمہ داری قبول فرمائی اور یوں اللہ تعالیٰ) نے میری مالی مشکل کو بھی حل فرمادیا۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم محمد جاوید محمدی صاحب کے علم و عمل اور کاروبار میں برکت فرمائے اور ان کو اجر عظیم عطا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائے۔ آمین۔

نوٹ: اس کتاب میں شیخ الیاس فیصل حنفی کی کتاب ''نماز پیمبر ﷺ'' کا محاسبہ بھی کیا گیا ہے۔ اور الحمدللہ محققانہ انداز میں نماز کے مختلف مسائل کا جواب دیا گیا ہے۔

اخوكم في الدين

ابومحمد

محمد شفیق احمد ولد حاجی تاج دین کمبوہ مرحوم

بی کام' ایم اے' اسلامیات

جامع مسجد بیت الحمد (اہل حدیث) سکنہ قلعہ بلاقہ سنگھ (پیر گھرانہ)

کوٹ رادھا کشن تحصیل و ضلع قصور' پنجاب' پاکستان

یکم محرم الحرام ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۲۰۰۱ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب 1

کتاب الصلوٰۃ

ا۔ نماز ہر مومن مرد اور عورت پر فرض ہے

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نماز کو فرض کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

﴿فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○﴾ (سورۃ النساء ۱۰۳)

ترجمہ: ''پس جب تمام کر چکو تم نماز کو پس یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اوپر کروٹوں اپنی کے پس جب آرام پاؤ۔ پس سیدھا کرو نماز کو۔ تحقیق نماز ہے اوپر مسلمانوں کے لکھی ہوئی وقت مقرر کی ہوئی۔''

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

﴿عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لااله الا الله وان محمدارسول الله و اقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة والحج وصوم رمضان .﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ کتاب الایمان باب نمبر ۲ "قول النبیؐ بنی الاسلام علی خمس" ۔حدیث نمبر ۷)

ترجمہ: ''ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر اٹھائی گئی ہے۔ گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو درستی سے ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں

اللہ تعالیٰ نے دن رات میں ہم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے۔

﴿ عن انس بن مالک قال کان ابو ذر یحدث ان رسول الله ﷺ ... قال ابن شهاب فاخبرنی ابن حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاری کانا یقولان قال النبی صلی الله علیه وسلم ثم عرج بی حتی ظهرت لِمُسْتَوىً اسمع فیه صریف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالک قال النبی صلی الله علیه وسلم ففرض الله عزوجل علی امتی خمسین صلٰوة فرجعت بذلک حتی مررت علی موسٰی فقال مافرض الله لک علی امتک؟ قلت خمسین صلٰوة قال فارجع الی ربک فان امتک لا تطیق فراجعت فوضع شطرها فرجعت الٰی موسٰی قلت وضع شطرها فقال راجع ربک فان امتک لا تطیق ذلک فراجعت فوضع شطرها فرجعت الیه فقال ارجع الٰی ربک فان امتک لاتطیق ذلک فراجعته فقال هی خمس وهی خمسون لایبدل القول لدی فرجعت الٰی موسٰی فقال راجع ربک فقلت استحییت من ربی ثم انطلق بی حتی انتهی بی الی السدرة المنتهی وغشیها الوان لا ادری ما هی ثم اُدخلت الجنة فاذا فیها حبائل الؤلؤ واذا ترابها المسک. ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر۱ کتاب الصلوة باب نمبر۲۴۱ کیف فرضت الصلوة فی الاسراء حدیث نمبر۳۴۰)

ترجمہ: ''ابن شہاب سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا ابو ذر غفاریؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔۔۔ ابن شہاب نے کہا مجھ کو ابوبکر بن حزمؒ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عباسؓ اور ابوحبہ عامر بن عبد عمروؓ دونوں یوں کہتے تھے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا پھر جبریل علیہ السلام مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ میں ایک بلند ہموار مقام پر پہنچا وہاں میں قلم چلانے کی آواز سنتا تھا۔ ابن حزم اور انس بن مالک نے کہا نبی ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں (ہر رات دن میں) میں یہ حکم لے کر لوٹا جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے پوچھا کہ اللہ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں۔ انہوں نے کہا پھر اپنے مالک کے پاس لوٹ جا کیونکہ تیری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی پھر میں لوٹا (اور عرض کیا) اللہ نے کچھ نمازیں معاف کر دیں۔ پھر میں موسیٰ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ کچھ نمازیں معاف کر دیں۔ انہوں نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جا تیری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی۔ میں لوٹا۔ پھر اللہ نے کچھ معاف کر دیں پھر موسیٰ علیہ السلام پاس آیا انہوں نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جا۔ تیری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی پھر میں لوٹا (ایسا ہی کئی بار ہوا) آخر اللہ نے فرمایا وہ پانچ نمازیں ہیں اور حقیقت میں پچاس ہیں۔ میرے پاس بات نہیں بدلتی۔ پھر موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے کہا اپنے مالک کے پاس لوٹ جا میں نے کہا اب مجھے اپنے مالک سے (عرض کرنے میں) شرم آتی ہے۔ پھر جبریل مجھ کو لے کر چلے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک مجھ کو پہنچایا اور کئی طرح کے رنگوں نے اس کو ڈھانک لیا تھا۔ میں نہیں جانتا وہ کیا تھے پھر مجھ کو جنت میں لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں وہاں موتیوں کے ہار ہیں وہاں کی مٹی مشک ہے۔"

نوٹ۔ طوالت کے خوف سے اس حدیث کا حصہ بغرض ضرورت ذکر کیا ہے۔

صحیح مسلم شرح نووی میں اس طرح ہے۔

﴿عن ابی هريرةؓ ان رسول الله ﷺ قال الصلوٰت الخمس والجمعة الى الجمعة كفارات لمابينهن مالم تغش الكبائر﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۱ کتاب الطهارة باب فضل الوضوء فی الصلوة عقبه)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے۔"

صحیح بخاری میں ہے۔

﴿عن ابی هريرةؓ انه سمع رسول الله ﷺ يقول ارائيتم لو ان نهرا بباب احد كم يغتسل فيه كل يوم خمسا ما تقول ذٰلك يبقى من درنه قالوا لا يبقى من درنه شيئاً قال فذلك مثل الصلوٰت الخمس يمحوا لله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بها الخطایا ﴾.

صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ "الکتاب مواقیت الصلوۃ" باب نمبر ۳۵۵ "الصلوت الخمس کفارۃ للخطایا اذا صلاهن لوقتهن فی الجماعة وغیر ها" حدیث نمبر ۵۰۱)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے بھلا بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر پانی کی نہر بہتی ہو وہ ہر روز اس میں پانچ بار نہایا کرے۔ تم کیا سمجھتے ہو یہ پانچ بار ہر روز نہانا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رکھے گا۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ ذرا بھی میل نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا پس یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہ مٹادے گا۔"

۳۔ کتنی عمر ہو جانے پر نماز پڑھنے کا حکم دینا چاہیے

﴿وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول الله ﷺ مروا اولادکم بالصلوۃ وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین وفرقوا بینهم فی المضاجع رواه ابو داؤد وکذا رواه فی شرح السنة عنه وفی المصابیع عن سبرة بن معبد ﴾.

(مشکوۃ مترجم جلد نمبر ۱ کتاب الصلوۃ فصل دوم حدیث نمبر ۹۲۶/۹)

ترجمہ: " عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔ جبکہ وہ سات برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو اور وہ دس برس کے ہوں اور خوابگاہوں میں انکو الگ الگ کر دو۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اسی طرح روایت کیا اس کو شرح السنہ میں اسی سے اور مصابیح میں ہے سبرہ بن معبد سے۔"

اس حدیث کے مطابق والدین کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو نماز کا حکم کریں اور اس پر عمل کرائیں۔

۴۔ نماز صرف عاقل پر فرض ہے مجنون اس سے مستثنیٰ ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔

﴿یاایها الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَقُوْلُوْنَ......o ﴾ (سورۃ النساء:۴۳)

ترجمہ:''اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت نزدیک جاؤ نماز کے اور ہو تم مست یہاں تک کہ جانو کیا کہتے ہو۔۔۔۔''

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں ہے۔

''اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے روک رہا ہے کیونکہ اس وقت نمازی معلوم نہیں کرسکتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔''اس کے آگے ابن کثیرؒ ابن ابی حاتم کی روایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔''عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دعوت کی لوگ گئے کھانا کھایا پھر شراب پی اور مست ہو گئے اتنے میں نماز کا وقت آ گیا ایک شخص کو امام بنایا اس نے نماز میں سورۃ ''قل یایھا الکافرون'' میں اسطرح پڑھا۔

﴿مَااَعْبُدُ مَاتَعْبُدُوْنَ . وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَاتَعْبُدُوْنَ﴾

اس پر یہ آیت (وانتم سکاریٰ والی) اتری اور نشے کی حالت میں نماز پڑھنا منع کر دیا گیا۔

یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے اور حسن ہے۔''تفسیر ابن کثیر میں ایک دوسری روایت اس طرح ہے۔

''ابن جریر کی روایت میں ہے کہ علیؓ اور عبدالرحمٰنؓ اور تیسرے ایک اور نے شراب پی اور عبدالرحمٰن نماز میں امام بنائے گئے اور قرآن کی قرأت خلط ملط کر دی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابوداؤد اور نسائی میں بھی یہ روایت ہے۔''

ابن جریر کی ایک دوسری روایت کے مطابق علیؓ نے امامت کی اور جس طرح پڑھنا چاہیئے تھا نہ پڑھ سکے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں ہے۔

''عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے امامت کرائی اور اس طرح پڑھا۔''

﴿قُلْ یَاَیُّھَا الْکَافِرِیْنَo اَعْبُدُ مَاتَعْبُدُونo وَاَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَااَعْبُدُہٗo وَاَنَا عَابِدٌ مَاعَبَدْتُمْ o لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِo

پس یہ آیت نازل ہوئی اور اس حالت میں نماز پڑھنا حرام کر دیا گیا۔

(تفسیر ابن کثیر پ نمبر ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۴۳)

نشے کی حالت جو کہ ایک عارضی کیفیت ہوتی ہے میں نماز پڑھنے سے منع فرما دیا گیا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ نبی علیہ السلام نے اونگنے کی صورت میں بھی نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں مذکورہ آیت کی تفسیر میں ہے۔ ''مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی اونگھنے لگے اور ہو وہ نماز میں تو اسے چاہیے کہ وہ لوٹ جائے اور سو جائے جب تک کہ وہ جاننے لگے جو کچھ کہہ رہا ہے بخاری اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے اور اس کے بعض طرق میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ممکن ہے کہ چاہے تو وہ اپنے لیے استغفار کرنا لیکن زبان سے اس کے خلاف نکلے۔''

ابوداؤد میں ہے۔

﴿حدثنا القعنبی عن مالک عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشةؓ زوج النبی صلی الله علیه وسلم ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اذا نَعِسَ احدکم فی الصلوٰة فلیرقد حتی یذهب عنه النوم فان احدکم اذا صلی وهو ناعسٌ لعله یذهب یستغفر فیسب نفسه.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر۱ "تفریع ابواب صلوٰة السفر" باب نمبر۴۶۰ "النعاس فی الصلوٰة" حدیث نمبر۱۲۹۶)

ترجمہ: ''امی جی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اونگھنے لگے نماز میں تو سو رہے۔ یہاں تک کہ اس کی نیند بھر جاوے کیونکہ اگر اونگھنے میں نماز پڑھے گا تو شاید وہ استغفار کرنے لگے اور زبان سے بددعا نکلے اپنے واسطے۔''

اسی باب کی حدیث نمبر۱۲۹۸ میں ہے۔

ترجمہ: ''انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے دیکھا تو ایک رسی بندھی ہوئی ہے۔ دوستونوں کے بیچ میں۔ پوچھا یہ کیوں۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ رسی حمنہ بنت جحش کی ہے۔ وہ نماز پڑھا کرتی ہیں جب تھک جاتی ہیں تو اس رسی سے لٹک جاتی ہیں (پر بیٹھ کر نہیں پڑھتیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنی طاقت ہو وہاں تک نماز پڑھے جب تھک جاوے تو بیٹھ جاوے زیادہ روایت میں یوں ہے آپ نے پوچھا یہ رسی کیسی۔ لوگوں نے کہا زینب کی ہے وہ نماز پڑھا کرتی ہیں۔ جب سست ہو جاتی ہیں یا تھک جاتی ہیں تو اس کو تھام لیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کو کھول ڈالو۔ ہر ایک تم میں سے جہاں تک خوشی سے جی لگے نماز پڑھے۔ جب سست ہو جاوے یا تھک جاوے تو بیٹھ جاوے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا جب نشے اور نیند کی حالت میں نماز پڑھنا منع ہے تو پھر اس شخص کے لیے جو مجنون ہے اور اپنے حواس کھو چکا ہے کیونکر نماز پڑھنا جائز ہوگا۔ لہٰذا ایسے شخص سے نماز کی فرضیت ساقط ہو جائے گی اور وہ نماز پڑھنے سے مستثنٰی ہوگا۔ (واللہ اعلم)

اور صحیح بخاری میں ہے۔

﴿.....وقال عليٌّ الم تعلم ان القلم رفع عن ثلثه عن المجنون حتى يفيق وعن الصبى حتى يدرك وعن النآئم حتى يستيقظ وقال عليٌّ وكل طلاق جائز الا طلاق المعتوه.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر۳ "كتاب الطلاق" باب نمبر۱۲۶ "اطلاق فى الاغلاق والكره...الخ")

ترجمہ: ''.....اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اس کو بغوی نے مجدیات نے وصل کیا) عمر رضی اللہ عنہ کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ تین آدمی مرفوع القلم ہیں (یعنی ان کے اعمال نہیں لکھے جاتے) ایک دیوانہ جب تک سیانا نہ ہو جائے دوسرا بچہ جب تک جوان نہ ہو تیسرا سونے والا جب تک بیدار نہ ہو اور علیؓ نے یہ بھی فرمایا ہر ایک طلاق پڑ جائے گی مگر نادان بیوقوف کا (جیسے دیوانہ بالغ نشے میں ست وغیرہ کا)

۵۔ بے ہوشی کے عالم میں قضاء ہونے والی نمازوں کا بیان

مؤطا امام مالکؒ میں ہے۔

﴿عن نافع ان عبدالله بن عمرؓ اغمى عليه فذهب عقله فلم يقض الصلوٰة﴾ (مؤطا امام مالکؒ مترجم "كتاب الصلوة" باب نمبر۵ "جامع الوقوت" حدیث نمبر۲۴ صفحہ نمبر۲۴)

ترجمہ: ''نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ بے ہوش ہو گئے ان کی عقل جاتی رہی پھر انہوں نے نماز کی قضا نہ پڑھی۔''

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری دانست میں وقت نماز کا جاتا رہا ہوگا۔ کیونکہ جو شخص ہوش میں آجائے اور وقت باقی ہو تو وہ نماز پڑھ لے۔''

مؤطا امام محمدؒ میں بھی مذکورہ بالا حدیث اس طرح آئی ہے۔

﴿اخبرنا مالک حدثنا نافع عن ابن عمر انه أغمى عليه ثم افاق فلم يقض الصلوٰة﴾ (موطا امام محمدؒ مترجم "كتاب الصلوة" باب ۸۴ "صلوة المغمى عليه" حدیث ۲۷۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا نافع نے کہ عبداللہ بن عمرؓ ایک دن بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو آپ نے نماز قضا نہیں کی۔''

﴿قال محمد وبهذا ناخذ اذا اغمي عليه اكثر من يوم وليلة واما اذا اغمي عليه يوما وليلة او اقل قضى صلوته بلغنا عن عمار بن ياسر انه اغمي عليه اربع صلوات ثم افاق فقضى اخبرنا بذلك ابو معشر المدني عن اصحابه.﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''امام محمدؒ کہتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے جب ایک دن رات سے زیادہ بے ہوش رہے تو قضا نہ کرے۔ لیکن اگر ایک رات دن یا اس سے کم میں بے ہوش رہے تو اپنی نماز قضا کرے۔ ہمیں عمار بن یاسرؓ سے روایت پہنچی ہے کہ وہ اپنی چار نمازوں میں بے ہوش رہے جب ہوش میں آئے تو انہوں نے تمام نمازیں قضا کیں۔ ہمیں ابو معشر مدنی نے عمار بن یاسرؓ کے اصحاب سے اس کی خبر دی۔''

بے ہوش شخص کی قضاء نمازوں کا یہی طریقہ صحیح معلوم ہوتا ہے (واللہ اعلم)

٦۔ نمازوں کی حفاظت کرنے کی تاکید

اسلام میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا اور اہم عمل نماز پڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے بعد سب سے زیادہ نماز قائم کرنے پر زور دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں نمازوں کی حفاظت کرنے کے بارے میں اس طرح تاکید فرماتے ہیں۔

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ٥﴾

(سورۃ البقرۃ: ٢٣٨)

ترجمہ: ''محافظت کرو او پر سب نمازوں کے اور نماز بیچ والی پر (یعنی عصر) اور کھڑے ہو واسطے اللہ کے چپکے''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ٥ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥﴾ (سورۃ المؤمنون ٩ تا ١١)

ترجمہ: ''اور وہ جو اوپر نمازوں اپنی کے محافظت کرنے والے ہیں یہ لوگ وہی ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارث جو ورثہ لیویں گے بہشت وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰئِكَ فِي جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ○

(سورۃ المعارج: ۳۴٬۳۵)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ کہ وہ اوپر نماز اپنی کے محافظت کرنے والے ہیں یہ لوگ بیچ بہشتوں کے ہیں تعظیم کیے گئے۔''

ایک دوسرے مقام پر حفاظت نماز کو ایمان والوں کی صفت بیان فرمائی ہے۔

﴿وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ ... وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○﴾ (سورۃ الانعام: ۹۲)

ترجمہ: ''اور یہ کتاب ہے اتارا ہے ہم نے اس کو برکت والی ۔۔۔ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں ساتھ آخرت کے ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کے اور وہ اوپر نماز اپنی کے حفاظت کرتے ہیں۔''

حدیث میں ہے۔

﴿حدثنا محمد بن حرب الواسطي نايزيد يعني ابن هارون انا محمد بن مطرف عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن عبدالله الصنابحي قال زعم ابو محمد ان الوتر واجب فقال عبادة بن الصامت كذب ابو محمد اشهد اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خمس صلواتٍ افترضهن الله عزوجل من احسن وضوء هن و صلاهن لوقهن واتم ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد ان يغفرله ومن لَّمْ يفعل فليس له على الله عهد ان شاءَ غفرله وان شاءَ عذبه.﴾

(سنن ابوداؤد۔ مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الصلوۃ" باب نمبر ۱۵۸ "المحافظة على الصلوة" حدیث نمبر ۴۲۴)

ترجمہ: ''ابو محمد نے کہا وتر واجب ہے (ابو محمد صحابی ہیں نام ان کا مسعود بن زید ہے۔ یا مسعود بن اوس یا قیس بن عبایہ۔ جب یہ بات عبادۃ بن صامت کو پہنچی) عبادہ بن صامتؓ نے کہا کہ ابو محمد نے غلط کہا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے تھے پانچ نمازیں ہیں جن کو فرض کیا اللہ عزوجل نے جو شخص اچھی طرح ان کے واسطے وضو کریگا اور وقت پر ہر ایک کو ادا کرے گا اور رکوع پورا کرے گا اور خشوع سے پڑھے گا۔ تو اللہ جل جلالہ پر اس کا عہد ہوگا مغفرت کا اور جو ایسا نہ کرے گا اس کا عہد اللہ پر نہیں ہے۔ چاہے اس کو بخشے چاہے عذاب کرے۔''

۷۔ نمازوں کو برباد کرنے والوں کا انجام

اللہ تعالیٰ نے جہاں نمازوں کو قائم کرنے والوں اور ان کی حفاظت کرنے والوں کے لیے انعام واکرام کا ذکر فرمایا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے نمازوں کو ضائع کرنے اور ان کی حفاظت نہ کرنے والوں کے بارے میں بڑی سخت قسم کی وعید بھی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح فرماتے ہیں۔

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَاُولٰئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ○﴾ (سورۃ مریم: ۵۹۔۶۰)

ترجمہ: ''پس جانشین ہوئے پیچھے ان کے برے لوگ کہ ضائع کیا انہوں نے نماز کو اور پیروی کی خواہشوں کی پس ملاقات کریں گے ''غیا'' کی۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کیا اچھا پس یہ لوگ داخل ہوں گے بہشت میں اور نہ ظلم کیے جاویں گے کچھ۔''

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ○﴾ (سورۃ الماعون: ۴ تا ۶)

ترجمہ: ''پس وائے ہے واسطے ان نماز پڑھنے والوں کے وہ نماز اپنی سے بے خبر ہیں۔ وہ جو دکھلاتے ہیں لوگوں کو۔''

حدیث میں آتا ہے۔

﴿وروی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی الصلوات لوقتها واسبغ لها وضوءها واتم لها

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامها وخشوعها ورکوعها وسجودها خرجت وهی بیضاء مسفرة تقول حفظک الله حفظتنی ومن صلاها لغیر وقتها ولم یسبغ لها وضوء هاولم یتم لها خشوعها ولا رکوعها ولا سجودها خرجت وهی سوداء مظلمة تقول ضیعک الله کما ضیعتنی حتی اذا کانت حیث شاء الله لفت کما یلف الثوب الخلق ثم ضرب بها وجهه رواه الطبرانی فی الاوسط وتقدم فی باب الصلوٰت الخمس حدیث ابی الدرداء وغیره»

(بحوالہ "الترغیب والترھیب" عربی جلدا "کتاب الصلوۃ" باب "الترغیب فی الصلوۃ فی اول الوقت" ص ۲۵۸ حدیث ۱۱)

ترجمہ: ''انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز کو اس کے وقت پر پڑھا اور اس کا وضو بھی اچھی طرح کیا اور اس کا قیام بھی پورا کیا اور اس کا خشوع خضوع اور رکوع اور سجودہ بھی اس کا پورا کیا تو جب وہ نماز رخصت ہوتی ہے تو سفید، پھر وہ نماز اس نمازی کو کہتی ہے جس طرح تو نے میری حفاظت کی ہے اللہ اسی طرح تیری حفاظت کرے اور جس شخص نے نماز کو اس کا وقت ٹال کر پڑھا اور اس کا وضو بھی سنوار کر نہ کیا اور خشوع اور خضوع بھی نہ کیا اور رکوع اور سجدہ بھی پورا نہ کیا تو جب وہ نماز رخصت ہوتی ہے تو کالی بھجنگ ہوتی ہے۔ پھر وہ اس کو کہتی ہے جس طرح تو نے مجھے برباد کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے۔ یہاں تک کہ جب تھوڑی سے اونچی ہوتی ہے جس قدر اللہ کو منظور ہو۔ پھر اس نماز کو چیتھڑوں میں لپیٹ کر (فرشتے) اس نمازی کے منہ پر مار دیتے ہیں۔''

۸۔نمازوں پر ہیشگی اختیار کرنا

قارئین کرام! اکثر لوگ ایسے ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ باقاعدگی سے نمازیں پڑھا کریں اپنی نمازوں کا خیال رکھا کریں۔ پانچوں نمازیں صحیح طرح وقت پر ادا کریں تو ان میں سے کئی ایسے بھی ہوتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ''ہم صبح (فجر) کی نماز تو ضرور پڑھتے ہیں'' اور ان میں سے کئی ایسے بھی ہیں جو دو تین نمازیں پڑھ لیتے ہیں اور باقی پھر چھوڑ دیتے ہیں یا پھر کئی ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہفتے بعد جمعہ کی نماز ضرور پڑھتے ہیں۔ تو ایسی نمازوں اور ایسے نمازیوں کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کبھی نماز پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی۔ یا ایک دو پڑھ لیں اور باقی پھر چھوڑ دیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اللہ تعالیٰ کو تو ایسی نمازوں کی ضرورت ہے جو ہمیشہ ساری پڑھی جائیں اور ایسے ہی نمازیوں کی ضرورت ہے جو اپنی نمازوں پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی بات کا تقاضا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کا حکم دیا ہے۔

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝﴾

(سورۃ المعارج:۱۹تا۲۳)

ترجمہ: ''تحقیق آدمی پیدا کیا گیا ہے بے صبر۔ جب لگتی ہے اس کو برائی اضطراب کرنے والا ہے اور جب لگتی ہے اس کو بھلائی منع کرنے والا ہے۔ مگر نماز پڑھنے والے۔ وہ جو اوپر نماز اپنی کے ہمیش رہنے والے ہیں۔''

لہٰذا ''کبھی کبھی'' کی نماز پڑھنے والے نمازیوں سے گزارش ہے کہ اپنی نمازوں پر ہمیشگی اختیار کریں۔

۹۔ نماز ''قائم'' کرنے اور ''پڑھنے'' میں کیا فرق ہے؟

قرآن مجید نے جہاں کہیں نماز کا ذکر کیا ہے وہاں اکثر جگہ پر لفظ ''صلوٰۃ'' کے ساتھ ''اقیموا'' کا لفظ آیا ہے۔ یعنی جس کا مطلب ہے ''نماز قائم کرنا'' چنانچہ جب قرآن مجید کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ''نماز قائم'' کرنے کا حکم جا بجا ملتا ہے۔ نبی علیہ السلام صحابہ کرام اور سلف امت سے ''قائم'' کے درج ذیل معنی منقول ہیں۔

(۱) نبی علیہ السلام کے ایک فرمان میں صف بندی کو "اقامۃ الصلوٰۃ" کہا گیا ہے۔

﴿عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما جعل الامام لیوتم بہ فلا تختلفوا علیہ فاذا رکع فارکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنالک الحمد واذا سجد فاسجدوا واذا صلی جالسا فصلوا جلوسا اجمعون واقیموا الصف فی الصلوٰۃ فان اقامۃ الصف من حسن الصلوٰۃ.﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر۱ "کتاب الاذان" باب نمبر۴۶۴ "اقامۃ الصف من تمام الصلوۃ" حدیث ۶۸۵)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ تو اس سے اختلاف نہ کرو۔ جب وہ رکوع کرے تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم ربنا لك الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی سب بیٹھ کر پڑھو اور نماز میں صف برابر رکھو اس لیے کہ صف برابر کرنا نماز کا حسن ہے۔"

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

﴿عن انس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال سووا صفوفکم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلوٰة.﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۶۸۶)

ترجمہ: "انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا اپنی صفیں برابر کرو۔ کیونکہ صف برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے۔"

(ب) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرائض نماز بجالانا۔ رکوع، سجدہ، تلاوت خشوع اور توجہ کو قائم رکھنا نماز کو قائم کرنا ہے۔

(ج) قتادہؒ کہتے ہیں وقتوں کا خیال رکھنا۔ وضو اچھی طرح کرنا رکوع سجدہ پوری طرح کرنا۔ اقامت صلوٰۃ ہے۔

(د) مقاتلؒ کہتے ہیں وقت کی نگہبانی کرنا۔ کامل طہارت کرنا۔ رکوع سجدہ پورا کرنا۔ تلاوت اچھی طرح کرنا۔ التحیات اور درود پڑھنا اقامت صلوٰۃ ہے۔

"قائم" کے معنی اوپر جو نمبر "ب" سے "د" میں بیان ہوئے ہیں ان کو حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر ابن کثیر پہلا پارہ اور سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲ "ویقیمون الصلوٰة ومما رزقنا هم ينفقون" کے بیان میں نقل کیے ہیں۔

جس طرح قرآن مجید میں "اقیموا الصلوٰة" کا لفظ آیا ہے اسی طرح حدیث میں بھی "اقامة الصلوٰة" کا لفظ آیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿بنی الاسلام علی خمس .... واقامة الصلوٰة الخ﴾ (بخاری شریف)

یہ حدیث مکمل عربی متن اور اردو ترجمہ کے ساتھ اس سے قبل "نماز ہر مرد اور عورت پر فرض ہے" کے عنوان میں گذر چکی ہے۔

لیکن بعض "بدنصیب" ایسے بھی ہیں جو صرف اس زعم میں مبتلا ہیں کہ قرآن مجید میں صرف لفظ "قائم" کرنا آیا ہے یعنی نماز قائم کرنے کا حکم ہے۔ نہ کہ نماز "پڑھنے" کا حکم ہوا ہے۔ چنانچہ کئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے کہیں بھی نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا ہے۔

قارئین کرام! اگرچہ قرآن مجید نے نماز قائم کرنے کا حکم اور زور دیا ہے اور حدیث میں بھی اسی بات پر زور دیا گیا ہے کہ نماز قائم کی جائے۔ لیکن نماز پڑھنے کا حکم بھی قرآن اور حدیث میں ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝﴾ (سورۃ الکوثر:۲)

ترجمہ ''پس نماز پڑھ واسطے پروردگار اپنے کے اور قربانی کر۔''

اور صحیح حدیث میں ہے۔

﴿صلوا کما رأیتمونی اصلی﴾ (بخاری شریف۔"کتاب الاذان" عن مالک بن حویرثؓ)

ترجمہ: ''جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھتے رہو۔''

اور ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے۔

﴿عن ابی امامة یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یخطب فی حجة الوداع فقال اتقوا الله ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شهرکم وادوا زکٰوة اموالکم واطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنة ربکم قال قلت لابی امامة منذ کم سمعت هذا الحدیث قال سمعت وانا ابن ثلثین سنه وقال حدیث حسن صحیح﴾

(ترمذی مترجم جلد نمبرا "کتاب الصلوٰة" باب "اخیر ابواب الصلوٰة" صفحہ نمبر ۲۴۰)

ترجمہ: ''روایت ہے ابو امامہ سے کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے جب خطبہ پڑھتے تھے حج الوداع کا فرماتے تھے ڈرو تم اللہ سے جو رب ہے تمہارا اور پانچ نمازیں پڑھو اور روزے رکھو اپنے مہینے کے اور ادا کرو زکوٰۃ اپنے مالوں کی اور اطاعت کرو اپنے صاحب حکومت کی داخل ہو جاؤ گے اپنے رب کی جنت میں ۔۔۔۔ ابو عیسیٰ نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

لہٰذا جب قرآن اور حدیث میں نماز کے لیے لفظ ''قائم'' اور ''صلوۃ'' یعنی پڑھنا دونوں ارد ہوئے ہیں تو پھر ''ترک نماز'' کی آڑ میں ''تارکین صلوٰۃ'' کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ رآن مجید میں صرف ''قائم'' کرنے کا حکم ہے ''پڑھنے'' کا لفظ کہیں نہیں آیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام! اس کے دو جواب اس طرح بھی دیئے جاسکتے ہیں۔ پہلا جواب اس کا یہ ہے کہ خود ''قائم'' کا لفظ بڑا وسیع معنی اور مفہوم رکھتا ہے۔ چنانچہ نماز ''پڑھنا'' کے معنی خود اس لفظ ''قائم'' میں شامل ہیں۔ کیونکہ ''قائم'' کرنے کا مطلب ''پڑھنا'' ہی ہے نہ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ''نماز کو پکڑ کر کھڑا رہے۔''

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ نماز ''پڑھنے'' کے حکم کے بارے میں سب سے بڑی دلیل وہ ہے جس کو قرآن مجید نے بزبانِ ''تارکین نماز'' ہی نقل فرمایا ہے۔ قیامت کے دن جب فیصلے کے بعد جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو انہی ''بے نمازی مجرمین'' سے اہل جنت اس طرح سوال کریں گے۔

﴿فِيْ جَنّٰتٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝﴾

(سورہ المدثر: ۴۰ تا ۴۲)

ترجمہ: ''بیچ جنت کے ہونگے پوچھتے ہوں گے۔ مجرموں سے کیا چیز لے گئی تم کو بیچ دوزخ کے۔''

تو یہی ''تارکین نماز کے مجرم'' یک زبان ہو کر بولیں گے۔

﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝﴾ (سورۃ المدثر: ۴۳)

ترجمہ: ''کہیں گے کہ نہ تھے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے۔''

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہی ہیں وہ تارک صلوٰۃ کے مجرم جو آج اس دنیا میں یہ بہانہ لگا کر تارک صلوٰۃ کے مجرم بنے بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نماز ''قائم'' کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ نماز ''پڑھنے'' کا۔ تو یہ قیامت کا دن ہے کہ اب یہ بھی مجرم یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم نماز نہیں ''پڑھا'' کرتے تھے نہ کہ یہ کہیں گے کہ ہم ''نماز نہیں قائم'' کرتے تھے۔ لہٰذا گزارش ہے ایسے احباب سے کہ ایسے حیلے بہانوں سے تارک صلوٰۃ کے مجرم نہ بنیں بلکہ نمازوں کو ''پڑھ'' کر ''قائم'' کریں۔ قرآن مجید کی منشاء ''قائم'' کرنا ہی ہے اور یہ ''پڑھنے'' ہی سے حاصل ہوگی نہ کہ نماز کو ''پکڑ کر کھڑے'' ہونے سے ''قائم'' ہوگئی اور پھر قرآن مجید نے ''حافظو'' کے لفظ بھی استعمال کیے ہیں جس کے معنی بھی ''پڑھنے'' ہی کے کیے جائیں گے نہ کہ اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ''ایک چوکیدار کی طرح نماز کی حفاظت کی جائے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ قیامت کے دن تارک نماز کا مجرم قارون، ھامان، فرعون اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا

﴿عن عبدالله بن عمرو بن العاص عن النبي صلى الله عليه وسلم انه ذكر الصلوة يوما فقال من حافظ عليها كانت له نوراً و برهانا ونجاة يوم القيامة ومن لم يحافظ عليها لم تكن له نوراً ولا برهاناً ولانجاة وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وابى بن خلف راوه احمد والدارمي والبيهقي في شعب الايمان.﴾

(بحوالہ مشکاۃ المصابیع تحقیق محمد ناصر الدین الالبانی عربی جلد اول "کتاب الصلوۃ" فصل نمبر ۳)

("الترغیب الترھیب" عربی جلد نمبر ۱ "کتاب الصلوۃ" میں بھی یہ حدیث ہے)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی ﷺ نے نماز کا ذکر کیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا جو شخص نماز پر محافظت کرتا ہے۔ (یعنی ہمیشہ پابندی سے پڑھتا ہے) تو اس کے لیے (یہ نماز ایمان کے) نور (کی زیادتی) اور (ایمان کے کمال کی واضع) دلیل اور قیامت کے دن (وسیلہ) نجات ہوگی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہیں کرے گا تو اس کے لیے قیامت کے دن (نماز) نہ دلیل، نہ نور اور نہ ہی (باعث) نجات ہوگی اور وہ (بے نمازی) قیامت کے دن قارون، فرعون، ھامان اور ابی بن خلف کے ساتھ (جہنم میں) ہوگا۔''

امام ابن قیمؒ نے "کتاب الصلوٰۃ" میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

''تارک نماز کا خاص طور پر ان چار آدمیوں کے ساتھ ہونے کے ذکر کیے جانے کا سبب یہ ہے کہ یہ چاروں کفر کے سردار ہیں۔ یہاں پر ایک واضع اشارہ ہے کہ تارک نماز۔ مال، ملک اور ریاست یا تجارت کی مشکلات کی بنا پر نماز ترک کرتا ہے۔ مال کے ''سبب نماز ترک کرنیوالا قارون، ملک کے سبب نماز ترک کرنے والا۔ فرعون، ریاستی ذمہ داریوں کے سبب نماز ترک کرنے والا (وزیر مملکت) ہامان اور تجارتی مجبوریوں کی خاطر (کافر عرب تاجر) ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اقتباس از ''اسلام میں ترک نماز کا حکم'' اردو ترجمہ کتاب محمد ابو سعید الیار بوزی آف ترکی' اردو ترجمہ کیا ہے ڈاکٹر خالد ظفر اللہ صاحب نے۔)

ترکِ نماز کا گناہ اور تارک نماز کا حکم

۱۱۔ کلمہ گو مشرک کے بیان میں

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص کلمہ پڑھتا ہے وہ شرک نہیں کرسکتا ہے۔ لہٰذا اسے مشرک نہیں کہنا چاہیے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے کلمہ گو کو بھی شرک سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝﴾ (سورۃ النسا: ۴۸)

ترجمہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں معاف کرتا اور اس کے سوا جو چاہے بخش دے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اُس نے بڑا طوفان باندھا''

اور صحیح حدیث میں ہے۔

﴿عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتانی آتٍ من ربی فاخبرنی او قال بشرنی انه من مات من امتی لا یشرک بالله شیئاً دخل الجنة فقلت وان زنٰی وان سرق قال وان زنٰی وان سرق.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد ۱ ''کتاب الجنائز'' باب ۷۸۵ ''ماجاء فی الجنائز ومن کان اخر کلامه لا اله الا الله۔'' حدیث ۱۱۶۴)

ترجمہ: ''ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس (خواب میں) ایک آنے والا (فرشتہ) میرے مالک کے پاس سے آیا اس نے بیان کیا یا کہا مجھے بشارت دی کہ میری امت میں سے جو کوئی اس حال میں مرجائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ بہشت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا وہ زنا کرے گو وہ چوری کرے۔ آپ نے فرمایا گو وہ زنا کرے گو وہ چوری کرے۔''

مندرجہ بالا آیت اور حدیث میں ''کلمہ گو'' کو یہ کہا گیا ہے کہ اگر وہ ''شرک کے علاوہ اور کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہ کر بیٹھے تو اللہ چاہے تو اس کے ان گناہوں کو معاف فرما دیں گے اور اس کو جنت میں داخل فرما دے گا۔'' لیکن شرک کو بغیر سچی توبہ کیے اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا۔ تو لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ کوئی ''کلمہ گو'' شرک نہیں کر سکتا یا یہ کہ کسی ''کلمہ گو'' کو مشرک نہیں کہنا چاہیے۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (سورۃ یوسف:۱۰۶)

ترجمہ: ''ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں تفسیر ابن کثیر میں ہے۔

''حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک بیمار کے پاس گئے اس کے بازو پر ایک دھاگا بندھا ہوا دیکھا کہ آپ نے اسے توڑ دیا اور یہی آیت پڑھی کہ ایماندار ہوتے ہوئے بھی مشرک ہوئے جاتے ہو۔''

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے پتہ چلتا ہے آپ نے جس شخص کو یہ آیت پڑھ کر سنائی تھی وہ ''کلمہ گو'' ہی تھا (واللہ اعلم) تفسیر ابن کثیر ہی میں اس سے آگے یہ بھی ہے۔

''حدیث شریف میں ہے اللہ کے سوا دوسرے نام کی جس نے قسم کھائی وہ مشرک ہو گیا۔ (ترمذی)'' اور یہ بھی۔ ''نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ جھاڑ پھونک ڈورے' دھاگے اور جھوٹے تعویذ شرک ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو توکل کے باعث سب سختیوں سے دور کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد وغیرہ)''

قارئین کرام! آپ اپنے اردگرد کے ماحول پر نظر دوڑائیں تو ہمارے ایسے ''کلمہ گو'' لوگوں کے معاشرے میں ہمیں مندرجہ بالا ساری برائیاں نظر آتی ہیں جن کو حدیث میں شرک کہا گیا ہے۔ مثلاً۔ اللہ کے علاوہ غیر کی قسم کھانا جیسے ''قسم غوث پاک'' کی یعنی عبدالقادر جیلانی کی وغیرہ اور پھر تعویذ دھاگے بھی ہمارے اس معاشرے میں عام ہیں اور پھر یہ برائیاں اس ''کلمہ گو'' معاشرے کی ''اکثریت'' میں موجود ہیں تو کیا ایسے لوگوں کے ایمان کے بارے میں کیا کہنا چاہیے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (سورۃ یوسف: ۱۰۶)

ترجمہ: ''ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ تارک نماز کلمہ گو مشرک ہے

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اکثر لوگ ایسے بھی ہیں جو مسلمان ہونے کے باوجود شرک کرتے ہیں۔ چنانچہ کلمہ گو لوگ جو شرک کرتے ہیں ان میں سے ایک ''تارک نماز'' بھی ہے چنانچہ ''تارک نماز'' کے بارے میں آقا نے اپنی کتاب قرآن مجید میں اس طرح فرمایا ہے۔

﴿فَاَقِمْ وَجْهَکَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ط فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ط لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ط ذٰلِکَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِيْنَ ○﴾

(سورۃ الروم: ۳۰، ۳۱)

ترجمہ: ''پس سیدھا کر منہ اپنا واسطے عبادت کے اوپر دین ابراہیم کے ہو کر لازم پکڑ پیدائش اللہ کی کو جو پیدا کیا لوگوں کو اوپر اس کے نہیں بدلنا ہے واسطے پیدائش اللہ کی۔ یہی ہے دین درست ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ رجوع کرنے والے ہیں طرف اس کی اور ڈرو اس سے اور قائم کرو۔ نماز کو اور مت ہو شرک کرنے والوں سے۔''

تفسیر ابن کثیر میں آیت "منیبین الیہ الخ" کی تفسیر میں ہے۔

''سیدنا معاذؓ سے سیدنا عمرؓ نے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا تین چیزیں ہیں اور یہی نجات کی جڑیں ہیں۔

اول اخلاص جو فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔

دوسرے نماز جو دراصل دین ہے۔

تیسرے اطاعت جو عصمت اور بچاؤ ہے۔

''سیدنا عمرؓ نے فرمایا آپ نے سچ فرمایا۔''

۱۳۔ بے نمازی بے ایمان ہے

نماز کا ایمان میں سے ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے چنانچہ تارک نماز ایمان سے محروم ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

﴿سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ کَانُوْا عَلَيْهَا ط قُلْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ط يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ط وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۱۴۲،۱۴۳)

ترجمہ ’’عنقریب ہے کہ کہیں گے بے وقوف لوگوں میں سے کس چیز نے پھیر دیا ان کو قبلے ان کے سے جو تھے وہ اوپر اس کے کہہ واسطے اللہ کے ہے مشرق اور مغرب راہ دکھاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ طرف راہ سیدھی کے۔ اور اس طرح بنایا ہم نے تم کو امت درمیانی (یعنی بہتر) تاکہ ہو تم گواہ اوپر ان لوگوں کے (یعنی دوسری امتوں کے) اور ہووے رسول اوپر تمہارے (یعنی نبی علیہ السلام بشمول اپنی امت کے بھی دوسری امتوں پر بھی گواہ ہوں گے) گواہ۔ اور نہیں بنایا تھا ہم نے (تمہارے لئے) قبلہ جس پر تو تھا مگر اس لیے کہ ہم جان لیں کہ کون پیروی کرتا ہے رسول کی۔ اس شخص سے جو پھر جاتا ہے اوپر دونوں ایڑھیوں اپنی کے اور یہ ہے البتہ بڑی بات مگر اوپر ان لوگوں کے کہ راہ دکھائی اللہ نے اور نہیں ہے اللہ کہ ضائع کرنے ایمان (نماز) تمھارا۔ تحقیق اللہ ساتھ لوگوں کے البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔‘‘

مندرجہ بالا آیات کا شان نزول اس طرح ہے۔

﴿ عن البراء ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اول ما قدم المدينة نزل على اجداده اوقال اخواله من الانصار وانه صلى قبل بيت المقدس ستة عشر شهرا او سبعة شهرا وكان يعجبه ان تكون قبلته قبل البيت وانه صلى اول صلوة صلاها صلوة العصر وصلى معه قوم فخرج رجل ممن صلى معه فمرّ على اهل مسجد وهم راكعون فقال اشهد بالله لقد صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل مكة فداروا كما هم قبل البيت وكانت اليهود قد اعجبهم اذ كان يصلي قبل بيت المقدس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واھل الکتب فلما ولی وجھه قبل البیت انکروا ذلک قال زھیر حدثنا ابو اسحاق عن البراء فی حدیثه ھذا انه مات علی القبلة قبل ان تحول رجال وقتلوا فلم ندر ما نقول فیھم فانزل الله تعالی وما کان الله لیضیع ایمانکم۔

• صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الایمان" باب نمبر ۳۰ "الصلوۃ من الایمان وقول الله تعالی وما کان الله لیضیع ایمانکم یعنی صلوتکم عند البیت "حدیث نمبر ۳۹)

نوٹ:۔ یہ روایت بخاری شریف میں "کتاب التفسیر" میں سورۃ بقرہ کی آیت سَیَقُوْلُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ الخ" کی تفسیر میں بھی ہے۔

ترجمہ: "سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ جب پہلے مدینہ تشریف لائے تو اپنے ننہیال یا میہال میں اترے جو انصاری لوگوں میں تھے اور آپ سولہ یا سترہ مہینے تک (مدینہ میں) بیت المقدس کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھتے رہے اور آپ ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ آپ کا قبلہ کعبے کی طرف ہو جائے اور پہلی نماز جو آپ نے (کعبے کی طرف) پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ ان میں سے ایک شخص جو آپ کے ساتھ نماز پڑھ چکا تھا ایک اور مسجد والوں پر سے گزرا وہ رکوع میں تھے• (بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے) اس شخص نے کہا میں۔ اللہ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے (ابھی) رسول اللہ کے ساتھ کعبے کی طرف نماز پڑھی یہ سنتے ہی وہ لوگ نماز ہی میں کعبے کی طرف پھر گئے اور جب آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے تو یہودی اور دوسرے کتاب والے (انصاری) خوش تھے۔ جب آپ نے اپنا منہ کعبے کی طرف پھیر لیا تو انہوں نے برا مانا۔ زہیر نے کہا ہم میں سے ابو اسحاق نے بیان کیا انہوں نے براء سے اسی حدیث میں کہ قبلہ بدل جانے سے کچھ لوگ پہلے ہی مر گئے تھے (جو اگلے قبلے ہی کی طرف نماز پڑھتے رہے) اور کچھ شہید ہو گئے تھے ہم نہ سمجھے کہ ان کے حق میں کیا کہیں (ان کو نماز کا ثواب ملا یا نہیں) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اللہ ایسا نہیں ہے کہ جو تمہارا ایمان ضائع کر دے (یعنی تمہاری نماز)"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں ہے۔

﴿وعن ابی الدرداءؓ قال لاایمان لمن لاصلاۃ له ولاصلاۃ لمن لا وضوء لھا رواہ ابن عبدالبر وغیرہ موقوفاً.﴾

(بحوالہ الترغیب الترہیب جلد ۱ ''کتاب الصلوٰۃ'' باب "الترھیب من ترک الصلاۃ تعمداً... حدیث ۲۴ ص ۳۸۶)

ترجمہ: ''اس کا ایمان نہیں جس کی نماز نہیں اور اس کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔''

مندرجہ بالا آیات اور احادیث سے ثابت ہوا کہ ''نماز'' پڑھنا ''ایمان'' میں سے ہے لہٰذا تارک نماز ایمان سے محروم ہے۔

۱۴۔ ترک نماز کفر ہے : صحیح مسلم میں ہے۔

﴿عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ اذا قرء ابن ادم السجدۃ فسجداعتزل الشیطان یبکی یقول یا ویلہ فی روایۃ ابیکریب یا ویلتی امر ابن ادم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود فابیت فلی النار وفی روایۃ فعصیت فلی النار﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۱ ''کتاب الایمان'' باب ''بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ'')

ترجمہ: ''ابو ہریرۃ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھتا ہے۔ پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور کہتا ہے خرابی ہو اس کی یا میری آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا اب اس کو جنت ملے گی اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا۔ میں نے انکار کیا یا نافرمانی کی میرے لیے جہنم ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے۔

﴿عن جابرؓ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ﴾ (ایضا)

ترجمہ: ''جابرؓ سے روایت ہے۔ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے آدمی اور شرک اور کفر کے بیچ میں نماز کا ترک ہے۔''

شرح نووی میں ہے کہ امام مسلمؒ کا مقصد اس حدیث کے ذکر کرنے کا یہ ہے کہ بعض افعال کے ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا حقیقتاً یا برائے نام اور شیطان کا کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس آیت سے ﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝﴾ (سورۃ البقرہ:۳۴)

یعنی یاد کر اس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو۔آدم کو پھر سجدہ کیا انہوں نے۔پھر ابلیس نے نہ مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافروں میں سے جمہور علماء نے یہ کہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ کافر تھا۔اور بعض نے کہا کان بمعنی صار ہو گیا کافروں میں سے جیسے ﴿وَحَالَ بَیْنَھُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ﴾ (سورہ ہود:۴۳)

سیدنا جابرؓ کی روایت کے بیان میں امام نوویؒ لکھتے ہیں۔''حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے۔پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندہ اور شرک اور کفر کے بیچ میں کوئی روک نہ رہی اور شرک وکفر ایک ہے۔اور کبھی شرک خاص کیا جاتا ہے بت پرستوں سے تو کفر عام ہوگا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک کرے اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اس صورت میں جب وہ نومسلم ہو اور ارکان اسلام سے واقف نہ ہو تو کافر نہ ہوگا۔اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کاہلی سے اس کو فرض جان کر تو اس کی باب میں علماء کا اختلاف ہے۔امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق ہوگا اس سے توبہ کرائی جاوے گی۔پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے تو خیر ورنہ اس کو قتل کر دیں گے حداً جیسے زانی محسن کو سنگسار کرتے ہیں پر تارک صلوٰۃ کو تلوار سے قتل کریں گئیں۔اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا۔اور یہی منقول ہے علیؓ سے اور یہی مروی ہے امام احمدؒ سے اور اسی طرف گئے ہیں۔عبداللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہؒ السراج الوہاج میں ہے کہ ظاہر حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے (کہ بے نماز کافر ہو جاتا ہے) اور اسی کو ثابت کیا ہے۔علمائے حدیث نے اور علامہ ابن قیم کی ایک جدا کتاب ہے اس باب میں انہوں نے مخالفوں کی سب دلیلوں کا جواب دیا ہے۔اور امام شوکانیؒ نے ''السیل الجرار'' میں اسی کو اختیار کیا ہے۔اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصداً نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہو گیا (آگے ان شاءاللہ اس کی تفصیل آئے گی) اور مسلمانوں کے حاکم پر واجب ہے اس کو قتل کرنا۔اور اس سے کہا جاوے گا نماز پڑھ۔پھر اگر اس نے انکار کیا تو فوراً قتل کیا جائے گا اور کوئی ضرورت نہیں کہ مہلت دی جائے اس کو تین روز کی بلکہ انکار کرتے ہی اس کو قتل کریں گے۔اور میں نے اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ''ہدایۃ السائل'' میں انتہی۔ نووی نے کہا ابوحنیفہ اور ایک جماعت کا اہل کوفہ میں سے یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا اور نہ قتل کیا جائے گا بلکہ اس کو سزا دیں گے اور قید کریں گے یہاں تک کہ نماز پڑھے۔۔۔۔الخ

(صحیح مسلم شرح نووی تفصیل کے لئے ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔)

سنن نسائی کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔

﴿ اخبرنا الحسین بن حریث قال انبانا الفضل بن موسٰی عن الحسین بن واقد عن عبداللہ بن بریدۃؓ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان العھد الذی بیننا و بینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر. ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبرا ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۲۸۳ ''الحکم فی تارک الصلوٰۃ'' حدیث ۴۶۷)

ترجمہ: ''بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے (کہ ہم ان کو قتل نہیں کرتے ہیں اسلام کے احکام ان پر جاری کرتے ہیں) وہ نماز ہے۔ جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔ (اب اس کا کافروں میں شمار ہو گا اور اس کا قتل کرنا درست ہو جاوے گا) اس سے اگلی روایت میں اسی طرح ہے۔''

﴿ عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بین العبد و بین الکفر اِلَّا ترک الصلوٰۃ ﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۴۶۸)

ترجمہ: ''جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے اور کفر میں ملاپ کی کوئی چیز نہیں ہے۔ مگر نماز چھوڑ دینا (یعنی نماز ہی آڑ ہے کفر تک نہیں پہنچنے دیتی جب نماز چھوڑ دی آڑ جاتی رہی کفر سے ملاپ ہو گیا)''

جامع ترمذی میں ہے۔

﴿عن جابر ان النبی ﷺ قال بین الکفر و الایمان الاترک الصلوٰۃ ﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبر ۲ ''ابواب الایمان'' باب ''ماجاء فی ترک الصلوٰۃ'')

ترجمہ: ''جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کفر میں اور ایمان میں ترک صلوٰۃ کا فرق ہے۔''

نبی علیہ السلام کے صحابہ کرام اعمال میں سے ترک نماز کے علاوہ اور کسی چیز کو کفر نہیں سمجھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ چنانچہ ترمذی ہی کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔

﴿ عن عبد الله بن شقيق العقيلي قال كان اصحاب محمد ﷺ لايرون شياءً من الاعمال تركه كفرٌ غير الصلوٰة ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''روایت ہے عبداللہ بن شقیق عقیلی سے کہ اصحاب رسول ﷺ کسی چیز کے ترک کو اعمال میں سے کفر نہ جانتے تھے سوائے نماز کے''

سنن نسائی مترجم جلد نمبر ا ''كتاب الامامة'' باب نمبر ۵۲۰ ''اعادة الصلوٰة مع الجماعة بعد الصلوة الرجل لنفسه'' حدیث نمبر ۸۶۰ میں ہے۔

﴿ عن محجن انه كان في مجلس مع رسول الله ﷺ فاذن بالصلوٰة فقام رسول الله ﷺ ثم رجع ومحجن في مجلسه فقال له رسول الله ﷺ مامنعك ان تصلىٰ الست برجل مسلم قال بلىٰ ولكن كنت قد صليت في اهلي ...الخ ﴾

ترجمہ: ''محجن سے روایت ہے وہ ایک مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں نماز کی اذان ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے پھر نماز پڑھ کر آئے دیکھا تو محجن وہیں بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی۔ تم مسلمان نہیں ہو۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں میں مسلمان ہوں۔ لیکن میں نماز پڑھ چکا تھا اپنے گھر میں۔۔۔''

اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ نبی ﷺ (اور صحابہ بھی) تارک نماز کو مسلمان نہیں جانتے تھے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے

﴿ قال رسول الله ﷺ من ترك الصلاة متعمدا فقد كفر جهاراً ﴾

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کھلا کفر کیا''

(مجمع البحرين في زوائد المعجمين "المعجم الاوسط والمعجم الصغير للطبراني جلد اول صفحه نمبر ۴۱۱ (عربی) تاليف الحافظ نور الدين الهيثم (۷۳۵-۸۰۷ھ)

انس بن مالکؓ سے یہ روایت "الترغيب والترهيب" عربی جلد نمبر ا ''کتاب الصلوٰۃ'' باب "الترهيب من ترك الصلوة تعمداً..." حدیث نمبر ۱۰ میں طبرانی کے حوالے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی ہے۔اور یہ روایت مجمع الزوائد ومنبع الفوائد میں باب "فی ترك الصلوة" میں بھی ہے۔

۱۵۔تارک نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

﴿عن المسور بن مخرمة انه دخل على عمر بن الخطابؓ من الليلة التى طعن فيها فايقظ عمرؓ لصلوٰة الصبح فقال عمرؓ نعم ولا حظَّ فى الاسلام لمن ترك الصلوٰة فصلى عمر وجرحه يثعب دماً﴾

(مؤطا امام مالک مترجم "کتاب الصلوۃ" باب نمبر۱۲ "العمل فيمن غلبه الدم من جرح او رعاف" حدیث نمبر۵۲)

ترجمہ: "مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ وہ گئے عمرؓ کے پاس اس رات کو جس میں وہ زخمی ہوئے تھے تو جگایا اس نے عمر رضی اللہ عنہ کو نماز صبح کے واسطے پس فرمایا کہ ہاں اور کوئی نہیں حصہ اس شخص کا اسلام میں جو ترک کرے نماز کو تو نماز پڑھی عمرؓ نے اور زخم سے ان کے خون بہتا تھا۔"

۱۶۔تارک نماز قیامت کا بھی منکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

﴿فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَاءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرٍ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ ۝﴾

(سورۃ المدثر: ۴۰ تا ۴۷)

ترجمہ: "بیچ جنت کے ہونگے سوال کریں گے مجرموں سے کیا چیز لے گئی تم کو بیچ دوزخ کے کہیں گے نہ تھے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے اور نہ تھے ہم کھانا کھلاتے فقیروں کو اور تھے ہم بحث کرتے ساتھ بحث کرنے والوں کے۔اور تھے ہم جھٹلاتے دن جزا کو۔یہاں تک کہ آئی ہم کو موت۔"

آپ نے ملاحظہ کیا کہ جب قیمت کے دن تارک نماز کا مجرم جہنم میں جائے گا تو اپنے جہنم میں آنے کی وجہ جہاں یہ بتائے گا کہ میں نماز نہیں پڑھتا تھا وہاں یہ بھی بتائے گا کہ میں قیامت کے دن کا بھی انکار کرتا تھا آخر کار قیامت آ گئی میں نے قیامت کے دن کا انکار کرتے ہوئے نماز بھی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی جس کی وجہ سے آج میں جہنم میں آ گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم سے آزاد فرمائے۔ آمین۔

۱۷۔ تارک نماز قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے محروم رہے گا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

﴿فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَاءَلُوْنَ ○ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ○ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ ○ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ ○ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ.﴾ (سورۃ المدثر: ۴۰ تا ۴۸)

ترجمہ: ''بیچ جنت کے ہوں گے سوال کریں گے مجرموں سے کیا چیز لے گئی تم کو بیچ جہنم کے کہیں گے نہ تھے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے اور نہ تھے ہم کھانا کھلاتے مسکینوں کو اور تھے ہم بحث کرتے بحث کرنے والوں سے اور تھے ہم جھٹلاتے دن جزا کو۔ یہاں تک کہ آئی ہم کو موت۔ پس نہیں فائدہ دیگی ان کو سفارش، سفارش کرنے والوں کی۔''

۱۸۔ اسلام کا ایک نام نماز ہے

صحیح مسلم شریف میں ہے۔

﴿.... حدثني ابي عمر بن الخطاب قال بينما نحن عند رسول الله ﷺ ذات يوم اذا طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرى عليه اثر السفر ولا يعرفه منا احد حتى جلس الى النبى ﷺ فاسند ركبتيه الى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه وقال يامحمد اخبرني عن السلام فقال رسول الله ﷺ الاسلام ان تشهد ان لااله الاالله وان محمداً رسول الله وتقيم الصلوٰة..... قال ثم انطلق فلبثت ملياً ثم قال لي يا عمر اتدرى من السائل قلت الله ورسوله اعلم قال فانه جبرئيل اتاكم يعلمكم دينكم .﴾ (صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد ۱ "كتاب الايمان" ۷۶)

ترجمہ: ''۔۔۔۔ حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ عمرؓ بن خطاب نے ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آ پہنچا جس کے کپڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت سفید تھے اور بال نہایت کالے تھے۔ یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم میں سے اس کو پہچانتا نہ تھا۔ وہ بیٹھ گیا نبی ﷺ کے پاس آ کر اور اپنے گھٹنے نبی ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دئے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے پھر بولا اے محمد بتلاؤ مجھ کو اسلام کیا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہیں سوا اللہ کے اور محمد (ﷺ) اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور قائم کرے نماز کو ۔۔۔۔۔۔ راوی نے کہا پھر وہ شخص چلا گیا۔ میں بڑی دیر تک ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! تو جانتا ہے۔ یہ پوچھنے والا کون تھا۔؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جبرئیل تھے تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔"

صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت جو سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کے الفاظ اس طرح ہیں۔

﴿عن ابی هريرة قال كان رسول الله ﷺ يوماًبارزاًللناس فاتاه رجل فقال يارسول الله ماالايمان قال ان تومن بالله وملئكته وكتبه ولقائه ورسله وتومن بالبعث الاخر فقال يارسول الله ماالاسلام قال الاسلام ان تعبدالله ولا تشرك به شياءً وتقيم الصلوة المكتوبة.......قال ثم ادبر الرجل فقال رسول الله ﷺ ردّوا علىّ الرجل فاخذوا ليردوه فلم يروا شياءً فقال رسول الله ﷺ هذا جبرئيل جاء ليعلم الناس دينهم .﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ا "کتاب الایمان" باب" الايمان ماهو وبيان خصاله" ص ۸۱)

ترجمہ: "ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں میں برآمد تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے اللہ پر اور اس فرشتوں اور اس کی کتابوں پر اور اس سے ملنے پر اور اس کے رسولوں پر اور یقین کرے پچھلے جی اٹھنے پر پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ اور قائم کرے تو فرض نماز کو۔۔۔۔۔۔ راوی نے کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پھر لے آؤ لوگ چلے اس کو لینے کو لیکن وہاں کچھ نہ پایا (یعنی اس شخص کا نشان بھی نہ ملا) تب آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے تم کو دین کی باتیں سکھلانے آئے تھے۔''

مندرجہ بالا دونوں روایتوں میں نماز کو اسلام سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ بخاری شریف میں "کتاب الایمان" میں بھی ''حدیث جبرئیل'' مروی ہے۔

۱۔ ایک نماز چھوڑنے سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

﴿عن ابی قلابة عن ابی الملیح قال کنا مع بریدة فی غزوة فی یوم ذی غیم فقال بکرّوا الصلوة العصر فان النبی صلی الله علیه وسلم قال من ترک الصلٰوة العصر فقد حبط عمله.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد ۱ "کتاب مواقیت الصلٰوة" باب ۳۶۳ "الم من ترک العصر" حدیث ۵۲۴)

ترجمہ:''ابو قلابہ عبداللہ ابن زید سے انہوں نے ابو الملیح عامر بن اسامہ ہذلی سے انہوں نے کہا ہم جہاد میں بریدۃ بن حصیب صحابی کے ساتھ تھے اس دن بادل تھے تو انہوں نے کہا عصر کی نماز جلدی پڑھو۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل برباد ہو گیا۔''

اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت سے اعمال ضائع ہونا قرآن مجید سے بھی ثابت ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ سورۃ محمد میں ہے۔

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ ۝﴾

(سورہ محمد: ۳۳)

ترجمہ:''اے ایمان والے لوگوں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو (اور ان کی مخالفت کر کے) اور اپنے اعمال ضائع نہ کرواؤ۔''

ترک نماز اللہ اور اس کی رسول کی مخالفت ہے اور شرک بھی ہے اس لیے شرک سے بھی اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ سورۃ انعام میں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام میں سے سترہ انبیاء علیہم السلام کا نام لینے کے بعد فرماتے ہیں۔

﴿وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۃ انعام: ۸۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''یہ لوگ بھی اگر شرک کرتے تو ان کے کئے کرائے سارے اعمال ضائع ہو جاتے۔''

اور ایک دوسرے مقام پر اس طرح اللہ نے فرمایا ہے۔

﴿ وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ﴾ (سورۃ الزمر: ٦٥)

ترجمہ: ''اور البتہ تحقیق وحی کی گئی ہے طرف تیری اور طرف ان لوگوں کی کہ پہلے تجھ سے تھے اگر شریک لاویگا تو البتہ کھوئے جاویں گے عمل تیرے اور البتہ ہوگا تو نقصان پانے والوں سے۔''

قارئین کرام یہ حال ہے صرف ایک نماز کے ترک کرنے کا اور جو شخص لاتعداد نمازیں ترک کیے جا رہا ہے اس کے بارے میں آپ اندازہ لگالیں۔

۲۰۔ تارک نماز کا دل اللہ تعالیٰ کے حقیقی خوف سے خالی ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ﴾

(سورۃ آل عمران : ۱۰۲)

ترجمہ: اے ایمان والوں اللہ تعالیٰ سے اتنے ہی ڈرتے رہو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔''

اور حدیث میں ہے۔

﴿ عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يعجب ربك من راعي غنم في شظية الجبل يؤذن بالصلوة ويصلي فيقول الله عزوجلّ انظروا الى عبدي هذا يؤذن ويقيم الصلوة يخاف مني قد غفرت لعبدي وادخلته الجنة ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ا" كتاب الاذان "باب نمبر ۲۸۰" الاذان لمن يصلي وحده "حدیث نمبر ۶۶۹)

ترجمہ: ''عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعجب کرتا ہے اس شخص سے جو بکریاں چراتا ہے۔ پہاڑ کی چوٹی کے کنارے میں اذان دیتا ہے نماز کے لئے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے دیکھو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے اس بندے کو اذان دیتا ہے۔اور نماز پڑھتا ہے۔میرے ڈر سے۔میں نے اس کو بخش دیا اور جنت میں داخل کر دیا''

لیکن تارک نماز اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے نیاز ہو کر ترک نماز کا مجرم بنکر شرک میں ڈوبا ہوا ہے۔چنانچہ اشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿''مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَاتَكُوْنُوا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ٥﴾

(سورہ الروم:۳۱)

ترجمہ:''رجوع کرنے والے ہیں طرف اسکی اور ڈرو اس سے اور قائم کرو نماز کو۔اور مت ہو شرک کرنے والوں میں سے۔''

۲۱۔ تارک نماز بے عقل ہیں۔

اہل کتاب اور مشرکین مکہ کا وطیرہ یہ تھا کہ جب مسلمان نماز کے لئے اذان کہتے تو یہ لوگ مختلف قسم کی آواز کستے اور شور مچاتے اور نماز کی طرف بلانے کو کھیل تماشہ سمجھتے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

﴿وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ.﴾ (سورۃ مائدہ :۵۸)

ترجمہ:''جب تم نماز کے لیئے پکارتے ہو (یعنی اذان کہتے ہو) تو وہ (اہل کتاب اور کفار اور مشرکین) ایسے ہنسی کھیل ٹھہرا لیتے ہیں۔یہ اس واسطے کہ یہ بے عقل ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ اسے ہی ایمان سے محروم (تارک نماز) قسم کے لوگوں کا یہی وطیرہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔چنانچہ پ نمبر ۱۸ میں سورۃ المومنون کی آیت نمبر ۱۰۹ اور ۱۱۰ میں ہے۔

﴿اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ٥ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ٥﴾

ترجمہ:''تحقیق تھا ایک فریق بندوں میرے سے کہ کہتے تھے اے ہمارے رب ایمان لائے ہم پس بخش ہم کو اور رحمت کر ہم کو اور تو بہتر رحم کرنے والا ہے۔پس پکڑا تھا تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کو مسخرہ (یعنی جس سے مذاق کیا جاتا ہے) یہاں تک کہ بھلا دیا تم کو انہوں نے یاد (نماز) میری سے اور تھے تم ان سے ہنستے۔''

کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں جب نماز کے لئے اذان ہوتی ہے تو تارک صلوٰۃ کا گروہ کس طرح ہنسی میں اکثر کھیل اور لھو ولعب میں ہی مبتلا رہتا ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ نماز پڑھیں تو ان میں سے اکثر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس وقت نہیں۔ بڑی زندگی پڑی ہوئی ہے پڑھ لیں گے وغیرہ اور نمازیوں سے مذاق کرتے ہیں کہ تم تو ہر وقت مسجد میں گھسے رہتے ہو تمہیں تو اور کوئی کام ہی نہیں۔

۲۲۔ بے نماز مرد اور نمازی عورت اور اسی طرح بے نماز عورت اور نمازی مرد کا نکاح جائز نہیں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ط وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ط وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ط اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ o﴾

(سورۃ البقرۃ : ۲۲۱)

ترجمہ: ''شرک کرنے والی عورتوں سے اس وقت تک کہ وہ ایمان نہ لائیں تم نکاح نہ کرو۔ ایماندار لونڈی بھی شرک کرنے والی آزاد عورت سے بہتر ہے گو تمہیں مشرکہ ہی اچھی لگتی ہو۔ اور نہ شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ ایماندار غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے گو مشرک تمہیں اچھا لگے یہ لوگ تو تمہیں جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی طرف اور اپنی بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلا رہا ہے۔ وہ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان فرما رہا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔''

اس مقام پر نکاح اور شرک کا بیان ایک جگہ پر اکٹھا بیان ہوا ہے۔ جبکہ ایک دوسرے مقام پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے شرک اور زانی کا معاملہ اکٹھا بیان کیا ہے۔ کیونکہ ''کلمہ گو مشرک'' اور ''شادی شدہ زانی'' کے معاملہ ایک ہی جیسا ہے۔ جس طرح اکثر زانی شادی کے بعد بھی ''آوارہ'' ہی رہتے ہیں اسی طرح کئی لوگ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی مشرک ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ''کلمہ گو مشرک'' کو اور ''شادی شدہ زانی'' کو اکٹھا کر کے بیان فرماتے ہیں۔

﴿اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ.﴾ (سورۃ النور: ۳)

ترجمہ: ''زنا کرنے والا نہیں نکاح کرتا مگر (اپنے جیسی) زنا کرنے والی سے یا مشرکہ سے اور زنا کرنے والی نہیں نکاح کرتی اس سے مگر (اپنے جیسے) زانی مرد سے یا مشرک سے اور (ان سے نکاح کرنا) حرام کیا گیا ہے یہ اوپر مسلمانوں کے۔''

یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ زانی مرد اپنی جیسی زانیہ عورت یا مشرکہ عورت سے شادی کرے اور یہ کہ زانیہ عورت اپنے جیسے زانی مرد یا مشرک مرد سے نکاح کرے۔ کیونکہ کئی زانی مرد اور زانیہ عورتیں نکاح کے بعد بھی آوارہ ہی رہتے ہیں اور اسی طرح وہ مرد اور عورت جو کلمہ پڑھنے کے بعد شرک کریں ایسے لوگوں سے شادی کرنا مومن کیلئے صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دونوں قسم کے لوگ (یعنی شادی شدہ زانی اور کلمہ گو مشرک) ہر وقت بے سکون رہتے ہیں اور مومن کے لئے بھی بے سکونی کا سبب رہتے ہیں۔ اور حدیث میں نکاح کرنے کا معیار بھی دینداری ہی بیان ہوا ہے چنانچہ صحیح حدیث میں ہے۔

﴿عن ابی هريرةؓ عن النبی صلى الله عليه وسلم قال تنكح المرأة لاربع لما لها ولحسبها وجمالها ولدينها فاظفر بذات الدّين تربت يداك﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۳ "کتاب النکاح" باب نمبر ۴۵ "الا كفاء فی الدين" حدیث نمبر ۸۱)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا عورت سے لوگ چار غرضوں سے نکاح کرتے ہیں۔ یا مالداری کی وجہ سے یا حسب نسب کی وجہ سے یا خوبصورتی کی وجہ سے یا دینداری کی وجہ سے۔ تو ایسا کر دیندار عورت کو اختیار کر (جس کے اوضاع اطوار اچھے ہوں) اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی (اخیر چل کر تجھ کو ندامت ہوگی)''

تارک نماز میں دینداری کہاں سے آئے گی؟۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۔ بے نمازی کا خون بھی معاف ہے

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب فرقان مجید میں فرماتے ہیں

﴿ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ. ۝ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ. ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۚ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ. ۝ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (سورۃ التوبۃ: ۱ تا ۵)

ترجمہ: ”بیزاری ہے اللہ کی طرف سے اور رسول اسکے کی طرف سے ان لوگوں کی کہ عہد باندھا تم نے مشرکوں سے پس پھرو بیچ زمین کے چار مہینے اور جانو یہ کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ کو اور تحقیق اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو۔ اور پکارنا ہے اللہ کی طرف سے اور اسکے رسول کی طرف سے طرف لوگوں کو دن حج بڑے کے یہ کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور رسول اس کا بھی۔ پس اگر توبہ کرو تم پس وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اور اگر پھر جاؤ تم پس جانو یہ کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ کو۔ اور خوشخبری دے ان لوگوں کو کہ کافر ہیں ساتھ عذاب درد دینے والے کے۔ مگر وہ لوگ کہ عہد باندھا تھا تم نے مشرکوں میں سے پھر نہ کم کیا۔ انہوں نے تم سے کچھ اور نہ مدد کی۔ اوپر تمہارے کسی کو پس پورا کرو۔ طرف ان کی عہد ان کا مدت ان کی تک۔ تحقیق اللہ دوست رکھتا پرہیزگاروں کو۔ پس جب تمام ہو جاویں مہینے امن کے پس مارو مشرکوں کو جہاں پاؤ ان کو اور پکڑو ان کو اور گھیرو ان کو اور بیٹھو واسطے ان کے ہر گھات کی جگہ پس اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز کو اور دیں زکوۃ کو پس چھوڑ دو راہ ان کی۔ تحقیق اللہ بخشنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا مہربان ہے۔"

سورۃ براۃ کی مندرجہ بالا آیت یعنی "فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم" کی تفسیر میں صحیح بخاری شریف میں حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

﴿عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله ويقيموا الصلوة ويوتوا الزكوٰة فاذا فعلوا ذلك عصموا منى دماء هم واموالهم الا بحق الاسلام وحسابهم عَلَى اللّٰهِ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الایمان" باب نمبر ۱۷ "فَاِنْ تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيْلَهُمْ" حدیث نمبر ۲۴)

ترجمہ: "عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے (اللہ کا یہ) حکم ہوا ہے کہ لوگوں سے (کافروں سے) اس وقت تک لڑوں جب تک وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور نماز درستی سے ادا کریں اور زکوۃ دیں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو مجھ سے بچالیا مگر اسلام کے حق سے ان (کے دل کی باتوں) کا حساب اللہ پر رہے گا۔"

عبداللہ بن عمرؓ کی روایت صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الایمان" کے باب "الا مر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله" میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں آیت "اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ الخ" (التوبہ) کے بیان میں ہے۔

"اسی جیسی آیتوں سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دلیل لی تھی کہ لڑائی اس شرط پر حرام ہے کہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور اسلام کے واجبات بجالائیں۔ اس آیت میں ارکان اسلام کو ترتیب وار بیان فرمایا ہے۔ اعلیٰ پھر ادنی پس شہادت کے بعد سب سے بڑا رکن اسلام نماز ہے۔ جو اللہ عزوجل کا حق ہے۔ نماز کے بعد زکوۃ ہے جس کا نفع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقیروں' مسکینوں' محتاجوں کو پہنچتا ہے اور مخلوق کا زبردست حق جو انسان کے ذمے ہے ادا ہو جاتا ہے۔''

آگے چل کر حافظ ابن کثیرؒ مزید لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے آپ کی فقہ سب سے بڑی ہوئی تھی۔ جو آپ نے زکوٰۃ کے منکروں سے جہاد کیا۔''

صحیح مسلم کی بیان کردہ حدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ میں ان تین چیزوں کا ذکر ہے۔

(ا) اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنا۔ (ب) نماز قائم کرنا اور (ج) زکوٰۃ ادا کرنا۔

کسی شخص کو قتل کرنے کے لیے اس کا ان تینوں چیزوں کا ترک کرنا ضروری نہیں ہے کہ جب تک کوئی شخص مذکورہ تینوں چیزوں کو ترک نہیں کرے گا۔ اس وقت تک اس کا خون اور مال حرام ہے۔ بلکہ ان مذکورہ تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کے ترک کر دینے سے اس کو قتل کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے صرف ایک چیز یعنی زکوٰۃ کے ترک کرنے والوں ہی سے جہاد کا اعلان فرمایا تھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۱ میں ہے۔

﴿عن ابی ہریرۃؓ قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف ابوبکر الصدیق بعدہ وکفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ فقد عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہٖ وحسابہ علی اللہ فقال ابو بکر واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوٰۃ فان حق المال واللہ لو منعونی عقالا کانوا یودونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعہ فقال عمر بن الخطاب فواللہ ماھو الا ان رایت اللہ قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ الحق﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد ۱ ''کتاب الایمان'' باب ''الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'')

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابوبکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہونے تھے وہ کافر ہو گئے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تم ان لوگوں سے کیونکر لڑو گے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مجھ کو حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا اله الا الله کہیں۔ پھر جس نے لا اله الا الله کہا اس نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو بچا لیا مگر کسی نے حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو پکڑا جائے گا) پھر حساب اس کا اللہ پر ہے۔ (اگر اس کے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں ڈر کے مارے مسلمان ہو گیا ہو تو قیامت میں اللہ اس سے سمجھ لے گا دنیا ظاہر پر ہے۔ دنیا میں اس سے کوئی مواخذہ نہ ہو گا) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اللہ کی میں تو لڑوں گا اس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوۃ میں اس لئے کہ زکوۃ مال کا حق ہے۔ قسم ہے اللہ کی اگر وہ ایک عقال (مسلم شریف میں عقالاً مروی ہے اور ایسا ہی بخاری میں اور بعض روایتوں میں عقال کے بدلے عناق ہے۔ کہتے ہیں بکری کے بچہ کو۔ اور دونوں صحیح ہیں اور محمول ہیں اس امر پر کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کلام دو مرتبہ کہا ہو گا ایک بار عقال کہا اور ایک بار عناق۔ تو روایت کئے گئے ان سے دونوں لفظ۔ تو عناق سے مراد بکریوں کے بچے ہیں جن کی مائیں مر چکی ہوں اور عقال سے مراد ایک سال کی زکوۃ ہے اور بعضوں نے کہا عقال وہی رسی ہے جس سے اونٹ کو باندھتے ہیں اور نووی نے اس کو صحیح کہا۔ کیونکہ یہ موقع شدت اور مبالغہ کا ہے۔ تو جہاں تک عقال کی تحقیر ہو مناسب ہے اور جب ایک سال کی زکوۃ مراد لیں تو یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا (السراج الوہاج) حاشیہ صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۱ حدیث مذکورہ) روکیں گے جو دیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو تو میں لڑوں گا ان سے اس کے نہ دینے پر۔ عمرؓ نے کہا قسم اللہ کی پھر وہ کچھ نہ تھا مگر میں نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابوبکرؓ کا سینہ کھول دیا ہے۔ لڑائی کے لئے (یعنی ان کے دل میں یہ بات ڈال دی) تب میں نے جانا کہ یہی حق ہے۔"

اس حدیث کی شرح میں صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۱ کے صفحہ نمبر ۱۰۳ پر ہے۔

"مطلب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مال اور جان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفاظت دو شرطوں پر معلق کی ہے اور جو حکم دو شرطوں پر معلق ہو وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہیں ہوتا جب دوسری شرط نہ ہو پھر قیاس کیا اس کا نماز سے۔ بعد اس کے زکوٰۃ کو مثل نماز کے قرار دیا۔ اور اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ جو شخص نماز چھوڑ دے باجماع صحابہؓ اس سے لڑائی درست ہے۔ جب ابو بکرؓ نے زکوٰۃ جو مختلف فیہ تھی نماز کے مثل قرار دیا جو متفق علیہ تھی تو اس معاملہ میں حضرت عمرؓ نے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابو بکرؓ نے قیاس سے۔ اور معلوم ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہو سکتی ہے۔"

اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھا ہے۔

"نوویؒ نے کہا عمرؓ نے ابو بکرؓ کی تقلید نہیں کی اس واسطے کہ عمرؓ خود مجتہد تھے۔ اور مجتہد کو درست نہیں دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا۔ اور روافض نے یہ خیال کیا ہے کہ عمرؓ نے ابو بکرؓ کی تقلید کی۔ اور بناء اس کی ان کے خیال فاسد پر ہے کہ امام کو معصوم ہونا ضروری ہے یہ ان کی کھلی ہوئی جہالت ہے۔ (السراج الوہاج)

آگے چل کر صفحہ ۱۰۴ پر لکھا ہے۔

"اگر کوئی یہ کہے کہ جن لوگوں نے اس زمانہ زکوٰۃ نہ دینے کے لئے تاویل کی تھی وہ باغی قرار پائے۔ اب اگر اس زمانہ میں کوئی زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے اور اس کو ادا نہ کرے تو کیا اس کا حکم مثل باغیوں کے ہوگا تو جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں اس زمانہ میں جو کوئی زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ لوگ معذور تھے کئی وجہوں سے ایک تو یہ کہ زمانہ نبوت کا ان سے قریب تھا۔ جب احکام منسوخ ہوتے رہتے تھے، دوسرے یہ کہ وہ لوگ نادان تھے۔ اور نئے مسلمان ہوئے تھے۔ اس لئے شبہ میں پڑ گئے۔ اب تو دین اسلام شائع اور مشہور ہو گیا اور دین کی باتیں خاص اور عام سب کو معلوم ہو گئیں۔ اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن ہے تو اب کوئی معذور نہ ہوگا اس کے انکار میں اسی طرح حکم ہے ہر ایک شخص کو جو انکار کرے امت کے اجماعی کاموں میں سے کسی کام کا جو مشہور ہو جیسے پانچوں نمازوں کا یا رمضان کے روزوں کا الخ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے چل کر مزید لکھا ہے چنانچہ شرح نووی کے صفحہ نمبر ۱۰۵ پر ہے۔

السراج الوہاج میں ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو دلیل لائے اور عمرؓ نے جو اعتراض کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دوسری روایت کی خبر نہیں ہوئی۔ جس کو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک وہ لوگ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا اللہ کے اور یقین لاویں میرے اوپر اور اس پر جو میں لایا جب ایسا کریں گے تو بچا لیا انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے بدلے پھر حساب ان کا اللہ پر ہے۔ اور ابن عمرؓ کی روایت میں ہے۔ کہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوا اللہ کے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور ادا کریں نماز کو اور دیویں زکوۃ کو۔ اور انسؓ کی روایت میں ہے کہ منہ کریں نماز میں ہمارے قبلہ کی طرف اور کھائیں ہمارا ذبح کیا ہوا جانور اور ہماری سی نماز پڑھیں۔ اس لئے کہ اگر عمرؓ کو ان روایتون کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض ہی نہ کرتے اور ابو بکرؓ کو اگر خبر ہوتی تو وہ حدیث سے دلیل لاتے قیاس کیوں کرتے۔"

"اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو قیاس کا حجت ہونا اور اس پر عمل کرنا۔ دوسرے نماز یا زکوۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا نہ کرنے والوں سے لڑنا۔ تیسرے باغیوں سے لڑنے کی اجازت۔ چوتھے امام کو ضرورت کے وقت اجتہاد درست ہونا اور امام سے بحث کرنا۔"

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۳ "کتاب الزکوۃ" باب "اعطاء المولفه ومن يخاف على ايمانه ان لم يعط واحتمال من سال بجفاءٍ لجهله الخوارج واحكامهم" میں ہے۔)

﴿عن ابی سعید الخدریؓ یقول بعث علیّ بن ابی طالبؓ الی رسول الله ﷺ من الیمن بذهبة فی ادیمٍ مقروظٍ لم تحصل من ترابها...... فقال یا رسول الله (ﷺ) اتق الله فقال ویلک او لست احق اهل الارض بان یتقی الله قال ثم ولی الرجل فقال خالد بن الولیدؓ یارسول الله (ﷺ) الا اَضرِبُ عنقه فقال لا ان یکون یصلی قال خَالِدٌ وکم من مصل یقول بلسانه ما لیس فی قلبه فقال رسول ﷺ انی لم او مر ان انقب عن قلوب الناس ولا انشق بطونهم ...... الخ﴾

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس یمن سے کچھ سونا بھیجا ایک چمڑے میں جو ببول کی چھال سے رنگا ہوا تھا۔ اور مٹی سے بھی جدا نہیں ہوا تھا ۔۔۔۔ یارسول اللہ' اللہ سے ڈر آپ نے فرمایا خرابی ہے تیری تو کیا سب زمین والوں سے بڑھ کر مستحق نہیں۔ اللہ سے ڈرنے کا۔ پھر وہ شخص چلا۔ اور خالد بن ولیدؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا میں اس کی گردن نہ ماروں۔ آپ نے فرمایا نہیں شاید یہ نماز پڑھتا ہو۔ خالد بن ولیدؓ نے کہا بہت نماز پڑھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اپنی زبان سے وہ باتیں کرتے ہیں۔ جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ آپ نے فرمایا مجھے یہ حکم نہیں ہوا کہ کسی کا دل چیر کر دیکھوں نہ یہ کہ کسی کا پیٹ پھاڑوں۔''

۲۴۔ اسلامی اخوت (بھائی چارہ) صرف نماز کو قائم کرنے سے ہو سکتی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝﴾ (سورۃ التوبۃ: ۱۱)

ترجمہ: ''پس اگر توبہ کریں اور قائم کریں نماز کو اور دیں زکوۃ کو پس بھائی تمہارے ہیں بیچ دین کے اور مفصل بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں واسطے ایسی قوم کے کہ جانتے ہیں''

ایک دوسرے مقام پر ہے۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝﴾ (سورہ الحجرات: ۱۰)

''سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان بھائی ہیں پس اصلاح کرو۔ درمیان دو بھائیوں اپنے کے اور ڈرو اللہ سے تاکہ رحم کیے جاؤ۔''

ایک اور مقام پر ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝﴾ (سورۃ النساء: ۱۴۴)

ترجمہ: ''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت پکڑو کافروں کو دوست سوائے مسلمانوں کے کیا چاہتے ہو تم یہ کہ کرو واسطے اللہ کے اوپر تمہارے غلبہ ظاہر''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵۔اپنے ایمان کے ساتھ شرک کی ملاوٹ کرنے والے شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا

آخرت کے ثمرات صرف انہی لوگوں کے لیے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد نیک اعمال کیے۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائے (اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں آخرت کے دن پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے نبیوں پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔) اور اچھے کام بھی کرے اور صرف دنیا کا خواہاں ہی ہو اور آخرت کی فکر نہ ہو۔ تو ایسے شخص کو دنیا میں ہی اس کے اچھے کاموں کا صلہ مل جائے گا جبکہ آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت کے بعد ان لوگوں کے اعمال کا تذکرہ فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان تو نہیں لاتے لیکن دنیا طلبی اور ریاکاری کے لئے اچھے اعمال کرتے ہیں ان کو ان کی اعمال کا اجر اسی دنیا میں پورا پورا دے دیا جائے گا اور آخرت میں ایسے لوگوں کے اعمال کا ان کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○﴾

(سورہ ہود : ۱۴ تا ۱۶)

ترجمہ: ”پس اگر نہ قبول کریں واسطے تمہارے پس جانو یہ کہ وہ اتارا گیا ہے ساتھ علم کے اور یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ پس آیا ہو تم فرمانبرداری کرنے والے۔ جو کوئی ہے ارادہ کرتا زندگانی دنیا کا اور آرائش اسکی کا پورا دینگے ہم طرف ان کی عمل ان کے بیچ اس کے اور وہ بیچ اس کے نہ کمی کیئے جائیں گے۔ یہی ہیں وہ لوگ کہ نہیں واسطے ان کے بیچ آخرت کے مگر آگ اور ضائع ہو گیا جو کچھ کیا تھا انہوں نے بیچ اس کے اور باطل ہوا جو کچھ کہ تھے ہو عمل کرتے۔“

یہ تو تھا ان لوگوں کے اعمال کا حشر جو سرے سے اللہ پر ایمان لاتے ہی نہیں۔ لیکن ایسے لوگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان تو لاتے ہیں لیکن ان کا ایمان خالص نہیں ہوتا بلکہ اس میں شرک کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ ایسے شخص کا ایسا ایمان بھی ایسے ''کلمہ گو مشرک'' کے لئے فائدہ مند نہیں ہوگا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ (سورہ الانعام : ۸۲)

ترجمہ: ''وہ لوگ جو ایمان لائے نہیں ملایا انہوں نے ایمان اپنے کو ساتھ ظلم کے یہ لوگ ان کے لئے امن اور وہی راہ پائے ہوئے ہیں''

صحیح بخاری شریف میں اس آیت کی تفسیر میں ہے۔

﴿عن عبدالله قال لما نزلت "ولم يلبسوا ايمانهم بظلم" قال اصحابه واينالم يظلم فنزلت"ان الشرك لظلم عظيم" ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب التفسیر"

سورۃ الانعام باب نمبر "قوله ولم يلبسوا ايمانهم بظلم" حدیث ۱۷۳۷)

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا جب یہ آیت ''ولم یلبسوا ایمانھم بظلم'' اتری تو نبی ﷺ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ظلم (گناہ) نہ کیا ہو۔ اس وقت یہ آیت اتری ''ان الشرک لظلم عظیم'' (معلوم ہوا یہاں ظلم سے مراد شرک ہے اور مشرک ظالم ہے)

بخاری شریف ہی کی ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

﴿عن عبدالله قال لما نزلت هذه الاية "الذين امنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم" شقّ ذلك على اصحاب رسول الله ﷺ وقالوا اينالم يلبس ايمانه بظلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه ليس بذلك الا تسمع الى قول لقمان لابنه "ان الشرك لظلم عظيم"﴾

(ایضاسورۃ لقمان باب نمبر ۷۹۳ "قوله لا تشرك بالله ان الشرك لظلم عظيم" حدیث نمبر ۱۸۸۲)

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا جب یہ آیت اتری ''الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم'' تو اصحاب رسول ﷺ پر بہت سخت گذری وہ کہنے لگے ہم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو تو رسول اللہؐ نے فرمایا اس آیت میں ظلم سے ہر گناہ مراد نہیں ہے (بلکہ شرک مراد ہے) کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا ''اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ'' (بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے)''

اور سورۃ یوسف میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ ۝﴾ (سورۃ یوسف :۱۰۶)

ترجمہ: ''ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں''

قارئین کرام! انہی ''کلمہ گو مشرک لوگوں'' میں سے تارک نماز بھی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ''ترک نماز'' کے عمل کو ''شرک'' کہتے ہوئے فرماتے ہیں

﴿مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ وَاتَّقُوْہُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝﴾

(سورۃ الروم آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: ''رجوع کرنے والے ہیں طرف اسکی اور ڈرو اس سے قائم کرو نماز کو۔ اور مت ہو شرک کرنے والوں سے''

لہٰذا میری گزارش ہے ''کلمہ گو'' احباب سے کہ وہ ''تارک نماز'' ہو کر اپنے ایمان کے ساتھ شرک کی ملاوٹ کر کے اپنے ایمان اور اعمال کو برباد نہ کرائیں اور بغیر توبہ کے معاف نہ ہونے والے اس ظلم عظیم (شرک) کے مرتکب بن کر جہنم کا ایندھن نہ بنیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 2

نماز ادا کرنے کا طریقہ

ا۔ قبلہ کے بیان میں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

﴿ ـــــ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ط...o﴾ (سورہ البقرہ : ۱۴۴)

ترجمہ: ''۔۔۔تم جہاں پر ہو منہ اپنا کعبے کی طرف کرو۔۔۔''

نبی محترم ﷺ نے فرمایا:۔

۱. ﴿ عن البراء ابن عازبؓ قال صلينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم نحو بيت المقدس ستته عشر شهرا او سبعة عشر شهرا ثم صرفنا نحو الكعبة. ﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد ۲ "کتاب المساجد" باب "تحويل القبلة من المقدس الى الكعبة.")

ترجمہ: ''براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ مہینے یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر ہم کو کعبے کی طرف پھیر دیا گیا۔''

۲. ﴿ عن البراء بن عازبؓ قال صليت مع النبى صلى الله عليه وسلم الى بيت المقدس ستته عشر شهرا حتى نزلت الاية التى فى البقرة "حيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره..... ﴾ (ايضاً)

ترجمہ: ''براء بن عازبؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ مہینے تک یہاں تک کہ یہ آیت اتری جو سورہ بقرہ میں ہے۔تم جہاں پر ہو منہ اپنا کعبے کی طرف کرو۔۔۔''

۳. ﴿ عن ابا حميد الساعدى يقول كان رسول الله صلى الله عليه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ استقبل القبلۃ...﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ا کتاب "اقامت الصلوۃ" اور اس کا طریقہ" باب نمبر ا حدیث نمبر ۸۰۳)

ترجمہ: "ابو حمید الساعدیؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز کو اٹھتے قبلے کی طرف منہ کرتے۔"

۴. ﴿عن البراء قال صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحو بیت المقدس ستتہ عشرا او اربعۃ عشر شھرا ثم صرفہ نحو القبلۃ.﴾

(ترجمہ حدیث نمبر ا والا ہی ہے)

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۲ کتاب التفسیر آیت "ولکل وجھۃ ھو مولیھا۔" باب نمبر ۷۵۹ حدیث نمبر ۱۶۰۳)

۵۔ جب قبلے کی سمت کا پتہ نہ ہو (یعنی سورج بادلوں میں چھپ گیا ہو) تو کسی اور طرف نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۝﴾ (سورہ البقرہ: ۱۱۵)

ترجمہ: "اور مشرق اور مغرب اللہ ہی کے لئے ہیں تو جدھر تم منہ کرو ادھر ہی اللہ کی جہت ہے۔"

اور حدیث میں آتا ہے کہ:

ترجمہ: "عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ تو آسمان پر بادل آیا اور قبلے کی سمت ہم کو معلوم نہ ہوئی آخر ہم نے نماز پڑھ لی اور جدھر نماز پڑھی تھی ادھر ایک نشانی رکھ دی۔ جب سورج نکلا تو معلوم ہوا کہ ہم نے قبلے کی طرف نماز نہیں پڑھی۔ اور طرف پڑھی (یعنی قبلے کے علاوہ کسی دوسری طرف) یہ ذکر ہم نے نبی ﷺ سے کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری

﴿...فاینما تولوا فثم وجہ اللہ....﴾

"یعنی جدھر تم منہ کرو ادھر ہی اللہ کی جہت ہے۔"

(ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ا "کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا۔" باب نمبر ۶۰ حدیث نمبر ۱۰۲۰)

لہٰذا اگر لاعلمی میں ایک شخص قبلے کے علاوہ کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے تو بعد میں اسے قبلے کی سمت غلط ثابت ہونے کی صورت میں بھی نماز ہو جائے گی۔ البتہ قبلہ کی صحیح سمت معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی صورت میں فرض نماز قبلہ رخ کھڑے ہو کر ادا کرنے سے ہی ہو گی۔

(۱) فرض نماز سواری سے اتر کر پڑھنا۔ اور فرض نماز میں منہ قبلہ کی طرف کرنا

ترجمہ:۔ ''جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھا کرتے اس کا منہ پورب کی طرف ہوتا جب آپؐ فرض نماز پڑھنا چاہتے تو اترتے قبلے کی طرف منہ کرتے۔''

(بخاری شریف مترجم جلد ۱ ''ابواب تقصیر الصلوۃ'' باب ۷۰۳ ''فرض نماز کے لئے سواری سے اترنا'' حدیث ۱۰۳۶)

(۲) نفل نماز کے لئے (نیز وتر بھی) قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری نہیں ہے

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ اپنی اونٹنی پر (نفل) نماز پڑھا کرتے اور وتر بھی اسی پر پڑھ لیتے اور بیان کرتے کہ نبی ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے۔ (بخاری ایضاً باب نمبر ۷۰۱ حدیث نمبر ۱۰۳۳)

(۳) صلوٰۃ الخوف میں قبلہ کی جانب منہ کرنا ضروری نہیں ہے

صلوٰۃ الخوف خواہ پیدل چلتے ہوئے یا چاہے تو سواریوں پر سوار رہ کر پڑھیں۔

(بخاری شریف جلد نمبر ۱ مترجم ''کتاب الصلوۃ الخوف'' حدیث نمبر ۸۹۵ عن عبداللہ بن عمرؓ)

(۴) مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے

ترجمہ:۔ ''ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مشرق اور مغرب کے بیچ میں قبلہ ہے۔''

(ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۵۶۔ حدیث نمبر ۱۰۱۱)

نوٹ: یہ حکم مدینہ والوں کے لئے ہے کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کی طرف ہے۔ اور وہ درمیان ہے مشرق اور مغرب کے۔ ابن ماجہ حاشیہ نمبر ۲ حدیث نمبر ۱۰۱۱۔

(۵) نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی قولی حدیث

ترجمہ:۔ ''ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے لیے اٹھے تو اچھی طرح وضو کر پھر قبلہ کی طرف منہ کر۔۔۔۔ الخ'' (اسے ساتوں نے روایت کیا اور یہ الفاظ بخاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہیں بحوالہ بلوغ المرام مترجم باب نماز کا بیان حدیث نمبر ۱۷۹)

(۶) کعبہ کی چھت پر نماز نہ پڑھے

علامہ البانیؒ نے اس کو ضعیف کہا ملاحظہ فرمائیں ''ضعیف ابن ماجہ''

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا سات جگہ نماز پڑھنے سے گھورے میں (جہاں نجاست اور لید اور کچرا پڑتا ہے) اور کیلے میں (جہاں جانور ذبح کئے جاتے ہیں) اور مقبرے میں اور سڑک پر اور حمام میں اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور کعبے کی چھت پر۔''

(ابن ماجہ جلد نمبر ا مترجم باب ''جن مقاموں پر نماز پڑھنا مکروہ ہے'' حدیث نمبر ۷۴۶)

(۷) لیٹ کر نماز پڑھتے وقت قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں ہے

﴿عن عمران بن حصين قال كانت بي بواسير فسالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلوٰة فقال صل قائماً فان لم تستطع فقاعدًا فان لم تستطع فعلىٰ جنب﴾

(صحیح بخاری مع تیسر الباری جلد ۲ کتاب تقصیر الصلوة "باب ۷۱۳" اذالم يطق قاعداً صلى على جنب" حدیث ۱۰۵۱)

ترجمہ: ''عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مجھے بواسیر کا عارضہ تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا نماز کیوں کر پڑھوں۔ آپ نے فرمایا۔ کھڑے ہو کر پڑھ۔ اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کروٹ سے (لیٹ کر)''

﴿وقال عطآء اذا لم يقدر علىٰ ان يتحول الى القبلة صلى حيث كان وجهه﴾ (ایضاً تحت باب)

ترجمہ: ''اور عطاء بن ابی رباح نے کہا جب آدمی قبلے کی طرف منہ نہ کر سکے تو جدھر منہ کر سکے ادھر ہی نماز پڑھ لے۔''

تیسر الباری میں اس قول کے حاشیہ میں ہے کہ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فاينما تولوا فثم وجه الله" اب منہ نہ کر سکنے کا سبب خواہ بیماری ہو یا دشمن کا ڈر اور کچھ اس اثر کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ باب قیام کے عجز سے متعلق تھا اور یہ استقبال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبلے سے عجز ہے۔ دونوں نماز کے یکساں رکن ہیں۔
مذکورہ حدیث کے حاشیہ میں آگے ہے۔ ''یعنی منہ قبلے کی طرف کر کے جیسے علیؓ کی روایت میں ہے۔ اس کو دارقطنی نے نکالا اور داہنے کروٹ پر لیٹنا افضل ہے اور بائیں کروٹ پر بلا عذر لیٹنا مکروہ رکھا ہے۔ نسائی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر نہ سکنے سے یہ مراد ہے اس میں تکلیف ہوتی ہے آخر تک۔''

جب قبلہ کی طرف قبر ہو تو اس طرف منہ کر کے نماز نہ ادا کرے۔

﴿عن عائشة...فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اولئک اذا كان فيهم الرجل الصالح فمات بنوا علىٰ قبره مسجداً...الخ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ ''کتاب المساجد'' باب ''النہی عن بناء المسجد علی القبور''۔۱۰۳)

ایک دوسری روایت میں ہے:

﴿عن ابى مرثد الغنوى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه وسلم لاتصلوا الى القبور ولا تجلسوا عليها.﴾

(سنن نسائی مترجم جلد ا باب ۴۵۳ حدیث ۷۶۳ "كتاب القبلة")

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مت نماز پڑھو قبروں کی طرف اور مت بیٹھو قبروں پر۔''

۲۔ قیام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

﴿قُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ٥﴾ (سورۃ البقرۃ : ۲۳۸)

ترجمہ: ''اور کھڑے ہو واسطے اللہ کے چپکے۔''

اعتدال کے ساتھ کھڑا ہو۔ آگے کی طرف بھی نہ جھکا جائے اور نہ ہی پیچھے کی طرف۔

﴿...انا اعلمكم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا قام فى الصلوٰة اعتدل قائماً الخ﴾

(ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ا کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیہا باب نمبر ۱۵ حدیث نمبر ۸۶۲ ''رفع الیدین اذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع'')

ترجمہ: ''۔۔۔رسول اللہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہوتے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِينَ﴾ کے تحت نماز میں استطاعت کے ہوتے ہوئے قیام کرنا ضروری ہے۔
نفلی نماز کے لئے قیام ضروری نہیں ہے بلکہ نفل نماز سواری پر بیٹھ کر بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ بخاری شریف جلد نمبر ۱ مترجم "ابواب تقصیر الصلوۃ" باب نمبر ۱۰۷ حدیث نمبر ۱۰۳۳)
صلاۃ الخوف کے لئے بھی قیام ضروری نہیں ہے۔
چنانچہ صلوۃ الخوف میدان جنگ میں پیدل چلتے پھرتے اور سواری پر بیٹھ کر جس طرح بھی آسانی کے ساتھ ادا ہوسکتی ہو ادا فرمالینی چاہیے۔

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الصلوۃ الخوف" حدیث نمبر ۸۹۵ عن عبداللہ بن عمرؓ)

(ا) بیٹھ کر اور لیٹ کر نماز پڑھنے کے ثواب کے بارے میں

ترجمہ: "۔۔۔ عمران بن حصینؓ نے بیان کیا ان کو بواسیر کا عارضہ تھا انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو وہ افضل ہے۔ اور جو بیٹھ کر پڑھے تو اس کا ثواب آدھا ملے گا اور جو شخص لیٹ کر پڑھے اس کا بیٹھنے والے سے بھی آدھا۔"

(بخاری شریف مترجم جلد ۱ باب ۱۱۷ "صلوۃ القاعد (بیٹھ کر نماز پڑھنا) حدیث نمبر ۱۰۴۹ باب نمبر ۱۲ ۷ حدیث نمبر ۱۰۵۰)

چنانچہ مندرجہ بالا حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی آدمی کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کر سکتا ہے اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی سکت نہ ہو تو پھر لیٹ کر بھی نماز ادا کر سکتا ہے۔ مندرجہ بالا دونوں صورتوں میں قیام نہیں ہوگا۔ بیماری کی حالت میں بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ (بخاری شریف جلد نمبر ۱ مترجم باب نمبر ۱۳ ۷ حدیث نمبر ۱۰۵۱ عن عمران بن حصینؓ)
اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کرنی شروع کرلے اور پھر وہ تندرست ہو جائے یا بیماری کم ہلکی پالے اور نماز کے لئے کھڑا ہو سکے تو جو نماز باقی ہے۔ اسکو کھڑے ہو کر پڑھ لے۔

ترجمہ: "عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو (تہجد) رات کی نماز کبھی بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ کی عمر زیادہ ہوگئی تو بیٹھ کر (تہجد میں) قراءت کیا کرتے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو کر تیس چالیس آیتیں پڑھتے پھر رکوع کرتے۔"

(بخاری شریف جلد نمبر ۱ مترجم باب نمبر ۱۴ ۷ حدیث نمبر ۱۰۵۲، ۱۰۵۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲) بڑھاپے کی وجہ سے کسی چیز کے ساتھ ٹیک لگا کر نماز پڑھنا

"۔۔۔۔اور نماز میں ٹیک لگائے ہوئے تھے ایک لکڑی پر جب ہم نے سلام پھیرا تو اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا ام قیس بنت محصن نے مجھ سے بیان کیا رسول اللہ ﷺ کا جب سن زیادہ ہوگیا اور آپ کا گوشت بڑھ گیا تو آپ نے ایک ستون اپنے مصلے پر کھڑا کرلیا۔ اس پر ٹیک لگا کر نماز پڑھتے تھے۔"

(ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۳۲۸ حدیث نمبر ۹۴۰)

۳) کشتی میں نماز ادا کرنا

رسول اللہ ﷺ سے کشتی میں نماز ادا کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر ڈوبنے کا خطرہ نہ ہو تو کھڑے ہوکر ہی نماز ادا کی جائے (البزاز۔ دارقطنی وغیرہ بحوالہ صفۃ صلوٰۃ النبی از البانی مترجم "کشتی میں نماز کیسے ادا کی جائے")

مندرجہ بالا حدیث کی رو سے بحری جہاز میں بھی یہی طریقہ اپنایا جاسکتا ہے (واللہ اعلم) جب نماز کے لئے کھڑا ہوا جائے تو دونوں پاؤں کو سیدھا اور برابر رکھا جائے۔

۴) قیام میں سجدہ کرنے کی جگہ پر نظر رکھنا۔ (نگاہیں نیچی رکھی جائیں)

﴿ حدثنا قتادة ان انس بن مالک حدثهم قال قال النبی صلی الله علیه وسلم ما بال اقوام یرفعون ابصارهم الی السماء فی صلوتهم فاشتد قوله فی ذلک حتی قال لینتهین عن ذلک او لتخطفن ابصارهم ﴾

(صحیح بخاری جلد نمبر ۱ "کتاب الاذان" باب نمبر ۴۸۲ "رفع البصر الی السماء فی الصلوٰۃ" حدیث نمبر ۷۱۳)

ترجمہ: "قتادہ نے ہم سے بیان کیا بے شک انس بن مالک نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں آپ نے اس باب میں بہت سختی سے ارشاد فرمایا۔ یہاں تک فرمایا ان کو اس سے باز آنا چاہیے۔ ورنہ ان کی بینائی اچک لی جائے گی۔"

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن عائشه قالت سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الالتفات في الصلوة فقال هو اختلاس يختلسه الشيطان من صلوة العبد﴾

(ایضاً باب نمبر ۴۸۳ ''الالتفات فی الصلوٰۃ'' حدیث نمبر ۷۱۴)

ترجمہ: ''عائشہؓ سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شیطان کی جھپٹ ہے وہ آدمی کی نماز پر ایک جھپٹ مارتا ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے۔

''حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنی نظر سجدہ کرنے کے مقام پر رکھا کرو۔'' (رواہ البیہقی فی سنہ الکبیر بحوالہ تفسیر مظہری اردو پ نمبر ۱۸ سورۃ المومنون)

۳۔ نیت

نیت کے لغوی معنی دل کے ارادہ' قصد کے ہیں۔ (المنجد)

نیت میں صرف دل سے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا ارادہ کرنا ہی کافی ہو جاتا ہے۔ زبا[ن] سے کہنا شرط نہیں ہے بلکہ زبان سے کہنے سے ''نیت'' اپنے معنوں میں ''نیت'' نہیں رہ[ے] بلکہ ''قول'' بن جائے گی۔

نیت کے بارے میں نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔

﴿...... يقول سمعت عمر بن الخطابؓ على المنبر يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انما الاعمال بالنيات وانما لامرى مانوى فمن كانت هجرته الى دنيا يصيبها او الى امراة ينكحها فهجرته الى ماهاجر اليه﴾ (بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۱ حدیث نمبر ۱)

ترجمہ: ''(راوی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطابؓ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جتنے (ثواب کے) کام ہیں وہ نیت ہی سے ٹھیک ہوتے ہیں اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے۔ پھر جس نے دنیا کمانے یا کوئی عورت بیاہنے کے لئے ہجرت کی اس کی ہجرت اسی کام کے لئے ہوگی۔''

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کے جتنے بھی کام ہیں یا جتنے بھی نیک اعمال ہیں [ا]ن سب کی قبولیت کا دارومدار نیت پر ہے۔ لہٰذا دین کا جو بھی کوئی کام ہے اس کو کرنے سے پہلے ا[س]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

م کی نیت کرنی چاہیے۔اور جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ نیت نام ہے دل کے ارادے کا۔لہٰذا جب ت کے الفاظ زبان سے ادا کیے جائیں گے تو وہ نیت نہیں رہے گی بلکہ وہ قول بن جائے گی۔اس ئے جب بھی کوئی نیک کام کرنا ہو تو صرف اس کے لئے دل میں ارادہ کرنا ہی نیت ہے۔زبان سے ے الفاظ نہ ادا کیے جائیں۔جن کا ادا کرنا شارع علیہ السلام سے کوئی ثابت نہ ہو۔اگر نیت کو الفاظ ے ساتھ یا زبان سے ادا کیا جائے تو وہ بدعت کے زمرے میں آئے گا۔

قارئین کرام! جو لوگ نیت کو الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں ان کے پاس کوئی ایسی صحیح اور واضح ل نہیں ہے جس کو پیش کر سکیں اگر نماز کے لئے نیت کے الفاظ جیسا کہ احناف کی اکثریت میں اج پا چکا ہے۔زبان ہی سے ادا کرنے چاہیے تو پھر یہ بتایا جائے کہ جب نماز کی حالت میں سلام پھرنے سے پہلے دائیں طرف اور بائیں طرف کے مقتدیوں کو اور امام کو جو سلام کرنے کا حکم ہے۔اس کے لئے زبان کی نیت کیوں نہیں کی جاتی۔کیونکہ حدیث میں امام کو سلام کرنے کا حکم بھی ہے۔اور مقتدیوں کا ایک دوسرے کو سلام کرنے کا حکم بھی ہے۔جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿عن سمرہ بن جندبؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا سلم الامام فردوا علیہ.﴾ (ابن ماجہ مترجم جلد ا باب ۳۰ "رد السلام علی الامام" حدیث ۹۲۱)

ترجمہ: ''سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب امام سلام کرے تو اس کا جواب دو۔''

ایک اور مقام پر ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

﴿عن سمرۃ بن جندب قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نسلم علی ائمتنا وان یسلم بعضنا علی بعضٍ.﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۹۲۲)

ترجمہ: '' سمرۃ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا۔اپنے اماموں پر سلام کرنے کا۔اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کا۔''

جس جانب امام ہو ادھر کے سلام میں امام کی نیت کرو۔یعنی جب دائیں طرف سلام کرے تو ں میں یہ نیت کریں کہ امام کے سلام کا جواب دے رہا ہوں اور اسی طرح بائیں طرف سلام کرتے ت۔جب داہنی طرف سلام پھیرے تو ادھر جو لوگ ہوں ان پر سلام کرنے کی نیت کرے اگر کوئی رہ نہ ہو تو فرشتے ہی کی نیت کرے اسی طرح جب بائیں طرف سلام پھیرے۔اور امام جدھر ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادھر ہو کے سلام میں امام بھی نیت کرے۔

قارئین کرام! روزے کے لئے بھی نیت کرنا ضروری ہے۔ اور اس کا بھی یہی طریقہ ہے کہ دل میں ارادہ کرے کہ میں روزہ خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے رکھ رہا ہوں۔ اور روزے کی نیت صبح صادق سے پہلے کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ چنانچہ مؤطا امام مالک "کتاب الصیام" باب نمبر ۲ "من اجمع الصیام قبل الفجر" حدیث نمبر ۵ میں ہے۔)

﴿عن ابن عمرؓ انه كان يقول لا يصوم الّا من اجمع الصيام قبل الفجر﴾

ترجمہ: "کہا روزہ کسی شخص کا صحیح نہیں ہوتا جب تک کہ نیت نہ کرے قبل صبح صادق کے" موطا ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے۔

﴿عن عائشه وحفصة زوجی النبی صلی الله علیه وسلم بمثل ذلک﴾

(اخرجہ ابوداؤد والترمذی والنسائی)

روزے کے لئے جو نیت زبان سے کی جاتی ہے اور اکثر عوام الناس میں مشہور ہے۔ اس کا کوئی ثبوت حدیث سے نہیں ہے۔ میرے خیال میں روزے کے بارے میں کئی لوگ ایسے ہوں گے کہ جو عقیدۃً روزے کی نیت زبان سے کرنے کے قائل ہوں گے لیکن عملاً زبان سے نیت تو کیا دل میں ارادہ بھی نہیں کرتے ہوں گے لیکن وہی لوگ جب نماز پڑھتے ہیں تو ساری نماز تو عربی میں پڑھیں گے لیکن نیت اپنی اردو زبان یا مادری زبان ہی میں کریں گے۔

نیت کے بارے میں بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے اور یہ دعا تکبیر تحریمہ سے پہلے پڑھتے ہیں جس کا کسی صحیح حدیث سے ثبوت نہیں ہے۔ اس دعا کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ.﴾ (سورۃ الانعام : ۷۹)

ترجمہ: "تحقیق میں نے متوجہ کیا منہ اپنے کو واسطے اس کے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو۔ توحید کرنیوالا اور نہیں میں شریک لانیوالوں سے۔"

۴۔ تکبیر تحریمہ:

جب نماز شروع کی جائے تو تکبیر سے شروع کی جائے یعنی نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) تکبیر تحریمہ واجب ہے۔ (تکبیر تحریمہ فرض ہے)

ترجمہ: ''انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سے گر پڑے آپ ﷺ کا بدن چھل گیا۔ آپؐ نے بیٹھ کر ہم کو نماز پڑھائی۔ ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے مقرر ہوا کہ اس کی پیروی کی جائے۔''

"فاذا کبر فکبروا" جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ (رکوع سے) سر اٹھائے تم بھی اٹھاؤ۔ اور جب وہ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہے تو تم ''ربنا ولک الحمد'' کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔''

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۴۷۲ ''ایجاب التکبیر و افتتاح الصلوٰۃ'' حدیث نمبر ۶۹۶)

(۲) تکبیر تحریمہ کے الفاظ

جیسا کہ بخاری شریف کی روایت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تکبیر تحریمہ واجب ہے۔ اور نبی علیہ السلام تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرتے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے الفاظ کیا ہیں۔ کیونکہ احادیث میں جہاں تکبیر کہنے کا ذکر آتا ہے وہاں اکثر یہ الفاظ آتے ہیں۔ ''فاذا کبر فکبروا'' (بخاری شریف ایضاً) چنانچہ اس کی وضاحت بھی حدیث میں موجود ہے۔

﴿عن ابا حمید الساعدیؓ یقول: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ استقبل القبلۃ ورفع یدیہ وقال اللہ اکبر.﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۱ ''کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا'' باب نمبر ۱ ''افتتاح الصلوٰۃ'' حدیث نمبر ۸۰۳)

ترجمہ: ''ابو حمید الساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کو اٹھتے قبلے کی طرف منہ کرتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور فرماتے اللہ اکبر۔''

یہ حدیث حسن صحیح ہے ملاحظہ فرمائیں ''سنن ابن ماجہ عربی از محمود محمد محمود حسن نصار جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۴۷ شائع کردہ دارالسلام''

(۳) تکبیر تحریمہ کے لئے ''اللہ اکبر'' کے علاوہ اور کوئی الفاظ کہے جا سکتے ہیں؟

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ صرف ''اللہ اکبر'' کہہ کر نماز شروع کرتے۔

13506

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ احناف کے ہاں ''اللہ اکبر'' کی جگہ کسی دوسری زبان مثلاً فارسی میں (خدا بزرگ تر) ترکی میں، لاطینی وغیرہ میں اسی کے معنی کے الفاظ سے بھی تکبیر جائز ہے۔ چنانچہ فتاوٰی عالمگیری جس کو ملک میں نافذ کرنے کا مطالبہ حنفی مقلدین بڑے زور شور کے ساتھ کرتے ہیں اس میں لکھا ہے۔

﴿ولو كبر بالفارسية جاز هكذا في المتون سواء كان يحسن العربية اولا﴾

ترجمہ: ''اگر فارسی میں تکبیر کہی جائے تو نماز جائز ہو جاوے گی خواہ عربی میں کہہ سکتا ہو یا نہ کہہ سکتا ہو'' بلکہ یہاں پر بس نہیں آگے لکھا ہے۔''

﴿وكذا كل ما ليس بعربية كالتركية والزنجية والحبشية والنبطية هكذا في فتاوى قاضي خان﴾ (فتاوٰی عالمگیری عربی جلد اول صفحہ نمبر ۶۹)

ترجمہ: ''اور جو حکم فارسی کا ہے وہی ان سب زبانوں کا ہے جو عربی نہیں جیسے ترکی اور زنجی اور حبشی اور نبطی''

(۴) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بیان میں

نماز شروع کرتے وقت دونوں ہاتھوں کا اٹھانا تکبیر کے ساتھ واجب ہے۔ اور اس کا حکم ''صلو كما رايتموني اصلي'' کے تحت بھی آتا ہے۔

(۵) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کا طریقہ

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بارے صحیح احادیث سے تین طریقے ثابت ہیں۔

۱۔ دونوں ہاتھوں کو تکبیر یعنی اللہ اکبر کے ساتھ اٹھانا۔

﴿عن مالك بن الحويرثؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كانَ اذا كبر رفع يديه حتى يحاذي بهما اذنيه.........﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر۲ کتاب الصلوٰۃ باب ''تکبیر تحریمہ، رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت مونڈھوں تک دونوں ہاتھ اٹھانے اور سجدوں کے درمیان ہاتھ نہ اٹھانے کے احکام۔'' ص ۱۹)

ترجمہ: ''مالک بن حویرثؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے۔......''

۲۔ دونوں ہاتھوں کو تکبیر سے پہلے اٹھانا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن ابن عمرؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام للصلوٰۃ رفع یدیۃ حتی تکونا بحذو منکبیہ ثم کبر.﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں مونڈھوں تک اٹھا کے اللہ اکبر کہتے۔''

۳۔ دونوں ہاتھوں کو تکبیر کے بعد اٹھانا

﴿عن ابی قلابۃ انہ رای مالک بن الحویرث اذا صلی کبر ورفع یدیہ واذا ارادان یرکع رفع یدیہ واذا رفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل ھکذا.﴾ (ایضاً)

(بخاری جلد نمبر ۱ باب نمبر ۴۷۴ حدیث نمبر ۷۰۰)

ترجمہ: ''ابو قلابہ کا بیان ہے کہ انہوں نے مالک بن حویرثؓ کو نماز پڑھتے دیکھا انہوں نے نماز پڑھنے کے لئے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا اور جب رکوع کرنے لگتے تو اس وقت بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔''

لہٰذا صحیح احادیث کے مطابق مندرجہ بالا طریقوں میں سے کسی طریقے کے مطابق تکبیر تحریمہ کہی جا سکتی ہے۔ کوشش یہی کرنی چاہئے کہ کبھی کسی طریقے سے تکبیر تحریمہ کہی جائے اور کبھی کسی طریقے سے تاکہ سب احادیث پر عمل ہو سکے۔

(۶) ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رفع یدین کرتے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں۔ صحیح احادیث میں اس بارے میں تین طریقے وارد ہیں۔

۱۔ دونوں ہاتھ کاندھوں تک اٹھائے جائیں۔

﴿عن ابن عمر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ.﴾

(مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ کتاب الصلوۃ۔ باب ''تکبیر تحریمہ، رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت مونڈھوں تک دونوں ہاتھ اٹھانے اور سجدوں کی درمیان ہاتھ نہ اٹھانے کے احکام۔'' ص ۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے مونڈھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔''

۲۔ دونوں ہاتھوں کا کانوں تک اٹھانا۔

﴿عن مالک بن الحویرث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا کبر رفع یدیه حتی یحاذی بهما اذنیه﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''مالک بن الحویرثؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے۔''

۳۔ دونوں ہاتھوں کا کانوں کے برابر تک اٹھانا۔

﴿عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث قال رایت النبی صلی الله علیه وسلم .... حتی یبلغ بهما فروع اذنیه.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۲۶۸ حدیث نمبر ۷۴۰)

ترجمہ: ''مالک بن حویرثؓ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہاں تک کہ پہنچاتے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک۔''

چنانچہ مندرجہ بالا احادیث سے پتہ چلا کہ تین مقامات تک ہاتھ اٹھانا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ سبھی طرح جائز ہے۔

(۷) دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھانا صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے

تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھانا جیسا کہ احناف کا عمل ہے۔ یہ صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ اس سلسلے میں جو روایت ابوداؤد میں آتی ہے وہ ضعیف ہے۔

﴿عن عبدالجبار بن وائل عن ابیه قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یرفع ابهامیه فی الصلوٰة الی شحمة اذنیه.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۲۶۷ "افتتاح الصلوۃ" حدیث نمبر ۷۳۲)

ترجمہ: ''عبدالجبار بن وائل، ان کے والد وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو اٹھاتے تھے۔ اپنے دونوں انگوٹھوں کو (ہاتھ کے) کانوں کی لو تک۔''

(البانیؒ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ''ضعیف سنن ابوداؤد'')

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا حدیث کے ضعف کے بارے میں محمد ابوسعید الیار بوزی جو کہ ترکی کے نامور عالم دین ہیں نے اپنی نماز کی کتاب میں لکھا ہے۔ یہ کتاب پاکستان میں ڈاکٹر خالد ظفر اللہ کے اردو ترجمے کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ چنانچہ ابوسعید صاحب مندرجہ بالا حدیث کے بارے میں ص نمبر ۵۵ پر لکھتے ہیں کہ اس روایت کے ضعف کا سبب یہ ہے کہ روایت کے راویوں میں سے عبدالجبار کا اپنے باپ سے حدیث کا نہ سننا ہے۔ ابن حجر نے ''تقریب'' میں عبدالجبار کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی اپنے باپ سے روایت مرسل ہیں۔

قارئین کرام! محمد ابوسعید الیار بوزی کے بارے میں مترجم ڈاکٹر خالد ظفر اللہ نے کتاب کے ترجمے کے شروع میں لکھا ہے۔ کہ ابوسعید صاحب محدث دوراں علامہ ناصر الدین البانیؒ کے خاص شاگرد ہیں۔

(۸) اٹھائے ہوئے ہاتھوں کی کیفیت۔

﴿عن ابی ھریرۃؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا دخل فی الصلوٰۃ رفع یدیه مداً.﴾

(سنن ابی داؤد مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۲۶۹ ''رکوع کے وقت ہاتھ اٹھانے کا بیان'' حدیث نمبر ۷۴۸)

ترجمہ: ''ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کو شروع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے لمبے کر کے۔''

﴿عن ابی ھریرۃؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا کبر للصلوٰۃ نشر اصابعه.﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبر ا باب ''بیان میں انگلیاں کھلی رکھنے کے تکبیر اولی کے وقت۔ ابواب الصلوٰۃ)

ترجمہ: ''ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر اولی کہتے نماز کی خوب کھلے رکھتے انگلیاں اپنی۔''

علامہ البانی نے اسکو ضعیف سنن ترمذی'' میں نقل کیا۔

﴿عن ابی ھریرۃؓ یقول کان رسو ل اللہ ﷺ اذاقام الی الصلوٰۃ رفع یدیه مدا.﴾ (ایضاً)

ترجمہ ''ابی ہریرۃؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہوتے نماز کو اٹھاتے دونوں ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب کھول کر۔"

(امام ترمذی نے اس کو حسن کہا) ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

﴿ اخبرنا ابن خزیمہ قال حدثنا عبد الله بن سعید الا شج قال حدثنا یحیی بن الیمان عن ابی ذئب عن سعید بن سمعان عن ابی ھریرۃؓ ان رسول الله ﷺ کان ینشر اصابعه فی الصلوٰۃ نشرا﴾

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان عربی جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۳۰ "ذکر مایستحب للمرءِ نشر الاصابع عند التکبیر لافتتاح الصلوٰۃ)

﴿ عن سعید بن سمعان قال جاء ابو ھریرۃؓ الی مسجد بنی زریق فقال ثلاث کان رسول الله ﷺ یعمل بھن ترکھن الناس. کان یرفع یدیه فی الصلوٰۃ مداویسکت ھنیئة ویکبرا ذاا سجد واذارفع.﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ا کتاب الا فتتاح "باب نمبر ۵۳۸" رفع الیدین ملداً" حدیث نمبر ۸۸۶)

ترجمہ: "سعید بن سمعان کہتے ہیں کہ ابو ہریرۃؓ مسجد بنی زریق میں آئے اور انہوں نے کہا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ اور لوگوں نے چھوڑ دی ہیں آپ ﷺ دونوں ہاتھ بڑھا کر نماز میں اٹھاتے تھے پھر تھوڑی دیر چپ رہتے تھے۔ اور جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت بھی تکبیر کہتے۔"

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت جب ہاتھوں کو اٹھایا جائے تو لمبے کر کے اٹھایا جائے۔ یعنی انگلیاں کھلی رکھی جائیں نہ کہ ہاتھوں کی انگلیاں بند کر کے ہاتھ اٹھائے جائیں۔ اور یہ بھی کہ جب ہاتھوں کو اٹھایا جائے تو ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ تو زیادہ ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جائے اور نہ ہی انگلیوں کو کشادہ کیا جائے بلکہ اتنا ہی فاصلہ رکھا جائے جتنا فاصلہ عام طور پر انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ اور عام طور پر یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ کئی لوگ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہوئے ہاتھوں کی انگلیوں کو سیدھا نہیں کرتے بلکہ ان کی انگلیاں موڑی ہوتی ہیں۔

امام نووی صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب الصلوٰۃ" کے باب 'استحباب رفع الیدین حذو المنکبین مع تکبیر ۃ الا حرام والرکوع وفی الرفع من الرکوع وانہ لایفعلہ اذا رفع من السجود" کی سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کی پہلی حدیث میں بیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں۔

''نماز کی ابتداء میں رفع یدین کرنے کے لئے پوری امت کا اجماع ہے۔ لیکن اور دوسرے مقامات پر ان کا باہمی اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ امام احمدؒ امام مالکؒ اور دیگر جمہور علماء کے نزدیک رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا مستحب ہے۔ نیز شافعی نے کہا۔ کہ تشہد پڑھ کر کھڑا ہو تو اس وقت بھی رفع الیدین کرے۔ کیونکہ امام بخاری نے بحوالہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور ابو حمید الساعدیؓ نے بھی باسانید صحیح یہی بیان کیا ہے۔ جنہیں ابوداؤد اور ترمذی نے تحریر کیا ہے۔۔۔۔ الخ''

(۵) نماز میں قیام کے دوران ہاتھ کہاں باندھے جائیں

﴿عن سهل بن سعد قال كان ناس يو مرون ان يضع الرجل اليد اليمنٰى على ذراعه اليسرٰى فى الصلوٰة وقال ابو حازم لااعلمه الاينمى ذٰلك الى النبى صلى الله عليه وسلم قال اسمعيل ينمٰى ذٰلك ولم يقل ينمٰى﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۴۷۷ نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا'' حدیث نمبر ۷۰۳ 'کتاب الاذان'')

ترجمہ ''سہل بن سعد سے انہوں نے کہا لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ نماز میں ہر آدمی اپنا داہنا ہاتھ بائیں کلائی پر رکھے۔ اور ابو حازم نے کہا میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ سہل اس بات کو نبی ﷺ تک پہنچاتی تھی۔ یوں نہیں کہا پہنچاتے تھے۔''

(۱) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھنا

﴿عن ابن مسعود انه كان يصلى فوضع يده اليسرٰى على اليمنٰى فراه النبى ﷺ فوضع يده اليمنٰى على اليسرٰى.﴾

(سنن ابی داؤد مترجم جلد ۱ باب ۲۷۰ ''وضع اليمنى على اليسرى فى الصلوٰة'' حديث ۷۵۰)

ترجمہ: ''ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ نماز پڑھتے تھے انہوں نے اپنا بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ کے اوپر رکھا تھا رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو ان کا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ دیا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) نماز میں ہاتھ باندھنے کی کیفیت

﴿عن عاصم بن کلیب قال حدثنی ابی ان وائل بن حجرا خبرہ قال قلت لا نظر ن الٰی صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ کیف یصلی فنظر ت الیہ فقام فکبر ورفع یدیہ حتی حاذتا باذنیہ ثم وضع یدہ الیمنیٰ علی کفہ الیسریٰ والرسغ والساعد . الخ﴾

(نسائی مترجم جلدا" کتاب الافتتاح "باب ۵۴۳ موضع الیمین من الشمال فی الصلوٰۃ حدیث ۸۹۲)

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں کہ آپ کیسے ادا کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے۔ پھر دائیں ہاتھ کو بائیں کی ہتھیلی پر پہنچے اور کلائی سے قریب تر رکھا۔''

(۳) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھ کر سینے پر رکھنا۔

﴿عن ھلب الطائی قال رایت النبی ﷺ ینصرف عن یمینہ وعن یسارہ ورایتہ قال یضع ھذہ علی صدرہ وصف یحی الیمنیٰ علی الیسریٰ فوق المفصل﴾ (مسند احمد بحوالہ ''نماز'' از محمد ابو سعید الیار بوزی)

ترجمہ: ''ہلب الطائی کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ وہ (سلام پھیرنے کے بعد) دائیں سے بھی مڑتے تھے۔ اور بائیں سے بھی اور کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو ان (یعنی ہاتھوں) کو سینے پر رکھتے ہوئے دیکھا تھا یحییٰ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ پر رکھ کر اس بات کی وضاحت کی۔''

﴿عن وائل ابن حجر قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ ووضع یدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ علی صدرہ.﴾

(ابن خزیمہ . سنن بیھقی بحوالہ "نماز "محمد ابو سعید الیاربوزی)

ترجمہ: '' وائل بن حجر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ ﷺ نے سینے پر دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) نماز میں عین ناف پر یا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے

نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا ضعیف سند والی روایت پر موقوف ہے۔ احناف اپنے موقوف میں جو حدیث پیش کرتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿حدثنا محمد بن محبوب حدثنا حفص بن غياث عن عبد الرحمن ابن اسحاق عن زياد بن زيد عن ابی جحيفة ان علياً قال السنة وضع الكف علی الكف فی الصلاة تحت السرة﴾

(مسند احمد اور ابوداؤد بحوالہ نماز محمد ابوسعید الیار بوزی)

علامہ ناصر الدین البانی نے اسے ضعیف کہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ ضعیف سنن ابوداؤد عربی صفحہ نمبر ۷۴ ابوداؤد میں ابن زبیر والی روایت بھی ضعیف ہے۔ (البانی)

ترجمہ: ''علیؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر زیر ناف باندھنا سنت ہے۔''

مندرجہ بالا روایت کے بارے میں محمد ابوسعید الیار بوزی صاحب لکھتے ہیں کہ اس کے ضعیف ہونے کے بارے میں دو وجوہات ہیں۔''

(۱) یہ روایت ابوداؤد کے نسخہ ابن عربی کے علاوہ دیگر نسخوں میں ثابت نہیں ہے۔ اور اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق الکوفی الواسطی ہے امام ابوداؤد نے کہا کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو عبدالرحمٰن بن اسحاق کو ضعیف قرار دیتے ہوئے سنا ہے۔

(۲) اسی سند میں زیاد بن زید الکوفی ہے۔ ابوحاکم نے اس کو مجہول قرار دیا ہے۔ زیاد بن زید کی ابوداؤد میں ایک ہی مذکورہ بالا روایت ہے۔

دوسری روایت جو زیر ناف ہاتھ باندھنے والے پیش کرتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿عن ابی وائل قال قال ابوهريرة اخذ الاكف علی الاكف فی الصلوة تحت السرة﴾ (سنن ابوداؤد ضعیف سند کے ساتھ بحوالہ نماز محمد ابوسعید الیار بوزی)

تیسری روایت جو زیر ناف ہاتھ باندھنے والے پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

﴿عن ابن جرير الضبی عن ابيه قال رايت علياً يمسك شماله بيمينه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی الرسغ فوق السرۃ ﴾

(سنن ابوداؤد ضعیف سند کے ساتھ بحوالہ ''نماز'' محمد ابوسعید الیار بوزی)

ترجمہ: '' جریر الضبی نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو بائیں پہنچے (بائیں ہاتھ کے گٹے) کو دائیں ہاتھ سے پکڑے اور ناف پر رکھے ہوئے دیکھا۔''

چنانچہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ابوسعید صاحب لکھتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں علیؓ سے روایت کرنے والے جریر الضبی ہیں جن کی علیؓ سے روایت نامعلوم ہے۔

مذکورہ احادیث ضعیف ہیں البانی نے ان کو ''ضعیف سنن ابی داؤد'' میں باب ''وضع الیمنٰی علی الیسرٰی فی الصلوٰۃ'' میں بیان کیا ہے۔

لہٰذا مندرجہ بالا احادیث ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل عمل ہیں۔ اس لئے کہ ضعیف حدیث دین میں حجت نہیں ہے۔ یعنی ضعیف روایت کی بنیاد پر عمل نہیں کیا جاتا۔ زیر ناف ہاتھ باندھنے کے بارے میں جن روایات کو دارقطنی اور بیہقی نے بحوالہ علیؓ نقل کیا ہے وہ باتفاق جمہور علماء سب کی سب ضعیف ہیں۔ جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف مترجم جلد نمبر ۲ باب ''تکبیر تحریمہ کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر باندھنے اور سجدوں میں مونڈھوں کے برابر ہاتھ رکھنے کا بیان' ' میں سیدنا وائل بن حجرؓ کی روایت کے حاشیے نمبر ۲۳ میں تحریر ہے۔

(۵) سینے پر ہاتھ باندھنا اور ضعیف روایات۔

نماز میں دونوں ہاتھ سینے پر باندھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور صحیح احادیث ہی قابل حجت اور قابل عمل ہیں۔ اس لئے ضعیف احادیث قابل حجت نہیں ہیں۔ لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے بھی ضعیف روایات کو بطور حجت کیوں پیش کرتے ہیں۔ ایسے ہی نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسئلہ ہے۔ چنانچہ نماز میں دونوں ہاتھوں کا سینہ پر باندھنا ضعیف احادیث سے بھی ثابت ہے۔ اس سلسلے میں جو ضعیف روایت پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ تفسیر ابن کثیر میں سورہ کوثر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ " وانحر " سے مراد دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر نماز میں سینے پر رکھنا ہے۔ یہی علیؓ سے غیر صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ شعبی اس لفظ کی یہی تفسیر کرتے ہیں۔''

چنانچہ میں نے خود بھی کئی واعظین سے اسی طرح سنا ہے کہ علیؓ " وانحر " کا یہی مطلب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتاتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز میں ہاتھ باندھتے تو اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے۔

قارئین کرام جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ضعیف روایت دین میں قابل حجت اور قابل عمل نہیں ہے۔ اس لئے اس مسئلے میں صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے ایسی ضعیف روایت کا سہارا لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ان لوگوں کو الزامی طور پر کہا جا سکتا ہے جن کے نزدیک صحیح اور ضعیف حدیث کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ وہ اس ضعیف حدیث کے تحت نماز میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھیں۔

(۲) ارسال کے بیان میں

نماز میں ارسال یا ہاتھوں کو لٹکا کر کھڑا ہونا کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور دوسرا یہ کہ نماز ایک عمل ہے۔ اور اس میں وہ امور سرانجام دیتے ہیں جو عمل ہونے کی حیثیت رکھتے ہوں اور یہ کہ ارسال کوئی عمل نہیں ہے۔ اس لئے ایسا عمل نماز میں داخل نہیں ہو سکتا اور اگر بالفرض اسے عمل بھی قرار دیا جائے تو بھی کسی صحیح ثبوت کے بغیر کسی بھی عمل کو اس میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ نمازی اور غیر نمازی کے کھڑا ہونے کی حالت میں یہی فرق ہے کہ اگر نمازی نے ہاتھ باندھے ہوں تو یہی سمجھا جائے گا کہ وہ نماز کی حالت میں ہے۔ نیز اس طرح ہاتھ باندھ کر کسی مخلوق کے سامنے کھڑا نہیں ہوا جا سکتا۔ اور نماز میں خشوع اور عاجزی اس سے حاصل ہوتی ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھے جائیں۔ اس لئے جب نماز میں ہاتھ باندھے ہونگے تو ہاتھوں کو غیر ضروری حرکت سے بچایا جا سکتا ہے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینہ پر باندھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ امام نووی بیان کرتے ہیں کہ جمہور علماء و محدثین کا یہی قول ہے جسے اہل حدیث نے اختیار کیا ہے۔ امام احمدؒ اوزاعی اور ابن منذر کا بیان ہے کہ نمازی کو اختیار ہے کہ جیسا چاہے کرے۔ امام مالک نے بیان کیا کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے تو سینے پر ہاتھ باندھے اور چاہے تو نہ باندھے اور یہی قول امام مالک کا مالکیہ کے نزدیک مشہور اور رواج یافتہ ہے۔ علاوہ ازیں جمہور علماء اور اہل حدیث نے وائل بن حجرؓ سہل بن سعدؓ اور ھلب طائیؓ کی روایات کو ترجیح دی ہے۔ اور اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ امام بخاری اور ترمذی نے لکھا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھاتے ہوئے سینہ پر ہاتھ باندھے۔ (از امام نووی صحیح مسلم شریف مترجم جلد نمبر ۲ باب "تکبیر تحریمہ" کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر باندھنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سجدوں میں مونڈھوں کے برابر ہاتھ رکھنے کا بیان'' میں وائل بن حجرؓ کی روایت کے حاشیہ نمبر ۲۳ کے تحت تحریر فرماتے ہیں)

ارسال (ہاتھوں کا کھولنا یا ہاتھوں کا لٹکانا) نماز کی ہیت ہی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی نماز میں اجازت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

﴿ عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ نهى عن السدل في الصلوٰة وان يغطى الرجل فاه ﴾ (سنن ابوداؤد مترجم جلد ا باب ۲۳۶ "السدل فی الصلوٰۃ" حدیث ۶۳۹)

ترجمہ: '' ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا سدل سے نماز میں اور منع کیا منہ بند کرنے سے نماز میں۔''

(۷) سدل کیا ہے؟

مندرجہ بالا حدیث میں نبی علیہ السلام نے سدل (ارسال۔ لٹکانے) سے منع فرمایا ہے۔ لیکن یہاں یہ بیان نہیں ہے کہ کونسی چیز لٹکائی نہ جائے۔ چنانچہ اعضاء بال کپڑوں وغیرہ کے لٹکانے کو سدل کہا جا سکتا ہے۔ سدل (ن ض) سَدْلًا وَسَدَّلَ۔ الشعر او الثوب یعنی بال یا کپڑے کو چھوڑنا (المنجد)

ابوداؤد (مترجم جلد نمبر ا کے باب نمبر ۲۳۶ کے حاشیہ میں (فائدے میں) لکھا ہے کہ خطابی نے کہا سدل یہ ہے کہ کپڑے کو چھوڑ دے وہ زمین تک لٹکتا رہے غرور اور تکبر سے نہایہ میں یہ ہے کہ سدل اس کو کہتے ہیں کپڑا اوپر سے اوڑھ کر چھوڑ دے۔ جیسے یہودی کیا کرتے ہیں۔ بعضوں نے کہا سر پر سے چادر اوڑھ کر اس کو لٹکنے دے بکل نہ مارے۔ بعضوں نے کہا سدل جبہ میں یہ ہے کہ اس کو اوڑھ لے اور ہاتھ آستینوں کے اندر نہ کرے۔ (علامہ وحید زمان)

لہٰذا جب مندرجہ بالا حدیث (ابوداؤد باب نمبر ۲۳۶ عن ابی ہریرۃ) میں یہ بیان ہی نہیں ہے کہ کونسی چیز لٹکائی نہ جائے۔ تو پھر ان تینوں (یعنی اعضاء بالوں اور کپڑے وغیرہ) میں سے کسی بھی چیز کو نماز میں لٹکانا ممنوع کہا جائے گا۔

(۸) امام مالک اور ارسال

امام مالک سے دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں ہاتھ باندھنے اور دوسری رایت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارسال (ہاتھوں کا چھوڑنا) ہے جیسا کہ مؤطا امام مالک مترجم باب نمبر ۱۵ ''نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔'' حدیث نمبر ۵۰ کے حاشیے میں ہے۔ اور یہ بات بھی درج ہے کہ امام مالک سے جو دوسری قسم کی روایت ہے (یعنی ارسال کے بارے میں) اس کی کوئی دلیل احادیث اور افعال صحابہ سے پائی نہیں جاتی۔ اور ابن منذر نے امام مالک سے اس کو نقل نہیں کیا مگر اکثر اصحاب مالک کے ارسال کی طرف گئے ہیں۔

اصحاب مالکیہ کو اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ صحیح حدیث سے بھی ارسال ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اس پر ہی عمل کرنا چاہے جو احادیث صحیحہ نماز میں ہاتھ باندھنے کے بارے میں کئی طریقوں سے وارد ہیں اور خصوصاً جبکہ امام مالکؒ نے اپنی مؤطا میں بھی ہاتھ باندھنے کی حدیث نقل کر کے ہاتھ باندھنا ثابت کیا ہے۔

(۹) امام مالک سے ارسال کی روایت کے بارے ایک اور علت

بلوغ المرام مترجم از عبدالتواب صاحب محدث ملتانیؒ باب ''صفة الصلوة'' کی وائل بن حجرؓ کی حدیث نمبر ۲۶۸ کے حاشیہ نمبر ۲ میں لکھتے ہیں۔ ''حدیث ہذا دلیل ہے اس پر کہ ہاتھ باندھنا اور سینے پر باندھنا مشروع ہے۔ شافعیہ' حنفیہ' حنابلہ سب کے ہاں ہاتھ باندھنا مشروع ہے۔ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ سے اسکے خلاف نہیں آیا۔ جمہور صحابہؓ اور تابعینؒ کا یہی قول ہے۔ اور اسی کو مؤطا میں امام مالک نے ذکر فرمایا۔ ابن المنذر وغیرہ نے امام مالک سے اس کے سوا کوئی دوسرا قول نقل نہیں کیا ہے۔ ہاتھ کھولنے کی جو روایت امام مالک سے آئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عباسی خلیفہ منصور نے ان کو مارا تھا ان کا ہاتھ ٹوٹ گیا بایں سبب نماز وغیر نماز میں ہاتھ نہ باندھ سکے عام لوگوں نے امام مالک کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا۔ اصل بات کا پتہ نہ پا کر امام مالکؒ سے ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا روایت کر دیا۔ اور حجت جو ہے امام مالک کی روایت ہی ہے نہ کہ ان کا فعل الخ'' مؤطا میں امام مالکؒ نے ہاتھ باندھنے کی حدیث اس طرح نقل کی ہے۔

﴿ سهل بن سعد الساعدی قال كان الناس یومرون ان یضع الرجل الید الیمنیٰ علیٰ ذراعه الیسریٰ فی الصلوٰة قال ابو حازم ولا اعلم الا انه ینمی ذلک ﴾ (اخرجه البخاری)

(مؤطا امام مالکؒ ''کتاب الصلوٰة'' باب ''وضع الیدین احدهما علی الاخریٰ فی الصلوٰة'' حدیث نمبر ۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ روایت اس سے قبل ''نماز کے دوران ہاتھ کہاں باندھنے چاہئیں'' کے عنوان کے تحت صحیح بخاری شریف کے حوالے سے ترجمے کے ساتھ بیان ہو چکی ہے۔ مؤطا امام مالکؒ میں اسی باب میں سے ایک دوسری روایت جو اس روایت سے پہلے بیان ہوئی ہے وہ بھی بخاری شریف کی روایت ہے۔

(۱۰) نماز میں کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا منع ہے

﴿عن سعید بن زیاد بن صبیح الحنفی قال صلیت الٰی جنب ابن عمرؓ فوضعت یدی علی خاصرتی فلما صلّی قال هذا الصلب فی الصلوٰة وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم ینهٰی عنه.﴾

(سنن ابی داؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۳۱۱ حدیث نمبر ۸۹۴)

ترجمہ: ''عید بن زیاد بن صبیح حنفی سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے اپنا ہاتھ کمر پر رکھا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یہ صلب ہے نماز میں، رسول اللہ ﷺ اس سے منع کرتے تھے (صلب یعنی سولی کی شکل ہے۔ جو سولی پر چڑھتا ہے اس کے ہاتھ اسی طرح رکھے جاتے ہیں)''

(۲) نماز میں ہاتھ باندھنے کے بارے مرد اور عورت میں تفریق

قارئین کرام! احناف نے جہاں اور کئی مسائل میں صحیح احادیث کی مخالفت کی ہے وہاں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اول تو احناف نے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کو جو صحیح احادیث سے ثابت ہے کی مخالفت کی ہے۔ اور اپنے مسلک کو ان ضعیف روایات پر استوار کیا ہے جو اس مسئلہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور وہ یہ کہ جب نماز کے لئے ہاتھ باندھے جائیں تو تحت السرة یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں۔

قارئین کرام! ستم ظریفی تو یہ ہے کہ اول تو نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے۔ اور پھر اس کے بعد اس سلسلے میں مردوں اور عورتوں کے لیے تخصیص کرنا اور بھی مضائقہ خیز ہے۔

''جو چاہے تمہارا حسنِ کرشمہ ساز کرے''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ یہ کہ نماز میں مرد تو اپنے دونوں ہاتھ زیر ناف باندھیں لیکن عورتیں نماز میں اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھیں۔ اللہ جانتا ہے کہ یہ تخصیص کیسی ہے۔ ان سے یہ تو پوچھنا ہی لا حاصل اور لایعنی ہے کہ آخر عورتوں کے لئے وہ کون سی صحیح حدیث ہے جس کے تحت عورتیں تو اپنے ہاتھ نماز میں سینے پر باندھے اور مرد زیر ناف کیونکہ انکا یہ طریقہ کہ مرد نماز میں اپنے دونوں ہاتھ زیر ناف باندھیں کسی بھی صحیح حدیث سے نہیں ثابت ہے۔ اسی طرح جب ان کا یہ طریقہ کہ نماز میں دونوں ہاتھ تحت السرۃ باندھے جائیں صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے تو ان کی یہ تخصیص کہ مرد تو اپنے ہاتھ زیر ناف باندھیں اور عورتیں اپنے دونوں ہاتھ نماز میں سینے پر رکھیں۔ کسی صحیح حدیث سے ایسی تخصیص ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا جب کسی صحیح حدیث سے یہ تخصیص ثابت ہی نہیں کہ مرد نماز میں اپنے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں اور عورتیں اپنے دونوں ہاتھ نماز میں اپنے سینے پر باندھیں۔ تو پھر مرد اور عورت کے لئے نماز میں ہاتھ باندھنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ چاہے مرد ہو یا چاہے عورت ہو وہ نماز میں اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں نماز کے عام طریقے کے بارے میں آتا ہے کہ مرد اور عورت کس طرح نماز پڑھے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے پتہ چلتا ہے۔

ترجمہ: ''مالک بن حویرثؓ نے بیان کیا ہم۔۔۔ نبی ﷺ کے پاس (اپنے ملک سے) آئے ہم جوان پٹھے قریب قریب ایک ہی عمر کے تھے تو بیس راتیں آپ ﷺ کے پاس رہے ﴿وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحیماً رفیقاً﴾ یعنی رسول اللہ ﷺ بہت رحمدل ملنسار تھے۔ جب آپ ﷺ یہ سمجھے کہ ہم اپنے گھر جانا چاہتے ہیں یا ہم کو اپنے گھر جانے کا شوق ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا ہم (وطن میں) اپنے کن کن عزیزوں کو چھوڑ کر آئے ہیں ہم نے بیان کیا ﴿فقال ارجعوا الی اھلیکم فاقیموا فیھم وعلموھم وَمُرُوْھُمْ﴾ یعنی آپ نے فرمایا اچھا اب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ' ان ہی میں رہو ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور یہ حکم دو۔ مالک نے کئی باتیں کیں لیکن ایوب نے کہا کہ ابو قلابہ نے یوں کہا وہ باتیں مجھ کو یاد ہیں یا یوں کہا مجھ کو یاد نہیں۔ (اور نبی ﷺ نے فرمایا) ﴿وصلوا کما رایتمونی اصلی﴾ اور فرمایا کہ جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اس طرح نماز پڑھتے رہو اور جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک اذان دے اور جو بڑا ہو وہ امامت کرے۔'' (بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۴۰۸ حدیث نمبر ۶۰۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا جو طریقہ نماز پڑھنے کا مردوں کے لیے ہے وہی عورتوں کے لئے ہے۔ ماسوائے ان احکامات کے جو صحیح احادیث سے مرد اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ بیان ہیں۔ لہٰذا مالک بن حویرثؓ اور ان کے دیگر ساتھیوں نے اپنے اہل وعیال کو نماز پڑھنے کا طریقہ وہی تعلیم دیا جو کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سیکھا اور ظاہر ہے اہل وعیال میں صرف مرد ہی نہیں ہوتے بلکہ عورتیں بھی ہوتیں ہیں۔

۷۔ تحریم نماز

تکبیر اولیٰ (یعنی اللہ اکبر) نماز کی تحریم ہے۔ یعنی اس سے کھانا پینا اور سب مفسدات نماز حرام ہو جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں تحریم نماز سے مراد ایسے تمام کام جو تکبیر اولیٰ کہنے سے پہلے حلال تھے وہ سب حرام ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ حدیث میں تحریم نماز کے بارے میں ہے۔

﴿ عن علیؓ عن النبی ﷺ قال مفتاح الصلوۃ الطھور وتحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم. ﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبر ا باب ''اس بیان میں کہ طہارت کنجی ہے نماز کی۔'')

ترجمہ: ''روایت ہے علیؓ سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کنجی نماز کی طہارت ہے اور تحریم اس کی تکبیر اور تحلیل اس کی سلام یعنی تکبیر تحریم کہنے سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور منافیات نماز حرام اور سلام پھرنے سے وہ سب حلال ہو جاتی ہیں۔''

ترمذی کے علاوہ مندرجہ بالا حدیث ابوداؤد میں بھی ہے۔ دیکھئے باب نمبر ۲۲۳ حدیث نمبر ۶۱۴۔

☆ تکبیر تحریمہ اور اس کی رفع الیدین کی بحث کا خلاصہ

جیسا کہ اس سے قبل میں ''اٹھائے ہوئے ہاتھوں کی کیفیت'' کے بیان میں شرح نووی صحیح مسلم کے حوالے سے بیان کر آیا ہوں کہ نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع الیدین کرنے پر پوری امت کا اجماع ہے۔ البتہ عندالرکوع کی رفع الیدین کے بارے میں امت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

قارئین کرام! یہ اختلاف جو عندالرکوع کی رفع الیدین کا ہے تو مشہور ہے اور پرانا بھی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین نہ کرنے کے بارے میں جو اختلاف ایک گروہ نے کیا ہے وہ اگرچہ عام اور اتنا پرانا نہیں ہے جتنا کہ عندالرکوع کی رفع الیدین کا اختلاف مشہور اور پرانا ہے۔ تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین نہ کرنے کے موجد احناف ہیں (واللہ اعلم) کیونکہ یہی حنفی مقلدین ہی ہیں کہ جنہوں نے تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین میں بھی سبیل المومنین سے ہٹ کر یہ موقف اپنایا ہے کہ اگر تکبیر تحریمہ کے وقت بھی رفع الیدین نہ کی جائے تو بھی جائز ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ ولو كبر ولم يرفع يديه حتى فرغ من التكبير لم يات به ﴾

(فتاوی عالمگیری عربی جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۷۳)

ترجمہ۔ ''اگر ہاتھ نہ اٹھاوے اور تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اٹھاوے۔''

اسے کہتے ہیں۔ ''جو چاہے تمہارا حسن کرشمہ ساز کرے۔''

ان کو کہتے ہیں ''اہل سنت والجماعت'' جن کی ''شان'' یہی ہے کہ نبی علیہ السلام کی ''سنتوں'' کی مخالفت کی جائے اور بدعتوں کو عروج دے کر ''تقلید'' کی حصار کو اونچا اور مضبوط بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین۔

۸۔ تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرات سے پہلے کون سی دعا پڑھی جائے

ا۔ تکبیر تحریمہ کے بعد نبی علیہ السلام سے یہ دعا پڑھنا ثابت ہے۔

ترجمہ ''ابو ہریرۃؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرات کے درمیان (ذرا) چپ رہتے۔ ابو زرعہ نے کہا میں سمجھتا ہوں ابو ہریرۃؓ نے یوں کہا تھوڑی دیر تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان آپ ﷺ تکبیر اور قرأت کے درمیان جو چپ رہتے ہیں اس میں کیا پڑھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں یہ کہتا ہوں۔''

﴿ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنِسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ. ﴾

ترجمہ: ''یا اللہ مجھ سے میرے گناہ اتنے دور کر دے جیسے مشرق سے مغرب یا اللہ مجھ کو گناہوں سے ایسا پاک کر دے۔ جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔ یا اللہ میرے گناہ پانی اور برف اور اولوں سے دھو ڈال۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۴۷۹ "ما یقرا بعد التکبیر" حدیث نمبر ۷۰۷ مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ" تکبیر تحریمہ اور قرأت کے بیچ کی دعاؤں کا بیان' ابن ماجہ جلد نمبر ۱ باب نمبر ۱ "نماز شروع کرنے کے بیان میں" حدیث نمبر ۸۰۵)

مندرجہ بالا الفاظ بخاری شریف کے ہیں۔

۲۔ ﴿عن انسؓ ان رجلا جاء فدخل الصف وقد حفزہ النفس فقال "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ. الخ﴾

ترجمہ: "انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور نماز کی صف میں مل گیا اور اس کا سانس چڑھ گیا (یعنی اس کا سانس پھولا ہوا تھا) تو اس نے کہا "الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ" یعنی سب تعریف اللہ کے لیے ہے بہت تعریف اور پاک اور برکت والی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہنے والا کون تھا جس نے یہ کلمات کہے۔ سو قوم کے لوگ سب چپ ہو رہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کس نے کہے یہ کلمات کیونکہ اس نے کوئی بری بات نہیں کہی تو ایک شخص نے عرض کی کہ میں آیا اور میرا سانس چڑھ گیا۔ تو میں نے ان کلمات کو کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ ایک پر ایک گر رہے تھے کہ کون ان میں اس کو اوپر لے جائے (یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس)" (مسلم شریف جلد نمبر ۲ ایضاً)

۳۔ ترجمہ: "ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا۔

﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾

ترجمہ: "اللہ بڑا ہے سب بڑائی اس کے واسطے ہے اور بہت تعریف ہے اس کو اور پاک ہے اللہ یا کی بولنا ہے صبح اور شام" پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کس نے یہ کلمے کہے تو قوم میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ۔ تو فرمایا آپ ﷺ نے مجھے تعجب آیا جب اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ جب سے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنی میں نے ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔" (مسلم شریف جلد نمبر ۲ ایضاً)

۴۔ ترجمہ: "عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے فرماتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ . ﴾

اے میرے اللہ تیری حمد کے ساتھ تسبیح وتنزیہ کرتا ہوں۔ تیرا نام بابرکت ہے۔ تیری عظمت بلند تر ہے۔ اور تیرے علاوہ اور کوئی دوسرا معبود (حقیقی) نہیں ہے۔

(سنن ابوداؤد جلد نمبر ۲ باب نمبر ۲۷ ''جن لوگوں کے نزدیک بعد تکبیر تحریم کے سبحانک اللھم پڑھنا چاہئے انکی دلیل'' حدیث نمبر ۷۶۷)

یہ الفاظ صرف ابوداؤد کے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ حدیث جامع ترمذی مترجم جلد نمبر ۱ باب ''افتتاح نماز کی دعاؤں کا'' میں اور ابن ماجہ میں باب نمبر ۱ ''نماز شروع کرنے کے بیان میں'' حدیث نمبر ۸۰۶ میں روایت کیا ہے۔

۵۔ ترجمہ: ''علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کہتے۔

﴿ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَامِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّااَنْتَ وَاھْدِ نِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَایَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّھَا لَایَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ اَنَا بِکَ وَاِلَیْکَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ. ﴾

(صحیح مسلم شریف مترجم جلد نمبر ۲ شرح نووی "کتاب الصلوٰۃ المسافرین" باب ''نماز اور دعائے شب'')

ترجمہ: ''میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان وزمین بنایا۔ ایک طرف ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا واسطے اللہ کے جو جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہی حکم ہے مجھے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ یا اللہ تو بادشاہ ہے کوئی معبود نہیں ہے۔ مگر تو۔ تو میرا پالنے والا ہے۔ اور میں تیرا غلام ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کیا سو میرے سب گناہوں کو بخش دے۔ اس لئے کہ گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا مگر تو اور سکھا دے مجھ کو تو اچھی عادتیں کہ نہیں سکھا تا ان کو مگر تو اور دور رکھ مجھ سے بری عادتیں نہیں دور رکھ سکتا ان کو مگر تو میں تیری خدمت کے لئے حاضر ہوں ۔ اور تیرا فرمانبردار ہوں اور ساری خوبی تیرے ہاتھوں میں ہے ۔ اور شر سے تیری طرف نزدیکی حاصل نہیں ہوسکتی ۔ (یا شر اکیلا تیری طرف منسوب نہیں ہوتا مثلاً خالق القردة والختازير نہیں کہا جاتا۔ یارب الشر نہیں کہا جاتا یا شر تیری طرف نہیں چڑھتا جیسے کلمہ طیب اور عمل صالح چڑھتے ہیں ۔ یا کوئی مخلوق تیرے واسطے شر نہیں اگر چہ ہمارے لئے شر ہو۔ کیونکہ ہم بشر ہیں ۔ اس لئے کہ کو تو نے حکمت کے ساتھ بنایا ہے) میری توفیق تیری طرف سے ہے ۔ اور میری التجا تیری طرف ہے۔ تو بڑی برکت والا ہے۔ اور بلند ذات والا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں۔"

(۱) تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جانے والی دعاؤں کا خلاصہ

تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جانے والی دعاؤں کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) صحیح احادیث سے مذکورہ بالا دعاؤں کے علاوہ اور دعائیں بھی تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنا ثابت ہے۔

(۲) جو دعائیں صحیح احادیث سے قیام لیل میں پڑھنی ثابت ہیں ان کو فرض نمازوں میں بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ انکے نہ پڑھنے کے بارے میں صحیح احادیث میں نہیں آیا لیکن جماعت کے ساتھ امام کو اعتدال کا خیال رکھنا چاہئے ۔ (واللہ اعلم)

(۳) فرض نمازوں میں پڑھی جانی والی دعا استفتاح نمبر ا سب سے اعلیٰ درجے کی صحت والی حدیث ہے۔ یعنی "اللهم باعد بيني" والی۔

(۴) حدیث نمبر ۵ میں جو ﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کو ان الفاظ کو (یعنی انی وجهت سے لیکر وانا من المسلمین تک) تکبیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریمہ سے پہلے پڑھتے ہوئے پایا ہے۔ یا ان الفاظ کو تکبیر تحریمہ سے پہلے پڑھنے کے بارے میں تعلیم دیتے ہوئے سنا ہے۔ حالانکہ کسی صحیح حدیث میں تکبیر تحریمہ سے پہلے اس قسم کی کوئی دعا وارد نہیں ہے۔ بلکہ محدثین کرام نے اپنی کتب میں اس بارے جتنی بھی دعائیں ذکر کی ہیں وہ سب کی سب اس باب میں بیان کی ہیں ''یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں'' یعنی ان کو تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھنا ذکر کیا ہے۔ تکبیر تحریمہ سے پہلے کوئی ایسی دعا وارد نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

(۵) حدیث نمبر ۵ میں جو ﴿وانا من المسلمین﴾ کے الفاظ آئے ہیں۔ بعض حدیثوں میں ان الفاظ کی بجائے ﴿انا اول المسلمین﴾ بھی آئے ہیں۔ جیسا کہ سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ میں باب نمبر ۲۷۱ ''نماز کے شروع میں کون سی دعا پڑھی جاوے'' حدیث نمبر ۷۵۱ سیدنا علی کی حدیث میں ﴿وانا اول المسلمین﴾ کے الفاظ ہیں۔ لیکن بظاہر اس تبدیلی کو رواۃ کا تصرف کہنا ہی مناسب ہے۔ اس لیے کہ ﴿انا اول المسلمین﴾ صحیح ہونے پر خارجی قرائن بھی موجود ہیں۔ بعض لوگوں کی جانب سے یہ سوال اٹھانا (کہ ﴿انا اول المسلمین﴾ کے جملہ میں اس جملے کو کہنے والا اپنے آپ کو پہلا مسلمان ثابت کر رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بر عکس ہے۔) صحیح نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ﴿اول المسلمین﴾ میں سیدنا محمد رسول ﷺ سب سے پہلے آتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ﴿انا اول المسلمین﴾ کا اصل مقصود یہ ہے کہ اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اس جملے کا کہنے والا دراصل یہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ کہ اے اللہ تیرے احکام کے سامنے میں نے سر تسلیم خم ہونے میں اتنی جلدی کی ہے کہ میں اپنے آپ کو ہی اول نمبر میں شمار کرتا ہوں۔ اس طرح کا جملہ قرآن مجید میں بھی ہے۔ چنانچہ سورہ الزخرف آیت نمبر ۸۱ میں ہے۔ ﴿قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العٰبدین﴾

ترجمہ: ''کہہ اگر ہوتی واسطے رحمٰن کے اولاد پس میں پہلا عبادت کرنے والا ہوں۔''

ایک دوسرے مقام پر قرآن مجید میں موسیٰ علیہ اسلام کی جانب سے اس طرح آیا ہے۔

﴿ولما جاء موسی لمیقاتنا وکلمه ربه ... قال سبحانک تبت الیک وانا اول المومنین﴾ (سورۃ الاعراف: ۱۴۳)

ترجمہ: ''اور جب آیا موسی واسطے وعدے ہمارے کے اور کلام کیا رب اس کے نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے ۔۔۔ کہا پاک ہے تو توبہ کی میں نے طرف تیری اور میں اول ایمان لانے والا ہوں۔''

(٦) جیسا کہ دعا نمبر ۵ میں ہے ﴿والشر لیس الیک﴾ یعنی شر سے تیری طرف نزدیکی نہیں حاصل ہو سکتی۔ اس کے بارے میں علامہ ناصر الدین البانی ؒ صاحب اپنی کتاب ''صفۃ صلوٰۃ النبی'' میں حافظ ابن قیمؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حافظ ابن قیمؒ صاحب فرماتے ہیں کہ ''اگرچہ اللہ تعالیٰ خیر اور شر دونوں کا خالق ہے لیکن شر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اللہ کے افعال میں شر نہیں اس کے تمام افعال خیر ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اس کے عدل، فضل اور حکمت پر موقوف ہیں اور یہ سب خیر ہیں۔ ان میں شر کا وجود نہیں۔ اور شر کو اس وقت شر کہا جاتا ہے جب اس کی نسبت کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے انقطاع ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے خلق اور فعل میں شر نہیں۔ البتہ بعض مخلوقات میں شر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم سے منزہ ہے اس لئے کہ ظلم کی حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز کو اس کے محل میں جگہ نہ دینا تو اللہ تعالیٰ کے لئے تو یہ سزاوار نہیں کہ وہ چیزوں کو ان کے مقام پر جگہ نہ دے۔ جب وہ سب اپنے محل میں ہیں تو سب خیر ہوئے۔ لہٰذا شر کی نسبت اللہ کی جانب کرنا جائز نہیں۔''

تفسیر ابن کثیر آیت ﴿صراط الذین انعمت علیھم۔الخ﴾ کی تفسیر میں بھی اس طرح بیان ہے۔

فصل ''۔۔۔ انعام کی اسناد تو اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی اور انعمت کہا گیا اور غضب کی اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی گئی یہاں فاعل حزف کیا گیا ہے اور ﴿مغضوب علیھم﴾ کہا گیا اس میں پروردگار عالم کی جناب میں ادب کیا گیا ہے۔ دراصل حقیقی فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جیسے اور جگہ ہے ﴿غضب اللہ علیھم﴾ اور اسی طرح ضلالت کی اسناد بھی انکی طرف کی گئی جو گمراہ ہیں۔ حالانکہ اور جگہ ہے۔ ﴿من یھد اللہ فھو المھتد و من یضلل .. الخ﴾ یعنی اللہ جسے راہ دکھائے وہ راہ یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کردے اسکا ولی اور مرشد کوئی نہیں۔ اور جگہ فرمایا ﴿من یضلل فلا ھادی لہ الخ﴾ یعنی جسے اللہ گمراہ کردے اس کا ہادی کوئی نہیں۔ وہ تو اپنی سرکشی میں بھٹکے رہتے ہیں۔ اسی طرح کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ راہ دکھانے والا۔ گمراہ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ قدریہ فرقہ جو ادھر ادھر کی متشابہ آیتوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل بنا کر کہتا ہے کہ بندے خود مختار ہیں۔ وہ خود پسند کرتے ہیں اور کرتے ہیں یہ غلط ہے صریح اور صاف صاف آیتیں ان کے رد کی موجود ہیں۔ لیکن باطل پرست فرقوں کا یہی قاعدہ ہے کہ صراحت کو چھوڑ کر متشابہ کے پیچھے لگتے ہیں تو سمجھ لو کہ انہی لوگوں کا اللہ تعالیٰ نے نام لیا ہے۔ تم انکو چھوڑ دو۔ آپ کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے۔

﴿فاما الذین فی قلوبھم زیغ﴾
یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ کے پیچھے لگتے ہیں ۔۔۔۔۔ الخ''

(۲) دعاء استفتاح خاموشی سے (یعنی جہر سے نہ پڑھنا) یعنی جہر کی نماز میں بھی

ا. ﴿عن قتادۃ عن انسؓ ان النبی ﷺ وابابکرؓ وعمرؓ کانو یفتتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العلمین.﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۴۷۹ "مایقرا بعد التکبیر." حدیث نمبر ۷۰۷)

ترجمہ: ''انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے نبی ﷺ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ نماز میں قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔''

۲. ﴿قال حدثنا ابو ہریرۃؓ قال کان رسول اللہ ﷺ یسکت بین التکبیر و بین القرآءۃ اسکاتۃ الخ﴾

(بخاری شریف جلد نمبر ا باب ۴۷۹ حدیث نمبر ۷۰۷)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ نے بیان کیا انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان (ذرا) خاموش رہتے۔ الخ''

چنانچہ مندرجہ بالا دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ کے بعد جو دعا پڑھی جائے وہ سری طور پر پڑھی جائے نہ کہ جہر کے ساتھ پڑھی جائے۔

(۳) دعاء استفتاح صرف پہلی رکعت میں پڑھی جائے۔

﴿عن ابی ہریرۃؓ یقول کان رسول اللہ ﷺ اذا انھض من الرکعۃ الثانیۃ استفتح القراءۃ بالحمد للہ رب العلمین ولم یسکت.﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب المساجد" باب "مایقال بین تکبیرۃ الاحرام والقرآءۃ")

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے الحمد سے قرأت شروع کرتے اور چپ نہ رہتے۔'' (یعنی دعائے استفتاح نہ پڑھتے)

چنانچہ معلوم ہوا کہ دعا استفتاح صرف پہلی رکعت میں پڑھی جائے۔

(۴) اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں یا کسی اور رکعت میں جماعت کے ساتھ شامل ہو تو وہ دعائے استفتاح کب پڑھے جبکہ امام جہر سے قرأت کر رہا ہو

ایسی صورت میں اس شخص کو دعا استفتاح پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ دعا استفتاح پڑھنے کی جگہ پہلی رکعت میں قرأت امام سے پہلی ہی ہے لہٰذا مقتدی امام کی قرأت شروع کرنے کے بعد ملنے کی صورت میں وہ صرف سورۃ فاتحہ ہی پڑھے۔ (واللہ اعلم) اور اسی طرح مسبوق اپنی باقی ماندہ نماز پوری کرتے وقت بھی اس کو نہ پڑھے۔ کیونکہ مسبوق کی باقی ماندہ نماز ادا کرنے کی جو صحیح صورت ہے اس میں بھی دعاء استفتاح پڑھنے کی گنجائش نہیں نکلتی۔ مسبوق کی باقی ماندہ نماز ادا کرنے کی صورت یہ ہے۔

''۔۔۔۔نووی فرماتے ہیں کہ امام شافعی اور جمہور علمائے سلف اور خلف کا قول ہے کہ جو امام کے ساتھ مسبوق نے نماز ادا کی وہ اول حصہ نماز کا ہے اور جو امام کے سلام کے بعد ادا کریگا۔ وہ آخر حصہ ہے اور امام ابوحنیفہ کا مذہب اس کے خلاف ہے کہ وہ امام کے سلام کے بعد کی نماز کو اول نماز کہتے ہیں۔ اس لئے کہ آخر رکعتوں میں سورت پڑھتے ہیں۔ اور قوی وہی مذہب اول ہے۔ اور یہ جو روایت میں ہے "واقض ما سبقك" یہاں قضاء بمعنی ادا ہے یہی جواب جمہور نے حنیفہ کو دیا ہے۔ نہ یہ کہ وہ نماز قضائے جزو اول ہے۔ چنانچہ عرب کہتے ہیں "قضيت حق فلان" یعنی میں نے فلانے کا حق ادا کر دیا ہے۔

(صحیح مسلم شریف نووی مترجم جلد ۲ ''کتاب المساجد'' باب ''استحباب اتیان الصلوة بوقار...الخ " حدیث ابی ہریرۃؓ)

۹۔ تعوذ

قرآن مجید کی قرأت سے پہلے اعوذ باللہ الخ۔ پڑھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ ﴾

(سورۃ النحل: ۹۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''یعنی جب قرآن کی تلاوت شروع کی جائے۔ تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔''

قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگنے کے بارے اس طرح آیا ہے۔

﴿ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ ٥ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ ٥ ﴾ (سورۃ مومنون: ۹۷، ۹۸)

ترجمہ: ''اور کہہ اے میرے رب پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے وسوسہ ڈالنے شیطانوں کے سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے اے رب میرے اس سے کہ حاضر ہوں میرے پاس۔''

حدیث میں نماز میں قرات شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنے کے بارے میں اس طرح وارد ہے۔

﴿.... اللھم انی اعوذ بک من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ. ﴾

(عن جبیر بن مطعمؓ سنن ابن ماجہ مترجم جلد ۱ باب ۲ "کتاب اقامت الصلوۃ والسنتہ فیھا" حدیث ۸۰۷)

علامہ ناصرالدین البانیؒ نے جبیر بن معطم کی اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ''ضعیف سنن ابن ماجہ'' باب الاستعاذۃ فی الصلوۃ '' اس روایت میں مذکورہ الفاظ سے پہلے یہ الفاظ ہیں۔ (اللہ اکبر کبیرا اللہ اکبر کبیرا) ثلاثا (الحمد للہ کثیرا الحمد للہ کثیرا) ثلاثا (سبحان اللہ بکرۃ واصیلا) ثلاث مرات .... الخ

ھمزہ کیا ہے؟

''قال عمر ھمزہ الموتۃ '' ترجمہ'' ہمزہ شیطان کا موتہ ہے۔

(ابن ماجہ ایضا حدیث نمبر ۸۰۷)

نفثہ کیا ہے؟

''قال عمرؓ نفثہ الشعر '' ترجمہ: نفثہ شعر ہے۔ (ابن ماجہ ایضا حدیث نمبر ۸۰۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفخہ کیا ہے؟

"قال عمرؓ نفخه الكبر ." ترجمہ نفخہ کبر اور غرور ہے۔(ابن ماجہ ایضا حدیث نمبر ۸۰۷)

مندرجہ بالا تینوں تفسیر سیدنا عمرؓ نے کی۔اور شعر سے مراد وہ شعر ہے جس کا مضمون خراب ہو کیونکہ اچھے اشعار تو حکمت میں داخل ہیں۔اور نفخ کے معنی پھونکنا غرور اور تکبر کیا ہے شیطان کا پھونک دینا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں اعوذ باللہ پڑھنا ان الفاظ میں آیا ہے۔

﴿عن عائشةؓ وذكر الافك قالت جلس رسول الله ﷺ وكشف عن وجهه وقال اعوذ بالله السميع العليم من الشيطن الرجيم "ان الذين جاؤبا لافك عصبة منكم" الاية.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۴ ۲۷ حدیث نمبر ۷۷۶)

ترجمہ "عائشہؓ سے روایت اور بیان کیا قصہ انکی تہمت کا انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بیٹھے اپنا منہ کھولا اور فرمایا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ الَّذِیْنَ جَاؤ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ الایۃ.

نوٹ: مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ دعا ترمذی جلد نمبر ۱ میں "دعااستفتاح" کے باب میں بھی ہے۔"

☆ اعوذ باللہ صرف پہلی رکعت ہی میں پڑھا جائے

﴿عن ابی سعید الخدریؓ قال كان رسول الله ﷺ اذاقام الى الصلوٰة بالليل كبر ثم يقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك ثم يقول الله اكبر كبيرا ثم يقول اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم ونفخه ونفثه.﴾

(ترمذی مترجم جلد نمبر ۱ باب افتتاح نماز کی دعاؤں کا ص ۱۲۷)

ترجمہ: "روایت ہے ابی سعید خدریؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہوتے نماز کو تکبیر کہتے پھر کہتے سبحانك سے غيرك تک پھر کہتے الله اكبر كبيرا پھر کہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعوذ باللہ سے لے کر ونفثہ۔"

مندرجہ بالا حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ پہلی رکعت میں دعائے استفتاح کے بعد اعوذ باللہ الخ. پڑھتے۔ اس کے علاوہ کسی رکعت میں آپ اعوذ باللہ نہ پڑھتے۔ (واللہ اعلم)

۱۰۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بیان میں

قارئین کرام! جب نماز میں سورت فاتحہ شروع کرے تو بسم اللہ الخ۔ پڑھے یعنی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے۔

﴿ عن انس ؓ قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ وابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع احداً منهم یقرا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم . ﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی جلد نمبر ۲ مترجم "کتاب الصلوۃ" باب "بسم اللہ زور سے نہ پڑھنے کی دلیل")

ترجمہ: "انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم (جہر سے) پڑھتے نہیں سنا۔"

(ا) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھنا یعنی جہر کے ساتھ نہ پڑھنا

۱. ﴿ عن انس ؓ ان النبی ﷺ وابا بکر ؓ وعمر ؓ کانوا یفتتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العٰلمین . ﴾

(بخاری شریف جلد نمبر ۱ مترجم "کتب الاذان" باب نمبر ۴۷۹ "مایقرا بعد التکبیر" حدیث نمبر ۷۰۶)

ترجمہ: "انس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ اور ابوبکر ؓ اور عمر ؓ نماز میں قرأت الحمد للہ رب العٰلمین سے شروع کرتے تھے۔"

۲. ﴿ عن انس ؓ قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ وابی بکر ؓ وعمر ؓ وعثمان ؓ فلم اسمع احدا منهم یقرء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم . ﴾

(صحیح مسلم شریف مترجم شرح نووی جلد نمبر ۲ "کتاب الصلوۃ" باب بسم اللہ زور سے نہ پڑھنے کی دلیل)

ترجمہ: "انس ؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابی بکر ؓ اور عمر ؓ اور عثمان ؓ کے ساتھ نماز پڑی لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی نماز میں بسم اللہ الرحمن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرحیم (جہر سے) پڑھتے نہیں سنا۔"

۳. ﴿عن شعبةؓ في هذا الاسناد وزاد وقال شعبة فقلت لقتادةؒ اسمعته من انسؓ قال نعم نحن سالناه عنه﴾ (صحیح مسلم شریف جلد نمبر۲ ایضا)

ترجمہ: "شعبہؒ نے اسی اسناد کے ساتھ بیان کیا کہ میں نے قتادہؒ سے پوچھا کیا آپ نے خود یہ حدیث انسؓ کی زبانی سنی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا ہاں۔ ہم نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا تھا۔ تو انہوں نے یہ حدیث سنائی تھی۔"

مندرجہ بالا احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ ابوبکر صدیقؓ عمرؓ اور عثمانؓ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو آہستہ پڑھ کر سورت الحمد کی قرأت شروع کرتے تھے۔

قارئین کرام! حدیث نمبر۳ سے وہ شبہ بھی دور ہوگیا کہ شاید یہ حدیث قتادہ نے سیدنا انسؓ سے خود نہ سنی ہو بلکہ صرف انسؓ کا حوالہ دے دیا ہو۔ اور یہ شبہ بھی صرف اس لیے کیا جاتا ہے کہ قتادہؒ کی عادت تدلیس کی ہے۔ ورنہ ہر شخص کے بارے یہ شبہ ہرگز ہرگز نہیں پیدا ہوتا۔

۴. ﴿....عن انس بن مالک انه حدثه قال صليت خلف النبي ﷺ وابي بكر وعمر وعثمان فكانو يستفتحون بالحمد لله رب العلمين لايذكرون بسم الله الرحمن الرحيم في اول قراءة ولا في آخرها.﴾

(مسلم شریف جلد نمبر۲ ایضا۔ ص ۲۶)

ترجمہ: "۔۔۔انس بن مالکؓ نے کہا ہے کہ میں نے نبی ﷺ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ یہ الحمد لله رب العلمين سے قرأت شروع کیا کرتے تھے۔ اور سورت فاتحہ سے پہلے یا بعد میں بسم الله الرحمن الرحيم (جہر سے) نہیں پڑھتے تھے۔"

(۵) ترجمہ: "روایت ہے عبداللہ بن مغفل کے بیٹے سے کہا سنا میرے باپ نے مجھ کو نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے پڑھتے سو فرمایا اے بیٹے یہ تو نئی بات نکلی ہے اور بہت بچ تو نئی بات سے اور کہا ابن عبداللہ نے میں نے کسی کو نہیں دیکھا دشمن نئی بات نکالنے کا اسلام میں ان سے زیادہ اصحاب رسول ﷺ میں اور کہا ان کے باپ نے میں نے نماز پڑھی رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ سو نہیں سنا میں نے ان میں سے کسی کو پڑھتے ہوں بسم اللہ آواز سے سو تو بھی نہ پڑھ بلکہ جب نماز پڑھے تو شروع کر قرأت کو الحمد لله رب الغلمین سے۔''

(جامع ترمذی شریف مترجم جلد نمبر ۱ ابواب الصلوۃ" باب "بسم الله الرحمن الرحيم" کے ترک جہر میں)

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے البتہ علامہ البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے ملاحظہ فرمائیں ضعیف جامع ترمذی "باب من رأى الجهر بسم الله الرحمن الرحيم"۔

۲۔ ﴿عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ يفتتح القراءة (الحمد لله رب العلمين)﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۱ کتاب اقامت الصلوة والسنة فيها باب نمبر ۴ قرأت شروع کرنے کا بیان حدیث نمبر ۸۱۲)

ترجمہ: ''عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرأت کو شروع کرتے تھے۔ الحمد لله رب العالمين سے۔''

مندرجہ بالا احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ قرأت الحمد لله سے شروع کی جائے اور بسم الله الرحمن الرحيم کو جہری نماز میں بھی آہستہ پڑھا جائے۔

سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۱ میں باب نمبر ۴ حدیث نمبر ۸۱۲ کے حاشیے میں مترجم علامہ نواب وحید الزمان خانؒ صاحب نے امام شوکانیؒ کے بارے میں لکھا ہے۔ نیل الاوطار میں امام صاحب نے اسی کو راجح قرار دیا ہے کہ بسم الله الرحمن الرحيم جہر سے پڑھی جائے۔ امام صاحب کہتے ہیں عدم جہر بسم اللہ کی حدیثیں گو صحیح ہیں لیکن جہر کی احادیث بکثرت وارد ہیں اور اثبات مقدم ہے نفی پر۔ اور انسؓ اور عبد اللہؓ بن مغفل کم سن صحابہ میں سے ہیں احتمال ہے کہ یہ اخیر صف میں پڑھتے ہوں۔ اور بسم اللہ کا جہر انہوں نے نہ سنا ہو۔

قارئین کرام! امام شوکانی کے مندرجہ بالا ریمارکس کا جواب محترم علامہ نواب وحید الزمان خان صاحبؒ نے اس سے آگے یہ دیا ہے۔

''یہ تقریر شوکانی کی مسلّم نہیں اسلئے کہ جہر کی احادیث اگرچہ بکثرت وارد ہیں لیکن سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیف ہیں اور عدم جہر کی احادیث صحیح ہیں ۔ اور انسؓ اور عبداللہؓ بن مغفل کا کمسن ہونا مسلّم ہے۔ لیکن یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ وہ ہمیشہ اخیر صف میں ہی رہتے تھے ۔ اور انہوں نے اگر بسم اللہ نہیں سنی تو یہ کیسے سنا کہ آپ قرأت الحمدلله رب الغلمین سے شروع کرتے تھے ۔ اس کے علاوہ انسؓ اور عبداللہؓ بن مغفل خلفائے راشدین کے وقت میں کم سن نہ تھے وہ اس وقت بھی بیان کرتے ہیں ۔ کہ کوئی بسم الله کا جہر نہیں کرتا تھا۔"

(۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے پڑھنے کے بیان میں

(۱) ﴿ عن ابن عباسؓ قال کان رسول الله ﷺ یفتتح صلوته بسم الله الرحمٰن الرحیم ﴾ (جامع ترمذی مترجم جلد نمبر۱ باب "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے جہر میں")

ترجمہ:" روایت ہے ابن عباسؓ سے کہا تھے نبی ﷺ شروع کرتے نماز کو بسم الله الرحمن الرحیم سے۔"

ابو عیسیٰؒ نے کہا ہے کہ اس کی اسناد قوی نہیں ہے ۔ اور علامہ البانیؒ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں "ضعیف سنن ترمذی"

(۲) سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر۱ باب نمبر۲۷۵ "بسم الله کو پکار کر پڑھنا" میں حدیث نمبر ۷۷۷، ۷۷۸ اور ۷۷۹ میں مطلق طور پر بسم الله الرحمن الرحیم لکھنے کا ذکر ہے ۔ اس باب میں تینوں احادیث سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔

البانی نے ضعیف کہا ان کو ملاحظہ فرمائیں ضعیف سنن ابوداؤد

(۳) ﴿ عن نعیم المجمر قال صلیت وراء ابی ھریرةؓ فقرا بسم الله الرحمٰن الرحیم ... الخ ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد۱ "کتاب الافتتاح" باب نمبر۵۵۳ "قراءة بسم الله الرحمن الرحیم حدیث نمبر ۹۰۸)

البانی نے ضعیف کہا ہے۔ "ضعیف سنن نسائی"

(۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا مطلق طور پر نہ پڑھنے کے بیان میں

سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر۱ باب نمبر۱۴۱ قرأت شروع کرنے کا بیان "کتاب اقامة الصلوة والسنة فیھا۔" میں حدیث نمبر ۸۱۵ جو کہ بسم الله الرحمن الرحیم نماز میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہستہ پڑھنے کے بیان میں ہے۔(جو کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھنے کے بیان میں حدیث نمبر ۷ کے حوالے سے جامع ترمذی کی روایت ہے۔یہی روایت ابن ماجہ میں نمبر ۸۱۵ حدیث ہے۔) مترجم لکھتے ہیں کہ امام مالک کا یہ قول ہے کہ تعوذ اور تسمیہ دونوں نہ پڑھے اور امام احمد وغیرہ نے بیس صحابہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام سورۃ فاتحہ کے شروع میں پکار کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے۔اوران میں سے ہرایک روایت گو ضعیف ہے مگر سب مل کر حدیث قوی ہو جاتی ہیں۔اور شافعی کا یہی قول ہے۔اور تعجب ہے کہ امام مالک نے متعدد حدیثوں کے خلاف بسم اللہ کا مطلق نہ پڑھنا کیسے اختیار کیا۔اگر چہ امام مالک نے ایسا کیا ہو پر مالکیہ کو حدیث پر چلنا لازم ہے۔اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا چاہئے۔اور عاشق سنت کو لازم ہے کہ کبھی بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ سے پڑھے۔اور قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرے۔اور کبھی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے قرأت شروع کرے پکار کر اس میں دونوں طرف کی حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے۔اور پوری پیروی ہوتی ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی''

مؤطا امام مالک کے ترجمے میں باب نمبر ۶ حدیث نمبر ۲۹ میں مترجم نے اس حدیث کے فائدے میں لکھا ہے کہ (یہ حدیث بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھنے کے بارے میں ہے) جلال الدین سیوطی نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے پڑھنے اور نہ پڑھنے اور آہستہ پڑھنے اور پکار کر پڑھنے سب بابوں میں احادیث بہت وارد ہیں اور دونوں امر ثابت ہیں اور صحیح ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔امام مالکؒ کا مسلک جو اوپر بیان کیا گیا ہے کہ آپ مطلق طور پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہی نہیں۔ان کے اس مذہب کو تفسیر ابن کثیر مترجم جلد نمبر ۱ ترجمہ از علامہ محمد جونا گڑھیؒ صاحب میں مترجم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تفسیر میں بھی بیان کیا ہے۔

(۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بحث کا خلاصہ

قارئین کرام! بسم اللہ الرحمن الرحیم کا نماز میں اونچی آواز سے اور آہستہ سے پڑھنے کے بارے میں فریقین میں اختلاف ہے وہ اس وجہ سے بھی ہے کہ آیا کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر سورت کے شروع میں ایک مستقل آیت ہے؟ یا ہر سورت کی ایک مستقل آیت ہے؟ جو اس کے شروع میں لکھی گئی ہے؟ یا ہر سورت کی آیت کا جزو ہے؟ یا وہ سورت فاتحہ ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آیت ہے اور دوسری سورتوں کی نہیں؟ یا صرف ایک سورت کو دوسری سورت سے علیحدہ کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ اور آیت نہیں ہے؟ (تفصیل کے لئے تفسیر ابن کثیر جلد نمبرا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر اور دیگر کتب احادیث دیکھی جاسکتی ہیں)

قارئین کرام! عدم جہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی احادیث صحیح ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں نماز کی کتاب جو ترجمہ ہے ابوسعید الیار بوزی کی تصنیف کا جو کہ ترکی کے ایک نامور عالم دین ہیں۔ ابوسعید صاحب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھنے کے بیان میں لکھتے ہیں کہ "ثعلبی کہتے ہیں کہ دارقطنی سے بسم اللہ جہری پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے جب پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بسم اللہ ظاہری طور پر کہنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایک بھی صحیح روایت وارد نہیں ہوئی ہے۔ تاہم صحابہ کرام سے صحیح اور ضعیف بھی (روایات مروی) ہیں۔

(نماز ص نمبر ۶۳ مترجم از ابوسعید)

دوسری طرف وہ روایات ہے جو ظاہری طور پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بارے میں ہیں حافظ ابن کثیرؒ اس سلسلے میں صحیح اور ضعیف دونوں قسم کی روایات لائے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر ابن کثیر مترجم جلد نمبرا تفسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔)

مندرجہ بالا دونوں مسالک سے ہٹ کر ایک تیسرا مسلک جو امام مالک کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ امام مالک سرے سے بسم اللہ پڑھتے ہی نہیں نہ تو آہستہ اور نہ ہی بلند آواز سے۔ انکی ایک دلیل تو صحیحین کی سیدنا انسؓ والی حدیث ہے۔ کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ الحمد للہ رب العلمین سے یہ سب (نماز) شروع کرتے تھے۔ اور دوسری دلیل مسلم شریف کی یہ حدیث کہ (نبی علیہ السلام ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ) نہ قرأت کے شروع میں اور نہ ہی قرات کے آخر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ذکر کرتے تھے۔

قارئین کرام! مطلق طور پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نہ پڑھنا تو صحیح نہیں معلوم ہوتا (واللہ اعلم) البتہ جہر سے پڑھنے کے بارے میں جواز ہے۔ اس سلسلے میں لڑائی جھگڑے والا اختلاف نہیں کرنا چاہئے بلکہ جہر سے اور آہستہ پڑھنے کی احادیث میں تطبیق کرنی چاہئے اور وہ یہ کہ جہر سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا بھی روا ہے۔ گو پست پڑھنے کے بارے میں احادیث زیادہ صحیح ہیں اور اس طرف کے دلائل زیادہ صحیح اور مضبوط ہیں (واللہ اعلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 3

سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھنا فرض ہے

﴿عن عبادة بن الصامت ان رسول الله ﷺ قال لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۴۸۵ ''قرآن پڑھنا سب پر واجب ہے امام ہو یا مقتدی ہر ایک نماز میں حضر میں ہو یا سفر میں جہری نماز ہو یا سری نماز'' حدیث نمبر ۷۱۹'')

مندرجہ بالا الفاظ صرف صحیح بخاری شریف کے ہیں۔اس کے علاوہ یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب احادیث میں بھی ہے۔

- صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب الصلوۃ" باب ''ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔''
- سنن ابوداؤد شریف جلد ا مترجم باب ۲۸۷ "من ترک القراۃ فی صلوته" حدیث ۸۱۴
- ترمذی شریف مترجم جلد نمبر ا باب ''اس بیان میں کہ نماز نہیں ہوتی بغیر فاتحہ الکتاب کے''
- سنن نسائی شریف مترجم جلد ا۔ باب ۵۵۶ ''قراءۃ فاتحۃ الکتاب فی الصلوٰۃ'' حدیث ۹۱۳۔
- سنن ابن ماجہ مترجم جلد ا "کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا" باب ۱۱ حدیث ۸۳۷۔
- جزء القراۃ مترجم از امیر المومنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل البخاریؒ حدیث نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۰
- ''کتاب القراۃ خلف الامام'' مترجم از امام ابوبکر احمد بن حسینی البیہقیؒ باب ''بغیر سورۃ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد'' حدیث نمبر ۱۷ اور ۱۸۔
- بلوغ المرام مترجم "کتاب الصلوۃ" باب ''نماز کا بیان'' حدیث نمبر ۲۹۵۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا حدیث کی رو سے ہر نمازی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھے۔خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو (یعنی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو) خواہ فرض ہو یا نفل نماز ہو خواہ سفر کی نماز ہو یا حضر کی نماز خواہ دن کی نماز ہو یا رات کی نماز ہو یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلوٰۃ الخوف ہو۔ المختصر یہ کہ ہر شخص کو ہر حال میں ہر نماز میں سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھنا فرض ہے۔

سورۂ فاتحہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

ترجمہ: ''اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔''

''تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے' نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے' روزِ جزا کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا' ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا' جو معتوب نہیں ہوئے' جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔''

قارئین کرام! فاتحہ خلف الامام کی بحث اب ان شاءاللہ درج ذیل عنوانات کے تحت بیان کی جائے گی۔

(ا)۔ فاتحہ خلف الامام پڑھنے والوں کے دلائل۔ (ب) فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے دلائل پر کیے جانے والے اعتراضات اور ان کے جوابات۔ (ج) مانعین خلف الامام کے دلائل (د) مانعین خلف الامام کے دلائل کے جوابات۔

(الف) ان لوگوں کے دلائل جو کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لئے ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے

قارئین کرام! مندرجہ بالا عنوان میں وہ دلائل ان شاءاللہ دیے جائیں گے جو ان لوگوں کی طرف سے عموماً پیش کیے جاتے ہیں جو ہر نماز میں (خواہ فرض ہو یا نفل نماز) سورت فاتحہ پڑھنا لازمی کہتے ہیں وہ اس سلسلے میں کسی شخص کو مستثنیٰ نہیں سمجھتے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد سب کے لیے ہر نماز میں ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا لازمی ہے۔ اس عقیدہ کے حامل لوگوں کے دلائل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔ان لوگوں کی پہلی دلیل یہ حدیث ہے۔بخاری باب ”وجوب القراۃ للامام والماموم...الخ“

﴿وعن عبادة بن الصامت ان رسول الله ﷺ قال لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب﴾ (بخاری جلد نمبر ا حدیث نمبر ۷۱۹)

ترجمہ:”عبادۃ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورت فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔“

مندرجہ بالا حدیث صحیح بخاری کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں بھی ہے جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۲. ﴿عن عبادة بن الصامتؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صلوٰة لمن لم يقترئ بام القرآن﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ ”کتاب الصلوٰۃ“ باب ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔“

ترجمہ۔”عبادہ بن صامتؓ نے رسول اکرم ﷺ کا یہ حکم بیان کیا کہ جس نے ام القرآن (یعنی سورۃ فاتحہ) نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی“۔

۳. ﴿عن عبادة بن الصامتؓ ان رسول الله ﷺ قال لا صلوٰة لمن لم يقراء بام القرآن اوزاد فصاعداً﴾ (صحیح مسلم شریف ایضاً)

ترجمہ:”عبادۃ بن الصامتؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ام القرآن نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔اور معمر نے اتنا زیادہ بیان کیا پس زائد۔“

۴۔ترجمہ:”ابوہریرۃؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿من صلى صلوٰة لم يقرا فيها بام القرآن فهي خداجٌ ثلاثا غير تمامٍ﴾

یعنی جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی۔یہ جملہ آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا۔لوگوں نے پوچھا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں۔ابوہریرۃؓ نے جواباً کہا﴿اقرأ بها في نفسك﴾یعنی اس وقت تم لوگ آہستہ سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ عزوجل کا یہ قول فرماتے سنا ہے کہ ﴿قسمت الصلوٰة بيني وبين عبدي نصفين﴾یعنی نماز میرے اور میرے بندے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان آدھی آدھی تقسیم ہو چکی ہے۔ اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور نمازی جب ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری توصیف کی اور نمازی جب ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ اور یوں بھی کہتا ہے کہ میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کر دیئے ہیں۔ اور نمازی جب ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل کہتا ہے یہ میرے اور میرے بندہ کا درمیانی معاملہ ہے۔ میرا بندہ جو سوال کرے وہ اس کو ملے گا۔ پھر جب نمازی اپنی نماز میں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ جواب دیتا ہے کہ یہ سب میرے اس بندہ کے لئے ہے اور یہ جو کچھ طلب کرے گا وہ اسے دیا جائے گا۔"

(صحیح مسلم شریف ایضاً ص ۲۲)

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ ہر نمازی کو نماز کی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے کیونکہ سورۃ فاتحہ نماز کا جزو اعظم ہے کہ جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کر دی ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ نصف سورت فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و تمجید ہے اور نصف میں وہ دعا ہے جو نمازی اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اور جس کے فوائد و ثمرات نمازی کو حاصل ہوتے ہیں۔

۵. ﴿عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ من صلى صلوٰة لم يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فهى خداج يقولها ثلاثاً بمثل حديثهم.﴾

(صحیح مسلم شریف ایضاً ص ۲۳)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز نامکمل ہے۔ نبی علیہ السلام نے یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا۔"

"خداج" سے کیا مراد ہے؟

"الخداج" کہتے ہیں نقصان کو (المنجد) اور المنجد میں یہ بھی ہے۔ "خدجت" (ن ض) "خداجاً و اخدجت۔ الدابة" یعنی جانور کا ادھورا بچہ گرانا۔ "خدجت الناقة" یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹنی کا نا تمام بچہ گرانا۔ ''اخداج الشیء'' چیز کا ناقص ہونا۔ گھٹنا۔ ''صلوٰتہ''۔ ''یعنی نماز کے بعض ارکان میں کمی کرنا''

۶ ﴿عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصلوٰۃ الا بقراءۃ قال ابو ھریرۃؓ فما اعلن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلناہ لکم وما اخفاہ اخفیناہ لکم﴾ (مسلم ایضاً ص ۲۳)

ترجمہ۔ ''ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کیا کہ بغیر قرات نماز درست نہیں ہوتی۔ اس کے بعد ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو نماز با آواز بلند پڑھی ہم نے بھی با آواز بلند پڑھی اور جو نماز آپ ﷺ نے غیر جہری پڑھی اسے ہم نے بھی ویسے ہی ادا کیا۔''

۷۔ ترجمہ: ''عطاؒ نے ابو ہریرہؓ کا قول بیان کیا کہ نماز کی ہر رکعت میں قرات کرنا چاہئے رسول اللہ ﷺ نے جس نماز میں ہم کو قرات سنائی ویسی ہی ہم نے تم کو سنا دی اور جو نماز رسول اللہ ﷺ نے غیر جہری پڑھی ویسی ہی ہم نے بھی پڑھ کے تم کو بتا دی جس پر ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں سورۃ فاتحہ (ام القرآن) کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھوں تو کیا حرج ہے۔؟ ابو ہریرہؓ نے جواب دیا سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی مزید آیات پڑھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر صرف سورۃ الحمد پڑھو تو وہ بھی کافی ہے۔'' (ایضاً ص ۲۳)

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور اسی بات پر اجماع ہے کہ مزید کسی سورت کا پڑھنا یا سورۃ فاتحہ کے علاوہ اور دوسری آیات کا پڑھنا بہتر ہے۔ لہٰذا فاتحہ کے علاوہ اور کوئی سورۃ یا آیات ملانا بہتر ہے اگر سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورۃ یا آیات نہ ملائی جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ سجدہ سہو لازم نہیں آتا (واللہ اعلم)

۸۔ ترجمہ: ''عطاؒ نے ابو ہریرہؓ کا یہ قول بیان کیا کہ ہر نماز میں قرات ہے اور جس نماز میں نبی ﷺ نے با آواز بلند قرات کر کے اس کی تعلیم دی ویسی ہی ہم نے تم کو سنا دی۔ اور جو نماز آپ ﷺ نے غیر جہری ادا فرمائی ویسی ہی ہم نے تم کو سنا دی۔ جس نے سورۃ فاتحہ پڑھی اس کی نماز پوری ہوئی اور جس نے اس پر مزید کسی سورت یا آیات کا اضافہ کیا تو یہ بہتر ہے۔''

(صحیح مسلم شریف ایضاً۔ ص ۲۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ ترجمہ: ''عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے فجر کی۔ رسول اللہ ﷺ نے قرأت کی۔ لیکن آپ ﷺ پر بھاری ہوا پڑھنا قرآن کا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لعلکم تقرء ون﴾ یعنی شاید تم پڑھا کرتے ہو ﴿خلف امامکم﴾ اپنے امام کے پیچھے۔ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ایسا ہی ہے۔ ﴿قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرء بہا﴾ ''یعنی آپؐ نے فرمایا مت پڑھا کرو۔ سوا سورۃ فاتحہ کے کیونکہ بغیر سورۃ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔''

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبرا باب نمبر ۲۸ ''جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے یا قراءت نہ کرے اس کا حکم'' حدیث نمبر ۸۱۴)

۱۰۔ ترجمہ۔ ''محمود بن ربیع سے روایت ہے کہ عبادہ بن الصامتؓ نے دیر کی فجر کی نماز کے واسطے نکلنے میں تو ابو نعیم نے تکبیر کہہ کر نماز پڑھانا شروع کی۔ اتنے میں عبادہؓ بھی آئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا ہم نے صف باندھی ابو نعیم کے پیچھے اور ابو نعیم پکار کر قراءت کر رہے تھے۔ عبادہؓ سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے ﴿فجعل لعبادۃ یقرأ بام القرآن﴾ جب نماز سے فارغ ہوئے میں نے عبادہ سے کہا میں نے آپ کو سورۃ فاتحہ پڑھتے سنا حالانکہ ابو نعیم زور سے پڑھ رہے تھے انہوں نے کہا ہاں البتہ آپؐ نے کوئی نماز پڑھائی جہری آپ ﷺ قراءت سے رکنے لگے (لوگوں کی قراءت کے سبب سے) جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف مخاطب ہوئے اور پوچھا کیا تم پڑھا کرتے ہو۔ جب میں پکار کر پڑھتا ہوں۔ بعض لوگوں نے ہم میں سے کہا ہاں ہم تو ایسا ہی کرتے ہیں ﴿قال فلا وانا اقول مالی ینازعنی القرآن فلا تقرء وا بشیء من القرآن اذا جہرت الا بام القرآن﴾ ''یعنی آپؐ نے فرمایا مت پڑھا کرو۔ جب ہی میں کہتا تھا کیا ہوا ہے مجھ کو کوئی چھینے لیتا ہے قرآن مجید سے مجھ سے۔ تو مت پڑھا کرو۔ قرآن کو جب میں جہر کیا کروں سوا سورۃ فاتحہ کے۔'' (ایضاً حدیث نمبر ۸۱۵)

۱۱ ﴿عن عبادۃ بن الصامت عن النبی ﷺ قال لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب﴾

(ترمذی شریف مترجم جلد نمبرا۔ ''ابواب الصلوۃ'' باب ''ماجاء انہ لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب. ص ۱۲۹)

ترجمہ: ''روایت ہے عبادہ بن صامتؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز ہی نہیں جو نہ پڑھے سورۃ فاتحہ۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ترجمہ: ''ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے پوری نہیں ہے۔ابو سائب نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) میں نے کہا اے ابو ہریرۃؓ کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں (تو سورۃ فاتحہ کیونکر پڑھوں اگر نہ پڑھوں تو میری نماز ناقص رہے گی اس حدیث کی رو سے) یہ سن کر ابو ہریرۃؓ نے میرے بازو میں چٹکی لی اور کہا اے فارسی ﴿اقراء بھا فی نفسک﴾ ''یعنی اپنے دل میں اس کو پڑھ لے۔''

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبرا ''کتاب اقامة الصلوة والسنة فیھا'' باب نمبر ۱۱ ''القراء ة خلف الامام'' حدیث نمبر ۸۳۸)

۱۳ . ﴿عن عائشةؓ قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول (كل صلاة لا يقرأ فيها بام الكتاب فهي خداجٌ) ﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۸۴۰)

ترجمہ: ''ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے آپؐ فرماتے تھے جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جاوے وہ ناقص ہے۔''

۱۴۔ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جاوے وہ ناقص ہے وہ ناقص ہے۔'' (ایضاً حدیث نمبر ۸۴۱)

۱۵ . ﴿عن عائشةؓ قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول من صلى صلوٰة لم يقرأ فيها بام القران فهي خداج ثم هي خداج.﴾ (جزالقراۃ از امام بخاریؒ)

ترجمہ: ''عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو بھی کوئی شخص نماز پڑھے اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے وہ نماز برباد ہے۔وہ برباد ہے۔''

۱۶۔ترجمہ: ''انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو نماز پڑھائی تو آپ ﷺ نے نماز کے بعد پوچھا کیا امام کے ساتھ تم بھی قراءت کرتے ہو آپ ﷺ نے تین مرتبہ پوچھا تو انہوں نے جواب دیا ہاں ہم پڑھتے ہیں۔فرمایا نہ (قراءت) کیا کرو صرف سورۃ فاتحہ اپنے دل میں پڑھا کرو۔''

(كتاب القرأة خلف الامام از ابو بكر احمد بن حسين بن علي البيهقي نمبر ۱۴۴)

۱۷ . ﴿عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان النبي ﷺ قال كل صلوٰة لم يقرأ فيها بام الكتاب فهي مخدجة ﴾ (جزالقراۃ امام بخاریؒ نمبر ۱۴)

ترجمہ: ''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نماز میں بھی سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ بےکار ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔ ﴿عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام﴾

(کتاب القراءۃ خلف الامام از امام بیہقی نمبر ۱۲۰ مترجم ص نمبر ۵۶)

ترجمہ: ''عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا۔''

۱۹۔ ترجمہ: ''امام مالکؒ نے ہمیں خبر دی کہ مجھے خبر دی حرقہ کے آزاد کردہ غلام علاء بن عبدالرحمٰنؒ بن یعقوب نے کہ اس نے سنا ہشامؒ بن زہرہ کے آزاد کردہ غلام ابو سائبؒ سے کہ میں نے سنا ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو اسکی نماز ناقص ہے۔ ناقص ہے۔ ناقص ہے۔ مکمل نہیں۔ ابو سائبؒ کہتے ہیں میں نے کہا اے ابو ہریرہؓ! میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ تو ابو ہریرہؓ نے میرا بازو دبایا اور کہا اے فارسی! سورۃ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لیا کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے نماز میں (سورۃ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کرلیا ہے۔ اس کا نصف میرے لئے ہے اور نصف میرے بندہ کے لئے ہے۔ اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو وہ مانگے میں اسے دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سورۃ فاتحہ) پڑھو۔ جب بندہ کہتا ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ تو اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے ''میرے بندے نے میری تعریف کی'' جب بندہ کہتا ہے ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ تو اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے ''میرے بندہ نے میری خوبی بیان کی'' جب بندہ کہتا ہے ﴿مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میرے بندہ نے میری بزرگی بیان کی'' جب بندہ کہتا ہے ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ تو اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے ''یہ آیت میرے اور میرے بندہ کے درمیان مشترک ہے (یعنی اللہ کی عظمت ہے اور بندہ کی طرف سے بندگی کا اقرار ہے) بندہ کہتا ہے ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ (تو اللہ پاک فرماتا ہے) یہ آیات میرے بندے کے لئے مخصوص ہیں اور میرا بندہ جو کچھ مانگے اسے دوں گا''

(مؤطا امام محمدؒ باب نمبر ۳۴ باب کی حدیث نمبر ۴ کتاب کی حدیث نمبر ۱۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰۔اس میں بھی وہی حدیث ہے جو کہ نمبر ۱۹ میں گزری ہے۔

(موطا امام مالکؒ باب نمبر ۹ حدیث نمبر ۳۹)

۲۱.﴿حدثنا حسین بن نصر قال سمعت یزید بن ھٰرون قال انا محمدبن اسحٰق عن مکحول عن محمود بن الربیع عن عبادہ الصامت قال صلے بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الفجر فتعایت علیہ القراءۃ فلما سلم قال اتقروء ن خلفے قلنا نعم یا رسول اللہ قال فلا تفعلو الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بھا﴾

(شرح معانی الآثار المعرف طحاوی عربی جلد ۱ ''کتاب الصلوۃ''باب ''القراءۃ خلف الامام''ص ۱۲۷)

ترجمہ:''سیدنا عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو آپ ﷺ پر قراءت بھاری ہوگئی۔پس جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا (یعنی نماز سے فارغ ہوئے) تو فرمایا کیا تم میرے پیچھے پڑھتے ہو۔ہم نے کہا ہاں یارسول اللہ (ﷺ) تو آپؐ نے فرمایا کچھ نہ پڑھا کرو مگر سورۃ فاتحہ اس لیے کہ جس نے اس کو نہ پڑھا اس کی نماز نہ ہوگی۔''

۲۲﴿اخبرنا الحسن بن سفیان قال حدثنا ابو بکر ابی شیبہ قال حدثنا ابن عینۃ عن الزھری عن محمود بن الربیع عن عبادۃ بن الصامت یبلغ بہ النبی ﷺ قال لا صلاۃ لمن لا یقرا بفاتحۃ الکتاب﴾

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان عربی جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۳۶ از علاء الدین علی بن بلبان الفارسی المتوفی ۷۳۹ھ باب ''ذکر البیان بان قولہ جل وعلا(فاقرؤا ما تیسر منہ)اراد فاتحۃ الکتاب اذا اللہ جل وعلا ولی رسول اللہ ﷺ بیان ما انزل فی کتابہ''

ترجمہ:''عبادۃ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے یہ بات پہنچی کہ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو اپنی نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔''

۲۳.﴿عن عبادۃ ابن الصامت یبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب﴾

(صحیح مسلم شرح نووی جلد نمبر ۲ ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ''وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ الخ صفحہ نمبر ۲۱ باب کی پہلی حدیث)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو کوئی سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔''

نوٹ:۔(۱) حدیث نمبر ۹ جو اوپر سنن ابوداؤد کے حوالے سے بیان ہوئی ہے اس کے بارے میں "عون المعبود" شرح ابوداؤد میں ہے۔

﴿قال الخطابی هذا حديث صريح بان قراء ةالفاتحة واجبة على من خلف الامام سواء جهر الامام بالقراء ةاوخافت بها واسناده جيد لا طعن فيه قلت القراء ةخلف الامام فيما اسرو فيما جهر هذا هوالحق واليه ذهب الشافعی واسحٰق والاوزاعی والليث وابن سعد ابو ثوروبه قال عروة بن الزبير وسعيد بن جبير والحسن البصری ومكحول الخ﴾

(عون المعبود عربی باب "تحت حديث عبادة بن صامتؓ)

(۲)۔ابوداؤد کی روایت جو نمبر ۱۰ میں ابونعیم کے حوالے سے بیان ہوئی ہے اس کے بارے میں عون المعبود میں ہے۔

﴿قال النووی والحديث قال المنذری واخرجه النسائی قلت واخرجه البخاری فی جزالقراء ة والدار قطنی فی سننه وقال هذا اسناد حسن ورجاله ثقات كلهم وهذا الحديث ايضاًيدل على قراء ة فاتحة الكتاب خلف الامام جهرا واسرا﴾ (ايضاً)

(ب) فاتحہ خلف الامام پڑھنے والے دلائل پر پیش کیے جانے والے اعتراضات اوران کے جوابات

اعتراض نمبر ۱

الشیخ محمد الیاس فیصل حنفی نے اپنی کتاب ''نماز پیمبر ﷺ'' ص ۱۳۱ میں سورۃ فاتحہ کے عنوان میں لکھا ہے کہ سیدنا عبادہ بن صامتؓ کی حدیث منفرد کے لئے ہے۔مقتدی کے لئے نہیں ہے۔اس سلسلے میں الیاس صاحب درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱:۔جابرؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص اکیلا نماز پڑھے اس کے لئے ہر رکعت میں سورۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔لیکن اگر امام کے پیچھے ہو تو ضروری نہیں ہے۔اسی لئے امام بخاریؒ کے استاد اور ایک عظیم محدث امام احمدؒ نے بھی عبادہؓ بن صامت والی اس حدیث کو منفرد پر ہی محمول کیا ہے جسے امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے۔

ملاحظہ ہو۔

﴿معنی قول النبی ﷺ لا صلوٰة لمن لم یقراء بفاتحة الکتاب اذا کان وحده واحتج بحدیث جابرؓ حیث قال من صلی رکعة لم یقرء فیها بام القرآن فلم یصل اِلّا ان یکون وراء الامام قال احمد فهذا رجل من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم تأ ول قول النبی ﷺ لا صلوٰة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب أن هذا إذا کان وحده﴾

(ترمذی: ترک القراءة خلف الامام)

"لا صلوٰة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب" کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر اس کی نماز نہیں ہوگی اِلّا یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ارشاد مبارک کا مفہوم وہ ہے جو ایک جلیل القدر صحابیؓ نے سمجھا ہے۔کہ ﴿لا صلوة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب﴾ والی حدیث منفرد کے بارے میں ہے۔

دلیل نمبر۲:۔صحابہ کرام کے بعد سفیانؒ سے بھی منقول ہے کہ عبادہؓ کی یہ حدیث منفرد کے بارہ میں ہے۔ملاحظہ ہو۔ www.KitaboSunnat.com

﴿عن عبادة بن الصامتؓ یبلغ به النبی ﷺ قال لا صلوٰة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب فصاعداً قال سفیان لمن یصلی وحدهٗ.﴾

(ابوداؤد" من ترک القراءة")

ترجمہ:"سفیانؒ فرماتے ہیں کہ عبادہ بن صامتؓ کی حدیث ﴿لا صلوٰة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب فصاعداً﴾ اس شخص کی بابت ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔"

اس کے بعد الیاس صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ الغرض واضح ہو گیا کہ حضرات صحابہ کرامؓ سلف صالحینؒ اور محدثینؒ کے نزدیک یہ حدیث منفرد کے بارے میں ہے لہٰذا اس حدیث سے قطعاً یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے کہ امام کے ساتھ مقتدی کو بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔

اعتراض نمبر ا کا جواب (دلیل نمبر ا کا جواب)

قارئین کرام! الیاس صاحب کی پہلی دلیل کے کئی جوابات ہیں۔

ا۔ الیاس صاحب کا یہ کہنا کہ سیدنا عبادہؓ کی حدیث منفرد کے لیے ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں لفظ "من" عام ہے۔ اس لیے یہ حدیث ہر نمازی کے لیے ہے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد، مرد ہو یا عورت۔ اور یہ حدیث جس طرح ہر نمازی کے لیے عام ہے تو اسی طرح ہر نماز کے لیے بھی ہے۔ کیونکہ لفظ "لا صلوٰۃ" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نماز خواہ فرض ہو یا نفل ہو، سفر کی نماز ہو یا حضر کی یا صلوٰۃ الخوف ہو یا صلوٰۃ امن، صلوٰۃ العیدین ہوں یا صلوٰۃ الجنازہ وغیرہ سب "لا صلوٰۃ" کے حکم میں داخل ہے۔

۲۔ الیاس صاحب کی پہلی دلیل کا دوسرا جواب یہ ہے کہ خود سیدنا عبادہؓ سے درج ذیل حدیث بھی مروی ہے۔

﴿عن عبادة بن الصامتؓ قال قال رسول الله ﷺ لا صلوٰة لمن لم يقراء بفاتحة الكتاب خلف الامام﴾ (کتاب القراءۃ از امام بیہقی نمبر ۱۲۰ مترجم ص نمبر ۵۶)

ترجمہ:۔ "عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو امام کی پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا"

لہٰذا جب عبادہؓ کی مندرجہ بالا حدیث میں "خلف الامام" کے الفاظ بھی ہیں تو پھر عبادہؓ کی روایت کو صرف منفرد کی لئے کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

۳۔ الیاس صاحب کی پہلی دلیل کا تیسرا جواب یہ ہے کہ عبادہؓ سے یہ بھی روایت ہے

﴿عن عبادة بن الصامت قال صلى النبي ﷺ صلوٰة جهر فيها فقرأ رجل خلفه فقال لا يقرأ احدكم والامام يقرأ اِلّا بام القرآن .﴾

(جزء القراۃ امام بخاریؒ نمبر ۹۱)

ترجمہ: "عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی جس کی اونچی آواز کی قراءت تھی تو ایک آدمی نے پیچھے قراءت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قراءت کر رہا ہو تو تم میں سے کوئی شخص سوائے سورۃ فاتحہ کے قراءت نہ کرے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ عبادہؓ کی حدیث ﴿لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب﴾ صرف منفرد کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ اس میں مقتدی بھی شامل ہیں۔

۴۔ الیاس صاحب کی پہلی دلیل کا ایک جواب یہ ہے کہ عبادہؓ سے روایت ہے کہ

ترجمہ: ''عبادہ بن صامتؓ جب ایلیاء میں تھے تو ایک دن صبح کی نماز میں دیر سے پہنچے تو ابو نعیمؒ امامت کرانے لگا۔ ابو نعیمؒ وہ ہے جس نے سب سے پہلے بیت المقدس میں اذان دی مکحول کے باپ کہتے ہیں میں عبادہؓ کے ساتھ آ کر صف میں مل گیا اور ابو نعیمؒ اونچی آواز سے قراءت کر رہا تھا تب عبادہؓ نے سورۃ فاتحہ پڑھنی شروع کر دی۔ جس کو میں سن رہا تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا آپ سورۃ فاتحہ پڑھ رہے تھے فرمایا ہاں نبی علیہ السلام نے ہمیں اونچی قراءت والی نماز پڑھائی اور فرمایا جب امام اونچی آواز سے قراءت کر رہا ہو تو صرف سورۃ فاتحہ پڑھو۔''

قارئین کرام! دیکھا کہ راوی حدیث عبادہؓ نے حدیث ﴿لا صلوٰۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب﴾ کا یہی مفہوم سمجھا ہے کہ یہ حدیث منفرد، امام اور مقتدی سب کے لئے ہے۔ اسی لئے تو عبادہؓ نے اس نماز میں بھی سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھی جس نماز میں امام قراءت بالجہر کر رہے تھے۔ لہٰذا عبادہؓ نے تو اس حدیث کو سب کے لئے اور سب نمازوں کے لئے ہی سمجھا ہے۔ مذکورہ روایت اس سے قبل فاتحہ خلف الامام کے دلائل میں نمبر ۱۰ میں گذر چکی ہے۔

۵۔ قارئین کرام! الیاس صاحب کی پہلی دلیل کا ایک جواب یہ ہے کہ وہ جو کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ نے بھی ﴿لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب﴾ کا مفہوم یہی لیا ہے کہ یہ حدیث منفرد کے بارے میں ہے۔

قارئین کرام! اگرچہ امام احمدؒ نے اس کی تاویل کی توجیہ میں جابرؓ کے قول کو پیش کیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی امام احمدؒ نے امام کے پیچھے پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ جامع ترمذی باب ﴿ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام اذا جھر الامام بالقراءۃ﴾ میں آیا ہے۔ لہٰذا امام احمدؒ کے اس قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے (یعنی جس قول میں امام احمدؒ نے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کو اختیار کیا ہے) کہ آپؒ کے نزدیک قراءت خلف الامام ضروری تھی۔

۶۔ الیاس صاحب کی دلیل کا ایک جواب یہ ہے کہ الیاس صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ نبی علیہ السلام کی حدیث کا مطلب وہ ہے جو ایک جلیل القدر صحابی نے سمجھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔یعنی جابر بن عبداللہؓ کی روایت۔جو موطا امام مالک وغیرہ میں اس طرح ہے۔

﴿عن ابی نعیم وھب بن کیسان انه سمع جابر بن عبدالله یقول من صلے رکعة لم یقرأ فیھا بام القراٰن فلم یصل الا وراء الآء مام﴾۔

(موطا امام مالک باب نمبر ۸ حدیث نمبر ۳۸)

ترجمہ:''ابی نعیم وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا جابر بن عبداللہؓ سے کہتے تھے جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو گویا اس نے نماز نہ پڑھی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔''

تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ جابرؓ کا قول ہے حدیث مرفوع نہیں۔جبکہ عبادہؓ والی حدیث﴿لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب﴾ مرفوع ہے اور نبی علیہ السلام کے کسی حکم عام کو جو مرفوع حدیث سے ثابت ہو اس کو مخصوص کرنے کے لئے یا منسوخ کرنے کے لئے حدیث مرفوع کی ضرورت ہے نبی ﷺ کا کوئی عام حکم صحابیؓ کے قول سے مخصوص یا منسوخ نہیں ہوسکتا۔

۷۔الیاس صاحب کی پہلی دلیل کا ایک جواب یہ بھی ہے۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ جابر بن عبداللہؓ نے نبی ﷺ کی حدیث﴿لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب﴾ کا جو مطلب سمجھا ہے وہ صحیح سمجھا ہے(یعنی کہ لا صلوٰة والی حدیث منفرد کے لئے ہے)تو ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ کیا عبادہؓ کی حدیث﴿لا صلوٰة لمن لم یقراء بفاتحة الکتاب﴾ والی حدیث کا مطلب جو خود راوی حدیث سیدنا عبادہ بن صامتؓ نے سمجھا ہے کیا وہ مطلب صحیح نہیں ہے۔کہ﴿لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب خلف الامام﴾ اور حدیث﴿لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب﴾ کا مطلب جو سیدنا ابو ہریرہؓ صحابی نے سمجھا ہے کیا وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ نبیؐ کے بعد بھی فاتحہ خلف الامام کا حکم دیتے تھے۔

قارئین کرام!اس بات کا اقرار خود احناف کو بھی ہے کہ راوی حدیث اپنی روایت کردہ حدیث کا مطلب زیادہ صحیح سمجھتا ہے۔لہٰذا عبادہ بن صامتؓ جو راوی حدیث ہیں فاتحہ خلف الامام کی حدیث کے ان کا مطلب جابر بن عبداللہؓ کی روایت سے زیادہ صحیح ہے(واللہ اعلم)

دلیل نمبر۲ کا جواب:

قارئین کرام!الیاس صاحب کی دوسری دلیل کے کئی جوابات ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔ سیدنا عبادہ بن صامتؓ کی حدیث ﴿لا صلوٰۃ لمن لم یقرا ء بفاتحۃ الکتاب﴾ پر اعتراض کرتے ہوئے احناف کہتے ہیں کہ اس عموم میں مقتدی داخل نہیں کیونکہ مسلم شریف کی حدیث میں "فصاعداً" زیادہ ہے اور عبادہؓ کی یہ روایت مختصر ہے عبادہؓ کی اس روایت سے جس کو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ عبادہؓ کی حدیث میں یہ زیادت غیر مقبول ہے۔ جیسا کہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔

﴿قال البخاری وقال معمر عن الزهری لا صلوٰة لمن لم یقرأ بام الکتاب فصاعداً عامة الثقات لم تتابع معمرا فی قوله فصاعداً مع انه قد اثبت فاتحة الکتاب.﴾ (جزالقراءۃ از امام بخاریؒ نمبر ۵)

ترجمہ: ''امام بخاریؒ فرماتے ہیں اور معمر نے زہری سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں ﴿لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب فصاعداً﴾ یعنی نہیں اس کی نماز جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی پھر اگر کچھ زیادہ پڑھے تو بہتر ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ امام زہری کے شاگردوں میں سے کسی ثقہ شاگرد نے بھی معمر کی متابعت نہیں کی۔ اگرچہ ''فصاعداً'' کے باوجود فاتحہ کا پڑھنا ثابت ہو جاتا ہے۔

(امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ) اس کا قول ''فصاعداً'' غیر معروف ہے۔ اس سے میری مراد یہ نہیں کہ کوئی حرف یا اس سے زائد پڑھ نہیں سکتا۔ اس کی مثال نبی ﷺ کے اس فرمان کے مطابق ہے جس میں یہ فرمایا ہے کہ 'چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ مگر چوتھائی دینار کی چوری پر' اب دینار یا زائد دینار کی چوری پر ہاتھ کاٹنا لازم ہو گیا۔''

بعض احناف نے امام بخاریؒ کی اس توجیہ پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ امام بخاریؒ کی یہ توجیہ درست نہیں ہے کیونکہ حدیث ''لا قطع الخ'' والی کے معنی یہ ہیں کہ چوتھائی دینار میں قطع ضروری ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو یہ زیادہ قطع کے لئے نہ ضرور ہے نہ مضر۔ لہٰذا اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ فاتحہ کا ہونا ''لا صلوٰۃ'' کے لیے ضروری ہے اگرچہ صلوۃ مقتدی ہو اور ﴿ما زاد علی الفاتحة﴾ ضروری نہیں اگرچہ کوئی نماز ہو۔ پس یہ توجیہ حدیث ابو ہریرۃؓ ﴿لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب وما زاد﴾ اور حدیث ابو سعید خدریؓ ﴿قال امرنا نبینا ان تقرأ بفاتحة الکتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وما تیسر ﴾ کے مخالف ہے کیونکہ ان روایات سے فرضیت ''ماذاد'' کی معلوم ہوتی ہے اور اس توجیہ میں عدم حاجت "مازاد" مضمر ہے۔ لہٰذا یہ توجیہ بخاری صاحب کی محل نظر ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوہریرۃؓ اور ابوسعید خدریؓ کی یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں اور پھر اس کے علاوہ امام بخاریؒ نے "فصاعداً" کے جو معنی بیان کئے ہیں اور اس کی جو توجیہ لکھی ہے وہ لغت کے علاوہ علماء کے اقوال سے بھی ثابت ہے جن کو وہ اپنی تالیفات میں ان کے معنی کے لئے استعمال کرتے آئے ہیں۔

چنانچہ امام محمد اپنی کتاب ''موطا امام محمد'' مترجم میں لکھتے ہیں:۔

(۱) ﴿قال محمد وبه ناخذ من التقط لقطة تساوى عشرة دراهم فصاعداً﴾ (کتاب اللقطہ۔ گری پڑی چیزیں صفحہ نمبر ۴۶۳ تحت حدیث ۳۸۲۔ ۳/ ۸۴۸)

(۲) ﴿قال محمد وبهذا ناخذ اذا خرج منه خمسة اوسُقٍ فصاعداً.﴾

(باب "صدقة الزيتون" تحت حديث ۱۲۸. ۱/ ۳۴۵ "كتاب الزكوٰة")

(۳)﴿ وتلك مائتا درهم وعشرون مثقالا ذهبا فصاعداً﴾

(باب "زكوٰة المال" حديث ۱۱۵۔ ۱/ ۳۲۳ كتاب الزكوٰة)

(۴)﴿.... واما العسل ففيه العشر اذا اصبت منه الشىء الكبير خمسة افراق فصاعداً﴾

(باب "زكوٰة الخيل والرقيق والبراذين" تحت حديث ۱۲۲۔ ۳/ ۳۳۷ "كتاب زكوٰة")

ترجمہ: (۱) ''امام محمدؒ کہتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے اگر کسی شخص کو کوئی گری پڑی چیز ملے جس کی قیمت دس درہم یا اس سے زیادہ ہو''

(۲) امام محمد کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے کہ جب زیتون پانچ وسق سے زیادہ ہو''

(۳) اور یہ دوسو درہم یا بیس مثقال سونا یا اس سے زیادہ'' (صفحہ نمبر ۱۶۱)

(۴) ''اور شہد اگر پانچ ''افراق'' سے زیادہ ہو تو اس پر زکوٰۃ ہے۔''

مندرجہ بالا عبارتوں میں لفظ "فصاعداً" اسی معنی میں استعمال ہوا ہے جو امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے۔

۲۔ الیاس صاحب کی دوسری دلیل کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر فرض کر لیں کہ زیادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فصاعداً" اور یہ دونوں حدیثیں مقبول ہیں تو ان سے صرف قراءت "مازاد علی الفاتحة" کا حکم امام ومنفرد کے ساتھ مخصوص ہوگا۔لیکن قراءت فاتحہ کا حکم سو وہ امام منفرد کے ساتھ ہرگز مخصوص نہیں ہوسکتا بلکہ مقتدی وغیر مقتدی ہر مصلی کے لئے عام ہی رہے گا۔اور اس کی دلیل عبادہؓ کی یہ حدیث ہے۔

﴿عن عبادةؓ بن الصامت قال كنا خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم في صلوٰة الفجر فقرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم فثقلت عليه القراءة فلما فرغ قال لعلكم تقرؤن خلف امامكم قلنا نعم هذا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوٰة لمن لم يقراء بها.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبرا "تفريع استفتاح الصلوٰة" باب نمبر ۲۸۷ "من ترك القرأة في صلوته" حدیث ۸۱۴)

اس روایت میں مقتدیوں کو فاتحہ پڑھنے کا حکم علی سبيل الوجوب کیا گیا ہے۔اس لیے قراءت فاتحہ کا حکم امام منفرد کے ساتھ ہرگز مخصوص نہیں ہوسکتا۔یہی وجہ ہے کہ عبادہؓ ،ابوہریرہؓ اور ابوسعیدؓ جو ان احادیث کے راوی ہیں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے اور اس کا حکم کرتے تھے۔

۳۔الیاس صاحب کا یہ کہنا کہ صحابہ کرامؓ کے بعد سفیانؒ نے بھی عبادہؓ کی حدیث ﴿لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب فصاعداً﴾ کا مطلب یہی سمجھا ہے کہ یہ اس شخص کی بابت ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔تو جواب اس کا یہ ہے کہ سفیانؒ کی تفسیر قبول کرنا اور عبادہؓ اور ابوہریرہؓ کی تفسیر قبول نہ کرنا یہ کون سا انصاف ہے۔کہ نبی علیہ السلام کی صحبت اور مشاہدہ اقوال کرنے والے اصحاب کی تفسیر کو تو چھوڑ دیا جائے اور سفیان بن عیینہ کی تفسیر کو قبول کیا جائے جو ان کے کئی سال بعد پیدا ہوا۔

۴۔الیاس صاحب کی دوسری دلیل کا ایک جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض سفیانؒ کی تفسیر کو صحیح مان کر قبول کرلیا جائے تو پھر امام پر نماز میں قرآن پڑھنا واجب نہیں ہوگا کیونکہ امام بھی تو اکیلا نماز نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ وہ بھی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہے۔اس طرح تو امام بھی منفرد نہیں ہے۔اور آپ کہتے ہیں کہ عبادہ بن صامتؓ کی حدیث منفرد کے لئے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض نمبر۲:

الیاس صاحب اپنی کتاب میں ص نمبر۱۴۲ پر حاشیہ میں سیدنا عبادہ بن صامتؓ کی ایک حدیث کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ **فاتحة خلف الامام** پڑھنے والے حضرات عبادہؓ کی جس حدیث سے **فاتحة خلف الامام** پڑھنے کی دلیل پکڑتے ہیں وہ یہ ہے کہ ''عبادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے آپؐ پر قراءت گراں گزری تو آپؐ نے نماز کے بعد پوچھا شاید کہ تم امام کے پیچھے پڑھتے ہو۔ ہم نے اثبات میں جواب دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا صرف سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ چونکہ اس کو پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔''

پھر اس کے بعد اس روایت کا تجزیہ بیان کرتے ہوئے صفحہ نمبر۱۴۳ پر اس کے ضعف کی پہلی وجہ بیان کرتے ہیں کہ ''عبادہؓ والی روایت کی سند میں ایک راوی محمد بن اسحٰق ہے جس کی بابت ہے۔

﴿ **قال الدار قطني لا يحتج به' قال سليمان التيمي كذاب' قال مالك دجال من الدجاجلة' قال يحيى القطان اشهد ان محمد بن اسحق كذاب** ﴾ (میزان الاعتدال ج نمبر۳ ص نمبر۴۶۹ ص نمبر۱۷۴)

ترجمہ: ''دارقطنی فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق کی بات قابل استدلال نہیں ہے۔ سلیمان تیمیؒ فرماتے ہیں کہ وہ بہت جھوٹا تھا۔ مالکؒ فرماتے ہیں کہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے یحییٰ القطانؒ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحٰق جھوٹا ہے''۔

اعتراض نمبر۲ کا جواب

تو جواب اس کا یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب جزء القراۃ میں نمبر۱۷ میں فرمایا ہے۔

﴿ **وقال لي ابراهيم بن حمزة كان عند ابراهيم بن سعيد عن محمد بن اسحق نحو من سبعة عشر الف حديث في الاحكام سوى المغازى وابراهيم بن سعد من اكثر اهل المدينة حديثا في زمانه ولو صح عن مالك تناوله من ابن اسحق فلربما يتكلم الانسان فيرمي صاحبه بشئي واحد ولا يتهمه في الامور كلها.** ﴾

ترجمہ: ''امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ مجھ کو ابراہیم بن حمزہ نے کہا کہ ابرہیم بن سعید کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس محمد بن اسحٰق کی سترہ ہزار احادیث مغازی کے علاوہ صرف احکام کے بارے میں تھیں حالانکہ ابراہیم بن سعد مدینہ شریف میں اپنے زمانہ میں حدیث کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔اور اگر امام مالک کی جرح محمد بن اسحٰق پر قبول کر بھی لی جائے تو بسا اوقات ایک آدمی کسی کو کسی سلسلہ میں متہم سمجھتا ہے لیکن باقی باتوں میں متہم نہیں سمجھتا۔''

آگے چل کر امام بخاریؒ نمبر ۱۷۲ میں مزید لکھتے ہیں کہ:

﴿وقال ابراهيم ابن المنذر عن محمد بن فليح نهانى مالك عن شيخين من فرس وقد اكثر عنهما فى الموطا وهما مما يحتج بحديثهما الخ﴾

ترجمہ:''ابراہیم بن منذر کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن فلیح نے بتایا کہ امام مالک نے مجھے قریش کے دو بزرگوں سے حدیث لینے سے منع کیا اور خود موطا میں ان دونوں سے کئی حدیثیں بیان کی اور ان کی حدیث کو بطور دلیل قبول کیا۔''

مزید آگے چل کر امام بخاری نمبر ۱۷۳ میں فرماتے ہیں۔

﴿وقال عبيد بن يعيش حدثنا يونس بن بكير قال سمعت شعبة يقول محمد بن اسحق امير المحدثين لحفظه وروى عنه الثورى وابن ادريس وحماد بن زيد ويزيد بن زريع وابن علية وعبدالوارث وابن المبارك وكذلك احتمله احمد ويحى بن معين وعامة اهل العلم.﴾

ترجمہ:''اور عبید بن یعیش کہتے ہیں کہ مجھ سے یونس بن بکیر نے بیان کیا اس نے کہا میں نے شعبہؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ محمد بن اسحٰق اپنے حافظہ کی وجہ سے امیر المحدثین ہیں۔محمد بن اسحٰق کی احادیث کو امام ثوریؒ' ابن ادریس' حماد بن زیدؒ' یزید بن زریع' ابن علیہؒ' عبدالوارثؒ اور ابن مبارک بیان کرتے ہیں۔اسی طرح امام احمد' یحییٰ بن معین اور عام اہل علم نے بھی اس کی حدیثیں روایت کی ہیں۔''

اس کے علاوہ امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقیؒ نے بھی اپنی کتاب ''القراءۃ خلف الامام'' میں محمد بن اسحاق کی توثیق بیان کی ہے۔چنانچہ وہ اپنی کتاب مترجم میں نمبر ۹۹ میں لکھتے ہیں کہ ''علی بن عبداللہ المدینی بھی ابن اسحاق کی حدیث سے احتجاج کرتے تھے اور علی بن مدینی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عیینہ سے بیان کرتے ہیں کہ اس روایت میں کسی نے بھی ابن اسحاق کو متہم نہیں کیا ہے۔''

اسی طرح امام زہریؒ نے بھی کہا ہے کہ جس نے مغازی حاصل کرنا ہو تو اسے محمد بن اسحاقؒ سے سیکھنا چاہیے۔'' ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی بھی نہیں دیکھا ہے جو ابن اسحاق کو متہم کرتا ہو۔'' ابن مدینیؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ابن اسحاق ثقہ ہے۔ اس میں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ وہ (مغازی میں) اہل کتاب سے روایات لیتا ہے۔

سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں کہ امام زہری کے پاس محمد بن اسحاق تشریف لائے تو انہوں نے دیر کی۔ جب ملے تو امام زہریؒ نے پوچھا کہ تم کہاں تھے تو ابن اسحاق نے کہا کہ تیرے دربانوں کے ہوتے ہوئے تجھ سے کون مل سکتا ہے۔ چنانچہ امام زہریؒ نے اسی وقت اپنے دربانوں کو بلا کر کہا کہ ابن اسحاقؒ جب تشریف لائیں تو انہیں مت روکا کریں۔''

ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ ابوبکر ہذلیؒ سے میں نے سنا وہ کہتے ہیں کہ امام زہریؒ کہا کرتے تھے کہ ابن اسحاقؒ جب تک مدینہ میں ہیں اس وقت تک مدینہ میں علم کی فراوانی رہے گی۔ امام شعبہؒ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق محدثین کے امام ہیں پوچھا گیا کس وجہ سے فرمایا اس کے حافظہ کی وجہ سے یہ روایت امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عبید بن یعیش سے روایت کی ہے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ اگر میرے بس میں ہو تو میں محمد بن اسحاق کو محدثین پر امیر مقرر کر دوں

اب رہی یہ بات کہ امام مالکؒ بن انسؓ نے محمد بن اسحاق پر جو جرح کی ہے (جیسا کہ امام بخاری کی کتاب جزء القراۃ کے حوالے سے اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔) تو اس کے متعلق یہ بات ہے کہ محمد بن اسحاقؒ نے امام مالکؒ کے نسب کے متعلق کوئی بات کہی تھی اور امام مالکؒ کو اس سے یہ بات پہنچی تھی کہ اس نے کہا کہ امام مالکؒ کے علم کو مجھ پر پیش کرو۔ میں اس کا ڈاکٹر ہوں تو یہ بات امام مالک کو ناگوار گزری تو انہوں نے یہ جرح کی۔ چنانچہ اس سلسلے میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام مالکؒ کی بات واقعی درست ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آدمی کسی شخص کی ایک بات کو غلط کہہ دے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہر بات میں متہم سمجھتا ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۹ پر ہے کہ ابو احمد بن عدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسحاقؒ کی تمام روایات کی پوری تفتیش کی لیکن ان میں کوئی بھی ایسی حدیث نہ تھی۔ جس کو بوجہ ضعف کے قطع کیا جا سکے۔ اور نہ ائمہ ثقات نے ان کی روایات قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ عبادہ بن صامتؓ کی حدیث میں محمد بن اسحاق کی متابعت مکحولؒ وغیرہ شامی ثقات نے بھی کی ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی "مرقاۃ" شرح مشکوٰۃ عربی جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۳۷ پر باب "تعجیل الصلوۃ" تحت حدیث عن ابی ایوب انصاریؓ رواہ ابوداؤد وراہ الدارمی عن العباس لکھتے ہیں۔

﴿ فی سنده محمد بن اسحق صاحب المغازی وصرح بالتحدیث فحدیثه صحیح قاله میرک. ﴾

سیرت المصطفیٰ ﷺ کے حنفی مصنف مولانا محمد ادریس کاندھلوی جلد نمبر ۱ میں ''واقع شق صدر'' کے بیان میں محمد بن اسحاق کے سلسلہ سند سے سیرت ابن ھشام کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ'' حافظ ابن کثیرؒ محمد بن اسحاق کی یہ روایت نقل کر کے فرماتے ہیں۔ ھذا اسناد جید قوی'' (جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۷۶)

قارئین کرام! اس کے علاوہ اور بھی کئی حنفی بزرگوں سے بھی محمد بن اسحاقؒ کی توثیق موجود ہے۔ لہٰذا اب بھی اگر کوئی یہی کہے کہ محمد بن اسحٰقؒ ثقہ راوی نہیں ہیں تو یہ اس کے مطالعہ کی کمزوری ہے آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ امام مالکؒ کی جرح کی حقیقت کیا ہے۔

دوسرا جواب عبادہ بن صامتؓ کی اس حدیث کا یہ کہ ہے عبادہؓ کی یہ حدیث ضعیف نہیں ہے بلکہ یہ حدیث حسن ہے۔ جیسا کہ امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں اس کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور بیہقی نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔

لہٰذا جب عبادہ بن صامتؓ کی حدیث حسن اور صحیح ہے تو پھر اس سے حجت پکڑنا صحیح ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ محمد بن اسحٰقؒ راوی حدیث بھی ثقہ ہیں۔

قارئین کرام! اب الزامی سوال الیاس صاحب کے اعتراض کا ایک یہ ہے (یعنی جس میں الیاس نے محمد بن اسحٰقؒ کو غیر ثقہ راوی کہا ہے) کہ جب احناف کے نزدیک محمد بن اسحاقؒ راوی غیر ثقہ ہے تو پھر فاتحہ خلف الامام کے علاوہ دوسرے کئی مسائل میں محمد بن اسحٰقؒ غیر ثقہ راوی کی روایات کو کیوں قبول کیا ہے اور ان سے کیوں استدلال کیا ہے مثلاً

(۱) امام طحاوی شرح معانی الآثار ص نمبر ۹۳ جلد نمبر ۲ میں لکھتے ہیں۔

﴿ وخالفهم فی ذلک اخرون فقالوا لا یقطع السارق الا فی ما یساوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عشرہ دراھم فصاعدا واجتحوا فی ذلک بما حدثنا ابن ابی داؤد وعبدالرحمن بن عمرو الدمشقی قالا ثنا احمد بن خالدالوھبی قال ثنا محمد بن اسحق عن ایوب بن موسیٰ عن عطاء عن ابن عباس قال کان قیمۃ المجن الذی قطع فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرۃ دراھم حدثنا ابن ابی داؤد وعبدالرحمن بن عمرو الدمشقی قال ثنا الوھبی قال ثنا ابن اسحق عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مثلہ.﴾

قارئین کرام! یہ کون سا انصاف ہے کہ فاتحہ خلف الامام والی حدیث میں محمد بن اسحٰق ؒ کی تدلیس کی جائے اور یہ بھی کہا جائے کہ وہ غیر ثقہ ہیں اور کبھی ان پر شیعہ اور قدری ہونے کا فتویٰ لگایا جائے اور انکی نسبت امام مالکؒ وغیرہ کی جرحیں نقل کی جائیں اور جب خود فاتحہ خلف الامام کے علاوہ دوسرے کئی مسائل میں محمد بن اسحٰقؒ والی احادیث سے استدلال کریں تو پھر نہ کوئی جرح ہی نقل کریں نہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ محمد بن اسحٰق ؒ شیعہ یا قدری ہیں۔حنفی مقلدین کا یہ انداز قابل افسوس ہے۔صرف یہی بس نہیں بلکہ حنفی مقلدین نے بھی محمد بن اسحٰق ؒ کو قابل اعتماد راویوں میں شمار کیا ہے۔آپ عبادہ بن صامتؓ کی روایت ہی کو لے لیں۔خود حنفی عالم امام طحاوی نے اپنی کتاب ''شرح معانی الآ ثار'' عربی جلد نمبرا ''کتاب الصلوۃ'' باب ''القراۃ خلف الامام'' ص نمبر ۱۲۷ میں عبادہ بن صامتؓ سے حدیث روایت کی ہے۔اس میں بھی محمد بن اسحٰق راوی ہیں۔اور یہ اس باب کی پہلی حدیث ہے۔عربی عبارت دیکھنے کے لئے ہمارے فاتحہ خلف الامام کے دلائل میں سے نمبر ۲۱ کا مطالعہ کریں۔

الیاس صاحب صفحہ نمبر ۱۴۶ کے حاشیے میں عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کے ضعف کی ایک اور توجیہ پیش کرتے ہیں۔لکھتے ہیں کہ

''مشہور محدث علامہ محمد یوسف بنوری نے قراءت خلف الامام کی بابت عبادہؓ والی اس روایت پر تفصیلی بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی سند میں آٹھ قسم کا اضطراب ہے۔اور اس کی متن میں تیرہ قسم کا اضطراب ہے۔(معارف السنن ج نمبر ۳ ص نمبر ۲۰۲)

تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب اوپر بیان ہو چکا ہے کہ عبادہ بن صامتؓ کی یہ حدیث صحیح ہے تو پھر اضطراب کون سا رہا۔جیسا کہ اس حدیث کی صحت کے بارے میں اوپر بیان ہو چکا ہے۔اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا یہ کہ اضطراب تو تب ہے کہ اگر دو احادیث میں تطبیق نہ کی جا سکتی ہو۔ جبکہ یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے کہ عبادہؓ کی پیش کردہ اس حدیث کی تطبیق کی جا سکتی ہے۔ الیاس صاحب اپنی کتاب کے ص نمبر ۱۴۷ کے حاشیے میں عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کے ضعف کی ایک یہ توجیہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''مشہور غیر مقلد عالم شیخ البانیؒ صاحب کی تحقیقات کو حضرات غیر مقلدین حرف آخر سمجھتے ہیں ان کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادہؓ والی یہ حدیث منسوخ ہے۔ ملاحظہ ہو نسخ القراءۃ خلف الامام (جہری نمازوں میں فاتحہ خلف الامام منسوخ ہے) اس عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

﴿وکان قد اجاز للمئوتمین ان یقروابھا وراء الامام فی الصلوٰۃ الجھریۃ ثم نھاھم عن القراءۃ کلھا فی الجھریۃ.......وجعل الا انصات لقراءۃ الامام من تمام الائتمام فقال انما جعل الامام لیئوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا......﴾

شروع میں مقتدیوں کو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی اجازت تھی (آگے عبادہؓ کی یہی حدیث بیان کر کے لکھتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے جہری نمازوں میں مقتدی کو ہر قسم کی قراءت سے روک دیا ...۔ اور امام کی قراءت کے وقت مقتدی کی خاموشی کو اقتدا کے لوازمات میں سے قرار دیا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہوا' امام کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے وہ یوں کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ پڑھنے لگے تو تم خاموش ہو جاؤ''۔ (صفۃ الصلوٰۃ النبی ﷺ ص نمبر ۹۳)

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ ''الغرض یہ حدیث منسوخ ہے نیز یہ اس قدر ضعیف ہے کہ اس کی بنیاد پر واضح قرآنی آیات و نبوی احادیث کو نہیں چھوڑا جا سکتا اور اس سے فاتحہ خلف الامام پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔''

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم البانی صاحب کے مقلد نہیں ہیں خواہ مخواہ ہم ان کے ایسے موقف کی حمایت کرتے رہیں جو قرآن مجید یا صحیح حدیث کے مطابق نہیں ہے ہم تو صرف البانی کی بات ہی نہیں مانتے بلکہ ہم تو ہر اس شخصؒ کی بات کو مانتے ہیں جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔ کیونکہ ہم کسی کی دوکان کو نہیں دیکھتے بلکہ ہم تو اس دوکان کے مال کو دیکھتے ہیں اس لیے کہ قرآن و حدیث کے خلاف ہمارا کوئی اپنا ہی کیوں نہ بات کرے ہم اسکو نہیں مانتے اور اس کی دوسری طرف قرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحدیث کے مطابق جو کوئی بات کرے ہم اسے ماننے کے لیے تیار ہیں خواہ وہ ہمارا نہ بھی ہو۔
لٰہذا الیاس صاحب کا یہ کہنا کہ غیر مقلدین البانی صاحب کی تحقیق کو حرف آخر سمجھتے ہیں صحیح نہیں ہے۔ اس لیے البانی صاحب کے اس موقف کو (کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت نہ کی جائے) شیخ الحدیث محترم محمد صادق خلیل صاحب حفظ اللہ نے البانی کی کتاب "صلوٰۃ النبی" کے ترجمے میں ص نمبر ۱۰۱ کے حاشیہ نمبر ۴ پر رد کیا ہے۔ (جس حدیث کے جس جملہ سے البانی صاحب نے استدلال کیا ہے اس کے بارے میں مزید تفصیل میری اسی کتاب میں کسی دوسری جگہ پر آئے گی ان شاء اللہ) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ البانی صاحب نے جس جملہ سے استدلال کیا ہے ان میں سے جملہ "فانتھی الناس" حدیث کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ یہ زہری کا قول ہے۔ اور نہ ہی "اذا قرء الامام فانصتوا" والا جملہ اکثر حفاظ کے نزدیک صحیح ہے۔ الیاس صاحب نے علامہ مبارکپوریؒ کی کتاب "تحفۃ الاحوزی" کے حوالے سے اکثر جگہ اپنی کتاب میں استدلال کیا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کے بارے میں علامہ مبارکپوریؒ کی کتاب "تحفۃ الاحوزی" کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ علامہ مبارکپوریؒ کی کتاب کے حوالے سے شیخ الحدیث محمد صادق خلیل صاحب نے البانی صاحب کی کتاب "صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ" میں اس مسئلہ کے بارے میں ص نمبر ۱۰۱ کے حاشیہ میں کہا ہے۔ اس کی تفصیل کے لیے البانی صاحب کی کتاب "صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ" مترجم پڑھی جاسکتی ہے جو ترجمہ شیخ الحدیث محمد صادق خلیل صاحب نے کیا ہے۔

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴۵ کے حاشیے میں سیدنا عبادہ بن صامتؓ کی حدیث کے ضعف کی ایک وجہ یہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"امام ابن تیمیہ" فرماتے ہیں کہ امامت کا یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ کے مابین پیش نہیں آیا بلکہ عبادہؓ اور بعض تابعینؒ کے مابین پیش آیا ہے (لہٰذا سورۃ فاتحہ پڑھنے سے متعلق اس حکم کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف کرنا صحیح نہیں ہے) لیکن چونکہ اس واقعہ کے الفاظ دوسری مرفوع حدیث سے ملتے جلتے تھے تو بعض شامی راویوں کو مغالطہ ہوا اور انہوں نے اس کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں عبادہؓ کی اس روایت کو اس طرح نقل نہیں کیا۔ بلکہ اس میں امامت کا یہ تذکرہ ہی نہیں ہے۔" (فتاوٰی ابن تیمیہ جلد نمبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳ص نمبر ۲۸۷)

تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ابن تیمہ کا یہ کہنا کہ امامت کا یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے مابین پیش نہیں آیا۔۔۔۔'' میں کہتا ہوں اللہ جانتا ہے کہ ابن تیمہؒ نے یہ کس بنا پر کہا ہے حالانکہ عبادہؓ بن صامت کے الفاظ ہیں کہ "قال کنا خلف رسول الله ﷺ فی صلوۃ الفجر ...." (سنن ابی داؤد جلد نمبر ا مترجم باب نمبر ۲۸۷ حدیث نمبر ۸۱۴)

''اور دوسرا ابن تیمیہؒ کا یہ کہنا کہ امام بخاریؒ نے عبادہؓ کی اس روایت کو اس طرح نقل نہیں کیا بلکہ اس میں امامت کا یہ تذکرہ ہی نہیں''۔اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ کا کسی حدیث کو اپنی کتاب میں نقل نہ کرنا یا کسی حدیث کو اپنی کتاب میں مجمل طور پر نقل کرنے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ وہ ساری حدیثیں ہی ضعیف ہیں یا ایک حدیث کے بارے میں تفصیل کسی دوسری حدیث کی کتاب میں ہو اور امام بخاریؒ کی کتاب صحیح بخاری میں نہ ہو تو وہ سب صحیح نہیں ہیں۔ یا بعض دو احادیث کے کچھ الفاظ مختلف ہوں تو یہ کہا جائے گا کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ واقعات ہیں حالانکہ واقعہ ایک ہی ہو فرق صرف یہ ہو کہ ایک حدیث مجمل ہو اور دوسری حدیث مفصل (اس بارے میں تفصیل ان شاء اللہ کسی دوسرے مقام پر)

اعتراض نمبر ۳:

الیاس صاحب اپنی کتاب کی صفحہ نمبر ۱۴۹ کے حاشیے میں لکھتے ہیں کہ:

''یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ دینی مسائل میں صرف ایک آدھ حدیث کو دیکھ کر بقیہ کو نظر انداز کر کے کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس مسئلہ سے متعلق جتنی آیات و احادیث منقول ہوں ان سب کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ فقہاء محدثین کا یہی امتیازی نشان ہوتا ہے۔ گو کہ محدود اور سطحی معلومات رکھنے والے لوگ ایک آدھ حدیث کو دیکھ کر اس کی صحیح مراد متعین کیے بغیر اپنے فہم و ذوق کے مطابق اس پر عمل شروع کر دیتے ہیں اور بزعم خویش اس خوش فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ہم بھی حدیث پر عمل کر رہے ہیں۔ اور بس اسی نسبت سے اپنے آپ کو اہل حدیث سمجھنے لگتے ہیں۔ واضح رہے کہ اصل اہل حدیث وہی لوگ ہیں جن کا علمی افق اتنا وسیع ہے کہ ہر مسئلہ سے متعلقہ آیات و احادیث و عمل صحابہؓ پر ان کی نظر ہے اور اسی کے مطابق ان کا عمل ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید آگے چل کر صفحہ نمبر ۱۵۰ کے حاشیے میں لکھتے ہیں کہ اب فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں اگر صرف یہی ایک حدیث ہوتی تو شاید غیر مقلد حضرات کا مطلوبہ استدلال صحیح ہوتا (**یعنی لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب** والی حدیث امام منفرد اور مقتدی سب کے لیے ہے) لیکن اس سلسلہ کی بقیہ روایات کو پیش نظر رکھنے سے اس حدیث کا جو مفہوم متعین ہوگا وہی صحیح ہے۔

چنانچہ الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:

(۱) ترمذی شریف میں ہے کہ امام بخاریؒ کے استاد امام احمدؒ نے اس حدیث کو منفرد پر محمول کیا ہے چونکہ صحابی رسول اللہ ﷺ جابرؓ نے اس حدیث کا یہی مفہوم بتایا ہے۔

اعتراض نمبر۳ کا جواب

(۱) قارئین کرام! اس سوال کے جواب کے لیے میری اس کتاب میں اعتراض نمبر ا کے تحت الیاس صاحب کی پیش کی جانیوالی پہلی دلیل کے پانچویں جواب میں دیکھیں۔

(۲) الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵۱ کے حاشیے میں لکھتے ہیں کہ

ابوداؤد شریف میں سفیانؒ فرماتے ہیں یہ حدیث منفرد کے بارے میں ہے۔

اس سوال کے جواب کے لیے میری اس کتاب میں اعتراض نمبر ا کے تحت الیاس صاحب کی طرف سے پیش کی جانے والی دوسری دلیل کے جواب نمبر تین میں دیکھیں۔

(۳) الیاس صاحب اپنی کتاب میں نمبر ۱۵۱ پر کے حاشیے میں لکھتے ہیں کہ ''الغرض اس حدیث شریف کا جو مفہوم ایک صحابی رسول نے سمجھا جس کو امام بخاریؒ کے استاد نے ترجیح دی اور جیسے ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ نے نقل کیا ہے ہمیں تو وہی مفہوم زیادہ پسند ہے''

قارئین کرام! اس سوال کے جواب کے لیے نمبر (۱) اور (۲) میں دیئے گئے حوالہ جات کا مطالعہ کریں۔

ایک جواب اس کا یہ بھی ہے کہ ''ہماری نظر صرف کسی ایک آیت یا حدیث پر ہی نہیں ہے بلکہ ساری آیات اور ساری صحیح احادیث پر ہے محدثین کا یہی امتیازی نشان ہوتا ہے' گو کہ محدود اور سطحی معلومات رکھنے والے لوگ ایک آدھ حدیث کو دیکھ کر اس کی صحیح مراد متعین کیے بغیر اپنے فہم و ذوق کے مطابق اس پر عمل شروع کر دیتے ہیں اور بزعم خویش مقلد ہونے کے باوجود اس خوش فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ہم بھی سنت پر عمل کر رہے ہیں اور بس اسی نسبت سے اپنے آپ کو (حنفی مقلد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے باوجود) اہل سنت سمجھنے لگتے ہیں۔ واضح رہے کہ اصل اہل سنت وہی لوگ ہیں جن کا علمی افق اتنا وسیع ہے (نہ کہ تقلید نے عقل سلیم ہی ختم کر دی ہو) کہ ہر مسئلہ سے متعلقہ آیات واحادیث و عمل صحابہ پر ان کی نظر ہے اور اس کے مطابق ان کا عمل ہے۔'' اسی لیے ہم اس حدیث کا وہ مفہوم صحیح سمجھتے ہیں جو عبادہؓ اور ابوھریرہؓ نے بیان کیا۔ اسی لیے ہم تو فاتحہ خلف الامام جہری اور سری دونوں نمازوں میں پڑھتے ہیں جبکہ الیاس صاحب حنفی مقلد ہونے کی وجہ سے نہ جہری نماز میں اور نہ سری نماز میں فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔ حالانکہ سری نماز میں تو فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے والا موقف مقلدین احناف کا بالکل کمزور ہے۔ (تفصیل اس کی کسی دوسری جگہ پر ان شاءاللہ)

قارئین کرام! اصل بات یہ ہے کہ مقلدین احناف میں اتنا تعصب ہے کہ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب کوئی حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہو تو اس حدیث کے روای صحابی پر غیر فقیہہ ہونے کا الزام لگا کر صحیح حدیث سے جان چھڑاتے ہیں کہ یہ حدیث جس صحابی نے روایت کی ہے وہ فقیہہ نہیں تھے کم بیش یہی صورت حال کچھ سیدنا ابوھریرہؓ وغیرہ کی فاتحہ خلف الامام کے بارے میں روایات کردہ صحیح احادیث اور ان صحیح احادیث کے پیش کردہ معنی کے بارے میں ہے کہ سیدنا ابوھریرہؓ فقیہہ نہیں تھے یہ صرف اور صرف اس تقلید کا نتیجہ ہے کہ اس سے صحابہ کرام میں فقیہہ اور غیر فقیہہ کی تفریق پیش کی۔

4۔ الیاس صاحب آگے مزید لکھتے ہیں کہ:

''دوسری روایات کو سامنے رکھنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہے اس لئے ایسے وقت میں مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنے کی بجائے خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔ (یعنی الیاس صاحب کی کتاب کی دلیل نمبر ۱، ۲، ۴ اور ۹ جو کہ انہوں نے اپنی حمایت میں پیش کی ہیں) الغرض مقتدی تو اس حدیث کی زد میں آتا ہی نہیں ہے چونکہ اس حدیث میں اس شخص کی نماز کی نفی کی گئی ہے جس کو سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیئے تھی مگر اس نے نہیں پڑھی۔ اور وہ منفرد ہے یہاں تک مقتدی کا مسئلہ ہے تو اس کی طرف سے سورۃ فاتحہ پڑھی جا چکی ہے۔''

اس سوال کا جواب ان شاءاللہ فاتحہ کے ذیلی عنوان (د) مانعین خلف الامام کے دلائل کے جوابات میں آئے گی۔

۵۔ الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵۲ کے حاشیے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریف میں اسی حدیث کی بعض سندوں میں "فصاعدا" کا لفظ بھی منقول ہے یعنی جو شخص فاتحہ اور اس کے بعد کوئی سورۃ یا چند آیات زائد نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود حضرات غیر مقلدین بھی کہتے ہیں کہ مقتدی یہ زائد سورۃ نہ پڑھے آخر ایک ہی حدیث میں یہ تفریق کیوں ہے کہ مقتدی پر سورۃ فاتحہ کو لازمی قرار دیتے ہیں اور زائد سورۃ پڑھنے سے روکتے ہیں؟ جب کہ حدیث میں دونوں کا ذکر ہے یہی وجہ ہے کہ حضرات غیر مقلدین سادہ لوح عوام کے سامنے حدیث شریف کا ایک حصہ تو بیان کرتے ہیں۔ **لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب** لیکن اس کے دوسرے حصے کو چھپائے رکھتے ہیں چونکہ یہ ان کے مسلک کے خلاف ہے۔

تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی مسلم شریف کی حدیث میں جو "فصاعدا" کا لفظ منقول ہے تو یہ زیادت غیر مقبول ہے مزید تفصیل کے لیے میری اس کتاب کے اس باب کے اعتراض نمبر ا کے تحت پیش کی جانے والی الیاس صاحب کی دوسری دلیل کے جواب نمبر ا اور ۲ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

دوسرا الیاس صاحب کا یہ کہنا کہ (اہل حدیث) حدیث شریف کا ایک حصہ عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں اور دوسرا حصہ پیش نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم بھی یہ کہ سکتے ہیں آپ بھی حدیث کا ایک حصہ پیش کرتے ہیں اور دوسرا پیش نہیں کرتے آپ بھی عوام کو یہی سناتے ہیں کہ "**لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب**" بھی حدیث منفرد کے لیے ہے اور آپ بھی ایک حصہ عوام کو نہیں سناتے جو کہ پوری حدیث اس طرح سے ہے "**لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب خلف الامام**" (مزید تفصیل رفع الیدین کے بیان میں)

اعتراض نمبر ۴:

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵۳ کے حاشیے میں لکھتے ہیں کہ

"انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی جاتی ہے جس میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کو کہا گیا ہے۔"

چنانچہ اس کے بعد الیاس صاحب سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے خود ہی اس روایت کی بابت تصریح فرمادی ہے ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وقد قيل عن أبي قلابة عن انس بن مالك وليس بمحفوظ﴾

(سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۶۶)

ترجمہ: ''جو روایت ابو قلابہ نے انس بن مالکؓ سے بیان کی ہے وہ محفوظ نہیں ہے۔''

اعتراض نمبر ۴ کا جواب:

تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب "القرأة خلف الامام" میں نمبر ۱۲۱ میں سیدنا انسؓ کی ایک روایت اس طرح نقل کی ہے۔

''انس بن مالکؓ سے (دو سند سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کو نماز پڑھائی۔ نماز ختم کرنے کے بعد قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ امام کی قرأت کے ساتھ تم بھی قرأت کرتے ہو صحابہ کرامؓ چپ ہوگئے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ پوچھا تو ایک نے یا سب نے جواب دیا ہاں ہم کرتے ہیں تو فرمایا قرات نہ کیا کرو اور صرف سورۃ فاتحہ دل میں پڑھا کرو۔'' اس کے ساتھ امام بیہقیؒ یہ بھی لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے بھی اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے۔ اپنی جزأ القرأت میں اور اس کی روایت یحیٰی بن یوسف ذمی سے ہے۔

اس کے بعد امام بیہقی نمبر ۱۲۲ کے تحت انسؓ کی ایک اور روایت پیش کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ (مزید پانچ سند سے) انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو نماز پڑھائی نماز ختم کرنے کے بعد ان پر متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم نماز میں امام کے پیچھے قرات کرتے ہو جب امام بھی قرأت کر رہا ہو۔ تو اصحاب چپ ہوگئے آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم قرأت کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا صرف قرأت فاتحہ کیا کرو اور وہ بھی دل میں۔ اس کے بعد امام بیہقیؒ لکھتے ہیں کہ:

''اس روایت کے تمام ثقہ راویوں کا (یعنی پانچویں سندوں کے راویوں کا) اجماع ہے ان الفاظ پر (یعنی متفق طور پر الفاظ یہ ہی ہیں ''فلا تفعلوا وليقرا احدكم فاتحة الكتاب في نفسه'' یہ اس چیز کی دلیل ہے کہ انسؓ کی روایت جو یوسف بن عدی کے واسطے سے ہے اس میں یوسف بن عدی نے ''فلاتفعلوا'' کے بعد کے الفاظ (یعنی وليقرأ احدكم فاتحة الكتاب في نفسه) چھوڑ دیئے ہیں وہ اس نے خود کمی کی ہے اور صرف ''فلاتفعلوا'' روایت کیا ہے اور دل میں قرأت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاتحہ کا حکم چھوڑ دیا ہے۔"

اس کے بعد امام بیہقیؒ نمبر ۱۲۳ کے تحت انسؓ کی ایک اور روایت پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ (مزید ایک اور سند سے) انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے نماز سے فارغ ہو کر صحابہ سے پوچھا تین مرتبہ تو صحابہ نے کہا ہم پڑھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا "فلا تفعلوا ولیقرأ احدکم بفاتحة الكتاب في نفسه".

آگے اس کے بعد امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ "ایک جماعت نے اس حدیث کی سند مختصر کر کے "عن ایوب عن ابی قلابة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم" مرسل بیان کیا ہے۔ (یعنی انسؓ کا نام چھوڑ گئے ہیں) ان میں سے حماد بن زید بھی ہیں۔

امام بیہقیؒ نمبر ۱۲۹ کے تحت ابو قلابہ کی ایک اور روایت پیش کرتے ہیں جو اس طرح ہے۔

(ابو قلابہ کے واسطہ سے سند صحیح دوسند سے) ابو عائشہ سے روایت ہے کہ نبیؐ کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم بھی قرأت کرتے ہو جب کہ امام قرأت کرتا ہے۔ صحابہؓ نے کہا ہاں تو فرمایا مت قرأت کرو سوائے سورۃ فاتحہ کے۔"

امام بیہقیؒ مزید فرماتے ہیں کہ یہ روایت اسی طرح عبدالرزاق بن ہمام، عبداللہ بن ولید عدنی اور مخلد بن یزید سفیان ثوری سے بیان کرتے ہیں۔

امام بیہقیؒ نمبر ۱۳۰ کے تحت ابو قلابہ کی ایک اور روایت لکھتے ہیں جو اس طرح ہے۔ (مزید ایک سند سے) ابو قلابہ کی روایت بالکل مذکورہ روایت کی طرح ہے الفاظ اس طرح ہیں۔ "الا ان یقرأ احدکم فاتحة الكتاب في نفسه" اس کی سند میں عن محمد بن ابی قلابه عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم اور نبی علیہ السلام کے اصحاب میں سے جو شخص بھی ہو گا ثقہ ہی ہو گا اور محمد بن ابی عائشہ غلام تھا بنو امیہ کا۔"

اس کے بعد امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ "امام بخاری نے تاریخ میں ذکر کیا ہے اور قلابہ عبداللہ بن زید جرمی اکابر تابعین میں سے ہیں اور فقہا تابعین میں سے تھے۔"

قارئین کرام! میں سمجھتا ہوں ابو قلابہ کی جو مرسل روایت ہے اس کو حجت نہ تسلیم کیا جائے بلکہ جو ان سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے اس کو حجت تسلیم کیا جائے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ (واللہ اعلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض نمبر ۵

احناف کا یہ کہنا ہے کہ ابو ہریرہؓ کی روایت میں جو یہ آیا ہے کہ ﴿لم یقرا فیھا بام القرآن فھی خداج ثلاثا غیر تمام﴾ کہ جو شخص اپنی نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز ناقص ہے غیر مکمل ہے۔'' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز تو سورہ فاتحہ پڑھے بغیر ہو جائے گی لیکن ناقص ہوگی اور مکمل طور پر ادا نہیں ہوگی۔ چنانچہ ''مظاہر حق جدید'' شرح مشکوۃ شریف میں عبداللہ جاوید غازی پوری صاحب لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ چنانچہ اسی حدیث سے امام شافعیؒ اور ایک روایت کے مطابق امام احمدؒ نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ کیونکہ حدیث سے صراحت کے ساتھ ایسے شخص کی نماز کی نفی کی ہے جس سے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔''

مزید اس کے بعد لکھتے ہیں:

''حضرت امام اعظم کے نزدیک نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔ اس حدیث کے بارے میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہاں نفی کمال مراد ہے یعنی بغیر سورہ فاتحہ نماز تو ہو جاتی ہے مگر مکمل طور پر ادا نہیں ہوتی۔ ان کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے۔ ''فاقرء وا ماتیسر من القرآن'' یعنی قرآن میں سے جو کچھ پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ مطلق قرآن کی کوئی بھی سورۃ یا آیتیں پڑھنا فرض ہے۔ اس کے علاوہ خود آں حضرت ﷺ نے بھی ایک اعرابی کی نماز کے سلسلے میں یہ تعلیم فرمائی تھی کہ ''فاقرء وا ما تیسر من القرآن۔'' یعنی قرآن میں سے جو کچھ پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو۔''

اس کے بعد مزید لکھتے ہیں۔

''بہر حال۔ حنفیہ مسلک کے مطابق نماز میں فرض کہ جس کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی قرآن کی ایک آیت یا تین آیتوں کا پڑھنا ہے۔ خواہ سورہ فاتحہ ہو یا دوسری کوئی سورۃ و آیت اور سوۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ اس کے بغیر نماز ناقص ادا ہوتی ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مظاہر حق جدید جلد نمبر ا "باب القراءۃ فی الصلاۃ" تحت حدیث عبادہ بن صامتؓ رواہ بخاری و مسلم۔ زیر عنوان "نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے مسئلہ میں ائمہ کے مسلک)

اعتراض نمبر ۵ کا جواب

مذکورہ عبارت سے جو باتیں معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہیں کہ:

(۱)۔ حنفی مقلدین کے نزدیک سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔

(۲)۔ حنفی مقلدین کے نزدیک قرآن میں سے کوئی سورت یا آیت سورۃ فاتحہ کی نعم البدل ہو سکتی ہے۔ یعنی ان کے نزدیک سورۃ فاتحہ کی قرأت واجب ہونے کے باوجود اگر سورۃ فاتحہ کی جگہ قرآن کی کوئی سورۃ یا آیت پڑھ لی جائے تو واجب قرأت ادا ہو جائے گی۔ اگرچہ نماز ناقص ہی رہے۔

(۳)۔ حنفی مقلدین کے نزدیک سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز تو ہو جاتی ہے مگر مکمل طور پر ادا نہیں ہوتی۔

قارئین کرام! ہم اس سے قبل لفظ "خداج" کے معنی نقل کر آئے ہیں کہ اونٹنی یا کسی دوسرے جانور کا ادھورا بچہ جنا۔ یعنی قبل از وقت کسی جانور کا جو بچہ اپنی مدت مکمل کیے بغیر گر جاتا ہے اسے "خداج" کہتے ہیں اور یہ بات ہر ذی عقل جانتا ہے کہ ایسے بچہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور یہ بات اکثر و بیشتر کے مشاہدے کی ہوگی کہ جب مادہ وقت سے پہلے بچہ گرا دے تو اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ حنفی مقلدین نے جب یہ کہا کہ عبادہ بن صامتؓ کی حدیث منفرد اور امام کے لئے ہے مقتدی کے لئے نہیں ہے یعنی منفرد اور امام کی نماز سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نہیں ہوتی۔ اور یہاں یہ بھی فرما رہے ہیں کہ نمازی (منفرد۔ امام) قرآن میں سے کوئی بھی سورت یا آیت جو آسانی سے پڑھ سکتا ہو پڑھے فاتحہ کا نماز میں پڑھنا فرض نہیں ہے۔

"جو چاہے تمہارا حسنِ کرشمہ ساز کرے"

اور دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ حنفی مقلدین نے یہ تو تسلیم کر لیا ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز تو ہو جائے گی لیکن ناقص طور پر ادا ہوگی اور مکمل طور پر ادا نہ ہوگی۔

ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ "نامکمل بچہ" پر عرف عام میں "بچے" کا اطلاق ہی ہوگا لیکن جس طرح اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ہے بالکل اسی طرح پر سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز کو عرف عام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ''نماز'' ہی کہیں گے لیکن ایسی نماز کا کوئی فائدہ نہیں ''جو ناقص ہو اور غیر مکمل ہے۔'' ایسی ناقص اور غیر مکمل ''نماز'' حنفی مقلدین ہی کو ''مبارک'' ہو جو یہ جاننے اور سمجھنے کے باوجود کہ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز ناقص اور غیر مکمل ہوتی ہے پھر بھی ''نماز'' ناقص ہی پڑھتے جا رہے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کا قرآن کی آیت "فاقرءوا ماتیسرا من القرآن" سے مطلق قرآن کی قرأت مراد لینا صحیح نہیں ہے یعنی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ مطلق قرآن کی کوئی بھی سورہ یا آیات پڑھنا فرض ہے۔ کیونکہ قرآن اور احادیث سے (اس کی تفصیل کسی دوسرے مقام پر بھی آئے گی ان شاءاللہ) یہ بات تو ثابت ہے کہ نماز میں "ماتیسر" پڑھنا چاہیے۔ جیسا کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے مطابق "ماتیسر" سے مراد کون سی قرأت ہے۔ اس کی وضاحت بھی حدیث میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ حدثنا وهب بن بقية عن خالد عن محمد يعني ابن عمرو عن علي بن يحيى بن خلاد عن ابيه عن رفاعة بن رافع بهذه القصة قال اذا قمت فتوجهت الى القبلة فكبر ثم اقرأ بام القران وبما شاء الله ان تقرأ الخ. ﴾

(سنن ابوداؤد شریف مترجم جلد نمبرا ''تفریع استفتاح الصلوٰۃ'' باب نمبر ۲۹۹ ''صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود'' حدیث نمبر ۸۵۰)

ترجمہ: ''رفاعہ بن رافع سے یہی قصہ مروی اس میں یہ ہے۔ جب تو کھڑا ہوا اور منہ کرے قبلے کی طرف، تکبیر کہہ اور سورہ فاتحہ پڑھ اور جو اللہ چاہے قرآن میں سے پڑھ آخر تک''

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ "ماتیسر" (جو میسر ہو تجھے) جس کے پڑھنے کا حکم قرآن یا حدیث میں ہے۔ اس سے مراد ام القرآن ہے۔ یعنی سورہ فاتحہ (اقتباس از فتوحات اہل حدیث المعروف میزان مناظرہ از سلطان المناظرین حضرت العلام حافظ عبدالقادر روپڑیؒ صفحہ نمبر ۱۰۸ اطباعت اول)

(ج) مانعین (جو منع کرتے ہیں) فاتحہ خلف الامام کے دلائل

قارئین کرام! فاتحہ کے ذیلی عنوان ''الف'' میں وہ دلائل پیش کیے گئے تھے جو فاتحہ خلف الامام پڑھنے والوں کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں اور پھر اس کے بعد ذیلی عنوان ''ب'' میں ان دلائل پر کئے جانے والے اعتراضات اور انکے جوابات کو پیش کیا گیا۔ اب فاتحہ کے ذیلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان ''ج'' میں ان شاء اللہ وہ دلائل پیش کیے جائیں گے۔ جو مانعین فاتحہ خلف الامام پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ الیاس صاحب اپنی کتاب میں ص نمبر ۱۳۲ پر سب سے پہلی دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱

ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝﴾

(سورہ اعراف : ۲۰۴)

ترجمہ: ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں۔

(۱) ذیل میں اس آیت کی تفسیر حضرات صحابہ کرامؓ تابعینؒ اور حضرات مفسرینؒ و محدثین کے حوالہ سے نقل کی جاتی ہے۔ چنانچہ الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت ابوھریرہؓ حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ یہ آیت نماز اور خطبہ کے بارہ میں نازل ہوئی (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ نمبر ۲۸۱) مزید تحریر کرتے ہیں کہ:

﴿عن بشير بن جابرؒ قال صلى ابن مسعود رضى الله عنه فسمع ناساً يقرؤن مع الامام فلما انصرف قال أما ان لكم ان تفهموا أم أن كم ان تعقلوا و اذا قرئ ألقرآن فاستمعوا له و انصتوا كما امركم الله﴾

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۸۰)

ترجمہ ''بشیر بن جابرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ نے نماز پڑھائی تو انہوں نے محسوس کیا کہ بعض لوگ امام کے ساتھ پڑھتے ہیں نماز کے بعد آپ نے ایسے لوگوں کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو۔ اس کے باوجود تم اس بات کو نہیں سمجھتے۔ کیا اب بھی تمھارے سمجھنے کا وقت نہیں آیا۔''

الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ اس تفصیل سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوگئی کہ یہ آیت نماز کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارہ میں نازل ہوئی لہذا جب امام قرآن پڑھ رہا ہو تو مقتدی خاموش رہیں۔

(ب) الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ اس آیت (یعنی وا ذا قرئ القرآن میں) میں دو قسم کے حکم ہیں۔

(۱)۔غور سے سنو۔ (۲)۔خاموش رہو۔

ان دونوں پر عمل صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب مقتدی امام کے ساتھ سورۂ فاتحہ نہ پڑھے چاہے امام اونچی قرأت کر رہا ہو یا آہستہ' البتہ ضروری ہے کہ جو مقتدی جہری نمازوں میں امام کے ساتھ پڑھے گا اس نے مندرجہ بالا دونوں حکموں کی خلاف ورزی کی۔ کہ نہ تو امام کی قرأت کو غور سے سنا اور نہ ہی خاموش رہا اور جو مقتدی سری نمازوں میں امام کے ساتھ پڑے گا۔

اس نے دوسرے حکم کی خلاف ورزی کی کہ نہ تو امام کی قرأت کو غور سے سنا اور نہ ہی خاموش رہا اور جو مقتدی سری نمازوں میں امام کے ساتھ پڑھے گا اس نے دوسرے حکم کی مخالفت کی کہ خاموش نہیں رہا۔ اسی لیے مشہور مفسر امام ابوبکر جصاص اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

> ترجمہ: ''اس آیت کی رو سے جس طرح جہری نمازوں میں مقتدی کو امام کے ساتھ پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ اس طرح سری نمازوں میں بھی امام کے ساتھ پڑھنے سے روکا گیا ہے چونکہ تلاوت قرآن کے وقت اس کو سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے۔ اس میں جہری نماز کی کوئی تخصیص نہیں ہے الغرض جب امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو تو ہم پر اس کا سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے اور جب وہ آہستہ پڑھ رہا ہو تو خاموش رہنا بہرحال ضروری ہے چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ امام قرآن پڑھ رہا ہے۔''

(ج) اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ اس آیت سے یہ نتائج معلوم ہوئے۔

(۱) یہ آیت قرآنیہ نماز میں فاتحہ خلف الامام کی بابت نازل ہوئی ہے۔

(۲) جب امام بلند آواز سے قرآن پڑھ رہا ہو تو اس کو غور سے سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔

(۳) جب امام آہستہ آواز سے قرآن پڑھ رہا ہو تو مقتدی کو خاموش رہنا چاہیے۔

(۴) اس آیت میں خاموشی کا حکم ہے اور اس پر عمل اسی صورت میں ممکن ہے جب مقتدی خود نہ پڑھے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اسی شخص کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو نماز میں قرآن کو غور سے سنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خاموش رہے۔

(۶) جو مقتدی امام کے ساتھ قرأت کرتا ہے اس نے اس حکم پر عمل نہیں کیا۔

دلیل نمبر ۲

ارشاد ربانی ہے۔

﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ٥ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَ قُرْآنَهُ فَإِذَا ٥ قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ٥ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ٥ ﴾ (سورۃ القیامۃ: ۱۶ تا ۱۹)

امام بخاری اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت نقل کرتے ہیں۔

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نزول قرآن کے وقت رسول ﷺ کو سخت مشقت ہوتی اور (حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھنے کے لیے) آپ ہونٹ ہلاتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لیے اس پر زبان نہ ہلایا کیجیے یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کو جمع کر دینا اور پڑھوانا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد ہے کہ قرآن کو سینہ میں جمع کر دینا اور پڑھوانا۔ جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجیے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن کو غور سے سنیں اور چپ رہیں پھر اس کا بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی اس کا پڑھوانا اس آیت کے نزول کے بعد آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام آتے تو آپ غور سے قرآن سنتے جب وہ واپس چلے جاتے تو پھر آپ پڑھتے جیسے جبریل علیہ السلام نے پڑھا تھا۔''

(بخاری شریف۔ کتاب الوحی)

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:

(۱) فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ '' جب ہم پڑھنے لگیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں۔ اس آیت میں اللہ کے رسول علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ جب ہم قرآن پڑھیں تو آپ اس کی اتباع کریں اور اس وقت خود نہ پڑھیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی وضاحت کر دی کہ اتباع سے مراد یہ ہے کہ غور سے سنیں۔ اسی لیے اس آیت کے نزول کے بعد نبی علیہ السلام قرآن کو غور سے سنتے اور تکمیل جبریل علیہ السلام کے بعد خود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے۔''

(۲)۔الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ جب نماز سے باہر تلاوت قرآن کے موقع پر حکم الٰہی اور عمل نبوی بغور سننے اور خاموش رہنے کا ہے تو نماز کے دوران اس کا اہتمام اور بھی زیادہ ہونا چاہیے واضح رہے کہ یہ خاصیت وادب صرف قرآن کے لیے ہے۔لہٰذا سورہ فاتحہ اور زائد سورہ کے علاوہ بقیہ تسبیحات وتکبیرات مقتدی کو بھی پڑھنی ہوں گی۔

دلیل نمبر۳

الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ نے امام اور مقتدی کی ذمہ داریوں کا تعین فرما دیا ہے۔بعض میں تو امام اور مقتدی شریک ہیں جب کہ بعض میں شریک نہیں لہٰذا ان دونوں کو اپنی اپنی ذمہ داریوں پر عمل کرنا چاہیے حدیث میں ہے۔

ترجمہ:''ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور راہ سنت دکھائی ہمیں نماز پڑھنے کا طریقہ بتاتے ہوئے آپ نے فرمایا۔جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو سیدھا کر لیا کرو۔پھر تم میں سے کوئی ایک امامت کرائے جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑھنے لگے تو تم خاموش ہو جاؤ۔اور جب ﴿**غیر المغضوب علیھم ولا الضالین**﴾ پڑھ لے تو تم آمین کہو۔اللہ تعالیٰ تمھاری دعا قبول کرے گا اور جب وہ تکبیر کہہ کر رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہہ کر رکوع کرو۔واضح رہے کہ امام تم سے پہلے رکوع میں جاتا ہے اور تم سے پہلے اٹھتا ہے جب امام ﴿**سمع اللہ لمن حمدہ**﴾ کہے تو تم ﴿**اللھم ربنا لک الحمد**﴾ کہو اللہ تعالیٰ تمھاری دعائیں قبول کرے گا۔چونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے توسط سے یہ بتایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی تعریف کر کے دعا مانگے اللہ تعالیٰ اسکی دعا کو قبول کرتا ہے اور جب امام تکبیر کہہ کر سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر کہہ کر سجدہ کرو۔(مسلم شریف)

الیاس صاحب مندرجہ بالا حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

۱۔صحیح مسلم کی یہ حدیث **فاتحہ خلف الامام** کے مسئلہ میں بالکل واضح ہے چونکہ اس میں نماز باجماعت کی تصریح ہے۔

۲۔باجماعت نماز کے دوران امام اور مقتدی کے کاموں کا تعین کر دیا گیا ہے اور جہاں دونوں میں کچھ فرق ہے۔اس کی بھی وضاحت کر دی مثلاً امام تکبیر تحریمہ کہے تو تم بھی تکبیر کہو وہ تکبیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہہ کر رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہہ کر رکوع کرو۔ وہ تکبیر کہہ کر سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر کہہ کر سجدہ کرو۔

۳۔ امام مقتدی کے متفرق کاموں کی وضاحت یوں کی کہ جب امام قرأت شروع کرے تو تم خاموش ہو جاؤ اور جب وہ سورہ فاتحہ ختم کرکے ﴿ولا الضالین﴾ کہے تو تم ﴿آمین﴾ کہو اس طرح جب امام ﴿سمع اللہ لمن حمدہ﴾ کہے تو تم ﴿اللھم ربنا لک الحمد﴾ کہو۔

۴۔ اس حدیث مبارک کے الفاظ اور اسلوب میں غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ باجماعت نماز میں قرآن پڑھنا صرف امام کی ذمہ داری ہے چونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے جب امام پڑھنے لگے تو تم خاموش ہو جاؤ۔ یہاں ایک طرف امام کو پڑھنے والا قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف مقتدیوں کو خاموش رہنے کا حکم دیا ہے لہٰذا مقتدی نہ تو سورہ فاتحہ پڑھے نہ ہی کوئی اور سورہ پڑھے نیز اس حدیث میں ارشاد ہے کہ جب امام ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین﴾ پڑھے تو تم "آمین" کہو یہاں بھی امام کو ہی پڑھنے والا قرار دیا گیا ہے۔

۵۔ اس حدیث میں سورہ فاتحہ کی تصریح و تعین بھی موجود ہے۔ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ پڑھنے لگے تو تم خاموش ہو جاؤ جب وہ ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین﴾ تک پہنچ جائے تو تم "آمین" کہو اب ظاہر ہے کہ تکبیر کے بعد اور ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین﴾ تک جو کچھ پڑھا گیا ہے یہ سورہ فاتحہ ہی تو ہے اور اس دوران مقتدیوں کو خاموش رہنے کا حکم دیا ہے۔

۶۔ الغرض حضور اکرم ﷺ کا حکم تو یہی ہے کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش ہو جاؤ ہم اہل سنت وجماعت اسی پر عمل کرتے ہیں لیکن اس حدیث کے مقابلہ میں حضرات غیر مقلدین کہتے ہیں کہ جب امام پڑھے تو تم بھی پڑھو۔ اب قارئین خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کس کی بات ماننی چاہیئے۔

دلیل نمبر ۴

ترجمہ: "حضرت ابوھریرۃؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ امام کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے اور اس کی اقتداء یہ ہے کہ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ پڑھنے لگے تو تم خاموش ہو جاؤ اور جب وہ ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین﴾ کہے تو تم "آمین" کہو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔"

(سنن ابن ماجہ۔ باب "اذا قرء فانصتوا۔")

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مسلم کے ایک شاگرد ابوبکر نے امام مسلم سے حضرت ابو ہریرۃؓ کی اس حدیث کی بابت پوچھا تو امام مسلم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ یعنی جس میں "واذا قرء فانصتوا" کا جملہ آیا ہے وہ میرے نزدیک صحیح ہے۔" (صحیح مسلم شریف "التشھد فی الصلوٰۃ")

ا۔ اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی تشریح حضرت ابو موسیٰ والی حدیث سے ملتی جلتی ہے (یعنی جو حدیث دلیل نمبر ۳ میں ہے)

۲۔ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے بتا دیا کہ امام کا مقصد یہ ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے اور اقتداء یہ ہے کہ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ پڑھنے لگے تو خاموش ہو جاؤ معلوم ہوا کہ امام کے پڑھتے وقت جو شخص خاموش نہیں ہوتا اس نے امام کی صحیح اقتداء نہیں کی ۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص امام کی تکبیر کے وقت تکبیر نہ کہے امام رکوع میں چلا جائے اور وہ کھڑا رہے تو ایسے شخص کی اقتداء کیونکر صحیح ہوگی؟ ایسے ہی وہ شخص ہے جو امام کے پڑھنے کے وقت خاموش رہنے کی بجائے پڑھنے لگے۔

دلیل نمبر ۵

حضرت ابوھریرۃؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قرآن پڑھنے والا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہے اور اس کے مقتدی "آمین" کہیں تو جس کی آمین آسمان والوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:

☆ یہ حدیث نماز باجماعت کے بارہ میں بالکل واضح ہے۔

☆ اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن پڑھنے والے کا اطلاق صرف امام پر کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ باجماعت نماز میں قرآن پڑھنا صرف امام کی ذمہ داری ہے اور اگر امام مقتدی سب کے ذمہ پڑھنا ہوتا تو امام کے پڑھنے کی تخصیص نہ کی جاتی۔

☆ اس حدیث میں یہ بھی صراحت ہے کہ سورۃ فاتحہ صرف امام پڑھے گا اسی لئے فرمایا کہ جب قرآن پڑھنے والا (امام) ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین﴾ کہے تو مقتدی "آمین" کہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۶

﴿عن ابی هريرةؓ عن النبیﷺ اذا أمن القارئ فامنوا فان الملائكة تؤمن.﴾ (صحیح بخاری شریف كتاب الدعوات.باب التأمين)

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:

ا۔گذشتہ حدیث کی طرح یہ حدیث بھی بڑی واضح ہے۔جو کہ نماز باجماعت کے بارہ میں ہے۔اوراس میں بھی امام کو پڑھنے والا قرار دیا گیا ہے۔گویا امام کے علاوہ باقی سب خاموش رہیں البتہ جب امام آمین کہے تو مقتدی بھی آمین کہیں۔اب اگر امام کی طرح مقتدی بھی پڑھنے لگ جائیں تو ان دونوں حدیثوں کی مخالفت لازم آئے گی۔

دلیل نمبر ۷

الیاس صاحب اپنی کتاب کے ص نمبر ۱۴۳ پر لکھتے ہیں کہ جو شخص رکوع کی حالت میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اسکی وہ رکعت مکمل شمار ہوتی ہے۔حالانکہ اس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔یہ بڑی واضح اور صریح دلیل ہے۔قراءت فاتحہ مقتدی پر فرض نہیں۔جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿عن ابی بكرةؓ انتهى الى النبیﷺ وهو راكع فركع قبل ان يصل الى الصف فذكر ذلك للنبیﷺ فقال زادك الله حرصاًو لاتعد.﴾

(صحیح بخاری:اذا ركع دون الصف)

ترجمہ:''ابو بکرہؓ سے منقول ہے کہ جب وہ نبی ﷺ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ رکوع کی حالت میں تھے۔تو ابو بکرہؓ نے صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع کر لیا جب نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے اس شوق کو بڑھائے آئندہ ایسا نہ کرنا''۔

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:

ا۔اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکرہؓ کے شوق کو سراہتے ہوئے انہیں دعا دی۔اور آئندہ صف میں شامل ہونے سے پہلے نماز شروع کرنے سے روکا۔

۲۔حضرت ابو بکرہؓ جلدی سے رکوع میں شریک ہو گئے تا کہ یہ رکعت فوت نہ ہو جائے۔اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا ذکر کیا تو آپؐ نے انہیں نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ گویا نبی علیہ السلام نے بھی مہر تصدیق ثبت فرمادی کہ رکوع میں شامل ہونے والے کی وہ رکعت شمار ہوتی ہے۔

دلیل نمبر ۸

(نوٹ: الیاس صاحب نے اس دلیل کو بھی نمبر ۷ ہی دیا ہے ص نمبر ۱۴۸)

الیاس صاحب لکھتے ہیں حدیث میں ہے۔

ترجمہ: ''عطاء بن یسار نے زید بن ثابتؓ سے پوچھا کہ امام کے ساتھ مقتدی کو بھی قرأت کرنی چاہیے یا نہیں۔ تو صحابی رسول ﷺ زید بن ثابتؓ نے جواب دیا کہ کسی نماز میں بھی مقتدی کو امام کے ساتھ قرأت نہیں کرنی چاہیے۔''

الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:

۱۔ صحیح مسلم شریف کی یہ روایت امام اور مقتدی کے مسئلہ میں بالکل واضح ہے۔

۲۔ اس حدیث میں مقتدی کو امام کے ساتھ پڑھنے سے صراحت کے ساتھ روک دیا گیا ہے

۳۔ ''فی شیء'' کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ امام کی موجودگی میں مقتدی کو کسی قسم کی قرأت نہیں کرنی چاہیئے نہ تو سورہ فاتحہ اور نہ ہی کوئی اور سورۃ۔

۴۔ نیز ''شیء'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ سری و جہری ہر قسم کی نماز میں مقتدی کو امام کے پیچھے پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۹

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴۸ پر لکھتے ہیں کہ حدیث میں ہے۔

﴿عن نافع أن عمر رضی الله عنهما کان اذا سئل هل یقرء خلف الامام؟ قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبه قرأة الامام واذا صلی وحده فلیقرء قال وکان عبدالله بن عمر لا یقرء خلف الامام.﴾

(امام موطا مالک ترک القرأة خلف الامام)

ترجمہ: ''نافع فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن عمرؓ سے سوال کیا جاتا کہ کیا مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرے تو آپ فرماتے کہ جب کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے۔ البتہ جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو پھر قرأت کرے۔ نافع فرماتے ہیں کہ خود عبداللہ بن عمرؓ بھی امام کے پیچھے نہیں پڑھتے تھے۔"

دلیل نمبر ۱۰

﴿عن ابن عمرؓ انه كان يقول من صلى وراء الامام كفاه قراءة الامام قال البيهقي هذا هو الصحيح عن ابن عمرؓ من قوله.﴾

(سنن بیھقی من قال لا يقرء خلف الامام)

ترجمہ" ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام کی اقتدا میں نماز پڑھے اس کے لیے امام کی قرأت کافی ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ کا یہ قول صحیح ہے۔"

الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:

۱۔ ابن عمرؓ کی دونوں روایات (یعنی دلیل نمبر ۹ اور ۱۰ کی روایات) میں باجماعت نماز کی صراحت موجود ہے۔

۲۔ ابن عمرؓ نے بالکل وضاحت سے بتادیا کہ امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہے۔

۳۔ یہاں یہ بھی تصریح موجود ہے کہ صرف منفرد قرأت کرے گا۔

۴۔ ابن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کا مسلک و معمول بھی یہی تھا کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ نہیں پڑھنی چاہیے۔

دلیل نمبر ۱۱

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵۰ پر ایک دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

﴿عن جابرؓ يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القرآن فلم يصل الا أن يكون وراء الامام﴾

(ترمذی ترک القراءة خلف الامام. موطا امام مالک باب تجب قرأة فاتحة الكتاب)(حسن صحیح)

ترجمہ: "جابرؓ فرماتے ہیں کہ جس نے ایک رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز صحیح نہیں ہوئی اِلّا یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو"

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔اس حدیث میں جابرؓ نے سورۃ فاتحہ کا مسئلہ بالکل واضح فرمادیا کہ منفرد ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھے گا۔

۲۔جو شخص امام کی اقتداء میں نماز پڑھے وہ فاتحہ نہیں پڑھے گا۔

۳۔اس حدیث میں سورۃ فاتحہ کی تعین بھی ہے اور نماز باجماعت کی تصریح بھی ہے لیکن پھر بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز باجماعت میں مقتدی سورۃ فاتحہ ضرور پڑھے۔

دلیل نمبر ۱۲

ترجمہ: ''ابراھیمؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے نہ تو پہلی دو رکعتوں میں اور نہ ہی آخری دو رکعتوں میں۔'' (جامع المسانید جلد ۱ صفحہ ۳۱۰)

چنانچہ الیاس صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں کہ:

ا۔اس روایت سے بھی صراحتاً معلوم ہو گیا کہ امام کے پیچھے چاروں رکعات میں مقتدی قرأت نہیں کرے گا۔

۲۔ قرأت کا لفظ سورۃ فاتحہ اور زائد سورۃ دونوں کو شامل ہے لہٰذا مقتدی نہ تو سورہ فاتحہ پڑھے گا نہ ہی کوئی اور سورہ۔

قارئین کرام! یہ تو وہ دلائل تھے جن کو الیاس فیصل صاحب نے اپنی کتاب ''نماز پیمبر ﷺ'' میں حنفی مسلک کی حمایت میں پیش کیا اور کہا کہ مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوئی کے مقتدی کے لیے ہر قسم کی قرأت منع اور منسوخ ہے امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

قارئین کرام! اس کے علاوہ درج ذیل اور کچھ دلائل ہیں جو احناف کی طرف سے اپنے مسلک کی حمایت میں پیش کیے جاتے ہیں چنانچہ مقلدین احناف کی دلیل نمبر ۱۳ یہ ہوگی۔

دلیل نمبر ۱۳

ترجمہ: ''عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اس بیماری میں جس میں انتقال فرمایا تو آپ عائشہؓ کے گھر میں تھے۔آپ نے فرمایا علیؓ کو میرے لیے بلاؤ عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے لیے ابوبکرؓ کو بلائیں آپ نے فرمایا بلاؤ حفصہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم آپ کے لیے عمرؓ کو بلائیں آپ نے فرمایا بلاؤ۔ام فضلؓ نے عرض کیا یارسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم آپ کے لیے عباس رضی اللہ عنہ کو بلائیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ جب یہ سب لوگ جمع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا۔ اور ان لوگوں کی طرف دیکھا اور خاموش ہو رہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا چلو اٹھو رسول اللہ ﷺ کے پاس سے (کیونکہ بیماری میں ہمارے بیٹھنے سے آپ کو تکلیف ہو گی) پھر بلال رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ کو نماز کی خبر دینے کے لیے آپ نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم کر دو وہ نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی ہیں پڑھنے میں رک جاتے ہیں (یا کم گو ہیں ان کی زبان میں زیادہ طاقت نہیں ہے) اور وہ جب آپ کو (امامت کے مقام پر) نہ دیکھیں گے تو رونے لگیں گے اور لوگ بھی رو دیں گے تو آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے نماز پڑھانے کا۔ آخر ابو بکر رضی اللہ عنہ نکلے اور انہوں نے نماز پڑھائی پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا مزاج ذرا ہلکا پایا تو آپ باہر نکلے دو مردوں پر ٹیکا دیئے ہوئے۔ اور آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ (بخار کی شدت اور ناطاقتی سے) جب لوگوں نے آپ کو دیکھا تو سبحان اللہ کہا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر کرنے کے لیے انہوں نے پیچھا ہٹنا چاہا لیکن نبی ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ آپ آئے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دائیں طرف بیٹھے (یہ وہم ہے روای کا اور صحیح یہ ہے کہ آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بائیں طرف بیٹھے۔) اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے رہے غرض ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی اقتداء کرتے تھے۔ اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے تھے۔ ابن عباس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسی مقام سے قرأت شروع کی جہاں تک ابو بکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔

﴿قال ابن عباس واخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم من القرءة من حيث كان بلغ ابو بكر﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۱ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا" باب نمبر ۱۴۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت کی نماز کا بیان حدیث نمبر ۱۲۳۵)

قارئین کرام! مقلدین احناف مندرجہ بالا حدیث کے ان الفاظ (قال ابن عباس رضی اللہ عنہ واخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم من القراءة من حيث كان بلغ ابو بكر رضی اللہ عنہ) سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ مقتدی کے لیے فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں ہے اگر مقتدی کے لیے بھی فاتحہ پڑھنا ضروری ہوتی تو نبی علیہ السلام پہلے فاتحہ پڑھتے اور پھر اس کے بعد دوسری قرأت کرتے جبکہ مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اسی جگہ سے قرأت شروع کی جہاں سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قرأت چھوڑی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ فاتحہ پڑھ چکے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۱۴

ترجمہ: ''ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک نماز جہری سے فارغ ہوئے آپ نے فرمایا کس نے تم میں سے میرے ساتھ قرأت کی تھی ابھی ایک بولا یارسول اللہ ﷺ ہاں آپ نے فرمایا جب ہی میں کہتا تھا کیا ہوا ہے مجھ کو کوئی قرآن مجھ سے چھینے لیتا ہے ﴿قال انی اقول مالی انازع القرأن﴾ راوی نے کہا پھر لوگ باز آئے قرأت سے جہری نماز میں جب یہ سنا رسول اللہ ﷺ سے۔''

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۲۸۸ ''جہری نماز میں قرأت نہ کرنے کا بیان'' حدیث ۸۱۷)

مندرجہ بالا حدیث میں جو لفظ ﴿فانتهى الناس﴾ ہے اس سے بھی حنفی مقلدین نے فاتحہ خلف الامام کی قرأت منسوخ ہونے سے استدال کیا ہے (اس کے علاوہ یہ حدیث ابن ماجہ ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔)

دلیل نمبر ۱۵

ا۔ ترجمہ: ''امام محمدؒ کہتے ہیں ہمیں خبر دی بکیر بن عامرؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابراہیمؒ نخعی نے علقمہ بن قیسؒ سے کہ انہوں نے کہا میرے لئے آگ کی چنگاری چبانا اس سے بہتر ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کروں۔''

(موطا امام محمدؒ مترجم باب نمبر ۴۴ ''امام کے پیچھے نماز میں قرأت'' باب کی حدیث نمبر ۱۶ کتاب کی حدیث نمبر ۱۲۵)

۲۔ ترجمہ: ''امام محمد کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی داؤد بن قیسؒ فرأمدنی نے کہ سعد بن ابی وقاصؓ کے بیٹے نے ان سے ذکر کیا کہ سعد بن ابی وقاصؓ کہتے تھے کہ جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ میں آگ کی چنگاری ہونا مجھے پسند ہے۔ (ایضاً حدیث ۱۷)

ایک قول ابن مسعودؓ کا بھی اسی طرح ہے۔ کتاب القراۃ البیہقی۔

دلیل نمبر ۱۶

ترجمہ: ''امام محمد کہتے ہیں ہمیں خبر دی داؤد بنؒ قیس قراء نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عجلان نے کہ عمرؓ بن خطاب نے کہا امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے منہ میں پتھر ہوں۔'' (ایضاً حدیث نمبر ۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۱۷:

۱-﴿عن الحارث عن علی قال سال رجل النبی ﷺ اقرا خلف الامام او انصت؟ قال لا بل انصت فانه یکفیک﴾

(کتاب القراءۃ خلف الامام از امام بیہقی مترجم ص نمبر ۱۴۵)

ترجمہ: ''علی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں یا چپ رہوں آپ نے فرمایا قرأت نہ کر بلکہ چپ رہ کیونکہ تیرا چپ رہنا تجھے کفایت کرے گا-''

۲-ترجمہ: ''امام احمد کہتے ہیں ہمیں خبر دی سفیان ثوریؒ نے کہ ہم سے بیان کیا منصور نے ابی وائل سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا-قرآن سننے کے لیے خاموش رہو- کیونکہ نماز میں توجہ درکار ہے تمہارے لیے امام کی قرأت کافی ہے-''

(مؤطا امام محمد مترجم باب نمبر ۴۴ باب کی حدیث نمبر ۱۳ کتاب کی حدیث نمبر ۱۲۴)

۳-ترجمہ: ''امام محمد کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسرائیل نے کہ مجھ سے بیان کیا موسیٰ بن ابی عائشہؓ نے کہ عبداللہ بن شداد بن ھاد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو عصر کی نماز کی امامت کرائی- ایک شخص نے آپ ﷺ کے پیچھے قرأت کی اس پر اس کے ساتھ والے نے اسے چوک ماری- جب نماز پڑھ چکے تو اس نے چوک مارنے والے سے کہا کہ تم نے مجھ کو کیوں چوک ماری- اس نے کہا رسول اللہ ﷺ تمہارے آگے تھے میں نے پسند نہ کیا کہ تم آپ کے پیچھے قرأت کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سن لی تو فرمایا جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے-'' (ایضاً حدیث نمبر ۱۶)

قارئین مندرجہ بالا احادیث کے علاوہ بھی اس مفہوم کی اور کئی روایات مؤطا امام محمد میں مذکور ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہے- اگر کوئی ان روایات کو دیکھنا چاہے تو وہ مؤطا امام محمد کا مطالعہ کرے-

دلیل نمبر ۱۸:

﴿اخبرنا علی بن احمد بن عیدان انباء احمد بن عبید ابن عبداللہ بن ایوب القرنی ابناء شیبان انبا الوبیع بن بدر انبا ابو ھارون العبدی عن ابی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید الخدری قال سالت رسول الله ﷺ عن الرجل خلف الامام لایقرأ شیئا ایجزی له ذلک قال نعم ﴾ (کتاب القرأة مترجم امام بیهقی ص ۱۵٤)

ترجمہ: ''ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کوئی شخص امام کے پیچھے اگر کچھ نہ پڑھے تو کیا یہ اس کو کافی ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔''

دلیل نمبر ۱۹:

﴿عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ کل صلوٰة لا یقرأ فیها بام الکتاب فهی خداج الاصلوٰة خلف الامام. ﴾

(کتاب القرأۃ مترجم از امام بیہقی ص نمبر ۱۵۱)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے ہو۔''

(د) منکرین قرأت (مانعین فاتحہ خلف الامام) کے دلائل کے جوابات:

قارئین کرام: فاتحہ کے ذیلی عنوان (ج) میں آپ نے ان دلائل کا مطالعہ کیا جو عام طور پر منکرین قرأت کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں چنانچہ اب سورہ فاتحہ کے اس ذیلی عنوان (د) میں منکرین قرأت کے دلائل کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ انکے دلائل کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے اور ایک عام قاری کو بھی ان کے دلائل کی حقیقت معلوم ہو جائے مانعین فاتحہ خلف الامام کے دلائل کے درج ذیل جوابات ہیں۔

دلیل نمبر ۱ کا پہلا جواب

قارئین کرام! مانعین فاتحہ خلف الامام کو اگر اور کوئی دلیل نہ بھی آتی ہو تو ان میں سے اکثر کو یہ دلیل ضرور آتی ہے جس کو الیاس صاحب نے بھی پیش کیا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وا ذا قری القرآ ن فاستمعوا له وا نصتو لعلکم تر حمو ن ٥﴾

(اعراف آیت نمبر ۲۰۴)

ترجمہ: ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے۔"

(۱) الیاس صاحب جز "الف" میں مندرجہ بالا آیت کا شان نزول اور تفسیر پیش کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ یہ آیت نماز اور خطبہ کے بارہ میں نازل ہوئی (تفسیر ابن کثیر) تو اس کے کئی جواب ہیں۔

(۱) آیت "واذاقرئ القرآن" کا زمانہ نزول:

﴿ واذا قری القران ﴾ سورۃ اعراف کی آیت ہے اور یہ سورہ مکی ہے۔ جیسا کہ اس سورہ کے زمانہ نزول کے بارے میں ابوالاعلیٰ مودودی حنفی نے اپنی کتاب "تفہیم القرآن" جلد نمبر۲ کے سورۃ الاعراف کے زمانہ نزول کے بارے میں لکھا ہے کہ۔

"اس کے مضامین پر غور کرنے سے بین طور پر محسوس ہوتا ہے کہ اس کا زمانہ نزول تقریباً وہی ہے جو سورہ انعام کا ہے۔"

چنانچہ مودودی صاحب سورۃ انعام کے زمانہ نزول کے بارے میں لکھتے ہوئے "تفہیم القران" کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں "ابن عباس کی روایت ہے کہ یہ پوری سورہ مکہ میں بیک وقت نازل ہوئی تھی۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کی چچازاد بہن اسماء بنت یزیدؓ کہتی ہیں کہ "جب یہ سورۃ نبی ﷺ پر نازل ہو رہی تھی اس وقت آپ اونٹنی پر سوار تھے میں اس کی نکیل پکڑے ہوئے تھی اور بوجھ کے مارے اونٹنی کا یہ حال ہو رہا تھا کہ معلوم ہوتا تھا اس کی ہڈیاں اب ٹوٹ جائیں گی"

اس کے بعد مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ اس کے مضامین پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورۃ مکی دور کے آخری زمانہ میں نازل ہوئی ہوگی۔ حضرت اسماء بنت یزیدؓ کی روایت بھی اسی کی تصدیق کرتی ہے۔ کیونکہ موصوفہ انصار میں سے تھیں اور ہجرت کے بعد ایمان لائیں اگر قبول اسلام سے پہلے محض بر بناء عقیدت وہ نبی ﷺ کی خدمت میں مکہ حاضر ہوئی ہوں گی تو یقیناً یہ حاضری آپ کی مکی زندگی کے آخری سال ہی ہوئی ہوگی۔ اس سے پہلے اہل یثرب کے ساتھ آپ کے تعلقات اتنے بڑھے ہی نہیں تھے کہ وہاں سے کسی عورت کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا ممکن ہوتا۔"

قارئین کرام! آپ نے یہ پڑھ لیا کہ احناف کے نزدیک بھی سورۃ الاعراف مکی ہے۔ جس میں آیت "واذا قرئ القرآن" ہے۔ حافظ ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ سورۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انعام مکی ہے۔

(۲) آیت "واذا قری القرآن" کا شان نزول:

اس آیت کے شان نزول میں مفسرین کا بہت بڑا اختلاف ہے۔ چنانچہ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مندرجہ ذیل اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ پہلے نماز پڑھتے ہوئے باتیں بھی کر لیا کرتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر سورۃ الاعراف آیت۔ و اذا قرئ القرآن)

۲۔ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہوئے ہم ایک دوسرے کو سلام کیا کرتے تھے پس یہ آیت اتری (ایضاً)

۳۔ سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت فرض نماز کے بارے میں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ایک قول یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ یہ آیت ﴿لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه﴾ (پ نمبر ۲۴ سورہ حم السجدہ) کے جواب میں نازل ہوئی۔ کیونکہ کافر لوگ کہتے تھے کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور اس کے پڑھے جانے کے وقت شور غل مچادو۔ تاکہ تم (مسلمانوں پر) غالب آجاؤ (ایضاً)

۵۔ ایک قول یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ (محمد بن کعب تابعی کا قول ہے) کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی قرأت سے سن کر قرآن یاد کرتے تھے تو جب نبی علیہ السلام پڑھتے تو صحابہ بھی ساتھ پڑھتے تھے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ (کتاب القراہ خلف الامام از امام بیہقی)

۶۔ سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ مومن کو استماع کے بارے میں وسعت ہے یعنی استماع کرے یا نہ کرے۔ مگر فرض نمازوں میں یا جمعہ کے دن یا عیدین کے دن یعنی اذا قری القرآن کے مطابق سنے (ایضاً)

۷۔ جب عبداللہ بن مغفل سے پوچھا گیا کہ جب بھی قرآن پڑھا جائے تو اس کا سننا اور قرأت سے رکنا واجب ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ امام کی قرأت سننے کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ مجاہد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی انصاری کی قرأت کی آواز نماز میں سنی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ایضاً)

۹۔ زہریؒ کہتے ہیں کہ یہ آیت اس انصاری نوجوان کے بارے میں نازل ہوئی جس کی عادت تھی کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ قرآن سے کچھ پڑھتے یہ بھی اسے پڑھتا پس یہ آیت نازل ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تفسیر ابن کثیر)

۱۰- ایک دفعہ سیدنا ابن مسعودؓ نے نماز میں لوگوں کو امام کے ساتھ ہی ساتھ پڑھتے ہوئے سن کر فارغ ہو کر فرمایا کہ تم میں اس کی سمجھ بوجھ اب تک نہیں آئی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور چپ رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں حکم دیا ہے۔(یعنی وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَاَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ" (تفسیر ابن کثیر)

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ آیت "واذا قری القران" کے شان نزول کے بارے کتنے اقوال ہیں کہ یہ آیت فلاں فلاں مسئلے کے بارے میں نازل ہوئی۔

لہٰذا جب اس آیت کی کئی تفاسیر منقول ہیں تو پھر اس آیت سے صرف یہی مراد لینا کہ اس سے قرأت خلف الامام منسوخ ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ لہٰذا اگر اس آیت کی یہی تفسیر کی جائے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں ہے تو بھی منکرین قرأت کا مقصد اس سے حل نہیں ہوتا اور وہ یہ کہ اس آیت سے قرأت خلف الامام یا فاتحہ خلف الامام منع یا منسوخ ہے کیونکہ جن لوگوں نے آیت واذا قری القرآن کی یہ تفسیر کی ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں ہے ان لوگوں سے فاتحہ خلف الامام کے بارے میں احادیث بھی وارد ہوئی ہیں مثلاً

۱۔ سیدنا جابر نے ابن ماجہ میں ایک حدیث روایت کی ہے۔

﴿حدثنا محمد بن یحیی ثنا سعید بن عامر ثنا شعبة عن مسعر عن یزید الفقیر عن جابر بن عبدالله قال کنا نقرأ فی الظهر والعصر خلف الامام فی الرکعتین الاولیین بفاتحة الکتاب و سورة وفی الاخرین بفاتحة الکتاب.﴾ (سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ا کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا باب نمبر ۱۱ حدیث نمبر ۸۴۳)

ترجمہ: ''سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم ظہر اور عصر کی نماز میں امام کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورہ پڑھتے تھے اور اخیر کی دو رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔''

چنانچہ مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوا کہ جابر بن عبداللہ کے نزدیک بھی سورۃ فاتحہ کے علاوہ امام کی قرأت سننا فرض ہے اور وہ بھی ان نمازوں میں جس میں امام جہر سے قرأت کرتا ہے۔ اور پھر اس روایت میں جماعت کا بھی ذکر ہے کیونکہ روایت میں خلف الامام کے الفاظ ہیں۔ لہٰذا سیدنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جابر بن عبداللہؓ کی آیت "واذا قری القرآن" کی تفسیر سے یہی مراد لی جائے گی کہ نماز خواہ جہری ہو یا سری امام کے پیچھے فاتحہ کی قرأت کی جائے گی اور اگر نماز سری ہو تو پھر فاتحہ کی قرأت کے علاوہ اور بھی کسی دوسری سورت کی قرأت ساتھ کی جا سکتی ہے۔ (واللہ اعلم)

(۲) ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے۔ پوری نہیں ہے۔ ابو سائب نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) میں نے کہا اے ابو ہریرہؓ کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں (تو سورۃ فاتحہ کیونکر پڑھوں اگر نہ پڑھوں تو میری نماز ناقص رہے گی۔ اس حدیث کی رو سے) یہ سن کر ابو ہریرہؓ نے میرے بازو میں چٹکی لی اور کہا اے فارسی اپنے دل میں اس کو پڑھ لے۔''

(ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب اقامة الصلوة والسنته فیها" باب نمبر ۱۱ حدیث نمبر ۸۳۸)

(ب) الیاس صاحب اپنی پہلی دلیل کے جز (ب) میں لکھتے ہیں کہ آیت "واذا قری القرآن" میں دو قسم کے حکم ہیں۔

(۱) غور سے سنو (۲) خاموش رہو

لہٰذا ان دونوں پر عمل صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب مقتدی امام کے ساتھ سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔

قبل اس کے کہ کوئی اور بات اس سلسلے میں لکھی جائے پہلے زیر بحث آیت کے لفظ "فانصتوا" کے بارے میں کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔

انصات کا معنیٰ

عربی لغت کے مطابق سکوت اور انصات کے معنی ایک ہی ہیں۔ یعنی خاموش رہنے کے۔ چنانچہ شریعت میں انصات کا معنیٰ صرف ایسی خاموشی ہے کہ اونچی آواز نہ ہو۔ بلکہ آہستہ آواز سے پڑھنا ہے۔ چنانچہ حدیث میں انصات کے باوجود آہستہ آواز سے پڑھنا ثابت ہے۔

(۱) ﴿حدثنا ابو هريرة قال كان رسول الله ﷺ يسكت بين التكبير وبين القرأة اسكاتة قال احسبه قال هنية فقلت بابى انت وامى يا رسول الله اسكاتك بين التكبير وبين القرأة ماتقول قال اقول اللهم باعدبينى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب اللھم نقنی من الخطا یا کمایُنقی الثوب الابیض من الدنس اللھم اغسل خطا یای بالمآء والثلج والبرد ﴾ (صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ا کتاب الاذان باب نمبر ۴۷۹ حدیث ۷۰۲)

(۲) ﴿...ابوھریرۃ اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذاقلت لصاحبک یوم الجمعۃ انصت والامام یخطب فقد لغوت﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد ا ''کتاب الجمعۃ'' باب نمبر ۵۹۰ ''الانصات یوم الجمعۃ والامام یخطب واذا قال لصاحبہ انصت فقد لغا وقال سلمان عن النبی ﷺ ینصت اذا تکلم الامام'' حدیث نمبر ۸۸۷)

(۳) ﴿عن علی قال من السنۃ ان یقرأ الامام فی الرکعتین الاولیین من صلٰوۃ الظھر بام الکتاب وسورۃ سرافی نفسہ وینصتون من خلفہ ویقرؤن فی انفسھم .﴾ (کتاب القراۃ)

قارئین کرام! اوپر بیان کی گئی تینوں احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ا۔۔۔سیدنا ابوہریرہؓ نے جب نبی ﷺ سے یہ سوال کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے دوران جب آپؐ خاموش رہتے ہیں تو اس خاموشی میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا ''اللھم باعدبینی... الخ''

لہٰذا سیدنا ابی ہریرہؓ کی اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ آیت "واذا قری القرآن" میں جو چپ رہنے کا حکم ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی گونگا بن کر کھڑا ہو جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جہر سے نہ پڑھے بلکہ آہستہ پڑھے اور ابوہریرہؓ سے جو "واذا قری القرآن" کے بارے میں مروی ہے کہ یہ نماز کے بارے میں ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ جہر سے نہ پڑھا جائے بلکہ آہستہ پڑھا جائے نہ کہ گونگے بن کر کھڑا ہو جائے (واللہ اعلم)

۲۔سیدنا ابوہریرہؓ کی دوسری حدیث میں جس میں خطبہ جمعہ میں چپ رہنے کا بیان ہے اس کا مطلب بھی یہ نہیں ہے کہ آہستہ آواز سے ذکر واذکار یا نبی ﷺ کا نام سن کر آپؐ پر درود نہ پڑھا جائے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ خود حنفی مقلدین بھی اس کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ تو خطبہ جمعہ میں بلند آوازوں سے نعرے لگاتے ہیں اس لیے خطبہ جمعہ میں بھی جو انصات کا حکم ہے اس سے مراد بھی یہی ہے کہ بلند آواز سے بات نہ کی جائے نہ کہ آہستہ آواز سے ذکر واذکار اور نبی ﷺ پر درود بھی نہ پڑھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے جیسا کہ امام بیہقی اپنی کتاب "کتاب القرأۃ" میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ: ''پس نبی ﷺ نے ان روایات میں نمازی کو خطبہ شروع ہونے سے لے کر نماز ختم ہونے تک خاموش رہنے کا یہ ثواب ارشاد فرمایا ہے حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ نماز میں تکبیرات نہ کہے اور رکوع وسجود میں تسبیحات نہ پڑھے۔ اور التحیات وتشہد کی حالت میں دعائیں وغیرہ نہ پڑھے یا نماز ختم کرنے کے لیے سلام نہ کہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ آپس میں باتیں نہ کریں۔ حتیٰ کہ امام نماز سے فارغ ہو جائے۔ بالکل اسی طرح سورۃ فاتحہ سے بھی خاموشی کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ دل میں پڑھنا انصات کے منافی نہیں اور اس میں زبردست دلیل ہے کہ انصات اونچی کلام کرنے اور آپس میں باتیں کرنے سے روکتا ہے۔ نہ کہ دل میں پڑھنے اور ذکر واذکار کرنے سے روکتا ہے۔''

۳۔ امام بیہقی کتاب القرأۃ میں فرماتے ہیں کہ علی کا قول ﴿وینصتون من خلفه ویقرؤن فی انفسهم﴾ اس بات کی دلیل ہے کہ انصات ترک جہر کو کہتے ہیں کہ دل میں پڑھے اونچی آواز سے نہ پڑھے۔

الیاس صاحب کا یہ کہنا کہ آیت "واذا قرئ القرآن" میں دو حکم ہیں ایک تو غور سے سننا اور دوسرا خاموش رہنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ "استماع" اور "انصات" یہ دونوں نماز جہری کے ساتھ مختص ہیں۔ نماز سری میں ان کا وجود ممکن نہیں۔ استماع کا نماز جہری کے ساتھ مختص ہونا تو ظاہر ہے۔ رہا انصات کا نماز جہری کے ساتھ مختص ہونا اس لیے کہ لغت عرب میں انصات کے معنے مطلق چپ رہنے کے نہیں بلکہ انصات کہتے ہیں۔ سکوت مع الاستماع کو۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اس آیت میں جو چپ رہنے کا حکم ہے سو یہ حکم تعبدی وغیرہ معلل نہیں ہے۔ بلکہ یہ حکم معلل ہے اور اس کی علت بجز اس کے کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ قرآن مجید تدبر وتفکر کے لیے اتارا گیا ہے۔ اور تدبر وتفکر بغیر اس کے حاصل نہیں ہو سکتا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنا جائے اور چپ رہا جائے اور ظاہر ہے کہ یہ نماز جہری کے ساتھ ہے۔ جس میں امام بلند آواز سے قرأت کرتا ہے۔ پس مقتدیوں کو نماز جہری میں تدبر وتفکر لازم وضروری ہے اس لیے ان کو چپ رہنا بھی لازم اور ضروری ہے۔ رہی بات نماز سری کی تو اس میں امام قرأت آہستہ کرتا ہے اس کی قرأت مقتدیوں کے کان تک نہیں پہنچتی ہے پس ان کو نماز سری میں تدبر وتفکر حاصل کرنے کی کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت نہیں۔

یہ تو کچھ ایسے ہی ہے کہ کوئی واعظ سامعین کو یہ کہے کہ میری تقریر کو غور سے سنیں اور وہ واعظ زبان سے کوئی لفظ بھی نہ بولے بلکہ خاموش ہی رہے اور پھر وہ یہ کہے کہ میری تقریر کی تمہیں سمجھ آ رہی ہے۔ سامعین تو اس وقت اس کے سوال کا جواب دیں گے جب وہ بلند آواز سے تقریر کرے گا۔ لہٰذا جب استماع ہی نہیں ہے تو پھر سکوت کس بات پر۔

دلیل نمبر ۱ کا دوسرا جواب:

قارئین کرام! حنفی مقلدین کا یہ کہنا ہے کہ آیت "واذا قرئ القرآن" سے قرأت خلف الامام (یعنی قرأت فاتحہ خلف الامام) منسوخ ہوگئی ہے۔ ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے وہ یہ ثابت کریں کہ احادیث قرأت خلف الامام آیت "واذا قری القرآن" سے پہلے کی ہیں۔ کیونکہ منسوخ کو ناسخ سے مقدم ہونا ضروری ہے۔ جبکہ حنفی مقلدین کو یہ بات ثابت کرنا بہت ہی مشکل ہے کہ آیت "واذا قرئ القران" احادیث قرأت خلف امام کے بعد کی ہے کیونکہ آیت واذا قری القرآن مکی ہے۔ جبکہ قرأت فاتحہ کا حکم مقتدی اور غیر مقتدی کے لیے نبی علیہ السلام نے مدینہ طیبہ میں فرمایا ہے پس یہ آیت احادیث قرأت خلف امام کی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہے۔

قرأت خلف امام (یعنی قرأت فاتحہ) کا حکم مدنی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ

﴿عن ابی السائب مولٰی هشام بن زهرة يقول سمعت ابا هريرةؓ يقول سمعت رسول الله صلی علیه وسلم من صلی صلوٰة لم يقرأ فيها بام القرآن فهي خداج هي خداج غير تمام .“ الخ ......﴾

(مؤطا امام مالک باب نمبر ۹ ”سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے سری نماز میں پڑھنے کا بیان“ حدیث نمبر ۳۹)

ترجمہ: ”۔۔۔ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے پڑھی نماز اور نہ پڑھی اس میں سورۃ فاتحہ تو نماز اس کی ناقص ہے۔ ناقص ہے، ناقص ہے۔ ہرگز تمام نہیں۔۔۔“

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہؓ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ غزوہ خیبر کے موقع پر نبی ﷺ کے پاس تشریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائے تھے اور غزوہ خیبر ۷ھ میں ہوا ("البدایہ والنہایہ" اردو ترجمہ "تاریخ ابن کثیر" جلد نمبر ۴ "سال ہفتم ہجری غزوہ خیبر) لہٰذا سیدنا ابی ہریرہؓ کا ۷ھ میں اسلام قبول کرنا ثابت ہوتا ہے جبکہ آیت "واذا قرئ القرآن" الخ مکی ہے۔

دلیل نمبر ۱ کا تیسرا جواب

قارئین کرام! حنفی مقلدین کے ہاں نماز فجر ہونے کی حالت میں امام کی قرأت کے وقت صفوں کے پیچھے فجر کی سنت پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۴۸ پر رکعات فجر کے عنوان نمبر ۱۹۱ میں تحریر کرتے ہیں کہ:

"احادیث مبارکہ میں فجر کی پہلی دو سنتوں کی بہت زیادہ اہمیت وارد ہے یہی وجہ ہے کہ جب نماز کھڑی ہو جائے اس وقت اور کوئی نماز حتی کہ نماز کی سنتیں بھی نہیں پڑھی جا سکتی۔ جیسا کہ ابو ہریرہؓ کی روایت میں ارشاد نبوی ہے کہ جب نماز شروع ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ (ترمذی۔ اذا قیمت الصلوٰۃ)

اس کے بعد الیاس صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

"لیکن فجر کی سنتوں کی اہمیت کے پیش نظر نماز شروع ہونے کے بعد بھی حضرات صحابہؓ یہ سنتیں پڑھ کر نماز میں شریک ہوا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر نماز کی دوسری رکعت مل جانے کی امید ہو تو مسجد کے دروازے کے قریب سنتیں پڑھ کہ نماز میں شریک ہو جائے"

چنانچہ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ الیاس صاحب کا یہ ذکر کرنا کہ صحابہ کرامؓ فجر کی جماعت ہوتے ہوئے بھی فجر کی سنتیں مسجد کے دروازے کے قریب پڑھ لیا کرتے تھے جبکہ الیاس صاحب نے اس بارے میں کوئی ایک روایت بھی نہیں نقل کی اور نہ ہی کوئی ایسی روایت مؤطا امام محمد میں امام صاحب نے ایسی کوئی روایت نقل کی ہے جس سے فجر کی سنتیں جماعت کے ہوتے ہوئے پڑھنا جائز ہوں۔ اس لیے کہ یہ طریقہ ہی صحیح حدیث کے خلاف ہے کیونکہ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ:

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا وہ دو رکعتیں (فجر کی سنت کی) پڑھ رہا تھا ادھر تکبیر ہو رہی تھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ اس کے گرد ہوئے رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا ارے کیا صبح کی چار رکعتیں پڑھتا ہے صبح کی چار رکعتیں''

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر ا کتاب الاذان باب نمبر ۴۲۸ حدیث ۶۲۹)

لہٰذا اس صحیح حدیث میں تو صاف بیان ہے کہ نبی علیہ السلام نے فجر کی نماز کے ہوتے ہوئے اور کسی قسم کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے تو الیاس صاحب کا صحابہ کرام پر بہتان ہی ہوگا کہ صحابہ کرامؓ اس صحیح حدیث کے ہونے کے باوجود فجر کی سنتیں جماعت کے ہوتے ہوئے پڑھ لیا کرتے تھے۔ (واللہ اعلم)

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ جب حنفی مقلدین کے نزدیک فجر کی جماعت کے ہوتے ہوئے مسجد کے دروازے کے پاس سنت پڑھنا جائز ہے اور آیت ''واذا قرئ القرآن" سے ممنوع اور حرام نہیں ہے تو پھر اس آیت سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا کیوں ممنوع اور حرام ہوگا۔ جو جواب حنفی مقلدین فجر کی سنت کا دیں گے وہی جواب سورۃ فاتحہ کا ہوگا۔

تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ الیاس صاحب کا اپنی دلیل نمبر ا کے جز (ب) میں یہ کہنا کہ ''الغرض جب امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو تو ہم پر اس کا سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے اور جب آہستہ پڑھ رہا ہو تو خاموش رہنا بہر حال ضروری ہے چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ امام قرآن پڑھ رہا ہے۔''

اگر الیاس صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ فجر کی جماعت کے ہوتے ہوئے فجر کی سنتیں مسجد کے دروازے کے پاس پڑھنے سے امام کی قرأت نہیں سن سکے گا تو پھر آیت "واذا قری القرآن" کی خلاف ورزی کیسے؟ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ جب سری نماز میں مقتدی امام کی قرأت کو سن ہی نہیں سکتا ہے تو پھر آیت "واذا قری القرآن" کی خلاف ورزی کیسے؟ جو جواب حنفی فجر کی سنت کا دیں گے وہی جواب سورۃ فاتحہ کا ہوگا۔

چوتھا جواب اس کا یہ ہے کہ جب حنفی مقلدین کے نزدیک حالت قرأت امام میں ثناء "سبحانك اللهم وبحمدك تبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك" اور اس کے علاوہ تسبیحات وتکبیرات مقتدی کو پڑھنا جائز ہیں' (جیسا کہ الیاس صاحب نے اپنی دوسری دلیل کے تحت صفحہ نمبر ۱۳۷ پر لکھا ہے) اور آیت "واذا القرئ القرآن" کے تحت ممنوع وناجائز نہیں ہیں تو پھر امام کے پیچھے ہر نماز میں سری ہو خواہ جہری سورۃ فاتحہ پڑھنا کیوں حرام اور ناجائز ہے۔ جو جواب ثناء' تسبیحات اور تکبیرات کے بارے حنفی مقلدین کا ہوگا وہی سورۃ فاتحہ کا بھی ہوگا۔ جب کہ مطلق طور پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرأت قرآن تو حنفی مقلدین کے ہاں بھی فرض ہے جب کہ ثناء اور دوسری تسبیحات وغیرہ ایسے فرائض بھی نہیں ہیں۔

دلیل نمبرا کا چوتھا جواب

آیت "واذا قرئ القرآن" سے قرأت خلف امام کے ممنوع ومنسوخ پر استدلال کرنا موقوف ہے اس امر پر کہ اس آیت میں قطعی طور پر اہل اسلام کو خطاب ہو لیکن یہ ممنوع وغیر مسلم ہے۔ بلکہ ظاہر نظم قرآن وسلسلہ کلام الٰہی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس آیت میں کفار مخاطب ہیں اور اس کو مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ آیت اگر مسلمانوں سے متعلق ہو اور اس میں مقتدی لوگ مخاطب مانے جائیں تو اس تقریر پر اس آیت کو ماقبل کی آیت سے کچھ ارتباط باقی نہیں رہتا۔ لہٰذا جب ظاہر نظم قرآن سے یہ ہے کہ اس آیت میں کفار مخاطب ہیں تو ظاہر ہے کہ اس سے قرأت خلف امام کی منسوخیت وممنوعیت پر استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ آیت واذا قرئ القرآن کے متعلق کئی قول ہیں۔ اس کی تفصیل کے لیے میری اس کتاب کی پہلی دلیل کے پہلے جواب میں آیت واذا قری القرآن کے شان نزول میں ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ اگر ہم آیت واذا قری القرآن کو اس سے ماقبل والی آیت سے لنک (Link) کریں تو بات واضح ہو جائے گی کہ یہ آیت مسلمانوں کے متعلق نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِم بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِن رَّبِّي ۚ هَٰذَا بَصَائِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ ﴾ (سورۃ الاعراف۔ ۲۰۳، ۲۰۴)

ترجمہ: ''اور جب نہیں لاتا تو ان کے پاس نشانی کہتے ہیں کیوں نہ کھینچ لایا تو اس کو کہہ سوائے اس کے نہیں کہ میں پیروی کرتا ہوں اس چیز کے کہ وحی کی جاتی ہے طرف میری رب میرے سے یہ دلیلیں ہیں پروردگار تمہارے سے اور ہدایت اور رحمت واسطے اس قوم کے ایمان لاتے ہیں اور جب پڑھا جائے قرآن پس سنو اس کو چپکے رہو تو کہ تم رحم کیے جاؤ۔''

چنانچہ مندرجہ بالا دونوں آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار نبی علیہ السلام سے معجزے طلب کرتے تھے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب آپ کفار کے کہنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشانی نہ پیش کرتے تھے پھر وہ کفار نبی علیہ السلام کو کہنے لگتے کہ تم خودکوئی معجزہ نہیں بنالاتے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبی علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا منتظر ہوں- اور یہ کہ قران مجید حجت وبصیرت اور ہدایت و رحمت ہے اس لیے یہ ضروری ہوا کہ جب نبی علیہ السلام کفار کے سامنے قران پڑھیں تو وہ کان لگا کر سنیں- کیونکہ نبی علیہ السلام قرآن مجید کفار کے سامنے معرض احتجاج میں پڑھتے تھے- جیسا کہ قران مجید میں بھی ہے کہ جب نبی علیہ السلام قرآن پڑھتے تو کفار شور وغل کرتے اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس رویہ کو اس طرح اپنی کتاب میں نقل کیا-

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝﴾

(حم السجدۃ آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: ''اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے مت سنو اس قران کو اور شور وغل کرو- بیچ اس کے تاکہ تم (مسلمانوں) پر غالب رہو-''

پس یہ بات مناسب ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کفار کو یہ حکم کرے کہ

﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝﴾

(سورۃ الاعراف : ۲۰۴)

یعنی اے کافرو جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور پھر ایک دوسری بات یہ ہے کہ آیت ﴿هٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ میں قطعی اور حتمی طور پر فرمایا ہے کہ قران مجید مومنین کے لیے رحمت ہے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''واذا قری القراٰن الخ ''یعنی جب قران پڑھا جائے تو اس کو سنو اور چپ رہو شاید تم رحم کیے جاؤ- پس اگر آیت ''واذا قری القران'' میں مومنین مخاطب ہوتے تو پھر اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتے کہ ''شاید تم رحم کیے جاؤ'' کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے فرما چکا ہے کہ قرآن مجید مومنین کے لیے قطعاً وجزاً رحمت ہے پھر بعد اس کے یہ کیسے فرمائے گا کہ ''شاید تم رحم کیے جاؤ-''

دلیل نمبرا کا پانچواں جواب

قارئین کرام! آیت ''واذا قری القراٰن ''خود اس خصوص میں آیت ﴿فاقرؤا ماتیسر من القراٰن﴾ سے منسوخ ہونے کا احتمال رکھتی ہے- کیونکہ حنفی مقلدین کے نزدیک بھی آیت ''واذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرئ القرآن " مکی ہے جبکہ آیت ﴿فاقروا ماتیسر من القرآن﴾ (پ نمبر۲۹ سورہ مزمل آیت۲۰) کا بعض بیرونی اور اندرونی شہادتوں کی وجہ سے مدنی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

آیت ﴿فاقروا ما تیسر من القرآن﴾ کے مدنی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں لفظ ﴿اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ﴾ آئے ہیں جس میں زکوٰۃ مفروضہ دینے کا حکم ہے کیونکہ قرآن وحدیث کے مطالعے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب یہ دونوں جملے ایک ساتھ آئیں تو ان میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ مفروضہ مراد ہوتے ہیں (واللہ اعلم) اور زکوٰۃ مدینہ طیبہ میں فرض ہوئی ہے۔ ادریس کاندھلوی صاحب اپنی کتاب "سیرت المصطفیٰ" جلد نمبر۱ "زکوٰۃ مال" کے عنوان میں بیان کرتے ہیں کہ "جمہور کے قول کے مطابق زکوٰۃ ہجرت کے بعد فرض ہوئی۔ الخ" (صفحہ نمبر۲۷۴)

پس لفظ ﴿اقیمو الصلوٰۃ واتوالزکوٰۃ﴾ سے صاف یہ پتہ چلتا ہے کہ آیت فاقرؤ مدنی ہے۔ لہٰذا آیت ﴿فاقروا ما تیسر من القرآن﴾ سے قرأت خلف امام کا حکم نکلتا ہے۔

قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ﴿فاقروا ما تیسر من القرآن﴾ کا پڑھنا ثابت ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿.... فاقرؤا ما تیسر من القرآن ۔الخ﴾ (سورہ المزمل : ۲۰)

دلیل نمبر۱ کا چھٹا جواب

قارئین کرام! آیت واذا قرئ القران کی تفسیر خود قرآن مجید کی اس آیت نے کر دی ہے کہ آیت واذا قری القران کے بعد اگلی آیت ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ ﴾ (سورۃ الاعراف:۲۰۴،۲۰۵)

ترجمہ: "اور جب پڑھا جائے قرآن پس سنو اس کو اور چپکے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور یاد کر و رب اپنے کو بیچ جی اپنے کے عاجزی سے اور ڈر سے اور کم آواز سے بات سے صبح کو اور شام کو اور مت ہو غافلوں سے۔"

لہٰذا آیت "واذا قری القرآن" کا مطلب یہ ہوا کہ جب قرآن مجید پڑھا جا رہا ہو تو شور نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مچایا جائے بلکہ آہستہ آہستہ پڑھا جائے نہ یہ کہ گونگے بن کر کھڑے رہا جائے-لہٰذا یہ آیت سورۃ فاتحہ پڑھنے کی دلیل ہے کیونکہ بلند آواز سے پڑھنے سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ پڑھو ضرور مگر آہستہ پڑھو-

اس کا ایک الزامی جواب یہ ہے کہ اگر اس آیت کی رو سے "آمین" آہستہ کہنا ہو سکتا ہے تو پھر اس سے "فاتحہ خلف الامام" آہستہ پڑھنا بھی ثابت ہوتا ہے-جیسا کہ الیاس صاحب نے اپنی کتاب میں "آمین" کے بیان میں اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے-(آمین کے بارے میں اس آیت سے استدلال کا جواب ان شاء اللہ میری اس کتاب میں آمین کے باب میں آئے گا-)

دلیل نمبر ا کا ساتواں جواب

حنفی مقلدین کی پہلی دلیل کا ایک جواب یہ ہے کہ جب ان کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جب امام "ولا الضالین" کہے تو مقتدی آہستہ آواز سے "آمین" کہیں-لہٰذا جب ان کے نزدیک امام کے پیچھے آہستہ آمین کہنا جائز ہے تو پھر کیا اس طرح آیت "واذا قرئ القراٰن" کی مخالفت نہیں ہوگی-یقیناً ہوگی کیونکہ ان کا "واذا قرئ القراٰن" والی آیت کے تحت دعویٰ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھیں تو پھر وہ امام کے "ولا الضالین" کہنے پر آمین کیوں کہتے ہیں-لہٰذا جب "واذا قرئ القراٰن" کے ہوتے ہوئے حنفی مقلدین کے نزدیک آہستہ آواز سے "آمین" کہنا جائز ہے تو پھر آیت "واذا قرئ القراٰن" کے ہوتے ہوئے آہستہ آواز سے فاتحہ خلف امام پڑھنا کیوں جائز نہیں ہے-بلکہ یہ اولیٰ ہے کیونکہ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی-

اگر کوئی حنفی مقلد یہ کہے کہ ہم اس لیے امام کے "ولا الضالین" کہنے پر آہستہ "آمین" کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ آیت واذا قری القراٰن کے ہوتے ہوئے بھی نبی علیہ السلام نے فاتحہ خلف امام آہستہ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے-

دلیل نمبر ا کا آٹھواں جواب

قارئین کرام! جیسا کہ صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے اور حنفی مقلدین بھی اس کے قائل ہیں کہ آغاز اسلام میں نماز کے دوران بات چیت کرنا جائز تھا (جیسا کہ الیاس صاحب نے اپنی کتاب میں صفحہ نمبر ۲۰۹ پر "نماز میں گفتگو" کے عنوان میں اس بات کا ذکر کیا ہے) بطور دلیل کہ اوائل اسلام میں نماز میں آپس میں کلام کرنا جائز تھا درج ذیل احادیث پیش کی جا رہی ہیں-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱-﴿.....زید بن ارقم ان کنا لنتکلم فی الصلوٰۃ علی عهد النبی ﷺ یکلم احدنا صاحبه بحاجته حتی نزلت حافظوا علی الصلوت والصلوٰۃ الوسطٰی وقوموا الله قانتین فامرنا بالسکوت-﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبرا "کتاب العمل فی الصلوٰۃ" باب ۷۵۹ "نماز میں بات کرنا منع ہے" حدیث نمبر ۱۱۲۷)

ترجمہ: "۔۔۔زید بن ارقمؓ نے کہا ہم (شروع شروع) نبی ﷺ کے زمانے میں نماز میں باتیں کیا کرتے ہم میں سے کوئی اپنے ساتھی سے کسی کام کے لیے کہتا یہاں تک یہ آیت (سورۃ بقرہ میں) اتری نمازوں کا خیال رکھو اور بیچ والی نماز کا اور اللہ کے سامنے ادب سے چپکے کھڑے ہو تو ہم کو (نماز میں) چپ رہنے کا حکم ہوا۔"

۲-﴿عن عبداللہؓ قال کنا نسلم علی النبی ﷺ وهو فی الصلوٰۃ فیرد علینا فلما رجعنا من عندالنجاشی سلمنا علیه فلم یرد علینا وقال ان فی الصلوٰۃ شغلاً﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۱۱۲۵)

ترجمہ: "عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا ہم نماز ہی میں نبی ﷺ کو سلام کیا کرتے آپؐ جواب بھی دیا کرتے جب ہم (حبش کے ملک سے) نجاشی (حبش کے بادشاہ) کے پاس سے لوٹ کر (مدینہ میں) آئے تو آپ ﷺ کو سلام کیا (آپؐ نماز میں تھے) جواب نہیں دیا اور نماز کے بعد فرمایا نماز میں آدمی کو فرصت کہاں۔"

چنانچہ مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ

☆ نبی علیہ السلام کے دور میں آیت "قوموا للّٰہ قانتین" کے نازل ہونے سے پہلے صحابہ کرامؓ نماز میں ایک دوسرے سے بات چیت کرلیا کرتے تھے۔

☆ آیت "قوموا اللّٰہ قانتین" کے نازل ہونے سے پہلے نبی علیہ السلام کے دور میں صحابہ کرام سلام کا جواب دے دیا کرتے تھے۔

اور یہ بات بھی واضح ہے کہ آیت "واذا قرئ القراٰن" مکی ہے اور آیت "قوموا للّٰہ قانتین" مدنی ہے۔

زید بن ارقمؓ سے صحاح ستہ میں روایت ہے کہ نماز میں لوگ باتیں کیا کرتے تھے اس کے موقوف کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بعض علماء مفسرین کو اس شان نزول میں بڑا تردد پڑ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے وجہ تردد کی یہ ہے کہ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ حدیث ہے کہ اکثر آنحضرت ﷺ مکہ میں نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ سے سلام علیک کیا کرتا تھا۔ لیکن جب میں حبشہ سے واپس آیا اور آپ سے سلام علیک کی تو آپ نے جواب نہیں دیا اور نماز کے بعد فرمایا کہ نماز میں جب آدمی مشغول ہو تو بات نہیں کی جاسکتی۔ وہ حدیث یہ چاہتی ہے کہ نماز میں بات چیت کرنا ہجرت مدینہ سے پہلے حرام ہو چکا تھا کیونکہ عبداللہ بن مسعودؓ ہجرت مدینہ سے تین برس پہلے مکے میں حبشہ سے واپس آ کر آنحضرت ﷺ سے ملے تھے اور زید بن ارقمؓ کی حدیث یہ چاہتی ہے کہ مدینہ منورہ میں نماز میں کلام حرام ہوا ہے کیونکہ یہ آیت بالاتفاق مدنی ہے اور زید بن ارقمؓ خود مدنی ہیں۔ اگرچہ ابن حبان نے کئی جواب اس تردد کے دیئے ہیں مگر وہ ضعف سے خالی نہیں ہیں' صحیح جواب وہی ہے جو خطابیؒ نے دیا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ ایک دفعہ حبشہ سے آن کر پھر حبشہ کو چلے گئے تھے پھر بدر کی لڑائی کے وقت مدینہ میں واپس آئے اور متفق علیہ حدیث میں ان کی اسی واپسی کا ذکر ہے اس وقت یہ آیت مدینہ میں نازل ہو چکی تھی اس لیے عبداللہ بن مسعودؓ اور زید بن ارقمؓ کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ قنوت کے کئی معنے ہیں مگر اس آیت میں اس کے معنی چپکے رہنے کے ہیں۔

(اقتباس از "تفسیر احسن التفاسیر" پ نمبر ۲ سورہ البقرہ۔ از مولانا سید احمد حسن دہلویؒ ناشر المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور)

قارئین کرام! جب آیت "واذا قرئ القراٰن" پہلے نازل ہو چکی تھی اور اس آیت کے نازل ہونے سے منکرین قراٗت خلف امام کے کہنے کے مطابق قراٗت خلف الامام تو منسوخ وممنوع ہو گئی تھی لیکن نماز میں ایک دوسرے سے کلام کرنا اور اونچی آواز سے مقتدی کا سلام کرنا تو نہ منسوخ و ممنوع ہوسکا اور نماز میں آپس میں کلام کرنا تو آیت "قوموا للہ قانتین" کے نازل ہونے کے بعد منسوخ وممنوع ہوا اور قراٗت قرآن جو ضروری تھی وہ آیت "واذ قرئ القراٰن" کے نازل ہونے سے منع ہوگئی۔ یہ تو عجیب منطق ہے کہ صحابہ کرامؓ آیت "واذا قرئ القراٰن" کے نازل ہونے سے قرآن کی ضروری قراٗت سے تو رک گئے اور نماز میں آپس کے کلام سے نہ رُکے اور نماز میں آپس میں کلام کرنا آیت "قوموا للہ قانتین" میں بعد میں منع ہوا۔

اگر آیت "واذا قرئ القراٰن" مقتدی کو نہ بولنے یا نہ پڑھنے کا حکم دیتی تو صحابہ کرام قطعاً سلام کا جواب نہ دیتے اور نہ ہی آپس میں نماز میں ایک دوسرے سے کلام کرتے لہٰذا یہ آیت مقتدیوں کے بارے میں نازل نہیں ہوئی کہ جس سے یہ مراد ہو کہ ضروری قراٗت قرآن بھی نہ کی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ا کا نواں جواب

احناف کی پہلی دلیل کا ایک جواب یہ ہے کہ ان کے نزدیک بھی امام اگر نماز میں بھول جائے تو اس کو لقمہ دینا (یعنی سبحان اللہ کہنا یا جہاں سے آیت بھول رہا ہو وہ بتانا) جائز ہے۔ اور یہ بات احادیث سے ثابت ہے۔

۱۔ ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے اور سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے۔ (بخاری شریف مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۷۶۲ حدیث نمبر ۱۱۳۰)

۲۔ ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھی آپ کلام اللہ پڑھتے ہوئے بھول گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ ابی بن کعبؓ سے کہا تم نے میرے پیچھے نماز پڑھی تھی انہوں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم نے کیوں نہیں بتلایا۔'' (سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۳۱۴ ''نماز میں امام کو بتانے کا بیان'' حدیث نمبر ۸۹۹

مندرجہ بالا احادیث میں مقتدی کو امام کے بھولنے کی صورت میں یاد کرانے کا بیان ہے۔ اس کو ہم ہی نہیں بلکہ احناف بھی مانتے ہیں جیسا کہ الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۰۸ پر ''جب امام بھول جائے'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ ''ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور عورتوں کے لیے ہاتھ پر ہاتھ مارنا''

لہٰذا قرآن مجید کی آیت ''واذا قرئ القرآن'' میں تو منکرین فاتحہ خلف الامام کے دعوے کے مطابق مقتدی کو خاموش رہنے کا حکم ہے اور یہ کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے جبکہ حنفی مقلدین ''واذا قرئ القرآن" کے ہوتے ہوئے بھی امام کے بھولنے پر اسے یاد کراتے ہیں اس لیے آیت ''واذا قرئ القرآن" کے ہوتے ہوئے جو جواب امام کے بھولنے کی صورت میں مقتدی کے یاد کرانے کے بارے میں حنفی مقلدین دیں گے وہی جواب آیت ''واذا قرئ القرآن'' کے ہوتے ہوئے قرأت فاتحہ خلف الامام کا ہوگا۔

نوٹ: (ابی بن کعبؓ کی احادیث امام بخاریؒ کی کتاب جزالقراۃ میں مزید ملاحظہ کی جاسکتی ہیں)

دلیل نمبر ا کا دسواں جواب

مقلدین احناف کی پہلی دلیل کا ایک جواب یہ ہے کہ آیت ''واذا قرئ القرآن" کے ہوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے بھی آہستہ فاتحہ خلف الامام پڑھنا صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے جیسا کہ درج ذیل روایات سے ثابت ہے۔

۱۔﴿ وقال عطاء اٰمین دعاء امن ابن الزبیر ومن ورآء ہ حتی ان للمسجد للجۃ وکان ابو ہریرۃ ینادی الامام لا تفتنی باٰمین وقال نافع کان ابن عمر لا یدعہ ویحضھم وسمعت منہ فی ذٰلک خبراً ﴾

(بخاری مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۵۰۱ "جھر الامام بالتامین")

ترجمہ: ''اور عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا ''آمین'' دعا ہے اور عبداللہ بن زبیرؓ نے اور ان کے پیچھے مقیدیوں نے اس زور سے ''آمین'' کہی کہ مسجد گونج گئی اور ابو ہریرہؓ امام کو آواز دیتے دیکھو ایسا نہ کرنا کہ میری ''آمین'' جاتی رہے اور نافع نے کہا عبداللہ بن عمرؓ ''آمین'' کو نہیں چھوڑتے تھے اور لوگوں کو اکساتے تھے کہ ''آمین'' کہو اور میں نے ان سے اس باب میں ایک حدیث بھی سنی''

۲۔﴿عن بلال انہ قال یا رسول اللہ لا تسبقنی باٰمین ﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۳۲۳ ''امام کے پیچھے آمین کہنے کا بیان'' حدیث نمبر ۹۲۹)

ترجمہ: ''بلال رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے آگے آپ آمین نہ کہا کیجیے۔''

مندرجہ بالا دونوں احادیث سے معلوم یہ ہوا کہ:

☆ سیدنا ابو ہریرہؓ کا امام کو یہ کہہ دینا کہ میری آمین فوت نہ کر دینا یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ صحابہ کرامؓ امام کے پیچھے سری اور جہری نمازوں میں قرأت فاتحہ کرتے تھے کیونکہ اگر ابوھریرۃؓ امام کے پیچھے فاتحہ کی قرأت نہ کرتے ہوتے تو پھر امام کے و لا الضالین کہنے پر صرف آمین کہنے سے آمین کے فوت ہونے کا کوئی اندیشہ نہ ہوتا۔ امام کے پیچھے مقتدی کی آمین فوت ہونا کا اندیشہ اسی وقت ہوتا جب امام جلدی جلدی فاتحہ پڑھ لے اور امام کے جلدی جلدی فاتحہ پڑھنے کی وجہ سے مقتدیوں کا امام کے ساتھ جلدی جلدی فاتحہ پڑھ سکنے سے آمین فوت ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

☆ سیدنا بلالؓ کی حدیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ آپؓ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے۔ اسی لیے تو آپؓ نے نبی ﷺ سے یہ کہہ دیا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اتنی جلدی سے آمین نہ کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیجیے کہ میں سورۃ فاتحہ بھی نہ پڑھ سکوں اور پھر اس کے بعد آپ کے ساتھ آمین بھی نہ کہہ سکوں۔ یعنی مجھے اتنی مہلت دیا کریں کہ میں سورۃ فاتحہ سے فارغ ہو جاؤں تو آپ کی اور میری آمین ساتھ ہوا کرے گی۔

لہٰذا آیت "واذا قرئ القراٰن" کے ہوتے ہوئے جو جواب حنفی مقلدین آمین کہنے کے بارے میں دیں گے وہی جواب فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا ہوگا کیونکہ حنفی واذا قرئ القراٰن آیت ہونے کے باوجود آہستہ آواز سے آمین کہنے کے قائل ہیں جبکہ اس آیت کے ہوتے ہوئے آہستہ آواز سے قرأت فاتحہ خلف الامام کے قائل نہیں ہیں۔

دلیل نمبر ۱ گیارہواں جواب:

حنفی مقلدین کی پہلی دلیل کا ایک جواب یہ ہے کہ آیت واذا قرئ القراٰن الخ کی یہ خود بھی خلاف ورزی کرتے ہیں اور استدلال ہمارا یہ ہے کہ حنفی مقلدین کے ہاں نماز میں درود شریف کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ ﴿رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ الخ﴾ (پ نمبر ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۹ تا ۴۱) معروف ہے۔ ملاحظہ فرمائیں محمد الیاس فیصل کی کتاب "نماز پیمبر ﷺ" دعا کے عنوان میں اور تقریر استدلال یہ ہے کہ امام بھی مذکورہ آیات پڑھ رہا ہوتا ہے اور اس کے پیچھے مقتدی بھی قرآن مجید کی یہی آیات پڑھ رہے ہوتے ہیں' اب حنفی مقلدین کو آیت "واذا قرئ القراٰن" یاد نہیں رہتی۔ اصل بات یہ ہے کہ حنفی مقلدین کی فاتحہ خلف الامام کی دشمنی صرف تقلیدی تعصب کا نتیجہ ہے۔ وگرنہ یہاں تو یہ خود بھی اس آیت کو نا قابل عمل اور نا قابل حجت سمجھتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں۔

"جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔"

دلیل نمبر ۱ کا بارہواں جواب:

آیت "واذا قرئ القراٰن" الخ کا ایک جواب یہ ہے کہ حنفی مقتدی جب امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ شامل نہ ہو بلکہ اس وقت شامل ہو جب امام قرأت کر رہا ہو خصوصاً جہر سے تو مقتدی "اللہ اکبر" کہتے ہوئے شامل ہوتا ہے جبکہ امام آگے پڑھ رہا ہے۔

﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم....o﴾ (سورہ البقرہ : ۲۵۵)

تو کیا اب آیت "واذا قرئ القراٰن" کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی۔ اگر حنفی مقلد یہ کہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقتدی نے یہ ''اللہ اکبر'' نماز میں داخل ہونے کے لیے کہا اور یہ نماز میں داخل نہیں ہے لہٰذا امام کی قرأت کے وقت مقتدی کا نماز میں داخل ہونے کے لیے ''اللہ اکبر'' کہنا مذکورہ آیت کے خلاف نہیں ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے مذکورہ بالا صوت میں ''اللہ اکبر'' کہنا اگر نماز میں داخل نہیں ہے تو اس کے بعد یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد کہی جانے والی تکبیر یعنی ''اللہ اکبر'' تو نماز میں داخل ہے۔ اور تکبیر تحریمہ کے بعد ''اللہ اکبر'' تکرار سے پڑھنا جبکہ امام جہر سے قرأت کر رہا ہو حنفی مقلدین کے نزدیک جائز ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿قال محمد رحمه الله في الكبير ولو ان رجلا دخل مع الامام في صلاة العيد في الركعة الاولى بعد ما كبر الامام تكبير ابن عباسؓ ست تكبيرات فدخل معه وهو ا لقراة والرجل يرى تكبير ابن مسعودؓ فانه يكبر برأى نفسه في هذه الركعة حال مايقرأ الامام وفي الركعة الثانية يتبع رأى الامام كذا في التتار خانية﴾ (فتاویٰ عالمگیری عربی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۵۱ باب السابع عشر فی صلاۃ العیدین)

قارئین کرام! حنفی مقتدی نے مذکورہ صورت میں جو تکبیرات تکبیر تحریمہ کے علاوہ کہی ہیں وہ تو نماز میں شامل ہیں اور یہاں بھی حنفی مقلدین نے خلاف کیا آیت ''واذا قرئ القرأن'' کا لہٰذا جب یہاں پر ''تکبیرات عیدین'' ''نفسه'' میں پڑھنا آیت مذکورہ کی خلاف ورزی نہیں ہے تو پھر مقتدی کا امام کے پیچھے جہری یا سری نماز میں بمطابق حدیث ابوہریرہؓ کے ''فاتحہ'' کو ''نفسه'' میں پڑھنا جائز کیوں نہیں ہے۔ بلکہ فاتحہ کا پڑھنا اولیٰ ہے۔ کیونکہ قرأت فاتحہ فرائض نماز میں سے ہے۔

دلیل نمبر ۲ کا جواب:

قارئین کرام! الیاس صاحب نے ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ فاذا قرأناه فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثم اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝﴾ (القیامۃ ۱۶ تا ۱۹)

آیات کریمہ سے بھی قرأت فاتحہ خلف امام کے ممنوع ہونے پر استدلال کیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے احناف کی دلیل نمبر ۲ کا مطالعہ کریں تو اس کا جواب کئی طرح سے ہے۔

دوسری دلیل کا پہلا جواب

قارئین کرام! شاید ہی اس سے قبل کسی حنفی نے آیات ﴿لا تحرك به لسانك الخ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قرأت فاتحہ خلف الامام کا ممنوع و منسوخ مراد لیا ہو۔ (واللہ اعلم) یہ صرف کم و بیش الیاس صاحب کو ہی سوجھی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مندرجہ بالا استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ان آیات میں نبی ﷺ کی ایک خاص کیفیت اور طریقے کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جب شروع شروع میں نبی علیہ السلام جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ قران مجید کو جلدی جلدی تیزی تیزی پڑھا کرتے اس خوف سے کہ کہیں قرآن مجید بھول نہ جائے اور یہ اس وقت کا زمانہ ہے کہ جب نبی ﷺ کے لیے وحی کے نزول کا نیا نیا تجربہ تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر آئیں تو آپ خاموشی کے ساتھ جبریل علیہ السلام سے قران مجید سنا کریں اور پھر جب جبریل علیہ السلام قرآن مجید پڑھ چکیں تو پھر آپ تلاوت کیا کریں بے شک اس قران مجید کا آپ کو یاد کرانا اور آپ کے سینہ اطہر میں جمع کرنا ہمارے (یعنی اللہ تعالیٰ) کے ذمے ہے۔

قرآن مجید میں ایسی ہی دو مثالیں اور بھی ملتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿۔۔۔۔۔وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤی اِلَیْکَ وَحْیُهٗ ...o﴾

(سورہ طٰہٰ : ۱۱۴)

ترجمہ: ''اور دیکھ قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو جب تک کہ تمہاری طرف اس کی وحی تکمیل کو نہ پہنچ جائے۔'' (تفسیر ابن کثیر)

(۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰٓی﴾ (سورۃ الاعلیٰ : ۶)

ترجمہ: ''ہم تمہیں پڑھوادیں گے پھر تم نہیں بھولو گے''

چنانچہ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ:

☆ آیات ﴿لَا تُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ﴾ والی آیات میں نبی ﷺ کو خطاب ہے اور ان آیات میں نبی ﷺ کو تسلی دے کر ان کے اس خوف کو رفع کیا گیا ہے کہ آپ قرآن کے بھول جانے کا خوف نہ رکھیں بلکہ اس کا آپ کے سینہ میں جمع کرنا اور پھر اس کا آپ سے پڑھنا ہمارا ذمہ ہے۔

☆ آیت ﴿سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰٓی﴾ کا خطاب بھی نبی ﷺ کو ہے۔ کیونکہ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام کو جبریل علیہ السلام سے وحی لینے کا طریقہ بتایا ہے۔

☆ آیت ﴿ولا تعجل بالقراٰن﴾ میں بھی خطاب نبی علیہ السلام کو ہے اور یہ تینوں مقامات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آیات نبی علیہ السلام کے بارے میں ہیں یہ آیات اس وقت آپ پر نازل ہوئیں جب آپ پر وحی نازل ہونے کا آغاز ہوا تھا اور ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو جبریل علیہ السلام سے وحی لینے کا طریقہ بتایا ہے۔

آیت "لاتحرك به لسانك الخ" کے شان نزول کے لیے قرآن کا ترجمہ "کنز الایمان" از محمد احمد رضا خان بریلوی حنفی ملاحظہ فرمائیں اس میں ان آیات کے حاشیہ نمبر ۱۲ تا ۱۶ میں مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی نے یہی بیان کیا ہے جو اوپر ہم نے بیان کیا ہے۔

دوسری دلیل کا دوسرا جواب:

قارئین کرام! الیاس صاحب کا آیت ﴿لا تحرک به لسانک﴾ سے یہ استدلال کرنا کہ اس سے قرأت فاتحہ خلف امام ممنوع اور منسوخ ہوگئی تھی۔ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ان آیات سے استدلال کرنے سے پہلے یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ یہ آیات احادیث قرأت فاتحہ خلف الامام کے بعد کی ہیں جبکہ بات اس کے برعکس ہے کیونکہ یہ سورۃ (یعنی سورۃ القیامۃ) جس کی یہ آیات ہیں وہ مکی سورۃ ہے۔ اگرچہ کسی صحیح روایت سے تو اس سورۃ کے زمانہ نزول کے بارے میں کچھ نہیں ملتا مگر اندرونی شہادتیں ایسی ہیں (جیسا کہ ابوالاعلیٰ مودودی حنفی صاحب نے اپنی کتاب "تفہیم القرآن" میں اس سورۃ کے زمانہ نزول کے بارے میں لکھا ہے۔) جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورۃ آغاز نبوت کی ہے اور پھر اس کے علاوہ دوسری دلیل کے پہلے جواب میں ان آیات کے علاوہ جن دو آیات سے میں نے استدلال کیا وہ آیات بھی مکی ہیں اور ان آیات میں بھی نبی ﷺ کو جبریل علیہ السلام سے وحی اخذ کرنے کا طریقہ بتایا ہے اور وہ دو آیات یہ ہیں۔

۱. ﴿....وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ .....o﴾

(سورۃ طٰہٰ : ۱۱۴)

۲۔ ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى﴾ (سورۃ الاعلیٰ : ۶)

لہٰذا جب آیات "لا تحرک به لسانک" اور "ولا تعجل بالقران" اور "سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى" سب مکی ہیں اور نبی ﷺ کے بارے میں ہیں اور ان سب آیات میں نبی علیہ السلام کو جبریل علیہ السلام سے وحی اخذ کرنے کا طریقہ بتایا ہے اور حدیث قرأت فاتحہ خلف الامام بعد کی ہے تو پھر کیونکر مندرجہ بالا آیات حدیث قرأت فاتحہ خلف الامام کی ناسخ ہوسکتی ہیں اور پھر ان آیات سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرأت خلف امام کیونکر ممنوع اور منسوخ ہو سکتی ہے۔

دوسری دلیل کا تیسرا جواب:

اگر مندرجہ بالا دونوں دلائل کے باوجود بھی پھر کوئی یہی کہے کہ ان آیات سے قرأت خلف امام ممنوع ہے تو پھر اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ ﴾ کے تحت جو حدیث بخاری شریف کی الیاس صاحب نے نقل کی ہے اس حدیث میں یہ ہے کہ:

''ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن کو غور سے سنیں اور چپ رہیں۔ پھر اس کا بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے یعنی اس کا پڑھوانا۔ اس آیت کے نزول کے بعد آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام آئے تو آپ غور سے قرآن سنتے جب وہ واپس چلے جاتے تو پھر آپ پڑھتے جیسے حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھا تھا۔''

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ ''عبداللہ بن عباسؓ نے بھی وضاحت کر دی کہ اتباع سے مراد یہ ہے کہ غور سے سنیں۔ اسی لیے اس آیت کے نزول کے بعد نبی علیہ السلام قران کو غور سے سنتے اور تکمیل جبریل کے بعد خود پڑھتے۔''

آیت ''لا تحرک به لسانک'' سے اور حدیث عبداللہ بن عباسؓ سے ہمارا استدلال یہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام قرآن (اُم القرآن) پڑھتے تو صحابہ کرام اس کو سنتے اور پھر جب نبی علیہ السلام پڑھ چکتے تو پھر آپ کے بعد صحابہ کرام پڑھتے جیسا کہ احادیث میں ہے۔

۱۔ ﴿ عن ام سلمة قالت كان رسول الله ﷺ يقطع قرأته يقرأ الحمد لله رب العلمين ثم يقف الرحمٰن الرحيم ثم يقف وكان يقرأ مالك يوم الدين ﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبر ۲ ابواب القرأت)

ترجمہ: ''روایت ہے ام سلمہؓ سے کہا انہوں نے رسول اللہ ﷺ الگ الگ کرتے اپنی قرأت کو پڑھتے ''الحمد لله رب العالمين'' پھر ٹھہر جاتے پھر پڑھتے ''الرحمٰن الرحيم'' پھر ٹھہر جاتے اور پڑھتے ''ملك يوم الدين۔''

''یہ حدیث غریب ہے اور یہی پڑھتے تھے ابوعبیدہ اور اختیار کرتے تھے اسی کو ''مالك يوم الدين'' کی جگہ ''مَلِكِ يوم الدين'' پڑھتے ایسی ہی روایت کی یحییٰ بن سعید اموی نے اور ان کے سوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور لوگوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے ام سلمہ سے اور اسناد اس حدیث کی متصل نہیں اس لیے کہ لیث بن سعد نے روایت کی ابی ملیکہ سے انہوں نے یعلیٰ بن مملک سے انہوں نے ام سلمہ سے کہ انہوں نے وصف کیا قرأت نبی ﷺ کا الگ الگ ایک ایک حرف اور حدیث لیث کی صحیح تر ہے اور لیث کی حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آپ ملك يوم الدين پڑھتے ۔"

۲۔ نبی علیہ السلام سے قیام نماز میں جہر قرأت کے لیے دو سکتے ثابت ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿عن سمرة بن جندب عن النبی ﷺ انه كان يسكت سكتتين اذا استفتح واذا فرغ من القراة كلها......﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبرا باب نمبر ۲۷۳ "السكتة عند الافتتاح" حدیث ۷۷۹)

ترجمہ: "سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو سکتے کرتے ایک شروع نماز میں دوسرے جب قرأت سے بالکل فارغ ہوتے۔۔۔"

(ترمذی میں بھی یہ حدیث ہے یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔)

لہٰذا جب حدیث سے امام کے مندرجہ بالا دو سکتے ثابت ہیں تو پھر ان سکتوں میں فاتحہ پڑھی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ان سکتوں میں فاتحہ پڑھنا ثابت ہے (جیسا کہ آگے ان شاءاللہ حدیث میں آئے گا)

اگر کوئی ہمیں کہے کہ آپ ان سکتوں میں کیوں نہیں پڑھتے اس کا ایک جواب یہ ہے کہ ہم "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ" کے تحت کے ان وقفوں میں پڑھ لیتے ہیں اور دوسرا یہ کہ آج کل اکثر و بیشتر ان سکتوں کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے اور جبکہ حدیث کے مطابق امام کو یہ سکتے کرنے چاہئے لہٰذا اگر کوئی امام یہ دونوں سکتے نہ کرے تو پھر مقتدی کو فاتحہ خلف امام کے لیے درج ذیل طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

۳۔ ﴿مكحول عن عبادة نحو حديث الربيع بن سليمان قالوا فكان مكحول يقرأ في المغرب والعشاء والصبح بفاتحة الكتاب في كل ركعة سرا قال مكحول اقرأ فيما جهر به الامام اذا قرأ بفاتحه الكتاب و سكت سرا فان لم يسكت اقرأبها قبله و معه و بعد لا تتركها على حال﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبرا باب نمبر ۲۸۷ "من ترك القرآة في صلوٰة" حدیث نمبر ۸۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''مکحول' عبادہؓ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے۔ راوی نے کہا مکحولؒ سورۃ فاتحہ پڑھتے مغرب اور عشاء اور فجر میں ہر رکعت میں آہستہ سے کہا مکحول نے اگر امام سورہ فاتحہ پڑھ کر سکتہ کرے جہری نماز میں تو اس وقت سورہ فاتحہ پڑھ لے آہستہ سے اور جو سکتہ نہ کرے تو امام سے پہلے یا اس کے ساتھ یا بعد سورۃ فاتحہ پڑھ لے چھوڑ نہ دے۔''

قارئین کرام! مندرجہ بالا روایت میں جو طریقہ فاتحہ خلف امام مکحولؒ نے بیان کیا ہے اس کو وہ عبادہؓ سے روایت کرتے ہیں اور عبادۃ بن صامتؓ جو کہ حدیث ﴿لا صلوٰۃ لمن لم یقرا بفاتحة الکتاب﴾ کے راوی ہیں اور عبادۃ بن صامتؓ آیت ﴿واذا قرئ القراٰن﴾ کے ہونے کے باوجود فاتحہ خلف الامام کے قائل اور فاعل ہیں جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

ترجمہ: ''عبادہ بن صامتؓ نے دیر کی فجر کی نماز کے واسطے نکلنے میں تو ابو نعیمؒ نے تکبیر کہہ کر نماز پڑھانا شروع کی۔ اتنے میں عبادہؓ بھی آئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا ہم نے صف باندھی ابو نعیمؒ کے پیچھے اور ابو نعیمؒ پکار کر قرأت کر رہے تھے۔ عبادۃؓ سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے جب نماز سے فارغ ہوئے میں نے عبادہؓ سے کہا' میں نے آپ کو سورۃ فاتحہ پڑھتے سنا حالانکہ ابو نعیمؒ زور سے پڑھ رہے تھے انہوں نے کہا ہاں البتہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز پڑھائی جہری آپ ﷺ قرأت سے رکنے لگے (لوگوں کی قرأت کے سبب سے) جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف مخاطب ہوئے اور پوچھا کیا تم پڑھا کرتے ہو۔ جب میں پکار کر پڑھتا ہوں۔ بعض لوگوں نے ہم میں سے کہا ہاں ہم تو ایسا ہی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مت پڑھا کرو۔ جب ہی میں کہتا تھا کیا ہوا ہے مجھ کو کوئی چھینے لیتا ہے قرآن مجید مجھ سے' تو مت پڑھا کرو قرآن کو جب میں جہر کیا کروں سوا سورۃ فاتحہ کے ﴿فلا تقرء وبشئ من القراٰن اذا جهرت الا بام القراٰن﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبرا باب نمبر ۲۸۷ ''من ترک القراۃ فی صلوٰۃ'' حدیث نمبر ۸۱۵)

لہٰذا مقتدی کو ہر حال میں فاتحہ پڑھنی ہوگی چاہے امام سکتے کرے یا نہ کرے کیونکہ راوی حدیث ﴿لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب﴾ بہتر سمجھتے ہیں کہ آیت ﴿واذا قرئ القراٰن﴾ کا کیا مطلب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۳ کا جواب:

قارئین کرام! الیاس صاحب نے صحیح مسلم شریف کے حوالے سے ابوموسیٰ ؓ سے روایت کیا ہے وہ روایت پوری اس طرح ہے۔

﴿عن حطان بن عبدالله الرقاشي قال صليت مع ابي موسىٰ الا شعرى صلوٰة فلما كان عند القعدة قال رجل من القوم اقرت الصلوٰة بالبر والزكوٰة قال فلما قضى ابو موسىٰ الصلوٰة وسلم انصرف فقال ايكم القائل كلمة كذا وكذا قال فارم القوم فقال لعلك يا حطان قلتها قال ماقلتها ولقد رهبت لن تبكعني بها فقال رجل من القوم انا قلتها ولم اردبها الا الخير فقال ابو موسىٰ اما تعلمون كيف تقولون في صلوٰتكم ان رسول الله ﷺ خطبنا فبين لنا سنتنا وعلمنا صلوٰتنا فقال اذا صليتم فاقيموا صفوفكم ثم ليومكم احدكم فاذا كبر فكبروا واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا اٰمين يحببكم الله فاذا كبر وركع فكبروا واركعوا فان الامام يركع قبلكم ويرفع قبلكم فقال رسول الله ﷺ فتلك بتلك واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنا ولك الحمد يسمع الله لكم فان الله تعالىٰ قال على لسان نبيه ﷺ سمع الله لمن حمده واذا كبر و سجد فكبروا وا سجدوا فان الامام يسجد قبلكم ويرفع قبلكم فقال رسول الله ﷺ فتلك بتلك واذا كان عند القعدة فليكن من اول قول احدكم التحيات الطيبات الصلوٰ ة لله السلام عليك ايها النبي ورحمه الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لااله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب الصلوٰۃ" باب "التشهد فى الصلوٰة" ص نمبر ۲۸)

ترجمہ: "حطان بن عبداللہ رقاشیؒ کا بیان ہے کہ میں ابوموسیٰ اشعریؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا جب ہم لوگ تشہد میں بیٹھے تھے تو پیچھے سے کسی آدمی نے کہا نماز نیکی اور زکوٰۃ کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔ ابوموسیٰ اشعریؓ نے بعد ختم نماز پوچھا یہ بات تم میں سے کس نے کہی ہے سب لوگ خاموش رہے تو آپ نے پھر کہا تم لوگ سن رہے ہو بتاؤ کہ تم میں سے یہ بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس نے کہی؟ جب سب لوگ چپ رہے تو آپ نے مجھ سے کہا اے حطان! شاید تم نے یہ کلمے کہے ہیں میں نے عرض کیا جی نہیں۔ میں نے نہیں کہے مجھے تو خوف تھا کہ کہیں آپ خفا نہ ہو جائیں۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا یہ کلمات میں نے کہے ہیں اور اس میں میری نیت صرف بھلائی اور نیکی کی تھی۔ ابو موسیٰ نے جواب دیا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ تم کو اپنی نماز میں کیا پڑھنا چاہئے۔ حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے ہم کو دورانِ خطبہ تمام امور بتائے اور نماز پڑھنا سکھائی ہے۔ وہ اس طرح کہ تم لوگ نماز پڑھنے سے پہلے صفیں سیدھی کر لو۔ پھر تم میں سے کوئی امام بنے اور جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی کہو اور جب وہ "ولا الضالین" کہہ چکے تو تم "آمین" کہو تا کہ اللہ تم سے خوش رہے۔ امام کی تکبیر و رکوع کے ساتھ تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو۔ امام کی تکبیر و رکوع کے بعد تم تکبیر و رکوع ادا کرو اور امام سے پہلے تکبیر و رکوع ادا نہ کرو۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تمہارا ایک لمحہ تاخیر کرنا امام کے رکوع و تکبیرات کے برابر ہی شمار کیا جاتا ہے پھر جب امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "اللھم ربنا لک الحمد" کہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سنتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبانی کہا ہے کہ جو کوئی اللہ کی تعریف و توصیف کرتا ہے تو اللہ اس کو سنتا ہے امام جب تکبیر کہے اور سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور سجدہ کرو۔ کیونکہ تم سے ایک لمحہ پہلے امام تکبیر کہتا اور سجدہ و رفع کرتا ہے اور تم ایک لمحہ یہ اعمال کرو تو تم اس کے ساتھ رہو گے اور امام جب تشہد میں بیٹھے تو تم میں سے ہر ایک یہ دعا پڑھے۔"

﴿التحیات الطیبات و الصلوٰت للہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ﴾

قارئین کرام! الیاس صاحب نے حدیث پوری نقل نہیں کی کیونکہ اس حدیث میں جس کو میں نے نقل کیا ہے خط کشیدہ الفاظ کو الیاس نے نہیں نقل کیا اور پھر الیاس صاحب نے جس طرح حدیث نقل کی یعنی "عن ابی موسیٰ قال ان رسول اللہ ﷺ الخ" اس انداز سے اس حدیث کو شروع کرنے سے پہلے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث یہاں ہی سے انہی الفاظ کے ساتھ شروع ہوتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ ان الفاظ سے پہلے بھی حدیث ہے جن الفاظ سے الیاس صاحب نے اس حدیث کو شروع کیا۔ اگر الیاس صاحب پوری حدیث نقل کرتے تو شاید ایک قاری اس حدیث پر پہلی ہی نظر میں الیاس صاحب کے بہکاوے میں نہ آتا کیونکہ الیاس صاحب نے اس حدیث میں کچھ الفاظ کو تو نقل ہی نہیں کیا جو اس حدیث میں شامل ہیں جبکہ کچھ ایسے الفاظ کو نقل کر دیا جو اس حدیث میں شامل نہیں ہیں۔ جیسا کہ ان شاء اللہ آگے آنے والی تفصیل سے یہ بات واضح ہو جائے گی۔

چنانچہ الیاس صاحب کی نقل کردہ حدیث کے حوالے سے ان کے پیش کردہ نکات کے جوابات یہ ہے۔

۱۔ الیاس صاحب نے مسلم شریف کی جس روایت کو نقل کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ہی نبی ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے۔ (جیسا کہ اس حدیث کے پورے الفاظ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے جن کو میں نے نقل کیا ہے) کیونکہ حطان بن عبداللہ رقاشی صحابی نہیں ہیں اگر صحابی ہوتے تو پھر اس واقعہ کو عہد نبوی کا شمار کیا جاتا۔

۲۔ الیاس صاحب کا یہ کہنا کہ اس حدیث میں امام اور مقتدی کے کرنے والے کاموں کا تعین کر دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں کون سا نماز کا پورا طریقہ بیان ہے۔ اس لیے کہ اس حدیث میں تو یہ بھی نہیں ہے کہ رکوع اور سجدے میں امام یا مقتدی کیا پڑھیں اور نہ ہی اس حدیث میں امام اور مقتدی کے سلام پھیرنے کا بیان ہے حالانکہ دونوں طرف سلام پھیرنا تحليل صلوة ہے۔

۳۔ اس کا جواب ان شاء اللہ ۴ میں آئے گا۔

۴۔ اس کا جواب خود آمین کہنے والی حدیث سے ثابت ہے۔ اس کی تفصیل میری اس کتاب میں حنفی مقلدین کی پہلی دلیل کے جواب نمبر ۱۰ میں پڑھیں۔

۵۔ اس کے جواب کے لیے نمبر ۴ پڑھیں۔ یعنی حنفیوں کی پہلی دلیل کے دسواں جواب میں۔

۶۔ اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث سے فاتحہ خلف الامام کا ممنوع اور منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس سے تو نماز میں غیر ضروری بات چیت سے منع کیا گیا ہے۔ (یہ بھی ایسی صورت میں ہے اگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ثابت ہو جائے جیسا کہ آئندہ تفصیل میں آئے گا ان شاء اللہ) نہ کہ قرأت سے جو کہ ہر نمازی پر فرض ہے۔ امام مسلم اسی لیے اس حدیث کو ''قرأت فی الصلوة'' کے باب میں نہیں لائے ہیں بلکہ اس کو باب التشهد فی الصلوة میں ذکر کیا ہے۔ جس سے مقصود تشہد کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم دینا ہے اور تشہد کے الفاظ نقل کرنا ہیں۔

قارئین کرام! اب آئیں اس حدیث کے الفاظ ﴿و اذا قرأ فانصتوا ﴾ کی طرف جن کو الیاس صاحب نے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام کا یہ حکم کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش ہو جاؤ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح مسلم شریف کی جس روایت کو الیاس صاحب نے نقل کیا ہے یعنی ''عن ابی موسیٰ'' کے الفاظ سے تو اس روایت میں مسلم شریف میں "واذا قر فانصتوا" کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ یہ الفاظ قتادہ کی ایک دوسری روایت میں ہیں۔ لیکن قتادہ کی اس روایت کے بارے میں جس میں "واذا قر فانصتوا" کے الفاظ ہیں مسلم شریف کے متن میں ان پر اس طرح تبصرہ کیا گیا ہے۔ (اس روایت کے پورے الفاظ یہ ہیں)

﴿عن قتادة فی هذا الاسناد بمثله وفی حديث جرير عن سليمان عن قتادة من الزيادة واذا قرء فانصتوا وليس فی حديث احد منهم فان الله عزو جل قال علٰی لسان نبيه ﷺ سمع الله لمن حمده الّا فی رواية ابی كامل وحده عن ابی عوانة قال ابو اسحاق قال ابو بكر بن اخت ابی النضر فی هذا الحديث فقال مسلم تريد احفظ من سليمان فقال له ابو بكر فحديث ابی هريرة قال هو صحيح يعنی واذا قرأ فانصتوا فقال هو عندی صحيح فقال لِمَ لَمْ تضعه ههنا فقال ليس كل شئی عندی صحيح وضعته ههنا انما وضعت ههنا ما اجمعوا عليه﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ ص نمبر ۳۱ باب "التشهد فی الصلوة" کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: '' قتادہ نے ایک دوسری روایت بھی اس اسناد کے ساتھ روایت کی ہے۔ علاوہ ازیں جریر نے سلیمان کے ذریعہ قتادہ کی زبانی یہ حدیث بیان کی ہے۔ جس میں یہ الفاظ ہیں کہ امام جب قرأت کرے تو مقتدی خاموش سنتے رہیں۔ ابو کامل کی روایت جو صرف ابوعوانہ کی زبانی ہے اس کے علاوہ کی اور حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی یہ فرمایا ہو کہ جو بندہ تعریف الٰہی کرتا ہے تو اللہ اس کی تعریف سنتا ہے۔ البتہ امام مسلم کے شاگرد ابو اسحاق نے کہا کہ ابو بکر جو ابو نضر کے بھانجے ہیں وہ اس روایت کو محل گفتگو کہتے ہیں۔ امام مسلم کا بیان ہے کہ سلیمان سے زیادہ حافظ کون ہے۔ ابو بکر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریافت پر امام مسلم نے کہا کہ ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ حدیث بالکل صحیح ہے کہ امام کی قرأت پر مقتدی خاموش سنتا رہے۔ پھر امام مسلم نے دریافت پر جواب دیا کہ یہ ضروری نہیں کہ جس روایت کو میں صحیح سمجھوں اسے اپنی کتاب میں لکھوں۔ بلکہ میں نے اس کتاب میں وہ احادیث لکھی ہیں جو متفقہ طور پر صحیح ہیں۔''

مندرجہ بالا حدیث میں جو ﴿واذا قرئ فانصتوا﴾ کے الفاظ وارد ہیں ان کے بارے میں امام نووی نے مسلم شریف کی شرح نووی میں اس حدیث کے حاشیے میں لکھا ہے۔ اس حدیث میں ﴿واذا قرأ فانصتوا﴾ کے الفاظ کی زیادتی پر علماء کا باہمی اختلاف ہے۔ اس حدیث میں ﴿واذا قرأ فانصتوا﴾ کے الفاظ کی زیادتی پر علماء کا باہمی اختلاف ہے۔ یحییٰ بن معین، ابوحاتم رازی، دارقطنی اور حاکم ابوعبداللہ کے شیخ حافظ ابوعلی نیشاپوری نیز امام بیہقی نے اپنی سنن کبیر میں ابوداؤد کی طرح لکھا ہے کہ ان الفاظ کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔ نیز سلیمان تیمی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں قتادہ کے تمام دوستوں کی مخالفت کی ہے۔ علاوہ ازیں تمام حافظین حدیث کا اتفاق ہے کہ اس حدیث میں ان الفاظ کی زیادتی صرف ایک ضعیف روایت ہے اور اس سے بڑھ کر امام مسلم کی صحت بیان کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ انہوں نے خود اس روایت کو اپنی صحیح میں شامل نہیں کیا۔ (از امام نووی رحمۃ اللہ علیہ)

"واذا قرا فانصوا" کے الفاظ کے بارے میں امام المحدثین امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔

﴿قال البخاری و روی سلیمان التیمی و عمر بن عامر بن قتادة عن یونس بن جبیر عن عطاء عن موسیٰ فی حدیثه الطویل عن النبی ﷺ اذا قرء فانصتوا ولم یذکر سلیمان فی هذه الزیادة سماعاً من قتادة ولا قتادة من یونس بن جبیر و روی هشام وسعید وهمام وابو عوانة وابان بن یزید وعبیدة عن قتادة ولم یذکر واذا قرأ فانصتوا وصح لکان یحتمل سوی فاتحة الکتاب وان یقرأ فیما یسکت الامام واما فی ترک فاتحة الکتاب فلم یتبین فی هذا الحدیث﴾ (جزءالقراۃ مترجم ص نمبر ۱۳۰ از امام بخاری)

ترجمہ: ''امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰ نے ان الفاظ کا سماع قتادہ سے ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی قتادہ نے ان کا سماع یونس بن جبیر سے کیا ہے۔ نیز یہ حدیث ہشام، سعید، ہمام، ابوعونہ، ابان بن یزید اور ابوعبیدہ نے ابوقتادہ سے بیان کی ہے اس میں یہ الفاظ "اذا قرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فانصتوا" کے نہیں ہیں اور اگر ان الفاظ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر سورۃ فاتحہ کے علاوہ کے لیے یہ حکم ہو سکتا ہے۔ نیز سری نمازیں بھی اس حکم سے مستثنیٰ رہیں گی اور اگر اس سے ترک فاتحہ کا ثبوت لیا جائے تو وہ نہیں ہوگا۔"

"واذا قرا فانصتوا" کے الفاظ کے بارے میں امام البیہقی "کتاب القرأۃ خلف الامام" مترجم ص نمبر ۹۶ پر لکھتے ہیں۔

"اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں سعید بن منصور اور قتیبہ بن سعید اور ابو کامل اور محمد بن عبدالملک عن ابی عوانہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ عن ابی اسامہ عن سعید بن ابی عروبہ اور ابوغسان مسمعی عن معاذ بن ہشام عن ابیہ کلھم عن قتادہ بیان کیا ہے۔ لیکن کسی حدیث میں بھی "واذا قرا فانصتوا" کے الفاظ نہیں ہیں۔ (گویا کہ چھ سندوں میں یہ لفظ نہیں ہے)

پھر اس حدیث کو اسحاق بن ابراہیم عن جریر عن سلیمان عن قتادہ سے بیان کیا ہے۔ پھر اس کے بعد یہ فرمایا کہ جریر عن سلیمان عن قتادہ کی روایت میں "اذا قرأ فانصتوا" کے الفاظ زیادہ ہیں حالانکہ دوسری کسی سند میں یہ الفاظ نہیں آتے۔

پھر اس کے بعد امام بیہقی نے اس حدیث کی اسناد بیان کرنا شروع کی ہیں۔ حدیث ابوعوانہ عن قتادہ اور حدیث ابن ابی عروبہ (کی دو سندیں) اور حدیث دستوائی کی اور حدیث معمر بن راشد کی تمام نے قتادہ کے واسطے سے ابو موسیٰ کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ نے صحابہ کو نماز پڑھائی تو جب بیٹھے تو کسی ایک شخص نے کہا۔ ﴿اقرت الصلوٰۃ بالبر والزکوٰۃ﴾ ابو موسیٰ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا یہ الفاظ کس نے کہے تھے لوگ خاموش رہے۔ ابو موسیٰ نے تین مرتبہ پوچھا پھر کہا کہ اے حطان شاید کہ تو نے یہ کہے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے یہ الفاظ نہیں کہے میں ڈرا آپ کہیں ناراض نہ ہونے لگیں کہ اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ میں نے یہ الفاظ کہے تھے۔ لیکن میں نے اپنے خیال میں کوئی برے لفظ تو نہیں کہے۔ تب ابو موسیٰ نے کہا تم جانتے نہیں کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا پس ہمیں نماز سکھلائی اور اس کا طریقہ بیان فرمادیا۔ پس آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو صفیں سیدھی کرو اور کوئی ایک تم سے ۔۔۔۔۔ امامت کرائے جب امام اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو جب امام ﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین﴾ کہے تو تم آمین کہو اور اللہ تم سے محبت کرے گا۔ پھر جب امام تکبیر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی تکبیر اور رکوع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو پس امام تم سے پہلے رکوع کرے گا اور تم سے پہلے ہی رکوع سے اٹھے گا تو تمہارا فاصلہ بھی اس کے مطابق ہوتا جائے گا پھر جب امام "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم کہو" ربنا لك الحمد" کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے "سمع الله لمن حمده" کہلوایا ہے پھر جب تکبیر کہے اور سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور سجدہ کرو۔ کیونکہ امام تم سے پہلے سجدہ کرے گا اور پہلے ہی سجدہ سے اٹھے گا نبی علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح تمہارا فاصلہ بھی اس کے برابر ہو جائے گا۔ پھر جب تم بیٹھو تو سب سے پہلے یہ الفاظ کہو۔

﴿التحيات الطيبات الصلوة لله السلام عليك ايها النبى ورحمة الله السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله﴾

یہ الفاظ ابو عروبہ کی روایت کے ہیں اسی طرح یزید بن زریع اور اسماعیل بن علیہ اور عبدہ بن سلیمان اور ابو اسامہ حماد بن اسامہ اور روح بن عبادہ قیسی اور مروان بن معاویہ فزاری اور عبادہ بن عوام اور شعیب بن اسحاق اور عبداللہ بن شوذب اور عثمان بن مطہران سب نے سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ سے بیان کیا ہے لیکن کسی نے بھی "واذا قرأ فانصتوا" ذکر نہیں کیا۔

صرف سالم بن نوح عن عمر بن عامر وسعید بن ابی عروبہ عن قتادہ کی سند سے یہ الفاظ ہیں "اذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا" اس حدیث میں یہ زیادتی سلیمان تیمی کا وہم ہے۔ پھر سالم بن نوح نے بھی اسی طرح وہم کے ساتھ ہی اس کو بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ امام ابو داؤد فرماتے ہیں "اذا قرأ فانصتوا ليس بشيءٍ" کہ ان الفاظ کی کوئی وقعت نہیں۔

حافظ علی حسین بن علی کہتے ہیں کہ سلیمان تیمی نے ابو قتادہ کے تمام شاگردوں کی مخالفت کی ہے۔ میرے نزدیک یہ ان کا وہم ہے اور صحیح حدیث وہ ہے جو قتادہ سے ہشام دستوائی اور ہمام اور سعید بن ابی عروبہ اور معمر بن راشد اور ابو عوانہ اور حجاج بن حجاج سے الفاظ بیان کیے ہیں وہ محفوظ ہیں۔

(کتاب القرأۃ خلف الامام مترجم از امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی ص نمبر ۹۶ تا ۹۸)

قارئین کرام! تیسری دلیل کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب "واذا قرأ فانصتوا" کے الفاظ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہی نہیں تو پھر حنفی مقلدین کا ان الفاظ سے مقتدی کے لیے فاتحہ خلف الامام ممنوع اور منسوخ ثابت نہیں ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۴ کا جواب

الیاس صاحب اپنے موقف میں دلیل پیش کرتے ہوئے ابن ماجہ کی درج ذیل حدیث پیش کرتے ہیں۔

﴿عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ انما جعل الامام لیوتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنا ولک الحمد واذا سجد فا سجدوا واذا صلی جالسا فصلوا جلو سا اجمعین﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب اقامة الصلوة والسنته فیها" باب نمبر ۱۳ اذا قرا الامام فانصتو حدیث نمبر ۸۴۶)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام اس لیے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پھر جب وہ قرأت کرے تو چپ رہو اور جب وہ "غیر المغضوب علیهم ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم "اللهم ربنا ولك الحمد" کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

قارئین کرام! مندرجہ بالا حدیث کے کئی جواب ہیں۔

۱۔ اس روایت میں "واذا قرا فانصتوا" کے جو الفاظ آئے ہیں وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں جیسا کہ میں حنفی مقلدین کی تیسری دلیل کے جواب میں ابو موسیٰؓ کی روایت کے بارے تفصیل کے ساتھ بیان کر چکا ہوں۔

۲۔ فرض کر لیا جائے کہ ''واذا قرا فانصتوا'' کے الفاظ صحیح ہیں تو بھی اس سے فاتحہ خلف الامام کے ممنوع اور منسوخ ہونے سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس سے صحیح استدلال یہی کیا جا سکتا ہے اس سے فاتحہ کی قرأت کے علاوہ دوسری قرأت سننے کا حکم ہے۔ جیسا کہ تیسری دلیل کے جواب میں امام بخاری کی کتاب ''جزء القراۃ'' کے حوالے سے بیان کیا جا چکا ہے۔

۳۔ الیاس صاحب نے ابن ماجہ کے حوالے سے جو ابو ہریرہؓ کی روایت بیان کی ہے جس کے الفاظ میں نے بھی اوپر نقل کیے ہیں۔ میری نقل کردہ حدیث میں جو خط کشیدہ الفاظ ہیں ان الفاظ کو الیاس صاحب نے نقل ہی نہیں کیا۔ چنانچہ اگر الیاس صاحب اس حدیث کو مکمل طور پر نقل کرتے تو اس حدیث سے قرأت فاتحہ خلف الامام کے ممنوع ہونے پر استدلال نہ کرتے کیونکہ اس حدیث سے قرأت خلف

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الامام کے ممنوع ہونے کے ثابت کرنے کی بجائے خود یہ حدیث حنفی مقلدین کے خلاف بھی جاتی ہے۔

لہٰذا تقریر استدلال یہ ہے کہ اگر یہ حدیث جس کو الیاس صاحب نے نقل کیا ہے انہی الفاظ کے ساتھ صحیح ہے تو پھر حنفی مقلدین اس پر عمل کیوں نہیں کرتے کیونکہ اس حدیث کے آخر میں ہے۔ اور ان الفاظ کو الیاس صاحب نے نقل ہی نہیں کیا۔

﴿ واذا صلی جالساً فصلوا جلوسا اجمعین ﴾

ترجمہ: ''کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

جبکہ حنفی مقلدین اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کی اقتدا نہ کی جائے۔ اس پر عمل ہے حنفی مقلدین کا۔ جیسا کہ امام محمد کے حوالے سے ان کی کتاب موطا امام محمد مترجم باب نمبر ۴۴ میں حدیث نمبر ۱۶۰ سے بیان کے بعد ہے۔ حنفی مقلدین کا ابن ماجہ کی روایت کردہ ابو ہریرہؓ کی حدیث کے کچھ حصے پر تو عمل ہے اور کچھ پر عمل نہیں ہے جس میں ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو سب بیٹھ کر نماز پڑھیں۔ گویا کہ حنفی مقلدین کا یہ عمل اس آیت کے مطابق ہے کہ

﴿ ....افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک......٥ ﴾ (البقرہ آیت ۸۵)

حالانکہ اس حدیث کے شروع میں یہ بھی ذکر ہے کہ امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور الیاس صاحب کا یہ کہنا کہ جو شخص امام کے پڑھتے وقت خاموش نہیں رہتا اس نے امام کی صحیح اقتدا نہیں کی۔ ہمارا جواب بھی یہی ہے کہ جب اس حدیث سے امام کی پیروی ثابت ہے تو پھر اس حدیث سے امام کے بیٹھ کر نماز پڑھتے وقت بھی اس کی پیروی کرنا ثابت ہے۔

لہٰذا اگر حنفی مقلدین ہمارے خلاف یہ حدیث پیش کریں گے تو یہی حدیث ہم ان کے خلاف پیش کریں گے۔ اور جو جواب اس حدیث کا وہ دیں گے وہی جواب ہمارا ہوگا۔

الیاس صاحب نے امام مسلم کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

﴿ فقال له ابو بکر فحدیث ابی هریرة قال هو صحیح یعنی واذا قرأ فانصتوا فقال هو عندی صحیح ﴾ (صحیح مسلم شریف التشهد فی الصلوٰة)

ترجمہ: ''امام مسلم کے شاگرد ابو بکر نے امام مسلم سے ابو ہریرہؓ کی اس حدیث کی بابت پوچھا تو امام مسلم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے یعنی جس میں واذا قرء فانصتوا کا جملہ آیا ہے۔ وہ میرے نزدیک صحیح ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس کے کئی جواب ہیں۔

۱۔ ایک اس کا جواب یہ ہے کہ "واذا قرا فانصتوا" کے الفاظ میں علماء کا اختلاف ہے جیسا کہ تیسری دلیل کے جواب میں شرح نووی کے حوالے سے بیان کیا جا چکا ہے۔

۲۔ امام مسلم کا خود اس حدیث کو صحیح مسلم شریف میں نقل نہ کرنا یعنی "واذا قراء فانصتوا" کی زیادت کے ساتھ اس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ایسی صحیح نہیں ہے کہ امام مسلم اس کو صحیح مسلم شریف میں نقل کرتے کیونکہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں صرف وہی احادیث نقل کی ہیں جن پر سب کا اجماع ہے۔ چنانچہ یہ حدیث "واذا قرا فانصتوا" کے اضافے کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ تیسری دلیل کے جواب میں ابوموسیٰ کی حدیث کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے۔ امام نوویؒ نے بھی صحیح مسلم کی شرح میں اس روایت کے ضعف کے بارے میں لکھا ہے کہ "تمام حافظین حدیث کا اتفاق ہے کہ اس حدیث میں ان الفاظ کی زیادتی صرف ایک ضعیف روایت ہے۔ الخ"

۳۔ ابو ہریرہؓ کی اس حدیث کے بارے میں جس میں "واذا قرا فانصتوا" کے الفاظ آئے ہیں۔ اس کے بارے میں امام المحدثین امام بخاری نے فرمایا ہے۔

﴿ عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ انما جعل الامام لیوتم بہ زاد فیہ واذا قرأ فانصتوا و روی عبداللہ عن اللیث عن ابن عجلان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃؓ وعن ابن عجلان عن مصعب بن محمد و القعقاع وزید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا عثمان قال ثنا بکر عن ابن عجلان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃؓ عن النبی لم یذکروا فانصتوا ولا یعرف ھذا من صحیح حدیث ابی خالد الاحمر قال احمد اراہ کان یدلس قال ابو السائب عن ابی ہریرۃؓ اقرأ بھا فی نفسک وقال عاصم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃؓ اقرأ فیما یجھر وقال ابو ہریرۃؓ کان النبی ﷺ یسکت بین التکبیر والقرأۃ فاذا قرأ فی سکتۃ الامام لم یکن مخالفاً لحدیث ابی خالد لانہ یقرأ فی سکتات الامام فاذا قرأ انصت وروی سھیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ ولم یقل مازاد ابو خالد وکذٰلک روی ابو سلمۃ وھمام وابو یونس وغیرہ واحد عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ یتابع ابو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد فی زیادته﴾ (جزء القراۃ از امام بخاری مترجم ص نمبر ۱۳۱ سے ۱۳۲)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ کی ایک روایت میں بھی یہ الفاظ روایت کیے جاتے ہیں ''جعل الامام لیؤتم به'' اس میں زیادہ کیا ہے '' اذا قرأ فانصتوا'' یہ لفظ اعرج اور ابو صالح سے عن ابی ہریرہؓ نقل کیے گئے ہیں۔

''لیکن یہ روایت ابوزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہؓ آئی ہے اس میں ''اذا قرأ فانصتوا'' کے الفاظ نہیں ہیں۔ نیز یہ الفاظ ابو خالد احمر کی روایت میں بھی صحت سے ثابت نہیں ہیں۔ امام احمد کہتے ہیں میرا خیال ہے وہ مدلس ہے۔ ابولسائب کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ابی ہریرہؓ نے کہا اپنے دل میں پڑھا کر۔''

عاصم سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں ابو صالح عن ابی ہریرہؓ کہ امام جہراً پڑھے تو بھی سورہ فاتحہ پڑھ۔
ابو ہریرہؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموش رہتے تو جب مقتدی اس خاموشی کے وقفے میں نبی ﷺ کے حکم قرأت فاتحہ پر عمل کر لے تو پھر ابو خالد کی روایت کی بھی مخالفت نہیں ہوتی۔

کیونکہ وہ تو امام کی خاموشی کے سکتات میں پڑھتا ہے۔ پھر جب امام قرأت کرے تو خاموش ہو جائے۔
نیز یہ حدیث سہیل عن ابیہ عن ابی ھریرہؓ یعنی رسول اللہ ﷺ سے مروی ھے۔ لیکن اس میں ابو خالدؒ کی زیادتی کے لفظ نہیں ھیں (یعنی اذا قرأ فانصتوا کے) نیز اسی طرح ابو سلمہ ہمام ابو یونس وغیرہ نے بھی ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان کی ھے جن میں یہ لفظ نہیں ھیں اور ابو خالد کی زیادتی (اذا قرأ فانصتوا) کی کس نے متابعت نہیں کی۔ اس کے علاوہ امام بیہقیؒ نے کتاب القراۃ مترجم صفحہ نمبر ۹۹ سے ۱۰۲ تک لکھا ہے کہ ''واذا قرأ فانصتوا'' کے الفاظ اگر صحیح ہوتے تو پھر روای حدیث سیدنا ابوھریرہؓ نبی ﷺ کی وفات کے بعد نہ تو خود جہری اور سری نمازوں میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے اور نہ ہی فاتحہ خلف الامام کا فتویٰ دیتے جیسا کہ صحیح روایت سے ثابت ہے۔

﴿عن ابی هریرةؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من صلی صلوٰة لم یقرأ فیها بام القرآن فهی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لابی هریرة انا نکون وراء الامام فقال اقرأ بها فی نفسک ...﴾

(صحیح مسلم شریف نووی مترجم جلد نمبر ۲ ''کتاب الصلوۃ'' باب ''ہر رکعت میں قرآن پڑھنا واجب ہے۔'')

ترجمہ ''ابوھریرہ کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی یہ جملہ آپ نے تین بار ارشاد فرمایا لوگوں نے پوچھا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں ابوھریرہؓ نے جواباً کہا اس وقت تم لوگ آہستہ سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔"

دلیل نمبر ۵ کا جواب

الیاس صاحب نے قرأت خلف الامام کے ممنوع ہونے کے بارے درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔

﴿عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا قال القاری غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال من خلفه اٰمین فوافق قوله قول اهل السماء غفرله ماتقدم من ذنبه﴾ (صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم کتاب الصلوٰۃ باب التسمیع والتحمید والتامین ص ۳۴)

ترجمہ: "ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قرآن کریم پڑھنے والا جب "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" کہے اور اس کے پیچھے والا شخص آمین کہے اور اس کا کہنا آسمان والوں کے آمین کے کہنے کے عین وقت میں ہو تو اس شخص کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔" قارئین کرام اس کے کئی جواب ہیں۔

۱- اس سے پہلے دلیل نمبر ۴ کے جواب کے آخر میں (یعنی ابو ہریرہؓ والی حدیث کے جواب نمبر ۴ میں) صحیح مسلم شریف کے حوالے سے یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ سیدنا ابو ہریرہؓ جو مندرجہ بالا آمین والی حدیث کے راوی ہیں خود وہ نبی علیہ السلام کے فوت ہونے کے بعد جہری اور سری نمازوں میں امام کے پیچھے اُم القرآن کو پڑھتے رہے ہیں اور فاتحہ خلف الامام کا ہی فتویٰ بھی دیتے رہے ہیں۔

۲- ﴿قال عطاء امین دعاء امن ابن الزبیر ومن ورآءہ حتی ان للمسجد للجّة وکان ابو ہریرۃؓ ینادی الامام لا تفتنی باٰمین وقال نافع کان ابن عمر لا یدعو ویحضھم وسمعت منه فی ذٰلک خبراً﴾ (بخاری شریف جلد ا باب ۵۰۱)

اس حدیث کا ترجمہ حنفی مقلدین کی پہلی دلیل کے دسواں جواب میں گزر چکا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہؓ کا امام کو یہ کہہ دینا کہ میری آمین فوت نہ کرا دینا یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ صحابہ امام کے پیچھے سری اور جہری نمازوں میں قرأت فاتحہ کرتے تھے۔ کیونکہ اگر ابو ہریرہؓ امام کے پیچھے فاتحہ کی قرأت نہ کرتے ہوتے تو پھر امام کے ولا الضالین کہنے پر صرف آمین کہنے سے آمین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوت ہونے کا کوئی اندیشہ نہ ہوتا- امام کے پیچھے مقتدی کی آمین کہنے سے آمین کے فوت ہونے کا اندیشہ اسی وقت ہوتا جب امام جلدی جلدی فاتحہ پڑھ لے اور امام کے جلدی جلدی فاتحہ پڑھنے کی وجہ سے مقتدیوں کا امام کے ساتھ جلدی جلدی فاتحہ نہ پڑھ سکنے سے آمین فوت ہونے کا اندیشہ ہوتا- لہٰذا الیاس صاحب ابو ہریرہؓ کی آمین والی اس حدیث سے فاتحہ خلف الامام کے ممنوع ہونے کے بارے استدلال نہیں کر سکتے کیونکہ سیدنا ابو ہریرہؓ خود فاتحہ خلف الامام کے فاعل اور قائل ہیں اور اسی کے مطابق وہ فتوی دیتے ہیں-

۳- حنفی مقلدین خود تو اس آمین والی حدیث پر اور اس کے علاوہ اس باب میں بیان کی جانے والی صحیح احادیث پر عمل نہیں کرتے تو پھر ان احادیث سے فاتحہ خلف الامام کے ممنوع ہونے کے بارے استدلال کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ سیدنا ابو ہریرہؓ ہی کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا-

﴿عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا امّن الامام فامنّوا فانہ من وافق تامین تامین الملائکۃ غفر لہ ماتقدم من ذنبہ قال ابن شہاب کان رسول اللہ ﷺ یقول اٰمین﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم کتاب الصلوۃ باب التسمیع والتحمید والتامین)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا امام جب آمین کہے تو مقتدی بھی آمین کہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے برابر ہو جائے گی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے- ابن شہاب کا بیان ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ آمین کہا کرتے تھے-''

چنانچہ مندرجہ بالا حدیث کی رو سے امام اور مقتدی کو بلند آواز سے آمین کہنے کا حکم ہے- کیونکہ امام بلند آواز سے آمین کہے گا تو پھر ہی مقتدی اس کی آمین کو سن کر ساتھ ہی آمین کہیں گے (اس کی مزید تفصیل ان شاءاللہ آمین کے باب میں آئے گی) جبکہ حنفی مقلدین کا عقیدہ اور عمل اس حدیث کے برعکس ہے کیونکہ حنفی مقلد نہ امام بلند آواز سے آمین کہتا ہے اور نہ ہی مقتدی اونچی آواز سے آمین کہتا ہے- چنانچہ الیاس صاحب اپنی کتاب کے ص نمبر ۱۶۱ پر آمین کے باب میں لکھتے ہیں کہ:

﴿عن ابی معمر عن عمر بن الخطاب انہ قال یخفی الامام اربعاً التعوذ و بسم اللہ الرحمٰن الرحیم واٰمین وربنالک الحمد﴾ (عینی شرح ہدایہ ج نمبر ۱ ص نمبر ۶۲۰)

ترجمہ: ابو معمر عمرؓ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ امام چار چیزوں کو آہستہ آواز سے کہے- اعوذ باللہ' بسم اللہ الرحمن الرحیم' آمین' ربنالك الحمد-''

لہٰذا جب حنفی مقلدین کے نزدیک نہ امام اونچی آواز سے آمین کہے اور نہ مقتدی تو پھر ابو ہریرہؓ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمین والی ایک حدیث سے فاتحہ خلف الامام کے ممنوع ہونے کے بارے میں استدلال کرنا اور امام کی اور مقتدی کی بلند آواز سے آمین کہنے والی حدیث کا انکار کیونکر انصاف ہوسکتا ہے۔

دلیل نمبر ٦ کا جواب:

الیاس صاحب فاتحہ خلف الامام کے ممنوع ومنسوخ ہونے کے بارے میں اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

﴿عن ابی ہریرةؓ عن النبی ﷺ اذا امّن القاری فامّنوا فان الملائکة تأمن﴾

(بخاری شریف جلد نمبر ا مترجم)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب قرآن پڑھنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ بے شک فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔''

حنفی مقلدین کی اس دلیل کا جواب دلیل نمبر ۵ کے جواب میں گزر چکا ہے کیونکہ مندرجہ بالا آمین والی حدیث کے راوی صحابی سیدنا ابو ہریرہؓ خود نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد جہری اور سری نمازوں میں فاتحہ خلف الامام پڑھتے رہے ہیں اور اسی کے مطابق فتویٰ بھی دیتے رہے ہیں۔ اور اس کے ایک دوسرے جواب کے لیے بھی دلیل نمبر ۵ کے تیسرے جواب کے بیان میں یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ حدیث ''اذا امّن القاری فامّنوا فان الملائکة تئومن'' پر حنفی مقلدین کا اپنا عمل بھی نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے دلیل نمبر ۵ کے تیسرے جواب کا مطالعہ کریں۔

دلیل نمبر ۷ کا جواب

منکرین فاتحہ خلف الامام بشمول الیاس صاحب نے درج ذیل حدیث سے فاتحہ خلف الامام ممنوع ہونا ثابت کیا ہے۔

﴿عن ابی بکرةؓ انه انتهٰی الٰی النبی ﷺ وهو راکع فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذٰلک النبی ﷺ فقال زادک اللّٰه حرصاً ولا تعد۔﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر ا کتاب الاذان باب نمبر ۵۰۴ ''صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کر لینا'' حدیث نمبر ۷۴۶)

ترجمہ: ''ابو بکرہؓ سے وہ نبی ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ ﷺ رکوع میں تھے تو صف میں شامل ہونے سے پہلے انہوں نے رکوع کر لیا پھر نبی ﷺ سے یہ بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا اللہ اس سے زیادہ تجھ کو حرص دے لیکن پھر ایسا نہ کرنا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۷ کا جواب

قارئین کرام! جس فعل سے نبی ﷺ روکیں اور صحابہ کرام اس فعل پر پھر بھی عمل کریں یہ تو صحابہ کرام کے شایان شان نہیں ہے- کیونکہ صحابہ کرام نبی ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے اللہ تعالیٰ کی وعید کے کیونکر حقدار بنیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے-

﴿ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين له الهدى ويتبع غير سبيل المومنين نوله ماتولى ونصله جهنم وسآء ت مصيرا o﴾ (سورہ النساء:۱۱۵)

ترجمہ: ''اور جو کوئی برخلاف کرے رسول کے پیچھے اس کے ظاہر ہوئی اور واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کی متوجہ کریں گے۔ ہم اس کو جدھر متوجہ ہوا اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بری جگہ ہے پھر جانے کی۔''

اگر کوئی اس حدیث سے فاتحہ خلف الامام کے ممنوع یا منسوخ ہونے کے بارے میں استدلال کرے کہ ابوبکرہؓ کے صف میں شامل ہونے کے پہلے رکوع کرنے سے بغیر سورۃ فاتحہ پڑھے ان کی وہ رکوع والی رکعت شمار میں لائی جائے گی- تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ابوبکرہؓ کے لیے اس رکوع والی رکعت کو شمار کیا گیا ہے تو پھر ابوبکرہؓ کے لیے اسی نماز کے لیے ہوگا نہ کہ ابوبکرہؓ کو اس نماز کے علاوہ اور کسی نماز کے لیے اجازت ہوگی- جیسا کہ نبی ﷺ نے ابوبکرہؓ کو فرما دیا تھا کہ "ولا تعد" یعنی پھر نہ ایسا کرنا کہ صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر لو اور پھر رکوع کی حالت ہی میں چل کر صف میں شامل ہو-

اگر کوئی اب بھی ابوبکرہؓ کی اس حدیث سے یہ استدلال کرے کہ رکوع میں شامل ہونے والے شخص کی بغیر سورۃ فاتحہ پڑھے رکعت شمار ہو جائے گی تو پھر ان لوگوں کو صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر لینا جائز شمار کرنا ہوگا- حالانکہ جو لوگ ابوبکرہؓ کی اس حدیث سے رکوع کی رکعت شمار کرتے ہیں وہ یہ فعل نہیں کرتے کہ جونہی وہ مسجد میں داخل ہوں اور امام کو رکوع کی حالت میں پا کر وہیں سے رکوع کر لیں اور اس طرح رکوع کی حالت ہی میں چل کر صف میں جماعت کے ساتھ شریک ہو جائیں جبکہ صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ جو لوگ ابوبکرہؓ کی اس حدیث سے رکوع کی رکعت بغیر سورۃ فاتحہ پڑھے شمار کرتے ہیں وہ خود بھی ابوبکرہؓ کی اس حدیث پر عمل نہیں کرتے ہیں- یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا مشاہدہ ہے اگر ابو بکرہ ؓ کی اس حدیث پر ان کا مکمل طور پر عمل ہے تو پھر وہ جونہی مسجد میں داخل ہوں اور امام کو جماعت کے ساتھ رکوع کی حالت میں پائیں تو ان کو مسجد میں داخل ہوتے ہی صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر لینا چاہئے اور پھر رکوع کی حالت ہی میں چل کر صف میں شامل ہو جانا چاہئے۔

لہٰذا جب ابو بکرہ ؓ کی اس حدیث کے مطابق صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کرنا اور پھر اسی حالت میں چل کر صف میں شامل ہونا جائز نہیں ہے تو پھر اس حدیث سے امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے والے کی رکعت کیونکر شمار ہو سکتی ہے۔ لہٰذا جو لوگ ابو بکرہ ؓ کی اس حدیث سے رکوع کی رکعت شمار میں لاتے ہیں ان کو ابو بکرہ ؓ کی اس حدیث کے مطابق صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع کر لینا جائز ماننا پڑے گا۔ جبکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ جب ابو بکرہ ؓ کو اس فعل کے بعد دوبارہ اس فعل کو کرنے کی اجازت نہیں ہے تو پھر ابو بکرہ ؓ کے بعد اور کسی کو اس طرح کرنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔

قارئین کرام! ابو بکرہ ؓ کی حدیث کے حوالے سے جو جواب صف میں شامل ہونے سے رکوع نہ کرنے کے بارے میں حنفی مقلدین کا ہوگا وہی جواب فاتحہ خلف الامام پڑھنے والوں کا ابو بکرہ ؓ کی اس حدیث کے حوالے سے رکوع والی رکعت کے بارے میں ہوگا۔

دلیل نمبر ۷ کا دوسرا جواب

الیاس صاحب کی مدرک رکوع کی رکعت کے متعلق ابو بکرہ ؓ کی حدیث کا ایک جواب یہ ہے کہ حدیث میں ہے۔

۱۔ ﴿عن عبيد الله ابي قتادة عن ابيه قال بينما نحن نصلي مع النبي ﷺ اذ سمع جلبة رجال فلما صلى قال ماشانكم قال قالوا استعجلنا الى الصلوٰة قال فلا تفعلوا اذا اتيتم الصلوٰة فعليكم السكينة فما ادركتم فصلوا وما فاتكم فاتموا﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۴۱۰ "قول الرجل فاتتنا الصلوة ..." حدیث نمبر ۶۰۵ "کتاب الاذان"

ترجمہ: عبداللہ بن ابی قتادۃ سے انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ حارث بن ربعی (صحابی) سے انہوں نے کہا ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی۔ نماز کے بعد فرمایا کہ کیا آواز تھی ہم نے کہا نماز کے لیے جلدی دوڑ کر آئے تھے۔ آپ نے فرمایا (آئندہ) ایسا نہ کرنا جب تم نماز کے لیے آؤ تو اطمینان اور سہولت کو لازم کرلو جتنی نماز پالو اتنی (امام کے ساتھ) پڑھ لو اور جتنی نماز جاتی رہے وہ پوری کرلو۔

۲. ﴿عن ابی هریرةؓ قال سمعت رسول الله ﷺ یقول اذا اقیمت الصلوٰة فلا تاتوها تسعون وأتوها تمشون وعلیکم السکینة فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا﴾۔

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر۲ کتاب المساجد ص نمبر ۱۵۵ باب "نماز کے لیے وقار و سکون سے آنا")

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے جب نماز شروع ہو جائے تو دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ چلتے ہوئے سکون سے آؤ اور جو امام کے ساتھ ملے پڑھ لو اور جو نہ ملے اس کو پورا کرلو۔"

لہٰذا جب مندرجہ بالا دونوں صحیح احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اس شخص کو حکم دیا جس کی نماز کا کچھ حصہ جماعت سے فوت ہو جائے تو وہ شخص اسے پورا کرے۔ چنانچہ ابوبکرہؓ نے اپنی اس نماز کا فوت شدہ حصہ جماعت کے سلام کے بعد پورا کیا ہوگا۔

دلیل نمبر ۷ کا تیسرا جواب:

قارئین کرام! حنفی مقلدین کا بخاری شریف کی مجمل (غیر مفصل) حدیث سے یہ قیاس کرنا کہ نبی ﷺ نے ابوبکرہؓ کو رکوع میں شامل ہونے والی رکعت کو پورا کرنے کے لیے نہیں کہا یعنی ابوبکرہؓ کا قیام اور فاتحہ کے بغیر رکوع میں شامل ہونا اور پھر اس رکعت کو قیام اور فاتحہ کے ساتھ نہ پورا کرنا تو اس کے بھی کئی جواب ہیں۔

۱۔ اس حدیث میں یہ جو حکم نہیں ہے کہ ابوبکرہؓ اپنی نماز پوری کرے تو یہ اس لیے نہیں ہے کہ ابوبکرہؓ نے نبی ﷺ کی احادیث کے مطابق (جو دلیل نمبر ۷ کے دوسرے جواب میں بیان ہو چکی ہیں) جو نماز فوت ہو گئی تھی اس کو پورا کرلیا تھا۔ اس لیے نبی ﷺ کو کہنے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ کیونکہ نبی ﷺ سے صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے غلط نماز پڑھنے والے کو کئی بار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھنے کے لیے کہا جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث کے مطابق آپؐ نے ایک شخص کو تین بار نماز دہرانے کے لیے کہا ملاحظہ فرمائیں۔

(صحیح بخاری "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۱۲ "امر النبی ﷺ الذی لایتم رکوعہ بالا عادۃ" حدیث نمبر ۷۵۶)

لہٰذا جب ابوبکرہؓ نے اپنی نماز پوری کر لی تھی تو وہ رکعت جو رہ گئی تھی اسے دہرا لیا تھا تو پھر اس صورت میں کیونکر ہدایت کا سوال تھا۔

۲۔ بخاری شریف کی ابوبکرہؓ والی حدیث سے نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکرہؓ جب رکوع میں شامل ہوئے تو وہ کس نماز کی کون سی رکعت تھی یعنی وہ نماز فجر کی تھی یا ظہر، عصر، مغرب یا عشاء کی تھی اور نہ ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس نماز کی کون سی رکعت تھی۔

اب اگر فرض کریں کہ ابوبکرہؓ فجر کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع میں شامل ہوئے تو کیا انہوں نے پہلی رکعت جو ان کی فوت ہوگئی تھی سلام پھیرنے کے بعد انہوں نے وہ بھی نہیں پڑھی تھی کیونکہ اگر انہوں نے نہیں پڑھی تو پھر ان کی نماز ہی پوری نہیں ہوئی جبکہ ان کا اس فوت ہونے والی رکعت کا پڑھنا تو ابوبکرہؓ کی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

☆ اگر یہ واقعہ ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز کا تھا اور پھر ابوبکرہؓ پہلی رکعت کی بجائے دوسری، تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں شامل ہوئے تو کیا ابوبکرؓ نے جو نماز فوت ہوگئی تھی وہ پوری نہیں کی تھی جب کہ بخاری شریف میں اس کا ذکر بھی نہیں ہے۔

☆ اگر یہ نماز مغرب کی تھی اور ابوبکرہؓ دوسری یا تیسری رکعت کے رکوع میں شامل ہوئے تھے تو کیا ان کی جو رکعتیں اس نماز کی فوت ہوگئی تھیں وہ انہوں نے پوری نہیں کی تھیں۔

لہٰذا جب ابوبکرہؓ کی نماز میں شامل ہونے کی مندرجہ بالا کئی صورتوں میں سے کوئی صورت بھی ہو سکتی ہے۔ جبکہ بخاری شریف کی اس حدیث سے تو ایسی کسی بھی صورت میں ابوبکرہؓ کو فوت شدہ نماز پوری کرنے کا حکم ثابت نہیں۔ کیا حنفی مقلدین یہی قیاس کریں گے کہ مندرجہ بالا صورتوں میں ابوبکرہؓ کی جو نماز فوت ہوگئی تھی وہ انہوں نے پوری نہیں کی تھی۔

۳۔ بخاری شریف کی اس غیر مفصل روایت سے حنفی مقلدین کا یہ قیاس کرنا کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکرہؓ کو نماز دہرانے کے لیے نہیں کہا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپؐ نے ابوبکرہؓ کو نماز دہرانے کے لیے کہا ہے جیسا کہ امام بخاری نے جزء القراۃ میں بیان کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا محمد بن مرداس ابو عبد الله الانصاری قال ثنا عبدالله بن عیسٰی ابو خلف الخزا زعن یونس عن الحسن عن ابی بکرۃؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم صلی صلوٰۃ الصبح فسمع نفسا شدیدا اوبھرا من خلفه فلما قضٰی رسول اللهﷺ الصلوٰۃ قال لابی بکرۃ انت صاحب ھذا النفس قال نعم جعلنی الله فداک خشیت ان تفوتنی رکعة معک فاسرعت المشی فقال له رسول اللهﷺ زادک الله حرصا ولا تعدصل ما ادرکت واقض ماسبق﴾

(جزالقرأۃ از امام بخاری نمبر ۲۱۴)

ترجمہ: ''امام بخاری نے ابوبکرہؓ کی حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے صبح کی نماز میں (اپنے پیچھے سے) پھولے سانس کی آواز یا ہانپنے کی آواز سنی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکرہؓ! ہانپنے کی آواز تیری تھی۔ اس نے کہا ہاں اللہ کے رسول میں قربان جاؤں میری ہی آواز تھی۔ میں ڈرا کہ کہیں میری رکعت نہ فوت ہو جائے۔ اس لیے میں جلدی چل کر آیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تیری حرص کو زیادہ کرے ایسا مت کر۔ جو تجھے نماز مل جائے وہ پڑھ لے اور جو پڑھی جا چکی ہو اس کو بعد میں پورا کرے۔''

قارئین کرام! امام بخاری نے اس حدیث کو بیان کر کے ان لوگوں کی تردید کی ہے جو کہتے ہیں کہ ابوبکرہؓ کو نبی علیہ السلام نے رکعت لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ اس لیے رکوع کی رکعت ہو گئی تو اس کا جواب اس حدیث سے یہ دیا گیا کہ جو نماز تمہیں جماعت کے ساتھ مل جائے وہ ادا کر لو اور جو نماز رہ گئی وہ سلام کے بعد پوری کر لو۔

۴۔ ابوبکرہؓ کا یہ واقعہ بطور استدلال پیش کرنا حنفی مقلدین کے لیے ویسے ہی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ تو خود حنفی مقلدین کے اصول کے خلاف ہے۔ حنفی مقلدین کے اصول کے مطابق تو ابوبکرہؓ کی نماز اسی وقت فاسد ہو گئی تھی جب انہوں نے مسجد میں داخل ہونے کے ساتھ ہی وہیں پر رکوع کر لیا تھا اور پھر رکوع کی حالت ہی میں چل کر صف میں شامل ہوئے تھے جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث کے مطابق ابو بکرہؓ کا مسجد میں داخل ہوتے ہی بحالت رکوع ہی چل کر جماعت میں شامل ہونا ثابت ہے۔

(ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۲۵۰ "الرجل یرکع دون الصف" حدیث نمبر ۶۷۹ عن ابوبکرہؓ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فتح الباری میں ابوبکرہؓ کی اس حدیث کی تفسیر میں ''طحاوی'' کی یہ روایت بھی ہے۔

﴿وروی الطحاوی باسناد حسن عن ابی ھریرۃؓ مرفوعاً اذا اتی احدکم الصلاۃ فلا یرکع دون الصف حتی یاخذ مکانہ من الصف﴾

(فتح الباری عربی "کتاب الاذان" ابوبکرہؓ کی حدیث کے بیان میں)

اس حدیث کا ذکر آگے کسی مقام پر آئے گا ان شاء اللہ

لہٰذا ایک فاسد فعل سے استدلال کرنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اور فقہ حنفی کا اصول یہ ہے۔

﴿ولو کان مقدار صفین ان مشی دفعۃ واحدۃ فسدت الصلوٰۃ﴾

(فتاویٰ عالمگیری عربی جلد نمبر ا باب "السابع فیما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا وفیہ فصلان)

یعنی اگر کوئی شخص بحالت رکوع صف میں شامل ہونے کے لیے ایک ہی بار میں بقدر دو صف (تقریباً ۸ فٹ) کا فاصلہ طے کرے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور تقریر استدلال یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے دور کے ان دنوں میں مسجد نبوی ﷺ ۱۰۰ گز یعنی ۳۰۰ فٹ لمبی اور اتنی ہی چوڑی تھی (حوالے کے لیے ملاحظہ فرمائیں محمد ادریس کاندھلوی کی کتاب ''سیرت المصطفیٰ ﷺ'' جلد نمبر ا زیر عنوان ''تعمیر مسجد نبوی'' ص نمبر ۴۲۵ تا ۴۳۰)

اب اگر ہم ایک صف ۴ فٹ کی بھی شمار کریں تو پھر بھی مسجد کا رقبہ ۷۵ صفوں پر مشتمل شمار کیا جائے گا اور ابوبکرہؓ کی حدیث میں ہے۔

﴿انہ دخل المسجد﴾ (ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۲۵۰ حدیث نمبر ۶۷۸ عن ابی بکرہؓ) کہ ابوبکرہؓ جب مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے نبی علیہ السلام کو رکوع کی حالت میں دیکھا تو وہ اسی جگہ رکوع میں جھک گئے پھر بعد میں جماعت میں شامل ہونے کی غرض سے وہ بحالت رکوع ہی پچاس یا ساٹھ یا ستر صفوں کا فاصلہ دوڑتے چلے گئے جبکہ فقہ حنفی کے اصول کے مطابق تو ابوبکرہؓ کا دو صفوں کے برابر (تقریباً ۸ فٹ) نماز میں چلنا ہی ابوبکرہؓ کی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

مدرک رکوع کی رکعت کی مزید بحث ''امام کے ساتھ رکوع میں ملنے سے رکوع کی رکعت نہیں ہوتی ہے'' کے عنوان کے تحت آگے آئے گی (ان شاء اللہ)

دلیل نمبر ۸ کا جواب

الیاس صاحب نے جو روایت نقل کی ہے وہ پوری اس طرح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن عطاء بن يسار انه سال زيد بن ثابت عن القراءة مع الامام فقال لا قراءة مع الامام في شيءٍ وزعم انه قرأ على رسول الله ﷺ والنجم اذا هوى فلم يسجد﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ کتاب المساجد باب ''سجود التلاوة'' ص ۱۳۹/۱۴۰)

ترجمہ: ''عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے زید بن ثابتؓ سے امام کے پیچھے پڑھنے کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھنا چاہئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورہ والنجم پڑھی پھر آپ نے سجدہ نہیں کیا۔''

الیاس نے خط کشیدہ الفاظ کو نقل نہیں کیا۔ اور زید بن ثابت کے اس قول سے تو پتہ چلتا ہے کہ سورۃ والنجم میں سجدہ نہیں ہے۔ جبکہ مسلم شریف کی مندرجہ بالا روایت سے پہلے عبداللہؓ کی حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہے۔

﴿عن عبدالله عن النبي ﷺ انه قرء والنجم فسجد فيها وسجد من كان معه غير ان شيخا اخذ كفا من حصى او تراب فرفعه الى جبهته وقال يكفيني هذا قال عبد الله لقد رايته بعد قتل كافراً﴾

(مسلم شریف ایضاً: ص ۱۳۹)

ترجمہ: ''عبداللہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے سورۃ والنجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا آپ کے پاس جتنے لوگ تھے ان سب نے سجدہ کیا مگر ایک بوڑھے (امیہ بن خلف) نے ایک مٹھی بھر مٹی یا کنکر ہاتھ میں لے کر پیشانی سے لگایا اور کہا مجھ کو یہی کافی ہے۔ عبداللہؓ نے کہا میں نے دیکھا اس کو وہ بوڑھا کفر کی حالت میں مارا گیا۔''

لہٰذا عبداللہؓ کی حدیث زید بن ثابتؓ کے قول سے مقدم ہے۔

زید بن ثابتؓ کے قول کے بارے میں امام نووی نے مسلم شریف کی شرح میں اس روایت کی شرح میں لکھا ہے۔

''امام ابوحنیفہؒ نے زید بن ثابتؓ کے قول سے استدلال کیا ہے اور امام کے پیچھے مطلق قرأت سے منع کیا ہے۔ خواہ سورۃ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت خواہ سری نماز ہو یا جہری اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ مقتدی کو سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا چاہئے۔ سری اور جہری نماز میں اور زید کے قول کا جواب یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور فرمایا کہ جب تم میرے پیچھے نماز پڑھو تو کوئی سورت نہ پڑھو سوائے سورۃ فاتحہ کے اور اس کے سوا اور حدیثیں بھی ہیں- پھر رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں زید بن ثابتؓ کے قول پر مقدم ہیں- دوسرے یہ کہ زید بن ثابتؓ کا مطلب قرأت کی ممانعت سے یہ ہے کہ سوا سورہ فاتحہ کے اور کوئی سورت نہ پڑھی جائے اور یہ تاویل ضروری ہے تاکہ اور احادیث کے خلاف نہ ہووے اور یہ جو زید نے کہا کہ انہوں نے سورۃ والنجم رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھی اور آپؐ نے سجدہ نہیں کیا- یہ بظاہر امام مالک کی دلیل ہے جو کہتے ہیں مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے اور سورہ والنجم اور اذا السماء انشقت اور اقرا باسم ربك کے سجدے منسوخ ہیں اس حدیث سے یا عبداللہ بن عباس کی حدیث سے رسول اللہ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا مفصل میں جب سے مدینہ میں آئے- اور یہ مذہب ضعیف ہے کیونکہ ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ ہم نے اذا السماء انشقت اور اقرا باسم ربك میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا (اسی طرح مسلم شریف کی حدیث عبداللہؓ سے والنجم میں سجدہ کرنا ثابت ہے اور علماء نے اس امر پر اجماع کیا ہے کہ ابو ہریرہؓ ۷ھ میں مسلمان ہوئے اور ابن عباسؓ کی حدیث کی اسناد ضعیف ہیں وہ دلیل لانے کے لائق نہیں اور زید کی حدیث سے سجدہ کا ترک ثابت ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ سجدہ تلاوت سنت ہے تو اس کا ترک جائز ہے- اب علماء نے اختلاف کیا کہ سارے قرآن میں تلاوت کے کتنے سجدے ہیں تو امام شافعیؒ اور علما کے ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ قرآن میں سب چودہ سجدے ہیں- دو سورۃ حج میں اور تین مفصل میں اور ص میں سجدہ تلاوت نہیں ہے بلکہ سجدہ شکر ہے اور امام مالک اور علماء کی ایک جماعت کے نزدیک سب گیارہ سجدے ہیں- ان کے نزدیک مفصل کے تینوں سجدے ساقط ہیں اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک سب سجدے چودہ ہیں لیکن سورہ حج میں ایک ہی سجدہ ہے اور ص میں ایک سجدہ ہے اور احمد ابن شریح کے نزدیک پندرہ سجدے ہیں انہوں نے حج کے دونوں سجدوں کو اور ص کے سجدے کو بھی قائم رکھا ہے اور ان سجدوں کے مقامات مشہور ہیں صرف حٰم کے سجدے کے مقام میں اختلاف ہے- امام مالک اور سلف کی ایک جماعت کے نزدیک یہ سجدہ "ان کنتم ایاہ تعبدون" پر ہے اور ابوحنیفہ اور شافعی اور جمہور کے نزدیک "لا یسئمون" پر (نووی)

(مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲)

لہٰذا جب زید بن ثابتؓ کے قول سے سجدہ تلاوت ترک کرنا جائز ہوا تو پھر اس قول سے قرأت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلف الامام کیونکر ممنوع اور منسوخ ہوسکتا ہے لہٰذا زیدؒ کے اس قول کا صحیح مطلب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ کوئی اور سورت جہری نماز میں امام کے پیچھے نہ پڑھی جائے (واللہ اعلم)

قارئین کرام! الیاس صاحب کا یہ کہنا کہ "فی شیءٍ" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ امام کی موجودگی میں مقتدی کو سری اور جہری نماز میں کسی قسم کی قرأت نہیں کرنی چاہئے نہ تو سورہ فاتحہ اور نہ ہی اور کوئی سورہ۔

تو اس کا جواب حنفی مقلدین کی پہلی دلیل کے جواب نمبر ۳، ۷، ۹ میں دیا گیا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

☆ امام کی قرأت کے وقت حنفی مقلدین کے نزدیک امام کے پیچھے دوسری صفوں میں فجر کی سنتیں پڑھنا جائز ہے جبکہ "فی شیءٍ" کے تحت امام کی قرأت کے ہوتے ہوئے ان کو پیچھے فجر کی سنتیں نہیں پڑھنا چاہیے۔ (اقتباس از دلیل نمبر ا کا تیسرا جواب)

☆ امام کے پیچھے حنفی مقلدین کے نزدیک آمین آہستہ آواز سے کہنا جائز ہے لہٰذا جب "فی شیءٍ" کے الفاظ کے ہوتے ہوئے امام کے پیچھے آمین آہستہ آواز سے کہنا جائز ہے تو پھر "فی شیءٍ" کے الفاظ کے ہوتے ہوئے امام کے پیچھے مقتدی کو آہستہ آواز سے فاتحہ پڑھنا کیوں جائز نہیں ہے بلکہ اولیٰ ہے کیونکہ قرأت ہر نمازی کے لیے فرض ہے اور جب سجدہ رکوع وغیرہ جو فرائض نماز ہیں وہ مقتدی پر سے ساقط نہیں ہوتے تو پھر قرأت بھی جو نماز کا ایک فرض ہے وہ کیونکر ساقط ہو سکتی ہے۔ (اقتباس از دلیل نمبر ا جواب نمبر ۷)

☆ حنفی مقلدین کے نزدیک بھی امام اگر نماز میں بھول جائے تو امام کو متنبہ کرنے کے لیے مرد مقتدی کو سبحان اللہ کہنی چاہئے یا امام اگر کوئی آیت بھول جائے تو اسے بتانا چاہئے لہٰذا جب "فی شیءٍ" کے الفاظ کی موجودگی میں مقتدی کو امام کے پیچھے بلند آواز سے سبحان اللہ کہنا جائز ہے تو پھر "فی شیءٍ" کے الفاظ کے ہوتے ہوئے مقتدی کو آہستہ آواز سے آمین کہنا کیونکر ممنوع اور منسوخ ہوسکتا ہے۔ (اقتباس از دلیل نمبر ا کا جواب نمبر ۹)

دلیل نمبر ۹ کا جواب

الیاس صاحب مؤطا امام مالک کی اس حدیث سے قرأت خلف الامام کے ممنوع ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں استدلال کرتے ہیں۔

﴿عن نافع ان عبداللہ بن عمرؓ کان اذا سئل ھل یقرا احد خلف الامام قال اذا صلی احدکم خلف الامام فحسبہ قرأۃ الامام واذا صلی وحدہ فلیقرأ قال و کان عبداللہ بن عمر لا یقرأ خلف الامام۔﴾

(مؤطا امام مالک باب نمبر۱۰ "ترک القراۃ خلف الامام فیما جھر فیہ" حدیث نمبر۴۲)

ترجمہ: ''نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سے کوئی پوچھتا کہ سورۃ فاتحہ پڑھی جائے امام کے پیچھے تو جواب دیتے کہ جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو امام کے پیچھے کافی ہے اس کو قرأت امام کی اور جو اکیلے پڑھے تو پھر قرأت کرے کہا نافع نے اور عبداللہ بن عمرؓ خود امام کے پیچھے نہیں پڑھتے تھے۔''

قارئین کرام! یہ کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے بلکہ یہ تو عبداللہ بن عمرؓ کا اثر ہے لہٰذا اس کے بھی کئی جواب ہیں۔

دلیل نمبر ۹ کا پہلا جواب

مؤطا امام مالک میں اس اثر کی عربی عبارت میں لفظ "قرأۃ" عام ہے اور اس لفظ سے فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کو خاص کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مؤطا کی اس عربی عبارت کے کسی حصے کا ترجمہ یہ نہیں ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے بلکہ لفظ "قرأۃ" عام ہے جبکہ عبداللہ بن عمرؓ کے ایک دوسرے اثر سے فاتحہ خلف الامام پڑھنا ثابت ہے۔

﴿وقال لنا ابو نعیم حدثنا الحسن بن ابی الحسناء حدثنا ابو العالۃ الحسین فسالت ابن عمر بمکۃ اقرا فی الصلوٰۃ قال انی لا ستحیی من رب ھذا البیت ان اصلی صلوٰۃ لا اقرا فیھا ولو بام الکتاب﴾

(جزالقراۃ از امام بخاری مترجم نمبر ۵۷ ص نمبر ۴۴)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مکہ میں سوال کیا گیا کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں تو انہوں نے فرمایا کہ میں رب کعبہ سے شرم کرتا ہوں کہ کوئی بھی نماز ایسی پڑھوں جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھوں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے موطا کے روایت کردہ اثر میں لفظ "قرأة" عام ہے۔ اور جزء ألقرأة کے روایت کردہ اثر سے فاتحہ کی تخصیص ثابت ہے (عبداللہ بن عمرؓ کے اس اثر سے تو ان کا ہر نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ثابت ہے کیونکہ منفرد اور مقتدی کی کوئی تخصیص ہی نہیں کی گئی) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موطا کے اثر میں جو قرأة کا لفظ آیا ہے وہ سورۃ فاتحہ کی قرأت کے علاوہ ہے۔ لہٰذا عبداللہ بن عمرؓ کے دونوں آثار میں تطبیق دینی چاہئے اور وہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ جزء القرأة کے اثر کے مطابق امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے اور موطا کے اثر کے مطابق جہری نمازوں میں فاتحہ کے علاوہ اور کوئی سورۃ نہ پڑھی جائے۔

اسی قسم کی ایک روایت کتاب القرأة از امام بیہقی مترجم ص نمبر ۱۴۱ پر بھی آئی ہے۔

۱۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے بھی نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز مردہ ہے اور نامکمل ہے۔

۲۔ عبداللہ بن عمرؓ ہی سے روایت ہے کہ

﴿ لا صلوٰة لمن لم یقرا بفاتحة الکتاب ﴾

۳۔ ابن صفوان نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن کیا آپ نماز میں قرأت کرتے ہیں فرمایا کہ میں کعبہ کے مالک سے شرم کرتا ہوں کہ کوئی بھی دو ایسی رکعت ادا کروں جن میں سورہ فاتحہ یا پھر کچھ زائد نہ پڑھوں (کتاب القرأة مترجم از امام بیہقی ص نمبر ۲۷)

دلیل نمبر ۹ کا دوسرا جواب

قارئین کرام! جب کسی شے کے تمام افراد پر یا اس کے تمام اجزاء پر کوئی حکم وارد ہوتا ہے اور دوسری حدیث میں اس شے کے بعض افراد یا بعض اجزاء کا استثنا وارد ہوتا ہے تو پہلی حدیث میں بھی دوسری حدیث کا استثنا ضرور ملحوظ ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے۔

﴿ حدثنا جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ اعطیت خمسا لم یعطھن احد من الانبیآء قبلی نصرت بالرعب مسیرة شھر وجعلت لی الارض مسجداً وطھوراً الخ ﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۱ کتاب الصلوٰة باب نمبر ۲۹۶ قول النبی جعلت لی الارض مسجدا وطھورا حدیث نمبر ۴۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ کو پانچ باتیں ایسی ملیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں ایک یہ کہ مہینے کی راہ سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی دوسرا یہ کہ ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ آخر تک۔''

اس حدیث کے مطابق علی سبیل العموم تمام روئے زمین پاک ہے اور مسجد ہونے کا حکم لگایا گیا ہے جبکہ دوسری حدیث میں قبرستان اور حمام وغیرہ کا استثنا آیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿حدثنا موسیٰ بن اسماعیل ثنا حماد ح وحدثنا مسدد ثنا عبدالواحد عن عمرو بن یحییٰ عن ابیہ عن سعید قال قال رسول اللہ ﷺ وقال موسیٰ فی حدیثہ فیما یحسب عمر وان النبی صلیّ اللہ علیہ وسلم قال الارض کلھا مسجد الا الحمام والمقبرۃ﴾

(ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۱۷۳ حدیث نمبر ۴۸۹)

ترجمہ: ''یعنی نبی ﷺ نے فرمایا ساری زمین نماز پڑھنے کی جگہ ہے سوا حمام اور مقبرے کے۔''

اس لیے اس دوسری حدیث کا یہ استثنا پہلی حدیث میں بالاتفاق ملحوظ ومعتبر ہے۔کسی کے نزدیک پہلی حدیث اپنے اطلاق پر باقی نہیں ہے۔

لہٰذا موطا کی روایت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر سے جس میں لفظ "قرأۃ" عام ہے عبداللہ بن عمرؓ کے اس اثر سے جو جزء القرأۃ کے حوالے سے آیا ہے (جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے) فاتحہ کا استثنا وارد ہوا ہے۔یا اسی طرح جن احادیث میں "من کان له امام" سے مطلق قرأت خلف الامام کی ممانعت نکلتی ہے۔یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی کو کچھ نہیں پڑھنا چاہیے نہ سورہ فاتحہ اور نہ اس کے علاوہ اور کوئی سورۃ تو چونکہ احادیث میں سورہ فاتحہ کا استثنا وارد ہوا ہے۔جیسا کہ عبادۃ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں ہے۔

﴿...... قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأبھا﴾

(عن عبادہؓ) (ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۲۸۷ "من ترک القراۃ فی صلوۃ" حدیث نمبر ۸۱۴)

ترجمہ: ''۔۔۔۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مت پڑھا کرو۔مگر سورہ فاتحہ کیونکہ سورہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کا مکمل ترجمہ فاتحہ کے ذیلی عنوان (الف) میں حدیث نمبر ۹ میں پڑھا جا سکتا ہے۔

دلیل نمبر ۹ کا تیسرا جواب

قارئین کرام! نہ جانیں الیاس صاحب کو موطا امام مالک میں عبداللہ بن عمرؓ کا اثر تو نظر آ گیا لیکن موطا امام مالک میں ابو ہریرہؓ کی حدیث نظر کیوں نہ آئی چنانچہ موطا میں ہے۔

﴿عن ابی السائب مولٰی هشام بن زهرة یقول سمعت ابا هریرةؓ یقول سمعت رسول اللهﷺ یقول من صلی صلوٰة لم یقرأ فیها بام القراٰن فهی خداج فهی خداج غیر تمام قال قلت یا ابا هریرةؓ انی احیانا اکون ورآء الامام قال فغمز ذراعی ثم قال اقرأبها فی نفسک الخ﴾

(موطا امام مالک مترجم باب نمبر ۹ "القراء ة خلف الامام فیما لا یجهر فیه بالقراء ة" حدیث نمبر ۳۹)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے جس شخص نے پڑھی نماز اور نہ پڑھی اس میں سورہ فاتحہ تو نماز اس کی ناقص ہے ناقص ہے، ناقص ہے۔ ہرگز تمام نہیں ہے ابو السائب نے کہا اے ابو ہریرہؓ کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو دبا دیا ابو ہریرہؓ نے میرا بازو اور کہا پڑھ لے اپنے دل میں الخ"

دلیل نمبر ۹ کا چوتھا جواب

حنفی مقلدین کا امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے سے رکعت شمار کرنا وہ بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے موطا امام مالک کے اثر اور ان روایات کے خلاف ہے جن کو حنفی مقلدین پیش کرتے ہیں جیسا کہ حنفی مقلدین کا حدیث "من کان له امام" سے استدلال کرنا ہے۔

تو تقریر استدلال اس طرح ہے کہ جو شخص جماعت میں اس وقت آ کر شامل ہو جب امام رکوع میں ہو تو اسے امام کی قرأت کیسے کفایت کرے گی۔ اس لیے کہ جب امام نے اس رکعت کی قرأت کی تھی اس وقت تو وہ مقتدی اس امام کی اقتدا میں تھا ہی نہیں جس رکعت میں وہ شامل ہوا۔ لہٰذا امام کی اس رکعت کی قرأت مقتدی کے لیے کیسے کافی ہوگی جو امام کو رکوع میں پا کر رکوع میں شامل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو- اس لیے حنفی مقلدین کی اس دلیل "من کان له امام" یا عبداللہ بن عمرؓ کے مؤطا امام مالک کے اثر کا جواب یہ ہے کہ اس مقتدی کے لیے قرأت ساقط نہیں ہوئی جو رکوع میں آ کر شامل ہوا ہے کیونکہ نہ تو اس نے خود قرأت کی ہے جو ہر نمازی پر فرض ہے اور نہ ہی اس نے امام کی قرأت سنی ہے- جو اس کے سننے سے ہی کافی ہو جائے-

اور دوسرا یہ کہ جب رکوع اور سجدہ اور قیام وغیرہ جو نماز کے فرائض ہیں وہ امام کے کرنے سے ساقط نہیں ہوتے تو پھر قرأت بھی جو ایک نماز کا فرض ہے جو امام کے قرأت کرنے سے یا رکوع میں شامل ہونے سے (جب مقتدی امام کی قرأت بھی نہیں سنتا ہے) کیونکر مقتدی سے ساقط ہو سکتی ہے-

دلیل نمبر ۹ کا پانچواں جواب

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا امام کے پیچھے قرأت کرنا ثابت ہے اور اس کو حنفی مقلدین نے بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے-

﴿حدثنا صالح قال ثنا سعید قال ثناھشیم قال انا ابو بشر عن مجاھد قال سمعت عبداللہ بن عمرؓ ویقرأ خلف الامام فی صلوٰۃ الظھر من سورۃ مریم﴾ (طحاوی عربی جلد نمبر ا "کتاب الصلوۃ" باب القرأۃ خلف الامام "صفحہ نمبر ۱۲۹)

ترجمہ: "مجاہدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا کہ انہوں نے ظہر کی نماز میں امام کے پیچھے سورہ مریم میں سے کچھ پڑھا-"

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ:

﴿عن حصین قال سمعت مجاھدا یقول صلیت مع عبداللہ بن عمر والظھر والعصر فکان یقرأ خلف الامام﴾ (ایضاً)

اس سے بھی عبداللہ بن عمرؓ کا امام کے پیچھے قرأت کرنا ثابت ہوتا ہے-

دلیل نمبر ۱۰ کا جواب

الیاس صاحب عبداللہ بن عمرؓ کے مندرجہ ذیل اثر سے بھی فاتحہ خلف الامام کی حرمت کی ممنوعیت پر استدلال کرتے ہیں-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن ابن عمر انه كان يقول من صلى وراء الامام كفاه قرأة الامام قال البيهقي هذا هو اصح عن ابن عمر من قوله﴾

(سنن بيهقي من قال لا يقرء خلف الامام)

ترجمہ: ''ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام کی اقتداء میں نماز پڑھے اس کے لیے امام کی قرأت کافی ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ کا یہ قول صحیح ہے۔''

حنفی مقلدین کی اس دلیل کا جواب ان کی دلیل نمبر ۹ کے جواب میں بھی گزر چکا ہے۔ دوبارہ اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے اثر سے قرأۃ خلف الامام ثابت ہے جیسا کہ درج ذیل روایات سے ثابت ہوتا ہے۔

۱. ﴿حدثنا صالح قال ثنا سعيد قال ثنا هشيم قال انا ابو بشر عن مجاهد قال سمعت عبدالله بن عمر ويقرأ خلف الامام فى صلوة الظهر من سورة مريم﴾

(طحاوی جلد نمبر ۱ عربی "كتاب الصلوة" باب "القراة خلف الامام" ص نمبر ۱۲۹)

ترجمہ: ''مجاہد بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا ہے کہ انہوں نے نماز ظہر میں سورۃ مریم سے کچھ پڑھا جبکہ وہ امام کے پیچھے تھے۔''

۲. ﴿حدثنا ابو بكر قال ثنا ابو داؤد قال ثنا شعبة عن حصين قال سمعت مجاهد ايقول صليت مع عبدالله بن عمر والظهر والعصر فكان يقرأ خلف الامام﴾ (ايضاً)

ترجمہ: ''حصین سے مروی ہے کہ انہوں نے مجاہد سے سنا کہ انہوں (مجاہد) نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی تو انہوں نے امام کے پیچھے قرأت کی۔''

لہٰذا سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے ثابت ہوا کہ وہ قرأت خلف الامام کے قائل اور فاعل تھے۔

دلیل نمبر ۱۱ کا جواب

الیاس صاحب نے درج ذیل حدیث سے بھی فاتحہ خلف الامام کے ممنوع اور منسوخ ہونے کے بارے میں استدلال کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن جابر يقول من صلى ركعةً لم يقرء فيها بام القرآن فلم يصل الا ان يكون وراء الامام﴾

(ترمذی "ترك القرأة خلف الامام" موطا امام مالك باب "تجب قرأة فاتحة الكتاب")

ترجمہ: ''جابرؓ فرماتے ہیں کہ جس نے ایک رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز صحیح نہیں ہوئی الا یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔''

الیاس صاحب نے جابرؓ کا مندرجہ بالا قول جو جامع ترمذی کے حوالے سے نقل کیا ہے یہ ترمذی کے باب ''ماجآء فی ترک القرأة خلف الامام اذ جهر الامام بالقرآة ''میں نہیں ہے۔ البتہ اس باب میں سیدنا ابی ھریرہؓ کی ایک حدیث ہے چنانچہ الیاس کی نقل کردہ حدیث ترمذی کے مذکورہ باب کی سیدنا ابی ہریرہؓ کی حدیث سے تشریح میں یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔ اس لیے اس کو اس طرح نقل کرنا گویا یہ تاثر دینے کی کوشش ہے کہ یہ ترمذی کے متن کی حدیث ہے حالانکہ یہ ترمذی کے اس باب کے متن کی حدیث نہیں ہے بلکہ یہ تو اس باب میں بیان کردہ ابو ہریرہؓ کی حدیث کی تشریحی حدیث ہے۔ لہٰذا یہ ترمذی کی حدیث نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

البتہ یہ حدیث مؤطا امام مالک میں ان الفاظ سے ہے۔

﴿عن ابی نعیم وھب بن كيسان انه سمع جابر بن عبدالله يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القران فلم يصل الاورآء الامام﴾

(مؤطا امام مالک عربی اردو باب ۸ "ماجآء فی ام القرآن" حدیث ۳۸)

ترجمہ: ''جابر بن عبداللہؓ کہتے تھے جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو گویا اس نے نماز نہ پڑھی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔''

تو جابر بن عبداللہؓ کی حدیث کا ایک جواب یہ ہے کہ وہ مرفوع احادیث جس میں فاتحہ خلف الامام کے پڑھنے کا بیان ہے وہ جابرؓ کے اس قول پر مقدم ہیں۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ ترمذی کے جس باب کے حوالے سے الیاس صاحب نے جابر بن عبداللہؓ کا قول نقل کیا ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے یہ بھی جہری نماز کے لیے ہے۔ یعنی باب ''ماجآء فی ترک القرأة خلف الامام اذ جهر الامام بالقرأة''

لہٰذا اس سے بھی حنفی مقلدین کا موقف ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ حنفی مقلدین کے نزدیک قرأت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلف الامام مطلق طور پر ممنوع و منسوخ ہے۔ یعنی حنفی مقلدین کے نزدیک تو قرأت خلف الامام نہ تو سری نمازوں میں جائز ہے اور نہ ہی جہری نمازوں میں جائز ہے۔ جبکہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری حدیث کے مطابق مقتدی امام کے پیچھے آہستہ آواز سے سری نمازوں میں قرأت کرے بلکہ جابر بن عبداللہؓ کی اس حدیث سے سری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ بھی پڑھنا جائز ہے۔ جابر بن عبداللہؓ کی اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿حدثنا محمد بن یحییٰ ثنا سعید بن عامر ثنا شعبة عن مسعر عن یزید الفقیر عن جابر بن عبدالله قال کنا نقرا فی الظهر و العصر خلف الامام فی الرکعتین الاولیین بفاتحة الکتاب و سورة فی الاخریین بفاتحة الکتاب﴾ (سنن ابن ماجہ مترجم جلد ا کتاب "اقامة الصلوة والسنته فیها" باب ا احدیث ۸۴۳)

چنانچہ جابر بن عبداللہؓ کے اس اثر سے سری نمازوں میں تو قرأت خلف الامام ثابت ہے جو کہ حنفی مقلدین کے مسلک کے خلاف ہے۔ لہٰذا جب جابرؓ کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو سری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ ملانا بھی جائز ہے تو پھر صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا کیوں جائز نہیں ہے۔

امام بخاری نے بھی جزء القرأۃ میں جابرؓ کی حدیث نقل کی ہے۔

﴿عبدالله بن یزید الانصاری یسجان خلف الامام وروی سفیان بن حسین عن الزهری عن مولیٰ جابر بن عبدالله قال لی جابر بن عبدالله اقرأ فی الظهر والعصر خلف الامام وروی سفیان بن حسین وقال ابن الزبیر مِثله﴾ (جزء القراۃ مترجم ص ۴۴ نمبر ۴۷)

ترجمہ: ''جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ظہر اور عصر کی نماز میں امام کے پیچھے قرأت کرو۔ سفیان بن حسین اور عبداللہ بن زبیر نے بھی اسی طرح کہا ہے۔''

قارئین کرام! جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت جس کو الیاس صاحب نے نقل کیا ہے اس کے بارے میں امام بیہقی اپنی کتاب "کتاب القرأة خلف الامام" مترجم صفحہ نمبر ۱۲۳ پر لکھتے ہیں۔

''جابر بن عبداللہ انصاریؓ کی ایک اور حدیث اور اس کے غیر مرفوع ہونے کا بیان۔''

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جابرؓ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے سنا آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے بھی نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس شخص نے نماز ہی نہیں پڑھی سوائے اس کے کہ اگر امام کے پیچھے ہو۔"

اس کے بعد امام بیہقی لکھتے ہیں۔

"ابواحمد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو یحیٰی بن سلام کے علاوہ امام مالکؒ سے کسی نے بھی مرفوع بیان نہیں کیا۔ امام مالکؒ نے اس روایت کو موقوف بیان کیا ہے۔ (یعنی یہ قول جابر رضی اللہ عنہ کا ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نہیں ہے) حافظ ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں یحیٰی بن سلام کو وہم ہوا ہے جو اس نے امام مالکؒ سے مرفوع بیان کیا ہے۔ اور یحیٰی بن سلام ویسے بھی کثیر الوہم شخص ہے۔ امام مالکؒ سے مؤطا میں یہ اثر وھب بن کیسان کے واسطہ سے ہے لیکن وہاں بھی جابرؓ کا قول ہی ہے۔"

اس کے علاوہ امام بیہقی نے ۳/۴ اسناد سے جابرؓ کے اس قول کو ذکر کیا ہے لیکن کوئی بھی مرفوع نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں "کتاب القرأة خلف الامام" مترجم ص نمبر ۱۲۴ اور ص نمبر ۱۲۵۔

قارئین کرام! امام بیہقی نے جابر بن عبداللہؓ کا صحیح قول اور اس کے مطلب کے بارے میں لکھا ہے چنانچہ ص نمبر ۱۲۵ پر لکھتے ہیں۔

"پانچ سند سے جابر بن عبداللہؓ کا قول ہے۔ ﴿من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القرآن فلم يصل الا ان يكون وراء الامام﴾ کہ جو شخص بھی کوئی ایسی رکعت پڑھے جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو درحقیقت اس نے وہ رکعت ہی نہیں پڑھی سوائے اس حالت کے کہ امام کے پیچھے ہو۔"

اس کے بعد امام بیہقی لکھتے ہیں۔

"اس قول سے ایک تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نماز میں قرأت متعین ہے۔ یعنی جہاں بھی نماز میں قرأت کرنے کا حکم آئے گا اس سے مراد سورہ فاتحہ ہی ہوگی۔"

"دوسری یہ بات ہوئی کہ نماز کی ہر رکعت میں اس کا پڑھنا واجب ہے اس سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں نماز میں قرأت متعین نہیں ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ (ظہر وعصر کی) پچھلی دو رکعتوں میں قرأت واجب نہیں ہے۔"

"اور جابر بن عبداللہؓ کا قول "وراء الامام" کا یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ وہ امام کے پیچھے جہری رکعتوں میں ترک قرأت کو جائز سمجھتے ہیں کیونکہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ جابر بن عبداللہؓ کا یہ مذہب ہے کہ ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی اور سورت بھی پڑھنی چاہئے اور دوسری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔"

"اس سے یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ جابر بن عبداللہؓ کا خیال ہو کہ اگر امام رکوع میں ہو اور مقتدی جماعت میں شامل ہو تو اس کی رکعت ہو جاتی ہے۔ (یعنی اگر عذر سے سورہ فاتحہ رہ جائے تو رکعت شمار ہو جائے) محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے اسحاق بن ابراہیم حنظلی سے یہی تاویل نقل کی ہے۔" امام بیہقی آگے صفحہ نمبر ۱۲۷ پر لکھتے ہیں۔

"بعض لوگوں نے نہایت اندھیری بھیانک سند سے ترک فاتحہ خلف الامام کی ایک روایت بیان کی ہے۔ ﴿عن میمون بن مھران عن جابر عن النبی ﷺ﴾

حالانکہ ہمیں جو روایت پہنچی ہے وہ یہ ہے ﴿عن عمر بن میمون بن مھران عن ابیه میمون عن ابیه مھران عن رسول الله ﷺ قال من لم یقرأ بام القران خلف الامام فصلٰوته خداج﴾ کہ جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز مردہ ہے۔"

جابر بن عبداللہؓ کی حدیث کی حوالے سے مزید تفصیل کے لیے کتاب القرأۃ از امام بیہقی سے استفادہ کریں۔

دلیل نمبر ۱۲ کا جواب:۔

الیاس صاحب اس روایت سے بھی فاتحہ خلف الامام کے ممنوع اور منسوخ ہونے کے بارے میں استدلال کرتے ہیں۔

﴿عن ابراهیم ان عبدالله بن مسعود رضی الله عنه لم یقرء خلف الامام لا فی الرکعتین الاولیین ولا فی غیرهما.﴾ (جامع المسانید ج ا صفحہ نمبر ۳۱۰)

ترجمہ: ابراہیم فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے۔ نہ تو پہلی دو رکعتوں میں اور نہ ہی آخری دو رکعتوں میں۔"

قارئین کرام! یہ ذخیرہ حدیث کی کسی بھی مشہور کتاب کی حدیث نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ کوئی مرفوع حدیث ہے بلکہ یہ تو عبداللہ بن مسعود کا اثر ہے۔ لہٰذا ایک تو یہ صحاح ستہ کی صحیح اور مرفوع حدیث کے خلاف ہے جن میں فاتحہ خلف الامام کا ذکر ہے۔ اور پھر اسی پر بات ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ اثر تو خود ان کے بیان کردہ آثار کے خلاف ہے۔ جیسا کہ روایات میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱). ﴿عن ابی مریم سمعت ابن مسعود یقرا خلف الامام﴾

(جزءالقراۃ از امام بخاری ص نمبر ۴۶)

ترجمہ: ''۔۔۔ ابو مریم کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ کو امام کے پیچھے قرأت کرتے سنا ہے۔''

(۲)۔ترجمہ: ''(دوسند سے) عبداللہ بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا۔ وہ ظہر اور عصر میں قرأت کیا کرتے تھے۔''

(۳)۔(ایک اور سند سے) کہ عبداللہ بن مسعودؓ عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ اور سورت بھی پڑھتے تھے۔''

مندرجہ بالا روایت نمبر ۲ اور ۳ دونوں کتاب القراۃ خلف الامام مترجم ص نمبر ۱۰ کی ہیں خلاصہ مندرجہ بالا روایت کا یہ ہوا کہ

☆ پہلی روایت میں لفظ قرأت شامل ہے۔لہٰذا مقتدی سری نماز میں فاتحہ بھی پڑھے گا اور اس کے ساتھ اور کوئی دوسری سورت بھی ملائے گا جیسا کہ بعض احناف کے ہاں سری نماز میں قرأت خلف الامام جائز ہے۔

☆ دوسری روایت کے مطابق بھی سری نمازوں کے لیے قرأت ثابت ہے جیسا کہ بعض حنفی مقلدین اس کے قائل ہیں۔

☆ تیسری روایت کے مطابق سری نمازوں کے لیے صراحتاً معلوم ہو گیا کہ امام کے پیچھے چاروں رکعات میں مقتدی قرأت کرے گا۔

الیاس صاحب کے ذکر کردہ عبداللہ بن مسعودؓ کے اثر سے فاتحہ خلف الامام ممنوع اور منسوخ نہیں ہوگا کیونکہ اس اثر میں اور عبداللہ بن مسعودؓ کے دوسرے آثار اور وہ صحیح اور مرفوع احادیث جن میں فاتحہ خلف الامام پڑھنا ثابت ہے تطبیق نہیں ہوتی لہٰذا اگر ان میں تطبیق بھی کی جائے تو پھر بھی وہ اسی طرح ممکن ہے کہ اس سے مراد فاتحہ کی قرأت کے علاوہ قرأت مراد لی جائے۔ (واللہ اعلم) لیکن پھر بھی حنفی مقلدین کا موقف اس حدیث سے صحیح ثابت نہیں ہوگا کیونکہ وہ مطلق طور پر ہی قرأت فاتحہ خلف الامام کے منکر ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۱۳ کا جواب

قارئین کرام! دلیل نمبر ۱۲ کے جوابات تک تو وہ ہیں جن دلائل کو الیاس صاحب نے اپنی کتاب ''نماز پیمبر ﷺ'' میں اپنے موقف کی حمایت میں پیش کیا اور ان سے استدلال کیا۔

اب منکرین فاتحہ خلف الامام کے ان دلائل کے جوابات نقل کیے جائیں گے جو مندرجہ بالا دلائل کے علاوہ پیش کیے جاتے ہیں جو کہ دلیل نمبر ۱۳ کے جواب سے شروع ہوں گے۔ (ان شاءاللہ)

فاتحہ خلف الامام کے منکرین اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

﴿حدثنا علی بن محمد ثنا وکیع' عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن الارقم بن شرحبیل عن ابن عباس قال لما مرض رسول اللهﷺ مرضه الذی مات فیه کان فی بیت عائشة فقال (ادعوا الی علیا) قالت عائشة یارسول الله ندعولک ابابکرؓ قال (ادعوه) قالت حفصةؓ یا رسول الله ندعو لک عمر قال (ادعوه) قالت اُم الفضل یا رسول الله ندعولک العباس نعم فلما اجتمعوا رفع رسول الله ﷺ راسه فنظر فسکت فقال عمر قوموا عن رسول اللهﷺ ثم جاء بلال یوذنه بالصلاة فقال (مروا ابابکر فلیصل باالناس) فقالت عائشة یا رسول الله! ان ابا بکر رجل رقیق حصر ومتی لایراک یبکی والناس یبکون فلو امرت عمر یصلی باالناس فخرج ابو بکر فصلی بالناس فوجد رسول الله ﷺ من نفسه خفة فخرج یهادی بین رجلین ورجلاه تخطان فی الارض فلما راه الناس سبحوا بابی بکر فذهب یستاخر فاومأ الیه النبیﷺ ای مکانک فجاء رسول اللهﷺ فجلس عن یمینه وقام ابو بکر وکان ابو بکر یَأتَمُّ بالنبیﷺ والناس یاتمون بابی بکر قال ابن عباس واخذ رسول اللهﷺ من القراۃ من حیث کان بلغ ابو بکر....﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ا "کتاب اقامة الصلوٰة والسنته فیها "باب نمبر ۱۴۲'' آنحضرت کی مرض الموت کی نماز'' حدیث نمبر ۱۲۳۵ صفحہ نمبر ۶۰۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کا ترجمہ حنفیوں کی دلیل نمبر ۱۳ میں گزر چکا ہے۔
منکرین فاتحہ خلف الامام مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ "قال ابن عباس واخذ رسول الله ﷺ من القرأة من حيث كان بلغ ابو بكر" یعنی ابن عباسؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اسی مقام سے قرأت شروع کی جہاں تک ابو بکرؓ پہنچے تھے۔" سے بھی استدلال کیا ہے اور تقریر استدلال یہ ہے کہ مقتدی کے لیے فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اگر مقتدی کے لیے بھی فاتحہ پڑھنا ضروری ہوتا تو آپ ﷺ پہلے فاتحہ پڑھتے اور پھر اس کے بعد دوسری قرأت کرتے جبکہ مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام اسی جگہ سے قرأت شروع کی جہاں سے ابو بکرؓ نے قرأت چھوڑی اور ابو بکرؓ فاتحہ پڑھ چکے تھے۔
چنانچہ اس کے کئی جواب ہیں۔

دلیل نمبر ۱۳ کا پہلا جواب

ابن ماجہ مترجم میں مندرجہ بالا حدیث کے بارے میں لکھا ہے کہ "اس حدیث کی سند میں ابو اسحاق مدلس ہیں اور عـنـعـنـہ سے روایت کی ہے امام بخاریؒ نے کہا کہ ابو اسحاق کا ارقم سے سماع ہمارے علم میں نہیں۔" اور علامہ البانی نے اس کو ضعیف کہا ملاحظہ ہو "ضعیف سنن ابن ماجہ"
اس کے علاوہ ابن عباس کی مذکورہ روایت مخالف ہے ان صحیح احادیث کے جن کو خود ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے بھی اپنی اپنی صحیح میں عائشہؓ سے ان الفاظ سے روایت کیا ہے۔

﴿...... قالت (عائشه رضى الله عنه) لما مرض النبي ﷺ مرضه الذى مات فيه فحضرت الصلوٰة فاذن فقال مروا ابا بكر فليصل بالناس فقيل له ان ابا بكر رجل اسيف اذا قام مقامك لم يستطع ان يصلى بالناس واعاد فاعا دواله فاعاد الثالثة فقال انكن صواحب يوسف مروا ابا بكر فليصل بالناس فخرج ابو بكر يصلى فوجد النبي ﷺ من نفسه خفة فخرج يهادى بين رجلين كانى انظر الى رجليه تخطان الارض من الوجع فاراد ابو بكر ان يتاخر فاوما اليه النبي ﷺ ان مّكانك ثم اتى به

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حتی جلس الی جنبه فقیل للاعمش فکان النبی ﷺ یصلی و ابوبکر یصلی بصلوته والناس یصلون بصلوٰۃ ابی بکر فقال برأسه نعم رواه ابو داؤد عن شعبة عن الا عمش بعضهٗ وزاد ابو معاویة جلس عن یسار ابی بکر فکان ابو بکر یصلی قآئماً۔﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر۱ باب نمبر۴۲۹ "حد المریض ان یشهد الجماعة" حدیث نمبر۶۳۰)

امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں کتاب الصلوة میں سیدہ عائشہؓ سے اور ابن ماجہ نے "کتاب اقامة الصلوٰة و السنة فیها" میں سیدہ عائشہ سے مندرجہ بالا حدیث کو نقل کیا ہے لیکن صحیحین میں کسی بھی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

﴿قال ابن عباس واخذ رسول الله ﷺ من القرأة من حیث کان بلغ ابو بکر﴾

قارئین کرام! عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس متفق علیہ روایت اور ابن عباسؓ کی روایت میں تخالف وتعارض ظاہر ہے اس واسطے کہ عائشہؓ کی اس روایت سے بصراحت ثابت ہے کہ جس نماز میں رسول اللہ ﷺ شریک ہوئے تھے وہ ظہر کی نماز تھی جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

﴿...... ان رسول الله ﷺ وجد من نفسه خفة فخرج بین رجلین احدهما العباس لصلوٰة الظهر......﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ ص نمبر ۳۷، ۳۸ کتاب الصلوٰة باب "استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض وسفر وغیرهما من یصلی بالناس وان من صلی خلف امام جالس لحجره عن القیام لزمه القیام اذا قدر علیه ونسخ القعود خلف القاعد فی حق من قدر علی القیام)

ترجمہ: "......رسول اللہ ﷺ کی طبیعت ذرا ہلکی ہوئی تو آپ دو آدمیوں کا سہارا لے کر نماز ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے......"

اور ابن عباسؓ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نماز کوئی جہری نماز تھی اس کے علاوہ یہ بات بھی ثابت ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کو سنا تو اس کی تصدیق کی اور کچھ انکار نہیں کیا جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں ہے۔

﴿قال عبیدالله فدخلت علی عبدالله بن عباس فقلت له الآاعرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیک ما حدثتنی عائشۃؓ عن مرض النبی ﷺ قال ھات فعرضت حدیثھا علیہ فما انکر منہ شیئاً غیر الخ﴾ (ایضاً مترجم ص نمبر ۴۸)

نیز ابن عباسؓ کی روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ آپؐ نے اس رکعت کا اعتبار کیا یا نہیں۔ پس ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس رکعت کا اعتبار ہی نہ کیا ہو اور اس رکعت کا اعادہ کر لیا ہو اور ابن عباسؓ کی روایت سے یہ بھی نہیں ثابت ہوتا ہے کہ ابو بکرؓ نے پوری سورۃ فاتحہ پڑھ لی تھی اور نبی علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ میں سے کچھ بھی نہ پڑھا ہو۔ لہٰذا پہلے یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ آپؐ نے اس رکعت کا اعتبار کیا اور اس رکعت کا اعادہ نہیں فرمایا۔ پھر بعد اس کے ان روایات سے نسخ قرأت مقتدی کو ارادہ کریں۔ اگر کوئی کہے کہ اگر نبی علیہ السلام اس رکعت کا اعادہ فرمائے ہوتے تو ضرور آپکے اعادہ فرمانے کا ذکر مرض الموت کی نماز کی روایتوں میں ہوتا۔ کیونکہ حاضرین جماعت کے روبرو جو باتیں وقوع میں آئی ہیں۔ مثلاً دو آدمی کے سہارے سے آپ کا مسجد میں تشریف لانا اور ابو بکرؓ کو اپنی جگہ پر ٹھہرے رہنے کی اشارے سے ہدایت کرنا اور ابو بکرؓ کے بائیں طرف بیٹھنا وغیرہ وغیرہ سب منقول ہیں۔ پس اگر آپ اس رکعت کا اعادہ فرمائے ہوتے تو ضرور منقول ہوتا اور جب یہ منقول نہیں تو ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے اعادہ نہیں فرمایا تھا۔

تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ جب کسی صحیح حدیث سے ثابت ہی نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام نے قرأت وہاں سے شروع کی جہاں سے ابو بکرؓ نے چھوڑی تھی کیونکہ یہ تو تب پتہ چلتا کہ ابو بکرؓ نے فلاں جگہ سے قرأت چھوڑی تھی اگر مذکورہ واقعہ کسی جہری نماز کا ہوتا جبکہ یہ بصراحت ثابت ہے کہ یہ واقعہ ظہر کی نماز کا ہے۔ لہٰذا ظہر کی نماز میں نبی علیہ السلام کو کیسے معلوم ہوا کہ ابو بکرؓ نے فلاں مقام سے قرأت چھوڑی تھی۔ لہٰذا اس طریقہ سے بھی یہ استدلال کرنا کہ نبی علیہ السلام کی رکعت ہو گئی بغیر سورہ فاتحہ پڑھے صحیح نہیں ہے۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ عدم نقل عدم وقوع کو مستلزم نہیں علاوہ بریں طحاوی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ اس نماز کو پوری نہیں کرنے پائے تھے کہ آپؐ کے مرض موت میں شدت ہوئی اور آپؐ بغیر نماز پوری کیے حجرے میں واپس تشریف لے گئے پس ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے حجرے میں جا کر جیسے اس نماز کے بقیہ کو ادا فرمایا ہو۔ اس رکعت کا بھی اعادہ کر لیا ہو اور جیسے اس نماز کے بقیہ کا ادا کرنا منقول نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا اس رکعت کا اعادہ فرمانا بھی منقول نہیں ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۱۳ کا دوسرا جواب

عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے حوالے سے منکرین قرأت خلف الامام کی دلیل نمبر ۱۳ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ دو شخص کے سہارے سے مسجد میں تشریف لا کر جو شامل نماز ہوئے۔ سو آپ ﷺ کا یہ شمول اقتدا نہیں تھا بلکہ بارادہ امامت تھا۔ یعنی یہ بات نہ تھی کہ پہلے آپؐ مقتدی بن کر شامل نماز ہوئے۔ پھر بعد شمول امام بن گئے۔ بلکہ آپؐ اول ہی سے امام ہو کر شامل نماز ہوئے تھے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ ﷺ ابوبکرؓ کے پاس پہنچ کر ان کے بائیں طرف بیٹھے پس آپ ﷺ کا صفوں کو چیر کر ابوبکرؓ کے پاس جانا اور ان کے بائیں طرف بیٹھنا ایک روشن دلیل ہے اس امر کی کہ آپؐ کا ارادہ اول ہی سے امامت کا تھا۔ اور آپ ﷺ اول ہی سے امام بن کر شامل نماز ہوئے۔

تقریر استدلال یہ ہے کہ:

(۱) آپ ﷺ نے امامت کے فرائض سر انجام دیئے اور جب آپ ﷺ امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے تو اس وقت ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿...... فلما دخل المسجد سمع ابو بکر حسه ذهب يتاخر فاوما اليه رسول الله ﷺ قم مكانك فجاء رسول الله ﷺ حتى جلس عن يسار ابى بكر قالت فكان رسول الله ﷺ يصلى بالناس جالسا وابو بكرؓ قائماًيقتدى ابو بكر بصلوٰة النبى ﷺ ويقتدى الناس بصلوٰة ابى بكر﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب الصلوۃ" باب "امام کو اگر بیماری یا سفر وغیرہ کا عذر ہو تو وہ نماز پڑھانے کے لیے اپنا خلیفہ مقرر کرے۔ امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑا ہو سکتا ہو تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے کیونکہ مقتدی قادر قیام کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔")

ترجمہ: "...... یعنی جب نبی علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے تو ابوبکرؓ نے آپ کی آہٹ سن کر پیچھے ہٹنا چاہا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اشارہ سے اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا اور خود ابوبکرؓ کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکرؓ پہلے کی طرح کھڑے ہوئے نبی ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے اور باقی دیگر نمازی پہلے کی طرح ابوبکرؓ کے پیچھے بحیثیت مقتدی نماز پڑھ رہے تھے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اگر آپ ﷺ اقتدا کا ارادہ کرتے تو ابوبکرؓ کے پیچھے بیٹھتے یا پھر ابوبکرؓ کی دائیں طرف بیٹھتے جیسا کہ دو آدمیوں کے نماز پڑھنے کے طریقہ سے ثابت ہے۔

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۴۴۷ حدیث نمبر ۶۶۲ "کتاب الاذان")

جیسا کہ آپ ﷺ نے عمرو بن عوفؓ کے دن کیا تھا۔ حدیث میں ہے۔

﴿عن سهل بن الساعدی ان رسول الله ﷺ ذهب الی بنی عمرو ابن عوف ليصلح بينهم فحانت الصلوٰة فجآء الموذن الٰی ابی بكر فقال اتصلی للناس فاقيم قال نعم فصلی ابوبكر فجاء رسول الله صلی الله عليه وسلم والناس فی الصلوٰة فتخاص حتی وقف فی الصف فصفق الناس وكان ابو بكر لا يلتفت فی صلوٰته فلما اكثر الناس التصفيق التفت فرای رسول الله ﷺ فاشار اليه رسول الله ﷺ ان امكث مكانک فرفع ابو بكر يديه فحمد الله علی ما امره به رسول الله ﷺ من ذلک ثم استاخر ابو بكرؓ حتی استوٰی فی الصف وتقدم رسول الله ﷺ فصلی الخ﴾ (بخاری شریف مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۴۳۸ حدیث نمبر ۶۴۹)

ترجمہ: ''سہل بن ساعدیؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف میں گئے (جو قبا میں رہتے تھے) ان کے آپس میں صلح کرانے کو (آپ کو دیر لگی) اور نماز کا وقت آن پہنچا موذن (بلالؓ) ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا تم نماز پڑھاتے ہو میں تکبیر کہوں انہوں نے کہا اچھا خیر ابوبکرؓ نے نماز شروع کر دی اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ صف چیرتے ہوئے اندر گھسے اور پہلی صف میں جا کر ٹھہرے۔ لوگوں نے دستک دینا شروع کر دی لیکن ابوبکرؓ نماز میں ادھر ادھر دھیان نہیں کرتے تھے۔ جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو پھر دیکھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (کھڑے) ہیں آپ ﷺ نے ابوبکرؓ کو اشارہ کیا اپنی جگہ رہو۔ (نماز پڑھائے جاؤ) لیکن انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکریہ ادا کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ حکم دیا کہ امامت کیے جاؤ۔ پھر وہ پیچھے سرک آئے اور (پہلی) صف میں مل گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے (امام کی جگہ) آپ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے نماز پڑھائی الخ "

(۳) ایسا ہی آپ ﷺ نے اس وقت کیا جب کہ آپ ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے تھے پھر واپس آئے تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نماز پڑھا رہے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿ عن المغيره بن شعبة انه غزا مع رسول الله ﷺ تبوك قال المغيرة فتبرز رسول الله ﷺ قبل الغآئط فحملت معه اداوة قبل صلوٰة الفجر فلما رجع رسول الله ﷺ الى اخذت اهريق على يديه من الاداوة وغسل يديه ثلاث مرات ثم غسل وجهه ثم ذهب يخرج جبة عن ذراعيه فضاق كما جبته فادخل يديه في الجبة حتى اخرج ذراعيه من اسفل الجبة وغسل ذراعيه الى المرفقين ثم توضأ اعلىٰ خفيه ثم اقبل قال المغرة فاقبلت معه حتى يجد الناس قد قدموا عبدالرحمن ابن عوف فَصَلّى لهم فادرك رسول الله ﷺ احدى الركعتين فَصَلّى مع الناس الركعة الاخرة فلما سلم عبدالرحمن بن عوف قام رسول الله ﷺ ايتم صلوٰته فافزع ذٰلك المسلمين فاكثروا التسبيح فلما قضى النبى ﷺ صلوٰته اقبل عليهم ثم قال احسنتم او قال قد اصبتم يخبطهم ان صلوا الصلوٰة لو قتها۔ ﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد۲ "کتاب الصلوٰة" باب "تقديم الجماعة من يصلى تاخر الامام ولم يخافوا مفسده بالتقديم۔")

ترجمہ: "مغیرہ بن شعبہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ تبوک میں شرکت کی ایک صبح قبل نماز فجر اسی مقام تبوک میں آپ ﷺ رفع حاجت کے لیے روانہ ہوئے اور میں پانی کا لوٹا لیے ہوئے آپؐ کے ساتھ تھا۔ رفع حاجت کے بعد جب آپؐ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپؐ نے پہلے تین مرتبہ ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر جبہ کو ہاتھوں پر چڑھانا چاہا لیکن اس کی آستینیں چھوٹی تھیں اس لیے آپ ﷺ نے جبہ کے پیچھے سے اپنے دونوں ہاتھ نکال کر کہنیوں تک دھوئے اور اس کے بعد موزوں پر مسح کیا۔ پھر میں آپؐ کے ساتھ ہی روانہ ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نماز پڑھا رہے ہیں۔ چنانچہ ان کے پیچھے رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے دونوں رکعتیں پڑھنے کے بعد سلام پھیر کے دیکھا تو رسول اکرم ﷺ نماز پوری کرنے کی خاطر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے تھے۔ مسلمان یہ دیکھ کر گھبرائے اور انہوں نے بکثرت تسبیح پڑھی اور پھر رسول اللہ ﷺ نے بعد فراغت نماز فرمایا تم لوگوں نے اچھا کیا اور بحالت مسرت فرمایا تم لوگ وقت مقررہ پر نماز پڑھا کرو۔''

خلاصہ مندرجہ بالا احادیث کا یہ ہے کہ

☆ پہلی حدیث سے نبی علیہ السلام کا شروع ہی سے بطور امام شامل ہونا ثابت ہے۔

☆ دوسری حدیث سے یہ ثابت ہوا ہے کہ آپؐ پہلے صف میں بطور مقتدی شامل ہوئے پھر اس کے بعد آپؐ ابوبکرؓ کے پیچھے ہٹ جانے پر آگے امام کی جگہ پر کھڑے ہو کر امامت کے فرائض انجام دیئے۔

☆ تیسری حدیث سے نبی علیہ السلام کا ایک امتی (صحابیؓ) کے پیچھے دو رکعتی نماز میں سے ایک رکعت پڑھنا ثابت ہے اس حدیث سے بھی آپؐ کا بطور مقتدی ہی نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی ثابت ہے کہ مقتدی جو نماز جماعت کے ساتھ پائے اس کو ادا کرلے اور نماز کا جو حصہ فوت ہو جائے تو اسے بعد میں پورا کرلے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے کیا جو مذکورہ حدیث سے ثابت ہے۔

پس جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا نماز میں شامل ہونا اقتدا نہ تھا بلکہ بارادہ امامت تھا یعنی آپ ﷺ مقتدی بن کر نماز میں شامل نہیں ہوئے تھے بلکہ اول ہی سے امام بن کر نماز میں شامل ہوئے تھے تو ظاہر ہے کہ ابن عباسؓ کی حدیث سے قرأت مقتدی سے کچھ تعلق نہیں ہے اور اس حدیث سے فسخ قرأت مقتدی پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۱۴ کا جواب

حنفی مقلدین ابوہریرہؓ کی اس حدیث سے بھی فاتحہ خلف الامام کے ممنوع ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔

﴿عن ابی هريرةؓ ان رسول الله ﷺ انصرف من صلوٰة جهر فيها بالقرأة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقال هل قرأ معي احدمنكم انفاً فقال رجل نعم يا رسول الله ﷺ قال انى اقول مالى انازع القران قال فانتهى الناس عن القرأة مع رسول الله ﷺ فيما جهر فيه النبى ﷺ بالقراءة من الصلوٰة حين سمعوا ذلک من رسول الله صلى الله عليه وسلم ﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۲۸۸ ''جہری نماز میں قرأت نہ کرنے کا بیان'' حدیث نمبر ۸۱۷)

اس حدیث کا ترجمہ حنفی مقلدین کی دلیل نمبر ۱۴ میں گزر چکا ہے۔

اس باب میں عبادہؓ وغیرہ سے بھی احادیث مروی ہیں یعنی وہ احادیث جن میں "مالى ينازعنى القرآن" يا "مالى انازع القرآن" يا "فثقلت عليه القرأة" يا ''خالجنيها'' جیسے الفاظ آتے ہیں۔ چنانچہ عبادہ بن الصامتؓ سے روایت ہے۔

☆ ﴿ عن عباده بن الصامت قال كنا خلف رسول الله ﷺ فى صلوٰة الفجر فقرأ رسول الله ﷺ فثقلت عليه القرأة فلما فرغ قال لعلكم تقرؤن خلف امامكم قلنا نعم هذا يا رسول الله ﷺ قال لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوٰة لمن لم يقرأ بها ﴾

(سنن ابی داؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۲۸۷ حدیث نمبر ۸۱۴)

ترجمہ: ''عبادۃ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے فجر کی۔ رسول اللہ ﷺ نے قرأت کی لیکن آپؐ پر شاق ہوا پڑھنا قرآن کا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاید تم پڑھا کرتے ہو اپنے امام کے پیچھے ہم نے کہا ہاں' یا رسول اللہ ﷺ ایسا ہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا مت پڑھا کرو۔ سوا سورۃ فاتحہ کے کیونکہ بغیر سورۃ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔''

☆ ﴿ عن عمران بن حصين قال صلى بنا رسول الله ﷺ صلاة الظهر او العصر فقال ايكم قرأ خلفى. سبح اسم ربک الاعلىٰ فقال رجل انا ولم اردبها الا الخير قال قد علمت ان بعضكم خالجنيها ﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ''نهى الماموم عن جهره بالقراءة خلف امامه'' ص نمبر ۲۵)

ترجمہ: ''عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا عصر کی نماز پڑھائی - بعد ختم نماز کے آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کس مقتدی نے "سورة سبح اسم ربك الاعلیٰ" پڑھی تو ایک آدمی نے عرض کیا - یارسول اللہ بغرض ثواب میں نے پڑھی تھی - جس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھے معلوم ہوا کہ تم میں سے کوئی مجھ سے قرآن کریم چھین رہا ہے۔''

قارئین کرام! عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے بالکل واضح ہو گیا کہ امام کے پیچھے سورة فاتحہ پڑھنا ضروری ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے باوجود جہری نماز ہونے کے آپ ﷺ نے فاتحہ کی قرأت کے علاوہ دوسری قرأت سے منع فرمایا نہ کہ سورة فاتحہ کی قرأت سے جو کہ ہر نمازی کے لیے پڑھنا ضروری ہے اور پھر اس عبادہ بن صامتؓ کی روایت میں صاف جماعت کا ذکر ہے اور اس میں رد ہے ان لوگوں کے اس نظریہ کا جو یہ کہتے ہیں کہ عبادہ بن صامتؓ کی حدیث ''لا صلوٰة لمن یقرأ بفاتحة الکتاب ''منفرد کے لیے ہے مقتدی کے لیے نہیں ہے۔

عمران بن حصینؓ کی حدیث سے بھی صرف امام کے پیچھے بلند آواز سے پڑھنا منع ہوتا ہے اور وہ بھی سورة فاتحہ کے علاوہ باقی قرآن کے لیے - لہٰذا اگر اس حدیث کے تحت بالکل نہ پڑھنا مقصود ہوتا تو آپ ﷺ اس سے منع فرما دیتے - لہٰذا اس حدیث کے مطابق بھی امام کے پیچھے آہستہ آواز سے سورة فاتحہ پڑھنا جائز ہے صرف جہر سے پڑھنا منع ہے (واللہ اعلم)

ابو ہریرہؓ کی حدیث جسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اس کے کئی جواب ہیں:۔

دلیل نمبر ۱۴ کا پہلا جواب

ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ حدیث جو حنفی مقلدین کی دلیل نمبر ۱۴ کے طور پر پیش کی گئی ہے - اس کا تجزیہ یہ ہے -

امام ابوداؤد فرماتے ہیں -

(۱) ﴿قال ابو داؤد ورواه عبدالرحمن بن اسحاق عن الزهری وانتهی حدیثه الٰی قوله مالی انازع القران﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۲۸۸ حدیث نمبر ۸۱۸)

ترجمہ: ''ابوداؤد نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق نے اسے زہری سے روایت کیا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی روایت کے آخری الفاظ "مالی انازع القرآن" ہیں-"

امام ابوداؤد مزید فرماتے ہیں-

﴿قال ابو داؤد سمعت محمد بن یحییٰ بن فارس قال قوله فانتهى الناس من كلام الزهرى﴾ (ایضاً)

ترجمہ: "ابوداؤدؒ نے کہا کہ میں نے محمد بن یحییٰ بن فارس سے سُنا کہتے تھے "فانتهى الناس" زہری کا کلام ہے-"

☆ امام ابوداؤد کے ریمارکس سے یہ معلوم ہوا کہ ابوہریرہؓ والی حدیث صرف "مالی انازع القرآن" کے الفاظ تک مرفوع حدیث ہے-"

☆ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ "فانتهى الناس" زہری کے الفاظ ہیں یعنی یہ الفاظ حدیث کے نہیں ہیں-

(۲) امام بخاری "فانتہی الناس" کے الفاظ کے بارے میں فرماتے ہیں-

﴿قال البخارى و قوله فانتهى الناس من كلام الزهرى وقد بينه لى الحسن بن صباح قال ثنا مبشر عن الاوزاعى قال الزهرى فاتعظ بذالك فلم يكونوا يقرؤن فيما جهروا قال مالك قال ربيعة للزهرى اذا حدثت فبين كلامك من كلام النبى صلى الله عليه وسلم﴾ (جزء القرأة)

ترجمہ: "امام بخاریؒ کہتے ہیں فانتهى الناس الخ (کہ لوگ قرأت سے رک گئے) یہ امام زہری کے الفاظ ہیں اس کی وضاحت مجھ سے حسن بن صباح نے کی- اسے امام اوزاعی نے بتایا خود زہری نے کہا کہ لوگ اس واقعہ کی وجہ سے قرأت سے رک گئے اور جہری نمازوں میں قرأت نہ کرتے تھے- امام مالکؒ کہتے ہیں اسی لیے ربیعہ نے زہری سے کہا تھا کہ جب حدیث بیان کرو- تو اپنے کلام کو نبی ﷺ کی کلام سے الگ بیان کرو-"

(۳) "لیث بن سعد اور عبدالمالک بن عبدالعزیز نے امام زہری کے ذریعہ سے "مالی انازع القرآن" تک بیان کیا ہے- آگے "فانتهى الناس" زیادہ نہیں کیا-"

(کتاب القرأۃ مترجم از امام بیہقی صفحہ نمبر ۱۰۸)

"ابوہریرہؓ کی حدیثیں کہ آپ نے نماز پڑھائی جو غالباً صبح کی نماز تھی اور "مالی انازع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القرآن" تک حدیث بیان کی۔"

''سفیان کہتے ہیں کہ پھر امام زہری نے آہستہ سے بات کی جسے میں نہ سن سکا چنانچہ میں نے معمر سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ امام زہری نے کہا تھا کہ پھر لوگ رک گئے''

''ابوعلی کہتے ہیں "فانتهى الناس" امام زہری کا قول ہے۔''

''اسی طرح لیث جو بہت بڑے حفاظ میں سے ہیں کہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ''مالی انازع القرآن'' کے بعد کے الفاظ حدیث نہیں بلکہ امام زہری کا قول ہے اسی طرح امام زہری کا قول اور حدیث علیحدہ علیحدہ ہوگئیں اگرچہ یہ حدیث سنداً بھی درست نہیں ہے''۔ اس کے بعد امام بیہقی فرماتے ہیں کہ:

''ابوہریرہؓ سے جبکہ ثابت شدہ حدیث ہے انہوں نے حکم کیا امام کے پیچھے قرأت فاتحہ مت چھوڑو اور ضرور پڑھو اگرچہ امام قرأت ہی کر رہا ہو۔ تو پھر اس مجہول شخص کی روایت کے مقابلہ میں اسے کیسے چھوڑا جاسکتا ہے حالانکہ بشرط قبول اس میں بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد فاتحہ کے بعد کی سورت ہو اور سورۃ فاتحہ کو اس سے مستثنیٰ سمجھتے ہوں کیونکہ آپ حکم فرماتے تھے کہ سورۃ فاتحہ ضرور پڑھو اگرچہ امام جہر قرأت ہی کیوں نہ کر رہا ہو''

(۴) پھر اگر واقعی نبی علیہ السلام نے اس قرأت کو ناپسند ہی فرمایا ہو تو بھی امام کے پیچھے جہر قرأت کو ناپسند فرمانا ہی ثابت ہوسکتا ہے روایت کے الفاظ دیکھے جاسکتے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا۔

''کس نے "سبح اسم ربك الاعلى" پڑھا ہے'' اور پڑھنے والے نے اونچی آواز سے نہ پڑھی ہوتی تو آپ اس سورہ کا نام کیوں لیتے اور ہم بھی نماز میں مقتدی کی قرأت کو اونچی آواز سے کرنے کو ناپسند کرتے ہیں۔ نہ کہ قرأت کرنے کو (یعنی قرأت مکروہ نہیں بلکہ جہر مکروہ ہے)''

(کتاب القرأۃ خلف امام مترجم از امام بیہقی ص نمبر ۱۲۹۔۱۳۰)

(۵) "قال فانتهى الناس" میں لفظ "قال" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے بعد کی عبارت رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ خود ہی تو فرما رہے ہیں ''میں کہتا تھا کہ میرے ساتھ قرآن میں کون جھگڑ رہا ہے۔'' اس کے بعد "قال" کا لفظ امام زہری کے شاگرد کا ہے کہ ''زہری نے کہا'' ورنہ معنی بالکل ہی غلط ہوجاتا اور عبارت مہمل ہوجاتی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ تو نہیں فرما سکتے کہ لوگ رک گئے اور نہ ہی لفظ ابوہریرہؓ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتے ہیں کیونکہ ابو ہریرہؓ کا عقیدہ اور عمل اس کی تردید کرتا ہے کہ کسی دوسرے مقام پر نقل کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

(۶) ایک قابل غور بات یہ ہے کہ جس مقتدی نے آپ ﷺ کے پیچھے "سبح اسم ربك الاعلى" پڑھی تھی تو اس نے اس سے پہلے سورۃ فاتحہ بھی تو پڑھی ہوگی اور پھر آپ نے یہاں بھی مطلق طور پر قرأت کا ذکر نہیں کیا بلکہ فاتحہ کو اس سے مستثنیٰ کر کے فرمایا کہ کس نے "سبح اسم ربك الاعلى" پڑھی۔ لہٰذا صحیح قیاس یہی ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی بلند آواز سے فاتحہ کے علاوہ باقی قرآن نہ پڑھے اور آہستہ آواز سے (جیسا کہ سری نماز میں قرأت کی جاتی ہے) سورۃ فاتحہ پڑھے اور اس کے لیے عقلی دلیل بھی یہی ہے کہ خلیجان تب ہی ہوگا جب بلند آواز سے پڑھا جائے گا۔ اگر آہستہ آواز سے پڑھا جائے گا تو پھر خلیجان ہوگا ہی نہیں۔

دلیل نمبر ۱۴ کا دوسرا جواب

جن احادیث میں "مالی انازع القرآن" یا اس جیسے دوسرے الفاظ آئے ہیں تو ان کے ساتھ جہاں قرأت سے منع کیا گیا ہے تو وہ بھی صرف فاتحہ کے علاوہ سورت کی قرأت سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس ممانعت میں فاتحہ کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

﴿عن عبادة بن الصامت قال كنا خلف رسول الله ﷺ في صلوٰة الفجر فقرأ رسول الله ﷺ فثقلت عليه القراءة فلما فرغ قال لعلكم تقرءون خلف امامكم قلنا نعم هذا يا رسول الله ﷺ قال لا تفعلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوٰة لمن لم يقرأبها۔﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۲۸۷ حدیث ۸۱۴)

نوٹ: عبادہ بن صامتؓ کی اس حدیث کا ترجمہ دلیل نمبر ۱۴ کے جواب کے شروع میں لکھا جا چکا ہے۔

(۲) ﴿عن عبادة بن الصامت قال صلى رسول الله ﷺ الصبح فثقلت عليه القراءة فلما انصرف قال انى اراكم تقرؤن وراء امامكم قال قلنا يا رسول الله اى والله قال لا تفعلوا الا بام القرآن فانه لا صلوٰة لمن لم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يقرأبها﴾ (جامع ترمذی مترجم جلد ا باب "ماجآء فی القرأة خلف الامام" ص ۱۴۹)

ترجمہ: ''عبادۃ بن صامتؓ سے روایت ہے پڑھی رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز تو مشکل ہوا ان کو قرآن پڑھنا پھر جب پڑھ چکے تو فرمایا شاید تم قرأت کرتے ہو امام کے پیچھے کہا راوی نے ہاں یا رسول اللہ ﷺ قسم ہے اللہ کی۔ آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو مگر پڑھو سورہ فاتحہ جو نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔''

۳. ﴿عن عمران بن حصین قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ صلاة الظهر او العصر فقال ایکم قرأ خلفی سبح اسم ربک الاعلٰی فقال رجل اناولم اردبها الا الخیر قال قدعلمت ان بعضکم خالجنیها۔﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲)

نوٹ: اس حدیث کا ترجمہ دلیل نمبر ۱۴ کے جواب کے شروع میں گزر چکا ہے۔

اس حدیث کے بارے میں ابوداؤد میں ہے۔

﴿......وقال ابن کثیر فی حدیثه قال قلت لقتادة کانه کرهه قال لو کرهه نهی عنه﴾ (سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۲۸۹ حدیث نمبر ۸۱۹)

ترجمہ: ''......ابن کثیر کی روایت میں ہے شعبہ نے کہا قتادہ سے۔ شاید نبی ﷺ نے قرأت کو برا جانا قتادہ نے کہا اگر برا جانتے تو اس سے منع کرتے۔''

یہی بات امام بخاری نے اپنی کتاب جزء القرأۃ مترجم ص نمبر ۶۰ پر نقل کی ہے۔

مندرجہ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ:

☆ کہ امام کے پیچھے جہری اور سری دونوں نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدی کو بھی سورۃ فاتحہ کی قرأت کرنا فرض ہے۔ جیسا کہ عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی دونوں احادیث سے ثابت ہے اور ان دونوں احادیث سے جماعت کا مسئلہ واضح ہے۔ یعنی فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا۔

☆ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی امام کے پیچھے آہستہ قرأت کرنا ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث میں لفظ قرأت عام ہے جن میں فاتحہ کی تخصیص خود ہی داخل ہے۔ یعنی اس حدیث کے مطابق جب فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ آہستہ آواز سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو پھر اس حدیث سے آہستہ آواز سے فاتحہ خلف الامام اولیٰ ثابت ہوتا ہے کیونکہ فاتحہ کو ہر نمازی کے لیے اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز میں پڑھنا فرض ہے۔

دلیل نمبر ۱۴ کا تیسرا جواب

سیدنا ابوہریرہؓ کی زیر بحث حدیث میں "فانتھی الناس" کے الفاظ کا الفاظِ حدیث نہ ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ خود ابوہریرہؓ کا نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد اس حدیث کے خلاف عمل کرنا اور فتویٰ دینا ثابت ہے یعنی اگر فانتھی الناس کے الفاظ حدیث کے ہوتے تو ابوہریرہؓ نہ تو خود امام کے پیچھے جہری اور سری نمازوں میں فاتحہ پڑھتے اور نہ ہی فاتحہ خلف الامام کا فتویٰ دیتے۔ جبکہ یہ دونوں باتیں صحیح روایات سے ثابت ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ خود سیدنا ابوہریرہؓ کا فاتحہ خلف الامام کا قائل اور فاعل ہونا ثابت ہے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

(۱) ﴿عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ قال من صلى صلوٰة لم يقرأ فيها بام القرآن فهي خداج ثلاثا غير تمام فقيل لا بی هريرة إنا نكون وراء لامام فقال اقرأ بها فی نفسک الخ﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر۲ "ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے"۔ ص نمبر ۲۱)

ترجمہ: "ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی یہ جملہ آپ علیہ السلام نے تین بار ارشاد فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا (ابوہریرہؓ سے) کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں ابوہریرہؓ نے جواباً کہا اس وقت تم لوگ آہستہ سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو الخ"

۲۔ ﴿...... يقول سمعت ابا هريرةؓ يقول قال رسول الله ﷺ من صلى صلوٰة لم يقرأ فيها بام القران فهي خداج فهي خداج فهي خداج غير تمام قال فقلت يا ابا هريرةؓ اني اكون احيانا وراء الامام قال فغمز ذراعي وقال اقراها يا فارسي في نفسک الخ﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر۱ باب نمبر ۲۸۷ حدیث نمبر ۸۱۲)

ترجمہ: "ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز پڑھے بغیر سورۃ فاتحہ کے اس کی نماز ناقص ہے۔ ناقص ہے۔ ناقص ہے۔ پوری نہیں ہے۔ راوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا- میں نے ابو ہریرہؓ سے کہا کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں- انہوں نے میرا بازو دبا دیا اور کہا اپنے دل میں پڑھ لے اے فارسی الخ-"

ابو ہریرہؓ سے اس باب میں دوسری کتب احادیث میں بھی مندرجہ بالا مضمون کی احادیث مروی ہیں-

قارئین کرام! اگر "فانتھی الناس" کے الفاظ کو صحیح بھی مان لیا جائے یعنی ان الفاظ کو اگر حدیث کے الفاظ بھی مان لیا جائے تو بھی ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث جس میں فانتھی الناس کے الفاظ منقول ہیں قابل عمل نہیں رہتی کیونکہ خود حنفی مقلدین کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ جب راوی حدیث کا فتویٰ یا عمل اس کی روایت کردہ اپنی ہی حدیث کے خلاف ہو تو اس کے فتویٰ پر عمل کیا جائے گا کیونکہ راوی حدیث کسی دوسرے شخص کی نسبت اس حدیث کے معنی اور مطالب کو زیادہ صحیح سمجھتا ہے- چنانچہ یہی بات ابو ہریرہؓ کی حدیث "فانتھی الناس" کے بارے میں ہے کیونکہ اس حدیث کے ان الفاظ کے ہونے کے باوجود سیدنا ابو ہریرہؓ کا نبی ﷺ کی وفات کے بعد فاتحہ خلف الامام کا فاعل اور قائل ہونا اور پھر اس کے ساتھ فاتحہ خلف الامام کا فتویٰ دینا ثابت ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے-

دلیل نمبر ۱۵ کا جواب

قارئین کرام! دلیل نمبر ۱۵ کی حدیث نمبر ا کا جواب یہ ہے کہ

☆ یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ یہ بھی ایک قول ہے- لہٰذا صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے اس قول کی کوئی وقعت ہی نہیں-

☆ اگر اس قول کو صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی اس سے مراد سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی قرأت کو جہر سے کرنا منع ہوگا (واللہ اعلم)

حدیث نمبر ۲ یہ کہ:

﴿عن سعد وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیه جمرة﴾

تو اس کے کئی جواب ہیں-

۱. امام بخاری فرماتے ہیں ﴿وهذا مرسل﴾ (جزء القرأۃ از امام بخاری ص نمبر ۳۲ مترجم)

ترجمہ: "یہ مرسل ہے-"

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ﴿ وابن نجاد لم یعرف ولا سمی ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''ابن نجاد بالکل غیر متعارف ہے کسی نے اس کا نام بھی بیان نہیں کیا۔''

۳۔ ﴿ ولا یجوز لا حد ان یقول فی القاری خلف الامام جمرة لان الجمرة من عذاب اللہ ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''کسی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ جو امام کے پیچھے قراءت کرے اس کے منہ میں آگ کے انگارے ڈالے جائیں کیونکہ آگ کا انگارہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔''

چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے۔

﴿ عن ابی ھریرةؓ انه قال بعثنا رسول اللہ ﷺ فی بعث فقال ان وجدتم فلانا وفلانا فاحر قوھما بالنار ثم قال رسول اللہ ﷺ حین اردنا الخروج انی امرتکم ان تحرقوا فلاناً وفلاناً وان النار لا یعذب بھا الا اللہ فان وجدتموھما فاقتلوھما۔ ﴾ (صحیح بخاری مترجم کتاب الجہاد والسیر ''باب ۱۹۲ حدیث ۲۶۸)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا (اس کے) سردار حمزہ بن عمرو اسلمیؓ تھے آپ نے (پہلے) یوں فرمایا اگر تم فلاں فلاں شخص کو پاؤ تو ان کو آگ میں جلا ڈالنا۔ پھر جب ہم (مدینہ سے) نکلنے لگے تو آپ ﷺ نے یوں فرمایا میں نے تم کو یہ حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں شخصوں کو پاؤ تو آگ میں جلا ڈالنا مگر آگ سے اللہ کے سوا کسی کو عذاب نہیں کرنا چاہیے تو اگر تم ان کو پاؤ تو قتل کر ڈالو۔''

لہٰذا اس حدیث کے تحت کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مخلوق کو آگ سے عذاب دے۔ اس لیے یہ صحیح نہیں ہے کہ فاتحہ خلف الامام کے پڑھنے والے کے منہ میں انگارے ڈالے جائیں۔

۴۔ ﴿ ولا ینبغی لاحد ان یتوھم ذالک علی سعد مع ارساله وضعفه ﴾

(جزء القراۃ مترجم ص نمبر ۴۲)

ترجمہ: ''کسی صحابی کے متعلق یہ وہم ہی نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے کہا ہو جب کہ یہ روایت مرسل بھی ہے اور ضعیف بھی ہے۔''

تیسری حدیث یہ کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے انگارے کھانے پڑھیں تو زیادہ پسندیدہ ہیں اس سے کہ میں امام کے پیچھے قرأت کرو۔'' (کتاب القرأۃ خلف الامام مترجم ص نمبر ۱۳۱)

اس کے بعد امام بیہقی فرماتے ہیں۔

''یہ روایت اگر عمر بن عبدالغفار اور محمد بن عبدالرحمٰن سے صحیح ثابت ہو تو اس کا صرف مطلب یہ ہوگا کہ مقتدی کی جہر قرأت کرنا ناپسندیدہ کہا ہوگا۔ جیسا کہ سابقہ روایت سے ثابت ہوتا ہے۔''

مزید فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے سوائے اس کے کہ امام قرأت نہ کرے یعنی جب امام جہر سے قرأت نہ کرتا تھا تو عبداللہ اس وقت قرأت نہ کرتا تھا۔''

آگے مزید فرماتے ہیں کہ علقمہ ہی سے منقول ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ عبداللہ قرأت کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ آیت اونچی آواز سے ان کے منہ سے نکلی وقل ربی زدنی علما۔ (کتاب القرأۃ ص نمبر ۱۳۲)

چنانچہ مندرجہ بالا عبداللہ بن مسعودؓ کی احادیث سے تو قرأت خلف الامام ثابت ہوتا ہے اور وہ بھی پھر فاتحہ کی قرأت کے علاوہ بھی (واللہ اعلم)

دلیل نمبر ۱۶ کا جواب

حنفی مقلدین ''موطا امام محمد'' کی اس حدیث سے بھی قرأت فاتحہ خلف الامام کے ممنوع ہونے پر استدلال کرتے ہیں کہ:

''امام محمدؒ کہتے ہیں ہمیں خبر دی داؤد بن قیس قرأ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عجلان نے کہ عمر بن خطابؓ نے کہا۔ امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے منہ میں پتھر ہوں۔''

(موطا امام محمد باب نمبر ۳۴ باب کی حدیث نمبر ۱۸)

﴿عن محمد بن عجلان ان عمر بن الخطابؓ قال ليت في فم الذى يقرأ خلف الامام حجرا﴾

تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اثر منقطع ہے محمد بن عجلان کو عمرؓ سے سماع نہیں ہے اس کے علاوہ یہ مدلس بھی ہیں۔ اس اثر کے باطل ہونے پر عمرؓ کا فتویٰ صاف دلالت کرتا ہے۔ جس کو امام بیہقی نے کتاب القراۃ میں نقل کیا ہے۔ وہ فتویٰ یہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن یزید بن شریک انه سال عمرؓ عن القراۃ خلف الامام فقال اقرأ بفاتحة الکتاب قلت وان کنت قال وان کنت انا قلت وان جھرت قال وان جھرت﴾ (کتاب القرأۃ خلف الامام مترجم از امام بیہقی صفحہ ۶۷)

احناف مقلدین کی معروف کتاب "شرح معانی الآثار" المعروف "طحاوی" عربی جلد نمبر ا "کتاب الصلوٰۃ" باب القراء ۃ خلف الامام ص نمبر ۱۲۹ پر اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿قال ثنا یزید بن شریک ابو ابراھیم التیمیمی انه قال سالت عمر بن الخطابؓ عن القرأ ۃ خلف الامام فقال لی اقرأ فقلت وان کنت خلفک فقال وان کنت خلفی قلت و ان قرات قال وان قرات﴾

ترجمہ: ''یزید بن شریک نے عمرؓ سے قرأت خلف الامام کا مسئلہ پوچھا تو عمرؓ نے فرمایا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے۔ یزید نے کہا اگرچہ آپؓ امام ہوں۔ یزید نے کہا اگرچہ آپؓ جہر سے قرأت کریں۔ عمرؓ نے فرمایا اگرچہ میں جہر سے قرأت کروں۔''

﴿قال الدار قطنی رواته کلھم ثقات﴾ (کتاب القرأۃ مترجم ص نمبر ۶۸)

ترجمہ: ''دارقطنی نے کہا ہے کہ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔''

ایک روایت یہ بھی ہے کہ:

﴿وروی ابو حباب عن سلمة ابن کھیل عن ابراھیم قال فی نسخة عبداللہ وددت ان الذی یقرأ خلف الامام ملیٔ فوہ نتنا وھذا مرسل لا یحتج به وخالف ابن عوان عن ابراھیم عن الاسود وقال رضفا ولیس ھذا من کلام اھل العلم بوجوہ اما احدھا قال النبی ﷺ لا تلاعنوا بلعنة اللہ ولا بالنار ولا تعذبوا بعذاب اللہ والوجه الاخر لا ینبغی لا حد ان یتمنی ان یملأ افواہ اصحاب النبی ﷺ مثل عمر بن الخطاب وابی بن کعب وحذیفة ومن ذکرنا رضفا ولا نتنا ولا ترابا والوجه الثالث اذا ثبت الخبر عن النبی ﷺ واصحابه فلیس فی الاسود ونحوہ حجة﴾

(جزء القرأۃ مترجم از امام بخاری ص نمبر ۶۲-۶۳)

ترجمہ: ''ایک روایت میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرأت خلف الامام کرنے والے کے منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گندگی ڈالی جائے- یہ بھی مرسل ہے اور نا قابل احتجاج ہے- ابن عون نے اس کی مخالفت کی ہے اور "نتنا" کی بجائے "رضفا" یعنی گرم پتھر کہا ہے- لیکن یہ بھی اہل علم کی کلام نہیں ہو سکتی اس کی کئی وجوہ ہیں- ایک تو یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے نہ اللہ کی لعنت کے ساتھ کسی کو لعنت کرو اور نہ اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب دو-''

دوسری وجہ یہ کہ کسی آدمی کو یہ لائق نہیں کہ وہ خواہش کرے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے منہ میں گندگی، پتھر، مٹی وغیرہ بھرے- جن میں عمرؓ بن خطاب، ابی بن کعبؓ اور حذیفہؓ جیسے بزرگ اصحاب بھی ہیں-

دلیل نمبر ۱۷ کا جواب

منکرین قرأت خلف الامام کی طرف سے دلیل نمبر ۱۷ میں تین روایات بیان ہوئی ہیں- جن کا ترتیب وار جواب رقم طراز ہے-

حدیث نمبر ۱ کا جواب

منکرین قرأت خلف الامام کا یہ کہنا ہے کہ:

﴿عن الحارث عن علیؓ قال سأل رجل النبی ﷺ اقرأ خلف الامام او انصت؟ قال لا بل انصت فانه یکفیک﴾ (کتاب القرأۃ مترجم ص نمبر ۱۴۵)

تو اس کا جواب خود امام بیہقی نے اپنی کتاب میں مندرجہ بالا روایت کو نقل کرنے کے بعد دیا ہے- امام بیہقی فرماتے ہیں-

''ابو احمد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو سوائے محمد بن سالم کے شعبی سے کسی نے روایت نہیں کیا اور یہ محفوظ نہیں ہے پھر اس سے قیس بن ربیع نے روایت کیا ہے اور محمد بن سالم کی روایات میں ضعف ہونا بالکل ظاہر ہے-

ہمیں ابو عبداللہ نے بیان فرمایا کہ اس روایت کی سند میں کئی طرح سے وہم ہے ایک تو یہ ہے کہ اس کا راوی حارث بن عبداللہ ہمدانی کے سوا ہمیں اور کوئی نہیں ملا- پھر اپنی سند سے شعبی سے نقل کیا ہے کہ شعبی نے کہا...... کہ حارث کذابوں میں سے ہے- امام شعبی سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ کی قسم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حارث کذاب ہے- ابراہیم نخعی نے بھی حارث کو متہم بالکذب بیان کیا ہے- الخ
(کتاب القرأۃ صفحہ نمبر ۱۴۶)

زیر بحث حدیث کا دوسرا جواب یہ ہے کہ خود سیدنا علیؓ سے فاتحہ خلف الامام پڑھنا اور اس کا حکم دینا ثابت ہے- جیسا کہ روایت میں ہے-

﴿عن علی بن ابی طالبؓ اذا لم یجهر الامام فی الصلوٰة فاقرأ بام الکتاب وسورة اخری فی الاولیین من الظهر و العصر وبفاتحة الکتاب فی الاخریین من الظهر والعصر وفی الاخرة من المغرب وفی الاخریین من العشاء﴾ (جزء القرأۃ مترجم از امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ ص نمبر ۱۹ اور ۲۰)

ترجمہ: ''علیؓ سے بیان کیا جب امام نمازوں میں جہر نہ کرے تو سورۃ فاتحہ اور سورۃ بھی پڑھ- ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں اور مغرب کی آخری رکعت اور عشاء کی پچھلی رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھا کر-''

اسی طرح امام بیہقی نے ''کتاب القرأة خلف الامام'' میں نقل کیا ہے-

''(دو سند سے امام زہری کے واسطے سے) علیؓ حکم کیا کرتے تھے کہ امام کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ ہی پڑھا کرو-'' (صفحہ نمبر ۶۹)

اس روایت کو یزید بن ہارون نے عن سفیان بن حسین سے ''ابیـــــه'' کے ذکر کے بغیر بھی بیان کیا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے-

قارئین کرام! اس کے علاوہ بھی علیؓ سے ایک روایت بیان کی جاتی ہے- جیسا کہ امام بخاری نے بیان کیا ہے-

﴿عن علی من قرأ خلف الامام فقد أخطأ الفطرة﴾

(جزء القرأۃ مترجم ص نمبر ۴۱)

ترجمہ: ''علیؓ کہتے ہیں جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے فطرت کے خلاف کیا-''

چنانچہ اس کے بارے میں امام بخاری فرماتے ہیں-''

﴿.... وهذا لا یصح لانه لا یعرف المختار ولا یدری انه سمعه من ابیه ام لا وابوه من علی ولا یحتج اهل الحدیث بمثله وحدیث الزهری عن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن ابی رافع عن ابیہ ادل و اصح ﴾ (ایضاً ص نمبر ۴۱)

ترجمہ: ''(امام بخاری کہتے ہیں) یہ روایت صحیح نہیں ہے مختار جو اس روایت کا راوی ہے- بالکل غیر معروف ہے اور یہ بھی علم نہیں کہ اس نے اپنے باپ سے بھی سنا ہے یا نہیں نہ ہی یہ علم ہے کہ اس کے باپ نے علی سے سنا ہے یا نہیں علما اہل حدیث ایسی روایات سے دلیل قبول نہیں کرتے-''

نیز امام زہری کی حدیث ابن ابی رافع عن ابیہ زیادہ مدلل اور صحیح ہے-
(جو جزء القرأۃ ص نمبر ۴۱ کے حوالے سے اوپر منقول ہو چکی ہے)

حدیث نمبر ۲ کا جواب

منکرین قرأت خلف الامام کا اس روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں-

ترجمہ: ''امام محمد کہتے ہیں ہمیں خبر دی سفیان ثوری نے کہ ہم سے بیان کیا منصور نے ابی وائل سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا- قرآن سننے کے لیے خاموش رہو- کیونکہ نماز میں توجہ درکار ہے- تمہارے لیے امام کی قرأت کافی ہے-'' (موطا امام محمد باب ۳۴ حدیث ۱۳)

تو اس کا جواب کئی طرح سے ہے-

۱- عبداللہ بن مسعودؓ کے اثر میں لفظ قرأت ہے نہ کہ لفظ ''فاتحہ'' ہے- اس لیے اگر اس اثر کو صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی فاتحہ کے علاوہ باقی قرأت ہوگی نہ کہ فاتحہ کی قرأت جو ہر نمازی کے لیے ضروری ہے-

۲- امام بیہقی کتاب القرأۃ میں عبداللہ بن مسعودؓ کے اس قول کے بارے میں (جس میں یہ ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے یا مقتدی کے لیے بھی کافی ہے) لکھتے ہیں-

''عبداللہ بن مسعودؓ کا وہ قول جس میں ہے کہ امام کے پیچھے مت پڑھ کیونکہ اس کی قرأت ہی تیری قرأت ہے تو یہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی - کیونکہ ابوحمزہ اعور کوفی کی بات اہل حدیث علماء کے نزدیک قابل استدلال نہیں ہے- نیز یہ اسی ابوحمزہ اعور کی دوسری روایت کے مخالف بھی ہے- کہ عبداللہ بن مسعودؓ امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے سوائے اس کے کہ امام قرأت نہ کرے- یعنی جب امام جہر سے قرأت نہ کرتا تھا تو عبداللہ اس وقت قرأت خلف الامام کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔

علقمہ سے ہی منقول ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ عبداللہ قرأت کر رہے ہیں حتیٰ کہ یہ آیت اونچی آواز سے ان کے منہ سے نکلی "وقل رب زدنی علما" ابووائل کہتے ہیں کسی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے قرأت خلف الامام کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب قرآن پڑھا جائے اس وقت خاموش رہ کیونکہ یہ نماز میں شغل ہے۔ اس میں تجھے امام کافی ہے۔ (یہ بھی تو فاتحہ کے علاوہ قرأت کے بارے میں ہے)

پس یہ قول اس نماز کے لیے ہے جس میں امام جہر سے قرأت کرے۔ کیونکہ "انصت" کا لفظ تو اسی قرأت کے لیے ہو سکتا ہے جو سنی جائے اس قرأت کے لیے نہیں ہو سکتا جو سنی ہی نہ جائے۔"

(کتاب القراۃ مترجم ص نمبر ۱۳۲)

۳۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے نبی ﷺ کے پیچھے قرأت کی تو آپؐ نے فرمایا کس نے قرأت کی ہے۔ تو قوم خاموش رہی دوبارہ آپ ﷺ نے پوچھا تب ایک شخص نے کہا کہ میں نے قرأت کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں کہہ رہا تھا کہ مجھ سے قرآن منازعت کر رہا ہے۔ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو خاموش رہے۔ کیونکہ اس (امام) کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے۔ اور اس (امام) کی نماز ہی اس (مقتدی) کی نماز ہے۔ (ایضاً ص نمبر ۱۳۰-۱۳۱)

چنانچہ آگے چل کر اس روایت کے حوالے سے امام بیہقی فرماتے ہیں کہ:

اگر "قراته له قراءة" سے یہ مراد لی جائے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ امام کی نماز بھی مقتدی کی نماز کے قائم مقام ہے۔ حالانکہ اسے کوئی بھی قبول نہیں کرتا یہ بات بھی اس کے ضعف پر دلالت کرتی ہے۔ (ایضاً ص نمبر ۱۳۰، ۱۳۱)

۴۔ عبداللہ بن مسعودؓ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ جس نماز میں قرأت نہ ہو وہ کچھ بھی نہیں۔ "لا شیء" ہے۔

نیز یہ قول بھی عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے اپنے امام پڑھنے والے سے سبقت مت کرو۔ کیونکہ امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے پیچھے چلا جائے۔ جب امام رکوع کرے تب رکوع کرو۔ جب امام سجدہ کرے تب سجدہ کرو۔ اگر کسی کو قرآن کی سورت بھی آتی ہے۔ (جو امام پڑھ رہا ہو) اور وہ اسے پڑھنے لگے تو ایسا مت کرو کہ قرأت سے پہلے ختم کر کے امام سے پہلے رکوع کر لو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے اپنے قاریوں سے پہلے سبقت مت کرو۔ (یعنی ان کے آگے مت لگنا) کیونکہ امام اس لیے مقرر ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے لگا جائے۔ (ایضاً ص نمبر۱۳۳)

اس کے بعد امام بیہقی آگے لکھتے ہیں۔

امام ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ تم غور نہیں کرتے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے اس خبر میں منع فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی قرأت سے فارغ ہو جائے تو امام سے پہلے رکوع نہ کرے اس میں امام کے آگے جانے سے منع فرمایا ہے۔ قرأت خلف الامام سے منع نہیں فرمایا۔'' (ایضاً ص نمبر۱۳۷)

حدیث نمبر۳ کا جواب

اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اس روایت میں بھی مطلق طور پر قرأت کا لفظ ہے اس سے مراد فاتحہ کے علاوہ دوسری قرأت مراد ہے کیونکہ جن احادیث میں مطلق طور پر امام کے پیچھے قرأت کرنے سے روکا گیا ہے۔ وہاں فاتحہ کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم اس سے قبل ''قائلین فاتحہ خلف الامام'' کے دلائل میں دلیل نمبر۹ اور۱۰ میں عبادہ بن صامتؓ کی روایت ابوداؤد کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔
دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں مقتدی کو قرأت جہر سے کرنے سے روکا گیا ہے جبکہ سری نمازوں میں بھی مقتدی کا سری طور پر فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

دلیل نمبر۱۸ کا جواب

منکرین فاتحہ خلف الامام نے کتاب القرأۃ کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔

﴿اخبرنا علی بن احمد بن عیدان اَنْبأَنَا احمد بن عبید اَنْبأَنَا عبداللہ بن ایوب القرنی اَبْنأَنَا شیبان انباالربیع بن بدر اَنْبأَنَا ابو ھارون العبدی عن ابی سعید الخدری قال سالت رسول اللہ ﷺ عن الرجل خلف الامام لا یقرا شیئا ایجزیہ ذلک قال نعم﴾

نوٹ: منکرین قرأت خلف الامام کی دلیل نمبر۱۸ کے بیان میں اس حدیث کا ترجمہ گزر چکا ہے۔
امام بیہقی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ (اس روایت کو تین طریقوں سے نقل کرتے ہیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس روایت کا تینوں طریقہ سے ہی دارومدار علی بن ابی ہارون عمارہ بن جوین عبدی پر ہے (اور وہ غیر ثقہ ہے) اور ربیع بن بدر کا نام علیلہ ہے اور وہ مجہول روایتیں بیان کرتا ہے۔ امام ابوداؤد سختیانی فرماتے ہیں علی بن ابی ہارون عبدی متروک الحدیث ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں عمارہ بن جوین ابو ہارون عبدی کذاب ہے۔

دوسرا راوی ربیع بن بدر ہے۔ اس کو یحییٰ بن معین نے ضعیف کہا ہے۔ اسی طرح قتیبہ وغیرہ نے بھی ضعیف کہا ہے۔'' (کتاب القرأۃ مترجم ص نمبر ۱۵۴)

لہٰذا جب یہ روایت سنداً صحیح ہی نہیں ہے تو پھر اس سے استدلال کرنا جائز نہ ہوگا۔

دوسرا جواب مذکورہ روایت کا یہ ہے کہ خود ابوسعیدؓ کی روایات سے صحیح سند کے ساتھ فاتحہ خلف الامام پڑھنا ثابت ہے۔ جیسا کہ کتاب القرأۃ ہی میں ہے۔

''ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سورہ فاتحہ پڑھا کریں اور اگر کچھ اور قرآن میسر ہو تو وہ بھی پڑھا کریں۔'' (کتاب القرأۃ خلف الامام مترجم ص نمبر ۲۵)

ایک دوسرے مقام پر امام بیہقی ابوسعید خدریؓ کے اثر کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

''ابونضرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدریؓ سے قرأت خلف الامام کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا سورہ فاتحہ پڑھا کرو۔'' (کتاب القرأۃ ص نمبر ۴۷)

امام بخاری نے جزء القرأۃ میں ابوسعید خدریؓ کی حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے۔

﴿عن ابی سعید قال امرنا نبینا ان نقرأ بفاتحة الکتاب وما تیسر﴾

(جزء القرأۃ مترجم ص نمبر ۲۶)

ترجمہ: ''ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کہ ہم فاتحہ اور جو میسر ہو قرأت کریں۔''

بات صرف اتنی ہی نہیں بلکہ امام بخاریؒ نے ابوسعیدؓ سے اس طرح بھی نقل کیا ہے۔

﴿قال البخاری وھذا اوصل وتابعه یحیٰی بن بکیر قال ثنا اللیث عن جعفر بن ربیعة عن عبدالرحمٰن بن ھرمز ان ابا سعید الخدریؓ کان یقول لا یرکعن احدکم حتی یقرأ بفاتحة الکتاب قال وکانت عائشة تقول ذلک﴾ (جزء القرأۃ مترجم ص نمبر ۱۷۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ موصول روایت ہے کہ (اس میں سماع کی حدثنا کے لفظ سے تصریح بھی موجود ہے) نیز اس کی یحییٰ بن بکیر نے متابعت بھی کی ہے۔ جس کے الفاظ ہیں۔ ابوسعید فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے کوئی فاتحہ پڑھنے کے بغیر رکوع نہ کیا کرے عائشہؓ بھی اس طرح فرماتی ہیں۔''

لہٰذا ابوسعیدؓ سے تو قرأت خلف الامام نہ کرنے کی بجائے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی تاکید ملتی ہے۔ چنانچہ اس سے تو یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فاتحہ پڑھے بغیر رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی۔

دلیل نمبر ۱۹ کا جواب

﴿عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ ﷺ کل صلوٰۃ لا یقرأ فیھا بام الکتاب فھی خداج اِلّا صلوٰۃ خلف الامام۔﴾ (کتاب القرأۃ مترجم ص نمبر ۱۵۱)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے ہو۔''

منکرین فاتحہ خلف الامام نے مندرجہ بالا روایت سے بھی فاتحہ خلف الامام کے ممنوع ہونے کے بارے میں استدلال کیا ہے۔

تو اس کا جواب کئی طرح سے ہے۔

۱۔ امام بیہقی اس روایت کو اپنی کتاب میں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

''شیخ ابوبکر نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے یہ بات محل نظر ہے۔ حدیث کے علماء کے نزدیک یہ ثابت نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس میں خالد نے غلطی کھائی ہے اور روایت کا متن بدل دیا ہے۔ اصل لفظ تھے۔

﴿انی اکون احیانا خلف الامام﴾

تو اس نے اس کو بنا دیا۔

﴿اِلّا خلف الامام﴾

یہ اس سے بھول ہوئی ہے۔ اس کی دلیل دوسری روایت ہے اور وہ یہ ہے۔

''ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا (رسول اللہ ﷺ نے)''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿کل صلوٰۃ لا یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب فھی خداج فقلت وان کنت خلف الامام فقال اقرأ فی نفسک﴾ (کتاب القرأۃ خلف الامام مترجم از امام بیہقی ص ۱۵۱)

حافظ ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس روایت کی بیماری (علت) اور وہم کی جگہ عبدالرحمٰن بن اسحاق ہے۔ کیونکہ یحییٰ بن معین سے عبدالرحمٰن بن اسحاق کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے اس کو ضعیف کہا اور امام احمد بن حنبلؒ نے اسے منکر الحدیث کہا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ کا مذہب قرأت فاتحہ خلف الامام میں اتنا مشہور ہے جس میں کسی قسم کا التباس ممکن نہیں ہے۔

(کتاب القرأۃ مترجم ص نمبر ۱۵۲)

سیدنا ابو ہریرہؓ کی یہ بھی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔ پس وہ خداج ہے تین مرتبہ فرمایا۔ شاگرد کہتا ہے کہ میں نے کہا اگر میں امام کے پیچھے ہوں تو فرمایا دل میں پڑھا کر۔

دوسری روایت کے الفاظ ہے شاگرد نے کہا میں اگر امام کے پیچھے ہوں تو آپ نے بازو کو پکڑا اور فرمایا اے فارسی کے بچے دل میں پڑھ۔"

لہٰذا جب سیدنا ابو ہریرہؓ کی صحیح احادیث سے فاتحہ خلف الامام پڑھنا اور پھر نبی ﷺ کی وفات کے بعد اس کا فتویٰ دنیا اظہر من شمس ہے۔ لہٰذا ابو ہریرہؓ کی صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے ضعیف احادیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 4

﴿امام کے ساتھ رکوع میں ملنے سے رکوع کی رکعت نہیں ہوتی ہے﴾

قارئین کرام! مدرک رکوع کی رکعت کے متعلق جواب اس سے قبل بھی خصوصاً حنفی مقلدین کی دلیل نمبر ۷ کے جواب میں دیا جا چکا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے باوجود بھی اس سلسلے میں مزید کچھ لکھنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں مزید تفصیل کے ساتھ لکھنے کا سبب وہ فتویٰ بنا جو جماعت غرباء اہل حدیث کراچی کی طرف سے بعنوان ''امام کے ساتھ رکوع میں ملنے سے رکوع کی رکعت ہو جاتی ہے۔'' مجھے یہ فتویٰ ایک مسجد سے اشتہار کی صورت میں میسر آیا جو کہ مفتی جماعت غربا اہل حدیث عبدالقہار صاحب نے دیا اور اس فتویٰ کو نائب مفتی محمد ادریس صاحب نے رقم کیا ہے۔

اس فتویٰ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

دلیل نمبرا

رکوع کی رکعت کے بارے میں مفتی صاحب نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے

﴿عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ اذا جئتم الى الصلوٰة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شيئاً ومن ادرک الرکعة فقد ادرک الصلوٰة﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبرا ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۳۰۶ الرجل يدرك الامام ساجدا كيف يصنع حدیث نمبر ۸۸۰)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم جب نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو سجدہ کر لو مگر وہ شمار میں نہ ہو گا (یعنی اس رکعت کو پھر پورا پڑھنا پڑے گا وہ سجدہ حساب میں نہ آوے گا) اور جس شخص نے رکوع پایا اس نے نماز پائی۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۱ کا پہلا جواب

اس حدیث کے حاشیے میں علامہ وحید الزماںؒ لکھتے ہیں۔

''یعنی وہ رکعت پالی' یہی مذہب ہے جمہور کا اور قرأت فاتحہ اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی اور بعضوں کے نزدیک رکوع پانے سے وہ رکعت نہیں ملتی جب تک سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اور یہی راجح ہے محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک اور تفصیل اس مسئلے کی قاضی محمد بن علی شوکانی نے "نیل الاوطار" میں کی ہے۔" من شاء فلیر جع الیه "اور حدیث باب سے جو جمہور نے استدلال کیا ہے اس امر پر کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ اس تقریر سے عدول حقیقت سے بلا قرینہ صارفہ دو طرح پر لازم آتا ہے۔ ایک لفظ "رکعت" میں کہ اس سے مراد "رکوع" لینا پڑتا ہے' دوسرے لفظ "صلوٰۃ" میں کہ اس سے مراد ''رکعت'' لینی پڑتی ہے۔''

علامہ صاحب کی تقریر سے ثابت ہوا کہ:

۱۔ محدثین کے نزدیک بغیر سورۃ فاتحہ رکوع کی رکعت شمار نہیں ہوتی۔

۲۔ دوسرا یہ کہ حدیث کے الفاظ ہیں ﴿ومن ادرک الرکعة فقد ادرک الصلوٰة﴾ اس کا ترجمہ یہ کرنا کہ ''جس نے رکوع پالیا (یعنی جو جماعت کے ساتھ آ کر رکوع میں شامل ہو گیا) اس نے رکعت پالی۔'' کیونکہ اس طرح بلا قرینہ صارفہ دو طرح عدول حقیقت لازم آتا ہے۔

☆ ایک تو "ومن ادرك ركعة" میں لفظ "رکعت" سے کہ اس طرح لفظ "رکعة" کا ترجمہ "رکوع" کرنا پڑتا ہے۔

☆ اور دوسرا "فقدادرك الصلوٰة" میں لفظ "الصلوٰۃ" سے کہ اس طرح لفظ "صلوٰۃ" کا ترجمہ "رکعت" کرنا پڑھتا ہے۔

جبکہ حدیث کے الفاظ "ومن ادرك ركعة فقد ادرك الصلوٰة" کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ

''جس نے (نماز کی ایک) رکعت پالی اس نے نماز پالی''

اس کی تائید بخاری شریف کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

﴿عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ اذا ادرک احدکم سجدة من صلوٰة العصر قبل ان تغرب الشمس فلیتم صلوٰته الخ﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۱ کتاب مواقیت الصلوٰۃ' باب نمبر ۳۶۶ ''من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب'' حدیث نمبر ۵۲۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے تو وہ اپنی نماز پوری کرلے۔۔۔''

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس حدیث میں بھی تو لفظ ''سجدۃ'' آیا ہے اور یہاں بھی تو اس کا ترجمہ رکعت کے معنی میں کیا گیا ہے تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ:

اگر اس حدیث کے لفظ "سجدۃ" کا ترجمہ "سجدہ" ہی کیا جائے تو پھر بھی مدرک رکوع کے قائلین کا استدلال صحیح نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ اگر یہاں لفظ سجدہ کا ترجمہ سجدہ ہی کیا جائے تو پھر بھی حدیث کے اس جملے "اذا ادرك احدكم سجدة من صلوة العصر قبل اِن تغرب الشمس فليتم صلوته" کا ترجمہ یہی بنے گا کہ ''جب کوئی شخص سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کا ایک سجدہ پالے تو وہ اپنی نماز پوری کرلے۔'' یعنی اس کی نماز ادا ہوئی نہ کہ قضا ہوئی۔

لہٰذا اس طرح بھی تو یہی ثابت ہوگا کہ جو شخص نماز عصر کا ایک سجدہ پالے وہ باقی فوت شدہ نماز کو پورا کرلے تو اس کی نماز مقررہ وقت میں ہی شمار ہوگی۔ یعنی اس نماز کو قضا نہیں سمجھا جائے گا اور نہ ہی یہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ جس نے سجدہ پالیا اس نے رکعت پالی بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ جس نے ایک سجدہ بھی پالیا ہے تو وہ اپنی نماز کا فوت شدہ حصہ پورا کرلے۔

دلیل نمبر ا کا دوسرا جواب

امام بخاری نے جزء القراۃ میں سیدنا ابی ہریرہؓ ہی سے بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔

﴿حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا ابو نعیم قال ثنا شیبان عن یحیی عن ابی سلمة عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ من ادرک رکعة من صلوٰة العصر قبل ان تغرب الشمس فلیتم صَلوٰته﴾

(جزالقراۃ مترجم ص نمبر ۱۰۵ نمبر ۲۱۸)

اور دوسری روایت ابو ہریرہؓ کی اس طرح ہے۔

﴿عن ابی هریرةؓ ان رسول اللهﷺ قال من ادرک رکعة من صلوٰة الغداة قبل ان تطلع الشمس فقدا درکها ومن ادرکَ رکعة من صلوٰة العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرکها﴾ (جزءالقراۃ مترجم ص نمبر ۱۰۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہؓ کی مندرجہ بالا دونوں احادیث کا ترجمہ بالترتیب یہ ہے۔
''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک رکعت بھی عصر کی سورج غروب ہونے سے پہلے پا لے اس کو چاہیے کہ وہ نماز کو پورا کر لے۔''
''ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت صبح کی نماز کی سورج طلوع ہونے سے پہلے پالی اس نے نماز پالی۔ اسی طرح جس نے عصر کی نماز کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پالی اس نے (نماز عصر) پالی۔''

لہٰذا یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ خود راوی حدیث ابو ہریرہؓ کے نزدیک بھی بخاری شریف کی مذکورہ حدیث میں لفظ "سجدۃ" سے مراد "رکعت" ہی ہے۔ یعنی جس نے غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت پالی اس نے نماز عصر پالی اور وہ شخص اپنی نماز کے فوت شدہ حصہ کو پورا کرے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ سے ثابت ہے۔

﴿عن ابی هريرةؓ ان رسول اللهﷺ قال من ادرک من الصلوٰة رکعة فقد ادرک الا ان يقضی مافاته﴾ (جزء القراۃ مترجم ص نمبر ۱۱۱ نمبر ۲۲۸)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی البتہ جو حصہ فوت ہوا ہے اسے پورا کر لے۔''

دلیل نمبر ۱ کا تیسرا جواب

امام بخاریؒ جزء القراۃ میں فرماتے ہیں کہ:

﴿...فان احتج فقال اذا ادرک الرکوع جازت فکما اجزاته فی الرکعة کذلک يجزيه فی الرکعات قيل له انما اجاز زيد بن ثابتؓ وابن عمر والذين لم يروا القرأة خلف الامام فاما من رای القراءة فقد قال ابوهريرةؓ لا يجزيه حتی يدرک الامام قائما وقال ابو سعيد و عائشه لا يرکع احدکم حتی يقرأ بام القران....﴾ (جزء القراۃ مترجم ص نمبر ۳۱ نمبر ۳۱)

ترجمہ: ''پھر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب مدرک رکوع کی رکعت جائز ہے تو اس طرح اس کی باقی رکعات بھی جائز ہو جائیں گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مدرک رکوع کی رکعت کو صرف زید بن ثابتؓ اور ابن عمرؓ اور یا پھر انہوں نے جائز رکھا ہے جو فاتحہ کو امام کے پیچھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری نہیں سمجھتے ورنہ جو لوگ اسے ضروری سمجھتے ہیں جائز نہیں قرار دیتے چنانچہ ابو ہریرہؓ جب تک قیام کی حالت میں نہ ملتے رکعت شمار نہ کرتے اسی طرح ابو سعیدؓ اور عائشہؓ فرماتے ہیں کہ فاتحہ پڑھے بغیر رکوع نہ کرے۔"

دلیل نمبر ا کا چوتھا جواب

جیسا کہ امام بخاریؒ نے سیدنا ابو ہریرہؓ کا مسلک ذکر فرمایا کہ ان کا مسلک تو یہ ہے کہ وہ تو اس وقت تک رکعت ہی شمار نہیں کرتے جب تک کہ قیام کی حالت میں جماعت کے ساتھ نہ ملا جائے۔ جیسا کہ جزء القراۃ میں ایک دوسرے مقام پر ہے۔

﴿عن ابی ھریرۃؓ قال لا یجزیک الا ان یدرک الامام قائما﴾

(جزء القراۃ مترجم ص نمبر ۷۸ نمبر ۱۶۰)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے تیری رکعت تب ہوگی جب کہ تو امام کو بحالت قیام پائے۔"

لہٰذا ابو ہریرہؓ کے نزدیک تو رکوع والی رکعت شمار میں ہوتی ہی نہیں ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک تو رکعت تب ہوگی جب امام کو بحالت قیام پایا جائے۔ ابو ہریرہؓ کا مطلب بھی یہ ہے کہ امام قیام کی حالت میں ہو تو اس وقت سورہ فاتحہ پڑھے پھر امام کے ساتھ رکوع کرے تو رکعت قابل شمار ہوگی اور یہی بات ابو سعیدؓ اور عائشہؓ کی ہے۔

﴿....وقال ابو سعید و عائشہ لا یرکع احدکم حتی یقرأ بام القران﴾

(جزء القراۃ ص نمبر ۳۱ نمبر ۳۱)

ترجمہ: ابو سعیدؓ اور عائشہؓ فرماتے ہیں کہ فاتحہ پڑھے بغیر رکوع نہ کرے۔"

رکعت بمعنی رکوع

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اس حدیث میں (ومن ادرک الرکعۃ فقد ادرک الصلوٰۃ) لفظ "رکعت" سے مراد "رکوع" ہے تو امام کو رکوع کی حالت میں پانے والا شخص اس رکعت کے پانے والا ہوا۔ یعنی اس کی یہ رکعت ہوگئی۔" مزید لکھتے ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''لفظ رکعت کا اطلاق رکوع پر کئی احادیث سے ثابت ہے چنانچہ امام مسلم نے براء بن عازبؓ کی حدیث ان الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے۔

﴿فوجدت قیامه فرکعته فاعتداله فسجدته﴾

(مسلم شریف "کتاب الصلوٰۃ" باب "اعتدال ارکان الصلوٰۃ وتخفیفها فی تمام" حدیث نمبر ۴۷۱-۱-۳۴۳)

چنانچہ قیام اعتدال اور سجدہ کے مقابلہ میں مجازاً لفظ رکعت کا اطلاق رکوع پر کیا گیا ہے۔

اسی طرح ابو ہریرہؓ والی حدیث (ومن ادرك ركعة فقد ادرك الصلوٰة) میں "سجدے" کے مقابلے میں "رکعت" کا لفظ "رکوع" پر بولا گیا ہے۔تو بات بالکل واضح ہوگئی کہ رکوع سے مراد رکعت ہے اور رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے۔''

تو جواب اس کا یہ ہے کہ:

قارئین کرام! براء بن عازبؓ کی حدیث جو مفتی صاحب نے بیان کی ہے۔ وہ حدیث مکمل ان الفاظ کے ساتھ ہے۔

﴿عن البرآء بن عازب قال رمقت الصلوٰة مع محمد ﷺ فوجدت قیامه فركعته فاعتدا له بعد رکوعه فسجدته وجلسته بین السجدتین فسجدته فجلسته مابین التسلیم والا نصراف قریباً من السّوَآءِ﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب الصلوٰۃ" باب "اعتدال ارکان الصلوٰۃ و تخفیفها فی تمام")

ترجمہ: ''براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانچا تو معلوم ہوا کہ آپ کا قیام پھر رکوع پھر رکوع سے کھڑا ہونا پھر سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ پھر دوسرا سجدہ اور سجدے اور سلام کے بیچ کا جلسہ یہ سب برابر برابر تھے۔''

تو جواب اس کا یہ ہے کہ:

(۱) مفتی صاحب کی نقل کردہ براء بن عازبؓ کی حدیث میں "بعد رکوعه" کے الفاظ نہیں ہے یعنی ان الفاظ کو مفتی صاحب نے نقل نہیں کیا جیسا کہ میری نقل کردہ براء بن عازبؓ کی حدیث کے خط کشیدہ الفاظ سے ظاہر ہے۔

(۲) اس حدیث میں "رکعت" بمعنیٰ "رکوع" مجازی طور پر استعمال نہیں ہوا بلکہ حقیقی معنوں میں بمعنیٰ "رکوع" استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فوجدت قیامه فرکعته فاعتداله بعد رکوعه الخ﴾

لہٰذا یہاں "رکعت" کے مجازی معنی "رکوع" کے کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حقیقی معنی "رکوع" ہی کے ہوں گے کیونکہ خود اس حدیث میں "بعد رکوعہ" کے الفاظ حقیقی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں (واللہ اعلم)

(۳) براء بن عازبؓ کی حدیث کی شرح میں امام نووی مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "یہ حدیث بعض احوال پر محمول ہے۔ ورنہ دوسری احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ کا قیام طویل ہوتا اور آپ فجر کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے اور ظہر میں "الم تنزیل السجدہ" پڑھتے اور نماز کھڑی ہوتی پھر جانے والا حاجت کے لیے بقیع کو جاتا اور حاجت سے فارغ ہو کر آ کر وضو کرتا اور مسجد میں آتا تو آپؐ پہلی رکعت میں ہوتے اور آپؐ نے سورہ مومنون پڑھی اور مغرب میں والطور اور والمرسلات اور بخاری کی روایت میں سورہ اعراف۔"

بہرحال ان حدیثوں سے یہ امر نکلتا ہے کہ آپ ﷺ قیام کو طویل کرتے اور کبھی ایسا بھی کرتے ہوں گے جیسے اس حدیث میں ہے۔

(۴) براء بن عازبؓ کی حدیث کے مطابق قیام اور تشہد کا جلسہ بھی رکوع، رکوع سے کھڑا ہونا، سجدہ، پھر دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ پھر دوسرا سجدہ سب برابر برابر ہوتے ہیں حالانکہ عملاً بھی اور احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قیام اور تشہد کے جلسے کا دورانیہ باقی ارکان کے دورانیہ سے بڑے ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲

مفتی صاحب مدرک رکوع کی رکعت کے بارے میں اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

﴿حدیث ابی بکرةؓ دخل المسجد والنبی ﷺ راکع، فرکع دون الصف، ثم مشی الی الصف فلما قضی النبی ﷺ صلاته قال ایکم الذی رکع دون الصف، ثم مشی الی الصف فقال ابو بکرة انا فقال النبی ﷺ زادک الله حرصاً ولا تعد﴾

(اس حدیث کو بخاری نے "کتاب الاذان" باب "الرکوع دون الصف" ابوداؤد نے "کتاب الصلوٰة" باب "الرجل یرکع دون الصف" نسائی نے "فی الامامة" باب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"الركوع دون الصف" وغیرہ نے نقل کیا ہے-)

دلیل نمبر۲ کا جواب

قارئین کرام! ابوبکرہؓ کی اس حدیث کا جواب منکرین فاتحہ خلف الامام کی دلیل نمبر۷ کے جواب میں تفصیل سے دیا جا چکا ہے- مفتی صاحب کی اس دوسری دلیل کے حوالے سے مزید لکھنے کی ضرورت ہے-

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ "لا تعد" میں آپ ﷺ نے جس بات سے منع فرمایا ہے وہ نماز میں آتے ہوئے بھاگنا دوڑنا ہے اور تیز جلدی جلدی آنا ہے اور صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کرنے سے منع فرمایا اور اس بات کو پسند فرمایا کہ صف میں شامل ہو کر نماز شروع کرو- اگرچہ رکعت جاتی رہے- صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع کرنے میں جلدی نہ کرو- اس لیے امام بیہقی نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا ہے یعنی "والله اعلم" صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع نہ کرو- کیونکہ اس بات میں مشقت اور پریشانی ہے کہ پھر چلتے ہوئے صف میں ملا جائے- اقامت یا نماز شروع ہونے کے بعد تیز اور جلدی آنے سے منع فرمایا" (سنن البیہقی ۲/۹۰)

تو اس کے کئی جواب ہیں-

(۱) ابوبکرہؓ والی حدیث جس کو مفتی صاحب نے ذکر کیا ہے کہیں بھی ذکر نہیں ہے کہ ابوبکرہؓ نماز کے لیے بھاگ کر آئے تھے تو نبی علیہ السلام نے ان کو "لا تعد" کہہ کر نماز کے لیے بھاگنے اور جلدی جلدی آنے سے منع فرمادیا- جیسا کہ مفتی صاحب نے لکھا ہے ہاں البتہ جزء القرأۃ مترجم میں ص نمبر ۱۰۲ پر ہے-

﴿عن ابی بکرة ان النبی ﷺ صلیٰ صلوٰة الصبح فسمع نفساً شدیدا او بهرا من خلفه فلما قضی رسول الله ﷺ قال لا بی بکرة انت صاحب هذا النفس قال نعم جعلنی الله فداک خشیت ان تفوتنی رکعة معک فاسرعت المشی فقال له رسول الله ﷺ زادک الله حرصاً ولا تعد صل ما ادرکت واقض ماسبق﴾ (جزء القرأۃ نمبر۲۱۴)

ترجمہ: "ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں اپنے پیچھے سے پھولے سانس کی آواز یا ہانپنے کی آواز سنی- نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا- ابوبکرہؓ ہانپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آواز تیری تھی۔ اس نے کہا ہاں! میں قربان جاؤں میری ہی آواز تھی۔ میں ڈرا کہ کہیں میری رکعت نہ فوت ہو جائے اس لیے میں جلدی چل کر آیا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا اللہ تیری حرص کو زیادہ کرے۔ ایسا مت کر جو نماز تجھے مل جائے وہ پڑھ لے اور جو پڑھی جا چکی ہو اس کو بعد میں پورا کر لے۔''

لہٰذا اگر اس حدیث میں ابو بکرہؓ کے نماز کے لیے دوڑ کر اور جلدی جلدی چل کر آنے کا ذکر ہے اور نبی علیہ السلام نے لفظ "لا تعد" میں دوڑ کر آنے سے منع فرمایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے ابو بکرہؓ کو فوت شدہ نماز کے حصے کو پورا کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ لہٰذا پھر بھی رکوع والی رکعت کیسے شمار میں لائی جائے گی۔

(۲) مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ ''نبی علیہ السلام نے "لا تعد" کے الفاظ سے صف میں ملنے سے پہلے رکوع کرنے سے منع فرمایا اور اس بات کو پسند فرمایا کہ صف میں شامل ہو کر نماز شروع کی جائے۔ اگر چہ رکعت جاتی رہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کو ہم بھی مانتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا "لا تعد" فرمانا اسی لیے تھا کہ ابو بکرہؓ نے صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر لیا تھا اور پھر رکوع کی حالت میں چل کر صف میں شامل ہوئے تھے۔ نبی ﷺ نے ان کے اس فعل کو ناپسند فرمایا اور "لا تعد" کے الفاظ فرما کہ آئندہ اس فعل کو دہرانے سے منع فرما دیا۔

جبکہ مفتی صاحب اپنے فتویٰ میں دوسری دلیل کے بیان میں ہی آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ''ایک رائے یہ بھی ہے کہ "لا تعد" سے آپؐ نے نماز کے لیے دیر سے آنے پر تنبیہ فرمائی۔ اس رائے کی تائید میں عبداللہ بن زبیرؓ کی یہ حدیث ہے جسے حاکمؒ نے ''مستدرک'' میں روایت کیا ہے۔ ابن زبیر نے منبر پر خطبہ میں فرمایا ﴿اذا دخل احدکم المسجد والناس رکوع فلیرکع حین یدخل ثم لیتدبّ راکعاً حتی یدخل فی الصف فان ذالک من السنة﴾ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے اور لوگ رکوع میں ہوں اسے چاہیے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد وہ بھی رکوع کر لے۔ پھر رکوع میں چلتا ہوا صف میں مل جائے۔ اس طرح کرنا سنت ہے۔''

مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ عطاؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو اسی طرح یعنی رکوع کی حالت میں چلتے ہوئے صف میں ملتے ہوئے دیکھا ہے۔ (حاکم نے مستدرک میں ۱/۲۱۴ میں

www.KitaboSunnat.com

روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ اگرچہ انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔)

تو جواب اس کا یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ کا یہ اثر تو خود مفتی صاحب کے اس استدلال کے خلاف ہے کہ آپؐ نے "لا تعد" کے الفاظ سے صف میں سے پہلے ہی رکوع کرنے سے منع فرمایا اور اس بات کو پسند فرمایا کہ صف میں شامل ہو کر نماز شروع کرو۔ اگرچہ رکعت جاتی رہے۔

ہمیں تو خود "لا تعد" کے یہی معنی پسند ہیں کیونکہ یہ صحیح قیاس کے زیادہ قریب ہیں۔ (واللہ اعلم) قارئین کرام! عبداللہ بن زبیرؓ کے اثر کا جواب یہ ہے کہ

(۱) ایک تو یہ اس حدیث کے خلاف ہے جس میں نبی ﷺ نے صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع کرنے اور پھر رکوع کی حالت ہی میں چل کر شامل ہونے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ علامہ وحید الزماںؒ نے ابوداؤد کے باب "الرجل یرکع دون الصف" میں ابوبکرہؓ کی حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے کہ "امام کو رکوع میں دیکھ کر جلدی کے مارے صف سے پیچھے رکوع نہ کرے۔"

(۲) ﴿قال البخاری فلیس لا حدان یعود لمانھی النبی ﷺ عنه....﴾

(جزء القراۃ مترجم ص نمبر ۸۰ نمبر ۱۶۵)

ترجمہ: "امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو کیا حق ہے کہ جس کام سے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے وہ کرتا پھرے۔"

قارئین کرام! کم از کم صحابہ کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ ایسا عمل کریں جس سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے اور بلا وجہ اللہ تعالیٰ کی وعید کے مستحق بنیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝﴾

(سورہ النساء آیت ۱۱۵)

ترجمہ: "اور جو کوئی برخلاف کرے رسول کے پیچھے اس کے ظاہر ہوئی واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کی متوجہ کریں گے ہم اسکو جدھر متوجہ ہوا اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں اور بری ہے جگہ پھر جانے کی"

(۳) تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ خود ان لوگوں کا بھی عبداللہ بن زبیرؓ کے اس اثر پر عمل نہیں ہے اور یہ میرا مشاہدہ ہے کہ میں نے ان لوگوں میں سے کسی کو عبداللہ بن زبیرؓ کے اس اثر پر عمل کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے نہیں دیکھا۔ یعنی وہ لوگ صف میں شامل ہو کر رکوع کرتے ہوں اور پھر اس رکوع کی رکعت کو شمار میں لاتے ہوں لیکن صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی یا مسجد میں داخل ہوتے ہی جیسا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کے اثر سے معلوم ہوتا ہے۔ اس پر وہ لوگ بھی عمل نہیں کرتے۔ لہٰذا جو حدیث ان کے نزدیک بھی قابل عمل نہیں تو پھر اس سے حجت کیوں پکڑتے ہیں اور ہمیں اس پر عمل کرنے کے لیے کیوں کہتے ہیں جس پر وہ خود بھی عمل نہیں کرتے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ○﴾ (سورہ الصف آیت نمبر۲)

ترجمہ: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیوں کہتے ہو جو کچھ کہ نہیں کرتے۔''

(۴) الیاس صاحب ابو بکرہؓ کی مذکورہ روایت کے بعد فتح الباری کے حوالے سے لکھتے ہیں

﴿عن الحسن عن الطبرانی فقال ایکم صاحب هذا النفس قال خشیت ان تفوتنی الرکعة معک﴾ (نماز پیمبر دلیل نمبر۷(۱) صفحہ نمبر۱۴۳)

اس کا جواب دو طرح ہے۔

(ا) ﴿قال خشیت ان تفوتنی الرکعة معک﴾ کے الفاظ سے جماعت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ ابو بکرہؓ نے فرمایا کہ میں ڈرا کہ کہیں ''نبی ﷺ کے ساتھ میری رکعت فوت نہ ہو جائے نہ کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ کہیں میری رکعت'' رکوع میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے فوت نہ ہو جائے۔'' جیسا کہ فتح الباری میں ہے۔

﴿قال ابن المنیر صوب النبی فعل ابی بکرة من الجهة العامة وهی الحرص علی ادراک فضیلة الجامعة وخطاه من الجهة الخاصة﴾

(ب) دوسرا جواب اس کا یہ ہے آگے چل کر حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں یہ بھی نقل کیا ہے۔

﴿وروی الطحاوی باسناد حسن عن ابی هريرةؓ مرفوعا اذا اتی احدکم الصلاة فلا یرکع دون الصف حتی یا خذ مکانه من الصف﴾

(فتح الباری شرح بخاری)

اور یہی بات موطا امام محمد میں زید بن ثابتؓ کے اس اثر کے بعد امام محمدؒ نے فرمائی ہے زید بن ثابتؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿عن سهل ابن حنیف انه قال دخل زید بن ثابت فوجد الناس رکوعا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرکع ثم دب حتی وصل الصف﴾

(مؤطا امام محمد باب "الرجل یرکع دون الصف او یقرا فی رکوعه" حدیث ۲۸۵)

ترجمہ: ''سہل بن حنیف سے کہ زید بن ثابتؓ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں کو رکوع میں پایا۔ آپ شامل ہوگئے اور آہستہ آہستہ چل کر صف میں شریک ہوگئے۔''

﴿قال محمد هذا یجزی واحب الینا ان لا یرکع حتی یصل الی الصف وهو قول ابی حنیفة رحمة الله تعالیٰ﴾

ترجمہ: ''امام محمدؒ کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے لیکن ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ جب تک صف میں نہ مل جائے رکوع نہ کرے یہی ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔''

لہٰذا خود احناف کے نزدیک بھی جماعت کی صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع کرنا جائز نہیں ہے۔ جب ابوبکرہؓ کے طریقے پر نماز میں شامل ہونا ہی صحیح نہیں تو پھر ابوبکرہؓ کی حدیث سے رکوع کی رکعت کے لیے استدلال کرنا حنفی مقلدین کو اور انہی کی طرح پر اس موقف کے دوسرے حاملین کو کیونکر روا ہے انتہی۔

دلیل نمبر۳

مدرک رکوع کی رکعت کے بارے میں مفتی صاحب اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

﴿لا تبادرونی برکوع ولا بسجود فانه مهما اسبقکم به اذا رکعت تدرکونی به اذا رفعت انی قد بُدنت﴾

آپ نے فرمایا:

''رکوع اور سجدہ کرنے میں مجھ سے جلدی نہ کرو۔ اگر میں رکوع سے آگے جاؤں گا تو تم مجھ کو پا لو گے جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں گا کیونکہ میں بھاری ہوگیا ہوں۔''

بیہقی نے ابوہریرہؓ سے یہ روایت بھی ذکر کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

﴿ایها الناس انی قد بدنت فلا تسبقونی بالرکوع والسجود و لکن اسبقکم انکم تدرکون ما فاتکم﴾

(سنن البیهقی ۲/۹۳ اور ابن حبان فی الامامة حدیث ۳۸۱ من موارد الضمآن)

طبرانی نے کبیر میں جبیر بن مطعمؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿انی قدبدنت فلاتبآ درونی بالقیام فی الصلوٰۃ والرکوع والسجود﴾
"یعنی میں بھاری ہو گیا ہوں تو تم قیام، رکوع سجدہ کرنے میں مجھ سے آگے نہ بڑھو- اس حدیث سے علامہ بدرالدین عینی نے رکوع کی رکعت ہونے پر استدلال کیا ہے- وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر مقتدی امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے اور رکوع سے سر اٹھانے سے قبل جماعت میں مل جائے تو اس کی رکعت ہو گئی اور اگر امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد جماعت میں شامل ہو تو پھر یہ رکعت نہیں ہوئی۔"

(عمدۃ القاری شرح البخاری للعینی ۳/۱۵۳)

جواب دلیل نمبر ۳

﴿لا تبادرونی برکوع الخ﴾ والی روایت سنن ابی داؤد میں اس طرح مروی ہے-

﴿حدثنا مسدد ثنا یحیٰی عن ابن عجلان حدثنی محمد بن یحیٰی بن حبان عن ابن محیریز عن معاویہ بن ابی سفیان قال قال رسول اللہ ﷺ لا تبادرونی برکوع ولا بسجود فانہ مھما اسبقکم بہ اذا رکعت تدرکونی بہ اذا رفعت انی قدبدنت﴾

(سنن ابی داؤد مترجم جلد نمبر ا "کتاب الصلوۃ" باب نمبر ۲۲۴ "مایومر بہ الماموم عن اتباع الامام" حدیث نمبر ۶۱۵)

ترجمہ: "معاویہ بن ابوسفیانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے آگے رکوع اور سجود مت کرو- جس قدر میں تم سے پہلے رکوع میں جاؤں گا- اتنا تم پالو گے- جب میں تم سے پہلے سر اٹھاؤں گا کیونکہ میں موٹا ہو گیا ہوں-"

اس کا جواب کئی طرح پر ہے-

(۱) ابوداؤد ہی کی اسی باب کی ایک حدیث میں ہے-

﴿عن عبدالرحمن بن ابی لیلٰی عن البراء قال کنا نصلی مع النبی ﷺ فلا یحنو احدنا ظھرہ حتی یری النبی ﷺ یضعُ﴾

(سنن ابی داؤد مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۲۲۴ "مایومر بہ الماموم من اتباع الامام" حدیث نمبر ۶۱۷)

ترجمہ: "براءؓ سے روایت ہے کہ ہم نماز پڑھتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی ہم میں سے پیٹھ خم نہ کرتا تھا رکوع کے واسطے جب تک کہ نبی ﷺ کو نہ دیکھ لیتا- کہ آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشانی زمین پر رکھ چکے ہیں۔"

اور دوسری روایت میں ہے۔

﴿عن ابی اسحاق قال سمعت عبداللہ بن یزید الحطمی یخطب الناس ثنا البراء وھو غیر کذوب انھم کانوا اذا رفعوا رؤسھم من الرکوع مع رسول اللہ ﷺ قاموا قیاماً فاذا راوہ قد سجد سجدوا﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۶۱۶)

ترجمہ: "ابو اسحاق' عبداللہ بن یزید حطمی براءؓ جو بالکل سچے ہیں سے روایت کرتے ہیں کہ جب صحابہ رکوع سے سر اٹھاتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو جاتے تھے۔ جب دیکھتے تھے آپ سجدے میں گئے اس وقت سجدہ کرتے تھے۔"

مذکورہ دونوں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ:

(ا) صحابہ کرام اس وقت تک رکوع میں نہ جھکتے تھے جب تک نبی ﷺ رکوع میں نہ چلے جاتے۔ تو ظاہر ہے کہ جب صحابہ کرام نبی ﷺ کے بعد رکوع میں جاتے تو اگر وہ نبی علیہ السلام کے ساتھ ہی رکوع سے اٹھ جائیں تو ان کے رکوع کی مقدار پوری نہیں ہوگی۔ اس لیے فرمایا کہ "مجھ سے آگے رکوع اور سجود مت کرو۔ جس قدر میں تم سے پہلے رکوع میں جاؤں گا اتنا تم پا لو گے۔ جب میں تم سے پہلے سر اٹھاؤں گا۔"

لہٰذا جب مقتدی امام کے بعد رکوع سے اٹھے گا تو وہ رکوع کا وہ حصہ بھی پالے گا جو اس کے رکوع میں جانے سے پہلے کا تھا۔

(ب) دوسری روایت کے مطابق صحابہ کرام رکوع سے کھڑا ہونے کے بعد اس وقت تک سجدہ کے لیے نہ جھکتے تھے جب تک کہ نبی ﷺ سجدے میں نہ چلے جاتے۔ لہٰذا یہاں بھی رکوع کی طرح مقتدیوں کا سجدہ امام کے بعد شروع ہوا اور اگر یہاں بھی مقتدی امام کے ساتھ ہی سجدہ سے سر اٹھالیں تو مقتدی کے سجدہ کا کچھ حصہ رہ جائے گا اور یہاں سجدہ میں بھی وہی صورت ہوگی جو رکوع میں تھی۔

اور اسی طرح استدلال کیا ہے۔ مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری نے "مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف" جلد نمبر ا میں باب "القرأۃ فی الصلوۃ" کی حدیث ابی موسیٰ الاشعریؓ کی شرح میں جو صحیح مسلم کی روایت ہے۔

چنانچہ سیدنا معاویہؓ کی زیر بحث روایت میں یہی دونوں باتیں مجمل طور پر بیان ہوئی ہیں جبکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ دونوں روایات میں مفصل بیان ہوگئی ہیں اور یہی منشا ہے طبرانی کی روایت کا (واللہ اعلم)

(۲) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں امام کی اتباع کا بیان ہے جیسا اور احادیث میں بیان ہے اور یہی بات سنن ابوداؤد کی معاویہؓ کی حدیث سے واضح ہوتی ہے۔

صحیحین وغیرہ میں نبی ﷺ نے امام کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں صحیح بخاری مترجم جلد نمبرا "کتاب الاذان" حدیث نمبر ۶۵۳ عن عائشہؓ باب نمبر ۴۴۱ "جعل الامام لیوتم به" اور خصوصاً رکوع اور سجود میں امام سے سبقت کرنے والے مقتدی کے لیے نبی ﷺ نے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔

"ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہیں اللہ اس کا سر گدھے کا کردے یا اس کی صورت گدھے کی صورت کردے۔

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبرا "کتاب الاذان" باب "اثم من رفع راسه قبل الامام" حدیث نمبر ۶۵۷)

سنن ابی داؤد شرح عون المعبود میں سیدنا معاویہؓ کی حدیث کے بیان میں ہے۔

﴿قال الحافظ واستدل به ابن الجوزی علی ان المأموم لا یشرع فی الرکن حتی یتمه الامام وتعقب بانه لیس فیه الا التأخر حتی یتلبس الامام بالرکن الذی ینتقل الیه بحیث یشرع المأموم بعد شروعه وقبل الفراغ منه و وقع فی حدیث عمرو بن حریث عند مسلم فکان لا یحنی احدمنها ظهره حتی یستتم ساجدا ولا بی یعلی من حدیث انس حتی یتمکن النبی ﷺ من السجود وهوا وضح فی انتفاء المقارنة انتهٰی.﴾

(عون المعبود عربی "کتاب الصلوٰة" باب "مایؤمر به المأموم من اتباع الامام" صفحہ نمبر ۲۳۹)

یہاں بھی ہر رکن میں امام کی اتباع کا بیان ہے۔

ابی ہریرہؓ سے دونوں کی قسم کی روایات بیان کی جاتی ہیں۔ ایک تو وہ جن سے مدرک رکوع کی رکعت کو شمار میں لانے کے لیے استدلال کیا جاتا ہے اور دوسری وہ جن سے واضح ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ نماز کی ہر رکعت میں فرض ہے۔

قارئین کرام! اب حق بات تو یہ ہے کہ ان واضح اور صحیح روایات پر عمل کیا جائے جن کے مطابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود سیدنا ابو ہریرہؓ فاتحہ خلف الامام کا فتویٰ دیا کرتے تھے- چنانچہ آپ نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا تھا کہ امام کے پیچھے جماعت میں سورہ فاتحہ کو اپنے دل میں پڑھ لیا کرو اور یہ بات اس سے قبل ہم فاتحہ خلف الامام کی بحث میں بیان کر چکے ہیں-

بلکہ سیدنا ابی ہریرہؓ سے مدرک رکوع کی رکعت کی نفی میں روایت بیان ہوئی ہے- چنانچہ روایت میں ہے-

﴿حدثنا مسدد و موسٰی بن اسمٰعیل و معقل بن مالک قالوا حدثنا ابو عوانة عن محمد بن اسحاق عن الاعرج عن ابی هریرة قال لا یجزیک الا ان تدرک الامام قائما وفی لفظ له قال اذا ادرکت القوم رکوعا لم تعتد بتلک الرکعة وفی لفظ له لا یحزیک الا ان تدرک الامام قائماً قبل ان یرکع﴾

(سنن ابو داؤد شرح عون المعبود جلد نمبر ۱ "کتاب الصلوٰة" باب "الرجل یدرک الامام ساجدا کیف یصنع")

ابو ہریرہؓ کی روایات کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی رکوع سے قبل امام کو اگر قیام کی حالت میں نہ پائے تو اس کی رکوع کی رکعت شمار نہیں ہوگی-

"کتاب القرأة خلف الامام" از امام بیہقی مترجم کے صفحہ نمبر ۱۸۰ پر بھی سیدنا ابو ہریرہؓ سے اسی طرح مروی ہے-

اور "جزء القرأة" از امام المحدثین امام بخاریؒ کے صفحہ نمبر ۴۷ نمبر ۱۴۲ (مترجم) پر ہے-

﴿حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا اسحٰق قال ثنا ابو اسامة قال ثنا عبید الله بن عمر عن سعید عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال کبر واقرأ ما تیسر معک من القران ثم ارکع﴾

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ تکبیر کہہ اور قرات کر جو میسر ہو قرآن میں سے پھر رکوع کر-"

قارئین کرام! مدرک رکوع کی رکعت کا نہ ہونا درج ذیل اصحاب کی روایات سے بھی ثابت ہے-

☆ ﴿قال ابو سعید لا یرکع احدکم حتی یقرأ بام القرآن﴾ (عون المعبود ایضاً)

ترجمہ: "ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک رکوع نہ کرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک وہ سورۃ فاتحہ نہ پڑھ لے۔''

ابوسعیدؓ کا یہ اثر ''جزء القرأۃ'' از امام بخاریؒ میں بھی صفحہ نمبر ۹۷ (مترجم) پر ہے۔ اس کے بعد عائشہؓ کے اثر کو نقل کرتے ہیں اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:

☆ ﴿قال البخاری و کانت عائشة تقول ذٰلک﴾

(جزء القراۃ، عون المعبود)

ترجمہ: ''امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عائشہؓ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے یعنی جب تک سورۃ فاتحہ کی قرأت نہ کرے اس وقت تک رکوع نہ کرے۔''

قارئین کرام! اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص رکوع میں شامل ہوتا ہے تو اس کے فرائض نماز میں سے قیام اور قرأت دونوں فوت ہو جاتے ہیں اور صحیحین میں ہے۔

﴿فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا وفی روایة فاقضوھا﴾ (عون المعبود)

چنانچہ صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ا ''کتاب الاذان'' باب نمبر ۴۱۱ ''وما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا'' حدیث نمبر ۶۰۶ میں ہے۔

﴿...عن ابی ھریرةؓ عن النبی صلّی اللہ علیه وسلم ح وعن الزھری عن ابی سلمة عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال اذا سمعتم الاقامة فامشوا الی الصلوٰة وعلیکم السکینة والوقار ولا تسرعوا فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا﴾

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم تکبیر کی آواز سنو تو نماز کے لیے (معمولی چال سے) چلتے ہوئے آؤ اور آہستگی اور سہولت کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ دوڑو نہیں۔ پھر جتنی نماز ملے وہ پڑھ لو جو جاتی رہے اس کو پورا کر لو۔''

﴿عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا ثوب بالصلوٰة فلا یسعی الیھا احدکم ولکن لیمش وعلیه السکینة والوقار صل ما ادرکت واقض ماسبقک﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ ''کتاب المساجد'' باب استحباب اتیان الصلوٰۃ بوقار و سکینة والنھی عن اتیانھا سعیاً'' ص ۱۵۶)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کی تکبیر ہو تو تم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی دوڑ کر نہ چلے لیکن آہستہ چلے آرام سے اور وقار سے اور پڑھ جو تجھے ملے اور ادا کر جو تجھ سے آگے امام نے پڑھ لی ہے۔"

اور صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے۔

﴿عن عبداللہ بن قتادۃ ان اباہ اخبرہ قال بینما نحن نصلی مع رسول اللہ ﷺ ......فما ادرکتم فصلوا وما سبقکم فاتموا﴾ (ایضاً)

ترجمہ: "عبداللہ بن قتادہؓ نے کہا کہ ان کے باپ نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے...... پھر جو ملے پڑھ لو اور جو تم سے آگے ہو چکی اسے پوری کر لو۔"

صحیحین کی روایات کی صحت پر کوئی شک نہیں ہے۔ لہٰذا جو شخص رکوع میں شامل ہو وہ رکعت کو شمار میں نہ لائے کیونکہ اس نے اس رکعت کا قیام اور قرأت دونوں کھو دیئے۔ قیام اور قرأت دونوں حنفی مقلدین کے ہاں بھی فرائض نماز میں سے ہیں۔ لہٰذا جب ایک رکعت کے دو فرائض ہی چھوٹ جائیں تو وہ رکعت کیونکر شمار میں آئے گی۔ (واللہ اعلم) اور یہ بھی مروی ہے۔

﴿ان قولہ ﷺ من ادرک الامام علی حالۃ فلیصنع الامام یدل علی لزوم مع الامام علی الحالۃ التی ادرکہ علیھا وانہ یصنع مثل صنعہ ومعلوم انہ لا یحصل الوفاء بذٰلک الا اذ رکع برکوعہ واعتدل باعتدالہ فاذا اخذ یقرأ الفاتحۃ فقد ادرک الامام علی حالۃ ولم یصنع کما صنع امامہ فخالف الامر الذی یجب امتثالہ وتحرم مخالفتہ واذا اتفع لک مافی ایجاب قراء ۃ الفاتحۃ علی الموتم المدرک لامامہ حال الرکوع او بعدہ من المفاسد التی حدثت بسبب وقوعہ فی مخالفۃ ثلاث سنن صحاح کما ذکر نا تقرر لک ان الحق ماقدمنا لک من ان تلک الحالۃ التی وقعت للمؤتم وھی ادراک امامہ مشار فا للرکوع او راکعا او بعد الرکوع مخصصۃ من ادلۃ ایجاب قراء ۃ الفاتحۃ علی کل مصل﴾

(ابو دائود شرح عون المعبود عربی جلد نمبر ۱ "کتاب الصلوٰۃ باب الرجل یدرک الامام ساجد اکیف یصنع" صفحہ نمبر ۳۳۷ زیرعنوان" ماقول علماء الاسلام")

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درج بالا عبارت کا حاصل یہ ہے کہ مسبوق کو امام کے ساتھ اسی حالت میں ملنا ہوگا جس حالت میں امام جماعت میں ہو لہٰذا جب امام رکوع میں ہوگا تو مسبوق بھی امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو کر رکوع کرے گا۔ چنانچہ اسی صورت میں مسبوق کی فاتحہ کی قرأت فوت ہو جائے گی جو کہ فرض ہے جبکہ امام کو رکوع کی حالت میں پا کر مسبوق پہلے فاتحہ کی قرأت بھی نہیں کرسکتا کیونکہ اس طرح امام کی صحیح اتباع نہیں ہوگی اور نماز فاسد ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کو امام کی اتباع کرتے ہوئے رکوع میں شامل ہونا چاہئے اور اس کے بعد نماز کے فوت شدہ حصے کو ادا کرنا ہوگا۔

مفتی فتویٰ نے یہ بھی لکھا ہے کہ بدرالدین عینی نے بھی شرح بخاری میں اس حدیث سے رکوع کی رکعت کو شمار میں لانے کے بارے میں استدلال کیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ بدرالدین عینی حنفی نے لکھا ہے۔

﴿وقال العينى فى شرح البخارى تحت حديث "ومافاتكم فاتموا" استدل قوم على ان من ادرک الامام راكعالم تحسب له تلک الركعة الامام باتمام مافاته وقد فاته القيام والقراءة فيه وهو ايضاً مذهب من ذهب الى وجوب القراءة خلف الامام وهو قول ابى هريرة رضی اللہ عنہ ايضاً واختاره ابن خزيمة﴾

(عون المعبود عربی جلد نمبر ۱ "کتاب الصلوٰۃ" باب "الرجل یدرک الامام ساجد کیف یصنع" صفحہ نمبر ۳۳۵ اور ۳۳۶)

ترجمہ: ''اور کہا عینی نے شرح بخاری میں حدیث "ومافاتكم فاتموا" کے زمرے میں کہ ایک قوم نے اس سے استدلال کیا ہے جو شخص امام کو رکوع میں پائے تو وہ اس وقت تک امام کی اس رکعت کو شمار نہ کرے جب تک اس رکعت کا وہ حصہ پورا نہ کرے جو اس کا فوت ہو گیا ہے اور تحقیق اس شخص کا اس رکعت کا قیام اور قرأت دونوں فوت ہو گئے ہیں اور یہی مذہب ہے ان کا جو امام کے پیچھے قرأت کے واجب ہونے کی طرف گئے ہیں اور یہ قول ہے صحابی رسول سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اور اسی طرح اس کو اختیار کیا ہے ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے۔''

عون المعبود میں آگے مزید لکھا ہے کہ بدرالدین عینی حنفی فرماتے ہیں

﴿وعنداصحابنا وهو قول الجمهور انه يكون مدركا لتلک الركعة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لحديث ابی بكرةؓ حيث ركع دون الصف ولم يأمر باعادة تلك الركعة وروى ابو داؤد من حديث معاوية بن ابی سفيان قال قال رسول اللهﷺ لاتبادرونی بركوع ولا سجود فانه مهما اسبقكم به اذا ركعت تدركونی به اذا رفعت وانی قد بدنت وهذا يدل علی ان المقتدی اذا لحق الامام وهو فی الركوع فلو شرع معه مالم يرفع به راسه يصير مدركا لتلك الركعة فاذا شرع وقدر فع راسه لايكون مدر كا لتلك الركعة ولو ركع المقتدی قبل الامام فلحقه الامام قبل قيامه يجوز عندنا خلافا لز فرح انتهٰی كلام العينیؒ (ايضاً)

درج بالا عبارت کا حاصل یہ ہے کہ علامہ بدرالدین عینی حنفی کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اور یہ قول جمہور کا ہے کہ مدرک رکوع کی رکعت ہو جاتی ہے اور حجت لی ہے حدیث ابی بکرہؓ سے کہ جہاں انہوں نے صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر لیا تھا اور نبی ﷺ نے ان کو رکعت کا اعادہ کرنے کا حکم نہیں فرمایا تھا اور عینی نے استدلال کیا ہے معاویہ بن ابوسفیانؓ کی اس حدیث سے جس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور وہ یہ کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''مجھ سے آگے رکوع اور سجود مت کرو۔ جس قدر میں تم سے پہلے رکوع میں جاؤں گا۔ اتنا تم پا لو گے جب میں تم سے پہلے سر اٹھاؤں گا۔ کیونکہ میں موٹا ہو گیا ہوں''۔ اور یہ دلیل ہے کہ اگر مقتدی امام کو رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں پا لے تو مقتدی کی رکعت ہو جائے گی اور اگر امام اس سے قبل ہی سر اٹھا لے تو مقتدی کی رکعت نہیں ہو گی۔ اگر امام کے رکوع سے پہلے قیام پا لے تو پھر اس کا حق (یعنی قرأت فاتحہ) امام کے ذمے ہے۔ ہمارے ہاں یہ جائز ہے۔''

قارئین کرام! وجوب قرأت کے اصحاب میں سے علامہ عینی حنفی نے صحابی رسول سیدنا ابوہریرہؓ کا نام بھی گنوایا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ جس حدیث سے علامہ عینی مدرک رکوع کی رکعت کو شمار میں لاتے ہیں اس حدیث سے سیدنا ابوہریرہؓ کے نزدیک رکوع کی رکعت شمار میں نہیں آتی۔ کیونکہ جس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے علامہ عینی نے رکوع کی رکعت کو شمار کیا ہے اس حدیث کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے قرأت کے فرض ہونے کے بارے میں سیدنا ابوہریرہؓ کا عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا جب کسی کا فرض چھوٹ جائے تو اس کو ادا کیے بغیر وہ کیونکر پورا ہو گا اور رکوع میں شامل ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے مقتدی کے تو دو فرائض نماز یعنی قیام اور قرأت چھوٹ جاتے ہیں اور ہر شخص کا فریضہ نماز اس کے اپنے ادا کرنے ہی سے ہوگا۔

اور جن لوگوں نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے وہ بھی جھوٹا ہے۔

﴿وقال ابن حزم في المحلى...... وقد اقدم بعضهم علي دعوى الاجماع علي ذلك وهو كاذب في ذلك لانه قدروى عن ابى هريرةؓ انه لا يعتد بالركعة حتى يقرأ ام القراٰن ثم قال فان قيل انه يكبر قائم ثم يركع فقد صار مدركا للوقفة قلنا وهذه معصية اخرى وما امر الله تعالىٰ قط ولا رسوله ان يدخل في الصلوٰة من غير الحال التي يجد الامام عليها وايضا لا يجزى قضاء شئ يسبق به من الصلاة حجة عليهم لانه مع ذلك لا يسقط عنه قضاء مالم يدرك من الصلاة انتهىٰ وقال الحافظ في التلخيص حديث ابى هريرةؓ اذا ادركت القوم ركوعا لم تعتد بتلك الركعة وهذا هو المعروف موقوف واما المرفوع فلا اصل له وعزاه الرافعي تبعا للامام ان ابا عاصم العبادى حكى عن ابن خزيمه انه احتج بذلك انتهىٰ قال الشوكاني في نيل فالعجب ممن يدعى الاجماع والمخالف مثل هولا انتهىٰ﴾

(ایضاً صفحہ نمبر ۳۴۴)

مندرجہ بالا عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ''ابن حزم نے محلی میں فرمایا ہے......جنہوں نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔ اس لیے کہ سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب تک ''اُم القرآن'' یعنی سورہ فاتحہ نہ تلاوت کی جائے اس وقت تک رکوع نہ کیا جائے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ امام کو رکوع میں پا کر تکبیر کہہ کر قیام کیا جائے تو دوسرے حکم کی مخالفت ہے اس لیے کہ اس بات کا نہ حکم اللہ نے دیا ہے اور نہ اس کے رسول نے کہ اس حالت کے علاوہ نماز میں داخل ہو جس میں امام ہو......اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ابی ہریرہؓ کی حدیث کہ جب قوم کو رکوع میں پاؤ تو اس رکعت کو شمار میں نہ لاؤ اور یہ معروف موقوف ہے اور یہ کہ مرفوع۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ شوکانی نے ''نیل الاوطار'' میں کہا ہے کہ عجب ہے جنہوں نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے......''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۴

مفتی فتویٰ دلیل نمبر ۵ کے بیان میں رقم طراز ہیں۔

''ابن قدامہ المقدسی نے ابو ہریرۃؓ کی حدیث پیش کی ہے۔ جو رکوع کی رکعت ہونے کی دلیل ہے۔ ﴿عن ابی ھریرۃؓ قال ومن ادرک الامام فی الرکوع فقد ادرک الرکوع﴾ ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں جو شخص امام کو رکوع کی حالت میں پالے اس نے وہ رکعت پالی اس لیے کہ قیام کے علاوہ باقی سب ارکان اس نے ادا کیے ہیں اور قیام کا ثواب تکبیرۃ الاحرام کہنے سے اسے مل گیا۔ باقی پوری رکعت وہ امام کے ساتھ ادا کرتا ہے اور یہ چیز اس وقت حاصل ہوتی ہے جب امام کے ساتھ وہ رکوع میں اطمینان سے آ کر شریک ہوا ہو یا رکوع کے بعض حصے میں آ کر ملا ہو۔ امام کے رکوع سے اٹھنے سے پہلے پہلے ملا ہو۔ اگر مقتدی ان حالات میں امام کے ساتھ شریک ہوا ہو تو اس کی یہ رکعت شمار کی جائے گی اور اس نے اس رکعت کو حاصل کر لیا ہے۔

(دیکھیے نیل الاوطار ۲/۶ میں احادیث معانی الآثار للطحاوی ۱/۲۱۵-۲۲۰)

جواب دلیل نمبر ۴

اس سے قبل ہم دلیل نمبر ۳ کے زمرے میں سیدنا ابی ہریرۃؓ کا مسلک اس سلسلے میں بیان کر آئے ہیں کہ ان کے فرمان کے مطابق اس وقت تک رکوع نہ کیا جائے۔ جب تک اُم القرآن نہ پڑھ لی جائے چنانچہ امام بیہقی "کتاب القرأۃ" میں روایت کرتے ہیں۔

''سیدنا ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ مقتدی جب تک امام کو قیام کی حالت میں نہ پائے اس کی رکعت نہ ہوگی۔'' (کتاب القرأۃ مترجم صفحہ ۱۸۰)

اور ایک دوسری روایت میں ہے۔

''سیدنا ابی ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ جب تو قوم کو رکوع کی حالت میں پائے تو اس رکعت کو شمار نہ کر۔'' (ایضاً)

اور سیدنا ابی ہریرۃؓ سے ایک روایت "نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار" از محمد بن علی بن محمد الشوکانی میں ان الفاظ سے آئی ہے۔ (اور اس روایت کو عون المعبود کے حوالے سے پہلے بھی نقل کر چکا ہوں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن ابی هریرةؓ انه لا یعتدُّ بالرکعة حتی یقرأ ام القرآن﴾

(نیل الاوطار عربی جلد نمبر ۲ "ابواب صفة صلوٰة" باب "ماجاء فی قراة المامو م وانصاته اذا سمع امام" زیر حدیث نمبر۴ عن عبادۃؓ صفحہ۲۲۰ آخری حصہ)

ترجمہ: ''سیدنا ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب تک اُم القرآن یعنی سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے اس وقت تک (رکوع کی) رکعت کو شمار نہ کرے۔''

جزء القرأة از امام المحدثین امام بخاریؒ میں سیدہ امی جی عائشہؓ اور ابوسعید خدریؓ سے اس طرح مروی ہے۔

﴿حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا عبدالله بن صالح قال حدثنی اللیث قال ثنی جعفر بن ربیعه عن عبدالرحمن بن هرمز قال قال ابو سعید لایرکع احدهم حتی یقرأ بام القران﴾ (جزء القرأة صفحہ نمبر ۷۹ نمبر ۱۶۲)

ترجمہ: ''ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی بھی سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر رکوع نہ کرے۔''

اور سیدہ عائشہؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

﴿وقال البخاری و کانت عائشة تقول ذلک﴾ (ایضاً نمبر ۱۶۳)

اوپر چونکہ کتاب القرأة کے حوالے سے سیدنا ابی ہریرہؓ کی وہ روایت بیان ہو چکی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ جب تک امام کو رکوع سے پہلے قیام کی حالت میں نہ پائے اس وقت تک رکعت نہ ہوگی اور یہ روایت امام بخاریؒ جزء القرأة میں صفحہ نمبر ۷۸ پر سیدہ عائشہؓ اور سیدنا ابوسعید خدریؓ کے آثار سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور یہاں ابوسعید خدریؓ اور سیدہ عائشہؓ کے آثار کو لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے قیام میں سورۃ فاتحہ کی قرأت بھی کرے۔ بلکہ یہ بات خود سیدنا ابی ہریرہؓ کی بھی اس روایت سے ثابت ہے جس میں آپ نے رکوع کرنے سے پہلے اُم القرآن تلاوت کرنے کا حکم فرمایا جس کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

قارئین کرام! سیدنا ابی ہریرہؓ کا مسلک فاتحہ خلف الامام کے اثبات میں اس قدر مشہور ہے کہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے اور پھر وہ اس سلسلے میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ جید صحابہ میں سے سیدہ عائشہؓ اور سیدنا ابوسعیدؓ وغیرہ بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ لہٰذا سیدنا ابو ہریرہؓ کا مسلک کہ فاتحہ پڑھے بغیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکوع نہ کیا جائے اور نہ قیام اور قرأت کیے بغیر رکوع کی رکعت کو شمار نہ کیا جائے۔ زیر بحث اثر کے باوجود زیادہ صحیح اور واضح ہے کیونکہ فاتحہ خلف الامام پڑھے بغیر نماز نہ ہونے کے بارے میں خود ابو ہریرہؓ کی اپنی روایات اور دوسرے صحابہ کرام کی صحیح روایات آچکی ہیں۔

دلیل نمبر ۵

ہم اس دلیل کو بطور آخری دلیل پیش کرتے ہیں جس کو مفتی صاحب نے اپنی چوتھی دلیل کے زمرے میں بیان کیا ہے۔

چوتھی دلیل کے طور پر مفتی صاحب نے درج ذیل آثار نقل کیے ہیں۔

(۱) ﴿عن ابی بکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن هشام ان ابابکر الصديق وزيد بن ثابت دخل المسجد والامام راکع فرکعاً ثم دبّاو هماراكعان حتى لحقابالصف﴾

ترجمہ: ”ابوبکرہؓ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور زید بن ثابتؓ مسجد میں داخل ہوئے تو امام اس وقت رکوع کی حالت میں تھے تو ان دونوں حضرات نے بھی رکوع کرلیا اور پھر رکوع ہی میں چلتے ہوئے صف میں شامل ہوگئے۔“

(۲) ﴿اخرج الطحاوی عن خارجة بن زید بن ثابت ان زيد بن ثابت كان يركع على عتبة المسجد ووجهه الى القبلة ثم يمشى معترضا على شقه الايمن ثم يعتدبها ان وصل الى الصف اولم يصل — عن ابى امامة بن سهل قال رايت زيد بن ثابت دخل المسجد والناس ركوع فمشى حتى اذا امكنه ان يصل الى الصف وهو راكع كبر فركع ثم دب وهو راكع حتى وصل الصف وعن كثير بن افلح عن زيد بن ثابت انه دخل والقوم ركوع فركع دون الصف ثم دخل الصف﴾

(المصنف لابن شیبہ ۱/۲۵۶)

اس کے ساتھ عروہؓ اور ابن عمرؓ کے آثار بھی نقل کیے ہیں۔

(۳) ﴿قال عبدالله بن مسعود من لم يدرک الامام راكعاً لم يدرک تلک الركعة﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص امام کے ساتھ رکوع میں نہ ملے تو اس نے یہ رکعت نہ پائی۔''

(۴) ﴿قال عبداللہ بن عمرؓ اذا جئت والامام راکع فوضعت یدیک علی رکبتیک قبل ان یرفع فقد ادرکت" وفی لفظ "من ادرک الامام راکعا فرکع قبل ان یرفع الامام راسه فقد ادرک تلک الرکعة"

"واخرج الامام مالک فی الموطا انه بلغه ان ابن عمر و زید بن ثابت کانا یقولان من ادرک الرکعة فقد ادرک السجدة﴾

(الموطا للامام مالک مع شرحه المنتقی للباجی ۱/۲۰)

''ابن عمرؓ اور زیدؓ بن ثابت فرماتے تھے جس نے رکوع پالیا اس نے وہ رکعت پالی۔''

(۵) ﴿عن عثمان بن الاسود قال دخلت انا وعبدالله بن تمیم المسجد فرکع الامام فرکعت انا وهو ومشینا راکعین حتی دخل الصف فلما قضینا الصلاة قال لی عمرو الذی صنعت انفامن سمعته؟ قلت من مجاهد قال رایت ابن الزبیر فعله﴾

ترجمہ: ''عثمان بن اسود بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن تمیم مسجد آئے تو امام نے رکوع کیا تو میں نے اور عبداللہ نے بھی رکوع کرلیا اور رکوع کی حالت میں چلتے ہوئے صف میں داخل ہوگئے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے عمرو نے کہا تم جو ابھی رکوع میں چلتے ہوئے صف میں شامل ہوئے ہو یہ بات تم نے کس سے سنی ہے میں نے کہا۔ مجاہد سے سنی ہے۔ عمرو نے کہا میں نے ابن الزبیرؓ کو ایسا عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے۔''

(۶) ﴿عن ابن سیرین ابن ابا عبیدة جاء والقوم رکوع فرکع دون الصف ثم مشی حتی دخل فی الصف﴾

''ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ ابوعبیدہؓ جب نماز کے لیے آئے تو لوگ رکوع کی حالت میں تھے تو انہوں نے صف سے پہلے رکوع کرلیا اور پھر چلتے ہوئے صف میں شامل ہوگئے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دلیل نمبر ۵

قارئین کرام! مندرجہ بالا آثار میں سے اکثر بغیر کسی حوالے کے ذکر کیے گئے ہیں اور دوسری بات یہ کہ ان آثار میں دو باتیں مشترک ہیں۔

(۱) امام کو رکوع میں دیکھ کر صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر لینا اور اس حالت میں چل کر صف میں شامل ہونا۔

(۲) بغیر قیام اور قراءت کے مذکورہ طریقے پر رکوع میں شامل ہونے والے کی رکوع کی رکعت کو شمار میں لانا جائز ہے۔

زیر بحث آثار میں جو مذکورہ صورتیں بیان ہوئی ہیں ان کا ہم ان کی مناسب جگہوں پر جواب دے آئے ہیں اور صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے ایسے آثار کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ صحابہ اور دیگر کی اتباع مشروط طور پر ہے لیکن نبی ﷺ کی اتباع غیر مشروط ہے۔ لہٰذا طوالت کے پیش نظر اب مزید بحث کی نہ ضرورت ہے اور نہ ہی گنجائش۔

ا۔ مدرک رکوع کی رکعت کے قائلین کو امام المحدثین امام بخاریؒ کا قابل تدبر جواب

﴿ قال البخاری وقال عدة من اهل العلم ان کل ماموم یقضی فرض نفسه والقیام والقراءة والرکوع والسجود عندهم فرض فلایسقطا لرکوع والسجود عن الماموم وکذلک القراءة فرض فلا یزول فرض عن احدالابکتاب او سنة وقال ابوقتادة وانس و ابوهریرةؓ عن النبی ﷺ اذا اتیتم الصلوٰة فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا فمن فاته فرض القرأة والقیام فعلیه اتمامه کما امر النبی ﷺ ﴾ (جزء القراۃ مترجم صفحہ ۹۴ نمبر ۱۸۴)

ترجمہ: ''امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے اہل علم نے کہا ہے کہ ہر مقتدی اپنے فرائض کو خود ہی ادا کرے۔ چنانچہ قیام قراءت، رکوع اور سجود ان کے نزدیک بھی فرض ہے۔ اور رکوع وسجود مقتدی سے ساقط نہیں ہو سکتا۔ اس طرح قراءت بھی فرض ہے اور فرض کسی سے ساقط نہیں ہو سکتا۔ مگر کتاب وسنت کے دلائل سے۔''

''اسی طرح سیدنا ابو قتادہؓ سیدنا انسؓ اور سیدنا ابو ہریرہؓ نے نبی ا سے ارشاد بیان کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جب تم نماز کی حالت میں جماعت سے ملو تو جتنی نماز تمہیں ملے وہ ادا کرلو اور جو نماز کا حصہ تم سے فوت ہو جائے اس کو پورا کرو۔''

اب جس کی فرض قرأت اور قیام فوت ہو جائے تو اسے نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق پورا کرنا چاہیے۔''اس کے بعد امام بخاریؒ باسند احادیث بیان کرتے ہیں کہ نمازی سے جو فرائض نماز میں رہ جائے اسے ہر صورت میں پورا کرنا ہوگا۔ اس فرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے نماز نہیں ہوگی۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

﴿حدثنا محمود قال ثنا البخاری قال ثنا محمد بن کثیر قال اخبرنا سلیمان عن الزهری عن ابی سلمة عن ابی هریرةؓ قال قال النبی ﷺ صلوا ما ادرکتم واقضوا ما سبقتم﴾ (جزء القراۃ مترجم صفحہ نمبر ۷۹ نمبر ۱۹۵)

ترجمہ: ''سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو (نماز سے) پاؤ پڑھو اور پورا کرو جو نماز سے گزر چکا۔''

اس مضمون کی کئی احادیث اس سے قبل زیر بحث فتویٰ کی تیسری دلیل کے جواب میں بیان کی جاچکی ہیں۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقیؒ اپنی "کتاب القراء ۃ خلف الامام" میں بیان کرتے ہیں۔

''حدیث نمبر ۱۹۶ میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ جو آدمی اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں ان سے سوال کیا جائے گا کہ تمام اہل علم کا اتفاق ہے اور تم بھی اس پر متفق ہو کہ امام قوم کے فرض کو نہیں اٹھا سکتا پھر تم یہ بھی کہتے ہو کہ قرأت فرض ہے اور اس فرض کو امام اپنی قوم (یعنی مقتدیوں) سے اٹھا لیتا ہے خواہ وہ جہر سے قرأت کرے یا آہستہ اور امام تو مقتدی سے سنت بھی نہیں اٹھا سکتا مثلاً ثناء، تسبیحات اور التحیات وغیرہ تو اس صورت میں تم نے فرض کو سنت سے بھی ہلکا کر دیا اور تمہارے نزدیک صحیح قیاس یہ تھا کہ فرض کو نفل پر قیاس نہ کیا جائے اور فرض کو نفل سے ہلکا نہ بنایا جائے اور قیاس یہ تھا کہ فرض یا فرض کی فرع کو فرض ہی پر قیاس کیا جائے۔ جبکہ وہ اس کی طرح ہو اگر تم لوگ قرأت کو رکوع سجود اور تشہد پر قیاس کرتے تو یہ بہتر ہوتا کیونکہ وہ سب فرض ہیں (حالانکہ یہاں مدرک رکوع کی رکعت کے قائلین کے نزدیک بھی مقتدی کو رکوع اور سجود وغیرہ کے فرائض کو خود ہی ادا کرنا ہوتا ہے نہ کہ ان فرائض کو امام کے ادا کرنے سے مقتدی سے ساقط ہو جاتے ہوں) اس کے باوجود تم نے ایک فرض میں اختلاف کیا حالانکہ قیاس کی رو سے بہتر یہ تھا کہ فرض کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض یا فرع فرض پر قیاس کیا جاتا۔"

مدرک رکوع کی رکعت کے قائلین کی حدیث کی خلاف ورزیاں

قارئین کرام! مدرک رکوع کی رکعت کے قائلین ابوبکرہؓ کی حدیث کے الفاظ "ثم لا یعود" کے معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ابوبکرہؓ کو نماز کے لئے دوڑ کر آنے سے منع فرمایا حالانکہ "ثم لا یعود" کے معنی صحیح یہ ہیں کہ "پھر صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع کر کے رکوع کی حالت میں چل کر صف میں شامل نہ ہونا" کیونکہ ابوبکرہؓ کی حدیث میں ان کا دوڑ کر آنا کہیں ذکر نہیں ہے۔ لیکن اگر انہیں معنی کو صحیح مان بھی لیا جائے جو مدرک رکوع کی رکعت کے قائلین "ثم لا یعود" کے کرتے ہیں تو پھر ان کا درج ذیل احادیث کی خلاف ورزی کرنا ان کا معمول بن چکا ہے۔

ا۔ ابوبکرہؓ کی حدیث کے مطابق مدرک رکوع کی رکعت کے قائلین کو صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر کے چل کر صف میں شامل ہونا چاہئے۔ جو کہ میرے مشاہدہ کے مطابق یہ لوگ ایسا نہیں کرتے اور ابوبکرہؓ کی ابوداؤد کی حدیث کے مطابق ان لوگوں کو مسجد میں داخل ہونے کے فوراً بعد امام کو رکوع کی حالت میں دیکھ کر اسی جگہ رکوع کرنا چاہئے اور پھر اسی طرح رکوع کی حالت میں ہی ۷۰/۶۰ فٹ یا اس سے کم یا زیادہ چل کر پہلی صف میں شامل ہونا چاہئے حالانکہ میرے مشاہدے کے مطابق یہ ایسا نہیں کرتے کیونکہ میں نے ان کی مسجد میں ایک سال سے زیادہ عرصہ نماز پڑھی ہے۔

۲۔ صحیح حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "جب نماز شروع ہو جائے تو دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ چلتے ہوئے سکون سے آؤ اور جو امام کے ساتھ ملے پڑھ لو اور جو نہ ملے اس کو پورا کر لو" رکوع کی رکعت حاصل کرنے کے لیے ان لوگوں کا دوڑ کر آنا اس حدیث کی خلاف ورزی ہے۔

(۳) سورۃ فاتحہ کی بحث کا خلاصہ یعنی جو شخص اپنی نماز میں فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی کوئی نماز نہیں

قارئین کرام! فاتحہ خلف الامام کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص (خواہ وہ منفرد ہو خواہ امام ہو، خواہ مقتدی ہو۔ خواہ مقیم ہو، خواہ مسافر ہو) اپنی نماز (خواہ وہ فرض نماز ہو، خواہ سنت ہو، خواہ نفل ہو، خواہ سفر کی ہو، خواہ حضر کی ہو) میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی کوئی نماز نہیں اور ہم یہ بات فاتحہ خلف الامام کے منکرین سے دعویٰ سے کہتے ہیں کہ حدیث "لا صلوۃ اِلّا بفاتحہ الکتاب" عام ہے اس کو کسی شخص کے قیاس سے کسی شخص کے لیے یا کسی نماز کے لیے خاص نہیں کیا جا سکتا اِلّا یہ کہ جب تک خود محمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کسی شخص یا کسی نماز کو اس حکم سے مستثنیٰ نہ کر دیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی صحیح صریح، مرفوع، غیر مجروح، نبی ﷺ کی حدیث سے یہ بات دیکھا دیں کہ محمد ﷺ نے مقتدی کو نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ (حدیث میں سورہ فاتحہ کے ہوں نہ کہ مطلق طور پر قرأت کے) پڑھنے سے منع کر دیا ہو یا اس طرح نبی ﷺ نے فرمایا ہو کہ:

"جو شخص امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ہو جائے گی"

ماسوائے ان احادیث سے جن میں امام کے پیچھے مقتدی کو مطلق طور پر "قرأت" کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جبکہ ہم یہ بات اس سے قبل ثابت کر آئے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہ خود ہی فرما دیا ہے کہ مقتدی سورۃ فاتحہ کے علاوہ کسی دوسری سورۃ کی قرأت نہ کرے۔

ایک قول کے مطابق امام محمدؒ کے بارے میں آتا ہے (اگرچہ موطا امام محمد وغیرہ میں امام محمد کا یہ قول بھی ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جہری اور سری کسی نماز میں بھی "قرأت" نہ کرے) کہ آپ سری نمازوں میں "قرأت" کے قائل تھے (واللہ اعلم) کیونکہ انہوں نے اپنی "موطا" میں ایک حدیث بیان کیا ہے جس سے ان کے اس مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿اخبرنا مالک حدثنا الزھری عن ابن اکیمة اللیثی عن ابی ھریرةؓ ان رسول اللهﷺ انصرف من صلوٰة جهر فیها بالقرآءة فقال هل قرء معی منکم احد فقال رجل انا یا رسول الله قال فقال انی اقول مالی انازع القرآن فانتهی الناس عن القراءة مع رسول اللهﷺ فیما جهر به من الصلوٰة حین سمعوا ذٰلک﴾ (موطا امام محمد باب "القرآءة فی الصلوٰة خلف الامام" حدیث ۱۱۲)

ترجمہ: "امام مالکؒ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے بیان کیا زہری نے ابن اکیمہ لیثی سے کہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جہری نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے ایک شخص نے کہا جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ میں نے قرأت کی ہے۔ آپ نے فرمایا اسی لیے میں دل میں کہہ رہا تھا کہ مجھے قرآن پڑھنے میں یہ کیسی الجھن ہو رہی ہے لوگوں نے یہ سننے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پیچھے جہری نماز میں قرأت کرنا موقوف کر دیا۔"

حنفی مقلدین اگر امام محمدؒ کی بیان کردہ اس روایت پر بھی عمل کر لیں تو پھر بھی ہمارا موقف بہتر اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضبوط ہوگا اس کا اندازہ آپ ذیل کے گوشوارہ سے لگا سکتے ہیں۔

نمبر شمار	نام نماز	کل تعداد رکعات فرائض	تعداد جہری رکعات	تعداد سری رکعات
۱۔	فجر	۲ رکعتیں	۲ رکعتیں	-
۲۔	ظہر	۴ رکعتیں	-	۴ رکعتیں
۳۔	عصر	۴ رکعتیں	-	۴ رکعتیں
۴۔	مغرب	۳ رکعتیں	۲ رکعتیں	۱ رکعت
۵۔	عشاء	۴ رکعتیں	۲ رکعتیں	۲ رکعتیں
		کل رکعات فرائض ۱۷	جہری رکعت ۶	سری رکعات ۱۱

گویا فرض نمازوں کی کل ۱۷ رکعتوں میں سے صرف ۶ رکعتیں ایسی ہیں کہ جن میں امام جہری قرأت کرتا ہے اور باقی ۱۱ رکعتیں ایسی ہیں کہ جن میں امام قرأت جہر سے نہیں کرتا بلکہ ان میں قرأت سری ہوتی ہے۔ لہٰذا حنفی مقلدین کو موطا امام محمد کی مذکورہ روایت پر عمل کرتے ہوئے ۱۱ رکعات میں تو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی قرأت کرنا چاہئے۔

حنفی مقلدین عندالرکوع کی رفع الیدین کے ترک کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کے الفاظ "ثم لا یعود" یعنی پھر رفع الیدین نہ کرتے تو قابل عمل اور قابل حجت سمجھتے ہیں۔ لیکن صحیح بخاری کی ابوبکرہؓ والی روایت کے الفاظ "ولا تعد" یعنی پھر ایسا نہ کرنا پر عمل نہیں کرتے کہ نبی علیہ السلام نے جب سیدنا ابوبکرہؓ کو دوبارہ صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع کرنے ہی سے منع فرمایا ہے۔ تو پھر اس کے بعد کسی اور کے لیے یہ کیونکر جائز ہے کہ وہ نماز سے راہ فرار کے لیے چور دروازے تلاش کرتے ہوئے رکوع کی رکعت کو بغیر سورہ فاتحہ پڑھے مقتدی کے لیے رکعت ہو جانے کا فتویٰ صادر فرمائے۔ لہٰذا ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ وہ دنیا حاصل کرنے کے لیے ایسے فتوؤں پر آخرت کے بدلے میں تھوڑی قیمت پر دنیا نہ خریدیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمیں دین اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 5

آمین کہنے کے بیان میں

ا۔ آمین کے معنی

آمین مثل یاسین کے ہے اور آمین بھی کہا گیا ہے اور اس کے معنی ہیں کہ "اے اللہ تو قبول فرما" (تفسیر ابن کثیر مترجم سورۃ فاتحہ فصل آمین کا بیان) اور حدیث شریف میں اس طرح ہے۔

﴿وعن ابی زھیر النمیری...... فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوجب ان ختم فقال رجل من القوم بای شئ یختم قال بآمین رواہ ابو داؤد.﴾

(بحوالہ مشکوٰۃ شریف مترجم "کتاب الصلوٰۃ القرأۃ فی الصلوٰۃ فصل "دوم حدیث نمبر ۷۸۸)

ترجمہ: "نبی ﷺ نے فرمایا واجب کیا اگر ختم کیا ایک شخص نے پوچھا کہ کس چیز کے ساتھ ختم کرے۔ فرمایا آمین کے ساتھ۔"

اس حدیث کے مطابق آمین بمعنی ختم یعنی "مہر" کے ہیں جس طرح مہر لگانے سے خط محفوظ اور قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے اسی طرح دعا کے بعد "آمین" کہنے سے دعا محفوظ رہتی ہے اور اللہ قبول فرماتے ہیں۔"

۲۔ آمین کی فضیلت

﴿عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال احدکم امین وقالت الملئکۃ فی السمآء امین فوافقت احدھما الاخری غفرلہ ماتقدم من ذنبہ﴾

(بخاری جلد نمبر ۱ باب ۵۰۲ حدیث ۷۴۴)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے آمین کہے اور فرشتے (جو) آسمان پر آمین کہا کرتے ہیں وہ بھی کہیں پھر دونوں آمین لڑ جائیں تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ (یعنی ابی زہیر نمیریؓ کی روایت میں) آپ نے جب ایک شخص کو دعا کرنے میں ازحد زاری کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا "واجب کیا اگر ختم کیا" تو ایک صحابیؓ نے پوچھا اللہ کے حبیب دعا کو کس چیز کے ساتھ ختم کروں تو آپ نے فرمایا "آمین کے ساتھ" یہ بزرگی ہے آمین کہنے کی۔ اس سے اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتے ہیں اور برکت دیتے ہیں۔

﴿عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا امّن الامام فأمِنوا فإنه من وافق تأمینه تأمین الملائکة غفرله ماتقدم من ذنبه قال ابن شھاب وکان رسول اللہ ﷺ یقول آمین۔﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبرا باب نمبر ۵۰۱ حدیث نمبر ۷۴۳)

یہ الفاظ بخاری کے ہیں اس کے علاوہ یہ حدیث درج ذیل کتب احادیث میں بھی آئی ہے

۱۔ صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر۲ "کتاب صلوٰۃ" باب "سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد اور آمین کہنے کا بیان۔"

۲۔ سنن نسائی مترجم جلد نمبرا باب نمبر ۸۵ حدیث نمبر ۹۲۸

۳۔ سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبرا "کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فیھا" باب نمبر ۱۴ حدیث نمبر ۸۵۱

۴۔ سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبرا "تفریع استفتاح الصلوٰۃ" باب "التامین ورآء الامام"

۵۔ جامع ترمذی مترجم جلد نمبرا "آمین کے بیان میں"

۶۔ مؤطا امام مالک مترجم باب نمبر ۱۱ حدیث نمبر ۴۵

۷۔ مؤطا امام محمد باب نمبر ۳۸ حدیث نمبر ۱۳۸

بخاری شریف کی مندرجہ بالا حدیث کا ترجمہ اس طرح ہے۔

"ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی۔ اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھی آمین کہا کرتے تھے۔"

قارئین کرام! فاتحہ کی طرح آمین کی بحث بھی چار ذیلی عنوان کے تحت درج کی جائے گی۔ ان شاء اللہ چنانچہ پہلے ہم آمین بلند آواز سے کہنے کے دلائل نقل کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ا) امام اور مقتدی کے بلند آواز سے آمین کہنے کے دلائل

١. ﴿عن ابی هریرةؓ ان رسول اللهﷺ قال اذا امّن الامام فأمّنوا فإنه من وافق تامينه تامين الملائكة غفرله ما تقدم من ذنبه قال ابن شهاب و كان رسول اللهﷺ يقول آمين﴾ (بخاری شریف مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۵۰۱ حدیث نمبر ۷۴۳)

ترجمہ: ''ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے لڑ جائے گی اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب نے کہا رسول اللہ ﷺ بھی آمین کہا کرتے تھے۔''

٢. ﴿عن ابی هريرةؓ ان رسول اللهﷺ قال اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضآلين فقولوا آمين فانه من وافق قوله قول الملئكة غفرله ماتقدم من ذنبه﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۵۰۳ "جهر المأموم بالتامين" حدیث نمبر ۷۴۵)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام غير المغضوب عليهم ولا الضالين کہے اور تم آمین کہو اس لیے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے سے مل جائے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

٣. ﴿عن ابی هريرةؓ ان رسول اللهﷺ قال اذا امّن الامام فامّنوا فانه من وافق تامينه تامين الملائكة غفرله ما تقدم من ذنبه قال ابن شهاب كان رسول اللهﷺ يقول آمين﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ باب "سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد" اور آمین کہنے کا حکم ص ۳۲)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام جب آمین کہے تو مقتدی بھی آمین کہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے برابر ہو جائے گی تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ابن شہابؒ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ آمین کہا کرتے تھے۔''

٤. ﴿عن ابی هريرةؓ ان رسول اللهﷺ قال اذا قال احدكم فی الصلوٰة آمين والملئكة فی السمآء امين فوافق احداهما الاخرى غفرله ماتقدم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من ذنبہ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے کہ تم جب نماز میں آمین کہو اور فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں۔ پھر تمہاری اور ان کی آمین ایک دوسرے کے برابر ہو جائے تو اس نمازی کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

۵. ﴿عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال القارئ غیر المغضوب علیہم والاالضالین فقال من خلفہ اٰمین فوافق قولہ قول اہل السمآء غفرلہ ما تقدم من ذنبہ﴾ (ایضاً)

ترجمہ ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قاری جب غیر المغضوب علیہم ولاالضالین کہے اور اس کے پیچھے والا شخص آمین کہے اور اس کا کہنا آسمان والوں کے آمین کہنے کے عین وقت میں ہو تو اس شخص کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

۶. ﴿عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم والا الضآلین فقولوا اٰمین فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۵۲۶ حدیث نمبر ۹۳۲)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام "غیر المغضوب علیہم ولاالضالین" کہہ چکے تو تم ''آمین'' کہو اس لیے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کے برابر ہو جاوے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

۷. ﴿عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا امّن الامام فأمنوا فإنہ من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۹۳۱)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لیے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے لڑ جاوے گی اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ ﴿عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسو ل اللہ ﷺ قال اذا امّن القاری فأمنوا فان الملائکۃ تؤ من فمن وافق تامینہ الملائکۃ غفر اللہ ماتقدم من ذنبہ﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۹۲۸)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب پڑھنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لیے کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ پھر جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے برابر ہو جاوے گی۔ اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

۹۔ ﴿عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا امّن القاری فأمنوا فان الملائکۃ تؤمن فمن وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہ ماتقدم من ذنبہ﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا" باب نمبر ۱۴ حدیث نمبر ۸۵۱)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قاری آمین کہے تم بھی آمین کہو اس لیے کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں پھر جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے گی اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

۱۰۔ ﴿... عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا امّن القاری فأمنوا فمن وافق تامینہ تامین الملئکۃ غفر لہ ماتقدم من ذنبہ﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۸۵۲)

ترجمہ: ''۔۔۔ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قاری (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لیے کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں پھر جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے گی اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

۱۱۔ ﴿عن ابی ہریرۃؓ قال ترک الناس التامین وکان رسول اللہ ﷺ اذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال آمین حتی یسمعھا اھل الصف الاول فیرتج بھا المسجد﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۸۵۳)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دی اور رسول اللہ ﷺ تو جب غیر مغضوب علیھم ولا الضالین کہہ لیتے تو آمین کہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ پہلی صف کے لوگ اس کو سن لیتے پھر مسجد گونج جاتی اس کی آواز سے۔"

۱۲۔ ﴿عن علی قال سمعت رسول اللہ ﷺ اذا قال ولا الضالین قال آمین﴾ (ایضاً حدیث ۸۵۴)

ترجمہ: "علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے جب کہا ولا الضالین تو آمین کہا"۔

۱۳۔ ﴿عن وائل عن ابیہ قال صلیت مع النبی ﷺ فلما قال ولا الضالین قال آمین فسمعناھا﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۸۵۵)

ترجمہ: "وائل بن حجرؓ سے روایت ہے میں نے نماز پڑھی نبی ﷺ کے ساتھ آپ نے جب ولا الضالین کہا تو فرمایا آمین اور ہم نے اس کو سنا"

۱۴۔ ﴿عن عائشۃ عن النبی ﷺ قال ماحسدتکم الیھود علی شیئ ماحسدتکم علی السلام والتامین﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۸۵۶)

(سند صحیح ہے ملاحظہ ہو "صفۃ صلوٰۃ النبی" از علامہ البانی)

ترجمہ: "امی جی سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا یہودیوں نے تم پر اتنا حسد کسی امر کی وجہ سے نہیں کیا جتنا سلام اور آمین کی وجہ سے کیا۔"

۱۵۔ ﴿عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا امّن الامام فأمّنوا فانہ من وافق تامینہ تامین الملئکۃ غفر لہ ماتقدم من ذنبہ قال ابن شھاب کان النبی ﷺ یقول آمین۔﴾ (مؤطا امام محمد مترجم باب نمبر ۳۸ حدیث نمبر ۱۳۸)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو۔ کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے لڑ جائے گی اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب نے کہا نبی ﷺ بھی آمین کہا کرتے تھے۔"

۱۶۔ ﴿عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا امن الامام فأمّنوا فإنہ من وافق تامینہ تامین الملئکۃ غفر لہ ماتقدم من ذنبہ قال ابن شھاب وکان رسول اللہ ﷺ یقول آمین﴾

(مؤطا امام مالک باب نمبر ۱ احدیث نمبر ۴۴ اس کے علاوہ حدیث نمبر ۴۵ تا ۴۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: اس حدیث کا ترجمہ بھی حدیث نمبر ۱۵ جیسا ہے۔

۱۷۔ ﴿عن وائل بن حجر قال كان رسول الله ﷺ اذا قرأ ولا الضآلين قال آمين ورفع بها صوتها﴾ (سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۳۲۳ حدیث نمبر ۹۲۴)

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین پڑھتے اس کے بعد آمین کہتے بلند آواز سے۔''

۱۸۔ ﴿عن وائل بن حجر قال سمعت النبی ﷺ قرأ غير المغضوب عليهم ولا الضآلين فقال آمين ومدبها صوته﴾

(ترمذی مترجم جلد نمبر ۱ باب آمین کے بیان میں)

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ جب آپؐ نے غير المغضوب عليهم ولا الضالين پڑھی پھر کہی آمین خوب لمبی کر کے آواز اپنی''

۱۹۔ ﴿عن بلالؓ انه قال یا رسول الله لا تسبقني بآمين﴾

(ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۳۲۳ حدیث نمبر ۹۲۹)

ترجمہ: ''بلالؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ مجھ سے آگے آپ آمین نہ کہا کیجیے۔''

۲۰۔ ﴿عن وائل بن حجرؓ انه صلى خلف رسول الله ﷺ فجهر بآمين......﴾ (سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۳۲۳ حدیث نمبر ۹۲۵)

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ اس نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پس پکار کر کہی آمین ۔۔۔۔''

نوٹ: ۱۔ حدیث نمبر ۱۱ سیدنا ابوہریرہؓ سے جو بیان ہوئی ہے وہ ضعیف ہے ملاحظہ فرمائیں ضعیف سنن ابن ماجہ از علامہ ناصر الدین البانی۔

۲۔ حدیث نمبر ۱۹ سیدنا بلالؓ سے جو بیان ہوئی ہے وہ ضعیف ہے ملاحظہ فرمائیں ضعیف سنن ابوداؤد از علامہ ناصر الدین البانیؒ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) بلند آواز سے آمین کہنے والے دلائل پر حنفی مقلدین کے اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض نمبر ۱:

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶۵ کے حاشیہ میں ''جائزہ دلیل نمبر ۵'' کے تحت لکھتے ہیں کہ:

''وائل بن حجرؓ سے منقول جو روایات ہیں ان میں اونچی آواز سے آمین کے مختلف الفاظ ہیں جو صرف تعلیم کے لیے ہیں- وائلؓ کی ان روایات میں تعلیم کی خصوصیت اس لحاظ سے بھی ہے کہ وہ چند دن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا تھا- تاکہ وہ براہ راست کچھ باتیں سیکھ لیں- اس مناسبت سے نبی ﷺ نے ان کی تعلیم کے لیے بتایا کہ سورۃ فاتحہ کے بعد آمین کہی جاتی ہے- اگر حسب سابق سورۃ فاتحہ کے بعد بھی ایک لحہ خاموش رہتے اور آہستہ آمین کہتے- وائلؓ کو یہ پتہ نہ چلتا کہ اس موقع پر یہ کلمہ کہا جاتا ہے- الغرض وائلؓ سے منقول روایت میں آمین کے اونچا کہنے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا-''

اعتراض نمبر ۱ کا جواب نمبر ۱

حنفی مقلد الیاس صاحب کا یہ کہنا کہ وائل بن حجرؓ کی روایت میں اونچی آمین کہنے کے مختلف الفاظ ہیں جو صرف تعلیم کے لیے ہیں- اسی طرح ایک دوسرے حنفی مقلد بخاری شریف کی شرح میں آمین کے باب میں لکھتے ہیں کہ'' ......لیکن تمام (احادیث) اس درجہ مبہم ہیں کہ واضح طور پر کسی سے بھی نہیں پتہ چلتا کہ بلند آواز سے آمین نماز میں کہی جائے گی یا نہیں-''

حنفی مقلدین کی ان تاویلات کا جواب اس طرح ہے کہ وائل بن حجرؓ کی روایات کے بارے میں یہ کہنا کہ صرف بطور تعلیم تھا- ہم کہتے ہیں اگر بطور تعلیم بھی تھا تو تعلیم اسی لیے حاصل کی جاتی ہے کہ اس کے مطابق عمل کیا جائے اور پھر اس کے بعد یہ بھی وائل بن حجرؓ کی روایت ہی سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے جب ولا الضالین پڑھا تو آمین کہی اور ہم نے اس کو سنا جیسا کہ درج ذیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث سے ثابت ہے۔

﴿عن وائل عن ابیه قال صلیت مع النبی ﷺ فلما قال ولا الضالین قال آمین﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب اقامة الصلوة وسنة فیها" (باب نمبر ۱۴ حدیث نمبر ۸۵۵)

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ سے روایت ہے میں نے نماز پڑھی نبی ﷺ کے ساتھ آپ نے جب ولا الضالین کہا تو فرمایا آمین اور ہم نے اس کو سنا آپ سے (یعنی آپ نے پکار کر آمین کہی)''

حنفی مقلدین کا یہ کہنا کہ اونچی آمین کے مختلف الفاظ ہیں۔حنفی مقلدین کا تقلید کی عینک پہن کر احادیث کا مطالعہ کرنا اور پھر ایک مضمون کے بارے میں پیش آمدہ صحیح احادیث کے ایک مفہوم کو مختلف الفاظ سے بیان ہونے کی وجہ سے یہ کہہ کر رد کر دینا کہ اس مسئلے کے بارے میں جو روایات مختلف الفاظ سے آئی ہیں مبہم ہیں واضح نہیں ہیں یہ قابل حجت اور قابل عمل نہیں ہیں۔

قارئین کرام! انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ یہاں اونچی آمین کہنے کے بارے میں جتنی بھی صحیح احادیث آئی ہیں ان کو تطبیق دی جاتی لیکن حنفی مقلدین نے ایسا نہیں کیا بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ جس طرح قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت کرتی ہے۔یعنی جس طرح قرآن مجید کی ایک آیت مجمل طور پر ہے تو وہی مسئلہ دوسرے مقام پر مفصل بیان ہوا ہے اور اس میں با الفاظ مختلف بیان ہوا ہے۔اسی طرح اگر ایک صحیح حدیث میں ایک مسئلہ مجمل طور پر بیان ہوا ہے تو وہی مسئلہ دوسری صحیح حدیث میں اپنے اصل مفہوم کے ساتھ بالفاظ مختلف بیان ہوا ہے اور یہ واضح بات ہے کہ جب ایک مفہوم کی مجمل روایت کی تفصیل کسی دوسری حدیث میں آئے گی تو لامحالہ اس مفصل حدیث میں مجمل کے مقابلے میں زیادہ ہی الفاظ استعمال ہوئے ہوں گے اور کوئی تقلید کا اندھا شخص ان الفاظ کی اس اضافت کو دیکھ کر یہ کہے کہ یہ حدیث ہی بالفاظ مختلف ہے اس لیے یہ روایت ہی مبہم ہے۔ظنی ہے وغیرہ۔لہٰذا ایسے مسئلوں کے بارے میں جتنی بھی صحیح احادیث بالفاظ مختلف آئی ہیں وہ سب کی سب ہی قابل حجت' قابل استدلال یا قابل عمل نہیں ہیں۔

منکرین حدیث بھی یہی اعتراض کرتے ہیں کہ ایک حدیث میں کچھ الفاظ ہیں اور دوسری حدیث میں کچھ اور الفاظ ہیں۔لہٰذا یہ تو ظنی ہوگئی۔تو جواب اس کا یہ ہے کہ عندالمحدثین یہ بات ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ایک مسئلے کے بارے میں جتنی بھی صحیح احادیث مختلف الفاظ سے آئی ہیں ان کے الفاظ کی بجائے مفہوم کا محفوظ ہونا ضروری ہے۔

قارئین کرام! حنفی مقلدین کا یہ کہنا کہ اونچی آمین کے بارے میں جتنی بھی روایات آئی ہیں سب کی سب مبہم ہیں۔ تو اس کے بارے میں پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ جن روایات کو حنفی مقلدین نے اپنے مذہب کے خلاف پایا ہے اور وہ بالفاظ مختلف بیان ہوئی ہیں یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ ان میں ابہام ہے۔

جواب نمبر۲

حنفی مقلدین کے اعتراض کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ وائل بن حجرؓ کی روایات بطور تعلیم ہیں جو انہوں نے نبی ﷺ کے پاس چند دن رہ کر سنی تھیں۔ لہٰذا وائل بن حجرؓ نے نبی ﷺ کے پاس رہ کر تعلیماً ولا الضالین کے بعد اونچی آواز سے آمین کہنا سنا تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کیا وائل بن حجرؓ نے جو نبی علیہ السلام کے پاس چند دن قیام کیا تھا کیا اس قیام کے دوران انہوں نے کوئی جہری نماز آپؐ کے پیچھے ادا نہیں کی تھی کہ جس میں وائلؓ نے نبی ﷺ سے نماز میں ولا الضالین کے بعد امام (یعنی نبی ﷺ) اور مقتدیوں (یعنی صحابہ کرامؓ) کو اونچی آواز سے آمین کہتے ہوئے نہ سنا ہوگا بلکہ حقیقت ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے نماز میں بھی اونچی آواز سے آمین کہنا سنا ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔

﴿عن وائل عن ابیه قال صلیت مع النبی ﷺ فلما قال و لاالضالین قال آمین.﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر۱ "کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا" باب نمبر۱۴ حدیث نمبر۸۵۵)

لہٰذا جب حنفی مقلدین نے وائل بن حجرؓ کی روایت کو اپنے امام کی تقلید کے خلاف پایا تو یہ کہہ کر حدیث کو رد کر دیا کہ وائل بن حجرؓ کا قیام ہی نبی علیہ السلام کے پاس چند دنوں کے لیے تھا۔

چاہیے تو یہ تھا کہ جو روایات صحیح ثابت ہیں ان کو قبول کرنا چاہیے تھا بے شک ان کو روایت کرنے والا ایک چھوٹا سا صحابی ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن تقلید نے تو مقلدین کی عقل سلیم ہی سلب کر رکھی ہے۔

دوسرا جواب اس کا ایک یہ بھی ہے کہ اگر وائل بن حجرؓ کی روایات اس وجہ سے بھی قابل حجت اور قابل عمل نہیں ہیں کہ وائل بن حجرؓ نے نبی ﷺ کے پاس چند دن گزارے تھے۔ اس لیے وہ نبی علیہ السلام کی صحبت سے بہت کم مستفیض ہو سکے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ پہلے تو ان کا کم اور زیادہ قیام والا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ ہی ٹھیک نہیں ہے اور دوسرا یہ کہ عائشہ، علی، ابو ہریرہ اور بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین جو نبی ﷺ کے پاس ایک لمبا عرصہ رہے ہیں اور یہ وہ اصحاب النبی ﷺ ہیں جو اپنا اکثر و بیشتر وقت نبی علیہ السلام کی صحبت ہی میں گزارنے کو سعادت سمجھتے تھے۔ لیکن بدقسمتی ان مقلدین کی کہ جنہوں نے اونچی آواز کے ساتھ آمین کہنے والی ان احادیث کو بھی رد کر دیا ہے۔ جن کو عائشہ، علی، بلال اور ابو ہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کیا ہے۔

اعتراض نمبر۲

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر۱۶۴ کے حاشیہ میں جائزہ دلیل نمبر۴ میں لکھتے ہیں۔

﴿عن ابی هریرةؓ قال کان رسول اللهﷺ اذا فرغ من ام القرآن رفع صوته فقال آمین﴾

الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ سے منسوب اس حدیث کا مدار اسحاق بن ابراہیم پر ہے اس کی بابت ملاحظہ ہو۔

﴿اسحاق بن ابراهیم بن العلاء الزبیدی قال النسائی لیس بثقة و قال ابو داؤد لیس بشیئ و کذبه محدث حمص محمد بن عوف﴾

(میزان الاعتدال ج نمبرا ص نمبرا)

اعتراض نمبر۲ کا جواب

قارئین کرام! مجھے ابو ہریرہؓ کی مندرجہ بالا حدیث پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک تو میں نے اس حدیث سے استدلال ہی نہیں کیا بلکہ میں نے تو ان صحیح احادیث سے استدلال کیا ہے جو سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہیں۔

اعتراض نمبر۳

حصن حصین کے ایک حنفی مترجم مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری نے ''آمین کہنے کی فضیلت'' کے باب کے حاشیے میں لکھا ہے کہ

''...... حدیث کی شرح لکھنے والے علماء نے اس جگہ بہت لمبی بحثیں کی ہیں۔ کیونکہ ایک ہی راوی کی روایت میں آہستہ آمین کہنے کے الفاظ بھی ہیں اور زور سے آمین کہنے کے الفاظ بھی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی نے زور سے آمین کہنے والی روایت کو ترجیح دی ہے۔''

(حصن حصین مترجم صفحہ نمبر ۲۶۶ حاشیہ ''آمین کہنے کی فضیلت'' کے بیان میں۔)

اعتراض نمبر۳ کا جواب

اس کا جواب دو طرح سے ہے۔

(۱) ایک جواب اس کا یہ ہے کہ وائلؓ کی روایت میں جو''وخفض بها صوته ''آیا ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ ''ورفع بها صوته'' یا ''ومدبها صوته'' صحیح ہیں۔

(اس کی مزید تفصیل ان شاء اللہ حنفی مقلدین کی دلیل نمبر ۸ کے جواب میں آئے گی)

(۲) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ وائل بن حجرؓ سے اونچی آواز سے آمین کہنا ثابت ہے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے (جس کا بیان آگے ان شاء اللہ آئے گا) لیکن حنفی مقلدین وائل بن حجرؓ کی ان صحیح احادیث کو اس لیے رد کر دیتے ہیں کہ وائل بن حجرؓ کو نبی ﷺ نے تعلیماً فرمایا تھا اور وائل بن حجرؓ کا قیام بھی نبی ﷺ کے پاس تھوڑا عرصہ ہی کے لیے تھا۔ لہٰذا وائل بن حجرؓ کی یہ حدیث ان صحابہ کرام کے مقابلے میں حجت نہیں ہو سکتی جو نبی ﷺ کے پاس ایک لمبا عرصہ رہے۔

قارئین کرام! دیکھا جب حنفی مقلدین نے آہستہ آواز سے آمین کہنے کے بارے میں استدلال کیا تو وائل بن حجرؓ کی اسی روایت سے کیا جس میں ہے کہ "وخفض بها صوته" اور اس وقت اس کلیہ کو توڑ دیا کہ وائل بن حجرؓ کا قیام نبی ﷺ کے پاس چند دن کے لیے تھا لیکن اگر ہم وائل بن حجرؓ کی ان روایات سے استدلال کریں جن میں "ورفع بها صوته" یا "ومد بها صوته" کے الفاظ آتے ہیں تو یہ کہہ کر حنفی مقلدین حدیث کو رد کر دیتے ہیں کہ وائل بن حجرؓ کا قیام نبی علیہ السلام کے پاس صرف چند دن کے لیے تھا۔

(ج) مقلدین احناف کے آمین بالجہر نہ کہنے کے دلائل

دلیل نمبر۱

الیاس صاحب آمین کے باب میں اپنی کتاب کے ص نمبر ۱۵۹ پر لکھتے ہیں۔

''جب امام سورۃ فاتحہ مکمل کر چکے تو مقتدی آہستہ سے آمین کہے یہی اولیٰ ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ:

﴿عن ابی هریرةؓ ان رسول الله ﷺ قال اذا قال احدکم آمین وقالت الملائکة فی السماء آمین فوافقت احداهما الاخری غفرله ما تقدم من ذنبه﴾ (بخاری، فضل التامین)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آمین کہے اور آسمان میں ملائکہ بھی کہیں اور ایک دوسری میں موافقت ہو جائے تو آمین کہنے والے کے سابق گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

پھر اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ

﴿قال ابن منیر فی ذکر مناسبة الباب بان التامین دعاء وقال ان التامین قائم مقام التلخیص بعد البسط فالداعی فصل المقاصد والمؤمن اتی بکلمة تشمل جمیعا﴾ (فتح الباری شرح بخاری، جلد نمبر۲ ص نمبر۲۶۳)

ترجمہ: ''ابن منیر باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ آمین دعا ہے اور آمین تفصیل کے بعد اختصار کے مترادف ہے امام نے اپنے مقاصد و مطالب کو تفصیلاً ذکر کیا اور اس پر آمین کہنے والا صرف یہ کلمہ کہتا ہے جو ساری دعا کو شامل ہے۔''

دلیل نمبر۲

الیاس صاحب پہلی دلیل نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

جب یہ ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دعا وہ ہے جس میں عاجزی اور اخفاء ہو۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة انه لایحب المعتدین﴾ (سورہ الاعراف نمبر۵۵)

ترجمہ: ''اللہ سے دعا کرو گڑگڑا کر اور خفیہ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا''

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

اس کے ذیل میں ابن کثیر فرماتے ہیں۔

﴿عن ابی موسیٰ الاشعریؓ قال رفع الناس اصواتهم بالدعاء فقال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ ایھا الناس اربعو علی انفسھم فانکم لا تدعون اصم ولا غائباً ان الذین تدعونہ سمیع قریب ﴾ (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر۲ص۲۲۱)

ترجمہ: '' ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے دعا میں اپنی آوازوں کو بلند کرنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! میانہ روی سے کام لو تم کسی بہرے یا غائب شخص کو نہیں پکار رہے جس کو تم پکارتے ہو وہ ہر بات کو سننے والا ہے نزدیک ہے۔''

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ

☆ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ آمین دعا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے دعا میں اخفاء پوشیدگی اور عاجزی کا حکم دیا ہے۔

☆ جو لوگ اونچی آواز سے دعا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ نے ان کو روکا۔

☆ اللہ تعالیٰ ہر آواز کو سننے والے اور ہر شخص کے قریب ہے۔

لہٰذا آہستہ آواز سے آمین کہنی چاہئے کیونکہ یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔

دلیل نمبر۳

الیاس صاحب اپنی کتاب کے ص نمبر ۱۶۰ پر لکھتے ہیں کہ:

''بعض علماء کا کہنا ہے کہ آمین ذکر ہے۔ اس صورت میں بھی اس کا اخفا اولیٰ ہے۔ چونکہ ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَّخِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ﴾

(سورہ الاعراف ۲۰۵)

اسی لیے امام ابو حنیفہؒ نے ایک مختصر سے جملہ میں سارے مسئلہ کو حل کر دیا کہ

''اگر آمین دعا ہو تو سورہ اعراف کی آیت نمبر ۵۵ کی رو سے آمین آہستہ کہنی چاہئے۔ اور اگر آمین ذکر ہو تب بھی سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۲۰۵ کی رو سے آہستہ کہنی چاہئے۔

دلیل نمبر۴

الیاس صاحب اپنی کتاب کے ص نمبر ۱۶۰ پر لکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن ابی هريرةؓ قال كان رسول اللهﷺ يعلمنا يقول لا تبادر والامام اذا كبر فكبر و واذا قال ولا الضالين فقولو آمين واذا ركع فاركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنالك الحمد﴾

(مسلم النهي عن مبادرة الامام بالتكبير وغيره)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تعلیم دیتے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ امام سے جلدی نہ کرو جب وہ تکبیر کہے پھر تم تکبیر کہو اور جب وہ ولا الضالین کہے' تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرلے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم اللهم ربنا لك الحمد کہو۔''

الیاس صاحب اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس روایت میں ہے کہ امام کے ''سمع الله لمن حمده'' کہنے پر ''اللهم ربنا لک الحمد'' کہو'

اس کے بعد الیاس لکھتے ہیں کہ:

''ظاہر ہے کہ ''اللهم ربنا لك الحمد'' آہستہ آواز میں کہا جاتا ہے اور بعینہ اسی قسم کے الفاظ آمین کہنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں لہٰذا دلالت حدیث سے معلوم ہوا کہ آمین بھی آہستہ آواز سے ہی کہنی چاہیے۔''

دلیل نمبر ۵

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶۱ پر لکھتے ہیں کہ

﴿عن ابی معمر عن عمر بن الخطاب عنه انه قال يخفى الامام اربعاً التعوذ' وبسم الله الرحمٰن الرحيم و آمين' وربنا لک الحمد﴾

ترجمہ: ''ابو معمر عمر بن خطابؓ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ امام چاروں چیزوں کو آہستہ آواز سے کہے (۱) اعوذ بالله.. (۲) بسم الله الرحمٰن الرحيم (۳) آمين (٤) ربنا لك الحمد۔'' (عینی شرح ہدایہ جلد نمبر ۱ ص نمبر ۶۲۰)

دلیل نمبر ۶

الیاس صاحب نے اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ایک اور دلیل اس طرح پیش کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن ابی وائل قال لم یکن عمرو علی یجهر ان ببسم الله الرحمن الرحيم ولا بآمين﴾ (الجوہر النقی ج نمبر ۲ ص ۴۸)

ترجمہ: ''ابو وائل فرماتے ہیں کہ دوسرے خلیفہ راشد عمرؓ اور چوتھے خلیفہ راشد علیؓ کا معمول بھی یہی تھا کہ وہ بسم الله الرحمن الرحيم اور آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔''

دلیل نمبر ۷

الیاس صاحب ایک اور دلیل اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶۲ پر لکھتے ہیں۔

﴿عن عبدالله بن مسعود قال یخفی الامام ثلاثا الاستعاذة وبسم الله الرحمن الرحيم و آمين﴾ (المحلی ج جلد نمبر ۳ ص نمبر ۱۸۴)

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ امام تین چیزوں کو آہستہ کہے تعوذ بسم الله الرحمن الرحيم اور آمین۔''

دلیل نمبر ۸

آہستہ آواز سے آمین کہنے کے بارے میں ایک روایت یہ بھی پیش کی جاتی ہے۔

﴿شعبة عن سلمة بن كهيل عن حجر ابی العنبس عن علقمة بن وائل بن ابيه ان النبی ﷺ قرا غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقال آمين وخفض بها صوته﴾

(مظاہر حق جدید "کتاب الصلوٰۃ" وائل بن حجر کی حدیث کی تشریح کے بیان میں)

ترجمہ: ''روایت کیا شعبہ نے سلمہ بن کہیل سے اس نے حجر ابی العنبس سے اس نے علقمہ بن وائلؓ سے اس نے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی ﷺ نے پڑھا غير المغضوب عليهم ولا الضالين پھر کہا آمین اور اس کے ساتھ ہی اپنی آواز کو پست کرلیا۔''

(مظاہر حق جدید صفحہ نمبر ۵۷۸)

دلیل نمبر ۹

ایک دلیل جو اکثر مقلدین آہستہ آواز سے آمین کہنے کی دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اسلام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع شروع میں آمین بلند آواز سے کہنا جائز تھا لیکن بعد میں نبی نے بلند آواز سے آمین کہنے سے منع فرما دیا تھا۔

قارئین کرام! آپ حیران ہوں گے مقلدین احناف کی اس دلیل کو پڑھ کر اور اکثر و بیشتر احباب کو مقلدین احناف کی اس دلیل کا علم ہے اور وہ یہ ہے کہ مقلدین کہتے ہیں کہ شروع شروع میں آمین بلند آواز سے اس لیے کہا جاتا تھا کہ بعض لوگ (منافق' کافر) نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے پڑھتے نماز چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے۔ اس لیے نبی ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ آپ اپنی نماز میں میرے پیچھے بلند آواز سے آمین کہا کریں۔ اس لیے صحابہ آپ کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے۔ لہٰذا جب اسلام عام ہو گیا تو آپؐ نے صحابہ کو منع فرما دیا کہ اب اونچی آواز سے آمین نہ کہا کریں بلکہ آہستہ آواز سے آمین کہا کریں۔

قارئین کرام! مقلدین کی یہ دلیل ایک ایسی دلیل ہے کہ اگر کسی کو اور کوئی دلیل اس سلسلے میں نہ بھی آتی ہو تو یہ دلیل کم و بیش ہر ان پڑھ اور جاہل قسم کے مقلد کو بھی آتی ہوگی اور یہ دلیل مقلدین احناف میں اس قدر مشہور اور رواج پا چکی ہے کہ عام تو عام خواص یعنی ایسے مولوی صاحبان' ایسے خطبا اور واعظ جن کو دین کی تعلیم سے کوئی سروکار ہی نہیں وہ بھی اسی دلیل کا سہارا لیتے ہیں۔ لہٰذا اسی قسم کے خطبا اور واعظین کے ذریعے ہی یہ دلیل عام و خاص میں اتنی مشہور ہو چکی ہے کہ اس طبقے کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی دلیل ہی نہیں ہوتی چنانچہ وہ اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے اس دلیل کا سہارا لیتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱۰

حنفی مقلدین نماز میں اونچی آواز سے آمین اس لیے بھی نہیں کہتے ہیں کہ آیت "ادعوا ربکم" الخ قطعی ہے اور احادیث جن میں آمین پکار کر کہنے کا ذکر ہے ظنی ہیں اور ان میں ابہام ہے اس لیے قطعی کے مقابلے میں ظنی پر عمل جائز نہیں ہے۔

چنانچہ مولانا ظہور الباری اعظمی فاضل دار العلوم دیوبند جو کہ ایک حنفی مقلد ہیں وہ بخاری شریف کی شرح "تفہیم البخاری" جلد نمبر ۱ میں آمین کے باب میں لکھتے ہیں۔

"نماز میں آمین سورہ فاتحہ کے ختم ہونے پر کہنی چاہیے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ بعض ائمہ کا مسلک اس سلسلے میں یہ ہے کہ نماز میں بھی آمین زور سے کہی جائے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ اور امام

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالکؒ کے نزدیک آمین آہستہ سے کہنی چاہیے......الخ"۔اس کے بعد آخر میں لکھتے ہیں کہ:
"لیکن تمام (احادیث) اس درجہ مبہم ہیں کہ واضح طور پر کسی سے بھی نہیں پتہ چلتا کہ بلند آواز سے آمین نماز میں کہی جائے گی یا نہیں۔اس لیے ائمہ نے اپنے اجتہاد سے جو تاویل ان احادیث کی صحیح سمجھی کی۔" (تفہیم البخاری جلد نمبر ا "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۰۲ حدیث نمبر ۷۴۱ حاشیہ نمبر ا)

(د) حنفی مقلدین کے آمین بالجہر نہ کہنے والے دلائل کے جوابات

دلیل نمبر ا کا جواب

حنفی مقلدین کی پہلی دلیل کا جواب کئی طریق پر ہے۔

(ا) یہ کہنا کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس سے کئی مقلدین نے اس طرح استدلال کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی۔اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔لہٰذا فرشتے آمین آہستہ کہتے ہیں اس لیے ہمیں بھی آمین آہستہ ہی کہنی چاہیے کیونکہ ہمارے گناہ تب ہی معاف ہوں گے اگر ہماری آمین فرشتوں کی آمین کی طرح ہوگی اور فرشتوں کی آمین آہستہ ہے۔

اگر حنفی مقلدین سے یہ سوال کیا جائے کہ کس آیت یا کس صحیح حدیث میں آتا ہے کہ فرشتوں کی آمین آہستہ ہوتی ہے یا یہ کہ وہ آمین آہستہ کہتے ہیں تو کئی مقلدین اس کا جواب اس طرح دیتے ہیں کہ اگر فرشتے بلند آواز سے آمین کہتے ہیں تو کیا آپ نے ان کی آمین کی آواز سنی ہے۔ہم اگر کہیں کہ نہیں ہم نے ان کی آواز نہیں سنی تو پھر کہیں گے کہ پھر ثابت ہوا کہ فرشتے آہستہ آواز ہی سے آمین کہتے ہیں۔

"کیا سونے پر سہاگہ ہے"

کیسا طریقہ استدلال ہے یہ کوئی علمی استدلال نہیں ہے بلکہ یہ تو ایسے لوگوں کا علمی دیوالیہ پن کے ثبوت ہے کہ اس طرح استدلال کیا جائے۔لہٰذا اس طرح استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔اگر پھر بھی کوئی نہ مانے اور اپنے اِسی استدلال کو پیش کرے تو پھر ہم اس کا جواب اس طرح دیں گے۔نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔

﴿عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا کان اول لیلۃ من شھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان صفدت الشياطين و مردة الجن وغلقت ابواب النيران فلم يفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم يغلق منها باب وينادى مناد ياباغى الخيرا قبل ويا باغى الشرا قصر ولله عتقاء من النار وذلك كل ليلة﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبرا باب ''رمضان کی فضیلت کے بیان میں)

ترجمہ: ''روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب ہوتی ہے پہلی رات رمضان کے مہینے کی۔ جکڑے جاتے ہیں شیاطین اور سرکش جن یعنی زنجیروں میں اور بند کر دیئے جاتے ہیں دروازے جہنم کے اور کھلا نہیں رہتا ان میں سے کوئی دروازہ اور کھولے جاتے ہیں دروازے جنت کے سو بند نہیں رہتا کوئی دروازہ اور پکارتا ہے پکارنے والا اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے طالب ٹھہر جا اور اللہ کے آزاد کیے ہوئے بندے ہیں یعنی جو آزاد ہوتے ہیں آگ سے اور یہ معاملہ ہر رات میں ہے۔''

اس طرح ہم بھی اس حدیث سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ

☆ کیا کسی شخص نے فرشتوں کی مندرجہ بالا آواز یعنی ''یاباغى الخير اقبل ويا باغى الشر اقصر'' سنی ہے۔

☆ اور یہ حقیقت ہے کہ ہم میں سے کسی نے بھی فرشتوں کی یہ آواز نہیں سنی ہے۔

☆ لہٰذا اگر کوئی کہے کہ میں نے تو فرشتوں کی یہ ندا سنی ہی نہیں ہے تو میں کس طرح اس پر ایمان لاؤں یا کس طرح اس پر عمل کروں۔

☆ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک ہم نے ان فرشتوں کی یہ ندا نہیں سنی ہے۔ لیکن نبی ﷺ کی بات پر ہمارا یقین اور ایمان ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ فرشتے منادی کرتے ہیں تو وہ ضرور منادی کرتے ہیں ہم ان کی آواز کو سنیں یا نہ سنیں۔ ہمارا تو اس پر ایمان لانا ضروری ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔

☆ کیا کوئی فرشتوں کی اس ندا یعنی ''يا باغى الخيرا قبل وياباغى الشر اقصر'' کے بارے میں بھی یہ کہے گا کہ وہ آہستہ آواز سے ندا لگاتے ہیں یا بلند آواز سے ندا لگاتے ہیں بہرحال فرشتے یہ ندا آہستہ لگاتے ہوں یا بلند آواز سے ہم تو ان کی اس ندا کو نہیں سن سکتے ہیں۔ البتہ ہمارا اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ایمان لانا ضروری ہے۔
لہٰذا یہی صورت فرشتوں کی آمین کہنے کے بارے میں ہے۔ اگر ہم ان کی آواز نہیں سن سکتے تو اس سے یہ قیاس کرنا کیونکہ صحیح ہے کہ فرشتے آہستہ آواز سے آمین کہتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ اونچی آواز سے بھی آمین کہتے ہوں تو سن تو ہم پھر بھی نہیں سکتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا اس پر ایمان ہے جو کہ نبی نے مطلق طور پر فرمایا ہے کہ جن کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(۲) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ فرشتوں کی آمین ہوتی ہی ہماری آمین کی طرح ہے۔ یعنی فرشتے بھی ہماری طرح بلند آواز سے آمین کہتے ہیں دلیل اس کی یہ حدیث ہے۔

﴿عن ابی هریرةؓ ان رسول اللهﷺ قال اذا قال احدكم في الصلوٰة آمين والملئكة في السمآء امين فوافق احداهما الاخرى غفرله ماتقدم من ذنبه﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر۲ باب ''سمع الله لمن حمده ربنا لک الحمد اور آمین کہنے کا حکم'')

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے کہ تم جب نماز میں آمین کہو اور فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں پھر تمہاری اور ان کی آمین ایک دوسرے کے برابر ہو جائے تو اس نمازی کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

اور یہ کثیر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ امام اور مقتدی بلند آواز سے آمین کہتے ہیں اور ہمارا آمین بلند آواز سے پہلے ہے فرشتوں کی آمین سے اور فرشتوں کی آمین ہمارے برابر تب ہی ہو گی جب وہ بھی ہماری طرح بلند آواز سے آمین کہیں گے۔ کیونکہ فرشتوں کو ہماری آمین پر آمین کہنے کا حکم ہے اور ہماری آمین بلند آواز سے ہوتی ہے اور فرشتوں کی آمین بھی بلند آواز سے ہو گی تو تب ہی ہماری اور ان کی آمین برابر ہو گی اور پھر ہی ہمارے سابقہ گناہ معاف ہوں گے۔

دلیل نمبر۲ کا جواب

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:
''آمین دعا ہے'' (جیسا کہ اس سے قبل حنفی مقلدین کی پہلی دلیل کے جواب میں گزر چکا ہے)
تو اس کا جواب کئی طریق سے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) قرآن کی کسی آیت یا کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آمین دعا ہے بلکہ یہ تو صرف ایک تابعی کا قول ہے۔ لہٰذا تابعی کے قول سے آمین کو دعا قرار دینے والے مقلدین احناف کے منہ پر طمانچہ ہے کہ جو مقلد ہونے کے باوجود اتباع حدیث کے دعوے دار ہیں۔

(۲) دوسرا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر فرض کریں یہ مان بھی لیا جائے کہ آمین دعا ہے تو پھر اس عبارت سے جس کے شروع میں یہ الفاظ ہیں اس میں یہ بھی آتا ہے آمین بلند آواز سے کہی جائے۔ جیسا کہ بخاری شریف مترجم جلد نمبر ا کے باب نمبر ۵۰ا "جهر الامام بالتامين" کے باب میں حدیث کی مناسبت سے درج ہے۔

﴿وقال عطاء آمين دعآء امن ابن الزبير و من ورآءه حتى ان للمسجد للجة وكان ابو هريرةؓ ينادى الامام لا تفتنى بآمين وقال نافع كان ابن عمر لايدعه ويحضهم وسمعت منه فى ذلك خبراً﴾

ترجمہ: ''اور عطا بن ابی رباح نے کہا آمین دعا ہے اور عبداللہ بن زبیر نے اور ان کے پیچھے مقتدیوں نے اس زور سے آمین کہی کہ مسجد گونج گئی اور ابو ہریرہؓ امام کو آواز دیتے دیکھو ایسا نہ کرنا کہ میری آمین جاتی رہے اور نافع نے کہا عبداللہ بن عمرؓ آمین کو نہیں چھوڑتے تھے۔ اور لوگوں کو اکساتے تھے کہ آمین کہو اور میں نے ان سے اس باب میں ایک حدیث بھی سنی''

لہٰذا جو حنفی مقلدین ایک تابعی کے قول پر آمین کو دعا قرار دے رہے ہیں وہ اس عبارت کے باقی حصے کو کیوں نہیں مانتے ہیں جس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی بلند آواز سے آمین کہے الیاس صاحب نے تو اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے جو عبارت نقل کی ہے وہ مکمل نقل ہی نہیں کی ہے۔ اگر اس عبارت کو مکمل نقل کر دیتے تو شاید ایک عام قاری بھی ان کے اس استدلال سے دھوکہ نہ کھاتا لیکن انہوں نے یہاں علمی بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اس عبارت کو مکمل نقل ہی نہیں کیا جس میں یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور اس کے بعد اس میں یہ بھی ہے کہ مقتدی آمین بلند آواز سے کہے۔ الیاس صاحب نے تو کچھ ایسے ہی کیا ہے کہ جیسے کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"لا تقربو الصلوة" ترجمہ ''کہ نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔''

اور کوئی اس سے یہ سمجھ بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور "انتم سكارى"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ''کہ جب تم بے ہوش ہو'' اور اس کی طرف دیکھے ہی نہیں۔

یہ کون سے انصاف کی بات ہے کہ ایک ہی عبارت کے کچھ حصے کو مان لیا جائے اور کچھ کو چھوڑ دیا جائے۔ یہ چیز تو اس آیت کے مصداق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ الخ﴾ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۸۵)

ترجمہ: ''کیا پس ایمان لاتے ہو ساتھ بعضی کتاب کے اور کفر کرتے ہو ساتھ بعضی کے آخر تک''

لہٰذا ہمارا استدلال یہ ہے کہ جس عبارت سے آمین کا دعا ہونا ثابت ہے تو اسی عبارت سے آمین کا بلند آواز سے کہنا بھی ثابت ہے۔

الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دعا میں اخفا پوشیدگی اور عاجزی کا حکم دیا ہے اور استدلال کیا ہے الیاس صاحب نے قرآن کی اس آیت سے۔

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۝﴾ (سورہ الاعراف:۵۵)

کہ دعا آہستہ کرنی چاہئے اور آمین دعا ہے اس لیے آمین بھی آہستہ کہنی چاہئے تو اس کا جواب کئی طریق پر ہے۔

(۱) صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے بلند اور آہستہ آواز سے دعا فرمائی ہے۔ اگر بلند آواز سے دعا کرنا جائز نہ ہوتا تو آپ بلند آواز سے دعا نہ فرماتے۔ کیونکہ آیت "ادعوا ربکم" آپ پر نازل ہوئی ہے اور آپ اس کے بہتر معنی جانتے ہیں۔ اس لیے اگر اس آیت کے مطابق اگر صرف آہستہ آواز ہی سے دعا کرنا جائز ہوتا اور بلند آواز سے دعا کرنا جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ بلند آواز سے آمین نہ کہتے اگر کوئی یہی کہے کہ نہیں اس آیت سے بلند آواز سے دعا کرنا منع ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ نبی ﷺ کو اس آیت کے معنی سمجھنے میں غلطی لگی ہے کہ جو آپ ﷺ بلند آواز سے بھی دعا فرمایا کرتے تھے۔ لہٰذا جس جگہ نبی ﷺ نے بلند آواز سے دعا فرمائی ہے۔ ہمیں بھی وہاں بلند آواز سے دعا کرنی چاہیے اور جس جگہ آپ ﷺ نے آہستہ آواز سے دعا فرمائی ہے ہمیں بھی وہاں آہستہ آواز ہی سے دعا کرنی چاہئے۔ آپ سے کئی مقامات پر بلند آواز سے دعا کرنا ثابت ہے۔ جیسا کہ درج ذیل چند واقعات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

☆﴿عن عوف بن مالک يقول صلّى رسول الله ﷺ على جنازة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فحفظت من دعاءہ وھو یقول اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالمآء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ داراً خیرا من دارہ واھلاً خیرا من اھلہ وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار قال حتی تمنیت ان اکون انہ ذٰلک المیت﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب الجنائز" ص ۳۹۵/۳۹۴)

ترجمہ: ''عوف بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی اور میں نے آپؐ کی دعا میں سے یہ الفاظ یاد رکھے (اَللّٰھُمَّ سے النار تک) یا اللہ بخش اس کو اور رحم کر اور تندرستی دے اس کو اور معاف کر اس کو اور اپنی عافیت سے مہربانی فرما اس کی اس کا گھر (قبر) کشادہ کر اور اس کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے اور اس کو گناہوں سے صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے اور اس کو گھر کے بدلے اس سے بہتر گھر دے اور اس کے لوگوں سے بہتر لوگ دے اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی دے اور جنت میں لے جا اور عذاب قبر سے بچا۔ یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ یہ مردہ میں ہوتا۔''

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے نماز جنازہ میں دعا بلند آواز سے کی تھی تبھی تو صحابی نے وہ دعا آپ ﷺ سے سن کر یاد کر لی اور یہ ان الفاظ سے واضح ہے کہ صحابی بیان فرماتے ہیں کہ "وھو یقول" یعنی آپ ﷺ میت کے حق میں فرما رہے تھے۔ نبی کی یہ دعا اتنی جامع تھی جس کو صحابی نے نبی ﷺ سے سن کر یہ خواہش ظاہر کی کہ کاش یہ مردہ میں ہوتا اور آپ ﷺ مجھ پر یہ دعا کرتے۔

☆ ﴿عن ابی ھریرۃؓ یقول کان رسول اللہ ﷺ یقول حین یفرغ من صلوٰۃ الفجر من القراءۃ ویکبر ویرفع راسہ سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد ثم یقول وھو قائم اللھم انج الولید ابن الولید و سلمۃ ابن ھشام وعیاش بن ابی ربیعۃ والمستضعفین من المومنین الخ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ باب "استحباب القنوت فی جمیع الصلوٰت...... " ص ۲۰۱)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر کی قرأت سے فارغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوجاتے تو سر مبارک رکوع سے اٹھاتے (یعنی دوسری رکعت میں) کہتے سمع اللّٰہ سے آخر تک یعنی سنا اللہ نے جس نے اس کی حمد کی اے ہمارے رب سب تعریف تجھ ہی کو ہے۔ پھر کھڑے ہی کھڑے کہتے یا اللہ نجات دے ولید بن ولیدؓ کو اور سلمہ بن ہشامؓ اور عیاش بن ابی ربیعہؓ کو (یہ سب مسلمان کفار کے ہاتھ میں تھے) اور نجات دے مومنوں میں سے ضعیف لوگوں کو آخر تک''

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ بلند آواز سے بھی دعا فرمایا کرتے تھے۔

☆ ﴿عن البرآء قال كنا اذا صلينا خلف رسول الله ﷺ احببنا ان نكون عن يمينه يقبل علينا بوجهه قال فسمعته يقول رب قني عذابك يوم تبعث اوتجمع عبادك﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ کتاب صلوٰۃ المسافرین و قصرھا باب ''استحباب يمين الامام'' ص ۲۲۸)

ترجمہ: ''براءؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دوست رکھتے تھے کہ داہنی طرف کھڑے ہوں (یعنی نماز میں) کہ آپ ﷺ ہماری طرف منہ کر کے بیٹھیں اور میں نے سنا کہ وہ کہتے تھے اے رب بچا مجھے اپنے عذاب سے جس دن اٹھاوے تو یا فرماتے جمع کرے تو اپنے بندوں کو''

اس حدیث سے بھی آپ ﷺ کا بلند آواز سے دعا کرنا ثابت ہوتا ہے۔

☆ ﴿عن عبدالله بن عمرو بن العاصؓ ان النبی ﷺ تلا قول الله تعالٰی فی ابراهيم رب انهن اضللن كثيرا من الناس فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم الأية وقال عيسٰى عليه السلام ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم فرفع يديه وقال اللّٰهم امتي امتي وبكى الخ﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ا کتاب الایمان باب دعا النبی لامته وبكآئه شفقة عليهم ص ۳۴۵)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمروؓ بن عاص سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھی جس میں ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے اے رب انہوں نے بہکایا (یعنی بتوں نے) بہت لوگوں کو سو جو کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہربان ہے اور یہ آیت جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو ان کو بخش دے تو تو مالک ہے حکمت والا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے پروردگار میرے امت میری۔ امت میری اور رونے لگے آخر تک''

اس حدیث سے بھی آپ ﷺ کا بلند آواز سے دعا کرنا ثابت ہے۔

☆ ﴿عن واثلة ابن الاسقع قال رسول الله ﷺ علی رجل من المسلمین فاسمعه یقول اللهم ان فلان بن فلان فی ذمتک وحبل جوارک فقه من فتنة القبر و عذاب النار وانت اهل الوفاء والحق فاغفرله وارحمه انک انت الغفور الرحیم﴾ (سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۱ ''کتاب الجنائز'' باب نمبر ۲۳ حدیث نمبر ۱۴۹۹)

ترجمہ: ''واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان پر (جنازے کی) نماز پڑھی میں سن رہا تھا آپ ؐ فرماتے تھے یا اللہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا (یہاں میت کا نام اور اس کے باپ کا نام لیوے) تیرے ذمہ میں ہے اور تیری پناہ کی رسی میں ہے تو اس کو بچا قبر کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے اور تو لائق ہے وفا اور حق کے تو بخش دے اس کو اور رحم کر اس پر بے شک تو بخشنے والا ہے مہربان''

یہ جو اوپر پانچ حدیثیں مذکور ہوئیں اور ان کے علاوہ اور بھی کئی احادیث ہیں کہ جن سے نبی ﷺ کا پکار کر دعا کرنا ثابت ہے۔

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ نبی نے اونچی آواز سے دعا کرنے سے روکا ہے اور استدلال کرتے ہیں اس حدیث سے۔

﴿عن ابی موسیٰ الاشعریؓ قال رفع الناس اصواتهم بالدعاء فقال رسول الله ﷺ ایها الناس اربعو علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائباً ان الذی تدعونه سمیع قریب﴾

ترجمہ: ''ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے دعا میں اپنی آوازوں کو بلند کرنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میانہ روی سے کام لو تم کسی بہرے یا غائب شخص کو نہیں پکار رہے جس کو تم پکارتے ہو وہ ہر بات کو سننے والا ہے نزدیک ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز سے کی ہوئی دعا کو نہیں سنتا- پھر اس وقت اونچی آواز سے دعا کر کے باقی نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالنے کی کیا ضرورت ہے- اس لیے اونچی آواز سے آمین کہنے کے بارے میں ہمارا جواب بھی وہی ہوگا جو وہ فرض نماز کے بعد یا اس کے علاوہ باقی مقامات پر اونچی آواز کے ساتھ دعا کرنے کے بارے میں دیں گے-

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ لہٰذا آہستہ آواز سے آمین کہنی چاہیے چونکہ یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے- یہ تو دعویٰ ہے بغیر دلیل کے جیسا کہ اس سے قبل کے اور بعد میں آنے والے دلائل سے ثابت ہوتا ہے- (ان شاء اللہ)

(۲) دوسرا جواب "ادعوربکم الخ" کا یہ ہے کہ اس سے مراد نہ بہت چلانا ہے اور نہ ایسا آہستہ آواز سے کہنا کہ جس کو کوئی بھی نہ سن سکے- کیونکہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے-

﴿....وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۝﴾

(سورہ بنی اسرائیل : ۱۱۰)

ترجمہ: ''اور اپنی نماز نہایت بلند آواز کے ساتھ نہ پڑھ اور نہ آواز کو بہت پست کر لے بلکہ ان دونوں حالتوں کے درمیان راہ اعتدال اختیار کر-''

چنانچہ اس آیت کے بارے میں صحیح بخاری میں آتا ہے-

﴿عن عائشةؓ ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها قالت انزل ذلك في الدعآء﴾ (صحیح بخاری ''کتاب التفسیر'' سورۃ بنی اسرائیل آیت "ولا تجهر بصلوتك")

ترجمہ: ''سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ''ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها'' والی آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے-''

اس کے بارے میں اکثر اہل علم کا قول یہ ہے کہ دعا میانہ آواز سے مانگنی چاہیے زور سے چلا کر نہ مانگنی چاہیے اور اگر بطور تنزل مان بھی لیا جائے کہ آمین دعا ہے تو اس سے حکم آمین اس قدر مستفاد ہوا کہ آمین کو زور سے چلا کر نہ کہیں بلکہ میانہ آواز سے کہیں جو نہ بہت بلند آواز سے ہو اور نہ ہی بہت آہستہ آواز سے ہو- لہٰذا یہ حنفی مقلدین کے لیے فائدہ مند نہیں ہے- کیونکہ ان کا مذہب تو یہ ہے کہ آمین ایسی آہستہ آواز سے کہنی چاہیے کہ جس کو پاس والے بھی نہ سنیں لہٰذا آمین کو دعا مان کر بھی حنفی مقلدین کا کام نہ بنا-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز سے کی ہوئی دعا کو نہیں سنتا۔ پھر اس وقت اونچی آواز سے دعا کر کے باقی نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لیے اونچی آواز سے آمین کہنے کے بارے میں ہمارا جواب بھی وہی ہوگا جو وہ فرض نماز کے بعد یا اس کے علاوہ باقی مقامات پر اونچی آواز کے ساتھ دعا کرنے کے بارے میں دیں گے۔

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ لہٰذا آہستہ آواز سے آمین کہنی چاہیے چونکہ یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ یہ تو دعویٰ ہے بغیر دلیل کے جیسا کہ اس سے قبل کے اور بعد میں آنے والے دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔ (ان شاء اللہ)

(۲) دوسرا جواب "ادعوا ربکم الخ" کا یہ ہے کہ اس سے مراد نہ بہت چلانا ہے اور نہ ایسا آہستہ آواز سے کہنا کہ جس کو کوئی بھی نہ سن سکے۔ کیونکہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿....وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا٥﴾

(سورہ بنی اسرائیل : ۱۱۰)

ترجمہ: ''اور اپنی نماز نہایت بلند آواز کے ساتھ نہ پڑھ اور نہ آواز کو بہت پست کر لے بلکہ ان دونوں حالتوں کے درمیان راہ اعتدال اختیار کر۔''

چنانچہ اس آیت کے بارے میں صحیح بخاری میں آتا ہے۔

﴿عن عائشةؓ ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها قالت انزل ذلك في الدعآء﴾ (صحیح بخاری ''کتاب التفسیر'' سورۃ بنی اسرائیل آیت "ولا تجهر بصلوتك")

ترجمہ: ''سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ''ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها'' والی آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

اس کے بارے میں اکثر اہل علم کا قول یہ ہے کہ دعا میانہ آواز سے مانگنی چاہیے زور سے چلا کر نہ مانگنی چاہیے اور اگر بطور تنزل مان بھی لیا جائے کہ آمین دعا ہے تو اس سے حکم آمین اس قدر مستفاد ہوا کہ آمین کو زور سے چلا کر نہ کہیں بلکہ میانہ آواز سے کہیں جو نہ بہت بلند آواز سے ہو اور نہ ہی بہت آہستہ آواز سے ہو۔ لہٰذا یہ حنفی مقلدین کے لیے فائدہ مند نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا مذہب تو یہ ہے کہ آمین ایسی آہستہ آواز سے کہنی چاہیے کہ جس کو پاس والے بھی نہ سنیں لہٰذا آمین کو دعا مان کر بھی حنفی مقلدین کا کام نہ بنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) تیسرا جواب اس کا یہ ہے یعنی آیت "ادعوا ربکم ...... الخ" اگر ہم فرض کرلیں کہ اس سے مراد آہستگی ہے جس میں آواز بھی نہ نکلے تو اس سے بھی آمین کا حکم مستثنیٰ اور خاص رہے گا۔ کیونکہ نبی ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اور آپ ﷺ نے آمین کو اور اس کے علاوہ اور بہت ساری دعاؤں کو پکار کر پڑھا ہے۔

پس اگر اونچی آمین کہنے کا حکم اور اس کے علاوہ بلند آواز سے پڑھی جانے والی دعاؤں کا حکم اس سے مستثنیٰ نہ ہوتا تو آپ ﷺ آمین اور دوسری کئی دعائیں اونچی آواز سے کیوں پڑھتے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حنفی مقلدین کے نزدیک تو نبی ﷺ اور آپؐ کے اصحاب نے جو آمین اونچی آواز سے کہا ہے وہ آیت "ادعوا ربکم" کے خلاف کیا ہے (نعوذ باللہ)

(۴) "ادعوا ربکم ...... الخ" کی یہ تفسیر جوالیاس صاحب نے کی ہے یعنی آمین آہستہ آواز سے کہی جائے تو یہ تفسیر کسی مفسر نے بھی نہیں کی ہے۔ اس تفصیل کے لیے دیکھیں درج ذیل کتب تفاسیر۔

۱۔ تفسیر ابن کثیر از حافظ عماد الدین ابوالفدا ابن کثیر
۲۔ تفہیم القران از سید ابوالاعلیٰ مودودی حنفی
۳۔ تفسیر حقانی از ابو محمد عبدالحق الحقانی الدہلوی حنفی
۴۔ اسرار التنزیل از محمد اکرم اعوان حنفی
۵۔ تفسیر مظہری اردو از علامہ قاضی محمد ثناءاللہ عثمانی مجددی پانی پتی حنفی
۶۔ تفسیر جلالین از علامہ جلال الدین محلی وعلامہ جلال الدین سیوطی
۷۔ فی ظلال القرآن از سید قطب شہید
۸۔ انوار القرآن از ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ
۹۔ تذکیر القرآن از وحید الدین خاں
۱۰۔ تدبر القرآن از امین احسن اصلاحی
۱۱۔ انوار القرآن از مفتی محمد عاشق الٰہی
۱۲۔ ضیاء القرآن از پیر محمد اکرم شاہ الازہری
۱۳۔ تفسیر حسینی اردو از علامہ حسین واعظ کاشفی قدس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴- احسن التفاسیر از سید احمد حسن محدث دہلوی

۱۵- تفسیر قادری از فخر الدین قادری

۱۶- تفسیر خزائن العرفان وترجمہ کنز الایمان از محمد نعیم الدین مراد آبادی ومحمد احمد رضا خان بریلوی حنفی البتہ معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع حنفی نے بغیر کسی دلیل شرعی کے فاتحہ کے بعد آہستہ آمین کہنے کے معنی کیے ہیں۔

دلیل نمبر۳ کا جواب

الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ بعض علما نے کہا ہے کہ آمین ذکر ہے۔ اس صورت میں بھی اس کا اِخفا اولیٰ ہے۔

اس کے کئی جواب ہیں۔

پہلا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ کسی آیت میں نہیں ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث میں ہے کہ آمین ذکر ہے۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ آمین ذکر ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ جس جگہ آپ نے اونچی آواز سے ذکر کیا ہے ہم بھی وہاں بلند آواز سے ذکر کریں اور جس جگہ پر آپ ﷺ نے آہستہ آواز سے ذکر کیا ہے ہم بھی آہستہ ذکر کریں۔

تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اگر آپ ذِکر ہمیشہ اخفا کے ساتھ ہی کرنے کو جائز کہتے ہیں تو پھر آپ جہری نمازوں میں قرأت جہر سے کیوں کرتے ہیں کیونکہ نماز بھی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ

﴿.....وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ ۝﴾ (سورہ طٰہٰ آیت نمبر۱۴)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ) اور نماز قائم کریں میرے ذکر کے لیے۔''

تو پھر حنفی مقلدین ذکر (یعنی جہری نمازوں میں قرأت جہر سے کیوں کرتے ہیں) بلند آواز سے کیوں کرتے ہیں۔

چوتھا جواب اس کا یہ ہے کہ اگر آمین کو 'ذکر' ہی مان لیا جائے تو نبی ﷺ سے آمین کا بلند آواز سے کہنا کثیر اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

پانچواں جواب اس کا یہ ہے کہ اگر ذکر ہر وقت آہستہ آواز ہی سے کرنا چاہیے تو پھر حنفی مقلدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض نماز کا سلام پھرنے کے بعد "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا ''ذکر'' بلند آواز سے کیوں کرتے ہیں اور یہ ذکر حنفی مقلدین اس قدر بلند آواز سے کرتے ہیں کہ پاس دوسرے نماز پڑھنے والے لوگوں کی نماز پڑھنا بھی مشکل بنا دیتے ہیں اور یہیں پر بس نہیں انہی حنفی مقلدین کا ہی یہ طریقہ ہے کہ ایک کمرے میں بند ہو کر یا مسجد میں روشنیاں بند کر کے ذکر کے نام پر "لا الہ الا اللہ" "اللہ ھو" یا اسی قسم کے اور الفاظ کی ذکر کے نام پر اس قدر بلند آواز سے ضربیں لگانا کہ قریب قریب کے کئی گھروں والے بھی ان کے اس بلند آواز کے ''ذکر'' سے تنگ آ جاتے ہیں۔

قارئین کرام! حقیقت یہ ہے کہ حنفی مقلدین کے لیے کوئی قاعدہ اور کلیہ نہیں ہے یعنی ان کو قرآن و حدیث کی اتباع کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ یہ لوگ تو دیکھتے ہیں کہ اپنے امام کی تقلید کی حفاظت اگر قرآن کے اخذ کرنے میں دیکھتے ہیں تو اس کو پکڑ لیتے ہیں اور اگر تقلید کی حفاظت حدیث پر عمل کرنے سے ہوتی ہے تو پھر اس طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ جیسے بدعتی کو حدیث پر عمل کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ وہ تو اپنی بدعت کو تقویت دینے کے لیے حدیث کا سہارا لیتا ہے۔

دلیل نمبر ۴ کا جواب

﴿عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا یقول لا تبادر والامام اذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضآلین فقولوا آمین واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنا لک الحمد﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد ۲ "کتاب الصلوٰۃ" باب "ائتمام الماموم بالامام" ص ۳۶)

ترجمہ اس حدیث کا حنفی مقلدین کی دلیل نمبر ۴ میں گزر چکا ہے۔

الیاس صاحب اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں ارشاد ہوا کہ جب امام "ولا الضالین" کہے تو تم ''آمین'' کہو اور اس روایت میں ہے کہ جب امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "اللھم ربنا لك الحمد" کہو۔ اس کے بعد الیاس صاحب اس سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ ''ظاہر ہے اللھم ربنا لك الحمد آہستہ آواز سے کہا جاتا ہے اور بعینہ اسی قسم کے الفاظ آمین کہنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ لہٰذا دلالت حدیث سے معلوم ہوا کہ آمین آہستہ آواز ہی سے کہنی چاہیئے۔

اس کا جواب کئی طریق پر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ہے کہ جب امام "ولا الضآلین" کہے تو تم "آمین" کہو اور ہمارا استدلال اس سے یہ ہے کہ ظاہر ہے کہ امام جہری نماز میں "ولا الضآلین" اُونچی آواز سے کہتا ہے۔ لہٰذا جہری نماز میں مقتدی بھی آمین اونچی آواز سے کہیں ظاہر ہے کہ جہری نمازوں کے حوالے سے امام کے "ولا الضآلین" اور مقتدیوں کے "آمین" کا ربط پھر ہی ہوگا کہ جب امام کے "ولا الضآلین" کی طرح مقتدیوں کا آمین بھی اونچی آواز سے ہوگا۔

دوسرا استدلال جوالیاس صاحب نے اس حدیث سے کیا ہے وہ یہ ہے کہ ظاہر ہے "اللهم ربنا لك الحمد" آہستہ کہا جاتا ہے اور بعینہ اسی قسم کے الفاظ آمین کہنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ لہٰذا دلالت حدیث سے معلوم ہوا آمین آہستہ آواز سے کہنی چاہیے۔

تو جواب اس کا یہ ہے کہ "اللهم ربنا لك الحمد" آمین کہنے کے بعد کہنا ہوتا ہے۔ جبکہ جہری نمازوں میں امام نے ولا الضالين اونچی آواز سے کہنا ہوتا ہے اور ساتھ ہی امام نے آمین بھی اونچی آواز سے کہنی ہوتی ہے۔ جس کو سن کر مقتدیوں نے بھی آمین اونچی آواز سے کہنی ہوتی ہے۔

(۲) ﴿عن ابی هريرةؓ ان رسول الله ﷺ قال اذا امن الامام فأمنوا فإنه من وافق تا مينه تامين الملائكة غفر له ماتقدم من ذنبه﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۵۶۶ حدیث نمبر ۹۳۱)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام غیر المغضوب عليهم ولا الضآلين کہہ چکے تو تم آمین کہو۔ اس لیے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے برابر ہو جائے گا۔ اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

اور پھر یہ بھی ثابت ہے مقتدیوں نے جو آمین کہنا ہے وہ اونچی آواز سے کہنا ہے اور دلیل کی یہ حدیث ہے۔

﴿عن عائشة عن النبی ﷺ قال ما حسدتكم اليهود على شیء ماحسدتكم على السلام والتامين﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۱۴ حدیث نمبر ۸۵۶)

ترجمہ: "امی جی عائشہؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا یہودیوں نے تم پر اتنا حسد کسی امر کی وجہ سے نہیں کیا جتنا سلام اور آمین کی وجہ سے کیا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور طریقہ استدلال اس حدیث سے یہ ہے کہ ظاہر ہے کہ سلام اونچی آواز ہی سے کیا جاتا ہے اسی لیے تو جب یہود ہمارے سلام کو سنتے ہیں تو وہ اس طرح اونچی آواز سے سلام کرنے کی وجہ سے حسد کرتے ہیں اور وہ اپنے اس حسد کی آگ میں جلتے رہتے ہیں (اور مقلدین بھی ہمارے اونچی آواز سے آمین کہنے سے جلتے رہتے ہیں) اور دلالت حدیث سے ثابت ہے کہ جب سلام اونچی آواز سے کہا جاتا ہے تو پھر ظاہر ہے آمین بھی جہری نمازوں میں اونچی آواز سے کہی جائے گی کیونکہ یہودی سلام کی طرح ہماری اونچی آواز سے کہی گئی آمین کو سن کر ہی حسد کریں گے۔ لہٰذا جب ہم آمین کہیں گے ہی آہستہ آواز سے تو پھر یہودی حسد کیسے کریں گے یہودی ہماری آمین پر حسد تو تب کریں گے جب ہم سلام کی طرح آمین بھی اونچی آواز سے کہیں گے۔

دلیل نمبر ۵ کا جواب

﴿عن ابی معمر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انه قال يخفي الامام اربعاً التعوذ وبسم الله الرحمٰن الرحيم و آمين وربنالك الحمد﴾

(عینی شرح ہدایہ جلد نمبر ا ص ۶۲۰)

ترجمہ اس کا حنفی مقلدین کی دلیل نمبر ۵ میں گزر چکا ہے۔

تو جواب اس کا کئی طریق پر ہے۔

(۱) یہ کہ یہ اثر صحابی کا ہے مرفوع حدیث نہیں ہے اور مرفوع حدیث کے مقابلے میں صحابی کا قول یا فعل حجت نہیں ہوسکتا۔

(۲) یہ روایت طبقہ رابعہ کی ہے اور طبقہ رابعہ کی کتاب کی روایت لائق اعتبار اور حجت پکڑنے کے قابل نہیں ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طبقے کی حدیثیں جو اچھی سے اچھی بھی ہیں وہ بھی ضعیف ہیں اور جو بری سے بری ہیں وہ موضوع ہیں یا ان کا سختی سے انکار کیا گیا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں کہ چوتھے طبقے کی حدیثیں لائق اعتبار اور قابل احتجاج نہیں ہیں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں "چوتھے طبقے میں وہ حدیثیں ہیں جن کو اکثر واعظ مبالغہ آمیز باتیں کیا کرتے ہیں اور وہ روایتیں اصل ھوا اور ضعیف راویوں سے مروی تھیں یا صحابہ یا تابعین کے وہ آثار تھے یا اسرائیلیات کے قبیل سے تھیں الخ۔"

(... جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اور بعض روایات میں "ربنا لك الحمد" کی بجائے "سبحانك اللهم" کے الفاظ آئے ہیں۔

(مظاہر حق جدید از عبداللہ جاوید غازی پوری شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۷۸ پر وائل بن حجرؓ کی آمین کی حدیث کی تشریح میں)

جبکہ صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ میں آیا ہے کہ عمرؓ سبحانك اللهم پکار کر پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب الصلوٰۃ" باب "حجة من قال لا يجهر بالبسلمة عن عبدة" صفحہ نمبر ۲۶)

اگر عمرؓ کا یہ اثر مرفوع حدیث کے ہوتے ہوئے عند الاحناف حجت ہے تو پھر حنفی مقلدین سیدنا عمرؓ کے اس فعل کو حجت بنا کر سبحانك اللهم اونچی آواز سے کیوں نہیں پڑھتے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی اس روایت سے ثابت ہے جس کو میں نے دلیل نمبر ۵ کے تیسرے جواب میں لکھا ہے۔

"ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور"۔

دلیل نمبر ۶ کا جواب

﴿عن ابی وائل قال لم یکن عمر و علی یجهر ان بیسم الله الرحمٰن الرحیم ولا بآمین﴾

ترجمہ: اس کا پہلے گزر چکا ہے حنفی مقلدین کی دلیل نمبر ۶ میں۔

اس کا جواب تین طریق سے ہے۔

(۱) اس اثر کی کوئی حیثیت نہیں مرفوع حدیث کے ہوتے ہوئے۔

(۲) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ خود سیدنا علیؓ سے آمین اونچی آواز کے ساتھ کہنے کے باب میں حدیث آچکی ہے۔

﴿عن علی قال سمعت رسول الله ﷺ اذا قال ولا الضالین قال آمین﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب اقامة الصلوة والسنة فیها" باب نمبر ۱۴ حدیث نمبر ۸۵۴)

ترجمہ: "علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے جب کہا ولا الضالین تو کہا آمین۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ۷ کا جواب

﴿عن عبداللہ بن مسعود قال یخفی الامام ثلاثاً الاستعاذة بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و آمین﴾ (المحلی جلد نمبر۳ ص نمبر۱۸۴) ترجمہ اس کا پہلے گزر چکا ہے۔

اس کا جواب بھی یہ ہے کہ یہ قول صحابی کا ہے مرفوع حدیث نہیں۔

دلیل نمبر ۸ کا جواب

حنفی مقلدین نے آمین آہستہ آواز سے کہنے کے بارے میں اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے۔

﴿شعبہ عن سلمۃ بن کھیل عن حجر ابی العنبس عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ ان النبی ﷺ قرأ غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین فقال آمین وخفض بھا صوتہٗ﴾ (سنن ترمذی باب "ما جاء فی التامین" ابواب الصلوٰۃ)

ترجمہ اس کا دلیل نمبر ۸ میں گزر چکا ہے۔

اس کا جواب دو طرح سے ہے۔

پہلا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور قابل استدلال نہیں ہے۔

علامہ البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ

''اس سلسلے میں سفیان کی حدیث جس میں "مدبھا صوتہٗ" آیا ہے اس باب میں شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ شعبہ سے اس حدیث میں کئی جگہ غلطی ہوئی ہے۔ جن میں سے ایک غلطی ان کی یہ ہے کہ شعبہ نے جو یہ کہا ہے کہ "خفض بھا صوتہٗ" تو یہ غلط ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ "مدبھا صوتہٗ" مطلب اس کا یہ ہے کہ نبی ﷺ نے آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو لمبا کیا۔''

ملاحظہ فرمائیں ''ضعیف سنن ترمذی از علامہ ناصر الدین البانی۔

اور تحقیق صواب معروف "مدبھا صوتہٗ" اور "رفع بھا صوتہٗ" ہے اور ان الفاظ کو ترمذی اور ابوداؤد نے بالترتیب درج ذیل روایات میں نقل کیا ہے۔

(۱) ﴿عن وائل بن حجر قال سمعت النبی ﷺ قرء غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین فقال امین ومدبھا صوتہ﴾

(ترمذی جلد نمبر۱ باب ''آمین کے بیان میں'' ص ۱۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ سے سنا کہ جب آپ نے غیر المغضوب علیھم و لاالضالین پڑھی پھر کہی آمین خوب لمبی کر کے آواز اپنی''

۲. ﴿عن وائل بن حجرؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ولاالضآلین قال امین ورفع بھا صوتہ﴾ (ابوداؤد جلد نمبر ا باب نمبر ۳۲۳ حدیث نمبر ۹۲۴)

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب و لا الضآلین پڑھتے اس کے بعد آمین کہتے بلند آواز سے۔''

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے "غیر المغضوب علیھم و لا الضآلین" پڑھا "فقال آمین" پس آپ ﷺ نے آمین کہا خود اس حدیث ہی سے ثابت ہے کہ آپؐ نے اونچی آواز سے آمین کہی تھی۔ لیکن آپ ﷺ نے بہت اونچی آواز سے اور چلا کر نہیں کہی تھی بلکہ کم از کم اتنی اونچی آواز سے کہی تھی کہ پہلی صف میں شامل نمازی سن لیں اور اگر یہ فرض کریں کہ راوی صحابی کسی اور صف میں شامل تھا یعنی پہلی صف میں نہیں کھڑے تھے بلکہ دوسری تیسری یا اور کسی صف میں تھے تو پھر اس سے تو ہمارے موقف کو تقویت ملتی ہے یعنی امام کم از کم اتنی اونچی آواز سے آمین کہے کہ جو کم از کم پہلی صف میں شامل نمازی سن سکیں۔

لہٰذا ہمارا استدلال یہ ہے کہ نبی ﷺ نے کم از کم اتنی اونچی آواز سے آمین کہی تھی کہ جس کو پہلی صف والے نمازیوں نے سن لیا نہ کہ اتنی آہستہ آواز سے کہ جس کو کوئی بھی نہ سن سکے اور ہمارا موقف یہ ہے کہ امام کم از کم اتنی اونچی آمین کہے کہ پہلی صف والے مقتدی سن سکیں اور مقتدی کم از کم اس قدر بلند آواز سے آمین کہے کہ اس کے ساتھ والا دوسرا مقتدی کم از کم اس کی آمین سن سکے۔ بہت بلند آواز سے اور چلا کر آمین کہنے کو ہم بھی صحیح نہیں کہتے۔ لہٰذا اس حدیث سے بھی حنفی مقلدین کا موقف ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ حنفی مقلدین کا موقف تو یہ ہے کہ آمین اتنی آہستہ آواز سے کہی جائے کہ جس کو کوئی بھی نہ سن سکے لیکن حدیث یہاں وہ پیش کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس قدر آواز سے آمین کہی کہ جس کو کم از کم پہلی صف کے مقتدیوں نے سن لیا لہٰذا اس حدیث سے حنفی مقلدین کا موقف تو ثابت نہیں ہوسکا بلکہ ہمارے ہی موقف کو اس سے تقویت ملی ہے۔

دلیل نمبر ۹ کا جواب

اکثر حنفی مقلدین میں سے کئی آہستہ آواز سے آمین کہنے کے بارے میں اس طرح استدلال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں کہ شروع اسلام میں اونچی آواز سے آمین کہنا جائز تھا اور اس کو نبی ﷺ نے بعد میں منع کر دیا تھا اور مزید یہ کہ حنفی مقلدین اپنے اس استدلال کو اس طرح تقویت دیتے ہیں کہ شروع اسلام میں جو اونچی آواز سے آمین کہنا جائز تھا وہ اس لیے تھا کہ جب نبی ﷺ نماز پڑھایا کرتے تھے تو بعض منافق قسم کے لوگ آپؐ کے پیچھے سے نماز چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے۔ اس لیے نبی نے صحابہ کرامؓ کو نماز میں اونچی آمین کہنے کا حکم دیا تا کہ معلوم ہوتا رہے کہ لوگ پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔

اس کا جواب کئی طریق پر ہے۔

(۱) اس کا ایک جواب یہ ہے کہ آج تک کوئی حنفی مقلد اس بارے میں ایک بھی صحیح حدیث نہیں پیش کر سکا بلکہ ''سنی'' ہونے کے ناتے سے اپنے اباؤ اجداد سے سنی سنائی باتیں ہیں اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہو چکا ہے یہ صرف اسی خود ساختہ حکایتوں پر مبنی ہے جو انہوں نے اپنے اسلاف سے بلا سند سن رکھی ہیں۔

(۲) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ حنفی مقلدین کا یہ کہنا کہ ''اسلام کے شروع شروع'' میں اونچی آواز سے آمین کہنا جائز تھا ہم کہتے ہیں کہ ان کا ''اسلام کے شروع شروع میں'' سے کیا مراد ہے۔ کیا حنفی مقلدین اس سلسلے میں کسی صحیح روایت سے کسی مہینے یا کسی سال کا تعین کر سکتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فلاں مہینے یا فلاں سال میں آمین اونچی آواز سے کہنے کا حکم دیا تھا اور فلاں مہینے یا سال میں آمین بلند آواز سے کہنے کا حکم منسوخ ہو گیا تھا۔

حنفی مقلدین کا اس سلسلے میں ایک وطیرہ یہ بھی ہے کہ جب کسی مسئلے کے بارے میں کوئی ٹھوس دلیل نہ پائیں تو یہ کہہ کر مسئلہ کو رفع دفع کرنے کی کوشش کریں گے کہ ''ہو سکتا ہے کہ یہ پہلے اس طرح ہو اور بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو'' یا پھر اس طرح کہ ''نبی ﷺ نے دونوں طرح کیا ہوگا'' اور اگر ان سے یہ کہا جائے کہ تم پھر ایک ہی طریقہ پر عمل کیوں کر رہے ہو تو جواب ملتا ہے کہ ہمارے امام ابو حنیفہؒ نے اس طرح کیا ہے اور اسی طرح فرمایا ہے۔

تو بات ہو رہی تھی کہ آمین اونچی کہنے کے بارے میں کہ اس کے اونچی آواز سے کہنے کے حکم کے بارے میں کہ یہ حکم کب کا تھا یعنی اس سلسلے میں کسی تاریخ کا تعین کیا جائے یا پھر اس کے منسوخ ہونے کے بارے میں حنفی مقلدین کوئی صحیح حدیث بیان کریں۔

ہمارا استدلال تو یہ ہے کہ جب نماز فرض ہوئی آمین کہنے کا حکم اور عمل اسی وقت سے شروع ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی علیہ السلام نے ویسے ہی نماز پڑھی جس طرح جبرائیل نے آپ کو پڑھ کر بتائی اور جبرائیل نے اسی طرح آپ کو نماز پڑھ کر بتایا جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

(۳) وائل بن حجرؓ جو آمین بالجہر کے راوی بھی ہیں وہ فتح مکہ یعنی رمضان ۸ ہجری کے بعد اسلام لائے اور انہوں نے گویا نبی ﷺ کے ساتھ آخری دور میں نماز پڑھی چنانچہ وائل بن حجرؓ سیدنا امیر معاویہؓ کے دور خلافت تک زندہ رہے اور آپ ہی کے دور خلافت میں وفات پائی۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں سیر الصحابہ جلد نمبر ۴ (جلد نمبر ۷) سیدنا وائل بن حجرؓ کے بیان میں۔)

دلیل نمبر ۱۰ کا جواب

حنفی مقلدین کا یہ کہنا کہ آیت "ادعوا ربکم الخ "قطعی ہے اور احادیث جس میں آمین کہنے کا ذکر ہے ظنی ہیں اور ان میں ابہام بھی ہے جیسا کہ تفہیم البخاری کے حوالے سے حنفی مقلدین کی دلیل نمبر ۱۰ میں گزر چکا ہے۔ اس لیے قطعی کے مقابلے میں ظنی پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

حنفی مقلدین کا وطیرہ کچھ منکرین حدیث سے کم نہیں ہے۔ بلکہ ہوسکتا ہے کہ ان سے زیادہ ہی حیرت انگیز حد تک افسوس ناک ہو۔ کیونکہ منکرین حدیث تو اعلانیہ طور پر حدیث کا انکار کرتے ہیں جبکہ مقلدین تقلید کے لبادے میں حدیث رسول ﷺ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے عملاً حدیث رسول ﷺ کے منکر ہیں۔ منکرین حدیث بھی یہی کہتے ہیں کہ حدیث ظنی ہے اور آیت قطعی ہے۔ لیکن ستم ظریفی تو یہ ہے کہ حنفی مقلدین اپنے بنائے ہوئے قاعدے پر خود بھی عمل نہیں کرتے۔ یعنی کئی ایسے مسائل ہیں کہ انہوں نے تقلید کی گرتی ہوئی عمارت کو سہارا دینے کے لیے آیات قطعی کے مقابلے میں "احادیث ظنی" پر عمل کیا بلکہ یہی پر بس نہیں بلکہ آیت کو اور حدیث دونوں کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کیا۔ جیسا کہ درج ذیل مسائل میں حنفی مقلدین کے اس قاعدے کی قلعی کھل جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (سورۃ الجمعۃ: ۹)

ترجمہ: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کے پکارا جاوے (یعنی اذان دی جائے) واسطے نماز کے دن جمعہ کے پس شتابی کرو طرف یاد اللہ کی اور چھوڑ دو سودا کرنا یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بظاہر تو اس حکم قرآنی سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ ہر شخص پر جمعہ واجب ہے۔ اس سے کوئی مسلم عورت، کوئی مسلم غلام، کوئی مسلم بیمار، کوئی مسلم مسافر کوئی مسلم لڑکا اس حکم قرآنی سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ اس حکم قرآنی کے مطابق جب جمعہ کی اذان ہو جائے فوراً سب کو مسجد میں آ جانا چاہئے نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے۔ لیکن احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ کچھ لوگ اس حکم قرآنی سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

﴿حدثنا عباس بن عبدالعظیم حدثنی اسحاق بن منصور ناھریم عن ابراھیم بن محمد بن منتشر عن قیس بن مسلم عن طارق بن شھاب عن النبی ﷺ قال الجمعة حق واجب علٰی کل مسلم فی جماعة الا اربعة عبد مملوک او امراة او صَبِیُّ او مریض قال ابو داؤد طارق بن شھاب قدرأی النبی ﷺ ولم یسمع منه شیئاً﴾

(ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۳۶۶ "الجمعة للمملوك والمرأة" حدیث نمبر ۱۰۵۴)

ترجمہ: ”طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ فرض ہے۔ ہر مسلمان پر جماعت سے مگر چار آدمیوں پر۔ ایک غلام پر۔ دوسرے عورت پر۔ تیسرے لڑکے پر۔ چوتھے بیمار پر۔ کہا ابوداؤد نے طارق بن شہاب نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا مگر ان سے سنا نہیں۔“

یہ روایت مرسل ہے لیکن حاکم نے ابی موسیٰ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

لہٰذا اس حدیث کے مطابق چند قسم کے اشخاص نماز جمعہ سے مستثنیٰ ہیں اور اس کے قائل ہیں امام ابوحنیفہؒ اور ان کے مقلد بھی۔

چنانچہ مصنف ”مظاہر حق جدید (شرح مشکوٰۃ شریف) اپنی کتاب میں "باب وجوبھا" یعنی ”جمعہ کے واجب ہونے کے بیان میں“ زیر عنوان ”وہ لوگ جن پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے۔“ صفحہ نمبر ۸۹۷ پر ابوداؤد کی روایت ہی سے استدلال کرتے ہیں۔ اس کے بعد ”مذکورہ لوگوں پر جمعہ کیوں واجب نہیں“ کے عنوان کے تحت بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ ، یہ قسم کے لوگ نماز جمعہ کی فرضیت سے مستثنیٰ ہیں...... الخ۔“

بلکہ یہی پر بس نہیں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو اندھے پر مطلق جمعہ واجب نہیں ہے حالانکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندھے کو نہ قرآن مجید نے مستثنیٰ کیا ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث سے اندھے کو جمعہ سے مستثنیٰ کرنا ثابت ہے۔ یہاں تو حنفی مقلدین کو نہ قرآن کا خیال آیا جس کو قطعی کہہ کر اکثر و بیشتر صحیح حدیث پر ''ظنی'' کا حکم لگا کر رد کر دیتے ہیں لیکن یہاں پر تو قرآن و حدیث کا خیال بھی نہیں کیا بلکہ رائے ہی سے کام چلایا گیا ہے۔

۲. ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ......o﴾ (سورۃ الجمعۃ :۹)

ترجمہ: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ پکارا جاوے واسطے نماز کے دن جمعہ کے پس شتابی کرو طرف یاد اللہ کی اور چھوڑ دو سودا کرنا یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے۔''

قارئین کرام! یہ آیت صریح ہے کہ جمعہ کے لیے بادشاہ یا شہر یا بازار ہونے کی کوئی تخصیص یا شرط نہیں ہے۔ سبھی لوگوں پر فرض ہے کہ جمعہ پڑھیں کسی شہر یا گاؤں کی شرط نہیں ہے۔ جبکہ حنفی مقلدین اس آیت کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ جہاں شہر نہیں، حاکم امیر نہیں بازار و کوچہ نہیں وہاں جمعہ صحیح نہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھیں ''انوار الباری'' جلد ۱۷ ''گاؤں میں جمعہ ہے یا نہیں'' (صفحہ نمبر ۱۰۹۔ اس کے علاوہ "بدالصنائع فی ترتیب الشرائع" مترجم از ترجمہ از ڈاکٹر محمود الحسن عارف جلد نمبر ۱ ''نماز جمعہ کا بیان فصل نمبر ۳'' شرائط جو جمعہ صفحہ نمبر ۸۰۵)

بلکہ یہیں پر بس نہیں ہے یہاں بھی اپنی رائے اور خواہشات پر عمل کیا اور یہ میرے مشاہدے کی بات ہے کہ میرے اپنے گاؤں میں حنفی مقلدین جمعہ نہیں پڑھتے تھے لیکن جب ہم نے جمعہ شروع کیا تو انہوں نے بھی ہمارے مقابلے میں شروع کر دیا اور پھر کچھ دیر بعد پھر اس کو ختم کر دیا اور اس طرح کبھی گاؤں میں حنفی مقلدین کا جمعہ شروع کر دینا اور کبھی ختم کر دینا اسی طرح دو تین دفعہ ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس طرح کرنا کسی آیت کا یا کسی صحیح حدیث کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو صرف تقلید پر، اپنی رائے پر اور اپنی خواہشات پر عمل کرنے کی وجہ سے ہے۔ اب قران پر عمل کیوں نہ ہوا۔ دراصل بات یہ ہے کہ ان حنفی مقلدین کو تو کسی قاعدے اور کلیے کی کوئی پرواہ نہیں بلکہ ان کو تو اپنے امام کی تقلید عزیز ہے۔ اس لیے یہ جس چیز پر عمل کرنے سے امام کی تقلید کی حفاظت سمجھتے ہیں۔ اس پر عمل کر لیتے ہیں اگر تقلید کی حفاظت قرآن پر عمل کرنے سے ہو سکتی ہے تو قرآن پر عمل کر لیتے ہیں اور اگر تقلید حدیث پر عمل کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے محفوظ رہتی ہے تو اس پر عمل کر لیتے ہیں اور یہیں پر بس نہیں بلکہ اگر تقلید کی حفاظت قرآن وحدیث پر عمل کرنے سے بھی نہ ہو سکے تو پھر اپنی رائے اور قیاس پر عمل کرنے سے گریز نہیں کرتے ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

﴿......اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ۝﴾ (سورۃ النساء۔ ۱۰۳)

ترجمہ: ''......تحقیق نماز ہے اوپر مسلمانوں کے لکھی ہوئی وقت مقرر کی ہوئی۔

ظاہر تو اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر ادا کرنی چاہئیں۔ لیکن نبی ﷺ نے سفر میں جمع کر کے نماز پڑھی ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے لوگوں کے دفع حرج کے لیے بعض اوقات اپنے گھر میں بھی جمع کر کے نماز پڑھی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل صحیح احادیث سے واضح ہوتا ہے۔

(الف) ﴿عن انسؓ قال كان النبی ﷺ اذا اراد ان يجمع بين الصلوتين في السفر اخر الظهر حتى يدخل اول وقت العصر ثم يجمع بينهما﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر۲ "كتاب صلوة المسافرين" باب سفر میں نمازوں کا جمع کرنا ص نمبر۲۲۳)

ترجمہ: ''سیدنا انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب سفر میں نمازوں کے اکٹھا کرنے کا ارادہ کرتے تو ظہر میں اتنی دیر کرتے کہ عصر کا وقت آجاتا پھر دونوں ملا لیتے۔''

(ب) درج بالا حدیث میں تو سفر کا ذکر ہے کہ نبی ﷺ سفر میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے جبکہ درج ذیل حدیث میں بغیر کسی سفر یا اور کسی شرعی عذر سے بھی جمع بین الصلوٰۃ جائز معلوم ہوتا ہے۔

﴿عن ابن عباس قال صلى رسول الله ﷺ الظهر والعصر جميعاً والمغرب والعشاء جميعاً في غير خوف ولا سفر﴾ (ایضاً ص:۲۲۴)

ترجمہ: ''ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر ملا کر پڑھی اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی بغیر خوف اور بغیر سفر کے۔''

جمع بين الصلوٰة کے قائل تو امام ابو حنیفہؒ اور ان کے مقلد بھی ہیں۔

﴿اخبرنا مالك اخبرنا نافع عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ كان اذا عجل به السير جمع بين المغرب والعشآء﴾

(مؤطا امام محمد مترجم باب نمبر۵۹ "الجمع بين الصلوة فى السفر والمطر" حدیث نمبر۲۰۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر لیتے تھے۔''

اسی باب کی حدیث نمبر ۲۰۷ عن عبداللہ بن عمرؓ میں بارش میں "جمع بین الصلوٰۃ" بھی ثابت ہے۔

اس باب کی حدیث نمبر ۲۰۶ کے بعد امام محمدؒ فرماتے ہیں

﴿قال محمد و بهذا ناخذ و الجمع بين الصلوٰتين ان توخر الاولٰى منها فتصلى فى اٰخر وقتها وتعجل الثانية......الخ﴾

ترجمہ: ''امام محمدؒ کہتے ہیں کہ اسی پر ہمارا عمل ہے کہ دو نمازوں کو جمع کرنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ ان میں سے پہلی تاخیر سے اس کے آخر وقت میں ادا کی جائے اور دوسری جلدی......''

''ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور''

حنفی مقلدین کہتے تو یہ ہیں کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی ہوتی ہے لیکن اب تو قطعی پر عمل نہ کیا بلکہ حدیث پر عمل کیا کیونکہ امام صاحب بھی "جمع بین الصلوٰۃ" کے قائل ہیں اس لیے تقلید کا دفاع اسی میں سمجھتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ......٥﴾ (سورہ البقرۃ:۱۷۳)

ترجمہ: ''سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا ہے اوپر تمہارے مردار اور لہو......''۔

قارئین کرام! اس آیت سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کے مردار اور تمام قسم کے خون کھانے مسلم پر حرام ہیں جبکہ حدیث میں آتا ہے کہ دو مردار اور دو خون مسلم پر کھانے حلال ہیں جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

﴿حدثنا ابو مصعب ثنا عبدالرحيم بن زيد بن اسلم عن ابيه عن عبدالله بن عمران رسول الله ﷺ قال احلت لكم ميتتان و دمان فاما الميتتان فَالْحُوْتُ والجراد واما الدمان فالكبدو الطحال﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۳ "کتاب الاطعمہ" باب نمبر ۳۱ "الکبدو الطحال" حدیث ۳۳۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم کو دو مردے اور دو خون حلال ہیں (مردار میں سے) ٹڈی اور مچھلی (اور خون میں سے) جگر اور تلی۔''

اس بات کے حنفی مقلدین بھی قائل اور فاعل ہیں اب تقلید کے اندھوں کو قرآنی آیت قطعی نظر نہیں آتی اب حدیث پر عمل کس لیے ہو رہا ہے دراصل بات یہ ہے کہ یہاں بھی ان حنفی مقلدین کو حدیث پر عمل کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرنا مقصود ہے۔ ان کے عام وطیرے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

(۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ...... ۝﴾ (سورۃ النساء: ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: ''حرام کی گئیں اوپر تمہارے مائیں تمہاری بیٹیاں تمہاری اور بہنیں تمہاری اور پھوپھیاں تمہاری اور خالائیں تمہاری اور بیٹیاں بھائیوں کی اور بیٹیاں بہنوں کی اور مائیں تمہاری جنہوں نے دودھ پلایا تم کو اور بہنیں تمہاری دودھ سے اور مائیں بیبیوں تمہاری کی اور اولاد جوروؤں تمہاری کی جو بیچ گودیوں تمہاری کے ہیں بی بیوی تمہاری سے جو صحبت کی ہے تم نے ان سے پس اگر نہیں صحبت کی تم نے ساتھ ان کے پس نہیں گناہ اوپر تمہارے اور جوروئیں بیٹوں تمہارے کی جو صلب تمہاری سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کرو۔ تم درمیان دو بہنوں کے مگر جو گزرا۔ تحقیق اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور حرام کی گئیں بیاہی ہوئی عورتوں میں سے مگر جن کے مالک ہوئے ہیں داہنے ہاتھ تمہارے لکھ دیا اللہ نے اوپر تمہارے اور حلال کیا گیا واسطے تمہارے جو کچھ سوائے اس کے ہے یہ کہ طلب کرو بدلے مالوں اپنوں کے......''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درج بالا آیات سے بظاہر تو بات سمجھ آتی ہے کہ سوائے ان عورتوں کے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں کیا ہے اور کوئی بھی حرام نہیں ہے اور احادیث سے ثابت ہے کہ اپنی بیوی کی پھوپھی اور اپنی بیوی کی خالہ بھی حرام ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث میں آیا ہے۔

﴿عن ابی هریرةؓ ان رسول اللهﷺ قال لا یجمع بین المرأة وعمتها ولا بین المرأة وخالتها﴾ (صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۳ "کتاب النکاح" باب ۵۷ حدیث ۹۹)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی آدمی ایک عورت اور اس کی پھوپھی یا ایک عورت اور اس کی خالہ کو اپنے نکاح میں جمع نہ کرے۔"

لیکن مقلدین یہاں بھی آیت قطعی کو چھوڑ کر اس کے فاعل ہیں اور یہ بھی اس لیے کہ ان کے امام ابو حنیفہؒ بھی اس کے قائل ہیں لہٰذا امام صاحب کے مقلد ہونے کی وجہ سے حنفی مقلدین بھی اس حدیث پر عمل پیرا ہیں۔ چنانچہ "موطا امام محمد" میں امام محمد سیدنا ابو ہریرہؓ کی مذکورہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

﴿قال محمد و بهذا ناخذوهو قول ابی حنیفة والعامة من فقهآئنا﴾"

(کتاب النکاح باب "لایجمع بین المرأة وعمتها فی النکاح" تحت حدیث نمبر ۵۲۵)

ترجمہ: "امام محمدؒ کہتے ہیں اس پر ہمارا عمل ہے یہی امام ابو حنیفہؒ اور ہمارے عام فقہا کا قول ہے۔"

۲۔ ﴿...... اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ ...... ۝﴾

(سورۃ النسآء: ۲۳)

ترجمہ: "اور مائیں تمہاری جنہوں نے دودھ پلایا تم کو اور بہنیں تمہاری دودھ سے ......"

اس آیت سے بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ صرف رضائی ماں اور دودھ شریک بہن ہی حرام ہے ان کے علاوہ اور سب حلال ہیں جبکہ حدیث میں ہے کہ جو چیز بسبب نسب کے حرام ہے وہ ہی بسبب دودھ پینے کے بھی حرام ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۴ "کتاب الرضاع" میں ہے۔

﴿عن عآئشة اخبرته ان عمها من الرضاعة یسمیٰ افلح استأذن علیها فحجبته فا خبرت رسول اللهﷺ فقال لها لا تحتجبی منه فانه یحرم من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرضاعة ما يحرم من النسب﴾

ترجمہ: ''عائشہؓ نے خبر دی کہ ان کے رضاعی چچا جس کا نام افلح تھا انہوں نے آنے کی اجازت چاہی اور میں نے ان سے پردہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کو خبر دی آپ نے فرمایا تم ان سے پردہ نہ کرو۔ اس لیے کہ رضاعت سے حرام ہوتا ہے جو حرام ہوتا ہے نسب سے۔''

(۷) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

﴿یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ط ....o﴾

(سورۃ المائدۃ : ۶)

ترجمہ: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب کھڑے ہو تم واسطے نماز کے پس دھوؤ منہ اپنوں کو اور ہاتھوں اپنوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو سروں اپنوں کو اور دھوؤ پاؤں اپنوں کو دونوں ٹخنوں تک۔''

اس آیت سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ پانچوں نمازوں کے لیے نیا وضو کیا جائے جبکہ حدیث سے نبی ﷺ کا پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھنا ثابت ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

﴿عن بريدةؓ ان النبي ﷺ صلى الصلوٰة يوم الفتح بوضوء واحد ومسح على خفيه فقال له عمر لقد صنعت اليوم شيئاً لم تكن تصنعه قال عمداً صنعته يا عمرؓ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۱ کتاب الطهارة "باب "جواز الصلوٰت كلها بوضوع واحد ص ۴۰۳)

ترجمہ: ''بریدہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور مسح کیا موزوں پر عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ آپ نے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا میں نے قصداً ایسا کیا۔''

اور ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے۔

﴿عن انسؓ قال كان النبي ﷺ يتوضأ عند كل صلوٰة قلت كيف كنتم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنعون قال یجزی احدنا الوضوء مالم یحدث﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد ا "کتاب الوضو" باب نمبر ۱۵۱ "الوضو من غیر حدث" حدیث ۲۱۲)

ترجمہ: "انسؓ سے سنا کہ نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے عمرو بن عامر نے انسؓ سے کہا تم لوگ کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم کو تو ایک ہی وضو کافی ہوتا ہے جب تک حدث نہ ہو۔"

اور دوسری روایت میں اس طرح بھی ہے کہ:

﴿......خرجنا مع رسول اللہ ﷺ عام خیبر حتی اذا کنا بالصھبا صلی لنا رسول اللہ ﷺ العصر فلما صلی دعا بالاطعمۃ فلم یوت الا بالسویق فاکلنا وشربنا ثم قام النبی ﷺ الی المغرب فمضمض ثم صلی لنا المغرب ولم یتوضأ﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۲۱۳)

ترجمہ: "...... انہوں نے کہا جس سال خیبر فتح ہوا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے جب صہباء میں پہنچے تو نبی ﷺ نے ہم کو عصر کی نماز پڑھائی جب نماز پڑھ چکے تو کھانے منگوائے لیکن ستو کے سوا اور کچھ نہیں آیا۔ ہم نے اسی کو کھایا اور پیا پھر آپ کھڑے ہوئے مغرب کی نماز کے لیے اور کلی کی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 6

سورت فاتحہ کے بعد قرأت کے بیان میں

﴿اخبرنی عطآء انه سمع ابا هريرةؓ يقول فی كل صلوٰة يقرأ فما اسمعنا رسول اللهﷺ اسمعنا كم وما اخفی عنا اخفينا عنكم وان لم يزد علٰی ام القران اجزأت وان زدت فهو خير۔﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبرا "کتاب الاذان" باب نمبر ۴۹۴ "القرآءۃ فی الفجر" حدیث نمبر ۷۳۵)

ترجمہ: "خبر دی عطا بن ابی رباح نے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے ہر نماز میں قرأت کرنا چاہیے پھر جس نماز میں رسول اللہ ﷺ نے ہم کو سنایا (جہر کے ساتھ قرأت کی) ہم نے بھی تم کو سنایا اور جس نماز میں آپؐ نے چھپایا (آہستہ پڑھا) ہم نے بھی تم سے چھپایا اور اگر تو بس فقط سورۃ فاتحہ پڑھے تو بھی کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھے تو اچھا ہے۔"

یہ حدیث صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ میں بھی سیدنا ابی ہریرہؓ سے مروی ہے چنانچہ امام مسلم نے اس حدیث کو "کتاب الصلوٰۃ" میں باب "وجوب قرأة الفاتحه فی كل ركعة وانه اذا لم يحسن الفاتحة ولا امكنه تعلمها قرا ماتيسرله غيرها" کے تحت نقل کیا ہے۔

سیدنا ابی ہریرہؓ کی مندرجہ بالا حدیث کے بیان میں امام نووی مسلم شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور اسی پر اجماع ہے کہ مزید کسی سورت کا پڑھنا مستحب ہے۔ فجر، جمعہ اور دوسری نمازوں میں سورہ فاتحہ کی قرأت کے ساتھ اور کسی سورت کا ملانا تمام علماء کے نزدیک سنت ہے۔ قاضی عیاضؒ نے بعض مالکی مسلک کے اشخاص کا یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا واجب ہے حالانکہ یہ قول شاذ اور مردود ہے۔ البتہ تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی کسی سورت یا آیت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنا مستحب ہے یا غیر مستحب؟ اس بارے میں علما کا باہمی اختلاف ہے- امام مالکؒ سورت کے ملانے کو مکروہ کہتے ہیں- امام شافعیؒ نے اپنے آخری بیان میں اسے مستحب قرار دیا ہے اوران کا قدیم اورابتدائی بیان یہی ہے کہ سورت ملانا غیر مستحب ہے بعض دوسرے ائمہ کا بیان ہے کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے وہ سورت ملائے یا صرف تسبیح کہے اور یہ قول ضعیف ہے- جمہور کا متفقہ بیان ہے کہ نماز جنازہ میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھ کر آمین کہے البتہ نفلی نماز میں سورۃ ملانا مستحب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی اورسورت یا آیات پڑھنا مستحب ہے اوراس کے ترک سے سجدہ سہولازم نہیں آتا۔ (مختصراً از امام نووی) مسلم شرح نووی مترجم صفحہ نمبر ۲۳-۲۴)

سورۃ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید میں سے جو آسانی سے پڑھ سکے وہ پڑھے۔ یہاں صرف ہم سورہ اخلاص ترجمے کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم o

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ o

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o

''تو کہہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ پاک ہے نہ کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا گیا اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی۔''

ا۔ پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے علاوہ بھی اور کوئی سورت پڑھنا اور آخری دونوں رکعتوں میں صرف فاتحہ پر ہی اکتفا کرنا

﴿عن عبداللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ قال کان النبی ﷺ یقرأ فی الرکعتین الاولیین من صلوٰۃ الظهر بفاتحۃ الکتاب و سورتین یطول فی الاولٰی ویقصر فی الثانیۃ ویسمع الأیۃ احیانا وکان یقرا فی العصر بفاتحۃ الکتاب و سورتین وکان یطول فی الاولٰی وکان یطول فی الرکعۃ الاولٰی من صلوٰۃ الصبح ویقصر فی الثانیۃ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ کتاب الاذان" باب نمبر ۴۸۶ "القرأۃ فی الظهر" حدیث نمبر ۷۲۲)

ترجمہ: ''عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ سے (ابوقتادہ حارث بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربعی صحابیؓ) کہ نبی ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں ایک سورت) پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت کو لمبا کرتے تھے اور دوسری کو چھوٹا اور (پڑھتے) کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے اور عصر کی نماز میں بھی سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے (ہر رکعت میں ایک سورت) اور پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی کرتے اور صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت لمبی پڑھتے اور دوسری رکعت اس سے کم۔"

صحیح مسلم شریف میں "کتاب الصلوٰۃ" میں بھی یہ حدیث ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ چار رکعتی فرضی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد دوسری سورت بھی پڑھی جاسکتی ہے اور آخری رکعتوں میں اگر صرف سورت فاتحہ ہی پڑھے تو یہ کافی ہے۔

۲۔ پہلی دو رکعتوں کی طرح آخری دونوں رکعتوں میں بھی سورت ملانا

﴿عن ابی سعید الخدری قال کنا نحزر قیام رسول اللہ ﷺ فی الظهر والعصر فحزرنا قیامه فی الرکعتین الاولیین من الظهر قدر قرآءة الم تنزیل السجدة وحزرنا قیامه فی الاخریین قدر النصف من ذلک وحزرنا قیامه فی الرکعتین الاولیین من العصر علی قدر قیامه فی الاخریین من الظهر وفی الاخریین من العصر علی النصف من ذلک ولم یذکر ابو بکر فی روایته الم تنزیل وقال قدر ثلاثین آیة﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم "کتاب الصلوٰۃ" "باب القراءة فی الظهر و العصر ص ٦٢")

ترجمہ: "ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم ظہر اور عصر (کی نماز) میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ آپ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں اتنی دیر قیام کرتے تھے جتنی دیر میں الم تنزیل السجدہ پڑھی جائے اور پچھلی دو رکعتوں میں اس کا آدھا اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ظہر کی پچھلی دو رکعتوں کے برابر اور عصر کی پچھلی دو رکعتوں میں اس کا آدھا اور ابو بکر ایک راوی نے اپنی روایت میں سورہ الم تنزیل سجدہ کا ذکر نہیں کیا بلکہ تیس آیتوں کے برابر کہا۔"

سیدنا ابی سعید خدریؓ ہی کی دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن ابی سعید الخدری ان النبی ﷺ کان یقرء فی صلوٰۃ الظهر فی الرکعتین الاولیین فی کل رکعة قدر ثلاثین اٰیة وفی الاخریین قدر خمس عشرة اٰیة اوقال نصف ذٰلک وفی العصر فی الرکعتین الاولیین فی کل رکعة قدر خمس عشرة وفی الاخریین قدر نصف ذٰلک -﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں تیس آیتوں کے برابر قرأت کرتے تھے- اور پچھلی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر یا یوں کہا اس کا آدھا اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر پچھلی دو رکعتوں میں اس کا آدھا-''

مندرجہ بالا دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ آخری دو رکعتوں میں بھی سورت فاتحہ کے علاوہ اور کوئی سورت پڑھی جاسکتی ہے- (واللہ اعلم)

۳- کیا نماز کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پر ہی اکتفا کرنا جائز ہے؟

﴿اخبرنی عطآء انه سمع ابا هريرةؓ يقول فی کل صلوٰة يقرا فما اسمعنا رسول الله ﷺ اسمعنا کم وما اخفی عنا اخفينا عنکم وان لم يزد علی ام القران اجزات وان زدت فهو خير﴾

(البخاری شریف مترجم جلد نمبر ا "کتاب الاذان" باب نمبر ۴۹۴ "القرآء ة فی الفجر" حدیث نمبر ۷۳۵)

ترجمہ: ''خبر دی عطا بن ابی رباح نے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے ہر نماز میں قرأت کرنا چاہئے پھر جس نماز میں رسول اللہ ﷺ نے ہم کو سنایا (جہر کے ساتھ قرأت کی) ہم نے بھی تم کو سنایا اور جس نماز میں آپؐ نے چھپایا (آہستہ پڑھا) ہم نے بھی تم سے چھپایا اور اگر تو بس فقط سورۃ فاتحہ پڑھے تو بھی کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھے تو اچھا ہے-''

صحیح مسلم میں یہ حدیث اس طرح ہے-

﴿عن عطآء قال قال ابو هريرةؓ فی کل الصلوٰة يقرا فما اسمعنا رسول الله ﷺ اسمعنا کم وما اخفی منا اخفيناه منکم فقال له رجل ارايت ان لم ازد علی ام القران فقال ان زدت عليها فهو خير وان انتهيت اليها

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجزات عنک﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم "کتاب الصلوۃ" باب "وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ وانہ اذا لم یحسن الفاتحۃ ولا امکنہ تعلمھا قرا ما تیسر لہ غیرھا" ص نمبر ۲۳)

ترجمہ: ''عطاء نے ابو ہریرہؓ کا قول بیان کیا کہ نماز کی ہر رکعت میں قرأت کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس نماز میں ہم کو قرأت سنائی ویسی ہی ہم نے تم کو سنا دی اور جب نماز رسول اللہ نے غیر جہری پڑھی ویسی ہی ہم نے بھی پڑھ کے تم کو بتا دی جس پر ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھوں تو کیا حرج ہے۔ ابو ہریرہؓ نے جواب دیا سورہ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی مزید آیات پڑھو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر صرف سورہ الحمد پڑھو تو وہ بھی کافی ہے۔''

چنانچہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص نماز میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ اور کوئی سورت یا آیت نہ پڑھے تو بھی اس شخص کی نماز مکمل ہو جائے گی اور اگر کوئی فاتحہ کے علاوہ پڑھے تو یہ اس کے لیے اضافی ہے اور یہ افضل ہے۔

۴۔ پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی ہونی چاہیے

﴿عن عبداللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ ان النبی ﷺ کان یطول فی الرکعۃ الاولیٰ من صلوٰۃ الظھر ویقصر فی الثانیۃ ویفعل ذلک فی صلوٰۃ الصبح﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۰۰ "یطول فی الرکعۃ الاولیٰ" حدیث نمبر ۷۴۲)

ترجمہ: ''عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہؓ سے کہ نبی ﷺ ظہر کی پہلی رکعت لمبی پڑھتے اور دوسری رکعت چھوٹی اور صبح کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے۔''

صحیح مسلم میں اس طرح ہے۔

﴿عن جابر بن سمرۃ ان اھل الکوفۃ شکوا سعدا الی عمر بن الخطاب فذکروا من صلوٰتہ فارسل الیہ عمر فقدم علیہ فذکر لہ ما عابوہ بہ من امرا لصلوٰۃ فقال انی لاصلی بھم صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ ما اخرم عنھا انی لارکدبھم فی الاولیین واحذف فی الاخریین فقال ذاک الظن بک یا ابا اسحاق﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب صلوۃ" باب "القراۃ فی الظھر والعصر")

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کوفہ والوں نے عمر بن خطابؓ سے سعدؓ کی شکایت کی یعنی ان کی نماز کی۔ عمرؓ نے سعدؓ کو بلا بھیجا۔ وہ آئے انہوں نے بیان کیا جو کوفہ والوں نے نماز کی شکایت کی تھی۔ سعدؓ نے کہا میں تو رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھاتا ہوں اس میں کمی نہیں کرتا۔ پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں کو مختصر کرتا ہوں۔ عمرؓ نے کہا اے ابو اسحاق! تم سے یہی امید ہے۔''

ثابت ہوا کہ پہلی رکعت سے دوسری رکعت چھوٹی ہونی چاہئے۔

۵۔ اگر کسی شخص کو قرآن یاد نہ ہو تو وہ کیا کرے

﴿عن عبداللہ بن ابی اوفی قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال انی لا استطیع ان اخذ من القرآن شیأ فعلمنی ما یجزئنی منہ فقال قل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ قال یا رسول اللہ ھذاللہ فما لی فقال قل اللھم ارحمنی وارزقنی وعافنی واھدنی فلما قام قال ھکذا بیدہ فقال رسول اللہ ﷺ اما ھذا فقد ملا یدہ من الخیر﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر۵ ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۲۹۰ ''ما یجزی الامی والاء جمی من القرآءۃ'' حدیث نمبر ۸۲۳)

ترجمہ: ''عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا نبی ﷺ کے پاس بولا یا رسول اللہ ﷺ میں قرآن یاد نہیں کرسکتا کچھ بھی تو مجھے کوئی چیز ایسی بتلایئے جو قرآن سے کافی ہو۔ آپؐ نے فرمایا ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾ وہ شخص بولا یہ تو اللہ کی تعریف ہوئی میرے فائدے کے لیے بتلایئے آپؐ نے فرمایا ﴿اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ﴾ (اے پروردگار مجھ پر رحم کر اور مجھے روزی دے اور تندرستی اور ہدایت کر مجھ کو) جب وہ اٹھا تو اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا (یعنی میں نے بڑی دولت کمائی) آپ نے اشارہ کیا (اس کو یاد رکھنا) پھر فرمایا آپؐ نے اس شخص نے اپنا ہاتھ بھر لیا خیر سے۔''

۶۔ ایک ہی سورت دوسری رکعت میں بھی پڑھنا

﴿عن معاذ بن عبداللہ الجھنی ان رجلا من جھینۃ اخبرہ انہ سمع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النبی ﷺ یقرأ فی الصبح اذا زلزلت الارض فی الرکعتین کلتیھما فلا ادری انسی رسول اللہ ﷺ ام قرأ ذلک عمداً﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا"کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر ۲۸۵"الرجل یعید سورۃ واحدۃ فی الرکعتین" حدیث نمبر ۸۰۷)

ترجمہ: "معاذ بن عبداللہ جہنی سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص سے سنا جو جہنیہ میں سے تھا اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فجر کی نماز میں "اذا زلزلت الارض "پڑھا دونوں رکعتوں میں یہی سورت پڑھی۔ لیکن معلوم نہیں آپ ﷺ نے بھول کر ایسا کیا یا قصداً کیا۔"

بخاری شریف میں ایک لمبی روایت میں ہے کہ:

﴿......وقال عبید اللہ عن ثابت عن انسؓ کان رجل من الانصار یؤمّھم فی مسجد قباء وکان کلما افتتح سورۃ یقرأ بھا لھم فی الصلوٰۃ مما یقرا بہ افتتح بقل ھو اللہ احد حتی یفرغ منھا ثم یقرأ بسورۃ اخریٰ معھا وکان یصنع ذلک فی کل رکعۃ فکلمہ اصحابہ وقالوا انک تفتتح بھذہ السورۃ ثم لاتری انھا تجزئک حتی تقرا باخری فاما تقرا بھا واما ان تدعھا وتقرأ باخریٰ فقال ما انا بتارکھا ان احببتم ان اؤمکم بذلک فعلت وان کرھتم ترکتکم وکانوا یرون انہ من افضلھم وکرھوا ان یؤمھم غیرہ فلما اتاھم النبی ﷺ اخبر وہ الخبر فقال یا فلان مایمنعک ان تفعل ما یامرک بہ اصحابک وما یحملک علی لزوم ھذہ السورۃ فی کل رکعۃ فقال انی احبھا قال حبک ایاھا ادخلک الجنۃ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ا"کتاب الاذان" باب نمبر ۴۹۶"الجمع بین السورتین فی رکعۃ")

ترجمہ: "...... اور عبیداللہ عمری نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے روایت کی کہ ایک انصاری مرد (کلثوم بن ہدم) مسجد قبا میں لوگوں کی امامت کیا کرتا تھا۔ وہ جب ان سورتوں میں سے جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں کوئی سورت شروع کرتا ہے۔ تو پہلے قل ھو اللہ احد (سورہ اخلاص) پڑھ لیتا پھر اس کو پڑھ لینے کے بعد وہ دوسری سورت اس کے ساتھ ملا کر پڑھتا۔ ہر رکعت میں ایسا ہی کرتا۔ اس کے ساتھیوں نے اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض کیا اور کہنے لگے تو اس سورت یعنی قل ھو اللہ کو شروع کرتا ہے پھر کیا یہ سمجھتا ہے کہ یہ سورت کافی نہیں تب دوسری سورت اس کے ساتھ ملاتا ہے تو یا تو آئندہ یہی سورت قل ھو اللہ فقط پڑھا کر یا اس کو چھوڑ اور دوسری سورت پڑھا کر۔ اس نے کہا میں تو قل ھو اللہ چھوڑنے والا نہیں۔ اگر تم راضی ہو تو میں تمہاری امامت کروں گا اور جو ناراض ہو تو میں امامت چھوڑ دوں گا۔ اور لوگ اس کو اپنے میں سب سے بہتر جانتے تھے۔ دوسرے کی امامت ان کو پسند نہ تھی۔ جب نبی ﷺ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے یہ حال آپ ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ نے اس سے پوچھا مرد خدا تو ایسا کیوں نہیں کرتا جیسے تیرے ساتھی کہتے ہیں اور سبب کیا جو تو نے قل ھو اللہ کو ہر رکعت میں لازم کر لیا ہے۔ اس نے جواب دیا (یا رسول اللہ) مجھے اس سورت سے محبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا بس اس کی محبت نے تجھ کو بہشت دلا دی۔''

۷۔ قرآنی ترتیب کے خلاف سورتیں پڑھنا

﴿...... وقرأ الاحنف بالكهف فى الاولىٰ وفى الثانية بيوسف او يونس و ذكر انه صلى مع عمر الصبح بهما...... الخ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''...... احنف بن قیسؒ نے صبح کی پہلی رکعت میں سورہ کہف پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ یوسف یا یونس اور کہا کہ انہوں نے عمرؓ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی عمرؓ نے یہی سورتیں پڑھیں۔''

ایک دوسری حدیث جو صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "كتاب صلوٰة المسافرين" باب "استحباب تطويل القراءة فى صلوٰة الليل" میں جو سیدنا حذیفہؓ سے مروی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ قیام لیل میں سورۃ بقرہ، سورۃ نساء اور سورۃ ال عمران پڑھی روایت میں صحابیؓ نے اِسی ترتیب سے نبی ﷺ کا قرأت کرنا بیان کیا ہے حالانکہ سورہ ال عمران سورہ نساء سے پہلے ہے۔

۸۔ سری نمازوں میں مقتدی سورۃ فاتحہ کے ساتھ اور کوئی سورۃ بھی پڑھ سکتا ہے

﴿ عن عمران بن حصين ان النبى ﷺ صلى الظهر فجاء رجل فقرأ خلفه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسبح اسم ربک الاعلیٰ فلما فرغ قال ایکم قرأ قالوا رجل قال قد عرفت ان بعضکم خالجنیھا قال ابو داؤد قال ابو الولید فی حدیثہ قال شعبۃ فقلت لقتادۃ الیس قول سعید انصت للقراٰن قال ذاک اذا جھربہ وقال ابن کثیر فی حدیثہ قال قلت لقتادۃ کانہ کرھہ قال لو کرھہ نھی عنہ﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۲۸۹ ''من رأی القراءۃ اذا لم یجھر'' حدیث نمبر ۸۱۹)

ترجمہ: ''عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی ایک شخص نے آپ ﷺ کے پیچھے "سبح اسم ربك الاعلیٰ" پڑھا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے فرمایا کس نے پڑھا تھا۔ لوگوں نے کہا ایک شخص نے آپ ﷺ نے فرمایا میں یہ سمجھا تم میں سے کسی نے قرآن مجھ سے چھین لیا۔ ابوداؤد نے کہا ابوالولید کی روایت میں ہے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے کہا کیا سعید نے نہیں کہا جب قرآن پڑھا جاوے تو چپ رہ۔ انہوں نے کہا یہ جب ہے کہ پکار کر پڑھا جاوے ابن کثیر کی روایت میں ہے شعبہ نے کہا قتادہ سے شاید نبی ﷺ نے قرأت کو برا جانا قتادہ نے کہا اگر برا جانتے تو اس سے منع کرتے۔''

صحیح مسلم میں عمران بن حصینؓ کی یہ حدیث اس طرح ہے۔

﴿عن عمران بن حصین قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ صلاۃ الظھر او العصر فقال ایکم قرا خلفی بسبح اسم ربک الاعلیٰ فقال رجل انا ولم اردبھآ الا الخیر قال قد علمت ان بعضکم خالجنیھا﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ کتاب الصلوٰۃ باب نھی المأموم عن جھرہ بالقرآۃ خلف امامہ)

ترجمہ: ''عمران بن حصینؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی۔ بعد ختم نماز آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کس مقتدی نے سورہ سبح اسم ربك الاعلیٰ پڑھی؟ تو ایک مقتدی نے عرض کیا یارسول اللہ! بغرض حصول ثواب میں نے پڑھی تھی۔ جس پر ارشاد فرمایا مجھے معلوم ہوا کہ تم میں سے کوئی مجھ سے قرآن کریم چھین رہا ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام! صحیح مسلم کی اس حدیث کی شرح میں امام نووی صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

''اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو آواز بلند قرآن کریم پڑھنے کی ممانعت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے مقتدی کو آواز بلند قرآن پڑھنے سے باز رکھا۔ واقعہ یہ ہے کہ کچھ لوگ سری نماز یعنی ظہر وعصر میں بھی امام کے پیچھے بحیثیت مقتدی الحمد کے بعد کوئی اور سورت پڑھا کرتے تھے جس کی بابت رحمت عالم ﷺ نے منع فرمایا کہ تم بہ آواز بلند نہ پڑھو۔ البتہ ایک شاذ وضعیف قول یہ ہے کہ مقتدی سری نماز میں بھی جہری نماز کی مانند کوئی سورت نہ پڑھے اور یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ جہری نماز میں مقتدی کو بالکل خاموش رہ کر صرف سنتے رہنے کا حکم ہے اور سری نماز میں سورت پڑھنے کی تاکید ہے۔ علاوہ ازیں اگر جہری نماز میں مقتدی اپنے امام سے اس قدر زیادہ فاصلہ پر ہو کہ وہ امام کی قرأت نہ سن سکتا ہو تو اس مقتدی کو چاہئے کہ وہ خاموش نہ رہے۔ بلکہ الحمد کے ساتھ مزید کوئی سورت یا قرآن کی آیات تلاوت کرے اور یہی مسلک بالکل صحیح ہے۔ (نووی)

چنانچہ مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سری نمازوں میں مقتدی آہستہ آواز کے ساتھ فاتحہ الکتاب کے ساتھ اور کوئی دوسری سورۃ یا قرآن کی آیات ملا کر پڑھ سکتا ہے۔ آہستہ آواز سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سورہ فاتحہ منہ میں (یا دل میں زبان کی حرکت کے ساتھ) پڑھی جاتی ہے۔ (واللہ اعلم)

۹۔ جہری نماز میں مقتدی سورۃ فاتحہ کی قرأت کے علاوہ اور سورۃ کی قرأت نہ کرے

﴿عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ انصرف من صلوٰۃ جھر فیھا بالقراۃ فقال ھل قرأ معی احد منکم انفاً قال رجل نعم یا رسول اللہ ﷺ قال انی اقول ما لی انازع القران قال فانتھی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ ﷺ فیما جھر فیہ النبی ﷺ بالقراءۃ من الصلوٰۃ حین سمعوا ذلک من رسول اللہ ﷺ قال ابو داؤد روی حدیث ابن اکیمۃ ھذا معمر و یونس واسامۃ بن زید عن الزھری علی معنی مالک﴾

(سنن ابی داؤد مترجم جلد نمبر ا ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۲۸۸ ''جہری نماز میں قرأت نہ کرنے کا بیان'' حدیث ۸۱۷)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک نماز جہری سے فارغ ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اور سیدنا ابو ہریرہؓ کی ایک دوسری روایت میں جو اس کے بعد میں بیان ہوئی ہے یعنی ابوداؤد میں حدیث نمبر ۸۱۸ میں ہے کہ "ابا ھریرۃ یقول صلی بنا رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ نظن انھا صلوٰۃ الصبح" یعنی جس نماز کا ذکر اوپر ہو رہا ہے وہ نماز فجر تھی) آپ ﷺ نے فرمایا کسی نے تم میں سے میرے ساتھ قرأت کی تھی ابھی ایک بولا یا رسول اللہ ﷺ ہاں- آپؐ نے فرمایا جب ہی میں کہتا تھا- کیا ہوا ہے مجھ کو کوئی قرآن مجھ سے چھینے لیتا ہے راوی نے کہا پھر لوگ باز آئے قرات سے جہری نماز میں جب سے یہ سنا رسول مقبول ﷺ سے- ابوداؤد نے فرمایا ابن اکیم کی اس حدیث کو معمر یونس اسامہ بن زید نے زہری سے مالک کی طرح روایت کیا ہے-"

سیدنا ابی ہریرہؓ کی ابوداؤد کی دوسری حدیث یعنی حدیث نمبر ۸۱۸ میں یہ بات درج ہے کہ "فانتھی الناس" زہری کا کلام ہے-

اس حدیث کی مزید تفصیل فاتحہ خلف الامام کی بحث میں پڑھیں-

قارئین کرام! اس بیان میں (کہ مقتدی جہری نماز میں امام کے پیچھے صرف سورۃ فاتحہ ہی پڑھے اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہ ملائے) سیدنا عبادہ بن صامتؓ سے بھی ابوداؤد میں ہی احادیث بیان ہوئی ہیں- ملاحظہ فرمائیں-

﴿عن عبادۃ بن الصامت قال کنا خلف رسول اللہ ﷺ فی صلوٰۃ الفجر فقرأ رسول اللہ ﷺ فثقلت علیہ القراءۃ فلما فرغ قال لعلکم تقرءُون خلف امامکم قلنا نعم ھذا یا رسول اللہ ﷺ قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلوٰۃ لمن لم یقرابھا﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ باب نمبر ۲۸۷ "من ترک القراۃ فی صلوتہ" حدیث نمبر ۸۱۴)

ترجمہ: "عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے فجر کی- رسول اللہ ﷺ نے قرات کی لیکن آپ ﷺ پر شاق ہوا پڑھنا قرآن کا- جب نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا- شاید تم پڑھا کرتے ہو اپنے امام کے پیچھے- ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ ایسا ہی ہے- آپؐ نے فرمایا مت پڑھا کرو- سوا سورۃ فاتحہ کے کیونکہ بغیر سورۃ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی-"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسی مضمون کی حدیث سیدنا عبادہ بن صامتؓ کی اس کے بعد بھی مروی ہے تفصیل کے لیے ابو داؤد کے اسی باب کی حدیث نمبر ۸۱۵ ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا سب احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مقتدی جہری نمازوں میں سورت فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے۔ بلکہ صرف سورۃ الفاتحہ پر ہی اکتفا کرے۔

۱۰۔ اگر کسی شخص کو صرف سورۃ قل ھو اللہ یا ایک ہی آیت یاد ہو تو وہ انفرادی طور پر قیام لمبا کرنے کے لیے قل ھو اللہ کو یا ایک ہی آیت کو بار بار پڑھ سکتا ہے

تفسیر ابن کثیر میں سورۃ مائدہ کی آیت "ان تعذبھم فانھم عبادك الخ" کی تفسیر میں مسند احمد کی روایت اس طرح ہے۔ ''جسرہ بنت دجاجہ عمرے کے ارادے سے جاتی ہیں جب ربذہ میں پہنچتی ہیں تو ابوذرؓ سے حدیث سنتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی فرضوں کے بعد دیکھا کہ صحابہ نماز میں مشغول ہیں تو آپ اپنے خیمے کی طرف تشریف لے گئے جب جگہ خالی ہوگئی اور صحابہ چلے گئے تو آپ واپس تشریف لائے اور نماز میں کھڑے ہوگئے میں بھی آ گیا اور آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ تو آپ نے اپنی دائیں طرف کھڑا ہونے کا اشارہ کیا۔ میں دائیں جانب آ گیا پھر ابن عباسؓ آئے اور وہ پیچھے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنی بائیں طرف ہونے کا اشارہ کیا چنانچہ وہ آ کر بائیں جانب کھڑے ہوگئے۔ اب ہم تینوں نے اپنی اپنی نماز شروع کی۔ الگ الگ تلاوت قرآن اپنی نماز میں کر رہے تھے اور نبی علیہ السلام کی زبان پر ایک ہی آیت تھی (یعنی ان تعذبھم فانھم عبادك الخ) بار بار اسی کو پڑھ رہے تھے...... آخر تک)

۱۱۔ قرأت کس طرح کرنی چاہیے

قرآن مجید کی قرات کرتے وقت یا تلاوت کرتے وقت کچھ باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ صحیح معنوں میں قرأت قرآن کا حق ادا ہو سکے۔

(۱) قرأت قرآن میں ہر حرف واضح ہونا چاہیے

﴿......انه سأل ام سلمة عن قراءة رسول الله ﷺ وصلاته فقالت ومالكم وصلاته كان يصلي وينام قدر ماصلي ثم يصلي قدر ما نام ثم ينام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر ما صلی حتی یصبح ونعتت قراء ته فاذا هی تنعت قراء ته حرفاً حرفاً﴾

(سنن ابی داؤد مترجم جلد نمبر ا ''ابواب صلوٰۃ السفر'' باب نمبر ۵۱۰ ''کیف یستحب الترتیل فی القراءة حدیث ۱۴۵۲)

ترجمہ ''......انہوں نے پوچھا ام سلمہؓ سے رسول اللہ ﷺ کیونکر کلام اللہ پڑھتے تھے اور کیونکر نماز پڑھتے تھے- انہوں نے کہا تمہاری نماز کہاں اور آپ ﷺ کی نماز کہاں آپؐ نماز پڑھتے تھے پھر سو رہتے تھے اتنی دیر جتنی دیر میں نماز پڑھی تھی پھر نماز پڑھتے اتنی دیر جتنا سوئے تھے پھر سوتے اتنی دیر جتنی دیر میں نماز پڑھی تھی پھر نماز پڑھتے اتنی دیر جتنا سوئے تھے پھر سوتے اتنی دیر جتنی دیر تک نماز پڑھی تھی صبح تک ایسا ہی کرتے پھر آپ ﷺ کی قرأت کو بیان کیا- ایک ایک حرف الگ الگ-''

(۲) قرأت کھینچ کھینچ کرے

﴿عن قتادة قال سالت انساً عن قراء ة النبی ﷺ فقال کان یَمُدُّ مَدًّا﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۱۴۵۱)

ترجمہ: ''قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے انسؓ سے سوال کیا نبی ﷺ کی قرأت کے بارے (انسؓ نے) فرمایا آپ جتنے مد تھے ان کو ادا کرتے تھے-''

(۳) قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھے

﴿عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یقال لصاحب القران إقرأ وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلک عند اخر ایة تقرأها-﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۱۴۵۰)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن والے سے (یعنی حافظ قرآن سے یا ناظرہ خوان سے بھی) کہا جائے گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا (کیونکہ جنت کی سیڑھیاں کلام اللہ کی آیتوں کے برابر ہیں) اور ٹھہر ٹھہر کر عمدگی سے پڑھ جیسے دنیا میں عمدگی سے پڑھتا تھا تیرا مقام اس مقام پر ہے- جس آیت پر تو ختم کرے گا قرأت کو'

قارئین کرام! اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی آیات کی تعداد کے برابر جنت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجے ہیں۔ جو شخص قرآن مجید کی ایک آیت کو پڑھے گا وہ ایک درجہ پائے گا اور جب دوسری آیت تلاوت کرے گا تو دوسرا درجہ پائے گا اسی طرح جب سارا قرآن مجید پڑھ لے گا وہی اس کا مقام ہو گا۔ جو شخص جتنی آیات پڑھے گا اس کے لیے اتنے ہی درجے جنت میں ہوں گے جو شخص سارا قرآن مجید پڑھ جاوے گا اس کا درجہ سب سے بلند ہوگا۔ (اللهم اجعلنا منهم)

لیکن افسوس کا مقام ہے ایسے لوگوں کے لیے جو قرآن مجید کی تلاوت یا قرأت کے وقت ترتیل کا خیال نہیں رکھتے اور اس بات کو معمولی جان کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ میں سے اکثر و بیشتر لوگوں کا واسطہ ایسے قرأ حضرات سے پڑھا ہوگا جو ترتیل کا خیال نہیں رکھتے اور خصوصاً یہ چیز ''یار لوگوں'' (یعنی حنفی مقلدین) کی قرأت میں دیکھی جا سکتی ہے۔ قرآن خوانی کی محافل میں اور رمضان المبارک میں نماز تراویح کے دوران یہ قرأ حضرات قرآن مجید کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ کہ کس طرح نعوذ باللہ قرآن مجید کو کتر کتر کر پڑھتے ہیں اور نماز تراویح کے حوالے سے بعض قرأ سے یہ سننے میں آیا ہے کہ جب رمضان المبارک کے چند دن گزر جاتے ہیں اور کئی پارے تراویح میں پڑھ چکے ہوتے ہیں تو بڑے فخر سے اپنے ساتھیوں سے کہیں گے کہ ''میں تو آج اتنے سپارے کچھ آیاں ہاں۔'' کیا قرآن مجید کی قرأت کا یہی طریقہ ہے اور کیا قرآن مجید اپنے قاری سے یہی تقاضا کرتا ہے۔ دور جانے کی بات نہیں آپ ان حنفی مقلدین کے مساجد کے اماموں کو ہی دیکھ لیں کہ ان میں اکثر و بیشتر اس چیز کا خیال نہیں کرتے اور عموماً فاتحہ کی قرأت تین سکتوں میں کر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے مقتدیوں نے تو سورۃ فاتحہ پڑھنی ہی نہیں ہمیں ترتیل کا خیال رکھنے کی کیا ضرورت ہے ہم نے خود ہی پڑھنا ہے جو چاہیں رفتار اپنائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین اسلام کو صحیح معنوں میں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۴) قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنا

﴿عن البراء بن عازب قال قال رسول الله ﷺ زينوا القران باصواتكم﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۱۴۵۴)

ترجمہ: ''براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زینت دو قرآن کو اپنی آوازوں سے''۔

اور ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ ليس منا من لم يتغن بالقران وزادغيره يجهر به﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۳ "كتاب التوحيد" باب نمبر ۱۲۷۹ "قول الله تعالىٰ وَ اَسِرُّوا قَولَكُمْ اَوِا جْهَرُوا بِهِ اِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ آلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ يَتَخَافَتُونَ يتسارون" حدیث نمبر ۲۳۵۹ ص نمبر ۱۰۳۸)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم مسلمانوں کے طریق پر نہیں ہے۔ ابو ہریرہؓ کے سوا دوسرے لوگوں نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے یعنی اس کو پکار کر نہ پڑھے۔''

۱۲۔ قرأت سے فارغ ہونے کے بعد سکتہ کرنا (یعنی کچھ دیر خاموش ٹھہرے رہنا)

﴿عن الحسن قال قال سمرة حفظت سكتين في الصلوٰة سكتةً اذا كبر الامام حتىٰ يقرأ و سكتة اذا فرغ من فاتحة الكتاب و سورة عند الركوع قال فانكر ذاك عليه عمران بن حصين قال فكتبوا في ذٰلك الى المدينة الىٰ اُبَيٍ فصدق سمرة قال ابو داؤد وكذا قال حميد في هذا الحديث وسكتة اذا فرغ من القراءة﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الصلوٰة" باب نمبر ۲۷۳ "السكتة عند الافتتاح"

اس حدیث کا ترجمہ آگے ''کیا مسبوق اپنی باقی ماندہ نماز ...... '' کے عنوان میں دیکھیے۔ حدیث نمبر ۷۶۸)

۱۳۔ کیا مسبوق اپنی باقی ماندہ نماز میں فاتحہ کے علاوہ اور بھی قرآن سے پڑھے

مسبوق وہ شخص ہے جو جماعت کے ساتھ بعد میں اس وقت آ کر شامل ہو جب نماز کی کوئی رکعت گزر چکی ہو اور پھر وہ امام کے سلام کے بعد اپنی فوت شدہ نماز کو ادا کرے۔

قارئین کرام! اس سلسلے میں عام طور پر جو بیان کیا جاتا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ جس آدمی کی جتنی نماز فوت ہو گئی ہو تو جب وہ اپنی فوت شدہ نماز کو ادا کرے تو وہ سورت فاتحہ کے علاوہ اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت بھی ملائے گا یا اس کے علاوہ کم از کم تین آیات کے برابر قرآن میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلاوت کرے گا یا سورت ''کوثر'' جتنی مقدار میں قرآن مجید میں سے کچھ تلاوت کرے اور یہ بھی عام طور پر سننے میں آیا ہے کہ اگر امام قرات کرتے کرتے بھول جائے اور اسے کوئی مقتدی نہ بتا سکے اور نہ ہی وہ خود اپنی قرأت کو وہاں سے جاری رکھ سکے تو پھر وہ کسی دوسرے مقام سے کم از کم تین آیات یا سورت ''کوثر'' کے برابر کسی اور مقام سے تلاوت کرے اگر اس سے پہلے اس نے اس جگہ سے اتنی مقدار میں قرأت نہ کی ہو جس جگہ سے اسے قرأت بھولی ہے۔ لہٰذا جب وہ دوسرے مقام سے کچھ قرأت کرے گا تو پھر ہی وہ رکوع میں جائے گا۔

قارئین کرام! یہ تو تھی وہ صورت حال جو میرے مشاہدے اور سننے میں آئی ہے۔ جہاں تک میرے مطالعے کا تعلق ہے تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شخص جس کی جماعت کی نماز میں سے کوئی رکعت فوت ہوگئی ہو تو وہ جب سلام کے بعد اس رکعت کو اکیلا ہی پڑھے گا تو اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ سورت فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورت یا چند آیات پڑھے اور اسی طرح اس امام کے لیے بھی ضروری نہیں ہے کہ جب وہ قرأت بھول جائے تو وہ کسی دوسرے مقام میں سے کم از کم مقدار میں قرأت کرنے کے بعد رکوع کرے۔ ہاں البتہ وہ شخص فاتحہ کی قرأت کے علاوہ کوئی سورت ساتھ پڑھ لے تو یہ اس کے لیے اضافی ہوگا اور مستحب ہے۔ (واللہ اعلم) اور میری دلیل یہ حدیث ہے۔

﴿اخبرنی عطآء انه سمع ابا هريرةؓ يقول فی كل صلوٰة يقرا فما اسمعنا رسول اللهﷺ اسمعنا كم وما اخفی عنا اخفينا عنكم وان لم يزد علٰى ام القرٰان اجزات وان زدت فهو خير﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الاذان" باب نمبر ۴۹۴ "القراءة فی الفجر" حدیث نمبر ۷۳۵)

ترجمہ: ''خبر دی عطا بن ابی رباح نے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے ہر نماز میں قرأت کرنا چاہیے۔ پھر جس نماز میں رسول اللہ نے ہم کو سنایا (جہر کے ساتھ قرأت کی) ہم نے بھی تم کو سنایا اور جس نماز میں آپؐ نے چھپایا (آہستہ پڑھا) ہم نے بھی تم سے چھپایا اور اگر تو بس فقط سورۃ فاتحہ پڑھے تو بھی کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھے تو اچھا ہے۔''

ترجمہ: ''حسن سے روایت ہے کہ کہا سمرہؓ نے میں نے دو سکتے یاد رکھے یعنی دو جگہ چپ رہنا نماز میں ایک چپ رہنا تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت تک۔ دوسرے جب فاتحہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سورہ سے فراغت ہو رکوع کے وقت۔ عمران بن حصین نے اس کا انکار کیا آخر اس باب میں لکھا۔ مدینے میں ابی بن کعبؓ کو انہوں نے تصدیق کی سمرۃؓ کی ابوداؤد نے کہا کہ حمید نے بھی اس حدیث میں قرأت سے فارغ ہونے پر سکتہ روایت کیا ہے۔''

(ابوداؤد مترجم جلد ۱ ''باب نمبر ۲۷۳ ''السکتة عند الافتتاح'' حدیث ۷۶۸)

سمرۃؓ کی یہ حدیث امام ترمذی نے اپنی کتاب ترمذی میں ''ابواب الصلوٰۃ'' میں باب ''ماجاء فی السکتتین'' میں بھی نقل کی ہے۔

ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں اس طرح بھی آیا ہے۔

﴿عن سمرةؓ قال سكتتان حفظتهما عن رسول الله ﷺ قال فيه قال سعيدؒ قلنا لقتادة ماهاتان السكتتان قال اذا دخل في صلاته واذا فرغ من القراءة ثم قال بعد واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضآلين﴾

(ابوداؤد مترجم جلد ۱ ''باب نمبر ۲۷۳ ''السکتة عند الافتتاح'' حدیث ۷۷۱)

ترجمہ: ''سمرۃؓ سے روایت ہے کہ مجھے دو سکتے یاد ہیں رسول اللہ ﷺ کے سعید نے کہا قتادہ سے وہ دو سکتے کون سے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک جب نماز شروع کرے دوسرے جب قرأت سے فارغ ہو۔ پھر یہ بھی کہا جب و لا الضالین کہہ چکے (یعنی قرأت سے فارغ ہونے سے پہلے یہی مقصود ہے کہ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہو یا یہ اور تیسرا سکتہ ہے۔)

﴿قاله الشوكاني وقال في باب ماجاء في السكتتين تحت حديث الحسن عن سمرة وقد صحح الترمذي حديث الحسن عن سمرة في مواضع من سننه منها حديث عن بيع الحيوان بالحيوان نسيئة وحديث جار الدار احق بدار الجار و حديث لا تداعنوا بلعنة الله بغضب الله ولا بالنار و حديث الصلوة الوسطى صلاة العصر فكان هذا الحديث على مقتضى تصرفه جديدا بالتصحيح وقد قال الدار قطني رواة الحديث كلهم ثقات انتهى﴾ (عون المعبود تحت حدیث سمرۃؓ)

مندرجہ بالا حدیث سے تو تیسرے سکتہ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ بہرحال دو سکتے تو ثابت ہیں جیسا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ سمرہ بن جندبؓ کی ایک دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں۔

﴿عن سمرة بن جندب عن النبی ﷺ انه كان يسكت سكتيين اذا استفتح واذا فرغ من القراءة كلها فذكر بمعنى يونس﴾ (ایضاً حدیث ۷۷۹)

ترجمہ: ''سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو سکتے کرتے ایک شروع نماز میں دوسرے جب قرأت سے بالکل فارغ ہوتے۔ پھر یونس کی طرح ذکر کیا۔''

قارئین کرام! مندرجہ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز میں دو سکتے کیے جائیں اور یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں اور ان میں سے ایک سکتہ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد یعنی سورہ فاتحہ شروع کرنے سے پہلے سکتہ ہے اور دوسرا سکتہ جب قرأت ختم کر لے یعنی رکوع کرنے سے پہلے۔ پہلے سکتے کو سارے ہی مانتے ہیں لیکن دوسرے کو کچھ نہیں مانتے۔ یعنی دو سکتے کو امام احمدؒ اسحاقؒ اور اہل حدیث مانتے ہیں جبکہ ابو حنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک صرف ایک ہی سکتہ ہے اور وہ تکبیر تحریمہ کے بعد کا ہے۔ جو لوگ فاتحہ خلف الامام کے قائل نہیں ہیں ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو دونوں سکتوں کو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مقتدی کو سورۃ فاتحہ ان سکتوں میں پڑھنی چاہیے۔ اگر حنفی مقلدین اس طرح بھی فاتحہ پڑھ لیا کریں تو ان کے اور ہمارے درمیان اس مسئلہ میں سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 7

رکوع کے بیان میں

قرأت سے فارغ ہونے کے بعد تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے اور رکوع کو جاتے ہوئے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھائے تھے۔ جیسا کہ حدیث میں ہیں۔

﴿عن سالم بن عبدالله عن ابیه ان رسول الله ﷺ کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح الصلوٰة واذا کبر للرکوع واذا رفع راسه من الرکوع رفعهما کذٰلک ایضاً وقال سمع الله لمن حمده ربنا ولک الحمد وکان لا یفعل ذٰلک فی السجود﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ا "کتاب الاذان" باب نمبر ۴۷۳ "رفع الیدین فی التکبیرة الاولیٰ مع الافتتاح سو آء" حدیث نمبر ۶۹۸)

ترجمہ: "سالم بن عبداللہؒ سے انہوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) سے رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو دونوں مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کی تکبیر کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے اور "سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد" کہتے اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب رکوع کے لیے جھکا جائے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے جھکا جائے۔

رکوع کو جاتے وقت اللہ اکبر کہنا

﴿عن ابی هریرة یقول کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قام الی الصلوٰة یکبر حین یقول ثم یکبر حین یرکع . الخ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد ۲ "کتاب الصلوٰة" باب "اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع فی الصلوٰة الا رفعه من الرکوع فیقول فیه سمع الله لمن حمده۔" ص ۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر رکوع کے وقت تکبیر کہتے۔ آخر تک۔''

۱۔ رکوع میں ہاتھ کہاں رکھے

﴿قال سمعت مصعب ابن سعد صلیت الٰی جنب ابی فطبقت بین کفی ثم وضعتهما بین فخذی فنهانی ابی وقال کنا نفعله فنهینا عنه وامرنا ان نضع ایدینا علی الرکب﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر۱ "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۰۸ ''رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا'' حدیث نمبر ۷۵۳)

ترجمہ: ''کہا میں نے مصعب بن سعدؒ سے سنا انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاصؓ کے پہلو میں نماز پڑھی میں نے (رکوع میں) دونوں ہتھیلیاں ملائیں اور رانوں میں رکھ لیں۔ میرے باپ نے منع کیا اور کہا پہلے ہم ایسا کرتے تھے پھر اس سے منع کیے گئے اور یہ حکم ہوا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔''

اس حدیث سے تطبیق کا منسوخ ہونا ثابت ہوا اور رکوع میں دونوں ہاتھوں کا دونوں گھٹنوں پر رکھنا ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ رکوع میں تطبیق کا منسوخ ہونا

رکوع کرتے وقت دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھنے کی بجائے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں رکھنا تطبیق کہلاتا ہے اور یہ اوائل اسلام میں حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ تطبیق کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک روایت اس طرح آئی ہے۔

﴿عن عبداللہ بن مسعودؓ قال اذا رکع احدکم فلیفرش ذراعیه علی فخذیه ولیطبق بین کفیه فکانی انظر الٰی اختلاف اصابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر۱ کتاب الصلوٰۃ "باب نمبر ۳۰۱ ''ابواب الرکوع والسجود وضع الیدین علی الرکبتین'' حدیث نمبر ۸۵۹)

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے رکوع کرے تو دونوں ہاتھ رانوں سے لگالیوے اور دونوں ہتھیلیاں ملا کر جوڑ لیوے۔ گویا میں اس وقت دیکھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے اختلاف کو۔“
جیسا کہ اس سے قبل اوپر بخاری شریف کے حوالے سے مصعب بن سعد کی روایت میں تطبیق کا منسوخ ہونا ثابت ہے۔ اس روایت میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ عمل ثابت ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کا جن چند مسائل میں بھول جانا ثابت ہے۔ ان میں سے ایک یہ مسئلہ رکوع میں تطبیق کرنے کے بارے میں ہے چنانچہ ان کو پہلا ہی حکم یاد رہا۔

۳۔ رکوع میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا

﴿عن علقمة بن وائل عن ابيه ان النبي ﷺ كان اذا ركع فرّج بين اصابعه هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه﴾

(المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث عربی "کتاب الصلوۃ" "ان النبی ﷺ کان اذا رکع فرج بین اصابعه)

ترجمہ: ”علقمۃ بن وائل اپنے باپ وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنی انگلیاں (اپنے گھٹنوں پر) کھلی رکھتے۔“

لہٰذا جب کوئی شخص رکوع کرے تو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملا کر نہ رکھے جیسا کہ آج کل کئی احباب ایسا کرتے ہیں بلکہ اپنی انگلیوں کو ایک دوسری سے جدا کر کے (یعنی انگلیوں کو کھلا) رکھے۔

۴۔ رکوع میں گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے مضبوط کر کے پکڑے

﴿عن عباس بن سهل قال اجتمع ابو حميد وابو اسيد وسهل بن سعد ومحمد بن مسلمة فذكروا صلاة رسول الله ﷺ فقال ابو حميد انا اعلمكم بصلاة رسول الله ﷺ ان رسول الله ﷺ ركع فوضع يديه على ركبتيه كانه قابض عليهما ووتريديه فنحا هما عن جنبيه﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبر ۱ "ابواب الصلوۃ" باب "ماجاء انه يجا فی يديه عن جنبيه فی الركوع" ص ۱۳۳)

ترجمہ: ”عباس بن سہل کہتے ہیں کہ ابوحمیدؓ ابو اسیدؓ سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا۔ ابوحمیدؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا تو اپنے ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھے گویا کہ انہیں پکڑے ہوئے ہیں۔ دونوں ہاتھوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمان کے چلے کی طرح تان لیا اور انہیں پہلو سے الگ رکھا۔"

۵۔ رکوع میں اپنی کمر کو سیدھا رکھے۔

﴿عن ابی مسعود قال قال رسول الله ﷺ لا تجزی صلاۃ لا یقیم الرجل فیها صلبه فی الرکوع والسجود﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ا "کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فیها" باب نمبر ١٦ "الرکوع فی الصلوٰة" حدیث نمبر ٨٧٠)

ترجمہ: "ابومسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز درست نہ ہوگی جس میں آدمی اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے رکوع اور سجدے میں۔"

قارئین کرام! رکوع میں پیٹھ اور گردن کو برابر رکھنا چاہئے اور یہ سنت ہے۔ بالا جماع اور اہل حدیث کے نزدیک یہ تعدیل ارکان میں داخل ہے اور وہ فرض ہے یہی قول ہے ائمہ ثلاثہؒ اور ابو یوسفؒ کا بھی لیکن ابوحنیفہؒ اور محمدؒ نے اس کو واجب کہا ہے۔ اہل حدیث کا بھی یہی طریق ہے اور بعض احناف کی بے انصافی کا یہ حال ہے کہ نہ رکوع سیدھی طرح کرتے ہیں نہ رکوع میں توقف کرتے ہیں۔ یہ دونوں سجدوں میں اور رکوع سے اٹھ کر سیدھے بھی نہیں ہوتے کہ سجدے میں چلے جاتے ہیں اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھے ہو کر بیٹھتے بھی نہیں ایسی نماز پڑھنے میں، میں نہیں جانتا کہ حاصل ہی کیا ہے۔ بجز اس کے پروردگار عالم کا غصہ زیادہ ہو اور بے ادبی کی سزا ملے اور نماز الٹی منہ پر ماری جاوے۔ نماز پڑھتے ہیں ثواب کے واسطے نہ عذاب کے لیے۔ اسی طرح اگر سو رکعتیں پڑھے تو بیکار ہے۔ اور شرائط اور آداب اور سنن کے ساتھ دو رکعت پڑھنا بہتر ہے۔ اللہ سب مسلمانوں کو نیک توفیق دیوے۔ فقیر کا یہ حال ہے کہ جب کبھی احناف کی جماعت میں شامل ہوتا ہے تو نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ دوبارہ اس نماز کو ادا کروں۔

(از علامہ نواب وحید الزمان خان فائدہ حدیث نمبر ٨٦٩ سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ا)

۶۔ رکوع میں سر کمر کے برابر سیدھا رکھنا چاہیے

﴿عن عائشة قالت کان رسول الله ﷺ اذا رکع لم یشخص راسه ولم یصوبه ولکن بین ذلک﴾

(سنن ابن ماجہ "کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فیها" باب نمبر ١٦ "الرکوع فی الصلوٰة" حدیث ٨٦٩)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''امی جی عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنے سر کو اونچا نہ رکھتے (گردن کی طرف) اور نہ نیچا رکھتے لیکن کمر کے برابر رکھتے۔''

۷۔ رکوع کو اطمینان سے کرنا چاہیے

﴿......قال سمعت زید بن وھب قال رای حذیفة رجلاً لایتم الرکوع والسجود وقال ما صلیت ولو مت مت علی غیر الفطرة التی فطر الله محمداً ﷺ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ا "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۰۹ "اذا لم یتم الرکوع" حدیث نمبر ۷۵۴)

ترجمہ: ''کہا میں نے زید بن وہب سے سنا انہوں کہا حذیفہ بن یمانؓ صحابی نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا وہ رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا۔ حذیفہؓ نے اس سے کہا تو نے نماز ہی نہیں پڑھی اور تو مرے گا تو اس طریق پر نہیں مرے گا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کیا تھا۔''

مسند احمد بن حنبل کی روایت میں یہ زائد بھی ہے۔

﴿قال له حذیفة منذ کم ھذه صلاتک قال منذ اربعین سنة فقال له حذیفة ما صلیت منذ اربعین سنة ولو متَّ وھذه صلاتک لمتَّ علی غیر الفطرة التی فطر علیها محمداً ﷺ۔﴾

ترجمہ: '' حذیفہؓ نے پوچھا کتنی مدت سے ایسی نماز پڑھتے ہو اس نے کہا چالیس سال سے۔ حذیفہؓ نے اس سے کہا تم نے چالیس سال سے نماز پڑھی ہی نہیں ہے۔ اگر تم ایسی نماز کے ساتھ ہی فوت ہو گئے تو تمہاری موت اس فطرت (یعنی دین) پر نہیں ہوگی جس پر محمد ﷺ کو پیدا کیا گیا۔''

قارئین کرام! بخاری شریف کی حدیث میں "منذا اربعین سنة" کے الفاظ نہیں ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "الفتح الباری" جلد نمبر ۲ ص نمبر ۱۸۶ پر لکھا ہے۔

عبدالرزاق کی روایت میں "فجعل ینقر ولا یتم رکوعه" کے الفاظ ہیں احمد نے بواسطہ محمد بن جعفر بواسطہ شعبہ یہ اضافہ کیا ہے "فمنذ کم صلیت فقال منذ اربعین سنة" اور نسائی نے بطریق طلحہ بن مطرف بواسطہ زید بن وہب اسی طرح روایت کی ہے۔ اور ان کا ظاہر پر محمول کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابل غور ہے- میں سمجھتا ہوں کہ یہی سبب ہے کہ بخاری نے اسے ذکر نہیں کیا ہے اور اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ سیدنا حذیفہؓ بن یمان ۳۶ھ میں وفات پا چکے تھے- اس لیے مذکورہ نماز ہجرت سے چار سال پہلے کی ہے- یا اس سے اور پہلے کی ہے اور شاید اس کے بعد نماز فرض نہیں ہوئی ہے- ہوسکتا ہے کہ مبالغہ مراد لیا ہو یا ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اسلام لانے سے پہلے نماز پڑھتے تھے پھر اسلام لے آئے- اس طرح دونوں زمانوں کو ملا کر مدت پوری ہوگئی ہو-"

(بحوالہ "الصلاۃ" تالیف امام احمد بن حنبلؒ تحقیق الشیخ محمد حامد الفقی (اردو ترجمہ) حاشیہ صفحہ نمبر ۱۳۱ یہ کتاب مفت تقسیم کرنے کے لیے "وزارت شؤن اسلامیہ واوقاف ودعوت وارشاد شعبہ طباعت ونشر ریاض سعودی عرب نے شائع کی)

مسند احمد کے حوالے سے اس روایت کے الفاظ "منذ اربعين سنة" کے تجزیہ کے لیے سیدنا حذیفہؓ بن یمان کی وفات کے حوالے کے لیے درج ذیل کتاب سے استفادہ حاصل کیا جاسکتا ہے-

"سیر الصحابہؓ" از سعید انصاری صاحب مرحوم سابق رفیق دار المصنفین اعظم گڑھ" جلد سوم سیر انصار کامل دو حصے (سیر الصحابہ جلد نمبر ۵ سیر انصار دوم) صفحہ نمبر ۲۰۲ زیر عنوان "حضرت حذیفہ بن الیمانؓ" اس کتاب کو ادارہ سلامیات انار کلی لاہور نے شائع کیا-

رکوع کو مکمل کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے-

﴿عن انسؓ عن رسول الله ﷺ قال اتموا الركوع والسجود فوالله انى لأراكم من خلف ظهرى فى ركوعكم وسجودكم﴾

(سنن نسائی مترجم جلد ۱ "كتاب افتتاح" باب ۲۸۲ "الامر باتمام السجود" حديث نمبر ۱۱۲۰)

ترجمہ: "انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پورا کرو رکوع اور سجدے کو اس لیے کہ قسم اللہ کی میں تم کو پیچھے سے دیکھتا ہوں رکوع اور سجدے میں-"

۸- رکوع کو پورا کیا جائے

﴿عن البرآء بن عازب قال رمقت الصلوة مع محمد ﷺ فوجدت قيامه فركعته فاعتداله بعد ركوعه فسجدته وجلسته بين السجدتين فسجدته فجلسته مابين التسليم والانصراف قريباً من السوآء﴾

(صحیح مسلم شریف نووی مترجم جلد نمبر ۲ "كتاب الصلوة" باب "اعتدال اركان الصلوة و تخفيفها فى تمام" ص ۷۱")

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''براء ابن عازبؓ سے روایت ہے کہ میں نے محمد ﷺ کی نماز کو جانچا تو معلوم ہوا کہ آپ کا قیام پھر رکوع پھر رکوع سے کھڑا ہونا پھر سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ پھر دوسرا سجدہ اور سجدے اور سلام کے بیچ کا جلسہ یہ سب برابر برابر تھے۔''

امام نووی مسلم شریف کی شرح میں مندرجہ بالا حدیث کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

'' یعنی قریب قریب تھوڑا بہت فرق ہوگا (یعنی رکوع اور رکوع کے بعد کا دورانیہ' سجدہ اور سجدوں کے درمیان کا جلسہ' دوسرا سجدہ اور سجدے اور سلام کے بیچ کا جلسہ سب برابر برابر تھے)۔ شاید قیام اور تشہد کا جلسہ کچھ زیادہ ہو۔ نووی نے کہا یہ حدیث بعض اقوال پر محمول ہے۔ ورنہ دوسری احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ کا قیام طویل ہوتا اور آپ ﷺ فجر کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے اور ظہر میں الم تنزیل السجدہ پڑھتے اور نماز کھڑی ہوتی۔ پھر جانے والا حاجت کے لیے بقیع کو جاتا اور حاجت سے فارغ ہو کر وضو کرتا اور مسجد میں آتا تو آپ ﷺ پہلی رکعت میں ہوتے اور آپ ﷺ نے سورہ مومنون پڑھی اور مغرب میں والطور اور والمرسلات اور بخاری کی روایت میں ہے کہ سورہ اعراف'' بہرحال ان حدیثوں سے یہ امر نکلتا ہے کہ آپ ﷺ قیام کو طویل کرتے اور کبھی ایسا بھی کرتے ہوں گے۔ جیسے اس حدیث میں ہے۔ (واللہ اعلم)

۹۔ رکوع سے کھڑا ہونے کے بعد اعتدال سے کھڑا ہو

﴿وقال ابو حمیدؓ رفع النبی ﷺ واستوی حتی یعود کل فقار مکانہ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۱۷ "الطمانینۃ حین یرفع راسہ من الرکوع")

ترجمہ: ''ابوحمید نے کہا نبی ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ پیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ گیا''۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

﴿عن ثابت قال انسؓ ینعت لنا صلوۃ النبی ﷺ فکان یصلی فاذا رفع راسہ من الرکوع قام حتی نقول قد نسی﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۷۶۳)

ترجمہ: ''ثابت سے انہوں نے کہا انسؓ نبی ﷺ کی نماز ہم کو دکھلاتے تھے تو نماز میں کھڑے ہوتے جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے ہم کہتے بھول گئے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔امام سے پہلے (رکوع یا سجدے سے) سر اٹھانے کا گناہ

﴿عن محمد بن زیاد قال سمعت ابا هريرةؓ عن النبی ﷺ قال اما يخشی احدكم او الا يخشی احدكم اذا رفع راسه قبل الامام ان يجعل الله راسه راس حمار اور يجعل الله صورته صورة حمار﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الاذان" باب نمبر ۴۴۳ "اثم من رفع راسه قبل الامام" حدیث نمبر ۶۵۷)

ترجمہ: "محمد بن زیاد سے انہوں نے کہا میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا انہوں نے نبی ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں کوئی جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے۔ اس بات سے نہیں ڈرتا کہیں۔ اللہ اس کا سر گدھے کا کر دے یا اس کی صورت گدھے کی صورت کر دے۔"

۱۱۔جو رکوع مکمل نہ کرے اس کی نماز باطل ہے

﴿......قال سمعت زيد بن وهب قال رای حذيفة رجلاً لايتم الركوع والسجود وقال ما صليت ولو مت مت علی غير الفطرة التی فطر الله محمداً ﷺ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۰۹ "اذا لم يتم الركوع" حدیث نمبر ۷۵۴)

ترجمہ: "کہا میں نے زید بن وہب سے سنا انہوں نے کہا حذیفہ بن یمان صحابیؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا وہ رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا۔ حذیفہؓ نے اس سے کہا تو نے نماز ہی نہیں پڑھی اور تو مرے گا تو اس طریق پر نہیں مرے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کیا تھا۔"

۱۲۔جو شخص رکوع پوری طرح نہ ادا کرے وہ محمد ﷺ کی امت (دین) میں سے نہیں ہے

جیسا کہ اوپر صحیح بخاری شریف کی حدیث حذیفہ بن یمانؓ صحابی رسول اللہ ﷺ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں ادا کرتا یعنی جب رکوع کرتا ہے تو اس کو صحیح طرح ادا نہیں کرتا جب رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتا ہے تو ان کو بھی صحیح طرح نہیں رکھتا اور نہ ہی جب رکوع سے سر اٹھاتا ہے تو صحیح طرح سیدھا کھڑا نہیں ہوتا بلکہ او پر سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے ہی سجدے کے لیے ایسے گر جاتا ہے کہ جیسے کٹی ہوئی پتنگ گرتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام! ہم ذرا دیکھیں کے ہم میں سے کتنے نمازی ایسے ہیں جو اپنا رکوع صحیح طرح ادا کرتے ہیں کتنے نمازی ایسے ہیں جو اس بات کو بالکل معمولی سمجھتے ہیں اور اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ایسے لوگوں کی نمازوں کی طرف نہ تو عام طور پر عوام الناس میں سے کوئی توجہ دیتا ہے اور نہ ہی خواص (یعنی علماء) میں ایسے لوگوں کی نمازوں کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ پہلے تو میری گزارش ایسے نمازیوں سے ہے کہ وہ اپنی نمازوں کو برباد ہونے سے بچائیں اور یہ خیال کریں کہ کہیں ایسی نمازیں ادا کرنے کی وجہ سے ہم محمد ﷺ کی امت ہی سے خارج تو نہیں ہو جاتے اور کہیں ہماری موت دین اسلام کی بجائے کسی اور دین پر ہی واقع نہ ہو جائے اور اس کے بعد میری گزارش علماء سے ہے اور خصوصاً ان علماء سے جو عوامی سپیکر ہیں کہ وہ ایسے لوگوں کی نمازوں کی طرف توجہ دیں اور ایسے لوگوں کو جہنم کا ایندھن بننے سے بچائیں اور ان کی نمازوں کو سنت کے مطابق بنائیں۔ وگرنہ ایسے لوگ اس زمرے میں آئیں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ o الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ o﴾ (سورۃ الماعون: ۴،۵)

ترجمہ: ''پس وائے ہے واسطے ان نماز پڑھنے والوں کے وہ جو نماز اپنی سے بے خبر ہیں۔''

لہٰذا ایسے نمازیوں سے گزارش ہے کہ اپنی نمازوں کو صحیح کریں اس سلسلے میں غفلت نہ کریں

۱۳۔ جو شخص رکوع میں کمر سیدھی نہ کرے اس کی نماز سود مند نہیں ہے

﴿عن ابی مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجزی صلاۃ لایقیم الرجل فیھا صلبه فی الرکوع والسجود﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ا ''کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا'' باب نمبر ۱۶ ''الرکوع فی الصلوۃ حدیث نمبر ۸۷۰)

ترجمہ: ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز درست نہ ہوگی جس میں آدمی اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے رکوع اور سجدے میں۔''

۱۴۔ رکوع مکمل نہ کرنے والے شخص کی نماز نہیں ہوتی اور اس کو نبی ﷺ نے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا

﴿عن ابی ھریرۃؓ ان النبی ﷺ دخل المسجد فدخل رجل فصلی ثم جآء فسلم علی النبی ﷺ فرد علیه النبی ﷺ السلام فقال ارجع فصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فانک لم تصل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی ﷺ فقال ارجع فصل فانک لم تصل ثلاثاً فقال والذی بعثک بالحق ما احسن غیرہ فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرا ما تیسر معک من القران ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تعتدل قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم افعل ذلک فی صلوٰتک کلھا﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبرا "کتاب الاذان" باب نمبر۵۱۲ "امر النبی ﷺ الذی لایتم رکوعه بالا عادة" حدیث نمبر۷۵۶)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اتنے میں ایک شخص آیا (خلاد بن رافع) اس نے نماز پڑھی پھر آ کر نبی ﷺ کو سلام کیا۔ آپؐ نے سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا جا پھر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گیا اور (پھر) نماز پڑھی پھر اٹھ کر نبی ﷺ کو سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار یہی ہوا۔ آخر وہ کہنے لگا قسم اس کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھے سکھلایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ' پھر جو کچھ قرآن تجھ کو یاد ہو اور آسانی کے ساتھ پڑھ سکے وہ پڑھے۔ پھر اطمینان سے ٹھہر کر رکوع کر پھر سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائے پھر اطمینان سے ٹھہر کر سجدہ کر۔ پھر سجدے سے سر اٹھا اور اطمینان سے بیٹھ پھر دوسرا سجدہ اطمینان سے ٹھہر کر ادا کر اور اسی طرح ساری نماز پڑھ۔''

مندرجہ بالا حدیث سے ان باتوں کا پتہ چلتا ہے۔

☆ یہ کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے طریقے کے مطابق نماز کو ادا نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوگی۔

☆ ایسے شخص کو نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی۔

☆ ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ اہل علم سے نماز کا طریقہ سیکھے۔

☆ علماء کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو نماز سنت کے مطابق پڑھنا سکھائیں اور خصوصاً ایسے لوگوں پر خصوصی توجہ دیں جو نماز کے ارکان کو اور شرائط کو صحیح طرح ادا اور پورا نہیں کرتے۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ نماز میں رکوع کتنی اہمیت کا حامل رکن ہے کہ جو شخص رکوع کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکمل اور اطمینان کے ساتھ ادا نہیں کرتا ہے اس کی نماز، نماز ہی نہیں ہوتی بلکہ نبی ﷺ نے ایسے شخص کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور دوبارہ ہی نہیں بلکہ تین دفعہ اس کو نماز پڑھنے کے لیے کہا گیا- لیکن جب اس شخص نے عاجز آ کر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب میں اس سے اچھی نماز ادا نہیں کر سکتا ہوں لہٰذا آپؐ مہربانی فرما کر مجھے نماز پڑھنا سکھا دیں کہ کس طرح صحیح نماز پڑھی جاتی ہے- تو نبی ﷺ نے اس شخص کو نماز سکھائی کہ کس طرح پڑھنی ہے اور قابل غور بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص کو یہ نہیں فرمایا کہ جا تو سجدہ سہو کر لے تو تیری نماز پوری ہو جائے گی بلکہ اسے حکماً فرمایا کہ جا پھر نماز پڑھ اور اسے اس وقت تک دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیتے رہے جب تک اس نے اپنی نماز کو صحیح نہ کر لیا یا پھر اس نے خود ہی فرمایا کہ اے اللہ کے رسول آپ مجھے نماز پڑھنے کا طریقہ بتا دیں-

اس حدیث سے ثابت یہ ہوا کہ جو شخص نماز کے ارکان کو صحیح طرح سے ادا نہیں کرے گا یا یہ کہ جو شخص نماز کو نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق ادا نہیں کرے گا تو اس شخص کی نماز نہیں ہو گی اور اس کی نماز اس کے لیے سودمند ہونے کی بجائے اس کے لیے وبال جان بن جائے گی اور جو شخص رکوع اور سجدہ کو پورا نہ کرے اور ان کو اطمینان سے ادا نہ کرے- تو ایسے شخص کی نماز نہیں ہے اس کو نماز دوبارہ پڑھنا ہو گی سجدہ سہو کرنے سے اس کی یہ نماز جس میں رکوع اور سجدہ پورا نہیں کیا گیا ہے اور رکوع اور سجدے کو اطمینان کے ساتھ ادا نہیں کیا گیا ہے۔ نماز ادا نہ ہو گی- لہٰذا جو شخص نماز نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق جب تک ادا نہیں کرے گا اس کی نماز ادا نہیں ہو گی بے شک وہ تین کی بجائے ایسی نماز تیس بار ہی کیوں نہ پڑھے جب تک اس کو سنت کے مطابق صحیح طرح ادا نہیں کرے گا-

قارئین کرام! کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو سنت کے خلاف پڑھی گئی نمازوں کو بھی درست ہی شمار کرتے ہیں اور ان کی اصلاح نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ "یار پڑھنے دو جس طرح بھی پڑھ رہا ہے نماز تو پڑھ ہی رہا ہے-" ایسے لوگوں کو نبی ﷺ کے مندرجہ بالا ارشاد اور عمل کا خیال کرنا چاہئے کہ نبی علیہ السلام نے کتنی بار اس شخص کو دوبارہ نماز پڑھنے کے لیے کہا جس کی نماز نبی علیہ السلام کے طریقے کے مطابق نہیں تھی- اس شخص نے بھی تو اپنی طرف سے صحیح نماز ہی پڑھی تھی کیا اس نے اپنے طور پر کوئی غلط نماز پڑھی تھی نہیں بلکہ اس شخص نے اپنے طور پر نماز صحیح پڑھی تھی لیکن اصل میں وہ نماز صحیح نہیں تھی کیونکہ وہ نبی علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نہیں تھی نبی ﷺ نے تو یہ نہیں فرمایا یا سوچا کہ ٹھیک ہے وہ شخص پڑھ تو نماز ہی رہا ہے اس لیے پڑھنے دو جیسے بھی پڑھتا ہے لیکن آپؐ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا نہیں کیا۔ دوسرا ان لوگوں کو جو سنت طریقے کے مطابق نماز نہیں پڑھتے اور ان کے ساتھ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ''نماز پڑھنے دو جیسے بھی کوئی پڑھتا ہے۔'' نبی ﷺ کے اس فرمان کا خیال رکھنا چاہئے کہ آپ کا فرمان ہے۔

﴿صلو کما رایتمونی اصلی﴾ (عن مالک بن حویرث صحیح بخاری مترجم جلد نمبرا ''کتاب الاذان'')

ترجمہ:۔۔۔''اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔''

لہٰذا ایسے لوگوں کی حیثیت ہی کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جس طرح مرضی نماز ادا کرو پڑھو ضرور۔ ان کو کس نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ خود بھی اور لوگوں کو بھی اس بات کا حکم دیں کہ جس کے کرنے کا حکم نہ تو اللہ تعالیٰ نے دیا ہو اور نہ ہی سیدنا محمد ﷺ نے دیا ہو۔ لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس کی اور اس کے رسول کی بات ہی کو ماننا چاہئے۔

نوٹ: یہ حدیث جس میں آپ نے ایک شخص کو تین بار نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے بخاری شریف کے علاوہ صحاح ستہ کی ان کتابوں میں بھی ہے۔

۱۔ سنن نسائی مترجم جلد نمبرا "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۶۳۷ "الرخصة فی ترك الذكر فی الركوع" حدیث نمبر ۱۰۵۶''

۲۔ جامع ترمذی مترجم جلد نمبرا "ابواب الصلوة" باب "ماجاء فی وصف الصلوة" (پوری نماز کی ترکیب میں)

۳۔ سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبرا "تفریع استفتاح الصلوة" باب نمبر ۲۹۹ "صلوة من لا يقيم صلبه فی الركوع والسجود"

۱۵۔ رکوع میں پڑھی جانے والی دعاؤں کا بیان

صحیح احادیث سے رکوع کے لیے کئی دعائیں ثابت ہیں ان میں سے کوئی بھی دعا رکوع میں پڑھی جا سکتی ہے۔ رکوع میں نبی علیہ السلام سے صحیح حدیث سے جو دعائیں منقول ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(۱) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام سے فرمایا۔

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهُ كَانَ تَوَّابًاO﴾ (سورۃ النصر:۳)

ترجمہ:''پس پاکی بیان کرے تعریف پروردگار اپنے کے اور بخشش مانگے اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وہ ہے قبول کرنے والا"

چنانچہ آپ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوئے رکوع اور سجدے میں یہ دعا فرمایا کرتے۔

﴿عن عائشة قالت كان النبی ﷺ یقول فی رکوعه وسجوده سبحانک اللهم ربنا وبحمدک اللهم اغفرلی﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبرا "کتاب الاذان" باب نمبر۵۱۳ "الدعآء الرکوع" حدیث نمبر۷۵۷)

ترجمہ: "عائشہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبی ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ کہتے ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ﴾ (یعنی پاک ہے تو اے اللہ رب ہمارے اور تیرے ہی لیے حمد ہے اے اللہ مجھے معاف کردے۔)

یہ دعا صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر۲ "کتاب الصلوٰۃ" باب "ما یقال فی الرکوع والسجود" میں عائشہ، سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبرا "کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر۳۰۳ "الدعاء فی الرکوع والسجود" حدیث نمبر۸۶۸ اور نسائی مترجم جلد نمبرا "کتاب الافتتاح" باب نمبر۶۳۲ "نوع آخر من الذکر فی الرکوع" حدیث ۱۰۵۰ میں بھی مروی ہے۔

(۲) نبی علیہ السلام سے رکوع اور سجدے میں درج ذیل دعا پڑھنا بھی ثابت ہے۔

﴿عن عائشةؓ ان رسول الله ﷺ کان یقول فی رکوعه وسجوده سبوح قدوس رب الملئکة والروح﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر۲ "کتاب الصلوٰۃ" باب "مایقال فی الرکوع والسجود")

ترجمہ: "ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں کہتے تھے۔﴿سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوحِ۔﴾ یعنی پاک ہے وہ رب برکت والا پروردگار فرشتوں کا اور روح کا۔"

یہ دعا سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبرا "کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر۳۰۲ "ما یقول الرجل فی رکوعه وسجوده" حدیث نمبر۸۶۳ اور سنن نسائی مترجم جلد نمبرا "کتاب الافتتاح" باب نمبر۶۳۳ "نوع اخر" حدیث نمبر۱۰۵۱ میں بھی سیدہ عائشہؓ ہی سے مروی ہے۔

(۳) نبی ﷺ سے رکوع میں درج ذیل دعا پڑھنا بھی ثابت ہے۔

﴿عن حذیفة قال صلیت مع رسول الله ﷺ فرکع فقال فی رکوعه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحان ربی العظیم ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ا "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۶۳۱ "الذکر فی الرکوع" حدیث نمبر ۱۰۴۹)

ترجمہ: ''حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپؐ نے رکوع کیا اور اس میں ﴿سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم﴾ کہا۔۔۔۔

سیدنا حذیفہؓ کی یہ روایت ترمذی میں اس طرح بیان ہوئی ہے۔

﴿ عن حذیفة انه صلی مع النبی صلی الله علیه وسلم فکان یقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم .... ﴾

(ترمذی شریف مترجم جلد نمبر ا ''ابواب الصلوٰۃ'' باب'' مآجاء فی التسبیح فی الرکوع والسجود'')

ترجمہ اس کا تقریباً وہی ہے جو اوپر نسائی کی روایت میں گذر چکا ہے۔

ابن مسعودؓ سے ترمذی میں یہ دعا اس طرح منقول ہے۔

﴿عن ابن مسعود ان النبی ﷺ قال اذا رکع احدکم فقال فی رکوعه سبحان ربی العظیم ثلث مرات فقدتم رکوعه وذٰلک ادناه الخ﴾ ایضاً

ترجمہ: ''ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب رکوع کرے کوئی تم میں کا تو کہے رکوع میں ﴿سبحان ربی العظیم﴾ تین بار سو تمام ہو گیا رکوع اس کا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے۔۔۔''

اس حدیث کے بیان میں علامہ بدیع الزمانؒ لکھتے ہیں۔

اور اس باب میں حذیفہؓ اور عقبہ بن عامرؓ سے بھی روایت ہے کہا ابن مسعودؓ کی حدیث کی اسناد متصل نہیں۔ اس لیے کہ عوف بن عبداللہ بن عتبہ نے نہیں ملاقات کی ابن مسعودؓ سے۔ اور اسی پر عمل ہے اہل علم کا۔ دوست رکھتے ہیں کہ کم نہ کرے کوئی آدمی رکوع اور سجدے میں تین تسبیح سے اور مروی ہے ابن مبارک سے کہ مستحب ہے امام کو پانچ تسبیحیں کہنا کہ پاویں مقتدی لوگ تین تسبیحیں اور ایسا ہی کہا اسحاق بن ابراہیم نے۔'' اور علامہ البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ''ضعیف سنن ترمذی'' یہ دعا سنن ابوداؤد میں ان الفاظ سے منقول ہے۔

﴿عن عقبة بن عامر بمعناه زاد فکان رسول الله ﷺ اذا رکع قال سبحان ربی العظیم وبحمده ثلاثا واذا سجد قال سبحان ربی الاعلیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبحمده ثلاثا قال ابو داؤد وهذه الزيادة نخاف ان لاتكون محفوظة﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر۱ "كتاب الصلوة" باب نمبر۳۰۲ "ما يقول الرجل فى ركوعه وسجوده" حديث ۸۶۱)

ترجمہ: عقبہ بن عامرؓ سے ایسا ہی روایت ہے (یعنی اس سے ماقبل کی روایت نمبر ۸۶۰ جس کے الفاظ یہ ہیں ﴿عن عقبة بن عامر قال لما نزلت فسبح باسم ربک العظیم قال رسول الله ﷺ اجعلوها فی رکوعکم فلما نزلت سبح اسم ربک الاعلیٰ قال اجعلوها فی سجودکم﴾ یعنی عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری "فسبح باسم ربك العظيم" یعنی ﴿سبحان ربی العظیم﴾ کہہ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو رکوع میں کہا کرو۔ جب یہ آیت اتری ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ یعنی ﴿سبحان ربی الاعلی﴾ کہہ آپؐ نے فرمایا اس کو سجدے میں کیا کرو) اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تین بار ﴿سبحان ربی العظیم وبحمده﴾ کہتے اور جب سجدہ کرتے تو تین بار ﴿سبحان ربی الاعلیٰ وبحمده﴾ کہتے (امام) ابوداؤد نے کہا ہم کو خوف ہے کہ "وبحمده" کی زیادت محفوظ نہ ہو' اور البانی نے اسے ضعیف کہا دیکھے "ضعیف سنن ابوداؤد"

۴. ﴿عوف بن مالک یقول قمت مع رسول الله ﷺ لیلة فلما رکع مکث قدر سورة البقرة یقول فی رکوعه سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریا والعظمة﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر۱ "کتاب الافتتاح" باب نمبر۶۳۴ "نوع اخر من الذکر فی الرکوع" حدیث نمبر۱۰۵۲)

ترجمہ: "عوف بن مالکؓ سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک رات گیا۔ جب آپ نے رکوع کیا تو سورۃ بقرہ کے برابر ٹھہرے رہے (یعنی اتنی دیر تک رکوع میں رہے) آپ کہتے تھے ﴿سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعُظْمَةِ﴾

۵. ﴿عن جابر بن عبدالله عن النبی ﷺ کان اذا رکع قال اَللّٰهُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ اَنْتَ رَبِّیْ خَشَعَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَدَمِیْ وَلَحْمِیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

(ایضاً باب نمبر۶۳۶ "نوع اخر" حدیث نمبر۱۰۵۴)

ترجمہ "جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو فرماتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللهم لك ركعت الخ"

(٦)﴿عن علي بن ابي طالب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا ركع قال اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَ عَظَامِيْ وَّمُخِّيْ وَ عَصَبِيْ﴾

(ایضاً باب نمبر ۶۳۵ "نوع اخر" حدیث نمبر ۱۰۵۳)

ترجمہ ''علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو فرماتے''اللھم لک الخ''

رکوع میں ایک سے زیادہ دعا پڑھنے کے بارے میں کوئی صراحت نہیں ہے لہٰذا ایک ہی دعا پڑھنے پر اکتفا کرنا چاہیے۔

۱۶۔ رکوع اور سجدے میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے

﴿عن علي بن ابي طالبؓ قال نهانى حبي ﷺ عن ثلاث لااقول نهى الناس نهانى عن تختم الذهب وعن لبس القسّي وعن المعصفر المفدّمة ولا اقرا ساجداً ولا راكعا﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبرا "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۶۸۳ ''النهى عن القراءة فى السجود'' حدیث نمبر ۱۱۲۱)

ترجمہ: ''سیدنا علی ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے مجھ کو منع کیا میرے محبوب (رسول) ﷺ نے تین باتوں سے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لوگوں کو منع کیا۔ مجھے منع کیا سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور ریشمی قسم کا کپڑا پہننے سے اور کسم کا کپڑا جو ڈیڈھا تا سرخ ہوتا ہے اور سجدے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے۔''

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ یہ بھی سیدنا علیؓ کی روایت ہے کہ

﴿قال نهانى رسول الله ﷺ ان اقرا راكعاً او ساجداً﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۱۱۲۲)

ترجمہ: ''سیدنا علی روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدے میں کلام اللہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔''

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

﴿عن ابن عباس قال كشف رسول الله ﷺ الستارة والناس صفوف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلف ابی بکرؓ فقال ایھا الناس...... وانی نھیت ان اقرأ القراٰن راکعا او ساجدا الخ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب الصلوٰۃ" النھی عن قرآءۃ القران فی الرکوع و السجود)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مرض الموت میں) پردہ اٹھایا اور لوگ ابوبکرؓ کے پیچھے صف باندھے کھڑے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا لوگو!...... مجھے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے''۔

سیدنا علیؓ سے اس بارے میں ترمذی میں جو روایت آئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں

﴿عن علی بن ابی طالب ان النبی ﷺ نھی عن لبس القسی والمعصفر وعن تختم الذھب وعن قراءۃ القراٰن فی الرکوع﴾

(ترمذی مترجم جلد نمبر ۱ "ابواب صلوٰۃ" باب "ماجآء فی النھی عن القراءۃ فی الرکوع والسجود")

ترجمہ: ''روایت ہے علیؓ بن ابی طالب سے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ریشمی کپڑا پہننے سے اور کسم کے رنگے ہوئے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے۔''

ابو عیسیٰ یعنی امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث علیؓ کی حسن ہے۔ ترمذی مترجم حاشیہ حدیث ھذا۔

۱۷۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں۔

رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سیدنا محمد ﷺ سے صحیح حدیث سے کئی دعائیں پڑھنا منقول ہیں۔ جو آگے آئیں گی۔ ان شاء اللہ)

۱۸۔ امام جب رکوع سے سر اٹھائے تو اس کو کیا کہنا چاہیے

﴿عن ابی ھریرۃ قال کان النبی ﷺ اذا قال سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ الخ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد ۱ کتاب الاذان" باب ۵۱۴ "مایقول الامام ومن خلفه اذا رفع راسه من الرکوع" حدیث ۷۵۸")

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو اس کے بعد یوں کہتے اللھم ربنا ولک الحمد الخ''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو سر اٹھانے کے بعد "سمع الله لمن حمده" بھی کہنا چاہئے اور اس کے بعد "اللهم ربنا ولك الحمد" بھی پڑھنا چاہئے۔

۱۹۔ مقتدی "سمع اللہ لمن حمدہ" نہ کہے

﴿عن ابی هريرةؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنا ولک الحمد فانه من وافق قوله قول الملئكة غفر له ما تقدم من ذنبه.﴾

(ایضاً باب ۵۱۵ "فضل اللهم ربنا ولك الحمد" حدیث ۷۵۹)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم "ربنا ولك الحمد" کہو۔ کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے سے لڑ جائے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو "سمع الله لمن حمده" نہیں کہنا چاہیے بلکہ "اللهم ربنا الخ" پڑھنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

۲۰۔ رکوع کے بعد کھڑا ہو کر ان دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے

ا۔ جب کوئی شخص اکیلا نماز ادا کر رہا ہو تو اس کو اس طرح کہنا چاہیے۔

﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ﴾

چنانچہ درج ذیل صحیح حدیث میں (سمع الله لمن حمده کے بعد) مندرجہ بالا کلمہ کہنا ثابت ہے۔

﴿عن رفاعة بن رافع الزرقی قال کنا یوما نصلی وَرَآءَ النبی صلى الله عليه وسلم فلما رفع رأسه من الركعة قال سمع الله لمن حمده قال رجل وراءه ربنا و لک الحمد حمدا کثیراً طیبا مبارکا فیه فلما انصرف قال من المتکلم قال انا قال رأیت بضعة و ثلاثین ملکا یبتدرونها ایهم یکتبها اول.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ا "کتاب الاذان" باب نمبر 516 حدیث نمبر 762)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''رفاعہ بن رافع زرقی صحابیؓ سے انہوں نے کہا ہم ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا'' سمع اللہ لمن حمدہ'' ایک شخص نے (خود رفاعہ نے) آپ ﷺ کے پیچھے یوں کہا'' ربنا لک الحمد حمداً کثیراً طیبا مبارکاًفیہ'' جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو پوچھا یہ کلام کس نے کہا تھا۔ وہ شخص بولا میں نے، آپؐ نے فرمایا میں نے تیس پر کئی فرشتوں کو دیکھا ہر ایک لپک رہا تھا کون پہلے اس کو لکھتا ہے۔''

۲۔ ﴿عن ابن ابی اوفی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع ظهره من الرکوع قال سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وَ مِلَا الْاَرْضِ وَمِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر۱ ''کتاب الصلوۃ'' باب ''مایقول اذا رفع رأسه من الرکوع'')

ترجمہ: عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا لک الحمد آخر تک یعنی سنا اللہ نے جو کوئی اس کی تعریف کرے۔ یا اللہ تیری تعریف کرتا ہوں آسمانوں بھر اور زمین بھر اور جو چیز تو چاہے اس کے بعد اس کو بھر کر۔''

نوویؒ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تعریف اللہ تعالیٰ کی جسم ہوتی تو آسمان زمین بھر جاتے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مقتدی اور امام سب کے لیے یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت اس طرح ہے۔

﴿عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعو بھذا الدعاء اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وَ مِلْأُ الْاَرْضِ وَ مِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ﴾ (ایضا).

(۳) رکوع کے بعد نبی ﷺ سے یہ دعا پڑھنا بھی ثابت ہے۔

﴿عن عبد اللہ بن ابی اوفی یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه کان یقول اَللّٰهُم رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلَأ السَّمٰوٰتِ وَ مِلَأ الاَرْضِ وَ مِلَأ مَا شِئْتَ مِنْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَيْءٍ بَعْدُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ وَ الْبَرَدِ وَ مَاءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں فرمایا کرتے تھے' یا اللہ تیری تعریف ہے آسمان بھر کر اور زمین بھر کر اور پھر جو چیز تو چاہیے اس کو بھر کر۔ یا اللہ پاک کر مجھ کو برف اور اولے اور ٹھنڈے پانی سے۔ یا اللہ پاک کر مجھ کو گناہوں سے اور خطاؤں سے جیسے سفید کپڑا صاف ہوتا ہے میل سے۔''

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ مبالغہ ہے مجازاً گناہوں سے پاک ہونے کے لیے اور گناہ اور خطا ایک ہیں یا گناہ سے حق العباد (یعنی بندے کے حقوق) اور خطا سے حق اللہ (یعنی حقوق اللہ) ہیں۔

(۴) رسول اللہ ﷺ سے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یہ دعا پڑھنا بھی ثابت ہے۔

﴿عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع راسه من الركوع قال رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وِمِلْأُ الْأَرْضِ وَ مِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَ الْمَجْدُ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدِ وَ كُلُّنَا لَكَ عَبْدُ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَ لَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَ لَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے ربنا لک الحمد اخیر تک یعنی اے میرے پروردگار ہمارے تجھ کو سراہتا ہوں آسمانوں بھر اور زمین بھر اور پھر جو چیز تو چاہیے اس کے بعد اس بھر تو لائق ہے تعریف اور بزرگی کے بہت سچی بات جو بندہ نے کہا (اور ہم سب تیرے بندے ہیں) یہ ہے۔ اے اللہ ہمارے جو تو دیوے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں۔ کوشش کرنے والے کی کوشش تیرے سامنے فائدہ نہیں دیتی۔ (بلکہ جو تو چاہے وہ ہوتا ہے)۔''

سیدنا ابن عباسؓ سے اس دعا کے الفاظ اس طرح منقول ہوئے ہیں:

﴿عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا رفع راسه من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرکوع قال اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلأَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَھُمَا وَ مِلأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ أَھْلُ الثَّنَآءِ وَالْمَجْدِ لاَ مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَ لَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ”سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے اللھم ربنا لک الحمد اخیر تک ترجمہ تقریباً وہی ہے جو اوپر والی حدیث میں گزرا ہے۔“

۲۱۔امام ”سمع اللہ لمن حمدہ“ اور ”ربنا و لک الحمد“ دونوں کہے

﴿عن ابی ہریرۃؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ قال اللھم ربنا و لک الحمد الخ﴾

(بخاری مترجم جلد نمبر ۱ کتاب الاذان باب نمبر 514 ”ما یقول الامام و من خلفه اذا رفع راسه من الرکوع“ حدیث نمبر ۷۵۷)

ترجمہ: ”ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اس کے بعد یوں فرماتے اللھم ربنا و لك الحمد آخر تک“

اس حدیث سے امام کو ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کے ساتھ ”ربنا و لك الحمد“ کہنا ثابت ہے جبکہ امام ابوحنیفہؒ اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے ربنا ولك الحمد نہ کہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ اس لیے امام طحاوی حنفی نے اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کو رد کر دیا ہے اور حدیث کے تحت حکم دیا ہے کہ امام دونوں کلمہ کہے۔ حوالے کے لئے دیکھیں ”طحاوی عربی جلد نمبر ۱ باب“ الامام یقول سمع اللہ لمن حمدہ ھل ینبغی له ان یقول بعدھا ”ربنا و لك الحمد ام لا“ صفحہ نمبر ۱۴۰۔“

۲۲۔رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کتنی دیر تک سیدھے کھڑا رہنا چاہیے

﴿عن ثابت قال انسؓ ینعت لنا صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان یصلی فاذا رفع رأسه من الرکوع قام حتی نقول قد نسی﴾

(صحیح البخاری مترجم جلد نمبر ۱ کتاب الاذن“ باب نمبر ۵۱۷ ”الطمانینة حین یرفع راسه من الرکوع“ حدیث نمبر ۷۶۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''ثابت بنانی سے انہوں نے کہا انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی نماز ہم کو دکھلاتے تھے تو نماز میں کھڑے ہوتے جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے ہم کہتے بھول گئے۔''

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے۔

﴿عن البراء قال كان ركوع النبي صلى الله عليه وسلم و سجوده و اذا رفع راسه من الركوع وبين السجدتين قريبا من السواء﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۷۶۴)

ترجمہ: ''براء بن عازب ؓ سے انہوں نے کہا نبی ﷺ کا رکوع اور سجدہ اور رکوع سے سر اٹھا کر کھڑا رہنا اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا قریب قریب برابر ہوتا''

ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے:

﴿عن ابی قلابة قال كان مالك بن الحويرث يرينا كيف كان صلوٰة النبي صلى الله عليه وسلم و ذاك في غير وقت صلوة فقام فامكن القيام ثم ركع فامكن الركوع ثم رفع راسه فانصب هنيّة قال فصلى بنا صلوٰة شيخنا هذا ابي يزيد و كان ابويزيد اذا رفع راسه من السجدة الاخرة استوى قاعداً ثم نهض﴾ (ایضاً حدیث ۷۶۵)

ترجمہ: ''ابوقلابہ سے کہ مالک بن حویرث ؓ ہم کو نبی ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھلاتے تھے اور یہ نماز کے وقت پر نہ تھے غرض مالک بن حویرث ؓ کھڑے ہوئے تو اچھی طرح کھڑے ہوئے (دیر تک) پھر رکوع کیا اچھی طرح پھر رکوع سے سر اٹھایا اور تھوڑی دیر سیدھے کھڑے رہے ابوقلابہ نے کہا تو مالک ؓ نے ہمارے اس شیخ ابویزید کی طرح نماز پڑھی۔ ابو یزید جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو (فوراً نہیں کھڑے ہوتے بلکہ) سیدھے بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے''

قارئین کرام! مندرجہ بالا روایات سے تعدیل ارکان ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ کہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سیدھا کھڑا ہونا چاہیے اور کچھ دیر ٹھہرا جائے اور جو دعائیں نبی ﷺ سے منقول ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی جائیں۔اور اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی نمازی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سیدھا کھڑا ہی نہیں ہوتے بلکہ رکوع کے بعد سیدھا کھڑے ہوئے بغیر ہی سجدے میں اس طرح گرِ تے ہیں جسے ٹوٹی ہو پتنگ گرِتی ہے۔لہٰذا ایسے نمازیوں کو چاہیے کہ وہ اس چیز کا خاص خیال رکھیں اور رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہوں اور دعا پڑھیں پھر اس کے بعد سجدے میں جائیں۔اور رکوع پورا کریں اور رکوع کو مکمل نہ کرنے کی وجہ سے اپنی نمازوں کو باطل نہ کروائیں۔بلکہ اطمینان کے ساتھ رکوع کریں اور پھر اس کے بعد سجدہ کریں۔

۲۳۔نماز میں دوسرا رکن تب ادا کریں جب پہلے رکن کے بعد ہر اعضاء اپنی جگہ واپس آجائیں

﴿ وقال ابو حميدؓ رفع النبي صلى الله عليه وسلم واستوى حتى يعود كل فقار مكانه﴾

(بخاری مترجم جلد نمبر ا کتاب الاذان باب نمبر ۵۱۷ "الطمانية حين يرفع رأسه من الركوع".

ترجمہ: ''اور ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ پیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ گیا''

۲۴۔اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع میں پیٹھ سیدھی نہ کرے

﴿عن ابي مسعود الانصاري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتجزئ صلوٰة لا يقيم الرجل فيها يعني صلبه في الركوع و في السجود﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبر ا "ابواب الصلوٰة" باب "ما جاء فيمن لايقيم صلبه في الركوع و السجود")

ترجمہ: ''روایت ہے ابی مسعود انصاریؓ سے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کچھ کام نہیں آتی نماز اس کی جو سیدھا نہ کرے اس میں یعنی پیٹھ کو رکوع اور سجدے میں''

۲۵۔مقتدی رکوع کرنے کے بعد سجدے کے لیے کب جھکے

﴿ حدثني البراء وهو غير كذوب قال كان رسول الله صلى الله عليه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم اذا قال سمع الله لمن حمده لم يحن احد منا ظهره حتى يقع النبى صلى الله عليه وسلم ساجدا ثم نقع سجودا بعده﴾

(صحیح البخاری شریف مترجم جلد نمبر ا "کتاب الاذان" باب نمبر ۴۴۲ "متى يسجد من خلف الامام" حدیث نمبر ۶۵۵)

ترجمہ: ''مجھ سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے، وہ جھوٹے نہیں تھے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ (سجدے کے لئے) نہ جھکاتا، یہاں تک کہ آپ سجدے میں گر پڑتے پھر آپ کے بعد ہم لوگ سجدے میں جاتے۔''

قارئین کرام! اس حدیث سے ایک ایسی بات کا پتہ چلا کہ جس کا اکثر مقتدی خیال نہیں کرتے۔ اور وہ یہ کہ مقتدی سجدے کے لیے اس وقت تک نہ جھکے جب تک امام سجدے میں نہ گر پڑے۔ جو لوگ امام کے ساتھ ہی یا امام سے بھی پہلے ہی سجدے میں گر پڑتے ہیں یا سجدے کے لیے جھک جاتے ہیں وہ اس حدیث کی خلاف ورزی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نمازوں کو صحیح سنت طریقہ سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 8

ارسال الیدین بعد الرکوع

قارئین کرام! اس مسئلہ کے بارے میں دو فریق ہیں۔ ایک فریق کا کہنا ہے کہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہاتھوں کو چھوڑا جائے کیونکہ نبی علیہ السلام صحابہ کرام اور تابعین کا یہی عمل ہے۔ نبی علیہ السلام سے تواتر سے ثابت ہے اور پوری امت کا متواتر عمل بھی یہی ہے۔ جبکہ فریق ثانی کا دعویٰ ہے کہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہاتھوں کو چھوڑا نہ جائے بلکہ رکوع سے پہلے قیام کی طرح یہاں بھی ہاتھ باندھے جائیں کیونکہ نبی علیہ السلام سے ارسال ثابت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں فریقین اپنے اپنے دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔ ارسال الیدین بعد الرکوع (رکوع کے بعد ہاتھوں کو چھوڑنا) تو عام مشہور ہے اور امت کا اکثر عمل بھی اسی پر ہے۔ جبکہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا عمل بہت ہی کم ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں پہلے فریق ثانی کے دلائل بیان کیے جائیں گے اس کے بعد فریق اول کے دلائل پیش کیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی المعروف سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ کے ''رسالہ عجاب و عجالہ لاجواب'' جو کہ سندھی زبان میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ ''رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا'' کے عنوان سے عبدالرحمٰن میمن صاحب نے کیا ہے اور یہ مکتبہ الدعوۃ السلفیہ میمن کالونی ٹنڈو میاری ضلع حیدر آباد سندھ سے اپریل سنہ ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں شاہ صاحب دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱:

﴿عن وائل بن حجر قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم حين كبر رفع يديه حذاء اذنيه ثم حين ركع ثم حين قال سمع الله لمن حمده رفع يديه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و رأيته ممسكا يمينه على شماله في الصلوٰة.. الحديث﴾

(مسند احمد صفحہ نمبر ۳۱۸ جلد نمبر ۴)

ترجمہ" :وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو تکبیر تحریمہ اور رکوع کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے دیکھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھتے تھے"

فریق ثانی کی مندرجہ بالا دلیل شاہ صاحب کے "رسالہ عجاب وعجالہ لاجواب" اردو ترجمہ کے صفحہ نمبر ۷ پر دلیل ششم کے بیان میں مذکور ہے، اس روایت کو نقل کرنے کے بعد شاہ صاحب لکھتے ھیں۔

"یہ روایت اس مسلئے کو صاف طور پر واضح کرتی ہے کیونکہ یہاں صحابی رسول اللہ ﷺ سے رکوع سے پہلے کی حالت میں ہاتھ باندھنا نقل نہیں کرتا بلکہ رکوع سے پہلے خواہ بعد کی حالت میں رفع الیدین نقل کرنے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ آپ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھنے والے تھے۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ رکوع سے پہلے خواہ بعد کی دونوں حالتوں میں ہاتھ باندھتے تھے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ حکم پہلے قیام کے لیے کافی نہیں ہے۔"

جواب دلیل نمبر ۱:

قارئین کرام! اس کے کئی جواب ہیں:

(۱) مندرجہ بالا روایت کی عربی عبارت پر آپ غور کریں اور پھر اس عبارت کے اردو ترجمے پر غور کریں، تو آپ کو درج ذیل باتیں معلوم ہوں گی۔

الف: پہلی بات یہ ہے کہ اس روایت کی عربی عبارت کا ترجمہ ہی مکمل نہیں ہے درج بالا عربی عبارت کے مطابق "ثم حين قال سمع الله لمن حمده رفع يديه" کا اردو ترجمہ ہی نہیں کیا گیا ہے۔ روایت کے اس حصے کا ترجمہ نہ کر کے عربی زبان سے نا آشنا طبقے کو دھوکا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور تاثر یہ دیا گیا ہے کہ اس روایت کے اردو ترجمے کہ "وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو تکبیر تحریمہ اور رکوع کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برابر اٹھاتے دیکھا۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھتے تھے'' کے مطابق رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا بیان ہے لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ یہ حکم پہلے قیام کے لیے خاص نہیں ہے۔

(ب) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اس روایت میں یہ جو رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے اگر اس کو رکوع کے بعد باندھا صحیح شمار کیا جائے تو پھر اس روایت کے مطابق رکوع سے پہلے ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ اس روایت میں رکوع سے پہلے قیام میں ہاتھوں کو باندھنے کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا رکوع سے پہلے ہاتھ نہیں باندھنے چاہیے۔

(ج) درج بالا روایت پوری اسناد کے ساتھ مکمل اس طرح ہے:

﴿حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا عبد الله بن الوليد حدثني سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم حين كبر رفع يديه حذاء أذنيه ثم حين ركع ثم حين قال سمع الله لمن حمده رفع يديه و رأيته ممسكا يمينه على شماله في الصلاة فلما جلس حلق بالوسطى و الإبهام و أشار بالسبابة و وضع يده اليمنى على فخذه اليمنى و وضع يده اليسرى على فخذه اليسرى﴾

(مسند احمد عربی جلد نمبر ٤ صفحه نمبر ٣١٨ الباب الثاني في فضائل الانبياء على نبينا و عليهم افضل الصلوات و ازكى التسليمات و فيه فصلان الفصل الاول في خصائص الانبياء صلوات الله و سلامه عليهم اجمعين)۔

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا جب تکبیر کہی تو دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر اٹھائے پھر جب رکوع کیا۔ پھر جب سمع الله لمن حمده کہا۔ تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور میں نے آپ کو دیکھا آپ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نماز میں تھامے (باندھے) ہوئے ہیں پس جب آپ بیٹھ گئے تو درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنایا اور سبابہ کے ساتھ اشارہ کیا اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھا اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں ہاتھ باندھنے کا ذکر سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ہے اس سے فریق ثانی استدلال کرتا ہے کہ رکوع کے بعد بھی ہاتھ باندھنے چاہیے۔ لیکن وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ یہاں ''رأیتہ'' (میں نے آپ ﷺ کو دیکھا) سے پہلے حرف ''واؤ'' ہے اور حرف ''واؤ'' میں ترتیب ضروری نہیں۔ بلکہ پہلی چیز کو بعد میں ذکر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی حدیث میں سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کرنے کے بعد ذکر ہے کہ دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھا اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر حالانکہ ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا سبابہ کے ساتھ اشارہ کرنے سے پہلے ہے۔ تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ''واؤ'' ترتیب کو نہیں چاہتی''

(اقتباس از رسالہ مسئلہ "ارسال الیدین بعد الرکوع" از حافظ عبداللہ محدث روپڑی" صفحہ نمبر ۱۱)

قرآن مجید اور صحیح احادیث میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔

مثلاً قرآن مجید میں ہے:

☆ ﴿یٰمریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین ○﴾

(سورہ آل عمران آیت نمبر ۴۳)

ترجمہ: ''اے مریم اپنے رب کے لیے قیام اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے''

اس آیت میں قیام کے بعد سجدے کا ذکر ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سجدہ رکوع کے بعد ہے لیکن چونکہ یہاں بھی ''واؤ'' کے ساتھ ہے اس لیے کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتے ہیں:

﴿ واتموا الحج والعمرۃ للہ ط... ○﴾ (سورہ البقرۃ آیت نمبر ۱۹۶)

ترجمہ: ''اور حج اور عمرے کو اللہ کے لیے پورا کرو-----''

اس آیت کریمہ میں بھی حج کا ذکر عمرے سے پہلے ہے حالانکہ عمرہ بالاتفاق پہلے جائز بلکہ بہت اہل حدیث کے نزدیک افضل یہ ہے کہ حج تمتع کرے۔ اور حج تمتع میں عمرہ پہلے ہوتا ہے

☆ ایک تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿و اذ قتلتم نفسا فادٰرء تم فیہا ط واللہ مخرج ما کنتم تکتمون o﴾

(سورہ البقرۃ آیت نمبر ۷۲)

ترجمہ: ''اور جب تم نے ایک جان کو قتل کیا پس اس میں تم نے اختلاف کیا اور اللہ ظاہر کرنے والا ہے جس کو تم چھپاتے ہو۔''

اس آیت میں بنی اسرائیل کے ایک شخص کے قتل کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ جبکہ گائے ذبح کرنے کا ذکر اس واقعہ قتل کے بیان سے پہلے ہوا ہے اور اس کا سبب بھی یہی واقعہ قتل تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے گائے ذبح کرنے کے واقعہ کو بیان فرمایا اور واقعہ قتل کو بعد میں حالانکہ گائے ذبح کرنے کی علت تھی یہ واقعہ قتل جو حقیقتاً گائے ذبح کرنے کے واقعہ سے پہلے وقوع پذیر ہوا جبکہ قرآن نے اس واقعہ قتل پر اختلاف کو بعد میں بیان کیا ہے۔

☆ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتے ہیں۔

﴿فالتقطہ آل فرعون لیکون لھم عدوا و حزنا ان فرعون و ھامان و جنودھما کانوا خاطئین o و قالت امرأۃ فرعون قرت عین لی و لک لاتقتلوہ عسٰی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا وھم لایشعرون o و اصبح فؤاد ام موسٰی فرغاً ان کادت لتبدی بہ لو لا ان ربطنا علٰی قلبھا لتکون من المؤمنین﴾ (سورہ القصص آیت نمبر 8 تا 10)

ترجمہ: ''پس اٹھالیا اسکو لوگوں فرعون کے نے تو کہ ہو واسطے ان کے دشمن اور کڑھانے والا تحقیق فرعون اور ہامان اور لشکر اس کے تھے خطا کرنے والے۔ اور کہا عورت فرعون کی نے ٹھنڈک آنکھوں کی ہے یہ واسطے میرے اور واسطے تیرے مت مارو اسکو شاید کہ نفع دے ہم کو یا کرلیں گے اس کو بیٹا اور وہ نہ سمجھتے تھے۔ اور ہو گیا دل ماں موسیٰ کی کا خالی صبر سے تحقیق نزدیک تھی کہ البتہ ظاہر کردیوے اس کو اگر نہ باندھ رکھتے ہم اوپر دل اسکے کے ہمت تو کہ ہو ایمان والوں سے''۔

اب یہاں دیکھیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل کی بیقراری پہلے ہے۔ اور صندوق سے موسیٰ علیہ السلام کا نکالنا بعد ہے۔ لیکن چونکہ ''واؤ'' کیساتھ ذکر ہوا ہے۔ اس لیے آگے پیچھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔

☆ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

﴿ هل اتاك حديث ضيف ابراهيم المكرمين ٥ .... قال فما خطبكم ايها المرسلون ٥ قالوا انا ارسلنا إلى قوم مجرمين ٥ لنرسل عليهم حجارة من طين ٥ .....و في موسىٰ اذ ارسلنه إلىٰ فرعون بسلطان مبين ٥ فتولّى بركنه وقال ساحر او مجنون ٥ فاخذناه وجنوده فنبذنهم في اليم وهو مليم ٥ و في عاد اذ ارسلنا عليهم الريح العقيم ٥ ﴾

(سورہ الذاریات آیت نمبر 24 تا 41)

ترجمہ: ''کیا آئی ہے تیرے پاس بات مہمانوں ابراہیم حرمت کیے گیوں کی....کہا پس کیا مہم ہے تمہاری اے بھیجے ہوؤ کہا انہوں نے تحقیق بھیجے گئے ہیں طرف قوم گنہگار کی تو کہ بھیجیں ہم اوپر ان کے پتھر مٹی سے یعنی کنکر...اور نشانیاں ہیں بیچ موسی کے جس وقت کہ بھیجا ہم نے اس کو طرف فرعون کی ساتھ معجزے ظاہر کے پس پھر گیا ساتھ قوت اپنی کے اور کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔پس پکڑا ہم نے اسکو اور لشکروں اسکے کو پس پھینک دیا ہم نے ان کو بیچ دریا کے اور وہ برے حال تھا۔اور نشانیاں ہیں بیچ عاد کے جس وقت کے بھیجی ہم نے اوپر ان کے باؤ۔''

چنانچہ ان آیات میں پہلے لوط علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا پھر موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا اور پھر ان کے بعد قوم عاد کا حالانکہ قوم عاد پہلے ہے اس کے بعد لوط علیہ السلام اور ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام ہوئے چونکہ یہ قصے ''واؤ'' کے ساتھ ذکر ہوئے ہیں اس لیے آگے پیچھے ہونے کا کوئی حرج نہیں۔

قرآن مجید کی طرح احادیث میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں، مثلاً:

﴿عن ابن عباس عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم وضوءه للصلوٰة غير رجليه و غسل فرجه، و ما اصابه من الاذى ثم افاض عليه الماء ثم نحى رجليه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فغسلهما هذه غسلة من الجنابة﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر ا ''کتاب الغسل'' باب نمبر ۱۷۴ "الوضوء قبل الغسل" حدیث نمبر ۲۴۵)

ترجمہ: ''ابن عباسؓ سے انہوں نے میمونہؓ سے جو بی بی تھیں نبی ﷺ کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے (غسل جنابت میں) نماز کے وضو کی طرح وضو کیا فقط پاؤں نہیں دھوئے اور اپنی شرمگاہ کو دھویا اور جو پلیدی لگ گئی تھی پھر اپنے اوپر پانی بہایا پھر پاؤں سرکا کران کو دھویا۔ سالم نے کہا آپ کا پلیدی کا غسل یہی تھا۔''

اس حدیث میں وضو کا ذکر پہلے ہے اور استنجا اور پلیدی دھونے کا ذکر بعد میں ہے حالانکہ استنجا وضو سے، پہلے کیا جاتا ہے اور اسی طرح غسل جنابت کے لیے وضو کرتے وقت جسم سے پلیدی دور کرنا بھی پہلے ہے۔ لہٰذا اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ ''واؤ'' میں تقدیم وتاخیر ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مندرجہ بالا قرآن وحدیث کی کئی مثالوں سے واضح ہوگیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ''واؤ'' سے ترتیب سمجھنا غلط ہے۔

(د) جیسا کہ قرآن مجید کی بعض آیات' بعض آیات کی تفسیر بیان کرتی ہیں بالکل اسی طرح بعض احادیث بھی بعض احادیث کی تفسیر بیان کرتی ہیں۔ اور محدثین کے ہاں یہی اصول ہے کہ

﴿الاحاديث يفسر بعضها بعضاً﴾

وائل بن حجرؓ کی زیر بحث حدیث کی تفسیر بعض دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ عاصم بن کلیب کی روایت ہاتھ باندھنے کے متعلق درج ذیل چار مقامات پر درج ذیل الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک مقام تو اوپر گذر چکا ہے چنانچہ دوسرے مقام پر یہ روایت اس طرح آئی ہے۔

﴿حدثنا عبد الله حدثني ابى ثنا يونس بن محمد ثنا عبدالواحد ثنا عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر الحضرمي قال أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت لانظرن كيف يصلي قال فاستقبل القبلة فكبر و رفع يديه حتى كانتا حذو منكبيه قال ثم اخذ شماله بيمينه قال أراد أن يركع رفع يديه حتى كانتا حذو منكبيه فلما ركع و ضع يديه على ركبتيه فلما رفع رأسه من الركوع رفع يديه حتى كانتا حذو منكبيه فلما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجد وضع یدیه من وجهه بذلک الموضع فلما قعد افترش رجله الیسری ووضع یده الیسری علی رکبته الیسری و وضع حد مرفقه علی فخذه الیمنی وَ عَقَدَ ثَلاثًا وَخَمْسِيْنَ وحلق واحدة وأشار باصبعه السبابة ﴾

(مسند احمد عربی جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱۶)

ترجمہ'': وائل بن حجر حضرمیؓ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا کہ دیکھو آپ کی نماز کیسی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام قبلہ رخ کھڑے ہوئے۔ پس آپ نے تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ کندھوں تک برابر ہو گئے۔ وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا۔ جب آپ نے رکوع کا ارادہ کیا آپ نے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے پھر آپ نے جب رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے پس جب آپ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے۔ پس جب آپ نے سجدہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں سجدہ کیا۔۔۔ پس جب قعدہ کیا تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھایا اور اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ران پر رکھا اور اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ران پر رکھا اور ۵۳ کی شکل کا ایک حلقہ بنایا اور سبابہ انگلی سے اشارہ کیا۔''

☆ تیسری جگہ پر عاصم بن کلیب کی ہاتھ باندھنے والی روایت اس طرح ہے۔

﴿ حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا عبد الصمد ثنا زائدة ثنا عاصم بن کلیب أخبرنی أبی أن وائل بن حجر الحضرمی أخبره قال قلت لأنظرن إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف یصلی قال فنظرت الیه قام فکبر و رفع یدیه حتی حاذتا أذنیه ثم وضع یده الیمنی علی ظهر کفه الیسری والرسخ والساعد ثم قال لما أراد أن یرکع رفع یدیه مثلها و وضع یدیه علی رکبتیه ثم رفع رأسه فرفع یدیه مثلها ثم سجد فجعل کفه بحذاء اذنیه ثم قعد فافترش رجله الیسری فوضع کفه الیسری علی فخذه و رکبته الیسری و جعل حد مرفقه الایمن علی فخذه الیمنی ثم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبض بين أصابعه فحلق حلقة ثم رفع اصبعه فرأيته يحركها يدعو بها ثم جئت بعد ذلك في زمان فيه برد فرأيت الناس عليهم الثياب تحرك ايديهم من تحت الثياب من البرد﴾ (مسند احمد عربی جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱۸)

ترجمہ: ''وائل بن حجر حضرمیؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح نماز پڑھتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کی طرف دیکھا، کہ آپ کھڑے ہوئے۔ پس تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھ کانوں (کی لو) تک اٹھائے۔ پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھا۔۔۔ پھر وائل بن حجرؓ نے فرمایا کہ جب آپ نے رکوع کا ارادہ کیا تو اسی طرح (یعنی تکبیر تحریمہ کی) دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور (رکوع میں) اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھا۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا تو اپنے دونوں ہاتھ (پہلے کی) طرح اٹھائے پھر سجدہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے پاس رکھے۔ پھر قعدہ کیا اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھایا اور اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھا۔ پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھا۔ پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو بند کیا اور حلقہ بنایا۔ پھر آپ نے اپنی (سبابہ) انگلی کو اٹھایا پس میں نے دیکھا کہ آپ اس کو حرکت دے رہے ہیں اور اس سے دعا کر رہے ہیں پھر میں اس کے بعد آپ کے زمانے میں سردی کے موسم میں آیا تو میں نے صحابہ کو دیکھا کہ وہ اپنے کپڑوں کے نیچے سے ہاتھوں کو حرکت دے رہے ہیں سردی کی وجہ سے''

☆ چوتھے مقام پر عاصم بن کلیب کی ہاتھ باندھنے والی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا أسود بن عامر ثنا زهير بن معاوية عن عاصم بن كليب أن أباه أخبره أن وائل بن حجر أخبره قال قلت لأنظرنّ إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف يصلي فقام فرفع يديه حتى حاذتا أذنيه ثم أخذ شماله بيمينه ثم قال حين أراد أن يركع رفع يديه حتى حاذتا أذنيه ثم وضع يديه على ركبتيه ثم رفع فرفع يديه مثل ذلك ثم سجد فوضع يديه حذاء اذنيه ثم قعد فافترش رجله اليسرى و وضع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كفه اليسرى على ركبته اليسرى فخذه في صفة عاصم ثم وضع حد مرفقه الايمن على فخذه اليمنى و قبض ثلاثا و حلق حلقة ثم رأيته يقول هكذا و أشار زهير بسبابته الأولى وقبض اصبعين و حلق الابهام على السبابة و الثانية قال زهير قال عاصم و حدثني عبد الجبار عن بعض أهله أن وائلا قال أتيته مرة أخرى و على الناس ثياب فيها البرانس و فيها الاكسية فرأيتهم يقولون هكذا تحت الثياب﴾

(مسند احمد عربی جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱۸)۔

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں رسول اللہ ﷺ کو کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں، پس آپ کھڑے ہوئے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ کانوں (کی لو) تک اٹھائے۔ پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا پھر جب آپ نے رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھائے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے۔ پھر جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح کیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔۔۔ پھر آپ نے قعدہ کیا اور آپ نے اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور اپنی بائیں ہتھیلی کو اپنے بائیں گھٹنے پر رکھا۔۔۔ پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھا، اور 53 کی شکل کا حلقہ بنایا، پھر میں نے آپ کو کہتے ہوئے دیکھا اور آپ سبابہ انگلی سے اشارہ کررہے تھے۔۔۔ الخ۔''

اس کے علاوہ علقمہ سے بھی وائل بن حجرؓ سے ہاتھ باندھنے کے متعلق روایت آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عفان قال ثنا همام ثنا محمد بن حجادة قال حدثني عبد الجبار بن وائل عن علقمة بن وائل مولى لهم انهما حدثاه عن أبيه وائل بن حجر انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين دخل في الصلاة كبر و صف همام حيال اذنيه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى فلما أراد أن يركع أخرج يديه من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الثوب ثم رفعهما فكبر فركع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجد بين كفيه﴾ (مسند احمد عربی جلد ۴ صفحہ نمبر ۳۱۷)

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز میں داخل ہوتے تو رفع الیدین کرتے ہمام نے بیان کیا اپنے کانوں تک اپنے کپڑوں کے نیچے سے۔ پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔ پھر آپ نے جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے کپڑے سے ہاتھ باہر نکالے پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھایا، پس تکبیر کہی پھر رکوع کیا، پھر سمع الله لمن حمده کہا (اور یہ کہتے ہوئے) آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا، پھر آپ نے سجدہ کیا دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں''

قارئین کرام! مندرجہ بالا تینوں روایات جو عاصم بن کلیب کی وائل بن حجرؓ سے ہیں اور ایک روایت جو علقمہ کی وائل بن حجرؓ سے ہے ان چاروں روایتوں میں ہاتھ باندھنے کا ذکر تکبیر تحریمہ کے بعد اور رکوع کرنے سے پہلے بیان ہوا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وائل بن حجرؓ کی اس روایت سے تو استدلال کیا جائے جس میں رکوع سے پہلے ہاتھ باندھنے کی بجائے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے۔

پس حدیث زیر بحث (وائل بن حجرؓ کی وہ روایت جسمیں ہاتھ باندھنے کا ذکر رکوع سے پہلے کی بجائے رکوع کے بعد ہے اور یہی فریق ثانی کی دلیل بھی ہے) سے استدلال کرنا قواعد محدثین کے مطابق نہیں ہے۔ روایت زیر بحث کی اسناد میں بھی گفتگو ہے۔ اس میں دو راوی کچھ کمزور ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

☆ عبداللہ بن ولید

☆ اور دوسرا عاصم بن کلیب

عبداللہ بن ولید کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

﴿صدوق ربما اخطأ﴾

ترجمہ: ''سچا ہے کئی دفعہ غلطی کی''

اور دوسرا راوی عاصم بن کلیب ہے یہ وہی عاصم بن کلیب ہے جو عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاراوی ہے جسمیں رکوع کے وقت رفع الیدین نہ کرنے کا ذکر کے۔

﴿صدوق رمی بالارجاء﴾

ترجمہ: سچا ہے مرجی ہونے کے ساتھ متہم ہے"

(اقتباس از رسالہ مسئلہ ارسال الیدین بعد الرکوع نمبر اص 17۔)۔

لہٰذا اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

دلیل نمبر۲:

بدیع الدین شاہ راشدی صاحب اپنے رسالہ میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے بارے درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

﴿عن وائل الحضرمی قال صلیت خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم فکبر حین دخل و رفع یدیه و حین اراد ان یرکع رفع یدیه و حین رفع راسه من الرکوع رفع یدیه و وضع کفیه ...الحدیث﴾

(مسند احمد صفحہ نمبر ۳۱۶ جلد نمبر۴) بحوالہ "رسالہ عجاب وعجالہ لاجواب" اردو ترجمہ "رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا" صفحہ نمبر ۷ دلیل ہفتم)

ترجمہ: "وائل حضرمیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہوئے اور دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھایا (رفع الدین کی) اور اسی طرح جب رکوع کا ارادہ کیا تو بھی دونوں ہاتھ اٹھائے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھایا تب بھی اپنے ہاتھ اٹھائے اور دونوں ہاتھ رکھے (یعنی باندھے)"

شاہ صاحب مندرجہ بالا روایت کے درجہ بالا الفاظ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "اس حدیث میں رکوع کے بعد سیدھے ہو کر رفع الیدین کرنے کے بعد ہاتھوں کو رکھنے (یعنی باندھنے) کا بالکل وضاحت سے بیان ہے"

جواب دلیل نمبر۲:

قارئین کرام! اس کے کئی جواب ہیں:

(۱) پہلا جواب اس کا یہ ہے کہ شاہ صاحب نے اس روایت کے پورے الفاظ ہی نقل نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے۔ اگر اس روایت کو مکمل طور پر نقل کر دیتے تو شاید کوئی شخص اس حدیث سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے بارے میں استدلال کرنا قبول نہ کرتا۔ اس روایت کے مع اسناد الفاظ یہ ہیں۔

﴿حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل الحضرمي قال صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فكبر حين دخل و رفع يديه و حين أراد أن يركع رفع يديه و حين رفع رأسه من الركوع رفع يديه و وضع كفيه و جافى و فرش فخذه اليسرى من اليمنى و أشار باصبعه السبابة﴾

(مسند احمد عربی جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱۶)

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ الحضرمی سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ پس آپ نے تکبیر کہی جب کے داخل ہوئے (نماز میں) اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور جبکہ ارادہ کیا یہ کہ رکوع کریں تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دونوں ہتھلیاں رکھیں اور پہلوؤں سے دور کیا اور بائیں ران بچھادی اور اشارہ کیا ساتھ انگلی اپنی سبابہ کے۔''

ایک طرف تو شاہ صاحب نے درج بالا حدیث کے الفاظ ''وجافى و فرش فخذه اليسرى من اليمنى و أشار باصبعه السبابة'' کو نقل نہ کر کے حدیث کو سمجھنے میں مشکل پیدا کی۔ اور دوسری طرف اس حدیث کے الفاظ ''ووضع كفيه'' کا ترجمہ (اور دونوں ہاتھ رکھے یعنی باندھے) سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے پر استدلال کیا ہے حالانکہ یہاں دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھنا مراد ہے نہ کہ دونوں ہاتھوں کو باندھنا مراد ہے۔ یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے اس حدیث کے ان الفاظ ''وجافى و فرش فخذه اليسرى منَ اليمنى واشار باصبعه السبابة'' سے جن کو بدیع الدین راشدی صاحب نے اپنے رسالہ میں درج ہی نہیں کیا اور ان الفاظ کا مطلب ہے کہ ''ووضع كفيه'' یعنی دونوں ہتھلیاں رکھیں'' اور پہلوؤں سے دور کیا اور بائیں ران بچھادی۔ اور اشارہ کیا ساتھ انگلی اپنی سبابہ کے۔''

(2) میں نے اس سے قبل بھی دلیل نمبر ا کے جواب کے بیان میں نقل کیا ہے کہ محدثین

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اصول ہے کہ:

"الاحادیث یفسر بعضها بعضا"

یعنی حدیثیں آپس میں ایک دوسری کی تفسیر ہوتی ہیں۔

لہٰذا مسند احمد کی زیر بحث حدیث کی تفسیر مسند احمد ہی کی حدیث سے ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبدالرزاق أنا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم كبر فرفع يديه حين كبر يعني استفتح الصلاة و رفع يديه حين كبر و رفع يديه حين ركع و رفع يديه حين قال سمع الله لمن حمده و سجد فوضع يديه حذو أذنيه ثم جلس فافترش رجله اليسرى ثم وضع يده اليسرى على ركبته اليسرى و وضع ذراعه اليمنى على فخذه اليمنى ثم أشار بسبابته و وضع الابهام على الوسطى وقبض سائر اصابعه ثم سجد فكانت يداه حذاء اذنيه﴾ (مسند احمد عربی جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱۷)۔

ترجمہ: "وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے تکبیر کہی۔ پس دونوں ہاتھ اپنے تکبیر کہنے کے وقت اٹھائے یعنی نماز شروع کی۔ اور تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے اور رکوع کے وقت بھی ہاتھ اٹھائے۔ اور جب "سمع الله لمن حمده" کہا اس وقت بھی ہاتھ اٹھائے اور سجدہ کیا پس اپنے دونوں ہاتھ کانوں کے برابر (زمین پر) رکھے۔ پھر بیٹھے۔ پس اپنا بایاں پاؤں بچھالیا۔ پھر اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر رکھا۔ اور دائیں کلائی اپنی دائیں ران پر رکھی پھر سبابہ انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور انگوٹھے کو بیچ کی انگلی پر رکھا (یعنی حلقہ بنایا) اور باقی انگلیاں بند کر لیں۔ پھر سجدہ کیا پس دونوں ہاتھ آپ کے کانوں کے برابر تھے۔"

اس حدیث کے الفاظ ﴿و رفع يديه حين ركع و رفع يديه حين قال سمع الله لمن حمده و سجد فوضع يديه حذو اذنيه﴾ یعنی اور رکوع کے وقت بھی ہاتھ اٹھائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب (رکوع سے سر اٹھایا) سمع الله لمن حمده کہا اس وقت بھی ہاتھ اٹھائے اور سجدہ کیا پس اپنے دونوں ہاتھ کانوں کے برابر (زمین پر) رکھے۔

لہٰذا زیر بحث حدیث کے الفاظ "ووضع کفیه" سے مراد رکوع کے بعد کھڑا ہو کر قیام کی طرح ہاتھ باندھنے مراد نہیں بلکہ یہاں بھی اس سے مراد یہی ہے کہ جب سجدہ کی حالت میں ہاتھوں کو زمین پر رکھا تو دونوں کانوں کے برابر رکھے۔"

نسائی کی روایت میں اس طرح ہے۔

﴿اخبرنا سوید بن نصر قال انبأنا عبد الله ابن المبارک عن زائدة قال حدثنا عاصم ابن کلیب قال حدثنی ابی ان وائل بن حجر اخبره قال قلت لانظرن الی صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف یصلی فنظرت الیه فقام فکبر و رفع یدیه حتی حاذتا باذنیه ثم وضع یده الیمنی علی کفه الیسریٰ و الرسغ والساعد فلما اراد ان یرکع رفع یدیه مثلها قال و وضع یدیه علی رکبتیه ثم لما رفع رأسه رفع یدیه مثلها ثم سجد فجعل کفیه بحذاء اذنیه ثم قعد و افترش رجله الیسری ووضع کفه الیسری علی فخذه و رکبته الیسریٰ و جعل حد مرفقه الایمن علی فخذه الیمنی ثم قبض اثنتین من اصابعه و حلق حلقة ثم رفع اصبعه فرأیته یحرکها یدعو بها﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب افتتاح" باب نمبر ۵۴۳ "موضع الیمین من الشمال فی الصلاة" حدیث نمبر ۸۹۲)

ترجمہ: "وائل بن حجرؓ سے روایت ہے میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں میں نے دیکھا آپ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی پھر دونوں ہاتھ اٹھائے کانوں کے برابر پھر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا یعنی ایک پھونچا دوسرے پھونچے پر یا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو دونوں ہاتھ اٹھائے اسی طرح اور دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے پھر جب سر اٹھایا رکوع سے تو دونوں ہاتھ اٹھائے اسی طرح پھر سجدہ کیا اور دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر بیٹھے بایاں پاؤں بچھا کر اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی اپنی ران پر اور گھٹنے پر رکھی اور داہنے ہاتھ کی کہنی داہنی ران پر جمائی پھر دو انگلیوں کو بند کر لیا اور ایک حلقہ باندھ لیا (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) اور کلمے کی انگلی کو اٹھایا تو میں نے دیکھا آپ کلمے کی انگلی کو ہلاتے تھے اور اس سے دعا کرتے تھے۔"

ابوداؤد کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

﴿حدثنا عبيد الله بن عمر بن ميسرة ثنا عبد الوارث بن سعيد ثنا محمد بن حجادة حدثني عبدالجبار بن وائل بن حجر قال كنت غلاماً لا أعقل صلوٰة أبي فحدثني وائل بن علقمة عن أبي وائل بن حجر قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان اذا كبر رفع يديه قال ثم التحف ثم اخذ شماله بيمينه و ادخل يديه في ثوبه قال فاذا اراد ان يركع اخرج يديه ثم رفعهما و اذا اراد ان يرفع رأسه من الركوع رفع يديه ثم سجد ووضع وجهه بين كفيه و اذرفع راسه من السجود ايضاً رفع يديه حتى فرغ من صلاته قال محمد فذكرت ذلك للحسن بن ابي الحسن فقال هي صلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم فعله من فعله و تركه من تركه قال ابو داؤد روى هذا الحديث همام عن ابن حجادة لم يذكر الرفع من الرفع من السجود﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا "کتاب الصلوۃ" باب نمبر ۲۶۲ "رفع الیدین" حدیث نمبر ۷۱۸)

ترجمہ: "وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپؐ نے جب تکبیر کہی دونوں ہاتھ اٹھائے پھر دونوں ہاتھ کپڑے کے اندر کر لیے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا اور دونوں ہاتھ کپڑے کے اندر کر لیے جب رکوع کرنا چاہا تو دونوں ہاتھ باہر نکال کر ان کو اٹھایا اسطرح جب رکوع سے سر اٹھانے لگے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا پھر سجدہ کیا اور اپنی پیشانی کو دونوں پہونچوں کے بیچ رکھا جب سجدہ سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔ محمد نے کہا۔ میں نے یہ حسن بن ابی الحسن سے ذکر کیا انہوں نے کہا یہ نماز ہے رسول اللہ ﷺ کی کرنے والوں نے ایسا ہی کیا چھوڑ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں نے چھوڑ دیا۔ ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ہمام نے ابن جحادہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں سجدہ سے اٹھتے وقت رفع یدین کو ذکر نہیں کیا۔"

ابوداؤد ہی کی دوسری روایت میں اس طرح مذکور ہے۔

﴿حدثنا مسدد نا بشير بن المفضل عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر قال قلت لأنظرن الى صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف يصلي قال فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستقبل القبلة فكبر فرفع يديه حتى حاذتا اذنيه ثم اخذ شماله بيمينه فلما أراد ان يركع رفعهما مثل ذلك ثم وضع يديه على ركبتيه فلما رفع رأسه من الركوع رفعهما مثل ذلك فلما سجد وضع راسه بذلك المنزل من بين يديه ثم جلس فافترش رجله اليسرى و وضع يده اليسرى على فخذه اليسرى و حد مرفقه الايمن على فخذه اليمنى و قبض ثنتين و حلق حلقة ورأيته يقول هكذا و حلق بشر الابهام والوسطى و اشار بالسبابة﴾ (ایضاً حدیث ۷۲۶)

ترجمہ: "وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو قصداً دیکھا آپ کیونکر پڑھتے ہیں تو پہلے آپؐ کھڑے ہوئے تو قبلے کی طرف منہ کیا اور اللہ اکبر کہا دونوں ہاتھ اٹھائے کانوں تک پھر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑا جب رکوع کا قصد کیا اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا جب سجدہ کیا تو اپنے سر کو دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھا پھر دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے جب رکوع سے سر اٹھایا اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا پھر بیٹھے تو بائیں پیر کو بچھایا اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور داہنے ہاتھ کی کہنی داہنی ران سے جدا رکھی اور دو انگلیوں کو بند کر لیا اور ایک حلقہ بنالیا (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) اور دیکھا میں نے ان کو اس طرح کہتے تھے اور بشر نے بتایا انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ کیا اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا۔"

قارئین کرام! مسند احمد عربی جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱۷ کی وائل بن حجرؓ کی روایت (جو پہلے اوپر گذر چکی ہے) کے الفاظ "فكانت يداه حذاء اذنيه" اور نسائی کی وائل بن حجرؓ کی روایت (یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت بھی اسی دلیل کے بیان میں اوپر گذر چکی ہے) کے الفاظ "فجعل کفیه بحذاء اذنیه" اور ابوداؤد کی وائل بن حجرؓ کی روایت (جو اوپر گذر چکی ہے) کے الفاظ 'ووضع وجهه بین کفیه" اور ابوداؤد ہی کی وائل بن حجرؓ کی دوسری روایت (جو اوپر گذر چکی ہے) کے الفاظ "فلما سجد وضع راسه بذٰلک المنزل من بین یدیه" بالترتیب ان سب احادیث کے ان الفاظ میں یہی بیان ہوا ہے کہ نبی ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدے میں جاتے اور سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھتے اور دونوں ہاتھوں کے درمیان میں اپنے سر کو رکھتے' چنانچہ مسند احمد کی زیر بحث حدیث کے الفاظ "ووضع کفیه" ہی سے یہی مراد ہے کہ نبی ﷺ جب سجدے میں اپنے سر کو زمین پر رکھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھتے نہ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رکوع کے بعد سر اٹھانے کے بعد ہاتھوں کو پھر قیام کی طرح باندھے ۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ "ووضع کفیه" کے الفاظ سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے بارے میں استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

دلیل نمبر۳:

شاہ بدیع الدین شاہ راشدی صاحب نے اپنے رسالہ میں اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔

﴿عن علقمة بن وائل عن أبیه قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان قائما فی الصلٰوة قبض بیمینه علٰی شماله﴾

(سنن نسائی صفحہ نمبر ۹۰ جلد نمبر ۱ بحوالہ "رسالہ عجائب وعجالہ لا جواب" ص نمبر ۸)

اس روایت کے نقل کرنے کے بعد شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "اس روایت سے ثابت ہوا کہ نماز میں کھڑے ہونے کی حالت کی سنت ہاتھ باندھنا ہے کھولنا نہیں اور رکوع کے بعد بھی کھڑا ہونا ہے۔ بیٹھنا اور سونا نہیں ہے۔ اس لئے اس وقت بھی ہاتھ باندھنا سنت ہوا نہ کہ ہاتھ کھولنا الخ"۔

جواب دلیل نمبر۳:

اس دلیل کا جواب کئی طرح سے دیا جا سکتا ہے۔

(۱) فریق ثانی کا دعویٰ تو خاص ہے لیکن اپنے دعوے کے ثبوت میں جو دلیل پیش کرتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ عام ہے۔لہٰذا اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ فریق ثانی کو چاہیے کہ وہ دعویٰ خاص کے لیے دلیل بھی خاص پیش کریں یعنی فریق ثانی کا دعویٰ یہ ہے کہ رکوع کے بعد سر اٹھانے کے بعد ہاتھوں کو کھلا چھوڑا نہ جائے بلکہ رکوع کے بعد بھی دونوں ہاتھوں کو باندھا جائے۔لہٰذا فریق ثانی کو چاہیے کہ وہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے بارے میں کوئی علیحدہ حدیث پیش کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں حدیث کے مطابق رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کو ارسال نہیں کیا بلکہ باندھا ہے

(۲) وائل بن حجرؓ کی زیر بحث حدیث (یعنی سنن نسائی کی حدیث) مجمل ہے۔ جبکہ سنن نسائی ہی کی دوسری روایت (یہ روایت اوپر دوسری دلیل کے جواب کے بیان میں گذر چکی ہے تفصیل کے لیے وہاں دیکھی جاسکتی ہے) اور ابوداؤد کی دو روایات (یہ روایات بھی اوپر دوسری دلیل کے جواب میں گذر چکی ہیں وہاں دیکھی جاسکتی ہیں) مفصل ہیں۔ سنن نسائی کی زیر بحث روایت علقمہ کی روایت ہے جو سیدنا وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں اور یہ مجمل روایت ہے جبکہ علقمہ کی یہی روایت جو وہ وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں مسند احمد عربی جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۳۱۷ میں مفصل بیان ہوئی ہے (علقمہ کی یہ روایت جو وہ وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں فریق ثانی کی پہلی دلیل کے جواب میں ہم تفصیلاً نقل کر آئے ہیں۔ وہاں دیکھی جاسکتی ہے)۔

چنانچہ نماز میں ہاتھ باندھنے کے بیان میں ہماری بیان کردہ تمام روایات جو مسند احمد، سنن نسائی اور ابوداؤد کے حوالے سے عاصم بن کلیب اور علقمہ جو کہ یہ دونوں سیدنا وائل بن حجرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ میں ہاتھ باندھنے کا ذکر تکبیر تحریمہ کے بعد کے قیام میں بیان ہوا ہے۔ ان روایات میں کسی جگہ بھی یہ مذکور نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے رکوع کے بعد بھی اس طرح ہاتھ باندھے جس طرح رکوع سے پہلے قیام کی حالت میں باندھے''

(۳) اس کا تیسرا جواب یہ ہے کہ اگرچہ لغوی اعتبار سے رکوع کے بعد کھڑا ہونا قیام ہی ہے لیکن شرعی اصطلاح میں رکوع کے بعد کھڑا ہونا قیام نہیں ہے۔ اس کی دلیل ہم ان شاء اللہ اس کے بعد دیتے ہیں پہلے ہم فریق ثانی کی اس بارے میں ایک اور دلیل کا مطالعہ کرلیں کہ ان کے نزدیک رکوع کے بعد کھڑا ہونا کس طرح قیام ہے ملاحظہ فرمائیں۔

شاہ صاحب بخاری اور مسلم کی ایک حدیث کا کچھ حصہ مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے نقل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں جس کو سیدنا ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے شاہ صاحب کی بیان کردہ روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

﴿ثم یقول سمع الله لمن حمده حین یرفع صلبه من الرکعه ثم یقول وهو قائم ربنا لک الحمد﴾ (مشکوٰۃ ص ۷۶)

ترجمہ: ''پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع الله لمن حمده کہتے تھے اور جب قائم (کھڑے) ہوتے تو ربنا لك الحمد کہتے تھے''۔

اس کے بعد شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''ناظرین! اس حدیث میں رکوع کے بعد سیدھے ہونے والے کو قائم کہا گیا ہے اور اوپر وائل بن حجرؓ کی حدیث میں قائم (کھڑے ہونے والے) کی سنت ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا بتائی گئی ہے''۔

تو اس کا جواب بخاری شریف کی اس حدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ بخاری کے الفاظ میں ہے۔

﴿عن البراء قال کان رکوع النبی صلی الله علیه وسلم و سجوده و بین السجدتین و اذا رفع من الرکوع ما خلا القیام و القعود قریبا من السوء﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد ا ''کتاب الاذان'' باب نمبر ۵۱۱۔ "حد اتمام الرکوع و الاعتدال فیه و الاطما نینه" حدیث نمبر ۷۵۵)

ترجمہ: ''براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا نبی ﷺ کا رکوع اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا اور رکوع کے بعد قومہ یہ سب قریب قریب برابر تھے سوا قیام اور تشہد کے''

قارئین کرام! اس روایت میں براء بن عازبؓ نے قیام کا علیحدہ ذکر کیا اور رکوع سے سر اٹھانے کو علیحدہ بیان کیا چنانچہ رکوع کے بعد سر اٹھانے کو قیام نہیں کہا پس ثابت ہوا قیام اور رکوع سے سر اٹھانے میں فرق ہے اگر چہ لغوی اعتبار سے رکوع کے بعد کھڑا ہونا قیام ہے لیکن شرعی اصطلاح میں رکوع کے بعد کھڑا ہونا قیام نہیں ہے۔ لہٰذا قیام میں ہاتھ باندھنے کی دلیل سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۴) حدیث زیر بحث کے راوی وائل بن حجرؓ ہیں اور یہ بات متفق علیہ ہے کہ راوی اپنی روایت کردہ حدیث کا منشاء اور معنی راوی حدیث ہی بہتر جانتا ہے۔ لہٰذا جو وہ اپنی روایت کردہ حدیث کا مطلب بتائے گا وہی صحیح ہوگا۔ چنانچہ وائل بن حجرؓ بیان فرماتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن وائل بن حجر انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين دخل في الصلوة كبر و صف همام حيال اذنيه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى فلما أراد أن يركع أخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم كبر فركع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجد بين كفيه﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر۲ "کتاب الصلوٰۃ" باب "وضع يده اليمنى على اليسرى بعد تكبيرة الاحرام تحت صدره فوق سرته و وضعهما في السجود على الارض حذو منكبيه).

ترجمہ: "وائل بن حجرؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو بدیں طور دیکھا کہ آپؐ کے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔ اس حدیث نے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا۔ پھر آپؐ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی۔ اس کے بعد رکوع میں گئے اور پھر سمع اللہ لمن حمدہ پڑھ کر رفع الیدین کیا اور پھر آپؐ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کیا"

اس حدیث میں سیدنا وائل بن حجرؓ خود فرما رہے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو کس قیام میں ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا۔ لہٰذا مسلم شریف کی یہ حدیث سنن نسائی کی زیر بحث حدیث کی تفصیل بیان کرتی ہے۔

دلیل نمبر۴:

شاہ بدیع الدین راشدی صاحب اپنے رسالہ میں اپنے موقف میں یہ روایت بھی پیش کرتے ہیں۔

﴿عن هلب رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤمنا فيأخذ شماله بيمينه﴾ (ترمذی ص نمبر۵۵ جلد نمبر۱، بیہقی صفحہ نمبر۲۲۹ جلد نمبر۲)

ترجمہ: "ھلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہماری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امامت کرتے تھے سو پکڑتے تھے اپنا بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ سے"

شاہ صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں "اوپر بیان ہوا کہ رکوع' سجدہ اور جلسہ میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ کر باندھنا نہیں چاہیے کیونکہ ان حالات کے لئے ہاتھوں کے متعلق علیحدہ علیحدہ احکام بیان شدہ ہیں۔ اس لیے اس روایت میں صرف کھڑے ہونے کی تمام حالتوں میں ہاتھ باندھنا مراد ہے۔ تو کھڑا ہونا خواہ پہلی رکعت میں ہو یا دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو۔ قبل از رکوع ہو یا بعد از رکوع۔ کیونکہ رکوع کے بعد بھی قیام (کھڑا ہونا) ہے۔ اس لیے کوئی اور حکم مذکور نہیں ہے"

جواب دلیل نمبر۴:

جیسا کہ اوپر ہم فریق ثانی کی دلیل نمبر۳ کے جواب میں بیان کر چکے ہیں کہ ان کا یہ دعویٰ کہ رکوع کے بعد بھی ہاتھ باندھے جائیں تو خاص ہے۔ لیکن دلیل جو وہ پیش کرتے ہین وہ عام ہے۔ لہٰذا دعویٰ خاص کے لیے دلیل بھی خاص ہونی چاہیے۔ اور پھر فریق ثانی خود بھی اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ "کیونکہ رکوع کے بعد بھی قیام (کھڑا ہونا) ہے۔ اس لئے کوئی اور حکم مذکور نہیں ہے" لہٰذا جب کسی بھی صحیح اور صریح حدیث سے ثابت نہیں ہے تو پھر رکوع کے بعد کھڑا ہونے کو رکوع سے پہلے قیام (کھڑا ہونے) پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ رکوع کے بعد کھڑا ہونا شرعی اصطلاح میں قیام نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم فریق ثانی کی تیسری دلیل کے جواب میں تفصیلاً پیش کر آئے ہیں۔

قارئین کرام! "نماز ایک بدنی عبادت ہے اور حرکات وسکنات کا نام ہے۔ خواہ حرکات وسکنات طبعی ہوں یا غیر طبعی مثلاً اللہ تعالیٰ نے سر کو اونچا بنایا ہے خواہ انسان کھڑا ہو یا بیٹھا۔ اب رکوع کے لیے یا سجدہ کے لیے سر جھکانا یہ اس کی غیر طبعی حرکت ہوگی۔ اور رکوع میں اور سجدہ میں ٹھہرائے رکھنا یہ اس کا غیر طبعی سکون ہوگا۔ اس کے مقابلے میں اس کو بلند کرنا اور بلندی کی حالت پر چھوڑ دینا یہ اس کی طبعی حرکت اور طبعی سکون ہوگا۔ اسی طرح ہاتھ باندھنا اور باندھے رکھنا یہ غیر طبعی حرکت اور سکون ہوگا۔ اور چھوڑ دینا اور چھوڑے رہنا یہ طبعی حرکت اور طبعی سکون ہوگا جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو اب ایک اصول مسلمہ یاد رکھیے وہ یہ کہ جس عضو کے متعلق کسی موقع پر کوئی ہدایت ہو تو اس کا اس ہدایت کے تحت رہنا عبادت ہے۔ اور جہاں کوئی ہدایت نہیں۔ وہاں طبعی حالت ہی عبادت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ہر شے ءاپنی طبعی حالت پر رہتی ہے۔ جب تک وہاں سے ہٹانے کا کوئی سبب نہ ہو۔ اور شریعت میں وہاں سے ہٹانے والی شے ءخدا اور رسول کا ارشاد ہے۔ پس اگر کوئی شرعی دلیل ہوگی تو اس کو وہاں سے ہٹا دیا جائے گا ورنہ اپنی حالت پر رہے گا۔

(اقتباس از رسالہ مسئلہ "ارسال الیدین بعد الرکوع" از عبداللہ روپڑیؒ)

''نتیجہ یہ کہ ہاتھ باندھنا چونکہ غیر طبعی ہے۔ اس کے لیے ثبوت کی ضرورت ہے۔ نہ چھوڑنے کے لیے۔ کیونکہ چھوڑنا طبعی ہے۔ اس بنا پر ہم نے بعد رکوع ہاتھ باندھنے کے ثبوت میں بہت غور و خوض کیا۔ جب کامیابی نہ ہوئی تو اپنی کتاب "تعلیم الصلوٰۃ" میں اور اپنے فتاوٰں میں بھی لکھا۔ کہ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ دینے چاہیں۔ بعض احباب نے اس کی دلیل پوچھی تو ان کو یہی جواب دیا گیا۔ کہ اس کو دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ طبعی امر ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھے کہ شارع کو علم ہے کہ یہ طبعی ہے اور یہ بھی علم ہے کہ طبعی اپنی جگہ سے ہٹائے بغیر نہیں ہٹتا..... الخ''

(اقتباس از رسالہ ''مسئلہ ارسال الیدین بعد الرکوع'' یعنی رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑنا از حافظ عبداللہ روپڑیؒ صفحہ نمبر ۸ تا ۹)

قارئین کرام! شریعت نے نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کے بعد قیام میں ہاتھوں کو باندھنے کا حکم دیا ہے تو پھر شریعت نے رکوع کرنے کے لیے ہاتھوں کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی رکوع کرنے سے قبل قیام میں جو ہاتھ باندھے ہوئے تھے ان کو رفع الیدین کرنے کے لیے چھوڑنے کا حکم دیا ہے اور پھر رفع الیدین کرنے کے بعد رکوع کی حالت میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور پھر اس کے بعد رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ رفع الیدین کا حکم دیا ہے۔ لیکن اس رفع الیدین کے بعد شریعت نے قیام کی طرح ہاتھ باندھنے کا حکم نہیں دیا جیسا کہ رکوع کرنے سے پہلے رفع الیدین کرنے کے بعد رکوع کی حالت میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا جب شریعت نے رکوع کے بعد ہاتھوں کو باندھنے کا حکم ہی نہیں دیا ہے جو ان کی غیر طبعی حالت ہے (یعنی قیام میں ہاتھ باندھنا) تو پھر رکوع کے بعد ہاتھوں کو اپنی طبعی حالت پر ہی چھوڑا جائے گا۔

دلیل نمبر ۵:

شاہ بدیع الدین راشدی صاحب اس روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

﴿كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلوٰة يرفع يديه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حتی یحاذی بهما منکبیه ثم کبر حتی یقر کل عظم فی موضعه معتدلا .

الحدیث﴾ (ابوداؤد صفحہ نمبر ۱۰۶ جلد نمبر ا۔ بیہقی صفحہ نمبر ۲۷ جلد نمبر ۲)

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ جب بھی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کاندھوں تک اٹھاتے تھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سیدھے ہوتے تھے۔ حتی کہ ہر ایک ہڈی اپنی جگہ پر قرار پکڑتی تھی۔''

اس کے بعد شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

''پھر اگر ہڈیوں کا اپنے جوڑوں پر آنے سے مراد ہاتھوں کا چھوڑنا یعنی ارسال کرنا ہے تو پھر یہاں بھی یہی مطلب ہوگا کہ نماز شروع کرنے کے بعد رکوع سے پہلے بھی ہاتھ لٹکائے جائیں۔ حالانکہ اس کے تو وہ لوگ بھی قائل نہیں ہیں۔ جو اس روایت سے رکوع کے بعد ہاتھ کھولنے کی دلیل لیتے ہیں۔ تو آدھی روایت پر عمل اور آدھی روایت کا انکار کیسے درست ہوگا''

(رسالہ عجاب دعجالہ الا جواب ص نمبر ۲۵)۔

شاہ صاحب مزید لکھتے ہیں۔

''اسی روایت میں پہلے سجدہ سے اٹھ کر بیٹھنے کے وقت بھی یہی الفاظ مذکور ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا کتب میں اس روایت میں بیان شدہ ہے کہ۔

﴿ویفتح اصابع رجلیه اذا سجد ثم یسجد ثم یقول الله اکبر ویرفع و یثنی رجلیه الیسری فیقعد علیها حتی یرجع کل عظم الی موضعه﴾

ترجمہ: ''آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو پاؤں کی انگلیوں کو کھلا رکھتے تھے۔ پھر اللہ اکبر کہتے اور سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں کو ٹیڑھا کر کے اس پر بیٹھتے یہاں تک کہ ہر ہڈی حالت اعتدال میں اپنی جگہ آجاتی''۔

اس کے بعد مزید شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

''اب اگر ہڈیوں کا اپنے جوڑوں پر قرار پکڑنے سے مراد ہاتھوں کا لٹکانا ہے۔ تو پھر کہا جائے دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت بھی ہاتھوں کو لٹکایا جائے۔ حالانکہ اس وقت ہاتھوں کو گھٹنوں اور رانوں پر رکھا جاتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ اس کا یہ مطلب ہی نہیں'' (ایضاً صفحہ نمبر ۲۵ تا ۲۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دلیل نمبر۵:

اس کے کئی جواب ہیں۔

(۱) شاہ صاحب ابوداؤد کی زیر بحث حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''پھر اگر ہڈیوں کا اپنے جوڑوں پر آنے سے مراد ہاتھوں کا چھوڑنا یعنی ارسال کرنا ہے تو پھر یہاں بھی یہی مطلب ہوگا کہ نماز شروع کرنے کے بعد رکوع سے پہلے بھی ہاتھ لٹکائے جائیں....الخ'' (رسالہ عجاب عجالہ لاجواب۔ص نمبر۲۵)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قیام اس سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ اس قیام کے بارے میں احادیث میں ہاتھ باندھنا صراحت کے ساتھ آچکا ہے۔ (جیسا کہ اس سے قبل ہم بیان کر آئے ہیں)۔

(۲) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ فریق ثانی رکوع کے بعد کھڑا ہونے کو بھی قیام ہی تصور کرتا ہے۔ جبکہ یہ شرعی اصطلاح میں قیام نہیں ہے۔ (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) تو پھر یہ کہنا کہ اس قیام میں بھی پہلے قیام کی طرح ہاتھ باندھے جائیں اور یہ کہ اس قیام میں ہاتھ باندھنے کے بارے میں وہی حکم سمجھا جائے گا جو رکوع سے پہلے قیام کے لیے ہے۔ تو اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ پھر رکوع کہ بعد والے قیام میں قرأت کرنا ہوگی جیسا کہ پہلے قیام میں قرأت کی جاتی ہے۔ اگر فریق ثانی یہ کہے کہ نبی علیہ السلام نے رکوع کے بعد قیام میں نہ تو قرأت کی ہے اور نہ ہی اس کا حکم دیا ہے تو پھر ہم بھی کہیں گے کہ نبی علیہ السلام نے رکوع کے بعد قیام میں نہ ہاتھ باندھے ہیں اور نہ ہی اس کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص رکوع کے بعد قومہ کو بھی قیام اول ہی کی طرح قیام ہی قیاس کر کے کہے کہ اس میں ہاتھ باندھنا چاہیے تو پھر ہم بھی یہ کہیں گے کہ اس قیام کو بھی پہلے قیام پر قیاس کرتے ہوئے اس میں قرأت بھی کی جائے۔ جبکہ اس قیام میں قرأت کا فاعل و قائل فریق ثانی بھی نہیں ہے۔

(۳) ابوداؤد کی زیر بحث حدیث مکمل اس طرح ہے۔

﴿حدثنا احمد بن حنبل نا ابوعاصم الضحاک بن مخلد ح و ثنا مسددنا یحیی و هذا حدیث احمد قال انا عبدالحمید یعنی ابن جعفر اخبرنی محمد بن عمرو بن عطاء قال سمعت ابا حمید الساعدی فی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عشرة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم ابو قتادة قال ابو حميد انا اعلمكم بصلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم قولوا افلم فو الله ما كنت باكثر نا له تبعا و لا اقدمنا صحبة قال بلىٰ قالوا فاعرض قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلوٰة يرفع يديه حتى يحاذى بهما منكبيه ثم كبر حتى يقر كل عظم فى موضعه معتدلا ثم يقرأ ثم يكبر فيرفع يديه حتى يحاذى بهما منكبيه ثم يركع و يضع راحتيه على ركبتيه ثم يعتدل فلا ينصب رأسه و لا يقنع ثم يرفع رأسه فيقول سمع الله لمن حمده ثم يرفع يديه حتى يحاذى منكبيه معتدلاثم يقول الله اكبر ثم يهوى الى الارض فيجافى يديه عن جنبيه ثم يرفع رأسه ويثنىٰ رجله اليسرىٰ و يقعد عليها و يفتح اصابع رجليه اذا سجد ثم يسجد ثم يقول الله اكبر و يرفع ويثنىٰ رجله اليسرىٰ فيقعد عليها حتى يرجع كل عظم الى موضعه ثم يصنع فى الا خرىٰ مثل ذٰلك ثم اذا قام من الركعتين كبرورفع يديه حتى يحاذى بهما منكبيه كما كبر عند افتتاح الصلوٰ ة ثم يصنع ذٰلك فى بقية صلاته حتى اذا كانت السجدة التى فى التسليم اخر رجله اليسرى و قعد متوذكا على شقه الايسر قالو صدقت هكذاكان يصلى صلى الله عليه وسلمﷺ

(سنن ابوداؤد جلد نمبر ا ص نمبر ۳۱۶\۳۱۵ کتاب الصلوٰۃ باب نمبر 267 افتتاح الصلوٰۃ حدیث نمبر ۷۲۵)

ترجمہ: ''احمد بن حنبل' ابو عاصم ضحاک بن مخلد (دوسری سند) مسدد' یحییٰ' عبدالحمید بن جعفر' محمد بن عمرو بن عطاء ابوحمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ وہ دس صحابیوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ابو قتادہؓ بھی تھے ابوحمیدؓ نے کہا میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں ان لوگوں نے کہا کیونکر قسم اللہ کی تم ہم سے زیادہ پیروی نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی نہ ہم سے پہلے آپکی صحبت میں آئے تھے۔ ابوحمیدؓ نے کہا ہاں یہ ٹھیک ہے ان لوگوں نے کہا اچھا بیان کرو۔ ابوحمیدؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب نماز کو کھڑے ہوتے دونوں ہاتھ اٹھاتے اپنے مونڈھوں تک پھر تکبیر کہتے۔ جب ہر ایک ھڈی اپنے مقام پر آجاتی اعتدال سے تو آپ قرأت شروع کرتے پھر تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک پھر رکوع کرتے اور دونوں ہتھلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور پیٹھ سیدھی کرتے (اور سر کو پیٹھ کے برابر کرتے) نہ جھکاتے نہ اونچا رکھتے پھر سر اٹھاتے اور فرماتے سمع الله لمن حمده پھر دونوں ہاتھ اٹھاتے اپنے مونڈھوں تک سیدھے کھڑے ہو کر پھر اللہ اکبر کہتے اور زمین کی طرف جھکتے تو دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے جدا رکھتے پھر اٹھاتے اپنا سر سجدے سے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھتے اور سجدہ کے وقت انگلیوں کو کھلا رکھتے پھر دوسرا سجدہ کرتے الله اکبر کہہ کے پھر سر اٹھاتے سجدے سے اور بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھتے اتنی دیر تک کہ ہر ایک ہڈی اپنے ٹھکانے پر آجاتی۔ (بعد اسکے کھڑے ہوتے) اور دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے پھر جب دو رکعتوں سے فارغ ہو کر کھڑے ہوتے اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک جیسا کہ شروع نماز کے وقت اٹھاتے تھے۔ پھر باقی نماز میں ایسا ہی کرتے یہاں تک کہ جب اخیر سجدے سے فارغ ہوتے۔ جسکے بعد سلام ہوتا ہے نکالتے بایاں پاؤں اپنا اور بیٹھتے بائیں کولے پر ان صحابہ نے یہ سن کر کہا سچ کہا تو نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے۔"

اس حدیث کے الفاظ (ثم یرفع راسه و یثنی رجله الیسریٰ و یقعد علیها و یفتح اصابع رجلیه اذا سجد ثم یسجد ثم یقول الله اکبر و یرفع و یثنی رجله الیسریٰ فیقعد علیها حتی یرجع کل عظم الی موضعه) ان الفاظ میں ہے کہ "پھر سر اٹھاتے سجدے سے اور بایاں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھتے اتنی دیر تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آجاتی۔

قارئین کرام! یہاں پیٹھ کی ہڈیاں مراد ہیں کیونکہ پیٹھ کے سیدھا کرنے اور سر اٹھانے میں ان کا دخل ہے لہٰذا ہڈیوں کا اپنے جوڑوں کیطرف لوٹنا یہی ہے کہ اپنی طبعی حالت میں آجائیں۔ اسی طرح ہاتھ بھی طبعی حالت میں آجائیں۔ کیونکہ ہاتھوں پر بھی لفظ ہڈیوں کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

❁ عن ابن عباس ؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم قال امرنا ان نسجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبعة اعظم و لا نكف شعرا و لا ثوبا﴾

(بخاری مترجم جلد نمبرا "کتاب الاذان" باب نمبر 523 "السجود علی سبعة اعظم" حدیث نمبر ۷۷۲)

ترجمہ: "عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے آپؐ نے فرمایا ہم کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا، اور بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم ہوا۔"

اس حدیث میں سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم ہے۔ جبکہ دوسری حدیث میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ ان سات ہڈیوں سے کون کون سی ہڈیاں مراد ہیں چنانچہ حدیث میں ہے۔

﴿عن ابن عباسؓ قال كان النبی صلی الله عليه وسلم امرت ان اسجد على سبعة أعظم على الجبهة و أشار بيده على انفه و اليدين و الركبتين و اطراف القدمين و لا نكفت الثياب و الشعر﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبرا "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۲۴ "السجود على الانف حديث" نمبر ۷۷۴)

ترجمہ: "عبداللہ بن عباسؓ سے کہ نبی ﷺ سے آپؐ نے فرمایا مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا۔ پیشانی پر اور آپؐ نے (پیشانی سے لے کر) ناک تک ہاتھ پھیرا اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اور یہ بھی حکم ہوا کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔"

لہٰذا قیام میں طبعی حالت ہاتھوں کی یہی ہے کہ ہاتھوں کو چھوڑنا ہے۔

دلیل نمبر ۶:

شاہ صاحب اپنے دعوے کے ثبوت میں اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

﴿عن سهل بن سعد قال كان ناس يؤمرون ان يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه اليسرى فى الصلوٰة﴾

(مؤطا مالک ص ۵۵ صحیح بخاری ص ۱۰۲ جلد ا) رسالہ عجاب وعجالہ لا جواب ص نمبر ۱۳ دلیل نمبر سوم)

جواب دلیل نمبر ۶:

اس حدیث میں بھی مطلق طور پر نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم ہے۔ نماز میں ہاتھ باندھنے کی یہ دلیل تو عام ہے جبکہ فریق ثانی کا دعوی خاص ہے کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھے جائیں۔ کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مطلق دلیل کے جواب میں ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی نماز میں ہاتھ باندھنے کے قائل اور فاعل ہیں۔ جبکہ ہم اس سلسلے میں پہلے بھی لکھ آئے ہیں۔ لیکن صحیح بخاری کی زیر بحث حدیث کے حوالے سے کچھ مزید تفصیل کی ضرورت ہے۔

(ا) بخاری کی اس حدیث میں اور اسی طرح کی دوسری احادیث میں جن میں بالکل اسی طرح نماز میں مطلق ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے وہاں رکوع سے پہلے قیام میں ہاتھ باندھنا ہی مراد ہے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

(الف) حدیث ایک دوسری کی تفسیر ہوتی ہے اس سے قبل وائل بن حجرؓ کی روایات ابوداؤد اور مسند احمد کے حوالے سے دلیل نمبر ۲ کے جواب میں گذر چکی ہیں (اس کی تفصیل کے لیے دلیل نمبر ۲ کا جواب ملاحظہ فرمائیں) چنانچہ ان احادیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ ہاتھ باندھنے کا موقع رکوع سے پہلے کا ہے۔ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں۔ پس رکوع کے بعد ہاتھ اپنی طبعی حالت میں رہیں گے۔

(ب) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ کہنا کہ رکوع کے بعد بھی قیام ہی ہے تو اس قیام میں بھی ہاتھ باندھنا ہی سمجھا جائے گا اگرچہ اس قیام کیلیے علیحدہ کسی صحیح حدیث میں اس کی صراحت نہیں آئی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نماز میں درج ذیل مقامات پر ہاتھوں کی کیفیت بیان ہے کہ ہاتھ کس طرح اور کہاں رکھے جائیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کے لیے دونوں ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھانے کا حکم ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں اس کتاب میں ''ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں'' کے عنوان میں)

۲۔ جب تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کاندھوں کے برابر تک اٹھانا ہے تو پھر ہاتھوں کو اٹھانے کے بعد ارسال (یعنی کھلا چھوڑنا) نہیں کرنا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھانے کے بعد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے (تفصیل کے لیے اس کتاب میں ''نماز میں قیام کے دوران ہاتھ کہاں باندھے جائیں'' کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں)۔

۳۔ نبی ﷺ جب قرأت سے فارغ ہوتے تو حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے جب آپ رکوع کے لیے تکبیر کہتے۔
(اس کی تفصیل کے لیے اس کتاب میں ''رفع الیدین کرنا جب رکوع کرے اور جب رکوع سے سر اٹھائے'' کے عنوان میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے)۔

۴۔ پھر اس کے بعد جب رکوع میں چلے جانا ہے تو اس وقت دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھنے کا حکم ہے۔ (اس کی تفصیل کے لیے اس کتاب میں ''رکوع میں ہاتھ کہاں رکھے'' کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں)۔

لیکن یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ عند الرکوع کی جو رفع الیدین ہے اس کے بیان میں حدیث میں آیا ہے کہ پھر اسی طرح ہاتھ اٹھائے جائیں جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو اٹھایا تھا۔ لیکن ان دونوں مقامات پر (یعنی عند الرکوع کی رفع الیدین کے وقت) ہاتھوں کو اٹھانے کے بعد باندھنے کا ذکر نہیں۔ بلکہ پہلے مقام پر رکوع میں جا کر ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم ہے۔ جبکہ رکوع کے بعد کوئی حکم نہیں ہے۔ تو اس وقت ہاتھ اپنی طبعی حالت میں رہیں گے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہاں کھولنے کا حکم نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پھر یہاں ہاتھوں کو باندھنے کا ذکر بھی نہیں ہے۔

۵۔ سجدہ کی حالت میں جہاں سر کو زمین پر رکھنے کا حکم ہے تو وہاں دونوں ہاتھوں کو بھی زمین پر رکھنے کا ذکر ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں اس کتاب میں ''سجدہ میں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھنا اور کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھا جائے'' کے عنوان میں)۔

۶۔ پھر جب پہلے سجدہ سے سر اٹھانا ہے تو پھر حدیث میں صراحت آئی ہے کہ ہاتھ کس جگہ پر رکھے جائیں۔ (تفصیل کے لیے اس کتاب میں (قعدہ میں ہاتھوں کو رکھنے کا مقام اور ان کی رکھنے کی کیفیت' کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں)۔

۷۔ پھر جب دوسری رکعت کے لیے اٹھانا ہے ہے تو دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیکا دے کر اٹھنے کا حکم ہے۔ (تفصیل کے لیے ''پہلی اور تیسری رکعت کے بعد کس طرح اٹھا جائے'' کا عنوان ملاحظہ فرمائیں)۔

۸۔ اس کے بعد جب تشہد کے لیے بیٹھنا ہے تو دونوں ہاتھوں کو کہاں رکھنا ہے اس کے بارے میں صحیح احادیث میں اس طرح صراحت ملتی ہے۔ (اس کی تفصیل کے لیے اس کتاب میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قعدہ میں ہاتھوں کو رکھنے کا مقام اور ان کو رکھنے کی کیفیت'' کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں)۔

۹۔حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ پہلے نماز میں دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں طرف دائیں ہاتھ سے اور بائیں طرف بائیں ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔ چنانچہ جب نبی ﷺ نے صحابہ کو ایسے کرتے دیکھا تو منع فرما دیا اور حکم فرمایا کہ تشہد میں اپنے ہاتھوں کو رانوں پر رکھا کرو۔ اور دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت اپنے ہاتھوں سے اشارہ نہ کیا کرو۔اس کی تفصیل کے لیے اس کتاب میں ''حنفی مقلدین کے عندالرکوع ترک رفع الدین کے دلائل کے جوابات'' میں دلیل نمبر۲ کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔''

(۲) لہٰذا جب نبی ﷺ نے نماز میں ہاتھوں کی کیفیت اور کردار کو واضح کر دیا کہ فلاں رکن کی ادائیگی کے وقت ہاتھوں کی کیفیت اس طرح ہوگی۔ پھر جب آپ ﷺ سے رکوع کے بعد ہاتھوں کو باندھنے کے بارے میں کوئی حکم صراحت سے ثابت نہیں ہے تو پھر اپنے قیاس سے کہنا کہ آپ ﷺ رکوع کے بعد ہاتھ باندھا کرتے تھے۔صحیح نہیں ہے۔

(۳) نماز میں جہاں مطلق طور پر ہاتھ باندھنے کا ذکر آیا ہے تو وہاں رکوع سے پہلے کا قیام ہی مراد ہے۔جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم مع شرح نووی میں ہے۔

﴿عن وائل بن حجر أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين دخل في الصلوٰة كبر وصف همام حيال اذنيه ثم التحف بثوبه وضع يده اليمنٰى علٰى اليسرٰى فلما أراد أن يركع اخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم كبر فركع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجد بين كفيه﴾

ترجمہ: ''وائل بن حجر کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو بدیں طور پر دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا۔پھر آپ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی،اس کے بعد رکوع میں گئے اور بحالت قیام سمع الله لمن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمدہ پڑھ کر رفع یدین کیا اور پھر آپ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔"

اس حدیث کو امام مسلم نے "کتاب الصلوٰۃ" میں باب "وضع یدہ الیمنی علی الیسری بعد تکبیرۃ الاحرام تحت صدرہ فوق سرتہ و وضعھما فی السجود علی الارض حذو منکبیہ" میں نقل کیا ہے۔

(۴) شاہ بدیع الدین راشدی صاحب نے وائل بن حجرؓ کی اس روایت (جس کو ہم دلیل نمبر۱ کے جواب میں نقل کر آئے ہیں) میں "رأیتہ ممسکا یمینہ علی شمالہ فی الصلوٰۃ "یعنی میں نے دیکھا کہ آپ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھنے والے تھے۔ اور اسی طرح شاہ صاحب نے اپنی دلیل کے بیان میں وائل بن حجرؓ کی روایت جو سنن نسائی کے حوالے سے نقل کی ہے (جیسا کہ ہم اس سے قبل دلیل نمبر۳ کے بیان میں نقل کر آئے ہیں) اس کے بعد بھی لکھتے ہیں کہ۔

"کیونکہ حدیث میں "فی الصلاۃ" کا لفظ وارد ہے جس کا معنی نماز میں یعنی نماز کے اندر اور نماز اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے اور السلام علیکم کہنے کے ساتھ ختم ہوتی ہے ثابت ہوا پوری نماز میں جتنی مرتبہ بھی قیام ہوگا اتنی ہی مرتبہ ہاتھ باندھے جائیں گے۔ (صفحہ نمبر۸)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اس سے قبل سیدنا وائل بن حجرؓ کی اس روایت کا جواب نقل کر آئے ہیں (ملاحظہ فرمائیں دلیل نمبر۳ کے بیان میں) لہٰذا ان احادیث میں رکوع سے پہلا قیام مراد ہے تو پھر جن روایات میں "فی الصلوٰۃ" کے الفاظ ہیں۔ ان سے مطلق قیام کی حالت مراد لینا کیونکر صحیح ہوگا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ "فی الصلوٰۃ" کے لفظ سے قبل از رکوع قیام مراد ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ جب مطلق قیام کے لفظ استعمال ہوں تو اس سے قیام قبل از رکوع ہی مراد ہوتا ہے نہ بعد از رکوع۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

﴿......فصلی رکعتین اطال فیھما القیام و الرکوع و السجود الخ﴾

(مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف باب "صلوٰۃ اللیل" عن ابن عباسؓ فصل الاول)

یہاں قیام سے مراد پہلا قیام ہے۔ چنانچہ رکوع اور سجود کے مقابلہ سے ظاہر ہے۔ کیونکہ آپ کی نماز کے متعلق روایات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قیام بین الرکوع و السجدہ لمبا ہوتا تو جلسہ بین السجدتین بھی لمبا ہوتا لیکن جلسہ بین السجدتین کے لمبا ہونے کو یہاں بیان نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختصر تھا پس ایسا ہی قیام بین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرکوع و السجدہ کو سمجھ لیں۔

دلیل نمبر ۷:

شاہ صاحب اپنے رسالہ میں زیرعنوان ''رکوع کے بعد ارسال کرنیوالوں کے عذر'' میں عذر نمبر ۵ کے جواب نمبر ۴ میں لکھتے ہیں۔

''احناف خواہ اہل حدیث حضرات ایک ہی رکعت میں کئی بار ہاتھ کھولنے کے بعد دوبارہ ہاتھ باندھتے ہیں۔ چنانچہ حنفی مذہب والے وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کے وقت رفع یدین کرتے ہیں اور ہاتھ کھول کر اوپر اٹھاتے اور پھر ہاتھ باندھتے ہیں اور دعا قنوت پڑھتے ہیں۔ اسی طرح اہل حدیث سورج' چاند گرہن کی نماز میں ہر ایک رکعت میں دو رکوع کرتے ہیں اور پہلے رکوع کے بعد کھڑے ہو کر دوبارہ ہاتھ باندھتے ہیں۔ ثابت ہوا ہاتھ کھول کر دوبارہ باندھنے کا سوال ہی غلط ہے۔ بلکہ جب بھی کھڑے ہونے کی حالت آئے گی تو ہاتھ باندھنے چاہئیں۔''

دلیل نمبر ۷ کا جواب

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ احناف کا وتر پڑھنے کا طریقہ تو کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے (واللہ اعلم) اس لیے ان کے اس طریقہ سے زیر بحث مسئلہ کے لیے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔
دوسرا یہ کہ ''اہل حدیث سورج' چاند گرہن کی نماز میں ہر رکعت میں دو رکوع کرتے ہیں اور پہلے رکوع کے بعد کھڑے ہو کر دوبارہ ہاتھ باندھتے ہیں'' تو اس کا جواب حافظ عبداللہ روپڑی نے اپنے رسالہ میں صفحہ نمبر 46 پر ''نوٹ'' کے تحت اس طرح دیا ہے۔
''بعض لوگ کسوف کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نماز کسوف میں کئی رکوع ہوتے ہیں پہلے رکوع سے اٹھ کر پھر قرائت شروع کرتے ہیں اور اس میں ہاتھ باندھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے چاہیں۔ یہ ڈبل غلطی ہے۔ نماز کسوف میں رکوع کے بعد جو قیام ہوتا ہے وہ اصلی قیام کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں قرائت بھی ہوتی ہے۔ بلکہ بہت سے علماء فاتحہ کے بھی قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو نیل الاوطار جلد ۳ ص ۲۲۴ باب الجهر بالقراءۃ فی صلوۃ الکسوف وغیرہ نیز اس کے بعد پھر رکوع ہوتا ہے۔ اور زیر بحث وہ قیام ہے جسکے بعد سجدہ ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے اس میں قرائت نہیں ہوتی۔ جس کو فقہاء کی اصطلاح میں قومہ کہا گیا ہے۔''

دلیل نمبر ۸:

شاہ صاحب عذر نمبر ۵ کے تیسرے جواب میں لکھتے ہیں۔

''تلاوت کرتے وقت سجدہ تلاوت آتا ہے تو سجدہ کیا جاتا ہے جس میں ہاتھ کھل جاتے ہیں لیکن پھر بھی کھڑے ہونے کے بعد ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ نماز میں جتنی مرتبہ بار بار کھڑے ہونے کی حالت لوٹ آئے گی۔ ہاتھ باندھنے ہوں گے''۔ (ص نمبر ۲۹)

دلیل نمبر ۸ کا جواب

سجدہ تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد کھڑا ہو کر ہاتھ باندھنا۔ اس طرح تو اس رکعت میں تین قیام ہو گئے۔ ☆ پہلا قیام سجدہ تلاوت سے قبل ☆ دوسرا قیام سجدہ تلاوت کے بعد ☆ تیسرا قیام رکوع کرنے کے بعد یعنی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد۔

لہٰذا اگر قیام ما بعد الرکوع اور قیام ما بعد سجدہ تلاوت کو قیام ماقبل سجدہ تلاوت پر قیاس کرتے ہوئے ان میں ہاتھ باندھنا اگر حجت مان لیا جائے تو پھر ان دونوں قیام میں بھی پہلے قیام کی طرح قرأت کرنا ہوگی کیونکہ ہم بھی کہیں گے کہ سجدہ تلاوت کے بعد والے قیام اور رکوع کے بعد والے قیام میں بھی سجدہ تلاوت سے ماقبل کے قیام کا حکم ہی سمجھا جائے گا کہ رکوع کے بعد والے قیام میں بھی قرأت کی جائے۔ جبکہ فرق ثانی بھی رکوع کے بعد والے قیام میں قرأت کا قائل اور فاعل نہیں ہے۔

قارئین کرام! طوالت کے خوف سے زیر بحث مسئلہ کے بارے میں اسی قدر دلائل پر اکتفا کرتا ہوں امید ہے کہ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے کافی ہوں گے۔ مزید تفصیل کے لیے آپ حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ کے رسالہ "ارسال الیدین بعد الرکوع" کا مطالعہ کریں۔ یہ رسالہ آج کل نایاب ہے مجھے بھی اس رسالہ کی فوٹو کاپی ہی میسر آسکی ہے لہٰذا میں نے اس رسالہ سے بھی استفادہ حاصل کیا ہے اور اس کے علاوہ خود بھی استدلال کیا ہے۔ اور مسئلہ کے افادہ کے پیش نظر رسالہ سے کئی اقتباسات بھی نقل کیے ہیں تاکہ قارئین زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 9

رفع الیدین کے بیان

جب قراءت سے فارغ ہو کر رکوع کے لیے جھکے تو اس وقت تکبیر اولی کی طرح رفع الیدین کی جائے اور اسی طرح رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع الیدین کی جائے اور پھر اس کے بعد جب دوسری رکعت سے تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو بھی رفع الیدین کرے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

﴿عن نافع ان ابن عمرؓ کان اذا دخل فی الصلاۃ کبر و رفع یدیه و اذا رکع رفع یدیه و اذا قال سمع الله لمن حمده رفع یدیه و اذا قام من الرکعتین رفع یدیه ورفع ذلک ابن عمرؓ الی النبی صلی الله علیه وسلم رواه حماد ابن سلمة عن ایوب عن نافع عن ابن عمرؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم ....﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ا ''کتاب الاذان'' باب نمبر ۴۷۶ "رفع الیدین اذا قام من الرکعتین" حدیث نمبر ۷۰۲)

ترجمہ: ''نافع سے تحقیق عبداللہ بن عمرؓ جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب دو رکعتین پڑھ کر (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے اس وقت بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور عبداللہ بن عمرؓ نے اس حدیث کو نبی ﷺ تک پہنچایا۔ اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا۔۔۔''

قارئین کرام! مندرجہ بالا حدیث صحیح بخاری شریف کے علاوہ درج ذیل کتب احادیث میں بیان ہوئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر۱۔
۲۔ ترمذی مترجم جلد نمبر۱۔
۳۔ سنن ابی داؤد مترجم جلد نمبر۱۔
۴۔ سنن نسائی مترجم جلد نمبر۱۔
۵۔ سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر۱۔
۶۔ موطا امام مالکؒ مترجم۔
۷۔ موطا امام محمدؒ مترجم۔
۸۔ جزء رفع الیدین از امام المحدثین امام بخاریؒ۔
۹۔ شرح معنی الآثار المعروف ''طحاوی'' عربی جلد نمبر۱ "کتاب الصلوٰۃ" باب التکبیر عند الرکوع و السجود ورفع الیدین۔

مندرجہ بالا کتب کے حوالے سے اس حدیث کی تفصیل آگے آئے گی ان شاء اللہ۔

(الف) رکوع کرتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کے دلائل

(۱) ﴿حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالک عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن ابيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح الصلوٰة و اذا كبر للركوع و اذا رفع رأسه من الركوع رفعهما كذٰلک ايضاً و قال سمع الله لمن حمده ربنا و لک الحمد و كان لا يفعل ذٰلک فی السجود﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر۱ ''کتاب الاذان'' باب نمبر۴۷۳ "رفع اليدين فی التكبيرة الاولى مع الافتتاح سواء" حدیث نمبر۶۹۸)

ترجمہ: ''عبد اللہ بن عمرؓ سے تحقیق رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو دونوں مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اپنا سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے اور سجدوں کے درمیان ہاتھ نہ اٹھاتے''۔

(۲) ﴿حدثنا محمد بن مقاتل قال اخبر نا عبد اللہ بن المبارک قال اخبرنا یونس عن الزہری قال اخبرنی سالم بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام فی الصلوۃ رفع یدیہ حتی تکونا حذو منکبیہ و کان یفعل ذلک حین یکبر للرکوع و یفعل ذلک اذا رفع رأسہ من الرکوع و یقول سمع اللہ لمن حمدہ و لا یفعل ذلک فی السجود﴾

صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ ''کتاب الاذان'' باب نمبر ۴۷ ''رفع الیدین اذا کبر و اذا رکع و اذا رفع'' حدیث نمبر ۶۹۹)

ترجمہ: ''عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوئے تو (تکبیر تحریمہ کے وقت) اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر اٹھائے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اس وقت بھی ایسا ہی کرتے (رفع الیدین کرتے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اس وقت بھی ایسا ہی کرتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ البتہ سجدوں کے درمیان ہاتھ نہ اٹھاتے (رفع الیدین نہ کرتے)۔''

(۳) ﴿حدثنا اسحاق الواسطی قال حدثنا خالد بن عبد اللہ عن خالد عن ابی قلابۃ أنہ رأی مالک بن الحویرث اذا صلی کبر و رفع یدیہ و اذا اراد ان یرکع رفع یدیہ و اذا رفع رأسہ من الرکوع رفع یدیہ و حدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنع ھکذا﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۷۰۰)

ترجمہ: ''ابی قلابہ سے روایت ہے کہ میں نے مالک بن حویرث (صحابیؓ) کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرنے لگتے تو اس وقت بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور بیان کرتے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔''

(۴) ﴿حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال اخبرنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالم بن عبد الله بن عمرؓ أن عبد الله بن عمرؓ قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم افتتح التكبير في الصلاة فرفع يديه حين يكبر حتى يجعلهما حذو منكبيه و اذا كبر للركوع فعل مثله' و اذا قال سمع الله لمن حمده فعل مثله' و قال ربنا و لك الحمد و لايفعل ذلك حين يسجد و لا حين يرفع راسه من السجود﴾ (ایضاباب نمبر۴۵ے حدیث نمبرا۰ ۷)۔

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپؐ نے اللہ اکبر کہہ کے نماز شروع کی اور اللہ اکبر کہتے وقت دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ان کو مونڈھوں کے برابر کر دیا اور رکوع کی تکبیر کے وقت بھی ایسا ہی کیا اور جب سمع الله لمن حمده کہا تو بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا ربنا و لك الحمد اور سجدہ میں ایسا نہ کرتے (یعنی ہاتھ نہ اٹھاتے) اور نہ جب سجدے سے سر اٹھاتے (تو اس وقت بھی ہاتھ نہ اٹھاتے)۔''

(۵) ﴿حدثنا عياش بن الوليد قال حدثنا عبد الاعلى قال حدثناعبيد الله عن نافع ان ابن عمرؓ كان اذا دخل في الصلاة كبر و رفع يديه و اذا ركع رفع يديه و اذا قال سمع الله لمن حمده رفع يديه و اذا قام من الركعتين رفع يديه ورفع ذلك ابن عمر الى النبي صلى الله عليه وسلم رواه حماد ابن سلمة عن ايوب عن نافع عن ابن عمرؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم ....﴾ (ایضاباب نمبر۶ ۴ے حدیث نمبر۲ ۰ ۷)

نوٹ: اس حدیث کا ترجمہ رفع الیدین کے بیان کے شروع میں گذر چکا ہے۔

(۶) ﴿عن ابن عمرؓ قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوٰه رفع يديه حتى يحاذى منكبيه و قبل ان يركع و اذا رفع من الركوع و لا رفعهما بين السجدتين﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبرا ''کتاب الصلوٰۃ

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے مونڈھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اسی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور سجدوں کے درمیان میں رفع یدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتے تھے۔''

(۷) ﴿عن ابن عمرؓ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام للصلوٰة رفع يديه حتى تكونا بحذو منكبيه ثم كبر فاذا اراد ان يركع فعل مثل ذٰلك و اذا رفع من الركوع فعل مثل ذٰلك و لا يفعله حين يرفع رأسه من السجود﴾ (ايضا).

ترجمہ: ''ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں مونڈھوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کا ارداہ فرماتے تب بھی ایسا ہی کرتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو ایسا نہ کرتے (یعنی رفع الیدین سجدوں کے درمیان نہ کرتے)۔''

(۸) ﴿عن ابى قلابة انه رأى مالك بن الحويرث اذا صلى كبر ثم رفع يديه و اذا اراد ان يركع رفع يديه و اذا رفع رأسه من الركوع رفع يديه و حدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل هكذا﴾ (ايضاً)

ترجمہ: ''ابو قلابہ کا بیان ہے کہ انہوں نے مالک بن حویرثؓ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے نماز پڑھنے کے لیے تکبیر کہی اور رفع الدین کیا اور پھر رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کیا۔ اور رکوع سے سر اٹھا کر بھی اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔''

(۹) ﴿عن مالك بن الحويرث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا كبر رفع يديه حتى يحاذى بهما اذنيه و اذا ركع رفع يديه حتى يحاذى بهما اذنيه و اذا رفع رأسه من الركوع فقال سمع الله لمن حمده فعل مثل ذٰلك﴾ (ايضاً).

ترجمہ: ''مالک بن حویرثؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع الله لمن حمده کہتے اور رفع یدین کرتے تھے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: صحیح مسلم شریف کی مندرجہ بالا چاروں احادیث باب "استحباب رفع الیدین حذو المنکبین تکبیرۃ الاحرام و الرکوع و فی الرفع من الرکوع و انہ لایفعلہ اذا رفع من السجود" کی ہیں۔

(۱۰) ﴿عن وائل بن حجرؓ انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین دخل فی الصلوۃ کبر•وصف ھمام حیال أذنیہ ثم التحف بثوبہ ثم وضع یدہ الیمنٰی علی الیسریٰ فلما أراد ان یرکع اخرج یدیہ من الثوب ثم رفعھما ثم کبر فرکع فلما قال سمع اللہ لمن حمدہ رفع یدیہ فلما سجد سجد بین کفیہ﴾

(ایضاً باب ووضع یدہ الیمنی علی الیسری بعد تکبیرۃ الاحرام تحت صدرہ فوق سرتہ و وضعھما فی السجود علی الارض حذو منکبیہ)

ترجمہ: "وائل بن حجرؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بدین طور دیکھا کہ آپؐ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا۔ پھر آپ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے۔ اور بحالت قیام سمع اللہ لمن حمدہ پڑھ کر رفع یدین کیا اور پھر آپؐ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔"

(۱۱) ﴿عن سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ یرفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ و اذا رکع و اذا رفع رأسہ من الرکوع و زاد ابن ابی عمرؓ فی حدیثہ و کان لایرفع بین السجدتین﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبر ۱ ابواب الصلوۃ باب رفع الیدین عند الر

ترجمہ: "روایت ہے سالم سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب شروع کرتے نماز اٹھاتے دونوں ہاتھ یہاں تک کہ برابر ہو جائے دونوں شانوں کے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور زیادہ کیا ابن عمر نے اپنی روایت میں کہ نہیں اٹھاتے تھے درمیان دونوں سجدوں کے۔"

(۱۲) ﴿عن سالم عن أبيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا استفتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذى منكبيه و اذا اراد ان يركع و بعد ما يرفع رأسه من الركوع و لايرفع بين السجدتين﴾

(سنن ابو داؤد مترجم جلد نمبر ۱ تفريع استفتاح الصلوة باب نمبر ۲۶۲ رفع اليدين، حديث نمبر ۷۱۶)

ترجمہ: "عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب نماز شروع کرتے دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک اس طرح جب رکوع کرتے اور جب سر اٹھاتے رکوع سے اور نہیں ہاتھ اٹھاتے تھے دونوں سجدوں کے بیچ میں۔"

(۱۳) ﴿عن عبد الله ابن عمرؓ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلوة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه ثم كبر وهما كذلك فيركع ثم اذا اردا ان يرفع صلبه رفعهما حتى تكونا حذو منكبيه ثم قال سمع الله لمن حمده و لا يرفع يديه فى السجود و يرفعهما فى كل تكبيرة يكبرها قبل الركوع حتى تنقضى صلاته﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۷۱۷)

ترجمہ: "عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک پھر تکبیر کہتے اور ہاتھ وہیں رہتے پھر رکوع کرتے جب سر اٹھاتے رکوع سے ہاتھوں کو اٹھاتے مونڈھوں تک پھر فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ اور نہیں ہاتھ اٹھاتے تھے دونوں سجدوں میں بلکہ اٹھاتے تھے ہر رکعت میں جب تکبیر کہتے رکوع کرنے کے لئے یہاں تک کہ پوری ہو جاتی نماز آپ کی۔"

(۱۴) وائل بن حجر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو قصداً دیکھا۔ آپ ﷺ پڑھتے ہیں تو پہلے آپ کھڑے ہوئے تو قبلے کی طرف منہ کیا اور اللہ اکبر کہا دونوں ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھائے کانوں تک پھر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑا جب رکوع کا قصد کیا اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا جب سجدہ کیا (یعنی فلما اراد ان یرکع رفعهما مثل ذلک ثم وضع یدیه علی رکبتیه فلما رفع رأسه من الرکوع رفعهما مثل ذلک) پھر جب سجدہ کیا تو اپنے سر کو دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھا پھر دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے جب رکوع سے سر اٹھایا اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا پھر بیٹھے تو بائیں پیر کو بچھایا اور بایاں ہاتھ اپنے بائیں ران پر رکھا اور (اپنے ہاتھ کی کہنی داہنی ران سے جدا رکھا اور دونوں انگلیوں کو بند کر لیا اور ایک حلقہ بنالیا (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) اور دیکھا میں نے ان کو اس طرح کہتے تھے اور بشیر نے بتایا انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ کیا اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا۔ (ایضا حدیث ۷۲۱)

(۱۵) اس طرح روایت کرتے ہیں کہ پھر آپؐ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہتھیلی پر اور پہنچے اور کلائی پر رکھا اور اسی روایت میں یہ ہے کہ پھر میں آیا سخت جاڑے میں تو میں نے لوگوں کو دیکھا بہت کپڑے پہنے ہوئے اس کے اندر ان کے ہاتھ ہلتے تھے (رفع یدین کے وقت) (ایضا حدیث نمبر ۷۲۲)

(۱۶) ﴿عن مالک بن الحویرث قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یرفع یدیه اذا کبر و اذا رکع و اذا رفع رأسه من الرکوع حتی بلغتا فروع أذنیه﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۶۱۷ "رفع الیدین للرکوع حذاء فروع الاذنین" حدیث نمبر ۱۰۲۷).

ترجمہ: "مالک بن الحویرثؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے کانوں کی لو تک۔"

(۱۷) ترجمہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک اسی طرح جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے۔ (ایضا باب نمبر ۶۱۸ حدیث نمبر ۱۰۲۸)

(۱۸) ﴿اخبرنا سوید بن نصر قال انبأنا عبد الله بن المبارک عن قیس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن سليم العنبرى قال حدثنى علقمة بن وائل قال حدثنى ابى قال صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فرأيته يرفع يديه اذا افتتح الصلاة و اذا ركع قال سمع الله لمن حمده هكذا و اشار قيس الى نحو الاذنين﴾

(ايضا باب نمبر ۶۳۹ حديث "رفع اليدين عندالرفع من الركوع" ۱۰۵۸)

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے دیکھا آپ دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سمع الله لمن حمده کہتے۔قیس نے کہا کانوں تک۔''

(۱۹) ترجمہ: مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کانوں کی لو تک۔

(ایضا حدیث نمبر ۱۰۵۹ باب نمبر ۶۴۰)

(۲۰) ترجمہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے مونڈھوں تک جب نماز شروع کرتے اور جب سر اٹھاتے رکوع سے تو ایسا ہی کرتے اور جب سمع الله لمن حمده کہتے تو ربنا لك الحمد کہتے اور ہاتھ دونوں سجدوں کے بیچ میں نہ اٹھاتے۔

(ایضا باب نمبر ۶۴۱ حدیث نمبر ۱۰۶۰)

(۲۱) ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے اور اسی طرح اٹھاتے جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے۔ اسی طرح رکوع سے سر اٹھاتے تو دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے اور سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد کہتے اور سجدے میں ہاتھ نہ اٹھاتے۔

(ایضا باب نمبر ۶۴۳ "ما يقول الامام اذا رفع راسه من الركوع" حدیث نمبر ۱۰۶۲)

(۲۲) ﴿اخبرنا اسحاق بن ابراهيم عن سفيان عن الزهرى عن سالم عن ابيه قال كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة كبر و رفع يديه واذا ركع و بعد الركوع و لايرفع بين السجدتين﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ایضاً باب نمبر ۷۰۸) (ترک ذلک بین السجدتین یعنی دونوں سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھانا' حدیث ۱۱۴۷)
ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھائے پھر جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور رکوع کے بعد بھی اٹھاتے اور دونوں سجدوں کے بیچ میں نہ اٹھاتے۔

(۲۳) ﴿اخبرنا یعقوب بن ابراھیم الدورقی و محمدابن بشار و اللفظ له قالا حدثنا یحیی بن سعید قال حدثناعبد الحمید بن جعفر قال حدثنی محمد ابن عمرو بن عطاء عن ابی حمید الساعدیؓ قال سمعته یحدث قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا قام من السجدتین کبر و رفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه کما صنع حین افتتح الصلوة﴾
(ایضاً باب نمبر ۷۳۱ "رفع الیدین فی القیام الی الرکعتین الاخریین" حدیث نمبر ۱۱۸۴)
ترجمہ: ابوحمید ساعدیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک جیسے شروع نماز میں اٹھاتے۔

(۲۴) ﴿عن ابن عمرؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کان یرفع یدیه اذا دخل فی الصلوة و اذا اراد ان یرکع و اذا رفع رأسه من الرکوع و اذا قام من الرکعتین یرفع یدیه کذلک حذو المنکبین﴾ (حدیث نمبر ۱۱۸۵)
ترجمہ: "عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے اسی طرح مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے۔"

(۲۵) ﴿اخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا علی ابن عیاش قال حدثنا شعیب عن الزهری قال حدثنی سالم ح و اخبرنی احمد ابن محمد بن المغیرة قال حدثنا عثمان هو ابن سعید عن شعیب عن محمدوهو الزهری قال اخبرنی سالم بن عبد الله بن عمر قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افتتح التکبیر فی الصلاة رفع یدیه حین یکبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حتی یجعلهما حذو منکبیه و اذا کبر للرکوع فعل مثل ذٰلک ثم اذا قال سمع الله لمن حمده فعل مثل ذٰلک و قال ربنا و لک الحمد و لا یفعل ذٰلک حین یسجد و لا حین یرفع رأسه من السجود﴾

(ایضا باب نمبر ۵۳۳ "العمل فی افتتاح الصلوۃ" حدیث نمبر ۸۷۹)

ترجمہ: "عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو جب تکبیر کہتے نماز شروع کرنے کیتو دونوں ہاتھ اٹھاتے تکبیر کہتے وقت یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر آ جاتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تب بھی ایسا ہی کرتے پھر جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ایسا ہی کرتے اور ربنا لك الحمد کہتے پھر جب سجدے میں جاتے تو ہاتھ نہ اٹھاتے اسی طرح جب سجدے سے سر اٹھاتے تب بھی ہاتھ نہ اٹھاتے۔"

(۲۶)﴿اخبرنا سوید بن نصر قال انبانا عبد الله بن المبارک عن یونس عن الزهری قال اخبرنی سالم عن ابن عمر قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قام الی الصلوة رفع یدیه حتی تکونا حذو منکبیه ثم یکبر قال و کان یفعل ذٰلک حین یکبر للرکوع و یفعل ذٰلک حین یرفع رأسه من الرکوع و یقول سمع الله لمن حمده و لا یفعل ذٰلک فی السجود﴾ (ایضا باب نمبر ۵۳۴ "رفع الیدین قبل التکبیر" حدیث نمبر ۸۸۰)

ترجمہ: "ابن عمرؓ سے روایت ہے میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو جب آپ کھڑے ہوتے نماز کی طرف اٹھاتے دونوں ہاتھ یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر آ جاتے۔ پھر تکبیر کہتے۔ اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تب بھی ایسا ہی کرتے (یعنی مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب سجدے میں جاتے تو ہاتھ نہ اٹھاتے۔"

(۲۷)﴿اخبرنا قتیبة عن مالک عن ابن شهاب عن سالم عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حذو منکبیه و اذا رکع و اذا رفع رأسه من الرکوع رفعهما کذٰلک و قال سمع الله لمن حمده ربنا و لک الحمد و کان لا یفعل ذٰلک فی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السجود﴾ (ایضاً باب نمبر ۵۳۵ رفع الیدین حذو منکبین " حدیث آ ۸۸).

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تو دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے مونڈھوں تک اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پھر سجدے میں ایسا نہ کرتے (یعنی ہاتھ نہ اٹھاتے)۔''

(۲۸) ﴿اخبرنا محمد بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا خالد قال حدثنا شعبة عن قتادة قال سمعت نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث و کان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا صلی رفع یدیہ حین یکبر حیال اذنیہ واذا اراد ان یرکع و اذا رفع رأسہ من الرکوع﴾

(ایضا باب نمبر ۵۳۶. رفع الیدین حیال الاذنین " حدیث ۸۸۳).

ترجمہ: ''مالک بن الحویرثؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو جونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے۔ اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھاتے۔''

(۲۹) ﴿اخبرنا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا ابن علیة عن ابن ابی عروبة عن قتادة عن نصر بن عصام عن مالک بن الحویرث قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین دخل فی الصلوة رفع یدیہ و حین رکع وحین رفع رأسہ من الرکوع حتی حاذتا فروع اذنیہ﴾ (ایضا حدیث نمبر ۸۸۴)

ترجمہ: ''مالک بن حویرثؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے جب نماز شروع کی تو دونوں ہاتھ اٹھائے اور جب رکوع کیا تو دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھ اٹھائے کانوں کی لو تک۔''

(۳۰) ﴿أخبرنا سوید بن نصر قال انبأنا عبد اللہ بن المبارک عن زائدة قال حدثنا عاصم بن کلیب قال حدثنی ابی ان وائل بن حجر اقبرہ قال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلت لانظرن الی صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یصلی فنظرت الیہ فقام فکبر و رفع یدیہ حتی حاذتا باذنیہ ثم وضع یدہ الیمنٰی علی کفہ الیسرٰی و الرسغ و الساعد فلما اراد ان یرکع رفع یدیہ مثلھا قال ووضع یدیہ علی رکبتیہ ثم لما رفع رأسہ رفع یدیہ مثلھا ثم سجد فجعل کفیہ بحذاء اذنیہ ثم قعد و افترش رجلہ الیسرٰی و وضع کفہ الیسرٰی علی فخذہ و رکبتہ الیسرٰی و جعل حد مرفقہ الایمن علی فخذہ الیمنٰی ثم قبض اثنتین من اصابعہ وحلق حلقۃ ثم رفع اصبعہ فرأیتہ یحرکھا و یدعو بھا﴾

(ایضا باب نمبر ۵۴۳ موضع الیمین من الشمال فی الصلاۃ ' حدیث نمبر ۸۹۲).

ترجمہ: ''وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو ضرور دیکھوں گا۔ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے دیکھا آپ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی پھر دونوں ہاتھ اٹھائے کانوں کے برابر پھر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پھر رکھا یعنی ایک پہونچا دوسرے پہنچے پر یا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر جب رکوع کرنے کا قصد کیا۔ تو دونوں ہاتھ اٹھائے اسی طرح (یعنی کانوں کے برابر) اور دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے پھر جب سر اٹھایا رکوع سے تو دونوں ہاتھ اٹھائے اسی طرح (یعنی کانوں کے برابر) پھر سجدہ کیا اور دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔ پھر بیٹھے بایاں پاؤں بچھا کر اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی اپنی ران پر اور گھٹنے پر رکھی اور داہنے ہاتھ کی کہنی ران پر جمائی پھر دو انگلیوں کو بند کر لیا اور ایک حلقہ باندھا لیا (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) اور کلمے کی انگلی کو اوپر اٹھایا تو میں نے دیکھا آپؐ کلمے کی انگلی کو ہلاتے تھے اور اس سے دعا کرتے تھے۔''

(۳۱) ﴿عن ابن عمرؓ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ و اذا رکع و اذا رفع رأسہ من الرکوع و لا یرفع بین السجدتین﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ۱ ''کتاب اقامۃ الصلوۃ و السنۃ فیھا'' باب نمبر ۱۵ ''رفع الیدین اذا رکع و اذا رفع راسہ من الرکوع'' حدیث نمبر ۸۵۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپؐ نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔ یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر کر دیا۔ اسی طرح جب رکوع کیا۔ اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھایا۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان آپ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔''

(۳۲) ﴿عن مالک بن الحویرث أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا کبر رفع یدیه حتٰی یجعلهما قریبا من أذنیه و اذا رکع صنع مثل ذٰلک و اذا رفع رأسه من الرکوع صنع مثل ذٰلک﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۸۵۹)

ترجمہ: ''مالک بن حویرثؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو دونوں ہاتھ اٹھائے کانوں کے قریب تک اور جب رکوع کرتے تو ایسا ہی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھاتے۔''

(۳۳) ﴿عن عمرو بن عطاء عن أبی حمید الساعدی قال سمعته وهو فی عشرة من أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم احدهم ابو قتادة بن ربعی قال انا اعلمکم بصلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا قام فی الصلاة اعتدل قائما و رفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه ثم قال الله اکبر و اذا اراد ان یرکع رفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه فاذا قال سمع الله لمن حمده رفع یدیه حتّی فاعتدل فاذا قام من اثنتین کبر و رفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه کما صنع حین افتتح الصلوة﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۸۶۲)

ترجمہ: ''عمرو بن عطاء نے کہا میں نے ابوحمید ساعدیؓ سے اس وقت سنا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے دس صحابیوںؓ میں بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک ابوقتادہؓ تھے۔ خیر! ابوحمیدؓ نے کہا میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو۔ جب آپؐ نماز کے لیے کھڑا ہوتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر فرماتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرماتے اللہ اکبر اور جب رکوع کا قصد کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ مونڈھوں کے برابر کر دیتے۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ پھر جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو مونڈھوں کے برابر کر دیتے۔ جیسے شروع نماز میں کیا تھا۔"

(۳۴) ترجمہ: "ہمیں محمد بن بشار نے حدیث سنائی انہیں ابو عامر نے انہیں فلیح بن سلیمان نے انہیں عباس بن سہل ساعدیؓ نے حدیث سنائی کہ ابو حمیدؓ اور ابو اسید ساعدیؓ اور سہل بن سعدؓ اور محمد بن مسلمہؓ جمع ہوئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا۔ ابو حمیدؓ نے کہا میں تم سب سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو زیادہ جانتا ہوں۔ آپ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھ اٹھائے پھر جب رکوع کی تکبیر کہی تو دونوں ہاتھ اٹھائے پھر کھڑے ہوئے (رکوع سے فارغ ہو کر) اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور سیدھے کھڑے ہوئے کہ ہر ایک جوڑ اپنے ٹھکانے پر آ گیا۔

(ایضا حدیث نمبر ۸۶۳)

(۳۵) ﴿عن علیؓ بن ابی طالب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلاۃ المکتوبۃ کبر و رفع یدیہ حتی یکونا حذو منکبیہ و اذا اراد ان یرکع فعل مثل ذلک و اذا رفع رأسہ من الرکوع فعل مثل ذلک و اذا قام من السجدتین فعل مثل ذلک﴾ (ایضا حدیث نمبر ۸۶۴)

ترجمہ: "علیؓ بن ابی طالب سے حدیث سنائی کہ نبی ﷺ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کیلئے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے مونڈھوں کے برابر تک اور جب رکوع کرتے تو بھی ایسا ہی کرتے (یعنی ہاتھوں کو اٹھاتے مونڈھوں تک) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی ایسا ہی کرتے۔ اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو بھی ایسا ہی کرتے۔"

(۳۶) ﴿عن انسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا دخل فی الصلاۃ و اذا رکع﴾ (ایضا حدیث نمبر ۸۶۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ’’انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور (اسی طرح) جب رکوع کرتے۔‘‘

(۳۷) ﴿عن وائل بن حجر قال قلت لانظرن الی رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف یصلی فقام فاستقبل القبلة فرفع یدیه حتی حاذتا اذنیه فلما رکع رفعهما مثل ذلک فلما رفع راسه من الرکوع رفعهما مثل ذلک﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۸۶۷)

ترجمہ: وائل بن حجرؓ سے کہ میں نے اپنے دل میں کہا میں دیکھوں گا رسول اللہ ﷺ کیسے نماز پڑھتے ہیں۔ تو آپ کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور دونوں ہاتھ اٹھائے۔ یہاں تک کہ کانوں کے برابر ہو گئے۔ جب رکوع کیا تو بھی اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔ اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو بھی اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔

(۳۸) ﴿عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یرفع یدیه اذا کبر للصلاة حذو منکبیه و اذا اراد ان یرکع و اذا رفع راسه من الرکوع و اذا قام من الرکعتین فعل مثل ذلک﴾ (جزء رفع الیدین از امام المحدثین امام بخاریؒ حدیث نمبر ۱)

ترجمہ: ’’علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تکبیر کہتے وقت اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعت سے (تیسری رکعت کے لئے) اٹھتے وقت اپنے کندھوں کے برابر تک اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔‘‘

(۳۹) ﴿عن سالم بن عبد الله بن ابیه قال رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یرفع یدیه اذا کبر و اذا رفع رأسه من الرکوع و لا یرفع ذلک بین السجدتین قال علی بن عبد الله و کان اعلم اهل زمانه رفع الیدین حق علی المسلمین بما روی الزهری عن سالم عن أبیه﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۲)

ترجمہ: ’’سالم بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے آپ جب تکبیر کہتے رفع الیدین کرتے جب رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کرتے اور دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہ کرتے۔"

علی بن عبداللہ جو اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم ہیں انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ زہری کی اس حدیث کی بنا پر جس کو سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے رفع الیدین کرنا مسلمانوں پر حق ہے۔

(۴۰) ﴿حدثنا مسدد ثنا یحیی بن سعید ثنا عبدالحمید ابن جعفر ثنا محمد بن عمرو قال شهدت ابا حمید فی عشرة من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم احدهم ابو قتاده بن الربیعیؓ یقول انا اعلمکم بصلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم قالوا کیف فوالله ما کنت اقدمنا له صحبة و لا اکثر نا له اتباعا قال بل راقبته قالوا فاذکر قال کان اذا قام الی الصلوة رفع یدیه و اذا رکع و اذا رفع راسه من الرکوع و اذا قام من الرکعتین فعل مثل ذلک﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۳)

ترجمہ: "محمد بن عمرو سے روایت ہے کہ وہ ابوحمیدؓ کے پاس آیا جب کہ وہ دس صحابہؓ کی جماعت میں تشریف فرما تھے۔ ان میں ایک قتادہؓ تھا۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کی نماز کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا وہ کس طرح۔ اللہ تعالیٰ کی قسم نہ ہم سے پہلے تم کو صحابی بننے کا شرف حاصل ہے۔ اور نہ ہی تم نے ہم سے زیادہ (عرصہ) پیروی کی ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے آپ کی نماز کو پوری توجہ سے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بتاؤ اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کرتے اور جب دو رکعت سے (تیسری کے لئے) اٹھتے تو بدستور رفع الیدین کرتے۔"

(۴۱) ﴿عن مالک بن الحویرث رضی الله تعالیٰ عنه قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا کبر رفع یدیه و اذا رکع و اذا رفع راسه من الرکوع﴾ (ایضا حدیث نمبر ۷).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو رفع الیدین کرتے۔ اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے۔''

(۴۲) ﴿حدثنا اسماعیل ثنا ابن ابی الزناد عن موسی بن عقبة عن عبد الله بن الفضل عن عبد الرحمن بن هرمز الاعرج عن عبید الله ابن ابی رافع عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان اذا قام الی الصلوة المكتوبة كبر و رفع يديه حذو منكبيه و اذا اراد ان يركع و يصنعه اذا رفع رأسه من الركوع و لا يرفع يديه في شيء من صلوته وهو قاعد و اذا قام من السجدتين رفع يديه كذلك و كبر﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۹)

ترجمہ: ''عبید اللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے بیان کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے۔ تکبیر کہتے اور اپنے کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کرتے۔ قعدہ کی حالت میں نماز کے کسی حصہ میں رفع الیدین نہ کرتے۔ اور جب دو سجدہ کر کے کھڑے ہوتے تو بدستور رفع الیدین کرتے اور تکبیر کہتے۔''

(۴۳) ﴿حدثنا ابونعیم الفضل بن دكين انبأنا قيس بن سليم العنبري قال سمعت علقمة ابن وائل بن حجر حدثني ابي قال صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم فكبر حين افتتح الصلوة و رفع يديه حين اراد ان يركع و بعد الركوع﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۱۰)

ترجمہ: ''علقمہ بن وائلؒ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے تکبیر کہی نماز شروع کی اور رفع الیدین کی۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا رفع الیدین کیں اور رکوع کے بعد رفع الیدین کی۔''

(۴۴) ﴿حدثنا ابو الیمان انا شعیب عن الزهری عن سالم بن عبد الله بن ان عبدالله بن عمرؓ قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افتتح التکبیر فی الصلوۃ رفع یدیه حین یکبر حتی یجعلهما حذو منکبیه و اذا کبر للرکوع فعل مثل ذلک و اذا قال سمع الله لمن حمده فعل مثل ذلک وقال ربنا لک الحمد و لایفعل ذلک حین یسجد و لا حین یرفع رأسه من السجود﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۴۲۰)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب نماز میں تکبیر کا افتتاح کرتے رفع الیدین کرتے حتی کہ ان کو اپنے کندھوں کے برابر کرتے جب رکوع کے کیلئے تکبیر کہتے۔ بدستور رفع الیدین کرتے۔ جب سمع الله لمن حمده کہتے رفع الیدین کرتے۔ اور ربنا لك الحمد کہتے سجدہ کرتے وقت اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہ کرتے۔''

(۴۵) ﴿حدثنا عبد الله بن صالح حدثني الليث حدثني يونس عن ابن شهاب اخبرني سالم بن عبد الله أن عبد الله يعني ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا قام الى الصلوة رفع يديه حتى يكونا حذو منكبيه ثم يكبر و يفعل حين يرفع رأسه من الركوع و يقول سمع الله لمن حمده و لا يرفع حين يرفع رأسه من السجود﴾ (ایضا حدیث ۴۴).

ترجمہ: ''بروایت سالم بن عبداللہ یعنی ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں تک لے جاتے۔ پھر تکبیر کہتے اور ایسا ہی اس وقت کرتے جب اپنے سر کو رکوع سے اٹھاتے اور کہتے سمع الله لمن حمده جب اپنے سر کو سجدوں سے اٹھاتے تو رفع الیدین نہ کرتے۔''

(۴۶) ﴿حدثنا خليفة بن خياط ثنا يزيد بن زريع ثنا سعيد عن قتادة ان نصر بن عاصم حدثهم عن مالک بن الحويرث رضي الله تعالىٰ عنه قال رأيت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يرفع يديه اذا ركع و اذا رفع رأسه من الركوع حتى يحاذي بهما فروع اذنيه و قال عبدالرحمن بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہدی عن الربیع بن صبیح قال رایت محمدا و الحسن و ابا نضرۃ و القاسم بن محمد و عطاء و طاؤسا و مجاھدا و الحسن بن مسلم و نافعا و ابن ابی نجیح اذا افتتحوا الصلوۃ رفعوا ایدیھم و اذا رکعوا و اذا رفعوا رؤوسھم من الرکوع ﴾ (ایضا حدیث نمبر ۴۸).

ترجمہ: ''نصر بن عاصم سے روایت ہے کہ مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ رفع الیدین کرتے جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے حتی کہ اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کی لوتک کرتے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے ربیع بن صبیح سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ میں نے محمد' الحسن' ابونضرہ' القاسم بن محمد' عطاء' طاؤس' مجاہد الحسن بن مسلم' نافع اور ابن ابی نجیح کو دیکھا ہے جب وہ نماز شروع کرتے رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے (رفع الیدین کرتے)۔

(۴۷) ﴿حدثنا عبد اللہ بن محمد ثنا ابن ابی ادریس ثنا عاصم بن کلیب عن ابیہ انہ سمعہ یقول سمعت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قدمت المدینۃ لانظرن الی صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فافتتح الصلوۃ فکبر و رفع یدیہ فلما رفع رأسہ رفع یدیہ﴾

(ایضا حدیث نمبر ۴۹)۔﴾

ترجمہ: ''عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے وائل بن حجرؓ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں مدینہ میں آیا تا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں آپؐ نے نماز شروع کی۔ تکبیر کہتی اور رفع الیدین کی پھر جب آپ نے سر کو اٹھایا رفع الیدین کی۔''

(۴۸) ﴿عن عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ و اذا رفع راسہ من الرکوع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفعهما كذالك ايضا و قال سمع الله لمن حمده ربنا و لك الحمد و كان لا يفعل ذلك في السجود﴾

(موطا امام مالکؒ مترجم "کتاب الصلوة" باب نمبر ۴ "افتتاح الصلوة" حدیث ۱۵).

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شروع کرتے تھے نماز کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر دونوں مونڈھوں کے اور جب سر اٹھاتے تھے رکوع سے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور کہتے سمع الله لمن حمده ربنا و لك الحمد اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے اور نہ سجدے کو جاتے وقت۔''

(ف) ابن وہب اور ابن قاسم اور ابن مہدی اور محمد بن الحسن اور عبداللہ بن یوسف اور ابن نافع وغیرہم نے اپنے اپنے موطا میں امام مالک سے روایت کیا ﴿و اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع رفعهما كذلك ايضا﴾ یعنی جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور یحییٰ بن یحییٰ کی روایت میں ﴿اذا ركع﴾ کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ (موطا امام مالک مترجم)۔

(۴۹) ﴿ اخبرنا مالك حدثنا الزهري عن سالم بن عمر ابن عبدالله بن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه و اذا كبر للركوع رفع يديه و اذا رفع راسه من الركوع رفع يديه ثم قال سمع الله لمن حمده ثم قال ربنا و لك الحمد﴾

(مؤطا امام محمد مترجم "کتاب الصلوۃ" افتتاح الصلوۃ' حدیث نمبر ۱۰۰)

ترجمہ: ''امام مالکؒ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا زہریؒ نے سالمؒ بن عمرؓ بن عبد اللہؓ سے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کاندھوں تک اٹھاتے جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر سمع الله لمن حمده کہتے پھر ربنا ولك الحمد کہتے۔''

(۵۰) ﴿اخبرنا مالك حدثنا نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا ابتدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ و اذا رفع راسہ من الرکوع رفعھما﴾

(ایضاحدیث نمبر۱۰۱)۔

ترجمہ:''امام مالکؒ نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا نافعؒ نے کہ عبداللہ ابن عمرؓ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کاندھوں تک اٹھاتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے۔''

(۵ ا) ﴿حدثنا یونس قال ثنا سفیان عن الزہری عن سالم عن ابیہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ یرفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ و اذا اراد ان یرکع و بعد یرفع و لا یرفع بین السجدتین﴾

(طحاوی عربی جلد ۱ "کتاب الصلوۃ" باب "التکبیر عند الرکوع و السجود و رفع الیدین" نمبر ۱۳۱)

ترجمہ:''سالمؒ اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو نماز شروع کرتے وقت کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے۔ اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد بھی اور دونوں سجدوں کے درمیان میں رفع الیدین نہ کرتے۔''

(ب) رفع الیدین کے دلائل پر کیے جانے والے اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض نمبر ا (حقیقت نمبر ا)

احادیث میں وارد ہے کہ ابتدا اسلام میں دوران نماز گفتگو کرنی جائز تھی حتی کہ نبی علیہ السلام نماز کے دوران سلام کا جواب دیتے تھے۔ لیکن بعد میں یہ حکم باقی نہ رہا ملاحظہ ہو۔

﴿عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال کنا نسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ھو فی الصلوۃ فیرد علینا فلما رجعنا من عند النجاشی سلمنا علیہ فلم یرد علینا وقال ان فی الصلوۃ شغلاً﴾ (بخاری ما نہی عن الکلام)

ترجمہ:''عبداللہؓ بیان فرماتے ہیں کہ شروع میں جب ہم نبی ﷺ کو نماز میں سلام کیا کرتے تھے تو آپ جواب دے دیتے تھے لیکن نجاشی کے ہاں سے واپس آنے کے بعد ہم نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا اور فرمایا کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہوتی ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ ابتدا اسلام میں دوران نماز گفتگو جائز تھی لیکن پھر یہ حکم باقی نہ رہا گویا کسی مسئلہ کا ثابت ہونا اور اس کا باقی رہنا دو علیحدہ چیزیں ہیں۔ اب اگر کوئی شخص ابتدائی دور کی صحیح احادیث پیش کر کے یہ دعویٰ کرے کہ نماز میں گفتگو کرنا جائز ہے اور اسلام کا جواب دینا سنت ہے تو اس کا یہ دعویٰ صحیح نہ ہوگا چونکہ یہ حکم باتفاق ثابت ہے لیکن اب باقی نہیں رہا۔ اس طرح رکوع وغیرہ کے وقت رفع الیدین کا ثابت ہونا تو متفق علیہ ہے لیکن حضرات مقلدین کا یہ دعویٰ کہ یہ حکم آخر تک باقی رہا۔ واضح رہے کہ اس کے باقی رہنے والے دعوے پر کوئی حتمی دلیل نہیں اور بیہقی کی روایت اس دعوے کی دلیل نہیں بن سکتی چونکہ وہ بالکل ضعیف ہے ملاحظہ ہو۔

﴿فما زالت تلک صلوته حتی لقی اللّٰه﴾ (بیہقی)

ترجمہ: ''نبی ﷺ آخر تک رفع الیدین والی نماز پڑھتے تھے۔''

(بحوالہ ''نماز پیمبر'' از الیاس صاحب حاشیہ نمبر ۱۷۰ ''پہلی حقیقت'') اس کے بعد الیاس صاحب درج بالا حقیقت کا تجزیہ اس طرح کرتے ہیں۔

''(1) اس روایت میں (یعنی بیہقی کی روایت میں) ایک راوی عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ ہے۔

''علامہ السلیمانی فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن قریش حدیثیں گھڑتا ہے۔ (میزان الاعتدال ج نمبر۲ ص ۵۸۲)

دوسرے راوی عصمہ بن محمد کی بابت ہے۔

''یحییٰ فرماتے ہیں کہ عصمہ جھوٹا ہے اور حدیثیں گھڑتا ہے علامہ عقیلی فرماتے ہیں کہ ثقہ راویوں کی طرف باطل روائتیں منسوب کرتا ہے علامہ دارقطنی فرماتے ہیں کہ محدثین اس کو چھوڑ چکے ہیں۔'' (میزان الاعتدال ج۲ م ۶۸)

(۲) حضرات غیر مقلدین کے مشہور عالم مولانا عطاء اللہ حنیفؒ صاحب نسائی شریف کی تعلیقات میں لکھتے ہیں۔

''بیہقی کی ما زالت والی روایت تو بہت زیادہ ضعیف ہے۔'' (التعلیقات السلفیۃ ۱۰۴)

اس کے بعد الیاس صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ''الغرض حضرات غیر مقلدین کا یہ دعویٰ کہ رفع الیدین والا عمل باقی ہے کوئی حتمی امر نہیں۔ چونکہ اس کی کوئی ٹھوس اور واضح دلیل نہیں ہے۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے غیر مقلدین عموماً ایسی روایات پیش کر کے عوام پر رعب جماتے ہیں جن میں صرف رفع یدین کے ثبوت کا ذکر ہے لیکن اس سے تو انکار دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ چونکہ سابقہ مرحلہ میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔ان کا دعویٰ تو اس صورت میں ثابت ہوگا۔ جب وہ اسی عمل کے باقی رہنے پر واضح دلیل پیش کریں۔''

(''نماز پیمبر'' از الیاس صاحب حاشیہ صفحہ نمبر ۱۷۲)

اعتراض نمبر 1 کا جواب (تجزیہ حنفی مقلدین کی پہلی حقیقت کا)

قارئین کرام! حنفی مقلدین کے اس اعتراض (یعنی پہلی حقیقت) کے کئی جواب ہیں۔

(۱) الیاس صاحب نے عبداللہؓ کی جو روایت نماز میں سلام کرنے اور اس کا جواب دینے کے حوالے سے نقل کی ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

﴿عن عبد الله قال كنت اسلم على النبي صلى الله عليه وسلم و هو في الصلوة فيرد علي فلما رجعنا سلمت عليه فلم يرد علي وقال ان في الصلوة لشغلاً﴾

(صحیح البخاری جلد نمبر ۱ باب نمبر ۲۷۷ "لا يرد السلام في الصلوة" حدیث نمبر ۱۱۴۳)

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا پہلے میں نبی ﷺ کو نماز میں سلام کیا کرتا تو آپ ﷺ جواب دیتے جب ہم (حبش سے) لوٹ کر آئے تو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے جواب نہ دیا اور فرمایا نماز میں تو آدمی (اللہ کی طرف) مشغول رہتا ہے۔''

اور صحیح مسلم شریف میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿عن عبد الله قال كنا نسلم علی...... رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو في الصلوة فيرد علينا فلما رجعنا من عند النجاشي سلمنا عليه فلم يرد علينا فقلنا يا رسول الله كنا نسلم عليك في الصلوته فترد علينا فقال ان في الصلوة شغلا﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم "کتاب المساجد" باب "تحريم الكلام في الصلوة......")

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم سلام کیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو جب کہ آپ ﷺ نماز میں ہوتے جس کا آپ نماز ہی میں جواب دیتے۔ جب ہم نجاشی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس سے لوٹ کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے جواب نہ دیا نماز کے بعد ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! پہلے ہم آپ کو سلام کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نماز میں ہوتے تو جواب دیتے تھے' لیکن اب آپ نے جواب نہیں دیا آپ ﷺ نے فرمایا نماز میں (سلام کرنے سے دل) پریشان ہوتا ہے۔''

مندرجہ بالا دونوں روایات سے یہ باتیں ثابت ہیں۔

(الف) ابتدا اسلام میں دوران نماز گفتگو اور سلام کرنا جائز تھا۔

(ب) اس حدیث سے (یعنی عبداللہ مسعودؓ کی احادیث) یہ بھی ثابت ہے کہ نماز میں گفتگو یا سلام کا جواب زبان سے دینا اس وقت منسوخ ہوا جب صحابہؓ کی ایک جماعت نجاشی کے پاس سے واپس آئی تھی اور انہوں نے اس وقت آپ ﷺ کو سلام کیا جب آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔

اس سے قبل صحابہ نماز میں ایک دوسرے سے گفتگو کر لیا کرتے تھے اور نماز میں ایک دوسرے سے سلام کر لیا کرتے تھے۔ اس وقت تک ایک دوسرے سے گفتگو کرنا جائز تھی اور اسی طرح نماز میں سلام کا جواب زبان سے دنیا بھی جائز تھا۔ لیکن جب صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نجاشی کے پاس سے واپس آئی تو اس جماعت صحابہؓ نے اپنے سابقہ معمول کے مطابق نبی ﷺ کو نماز کی حالت میں سلام کیا لیکن اس بار آپ ﷺ نے صحابہ کو بحالت نماز سلام کا جواب زبان سے نہ دیا۔ بلکہ بعد میں آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا اور پھر اس کے ساتھ ہی صحابہ کرامؓ کو اس نئے حکم سے بھی آگاہ کر دیا جو نماز میں کلام کرنے کے بارے اور سلام کرنے کے بارے منع ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا۔

(ج) دوران نماز گفتگو اور سلام کا جواب زبان سے منسوخ ہونے کا حکم جو نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا وہ صحیح تاریخ سے ثابت ہے یعنی اس بارے میں تاریخ کا تعین ہو چکا ہے کہ یہ حکم کب منسوخ ہوا۔ جب صحابہ کرامؓ کی جماعت نجاشی کے دربار سے واپس آئی تو نماز میں کلام کرنے اور سلام کرنے اور اس کا جواب زبان سے دینے کا حکم منسوخ ہو چکا تھا۔

(د) لہٰذا اب جب اس بارے میں تاریخ کا تعین ہو گیا ہے کہ ابتدا اسلام سے لے کر نجاشی کے دربار میں ہجرت تک اور وہاں سے واپسی پر (یعنی) نماز کے دوران گفتگو کرنا اور اسلام کا جواب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان سے منسوخ ہو چکا تھا۔

قارئین کرام! حنفی مقلدین کا مندرجہ بالا قاعدہ سے (یعنی اس قاعدے سے کہ ابتدائے اسلام میں نماز میں گفتگو کرنا اور سلام کا جواب زبان سے دینا جائز تھا لیکن بعد میں یہ دونوں حکم منسوخ ہو گئے اور اب ان دونوں حکموں کو منسوخ ہی سمجھا جائے گا اگر چہ یہ دونوں حکم پہلے جائز تھے) کہ اسی طرح رکوع وغیرہ کے وقت رفع الیدین کا ثابت ہونا تو متفق علیہ ہے لیکن حضرات مقلدین کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ حکم آخر تک باقی رہا واضح رہے کہ اس کے باقی رہنے والے دعوے پر کوئی حتمی دلیل نہیں ہے اور بیہقی کی روایت اس دعوے کی دلیل نہیں بن سکتی چونکہ وہ بالکل ضعیف ہے (حنفی مقلدین کی پہلی حقیقت میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے) بیہقی کی روایت کے بارے میں اس مقام پر کچھ عرض نہیں کروں گا البتہ اگر بعد میں اس کی ضرورت محسوس ہو تو کسی دوسرے مناسب مقام پر اس کے بارے میں لکھوں گا (ان شاءاللہ)

قارئین کرام! تو بات ہو رہی تھی رفع الیدین کے منسوخ ہونے کے بارے میں حنفی مقلد الیاس صاحب نے تو ''نماز میں گفتگو کی ممانعت اور سلام کا جواب زبان سے نہ دینے والی ممانعت والی حدیث ہی سے رفع الیدین کے منسوخ ہونے کی ناکام کوشش کی ہے۔ جو کہ ناکام ہی رہی کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ زیر بحث حدیث کے حوالے سے نماز میں گفتگو کرنے سے منع کرنا اور نماز میں سلام کا جواب زبان سے نہ دینا یہ تو ایک مسئلہ ہوا اس حدیث کے حوالے سے جب کہ دوسرا مسئلہ یعنی ''عدم رفع الیدین'' یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے اور زیر بحث حدیث میں دوسرا مسئلہ ''عدم رفع الیدین'' کا کہیں نام ونشان بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ایک تو نجاشی والا واقع ہی نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ لہذا پہلے والا حکم ''یعنی نماز میں گفتگو کرنے سے منع کرنا اور نماز میں سلام کا جواب' زبان سے دینے سے منع کرنا'' بعد والے حکم ''یعنی رکوع کرتے وقت' رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنے کا ناسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ منسوخ حکم کا ناسخ سے پہلے ہونا ضروری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قاعدہ تو حنفی مقلد الیاس صاحب کا ٹھیک ہے ''کہ ابتدائے اسلام میں نماز میں گفتگو کرنا اور اسلام کا جواب زبان سے دینا جائز تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا' یہ تو صحیح ہے کیونکہ یہ اوپر حوالہ جات سے ثابت ہو چکا ہے۔ لیکن اس قاعدے کے تحت نہ تو الیاس صاحب اور نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کوئی اور حنفی مقلد یہ ثابت کر سکا ہے کہ ''رفع الیدین'' کرنے کے بارے میں ان کے ہاں ''ابتدائے اسلام'' سے کون سا زمانہ اور کب تک کا زمانہ مراد ہے۔ حنفی مقلدین ان شاء اللہ اس سلسلے میں کسی صحیح روایت سے یا کسی صحیح تاریخ سے اس کی تاریخ کا تعین نہیں کر سکتے (ان شاء اللہ) جب کہ ہم رفع الیدین کا منسوخ نہ ہونا صحیح تاریخ سے ثابت کریں گے (ان شاء اللہ)

درج بالا روایت کی بحث سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ حنفی مقلدین کے نزدیک مطلق طور پر رکوع کرتے وقت' رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت کی رفع الیدین صحیح احادیث سے ثابت ہے اور یہ متفق علیہ بھی ہے لیکن ان کے نزدیک یہ باقی نہیں رہا۔

(نماز پیمبر از الیاس صاحب ص نمبر ۱۷۱ حاشیہ)

الحمد اللہ ہمارا یہ دعویٰ تو درست ثابت ہوا کہ رکوع کرتے وقت' رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا سنت سے ثابت ہے۔ اب رہی یہ بات کہ اب اس کا دوام ثابت کیا جائے یعنی یہ بتانا کہ ان مواقع پر رفع الیدین منسوخ نہیں ہوا ہے۔ تو یہ ان شاء اللہ ہمارے ذمے ہے۔ (اس کی تفصیل کسی دوسرے مقام پر آئے گی ان شاء اللہ)

اعتراض نمبر۲ (دوسری حقیقت)

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۷۲ پر حاشیے میں دوسری حقیقت کے بیان میں لکھتے ہیں کہ:

''رفع الیدین کی حقیقت سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق تمام احادیث کو مد نظر رکھا جائے۔ اگر مطلقاً ثبوت والے سابقہ مرحلہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو درج ذیل مقامات پر رفع یدین کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(۱) نماز کے شروع میں (۲) رکوع کرتے اور اٹھتے ہوئے (۳) سجدہ میں جاتے اور اٹھتے وقت (۴) ہر رکعت کے آغاز میں (۵) ہر تکبیر کے وقت (۶) سلام پھیرتے وقت۔

اس کے بعد الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ ''اب غور طلب امر یہ ہے کہ اگر حضرات غیر مقلدین رفع یدین کے عمل کو باقی سمجھتے ہیں تو پھر ان تمام مقامات پر رفع یدین کیوں نہیں کرتے۔ بعض جگہ کرنا اور بعض جگہ چھوڑنا اس تفریق کی کیا بنیاد''

اس کے بعد الیاس صاحب یہ چار روایات نقل کرتے ہیں جن سے مختلف مقامات پر رفع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیدین کرنا ثابت ہے۔

(الف)﴿عن انسؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود.﴾ (المحلی ج۴ص۲۹۶)

ترجمہ: ''انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدہ میں رفع یدین کرتے تھے۔''

(ب)﴿عن ابی ھریرۃؓ انہ کان یرفع یدیہ فی کل خفض ورفع﴾ (تلخیص الجبیر ج۱ص۲۱۹)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ ہر اونچ نیچ کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔''

(ج) احمد شاکر نے وائلؓ کی روایت میں بحوالہ مسند احمد نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام ہر تکبیر' ہر اٹھتے بیٹھتے وقت اور سجدوں کے درمیان رفع الیدین کرتے تھے۔''

(د) ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نماز کے شروع میں' رکوع کرتے اور اٹھتے وقت سجدہ کرتے وقت اور ہر دو رکعت کے درمیان رفع یدین کرتے'' (المحلی ج۴ص۲۹۷)

اس کے بعد الیاس صاحب دوسری حقیقت کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ ''حضرات غیر مقلدین حدیث پر عمل کے بڑے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن ان چھ مقامات میں سے اڑھائی مقامات پر نمبر(۱) نماز کے شروع۔ (۲) رکوع کرتے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے آغاز میں تو رفع یدین کرتے ہیں لیکن ہر سجدہ ہر تکبیر' ہر رکعت اور سلام کے وقت رفع یدین نہیں کرتے آخر کیوں'' اس کے بعد الیاس صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

''اب واضح ہو گیا کہ رفع یدین کی تمام روایات پر حضرات غیر مقلدین کا اپنا عمل کہاں تک ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ جو حضرات دلائل کی بنیاد پر رکوع کے وقت بھی رفع یدین نہیں کرتے ان پر تو انہیں اعتراض ہے لیکن اپنی حقیقت کی خبر نہیں۔''

''الغرض ان موخر الذکر مقامات میں غیر مقلدین جس بنیاد پر رفع یدین نہیں کرتے اسی بنیاد پر ہم رکوع کے وقت رفع یدین نہیں کرتے اور ان مقامات میں رفع یدین نہ کرنے کی بابت ان کا جو موقف ہے ہم رکوع کے وقت بھی اختیار کرتے ہیں۔''

اعتراض نمبر 2 کا جواب (دوسری حقیقت کا تجزیہ)

الیاس صاحب کی پیش کردہ روایات کا تجزیہ اس طرح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) پہلی روایت کی حقیقت یہ ہے کہ اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو بھی صحیحین یا صحاح ستہ کی روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ جب صحیحین کی حدیث اعلیٰ درجے کی حدیث ہے تو پھر اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنی پر عمل کرنا یا اس کو قابل حُجت سمجھنا صحیح نہیں ہے یہ تو حال ہوگا اس قوم کی طرح جس نے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنی کو قبول کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿.....قال اتستبدلون الذی هو ادنیٰ بالذی هو خیرٌ...... ۝﴾

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۶۱)

ترجمہ: ''۔۔۔کہا کیا بدلتے ہو وہ چیز جو وہ ناقص ہے بدلے اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے آخر تک۔''

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب ''حجتہ اللہ البالغہ'' میں کتب احادیث کے طبقے بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ شاہ صاحب اپنی کتاب (اردو ترجمہ مولانا خلیل احمد بن مولانا سراج احمد) کے باب نمبر 78 میں فرماتے ہیں۔ شاہ صاحب نے اس سلسلے میں اس باب میں تفصیل کے ساتھ کتب احادیث کے طبقات کے بارے میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب کی اس تفصیل کا خلاصہ اس طرح ہے۔

(1) شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ پہلا طبقہ جس کی احادیث صحیح، متصل مرفوع ہیں اور تواتر کے ساتھ مصنفین تک ثابت ہیں۔ ان میں تین کتابیں ہیں۔ 1۔ مؤطا امام مالک۔ 2۔ صحیح بخاری۔ 3۔ صحیح مسلم

صحیحین کے بارے میں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ''ان دونوں کتابوں کا ثبوت مصنفین تک بالتواتر ہے اور جو ان کی حالت کو نگاہ عظمت سے نہ دیکھے وہ مبتدع ہے اور مسلمانوں کے راستے سے خلاف پیروی کرنے والا ہے۔ اگر تم صحیحین کا ابن ابی شیبہ اور طحاوی کی کتابوں اور خوارزمی وغیرہ کے مسندوں سے مقابلہ کرو گے تو ان میں بعد المشرقین پاؤ گے۔'' (حجتہ اللہ البالغہ اردو ص نمبر ۲۴۹)

(ii) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دوسرے طبقے کی کتابیں مؤطا اور صحیحین کے درجہ تک نہیں پہنچی ہیں لیکن ان کے قریب قریب ہیں ان کے مصنف ثقاہت اور عدالت و حفظ میں مشہور اور معروف تھے الخ۔

دوسرے طبقے کی کتابوں میں یہ کتب احادیث شامل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) سنن ابوداؤد (ب) جامع ترمذی (ج) نسائی

(iii) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ تیسرے طبقے میں وہ مسندیں اور جوامع اور تصنیفات داخل ہیں جو بخاری ومسلم سے پہلے یا ان کے زمانہ میں یا ان کے بعد تصنیف کی گئی ہیں اور ان میں صحیح، حسن اور ضعیف اور معروف اور غریب وشاذ اور منکر وخطا اور صواب اور ثابت وغیرہ ہر قسم کی حدیثیں ہیں اور اگرچہ ان میں جہالت محض نہیں تاہم ان کے علماء کی چنداں شہرت بھی نہیں ہوئی ان احادیث کا جو ان کتابوں میں منفرد ہیں فقہا نے کچھ زیادہ استعمال نہیں کیا اور محدثین نے ان کی صحت اور سقم سے زیادہ بحث نہیں کی ان لوگوں کی یہ کوشش تھی کہ جو یادیں جمع کر دیں یہ غرض نہ تھی کہ خلاصہ کر کے مہذب صورت میں بیان کر کے عمل کے قابل بنا دیں۔ اس طبقے میں مندرجہ ذیل کتابیں شامل ہیں۔

(۱) مسند ابو علی (۲) مصنف عبد الرزاق (۳) مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ (۴) مسند عبد بن حمید (۵) طیالسی (۶) بیہقی (۷) طحاوی (۸) طبرانی

(iv) چوتھے طبقے میں وہ احادیث ہیں جن کو اکثر واعظ مبالغہ آمیز باتیں کیا کرتے ہیں اور وہ روایتیں اہل ہوا اور ضعیف راویوں سے مروی تھیں یا صحابہ یا تابعین کے وہ آثار تھے یا اسرائیلیات کے قبیلہ سے تھیں الخ۔

ان میں ابن جوزی کی ''کتاب الموضوعات'' شامل ہے (ص نمبر ۲۵۱)

(v) پانچویں طبقہ میں وہ کتابیں ہیں کہ فقہا اور صوفیاء اور مورخین وغیرہ کے درمیان شہرت رکھتی ہیں اور ان چار طبقوں میں ان کی کوئی اصل مفہوم نہیں ہوتی الخ (حجۃ اللہ البالغہ اردو ص نمبر ۲۵۱)

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ اہل علم کے ہاں ان کتابوں کی اوقات کیا ہے جن کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مقابلہ میں الیاس صاحب نے پیش کیا یا اس قسم کے بعض دوسرے لوگ پیش کرتے ہیں اور گویا قرآن مجید کی زبانی تو اس طرح ہے۔ ''قال اتستبدلون الذی ھو ادنیٰ بالذی ھو خیر۔'' (پ نمبر ۱ سورہ البقرہ)

(ب) دوسری حدیث نہیں ہے بلکہ ابو ہریرہؓ کا اثر ہے جس کو الیاس صاحب نے پیش کیا ہے۔ اگر یہاں صحیح اور مرفوع احادیث چھوڑ کر فعل ابو ہریرہؓ ہی حجت ہے تو پھر حنفی مقلدین فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں ابو ہریرہؓ کا قول اور فعل حجت کیوں نہیں مانتے فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں حنفی مقلدین کو نہ تو ابو ہریرہؓ کی روایات نظر آتی ہیں اور نہ ہی ان کے اقوال وافعال نظر آتے ہیں لہٰذا جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب حنفی مقلدین کا ابو ہریرۃؓ کے فاتحہ خلف الامام کے مسئلے کے بارے میں قول اور فعل کے بارے میں ہوگا وہی رفع الیدین کے مسئلے میں صحیح حدیث اور فعل ابو ہریرۃؓ کے بارے میں ہمارا ہوگا۔

(ج) وائل بن حجرؓ کی زیر بحث روایت بھی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے خلاف ہے اور صحاح ستہ کے علاوہ روایت ہے۔ وائل بن حجرؓ سے جو صحیح روایات آئی ہیں وہ ہمارے رفع الیدین کے دلائل میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

(د) یہ بھی عبداللہ عمرؓ کا فعل ہے اور صحیح احادیث کے خلاف ہے اس سلسلے میں ابن عمرؓ سے جو صحیح روایات آئی ہیں وہ ہمارے رفع الیدین کے دلائل میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ ''چھ مقامات میں سے اڑھائی مقامات یعنی نماز کے شروع میں، رکوع کرتے اور رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت تو رفع الیدین کرتے ہیں لیکن ہر سجدہ، ہر تکبیر، ہر رکعت اور ہر سلام کے وقت رفع الیدین نہیں کرتے آخر کیوں؟''

قارئین کرام! حنفی مقلدین کا دعویٰ کہ نماز میں تکبیر اولیٰ کے وقت ہی رفع الیدین ثابت ہے جو کہ منسوخ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ نماز میں رفع الیدین کرنا اور مقامات پر جو تھا منسوخ ہو چکا ہے اور حنفی مقلدین حجت پکڑتے ہیں سیدنا ابن مسعودؓ کی اس روایت سے جس کو وہ عام طور پر پیش کرتے ہیں اور یہی حنفی مقلدین کی سب سے مضبوط دلیل ہے نماز میں تکبیر اولیٰ کے وقت کے علاوہ رفع الیدین نہ ہونے کی اور وہ یہ ہے۔

﴿قال عبد الله بن مسعود رضی الله عنه الا اصلی بکم صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلیٰ فلم یرفع یدیه اِلّا اول مرة﴾ (ترمذی وغیرہ)

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی مسنون نماز کا طریقہ نہ بتاؤں پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور صرف نماز کی ابتدا میں رفع الیدین کیا۔''

(''بحوالہ نماز پیمبر'' از الیاس ص نمبر ۱۶۷)

ہماری حنفی مقلدین سے گذارش ہے کہ ابن مسعودؓ کی روایت صحیح نہیں ہے اس کو زیادہ سے زیادہ امام ترمذی کے مطابق حسن مانا جا سکتا ہے (واللہ اعلم) اگر ابن مسعودؓ کی یہ روایت قابل حجت ہے اور اس سے تکبیر اولیٰ کے علاوہ اور کسی جگہ پر رفع الیدین نہیں ہے بلکہ وہ منسوخ ہو چکا ہے تو پھر حنفی مقلدین کا وتروں میں قنوت کے لئے رفع الیدین کرنا اور عیدین کی تکبیروں کے ساتھ رفع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیدین کرنا کیسے مشروع ہوا جب کہ حنفی مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ابن مسعودؓ کی اس روایت سے تکبیر اولیٰ کی رفع الیدین کے علاوہ سب جگہ کی رفع الیدین منسوخ ہے آخراب حنفی مقلدین ابن مسعودؓ کی روایت کے ہوتے ہوئے وتروں میں اور عیدین کی تکبیروں کے وقت رفع الیدین کیوں کرتے ہیں حنفی مقلدین کو عیدین کی تکبیروں کے وقت رفع الیدین کرنے کے بارے میں صحیح یا حسن حدیث تو دور کی بات ہے۔ کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں مل سکی بلکہ یہاں تو اپنی رائے ہی سے کام چلایا ہے۔ جیسا کہ عیدین کی نماز کے طریقے کے بیان میں لکھا ہے کہ

''......اور ہر تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔'' (دیکھیں ''نماز پیمبر'' از الیاس صاحب ص نمبر ۲۷۶ ''طریقہ نماز عیدین'')

حالانکہ احناف کی حدیث کی کتاب ''مؤطا امام محمد'' میں بھی اس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں عبد اللہ بن عمرؓ اور مالک بن الحویرثؓ کی روایات سے رکوع کرتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا ثابت ہے اور صحیحین کی روایات ہی سے سجدہ وغیرہ میں رفع الیدین کا منسوخ ہونا ثابت ہے جیسا کہ درج ذیل صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

۱۔ ﴿عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ واذا کبر للرکوع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعھما کذلک ایضاً وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد وکان لایفعل ذلک فی السجود .﴾

(اس حدیث کے ترجے اور حوالے کے لئے دیکھیں ہمارے رفع الیدین کے دلائل میں پہلی حدیث کے بیان میں)

اس حدیث سے درج ذیل باتیں ثابت ہیں۔

(الف) تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کرنا یہ رفع الیدین سب کے نزدیک واجب ہے۔

(ب) رکوع کو جاتے وقت رفع الیدین کرنا۔ یہ عند احناف منسوخ ہو چکا ہے۔ لہٰذا حنفی مقلدین کے مطابق صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کی جائے اور اس کے علاوہ نماز میں کسی اور مقام پر رفع الیدین نہ کی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔ حنفی مقلدین کے ہاں یہ بھی منسوخ ہے۔

(د) دونوں سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہ کی جائے ہمارے نزدیک بھی صحیح یہی ہے بخاری شریف کی اسی حدیث کے مطابق سجدوں والی رفع الیدین منسوخ تصور کرتے ہیں اور اسی حدیث سے رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کو ثابت کرتے ہیں رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کا کرنا اور سجدوں کے وقت رفع الیدین نہ کرنا عندالرکوع رفع الیدین کرنے ہی سے منسوخ ہے۔

۲. ﴿ عن نافع ان ابن عمرؓ كان اذا دخل في الصلوٰة كبر ورفع يديه واذا ركع رفع يديه واذا قال سمع الله لمن حمده رفع يديه واذا اقام من الركعتين رفع يديه ورفع ذلك ابن عمرؓ الى النبي صلى الله عليه وسلم رواه حماد ابن سلمته عن ايوب عن نافع عن ابن عمرؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم ﴾

(اس حدیث کے حوالے اور ترجمے کے لئے دیکھیں ہمارے رفع الیدین کے دلائل میں حدیث نمبر 5)

اس حدیث سے جو اضافی بات معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ جب دوسری رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے اٹھا جائے تو رفع الیدین کی جائے۔

مندرجہ بالا دونوں صحیح بخاری شریف کی احادیث ہیں اور عبداللہ بن عمرؓ کی روایات ہیں ہمارا موقف الحمدللہ ان روایات سے ثابت ہے کہ

☆ تکبیر اولیٰ کی طرح رکوع کرتے ہوئے بھی رفع الیدین کی جائے۔

☆ تکبیر اولیٰ کی طرح رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع الیدین کی جائے۔

☆ جب دو رکعتیں پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے اٹھا جائے تو اس وقت بھی رفع الیدین کی جائے۔

☆ سجدہ کرتے وقت یا سجدہ سے سر اٹھاتے وقت یا دونوں سجدوں کے درمیان میں رفع الیدین نہ کی جائے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی وقت سجدہ میں یا سجدہ سے پہلے یا بعد میں مندرجہ بالا مقامات کے علاوہ بھی کسی مقام پر رفع الیدین تھا تو وہ مندرجہ بالا احادیث سے منسوخ ہو چکا ہے لہٰذا مندرجہ بالا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن احادیث سے سجدہ کے وقت کی رفع الیدین منسوخ ہوتی ہے انہیں روایات سے رکوع کرتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا اس پر دوام کی دلیل ہے۔

قارئین کرام! آپ کی دل چسپی کے لئے یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ خود احناف نے بھی عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہی سے تکبیر اولیٰ کے وقت ہاتھ اٹھانے کے لئے دلیل لی ہے۔ جیسا کہ احناف کی حدیث کی مایہ ناز کتاب ''مؤطا امام محمدؒ'' میں ہے۔

﴿اخبرنا مالک حدثنا الزهری عن سالم بن عمر ابن عبد الله بن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حذو منکبیه واذا کبر للرکوع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه الخ﴾ (مؤطا امام محمدؒ مترجم ''کتاب الصلوٰۃ'' افتتاح الصلوٰۃ حدیث نمبر ۱۰۰)

ترجمہ: ''امام مالکؒ نے ہمیں خبر دی ہے کہ ہم سے روایت کیا زہریؒ نے سالمؒ بن عمر بن عبداللہ سے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کاندھوں تک اٹھاتے جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔''

ہم کہتے ہیں کہ اگر عبداللہ بن عمرؓ کی یہ روایت منسوخ تھی تو پھر امام محمدؒ نے اس سے استدلال کیوں کیا ہے لہٰذا ان کا اس حدیث سے استدلال کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک عبداللہ بن عمرؓ کی رفع الیدین والی حدیث منسوخ نہیں ہے۔ بلکہ امام محمدؒ کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے اور امام محمدؒ کے استاد امام ابوحنیفہؒ کا بھی فرمان ہے کہ 'فقد صح عن ابی حنیفه انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی الخ'' (بحوالہ فتاویٰ دارالعلوم 'مقدمہ'' زیر عنوان 'انسانی غلطی کا تدارک'' از مفتی اعظم عارف باللہ مولانا عزیز الرحمٰن)

ترجمہ: ''۔۔۔۔صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔''

لہٰذا امام محمدؒ امام ابوحنیفہؒ کی ترجمانی کرتے ہوئے عبداللہ بن عمرؓ کی اس صحیح حدیث ہی سے تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کرنے کی دلیل لے رہے ہیں اور اس روایت سے رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین ثابت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفی مقلدین سے گذارش ہے کہ ابن عمرؓ کی روایت کو آپ کے امام محمدؒ نے صحیح سمجھا ہے اس لئے کہ انہوں نے اسے صحیح سمجھا ہے تو اس سے تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کرنے سے استدلال کیا ہے۔ لہٰذا جب وہ اس صحیح حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ تو وہ قابل اعتراض نہیں ہیں لیکن جب ہم اس حدیث سے رکوع کرتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے پر دلیل پکڑتے ہیں تو آج کل کے حنفی مقلدین کے ہاں منسوخ ہو جاتا ہے۔ یا پھر اگر آپ بھی موطا امام محمدؒ کی اس روایت کو صحیح سمجھتے ہیں تو پھر حدیث کے کچھ حصے پر عمل کرنا اور کچھ پر عمل نہ کرنا آخر کیوں۔

۳. ﴿عن ابی قلابة انهٗ رای مالک بن الحویرث اذا صلی کبر ورفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صنع هکذا.﴾

(اس حدیث کے حوالے اور ترجمے کے لئے دیکھیں ہمارے رفع الیدین کے دلائل میں حدیث نمبر۳)

سیدنا مالک بن حویرثؓ کی روایت سے درج ذیل چیزیں ثابت ہیں۔

(الف) تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کرنا۔

(ب) رکوع کرتے وقت رفع الیدین کرنا۔

(ج) رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا

الیاس صاحب نے عبداللہ بن عمرؓ اور مالک بن حویرثؓ ہی سے سجدہ کے وقت اور ہر تکبیر کے وقت بھی رفع الیدین ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ الیاس صاحب نے اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لئے پہلے تو سجدہ کے وقت، ہر تکبیر کے وقت ہر اٹھتے بیٹھتے وقت رفع الیدین ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اپنے موقف کی تائید کے لئے انہوں نے صحیحین کے مقابلے میں تیسرے طبقے کی روایات کا سہارا لیا ہے۔ جب کہ ہم نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے صحیحین سے استدلال کیا ہے۔

قارئین کرام! جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ حنفی مقلدین کو قرآن و حدیث پر عمل کرنے سے کیا غرض بلکہ ان کو تو تقلید امام عزیز ہے لہٰذا یہ تو تقلید امام کا دفاع کریں گے اور اگر یہ قرآن پر عمل کرنے سے محفوظ رہے تو اس پر عمل کر لیا اور اگر یہ حدیث پر عمل کرنے سے محفوظ رہے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث پر عمل کر لیا اور اگر قول صحابی یا فعل صحابی سے محفوظ رہے تو اس پر عمل کر لیا اور اگر کچھ بھی نہ ملے تو پھر مقلد خود ہی ''مجتہد'' بن جاتا ہے اور اپنی رائے اور قیاس سے عمل کر کے تقلید کی حفاظت کرتا ہے۔

چنانچہ رفع الیدین کے مسئلہ میں الیاس صاحب کو کوئی صحیح حدیث تو نہ مل سکی کہ جس سے ثابت کرتے کہ پہلے پہل ہر اٹھتے بیٹھے وقت رفع الیدین تھی تو انہوں نے صحابی رسول ابو ہریرہؓ کے قول کو حجت بنا لیا کیونکہ انہوں نے تقلید کی حفاظت ابو ہریرہؓ کے فعل میں سمجھی۔

جب کہ دوسری طرف فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں انہی حنفی مقلدین نے نہ تو سیدنا ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ حدیث پر عمل کیا اور نہ ہی فاتحہ خلف امام کے بارے میں ابو ہریرہؓ کے قول و فعل پر عمل کیا بلکہ ایسی صورت میں جب کسی صحابی کی روایت کردہ حدیث یا قول یا فعل اپنے امام کی تقلید کے خلاف پایا تو اس صحابی کی روایت کے بارے یا اس صحابی کے قول یا فعل کے بارے میں یہ کہہ کر ادا کر دیا کہ یہ صحابی ''غیر فقہیہ'' ہے۔

''جو چاہے تمہارا حسنِ کرشمہ ساز کرے''

فاتحہ خلف الامام کے بارے ہم بھی وہی کہیں گے جو رفع الیدین کے بارے میں حنفی مقلدین کہتے ہیں یعنی یہ کہ حنفی کہتے ہیں کہ جب راوی صحابی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے یا فتویٰ دے تو اُس راوی کی روایت کردہ حدیث کے مقابلے میں اس صحابی کے قول و فعل پر عمل کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ سمجھا جائے گا کہ راوی صحابی کو اس کی روایت کردہ حدیث کے بارے میں زیادہ علم ہے۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں سیدنا ابو ہریرہؓ حدیث کو زیادہ سمجھتے ہیں اسی لئے وہ فاتحہ خلف الامام کے قائل اور فاعل تھے اور اسی کے مطابق مقتدی کو امام کے پیچھے سری اور جہری دونوں قسم کی نمازوں میں فاتحہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

آپ نے دیکھا کہ حنفی مقلدین نے اپنے امام کی تقلید کی حفاظت کے لئے صحابہ کرامؓ کو تقسیم کر دیا کیونکہ یہی مقلدین ہی تو ہیں جنہوں نے صحابہ کے درمیان ''فقہیہ'' اور ''غیر فقہیہ'' کی تقسیم کی اور پھر ستم ظریفی تو یہ ہے کہ ان مقلدین نے ایک غیر صحابی کو صحابی پر ترجیح دینے سے بھی گریز نہ کیا اور وہ صرف اس لئے کہ وہ شخص صحابی نہیں ہے وہ اس شخص سے جو صحابی ہے اس سے زیادہ فقہیہ ہے چنانچہ یہ بات حنفی مقلدین کی درج ذیل عبارت سے ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے حنفی شارح علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی نے اپنی شرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مظاہر حق جدید'' میں ص نمبر ۵۴۴ پر ''رفع الیدین کے باب میں'' لکھتے ہیں ''منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ مکہ کے دارالخیاطین میں جمع ہوئے امام اوزاعی نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیوں نہیں کرتے؟ امام صاحب نے جواب دیا اس لئے کہ نبی ﷺ سے صحت سے اس سلسلہ میں کچھ ثابت نہیں ہے۔ امام اوزاعی نے فرمایا کہ ''مجھ سے زہریؒ نے سالمؒ کی یہ حدیث بیان کی کہ انہوں نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ تکبیر اولیٰ کے وقت' رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔'' امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ ''مجھ سے حماد نے ان سے ابراہیم نے اور ان سے علقمہ نے اور اسود نے اور ان دونوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ صرف ابتدا نماز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور دوبارہ اس طرح نہیں کرتے تھے۔'' یہ روایت سن کر امام اوزاعی نے کہا کہ میں نے تو زہری سے نقل کیا اور انہوں نے سالم سے اور انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے اور آپ اس کے مقابلہ میں حماد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابراہیم سے اور انہوں نے علقمہؒ سے نقل کیا ہے۔ یعنی میری بیان کردہ سند آپ کی بیان کردہ سند سے عالی اور افضل ہے۔''

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ ''اگر یہی بات ہے تو پھر سنو کہ حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہیں اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہہ ہیں اور اسی طرح علقمہ بھی ابن عمرؓ کے مقابلے میں فقہ میں کم نہیں ہیں یہ اور بات ہے کہ ابن عمرؓ کو نبی ﷺ کی رفاقت وصحابیت کا شرف حاصل ہے۔ نیز اسود کو بھی بہت زیادہ فضیلت حاصل ہے اور عبداللہ تو خود عبداللہ ہیں یعنی عبداللہ بن مسعودؓ کی تعریف وتصویف کیا کی جائے کہ علم فقہ میں اپنی عظمت شان اور نبی ﷺ کی رفاقت وصحبت کی سعادت وشرف کی وجہ سے مشہور ہیں۔''

چنانچہ صاحب شرح مشکوٰۃ شریف آگے لکھتے ہیں کہ ''گویا امام اوزاعیؒ نے تو اسناد کے عالی ہونے کی حیثیت سے حدیث کو ترجیح دی اور امام ابوحنیفہؒ نے راویان حدیث کے فقیہ ہونے کے اعتبار سے حدیث کو ترجیح دی۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہی اصول ہے کہ وہ فقیہ راویوں کو غیر فقیہ راویوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ جیسا کہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔''

قارئین کرام! آپ نے پڑھ لیا ہے کہ حنفی مقلدین نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور کس طرح صحابہ میں فقیہ اور غیر فقیہ کی تقسیم کی ہے اور بات یہی پر بس نہیں بلکہ ان تعصب کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارے ہوئے مقلدین نے تو غیر صحابی کو صحابی پر ترجیح دینے سے بھی گریز نہیں کیا۔

اور آیئے اب اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف اور نبی ﷺ کے فرمان کی طرف کہ وہ کس طرح صحابہ کرامؓ کی عظمت' بزرگی اور رفعت بیان کرتے ہیں کیونکہ حنفی مقلدین نے تو یہ کہتے ہوئے کہ ''علقمہ بھی ابن عمرؓ کے مقابلہ میں فقہ میں کم نہیں ہیں'' صحابہ کرامؓ کی تنقیص کرنے سے گریز نہیں کیا اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ''یہ اور بات ہے کہ ابن عمرؓ کو نبی ﷺ کی رفاقت وصحابیت کا شرف حاصل ہے'' گویا کہ اِن کے نزدیک صحابیت کا شرف کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا اگر ان کے نزدیک صحابیت کا مقام کوئی حیثیت رکھتا ہوتا تو پھر علقمہؒ کو سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے مقابلے میں اولیت دینے کی کیا ضرورت تھی تو آیئے اللہ تعالیٰ کے قرآن سے اور نبی ﷺ کے فرمان سے مختصراً صحابہ کرام کا مقام سنیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(1) صحابہ کرامؓ نبوت کے مقدمے کے گواہ ہیں۔

﴿هو الذى ارسل رسوله بالهدىٰ و دين الحق ليظهره على الدين كله و كفى بالله شهيدا ٥ محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم ...... ٥﴾ (سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۸۔۲۹)

ترجمہ: ''وہ ہے جس نے بھیجا رسول اپنے کو ساتھ ہدایت کے اور دین حق کے تو کہ غالب کرے اس کو اوپر دین سارے کے اور کفایت ہے اللہ گواہی دینے والا' محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ کہ ساتھ اس کے ہیں سخت ہیں اوپر کفار کے رحم دل ہیں درمیان اپنے''

جب صحابہ کرامؓ نبوت کے مقدمے کے گواہ ہیں تو پھر اس مقدمے کا کیا بنے گا جس مقدمے کے گواہوں پر اعتماد نہ ہو بلکہ مدعی ان گواہوں کی بجائے دوسرے لوگوں کو گواہ بنانے کی کوشش کرے جو کسی طرح اس مقدمے کے گواہ بن ہی نہ سکتے ہوں تو پھر وہ مقدمہ کس طرح جیتا جا سکتا ہے۔

(۲) صحابہ کرامِ کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے بطور کسوٹی پیش کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿و اذا قيل لهم امنوا كما امن الناس قالو انومن كما امن السفهاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الآانهم هم السفهآء ولكن لا يعلمون ○﴾ (سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۳)

ترجمہ: ''اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے ایمان لاؤ جیسا ایمان لائے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ ایمان لاویں ہم جیسا ایمان لائے ہیں بیوقوف خبردار رہو تحقیق وہی ہیں بیوقوف و لیکن نہیں جانتے۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

﴿فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا وان تولوا فانما هم في شقاق.... ○﴾ (سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۳۷)

ترجمہ: ''پس اگر ایمان لاویں ساتھ اس چیز کے کہ ایمان لائے ہو تم ساتھ اس کے پس تحقیق راہ پائی اور اگر پھر جاویں پس سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیچ خلاف کے ہیں.....''

لہٰذا جب صحابہ کرامؓ کا ایمان دوسرے لوگوں کے لئے معیار ہے تو پھر وہ لوگ کس طرح صحابہ کے رتبے کو پہنچ سکتے ہیں جو صحابی نہیں ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کا خود امتحان لیا ہے جس میں سب صحابہ کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة واجر عظيم ○﴾ (سورۃ الحجرات آیت نمبر۳)

ترجمہ: ''تحقیق جو لوگ کہ پست کرتے ہیں۔ آواز اپنی کو نزدیک رسول اللہ کے یہ لوگ ہیں وہ جو آزمایا ہے اللہ نے دلوں ان کے کو واسطے تقویٰ کے واسطے ان کے بخشش ہے اور ثواب بڑا۔''

(۴) صحابہ کرامؓ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجر کیا تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشي يريدون وجهه..... ○﴾ (سورہ کہف آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ: ''اور روک رکھ جان اپنی کو ساتھ ان لوگوں کے کہ پکارتے ہیں رب اپنے کو صبح کو اور شام کو چاہتے ہیں رضامندی اسی کی.....''

اس سے آگے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ان الذین امنوا واعملوا لصلحٰت انا لا نضیع اجر من احسن عملاً ○ اولٓئک لھم جنٰت عدن تجری من تحتھم الانھر یحلون فیھا من اساور من ذھب ویلبسون ثیابا خضرا من سندس واستبرق متکین فیھا علی الارائک نعم الثواب وحسنت مرتفقا ○﴾ (سورۃ کہف آیت نمبر ۳۰۔۳۱)

ترجمہ: ''تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے تحقیق ہم نہیں ضائع کرتے ثواب اس کا اچھا کرتے ہیں عمل یہ لوگ واسطے ان کے ہیں باغ ہمیشہ اسے کے چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں بہترین گہنا پہنائے جاویں گے بیچ اس کے کنگن سونے کے سے اور پوشاک پہنیں گے کپڑے سبز لاہی کے اور تافتے کے تکیہ ہوئے بیچ اس کے اوپر تختوں کے اچھا ہے ثواب اور اچھی ہے بہشت فائدہ اٹھانے میں۔''

یہ تو مختصراً سا خلاصہ تھا صحابہ کرامؓ کے مناقب کا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں بیان فرمائے ہیں اور اب آئیں نبی ﷺ کی حدیث کی طرف کے آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کی شان کس طرح بیان فرمائی ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔

۱. ﴿عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہٖ لو ان احد کم انفق مثل اُحدٍ ذھباً ما ادرک مد اُحد ھم ولا نصیفہ.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی ترجمہ جلد نمبر 6 ''کتاب الفضائل' باب 'تحریم سب الصحابۃ'')

ترجمہ: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مت برا کہو۔ میرے اصحاب کو مت برا کہو میرے اصحاب کو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم میں احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) تو ان کے مد (سیر بھر) یا آدھے مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔''

۲. ﴿عن ابی موسٰی قال صلینا المغرب مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قلنا لو جلسنا حتی نصلی معہ العشآء...... فقال النجوم امنۃ للسمآء فاذا ذھبت النجوم اتی السمآء ما توعدو وانا امنتہ لا صحابی فاذا ذھبت اتی اصحابی مایوعدون واصحابی امنۃ لا متی فاذا ذھب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحابی اتی امتی مایو عدون ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 6 ''کتاب الفضائل'' باب "بیان ان بقاء النبی ا امان لا صحابہ و بقاء اصحابہٖ امان للامتہ۔")

ترجمہ: ''ابوموسیٰؓ سے روایت ہے ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی پھر ہم نے کہا اگر ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء آپ ﷺ کے ساتھ پڑھیں...... پھر فرمایا تارے بچاؤ ہیں آسمان کے جب تارے مٹ جائیں گے تو آسمان پر بھی جس بات کا وعدہ ہے آ جائے گا (یعنی قیامت آ جائے گی اور آسمان پھٹ کر خراب ہو جائے گا) اور میں بچاؤ ہوں اپنے اصحاب کا جب چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر بھی وہ وقت آ جائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فتنہ فساد) اور میرے اصحاب بچاؤ میری امت کے لئے جب اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آ جائے گا جس کا وعدہ ہے۔''

خلاصہ یہ ہے کہ حنفی مقلدین قرآن' حدیث' قول وفعل صحابہ یا اپنی رائے اور قیاس میں سے جس پر عمل کرنے میں تقلید کا دفاع دیکھتے ہیں اس پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اسے ہی حجت سمجھتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ جب یہ دیکھتے ہیں کہ فلاں صحابی کی روایت یا قول وعمل ہماری حمائیت میں ہے تو اس پر عمل کر لیتے ہیں اور اسی کو حجت سمجھتے ہیں بے شک وہ صحابی ان کے نزدیک کسی دوسرے مسئلے کے حوالے سے غیر فقیہہ ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ کے حوالے سے رفع الیدین کے بارے میں ان کا یہ موقف تو نقل کر دیا کہ ''ابو ہریرہؓ ہر اونچ نیچ کے وقت نماز میں رفع الیدین کرتے تھے۔ (حالانکہ یہ کسی اعلیٰ درجے کی حدیث سے ثابت بھی نہیں ہے بلکہ یہ تو تیسرے درجے کی کتاب کی ایک روایت ہے اور وہ بھی صحابی کا اثر ہے اور یہ تیسرے طبقے کی کتابیں جو بغیر تحقیق کے قابل عمل ہی نہیں ہیں) لیکن دوسری طرف نماز ہی کے بارے میں فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں نہ تو سیدنا ابو ہریرہؓ کی حدیث کو حجت مانا اور نہ ہی ابو ہریرہؓ کے قول وفعل کو حجت سمجھا حالانکہ فاتحہ خلف الامام میں ابوھریرۃؓ کی حدیث صحیح مسلم سے ثابت ہے۔ اور اسی طرح ان کا قول اور فعل بھی صحیح مسلم شریف ہی سے ثابت ہے لیکن حنفی مقلدین اس مسئلہ میں نہ تو سیدنا ابو ہریرہؓ کی روایت کو مانتے ہیں اور نہ ہی ان کے قول وفعل پر عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس پر عمل کرنے سے تقلید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام پر زد آتی ہے۔

اعتراض نمبر 3 (تیسری حقیقت)

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۷۴ کے حاشیے میں لکھتے ہیں کہ

''غیر مقلدین یہ بھی کہتے ہیں کہ رفع الیدین کرنے کی روایات بخاری و مسلم کی ہیں جب کہ رفع الیدین نہ کرنے کی روایات دوسری کتب احادیث میں ہیں۔لہٰذا بخاری و مسلم کی روایات راجح ہوں گے۔

اس کے بعد الیاس صاحب اس تیسری حقیقت کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(1) اس مسئلہ کی تمام روایات کو پیش نظر رکھنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رفع الیدین کرنے کی روایات ابتدائی دور سے متعلق ہیں پھر ان سے کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

(2) یہ دعویٰ غلط ہے کہ رفع الیدین نہ کرنے کی روایات بخاری و مسلم میں نہیں ہیں۔ چونکہ مندرجہ بالا دلائل کے ضمن میں جابرؓ کی صحیح مسلم شریف والی حدیث بیان ہو چکی جس میں رفع الیدین سے ممانعت ہے (یہ حنفی مقلدین کی دوسری دلیل کے بیان میں آئے گا ان شاءاللہ)

(3) غیر مقلدین کا یہ اصول کہ بخاری کی روایت اس ملئے راجح ہے کہ وہ بخاری میں ہے ایک عوامی نعرہ تو ہوسکتا ہے لیکن علم حدیث سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ چونکہ حضرت امام بخاریؒ اور مسلمؒ کا یہ دعویٰ نہیں کہ انہوں نے تمام صحیح روایات کا احاطہ کرلیا ہے بلکہ احادیث صحیح کا ایک عظیم ذخیرہ ان کے علاوہ بھی موجود ہے لہٰذا جب صحیح ہونے کی صفت میں اور احادیث بھی شریک ہیں تو پھر یہ دعویٰ کیونکر صحیح ہے کہ بخاری کی روایت اس لئے راجح ہے کہ وہ بخاری میں ہے۔''

اس کے بعد الیاس صاحب ص نمبر ۱۷۵ کے حاشیے میں مزید لکھتے ہیں کہ ''نیز حضرات غیر مقلدین رفع یدین کے مسئلہ میں تو اس نعرہ کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن سورۃ فاتحہ سے پہلے اونچی بسم اللہ پڑھ کر اس نعرہ کو نظر انداز کر کے خود ہی اس کی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں۔ چونکہ بخاری و مسلم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ اور حضرات خلفاء راشدینؓ سورۃ فاتحہ سے پہلے تسمیہ اونچی آواز سے پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ لیکن غیر مقلدین پھر بھی تسمیہ اونچی پڑھتے ہیں۔ الغرض یہاں بخاری و مسلم کی روایات کو ترجیح دینے والا اصول کیوں بے اثر ہوجاتا ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض نمبر 3 کا جواب (تیسری حقیقت کا جائزہ)

(1) اس کا جواب حنفی مقلدین کی پہلی دلیل کے جواب میں آئے گا ان شاء اللہ۔

(2) اس کا جواب بھی حنفی مقلدین کی دوسری دلیل کے جواب میں آئے گا ان شاء اللہ۔

(3) یہ عوامی نعرہ نہیں بلکہ محدثین نے صحیحین کی روایات کو باقی کتب احادیث کے مقابلے میں ترجیح دی ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب ''حجتہ اللہ بالغہ'' اردو ترجمہ باب نمبر ۷۸ کتب احادیث کے طبقے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''کہ پہلا طبقہ جس کی احادیث صحیح، متصل مرفوع ہیں اور تواتر کے ساتھ مصنفین تک ثابت ہیں ان میں تین کتابیں ہیں (ا) مؤطا امام مالک (ب) صحیح بخاری (ج) اور صحیح مسلم''

دوسرا ہم کب یہ کہتے ہیں کہ بخاری و مسلم کے علاوہ اور کسی کتب احادیث میں صحیح حدیث کوئی نہیں ہے بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ بخاری و مسلم کے علاوہ اگر کوئی حدیث کسی دوسری کتاب (خصوصاً ان کتابوں میں سے جو دوسرے طبقے کی کتابیں ہیں) کی ہو تو طریقہ اس کے بارے میں یہ ہے۔

(الف) اگر صحیحین کی حدیث اور ان کے علاوہ اور کسی کتاب کی حدیث میں تضاد نہ ہو تو وہ قابل حجت ہوگی کیونکہ ایسی صورت میں اس پر عمل کرنے سے صحیحین کی روایت کی مخالفت نہیں ہوتی۔

(ب) اگر ایسی صورت ہو کہ صحیحین کی روایات اور دوسری کتاب کی کسی صحیح روایت میں بظاہر کوئی تضاد ہو تو پھر ہم کوشش کریں گے ہر ممکن صحیحین کی روایت میں اور دوسری روایت میں موافقت پیدا کی جائے۔ لہٰذا اگر موافقت کی کوئی صورت نہ نکلے تو پھر ہم صحیحین ہی کی روایت کو ترجیح دیں گے کیونکہ ان کی صحت پر کوئی شک نہیں۔

الیاس صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ غیر مقلدین رفع الیدین کے مسئلہ میں تو اس نعرہ کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن سورۃ فاتحہ سے پہلے اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھ کر اس نعرہ کو نظر انداز کر کے خود ہی اس کی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک بخاری و مسلم کی حدیث اس سلسلے میں راجح ہے اور الحمد اللہ میرا اپنا عمل صحیحین کی حدیث کے مطابق ہے یعنی میں بسم اللہ کو آہستہ آواز سے پڑھتا ہوں اور میری جماعت کے اکثر اہل علم اسی پر عمل کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض نمبر 4 (چوتھی حقیقت)

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۷۵ کے حاشیے میں چوتھی حقیقت کے بیان میں لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے الیاس صاحب کہتے ہیں کہ ''امام بخاری نے صحیح بخاری کے علاوہ جو "رسالہ قرأۃ خلف الامام" اور "رسالہ رفع الیدین" تالیف کئے ہیں ان میں صحیح بخاری والا معیار نہیں نہیں ہے۔ بلکہ ان میں ضعیف احادیث بھی ہیں لیکن غیر مقلدین کے واعظ عوام کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ان روایات کو بھی وہی مقام ہے جو صحیح بخاری شریف کا ہے۔''

اعتراض نمبر 4 کا جواب (چوتھی حقیقت کا جائزہ)

قارئین کرام! اگرچہ "رسالہ قرأۃ خلف الامام" اور "رسالہ رفع یدین" کو وہ مقام حاصل نہیں ہے۔ جو صحیح بخاری کو ہے۔ لیکن امام بخاری کا "رسالہ رفع الیدین" اور "رسالہ قراۃ خلف الامام" طحاوی اور المحلی وغیرہ تصنیفات سے تو بلند ہی ہے۔ کیونکہ امام بخاریؒ نے مجموعی طور پر اپنی تصنیفات کا معیار اعلیٰ رکھا ہے۔ اگر امام بخاریؒ کے ان دونوں رسالوں کا اتنا اعلیٰ معیار نہیں ہے تو کیا طحاوی اور المحلی وغیرہ کا ایسا بلند معیار ہے جو کہ حنفی مقلدین صحیح بخاری کے مقابلے میں ان کی روایات کو پیش کرتے ہیں۔ اگر "رسالہ قرأۃ خلف الامام" اور "رسالہ رفع الیدین" میں ضعیف احادیث بھی ہیں تو کیا صحیح اور حسن روایات بھی قابل عمل اور قابل حجت نہیں ہیں؟ الیاس صاحب کو تو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ ان دونوں رسالوں کی ضعیف روایات کو قبول نہ کرتے (کیونکہ یہ انہوں نے بھی مانا ہے کہ ان رسالوں میں صحیح اور حسن روایات بھی ہیں) بلکہ صحیح اور حسن کو قبول کرتے لیکن الیاس صاحب نے تو سرے ہی سے تقلید کے تعصب کی وجہ سے ان دونوں رسالوں کو رد کر دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ ان رسالوں کو قبول کیسے کرتے کیونکہ یہ رسالے تو صرف ایک علیحدہ مسئلہ کے لئے تصنیف ہوئے ہیں۔ حنفی مقلدین نے ان رسالوں کی ضعیف روایات کو رد کرنے کی بجائے کلی طور پر ان رسالوں کو رد کر دیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حنفی مقلدین کو صحیح، حسن اور ضعیف سے کیا غرض کیونکہ مقلدین کے لئے نہ کسی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی کسی تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ وہ تو تقلید امام پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ (اس کتاب کی تالیف کے دوران ہی یعنی ۹۹-۱۱-۱۶ کو میری اپنے دفتر سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپسی پر ایک مدرسے کے حنفی طالب علم سے ملاقات ہوگئی جب میں نے اس سے حدیث کے صحیح، حسن اور ضعیف ہونے کے حوالے سے بات کی کہ فلاں حدیث ضعیف ہے تو اس نے جواب دیا کہ بعض لوگوں کا یہ وطیرہ ہے کہ جب کسی حدیث کو اپنے مسلک کے خلاف پائیں تو اس کو ضعیف کہہ کر رد کر دیتے ہمارے لئے تو صحیح، حسن اور ضعیف کوئی معیار نہیں ہے۔ ہم تو ضعیف کو بھی حجت مانتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم تو امام ابوحنیفہؒ صاحب کے مقلد ہیں اور ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہم امام صاحب کے مقلد ہیں۔ اس لئے ہمیں کسی قسم کی کوئی تحقیق کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔)"

اعتراض نمبر 5 (چھٹی حقیقت)

الیاس فیصل صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۸۷ پر حاشیے میں چھٹی حقیقت کے بیان میں لکھتے ہیں۔

"حضرات غیر مقلدین کے علمائے کرام سادہ لوح عوام کو یہ کہہ کر بھی مرعوب کرتے ہیں کہ رکوع کرتے اور اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع الیدین کرنا چار سو احادیث میں وارد ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ رفع یدین کی روایات پچاس صحابہؓ سے منقول ہیں۔ نیز حضرات خلفائے راشدین اور عشرۂ مبشرہ سے بھی منقول ہیں۔"

اس کے بعد مذکورہ حقیقت کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

(i) "ان مقامات پر رفع یدین کے بابت چار سو احادیث کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے ویسے بھی اس بحث کو فکری میدان میں رکھنے کی بجائے حضرات غیر مقلدین سے گزارش ہے کہ عملی میدان میں اس دعوے کو ثابت کریں کہ چودہ سو سال میں کسی ایک شخص نے بھی ان چار سو روایات کو جمع کیا ہو تو وہ مجموعہ منظر عام پر لائیں یا وہ خود ان چار سو روایات کو جمع کر کے پیش کریں واضح رہے کہ قیامت تک وہ ایسا نہیں کر سکتے۔"

(ii) جہاں تک رفع یدین کی بابت پچاس صحابہ کی روایات کا تعلق ہے تو وہ نماز شروع کرتے وقت ہے۔ رکوع کرتے وقت اور اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے آغاز میں نہیں ملاحظہ ہو۔

علامہ شوکانیؒ غیر مقلد ہونے کے باوجود اس حقیقت کے معترف ہیں کہ پچاس صحابہ کرام سے جو رفع الیدین منقول ہے وہ ابتداء نماز سے متعلق ہے۔

﴿ و جمع العراقی عدد من روی رفع الیدین فی ابتداء الصلوٰۃ فبلغوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خمسین صحابیاً منهم العشرة المشهود لهم بالجنته .﴾

(نیل الاوطار جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۹۱)

ترجمہ: ''علامہ عراقی نے نماز کے شروع میں رفع الیدین کی روایات نقل کرنے والے صحابہ کو شمار کیا تو ان کی تعداد پچاس تک پہنچ گئی انہی میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ نیز علامہ صنعائی نے غیر مقلد ہونے کے باوجود "سبل السلام شرح بلوغ المرام" میں اسی حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔''

﴿قال المصنف انه روىٰ رفع اليدين فى اول الصلوٰته خمسون صحابياً منهم العشرته المشهود لهم بالجنته وروى البيهقى عن الحاكم لا تعلم سنته اتفق على روايتها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم الخلفاء الا ربعته ثم العشرته المشهود لهم بالجنته فمن بعد هم من الصحابته مع تفرقهم فى البلاد الشا سعته غير هذه السنته﴾

(سبل السلام جلد نمبر ا ص نمبر ۲۷۴)

ترجمہ: ''(شارح بخاری) ابن حجر فرماتے ہیں نماز کے شروع میں رفع یدین کی روایات کو پچاس صحابہؓ نے نقل کیا ہے جن میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور علامہ بیہقی نے حاکم کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ نماز کے شروع میں رفع یدین کا عمل ایسا ہے کہ اس کے نقل کرنے میں خلفائے راشدین عشرہ مبشرہ اور دیگر بہت سے صحابہ متفق ہیں باوجود یہ کہ وہ مختلف شہروں میں پھیل چکے تھے۔''

آگے مزید لکھتے ہیں۔

''الغرض معلوم ہوا کہ پچاس صحابہؓ سے جو رفع یدین منقول ہے وہ ابتدا نماز سے متعلق ہے اور انہی میں سے خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ بھی ہیں اب پچاس صحابہ سے رفع یدین کا ذکر کرنا اور اس کے مقام و محل کو چھپا کر یہ تاثر دینا کہ یہ رفع یدین رکوع کرتے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے شروع میں تھا۔ ایک واضح علمی خیانت اور امانت و دیانت کا خون کرنے کے مترادف ہے۔''

اعتراض نمبر 5 کا جواب (چھٹی حقیقت کے حوالے سے)

اس کا ایک جواب یہ ہے کہ الیاس فیصل صاحب نے یہ نقل نہیں کیا کہ کس شخص نے کس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ عندالرکوع رفع الیدین کی احادیث چار سو ہیں۔ البتہ اس کا ایک جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ خود حنفی مقلدین ہی کا یہ دعویٰ ہے کہ رفع الیدین کی احادیث اور آثار چار سو ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿.... لما یثبت امر الرفعات المذکورۃ و یوھن مایعارضھا ولکن یمنعنا عن ذٰلک طول الکلام اثناء المرام لو استقصینا جمیع ما یدل علی ذٰلک لما اجتمع عندنا بحمد اللّٰہ فیہ امام الائمتہ سلطان سلاطین الصنعتہ الامام ابو عبد اللّٰہ محمد بن اسمعیل البخاری رحمتہ اللّٰہ تعالٰی ولا باس بان یاتی فی ذٰلک بکلام موجز متحرزین فیہ عن سرد جمیع ادلتہ المسئلتہ والکلام فی کل معارض لھا تفصیلاً حدیثاً حدیثاً واثرا اثرا مجملین فی وصف دلیل المطلوب و مختصرین فی الجواب عن معارض لہ اعتقدہ الخصمہ فی مذھبہ فتقول وردت فی الرفع المذکور اربعمایۃ خبربین مرفوع واثر علی ما قالہ مجدالدین فیر وز آبادی فی السفر فالحدیث متواتر معنیً رواہ خمسون عن الصحابتہ فیھم العشرۃ المبشرۃؓ الخ﴾

(دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ الحبیب ص نمبر ۱۶۹ "از محمد معین سندھی حنفی شائع کردہ کراچی احیاء الادب ۱۹۵۷ء)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح حنفی مقلدین نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے کہ عندالرکوع کی رفع الیدین کی احادیث اور آثار چار سو تک ہیں اور ان احادیث کے راویوں میں سے عشرہ مبشرہ صحابہ کرامؓ بھی شامل ہیں اور گویا کہ بقول شاعر۔

انہی ہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔

﴿وذکر البخاری ایضاً انہ رواہ سبعۃ عشر رجلا الصحابتہ وذکر الحاکم و ابو القاسم بن منذہ ممن رواہ العشرۃ المبشرۃ وذکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخنا ابو الفضل الحافظ انه تبتع من رواه من الصحابته فبلغوا خمسين رجلاً.﴾

(فتح الباری عربی جلد نمبر 2 "کتاب الاذان" باب "رفع الیدین اذا کبر و اذا رکع و اذا رفع" تحت حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ص نمبر ۲۲۰)

لہٰذا حنفی مقلدین رفع الیدین کی چار سو روایات کے بارے میں اپنے اسلاف ہی سے پوچھیں جنہوں نے کہا ہے کہ رفع الیدین کی احادیث اور آثار چار سو تک ہیں اور اسی طرح عشرہ مبشرہ کے راویوں کے بارے میں بھی حنفی مقلدین اپنے اسلاف ہی سے استفسار فرمائیں۔

۱۔ رفع الیدین کی احادیث اور آثار چار سو سے زائد

نوٹ: قارئین کرام! میں یہ کتاب مکمل کرنے کے بعد کمپوزنگ کے لیے دے چکا تھا جب کہ مجھے رفع الیدین کے بارے میں محترم خالد گھرجاکھی کی کتاب "انسائیکلو پیڈیا آف اثبات رفع الیدین" ملی۔ جس میں محترم خالد گھرجاکھی صاحب نے ۴۰۰ سے زائد احادیث اور آثار ۵۰ سے زائد صحابہ کرامؓ سے نقل کئے ہیں۔ الحمد للہ یہ کتاب مرتب کر کے خالد گھرجاکھی صاحب نے حنفی مقلدین اور خصوصاً الیاس فیصل حنفی کے اس دعوے کو باطل کر دیا ہے جس میں الیاس فیصل نے دعویٰ کیا تھا کہ قیامت تک بھی کوئی غیر مقلد ان چار سو احادیث کو جمع نہیں کر سکتا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اس کتاب سے صحیح طرح استفادہ نہیں کر سکا۔ کیونکہ کتاب کمپوزنگ کے لیے جا چکی تھی اور وقت نہ ہونے کی وجہ سے تفصیل کے ساتھ اس کتاب کو نہیں پڑھ سکا۔

الیاس فیصل نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ عام طور پر یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ رفع الیدین کے راوی صحابہ ۵۰ سے زائد ہیں یہ تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین ہی کے راوی ہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے محترم خالد گھرجاکھی صاحب نے کتاب کے شروع میں "رفع الیدین میں اختلاف مذاہب" کے عنوان میں لکھا ہے۔

"احناف کا استدلال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلی رفع الیدین تاحیات کی ہے اور اس پر جو دلیلیں پیش کی ہیں وہ اکثر وہی ہیں جن میں مواضع ثلاثہ کا ذکر ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ صحابہ جن سے صرف پہلی رفع الیدین مروی ہے (یعنی صرف پہلی کا ذکر ہے اور دوسری رفع الیدین کا انہی سے دوسری جگہ ذکر ہے) پانچ صحابی بھی شمار نہیں کئے جا سکتے حالانکہ حنفیوں کا دعویٰ ہے کہ پہلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفع الیدین پچاس صحابہ سے مروی ہے اور اگر رکوع کی رفع یدین کی حدیثیں نکال دی جائیں تو ان کا دعویٰ ہی باطل ہو جاتا ہے (اثبات رفع الیدین از خالد گھر جاکھی (ص ۱۲، ۱۳) مسئلہ کے افادہ کے پیش نظر میں نے اس نوٹ کو اس کتاب میں شامل کرنا ضروری سمجھا ہے۔ (محمد شفیق احمد)

اعتراض نمبر 6 (ساتویں حقیقت)

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۸۰ کے حاشیے میں ساتویں حقیقت کے زمرے میں لکھتے ہیں کہ:

''حضرات غیر مقلدین حضرت وائل بن حجر اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایات کو بنیاد بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ حضرات آخری زمانہ میں تشریف لائے اور انہوں نے بھی آنحضور ﷺ کی نماز کی جو کیفیت بیان کی ہے اس میں رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان کے آنے تک رفع یدین کا عمل موجود تھا۔''

اس کے بعد الیاس صاحب ساتویں حقیقت کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''اگر ان حضرات کی روایات کو اس لئے بنیاد بنایا جائے کہ وہ آخر میں تشریف لائے تھے تو پھر جہاں جہاں انہوں نے رفع الیدین کا عمل نقل کیا ہے غیر مقلدین کو وہاں وہاں رفع یدین کرنا چاہیے لیکن یہ خود بھی ایسا نہیں کرتے آخر کیوں؟ چونکہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایات میں سجدہ کرتے وقت اور ہر تکبیر کے وقت بھی رفع یدین منقول ہے ملاحظہ ہو۔

۱۔ ﴿عن مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ رائی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیه فی الصلٰوته اذا رکع واذا رفع راسه من رکوعه واذا سجد واذا رفع راسه من سجودهٖ﴾ (المحلی جلد ۴ ص نمبر ۲۹۶)

ترجمہ: ''مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ رکوع کرتے اور اٹھتے وقت نیز سجدہ کرتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین کیا۔''

۲۔ ﴿عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم و فیه ....ثم سجدو وضع وجهه بین کفیه واذا رفع راسه من السجود ایضاً رفع یدیه﴾ (المحلی جلد ۴ ص ۲۹۶)

ترجمہ: ''وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اپنے چہرہ مبارک کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو بھی رفع یدین کیا۔"

اعتراض نمبر 6 کا جواب (جائزہ ساتویں حقیقت)

مندرجہ بالا دونوں روایات ان صحیح روایات کے خلاف ہیں جو مالک بن حویرثؓ اور وائل بن حجرؓ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہیں اور دونوں کی ان روایات کو جن میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رکوع کرتے وقت' رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنے کا ذکر ہے۔ ان میں سے کسی روایت میں بھی یہ نہیں ہے کہ نبی ﷺ سجدے سے پہلے اور سجدے کے بعد یا سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے' امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے مالک بن حویرثؓ اور وائل بن حجرؓ کی ان روایات کو جن میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رکوع کرتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر ہے اور ان روایات میں سجدہ کے درمیان یا سجدے سے پہلے اور سجدے میں رفع الیدین کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ مالک بن حویرثؓ اور وائل بن حجرؓ کی یہ صحیحین کی روایات بالترتیب درج ذیل ہیں۔

١. ﴿عن ابی قلابة انهٗ رای مالک بن الحویرث اذا صلی کبر و رفع یدیه و اذا اراد ان یرکع رفع یدیه و اذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول الله صلی علیه وسلم صنع هکذا.﴾

(بخاری شریف مترجم جلد 1 "کتاب الاذان" باب ۴۷۴ "رفع الیدین اذ کبر واذارکع واذا رفع" حدیث ۶۹۹)

ترجمہ: "ابی قلابہؒ سے روایت ہے کہ میں نے مالک بن حویرثؓ کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرنے لگتے تو اس وقت بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرنے لگتے تو اس وقت دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور بیان کرتے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔"

٢. ﴿عن ابی قلابة انه رایٰ مالک بن الحویرثؓ اذا صلی کبر ثم رفع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه و حدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یفعل هکذا.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ ''کتاب الصلوٰۃ'')

ترجمہ: ''ابوقلابہ کا بیان ہے کہ انہوں نے مالک بن حویرثؓ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے نماز پڑھنے کے لئے تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا اور پھر رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کیا اور رکوع سے سر اٹھا کر بھی اور بیان کیا کہ رسول اللہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔''

۳. ﴿عن مالک بن الحویرثؓ ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان اذا کبر رفع یدیه حتی یحاذی بهما اذنیه واذا رکع رفع یدیه حتی یحاذی بهما اذنیه واذا رفع راسه من الرکوع فقال سمع الله لمن حمده فعل مثل ذلک﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''مالک بن حویرثؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور رفع یدین کرتے تھے۔''

۴. ﴿عن وائل بن حجرؓ انه رایٔ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم رفع یدیه حین دخل فی الصلوٰته کبر و صف همامٌ حیال اذنیه ثم التحف بثوبه ثم وضع یدهٗ الیمنیٰ علی الیسریٰ فلمآ اراد ان یرکع اخرج یدیه من الثوب ثم رفعهما ثم کبر فرکع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع یدیه فلماسجد سجدبین کفیه.﴾

(ایضاً باب "وضع یده الیمنی علیٰ الیسریٰ بعد تکبیرة الاحرام تحت صدرهٖ فوق سرته وضعهما فی السجود علی الارض حذو منکبیه.")

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بدیں طور دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا پھر آپ ﷺ نے چادر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے اور بحالت قیام سمع الله لمن حمده پڑھ کر رفع الیدین کیا اور پھر آپ ﷺ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔"

اعتراض نمبر 7 (آٹھویں حقیقت)

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۸۱ کے حاشیے میں آٹھویں حقیقت کے بیان میں لکھتے ہیں کہ:

"ذیل میں حضرات غیر مقلدین کے چند دلائل کی تحقیق اور ان کا پس منظر بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے انہوں نے اپنی عوام سے اوجھل رکھا ہوا ہے۔"

دلیل نمبر 1

(الف) حضرات غیر مقلدین رفع یدین کے مسئلہ میں عموماً ابن عمرؓ کی روایت پیش کرتے ہیں۔ الیاس صاحب اس کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"ان روایاتؒ کے نقل کرنے والوں میں سب سے پہلا واسطہ عبداللہ بن عمرؓ ہیں جو ان روایات کا مفہوم اور پس منظر ہم سے زیادہ بہتر سمجھتے تھے لیکن ان کا اپنا عمل بھی ان روایات پر نہیں ہے ملاحظہ ہو۔

﴿عن مجاهد قال مارايت ابن عمرؓ يرفع يديه الا في اول ما يفتتح﴾

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج نمبر ۱ ص نمبر ۲۳۷)

ترجمہ: "مجاہد فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ کو ابتداء نماز کے علاوہ رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ "الغرض جب ابن عمرؓ کے زمانہ میں خود ان کے ہاں یہ روایات رفع یدین کرنے کی بنیاد نہیں تھیں تو بعد کے زمانوں میں ایسی روایات کو رفع یدین کی بنیاد کیونکر بنایا جا سکتا ہے۔ ورنہ اگر یہ روایات اپنے ظاہری مفہوم پر ہوں تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک صحابی راوی اپنی ہی بیان کردہ حدیث پر عمل نہ کریں۔"

(ب) الیاس صاحب اسی ضمن میں ص نمبر ۱۸۲ کے حاشیے میں لکھتے ہیں کہ "عبداللہ بن عمرؓ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی روایات میں اہم بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ ان کی تمام روایات کو دیکھنے سے درج ذیل مقامات پر رفع یدین کرنا ملتا ہے۔ نماز شروع کرتے ہوئے' رکوع کرتے ہوئے' اٹھتے وقت' سجدہ کرتے اور اٹھتے وقت اور ہر رکعت کے شروع میں۔"

﴿عن ابن عمرؓ انه كان يرفع يديه اذا دخل فى الصلوٰة و اذا ركع و اذا قال سمع الله لمن حمده و اذا سجد و بين الركعتين.﴾ (المحلی ج نمبر۴ ص نمبر۹۷)

ترجمہ: "ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نماز شروع کرتے وقت رکوع کرتے اور سمع الله لمن حمده کرتے وقت اور ہر دو رکعتوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔"

الیاس صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں کہ واضح رہے سند صحیح کے ساتھ ثابت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے سجدہ کے وقت رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا اسی طرح مجاہد والی روایت صحیح سے معلوم ہوا کہ ابتدا نماز کے علاوہ آپ ﷺ نے ہر موقع پر رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اسی لئے ہم حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی تمام روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے ہیں۔"

آگے چل کر الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:

"الغرض عبداللہ بن عمرؓ کی تمام روایات کو پیش نظر رکھے بغیر مسئلہ کی حقیقت سمجھ نہیں آ سکتی لہٰذا آپ کی چند روایات کو لے کر اور باقی کو نظر انداز کر کے رکوع اور تیسری رکعت کے لئے رفع یدین کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔"

دلیل نمبر 2

الیاس صاحب آٹھویں حقیقت کے بیان میں دوسری دلیل کے زمرے میں ص ۱۸۳ کے حاشیے میں لکھتے ہیں کہ:

"حضرات غیر مقلدین عموماً بیان کرتے ہیں کہ رکوع وغیرہ کے وقت رفع یدین کی روایات کثیر صحابہؓ سے مروی ہیں چھٹی حقیقت کے ضمن میں ان کے اس پروپیگنڈہ کی حقیقت تو بیان ہو چکی کہ رکوع کے وقت رفع یدین کی روایات پچاس صحابہؓ سے مروی ہیں۔ یہاں ان کے ایک دوسرے اسلوب کی تحقیق عرض کرنا مقصود ہے کہ ابوحمید ساعدیؓ نے دس صحابہؓ کی موجودگی میں نماز پڑھی اور اس میں رفع یدین کیا۔ اب حضرات غیر مقلدین تعداد بڑھانے کے لئے اس روایت میں سے دس کے عدد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو لے کر رفع یدین کا عمل نقل کرنے والے دیگر چند صحابہؓ کے ساتھ شامل کر دیتے ہیں''

اس کے بعد الیاس صاحب اس دلیل کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اگر اسی اسلوب سے تعداد کا زیادہ اندازہ لگانا ہو تو پھر ملاحظہ ہو کہ عمرؓ اور علیؓ خلیفہ المسلمین تھے مندرجہ بالا دلائل کے ضمن میں ان کا عمل گذر چکا کہ وہ ابتدائے نماز کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے اور تمام صحابہ کرامؓ مختلف اوقات میں ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے اور یہ ایک واضح دلیل ہے کہ رفع یدین کے مسئلہ میں جمہور صحابہ کا موقف بھی عمرؓ اور علیؓ والا تھا۔ کہ صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرنا چاہیے بعد میں نہیں اسی لئے امام طحاوی فرماتے ہیں۔

''عمرؓ کا رفع یدین نہ کرنا اور حضرات صحابہؓ کا انہیں اسی عمل پر رہنے دینا ایک واضح دلیل ہے۔ کہ یہی وہ صحیح بات ہے جس کی مخالفت کسی اور کو بھی نہیں کرنی چاہیے۔'' (بحوالہ طحاوی رفع الیدین)

دلیل نمبر 3

الیاس صاحب آٹھویں حقیقت کے زمرے میں تیسری دلیل کے بیان میں ص نمبر ۱۸۴ کے حاشیے میں لکھتے ہیں کہ:

''بعض لوگ سعید کی ایک ضعیف و کمزور روایت کا سہارا لے کر یہ کہتے ہیں کہ عمرؓ رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

﴿عن سعيد بن المسيبؒ قال رايت عمر بن الخطاب يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح الصلوٰته واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع .﴾

اس کے بعد الیاس صاحب مندرجہ بالا دلیل کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' یہ روایت بہت ہی کمزور اور ضعیف ہے چونکہ اس میں ایک راوی رشدین بن سعد ہے اس کی بابت محدثین کا نظریہ ملاحظہ ہو۔

''ابوزرعہؒ فرماتے ہیں کہ رشدین بن سعید ضعیف ہے جوزجانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے پاس منکر روائتیں ہوتی ہیں اور امام النسائی فرماتے ہیں کہ محدثین نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔''

(المیزان جلد ۲ ص نمبر ۴۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض نمبر 7 کا جواب (جائزہ حقیقت نمبر 8)

الیاس نے آٹھویں حقیقت کے زمرے میں جو تین دلیلیں پیش کی ہیں ان کا بالترتیب جواب ملاحظہ ہو۔

دلیل نمبر 1 کا جواب

(الف) ابن عمرؓ کی اس روایت کے بارے میں امام المحدثین امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:

﴿قال البخاری ویروی عن ابی بکر بن عیاش عن حصین عن مجاھد انه لم یرا بن عمر رضی الله عنها رفع یدیه الا فی اول التکبیر وروی عنه اهل العلم انه لم یحفظ من ابن عمر الا ان یکون سها کما یسهو الرجل فی الصلوٰته فی الشیی ء بعد الشییء کما ان اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم ربما یسهون فی الصلاة فیسلمون فی الرکعتین و فی الثلاث الاتری ان ابن عمر رضی ا لله تعالیٰ عنهما کان یرمی من لا یرفع یدیه بالحصی﴾ (جزرفع الیدین اردو ترجمہ ص نمبر ۲۵،۲۶)

ترجمہ: ''امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ ابی بکر بن عیاش حصین سے اور وہ مجاہد سے روایت کرتا ہے کہ مجاہد نے ابن عمرؓ کو پہلی تکبیر کے سوا کسی تکبیر میں رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا۔''

اس کا جواب دیتے ہوئے امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ:

''اہل علم نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ وہ ابن عمرؓ سے محفوظ نہیں کر سکا' الّا یہ کہ وہ بھول گیا ہے۔ جیسا کہ انسان نماز میں ایک کے بعد دوسری شے کو بھول جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض اوقات محمد ﷺ کے صحابہ بھولتے تھے۔ چنانچہ دو رکعت میں سلام پھیر دیتے اور تین میں سلام پھیر دیتے۔ تم دیکھتے نہیں کہ ابن عمرؓ رفع الیدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارتے تھے۔''

مجاہد کی روایت کے بارے میں یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں۔

﴿قال یحییٰ بن معینؒ حدیث ابی بکر عن حصین انماهو توهم منه لا اصل له﴾ (جزرفع الیدین ص ۲۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ’’ یحییٰ بن معینؒ نے کہا ہے حدیث ابی بکر حصین سے مروی ہے وہ وہم ہے اس کا کوئی اصل نہیں۔‘‘

مجاہدؒ کی روایت کے بارے میں امام بخاریؒ مزید فرماتے ہیں کہ:

﴿قال البخاری ولو تحقق حدیث مجاهد انه لم یر ابن عمرؓ رفع یدیه لکان حدیث طاؤس و سالم و نافع ومحارب بن دثار و ابی الزبیر حین راؤه اولٰی لان ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما رواه عن رسول الله صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فلم یکن یخالف الرسول مع ما رواه اهل العلم من اهل مکة والمدینة والیمن والعراق یرفع یدیه﴾ (جزرفع الیدین ص۳۲)

ترجمہ: ’’امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ مجاہدؒ کی وہ حدیث اگر ثابت بھی ہو جائے جس میں ہے کہ اس نے ابن عمرؓ کو رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا تو طاؤسؒ سالمؒ۔ نافعؒ۔ محاربؒ بن دثارؒ۔ ابی الزبیر حسین جنہوں نے ان کو رفع الیدین کرتے دیکھا ان کی حدیث عمل کے زیادہ لائق ہوگی۔ اس لئے کہ ابن عمرؓ نے رفع الیدین کے مسئلہ کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہیں کرسکتے مزید یہ کہ مکہ مدینہ یمن، عراق کے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ وہ رفع الیدین کرتے تھے۔‘‘

(ب) ابن عمرؓ کی اس روایت کے بارے میں (جس میں سجدہ کو جاتے وقت رفع الیدین کا ذکر بھی ہے) امام المحدثین امام بخاریؒ نے فرمایا ہے۔

﴿وعن الزهری عن سالم عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالٰی عنهما مثله وزاد وکیع عن العمری عن نافع عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم انه کان یرفع یدیه اذا رکع واذا سجده قال البخاری والمحفوظ ماروی عبید الله وایوب و مالک وابن جریج واللیث وعدة من اهل الحجاز واهل العراق عن نافع عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما فی رفع الایدی عند الرکوع واذا رفع راسه من الرکوع ولو صح الحدیث العمری عن نافع عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما لم یکن مخالفا لاوّل لان اولئک قالوا اذا رفع راسه من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرکوع فلو ثبت لا ستعملنا کلیهما و لیس هذا من الخلاف الذی یخالف بعضهم بعض لان هذه زیادة فی الفعل و الزیادة مقبولته اذا ثبت ﷺ (جزء ص ۵۷'۵۸)

ترجمہ: ''زہری سے اور انہوں نے سالم سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایسے ہی بیان کیا ہے وکیع نے العمری سے اور انہوں نے نافع سے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے کہ آپ رفع الیدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور السجدہ کرتے۔''

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:

''محفوظ وہی روایت ہے۔ جو عبیداللہ' ایوبؒ' مالکؒ' ابن جریجؒ' لیثؒ' بے شمار اہل حجاز اور اہل عراق نے نافعؒ سے اس نے ابن عمرؓ سے رفع الیدین کے بارے میں بیان کی ہے کہ وہ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہے۔ اگر العمری کی حدیث جو اس نے نافعؒ سے اس نے ابن عمرؓ سے روایت کی صحیح ثابت ہو جائے تو وہ پہلی حدیث کے مخالف نہیں ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے ''اذا رفع راسه عن الرکوع'' روایت کی ہے۔ یعنی رکوع سے اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ بشرط ثبوت ہم ہر دو احادیث پر عمل کریں گے اور یہ ایسا خلاف نہیں ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہو اس لئے کہ یہ فعل میں زیادتی کا بیان ہے جب ثبوت مہیا ہو جائے تو زیادہ بات بیان کی ہوئی مقبول ہوتی ہے۔''

قارئین کرام! آپ نے پڑھ لیا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک وہ روایات ثابت ہی نہیں ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ ابن عمرؓ سجدہ کے وقت بھی رفع الیدین کرتے تھے بلکہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن عمرؓ سے وہ روایت صحیح ثابت ہے جس میں بیان ہے کہ ابن عمرؓ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔

مزید یہ کہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر ابن عمرؓ کی یہ روایت جس میں سجدہ کے وقت رفع الیدین آیا ہے ثابت ہو جائے تو ہم دونوں پر عمل کریں گے کیونکہ اس لئے کہ اس میں ایک فعل کی زیادتی ہے اور ثبوت مہیا ہونے پر زیادہ بات بیان کی ہوئی مقبول ہوتی ہے۔

الغرض ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ اگر عبداللہ عمرؓ کی ان روایات ہی کو سامنے رکھا جائے جو صحاح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستہ میں بیان ہوئی ہیں (اور اس کے علاوہ مؤطا امام مالکؒ اور مؤطا امام محمدؒ کو بھی شامل کر لیا جائے) تو ان سب روایات کے مقابلے میں کوئی بھی ایک صحیح حدیث نہیں ہے جس سے عبداللہ بن عمرؓ سے عند رکوع رفع الیدین کے علاوہ سجدہ کی رفع الیدین ثابت ہو۔ تو پھر حنفی مقلدین ان گنتی کی چند روایات کے بدلے میں (اور وہ بھی صحیح ثابت نہیں ہیں) ان کثیر روایات کو جو صحاح ستہ' مؤطا امام مالک اور مؤطا امام محمد وغیرہ میں آئی ہیں کیوں نظر انداز کر رہے ہیں جو پچیس روایات ہیں اور یہ صرف وہ روایات ہیں جو صحاح ستہ اور مؤطا امام مالک اور مؤطا محمد کی ہیں اور مقلدین کو یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ عند الرکوع کی رفع الیدین کے بارے میں جتنی کثیر روایات سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایات ہیں شاید ہی کسی اور سے اس قدر روایات آئی ہوں اور اس سے قبل بیان ہو چکا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ تو اس شخص کو کنکریاں مارا کرتے تھے جو رفع الیدین نہیں کرتا تھا۔

دلیل نمبر 2 کا جواب (آٹھویں حقیقت سے)

الیاس صاحب اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ غیر مقلدین رکوع وغیرہ کی رفع الیدین کی روایات کے بارے میں کہتے ہیں کہ کثیر صحابہؓ سے مروی ہیں اور اس سلسلے میں تعداد بڑھانے کے لئے ابو حمید ساعدیؓ کی اس روایت کو بھی پیش کرتے ہیں جس میں ذکر ہے کہ ابو حمید ساعدیؓ نے دس صحابہؓ کی جماعت کے سامنے نماز پڑھی اور اس میں رفع الیدین کیا۔

تو اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ یہاں تو حنفی مقلدین دس یا گیارہ کی بات کر رہے ہیں ہم تو عند الرکوع رفع الدین کرنے کے بارے میں سب صحابہؓ کی بات کرتے ہیں یعنی ہم تو اجماع صحابہ کے قائل ہیں ملاحظہ ہو۔

﴿قال ابو عبد الله و لم يثبت عند اهل النظر ممن ادركنا من اهل الحجاز واهل العراق منهم عبد الله بن الزبير وعلى بن عبد الله بن جعفر و يحيى بن معين و احمد بن حنبل و اسحاق ابن راهويه هولاء اهل العلم من بين اهل زمانهم فلم يثبت عند احد منهم علم فى ترك رفع الايدے عن النبى ﷺ ولا عن احد من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم انه لم يرفع يديه﴾ (جزء رفع الیدین ص نمبر ۴۰،۴۱)

ترجمہ: ''ابو عبداللہ یعنی امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ اہل نظر جن کو ہم نے اہل عراق اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حجاز سے پایا ہے ان میں سے بعض کے یہ نام ہیں عبداللہ بن زبیر، علی بن عبداللہ بن جعفر، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ یہ سب کے سب اپنے اپنے دور کے صاحب علم ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے ترک رفع الیدین ثابت نہیں ہے اور نہ کسی صحابی سے ثابت ہے کہ اس نے رفع الیدین نہ کی ہو۔"

ایک دوسرے مقام پر امام بخاریؒ اجماع صحابہؓ عندالرکوع رفع الیدین کے بارے میں اس طرح نقل کرتے ہیں۔

﴿ولم یثبت عن احد من اصحاب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ لایرفع یدیہ ولیس اسانیدہ اصح من رفع الایدی﴾

(جزرفع الیدین ص نمبر ۵۵)

ترجمہ: "کسی ایک صحابی سے ثابت نہیں ہے کہ اس نے رفع الیدین نہ کی ہو اور جن احادیث میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے ان کی اسناد ان احادیث سے زیادہ صحیح نہیں ہیں جن میں رفع الیدین کا بیان ہے۔"

الیاس صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ عمرؓ اور علیؓ دونوں صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے تمام صحابہؓ بھی شامل ہیں تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ سیدنا عمرؓ اور سیدنا علیؓ سے رفع الیدین کرنے کے بارے میں روایات بھی آئی ہیں اور ان کا اپنا عمل بھی عندالرکوع رفع الیدین کرنا ہی ہے' ,رتمام صحابہ مختلف اوقات میں عمرؓ اور علیؓ کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہوں گے اور وہ بھی اسی طرح نمازیں پڑھتے ہوں گے۔

امام بخاریؒ نے جن سترہ صحابہ سے عندالرکوع رفع الیدین کرنا روایت کیا ہے ان میں سیدنا عمرؓ اور سیدنا علیؓ بھی شامل ہیں ملاحظہ ہو۔

﴿وقال البخاری و کذلک یروی عن سبعۃ عشر نفسامن اصحاب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم انھم کانوا یرفعون ایدیھم عند الرکوع و عندالرفع منہ ابو قتادۃ الانصاری و ابو اسید الساعدی البدری و محمد بن مسلمۃ البدری و سھل بن سعد الساعدی و عبد اللّٰہ بن عمر بن الخطاب و عبد اللّٰہ بن عباس بن عبد المطلب الھاشمی و انس بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو ھریرۃ الدوسی و عبد اللہ بن عمر بن العاص و عبد اللّٰہ بن الزبیر بن العوام القرشی و وائل بن حجر الحضری و مالک بن الحویرث و ابو موسٰی الاشعری و ابو حمید الساعدی الانصاری و عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب وام الدرداء رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم ﴾ (جزء ص نمبر۱۴)

ترجمہ: ’’امام بخاری نے بیان کیا کہ سترہ صحابہؓ سے روایت ہے کہ بے شک وہ رکوع کو جاتے رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور وہ یہ ہیں۔‘‘

(۱) ابوقتادہ انصاری (۲) ابواسید ساعدی (۳) محمد بن مسلمہ بدری (۴) سہل بن سعد ساعدی (۵) عبد اللہ بن عمر بن الخطاب (۶) عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی (۷) انس بن مالک (خادم رسول اللہ ﷺ) (۸) وابو ہریرہ الدوسی (۹) عبداللہ بن عمرو بن العاص (۱۰) عبداللہ بن زبیر بن العوام القرشی (۱۱) وائل بن حجر الحضری (۱۲) مالک بن الحویرث (۱۳) ابوموسیٰ الاشعری (۱۴) ابوحمید الساعدی الانصاری (۱۵) عمر بن الخطاب (۱۶) علی بن ابی طالب (۱۷) ام الدرداء رضی اللہ عنہم۔

مزید اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو کہ تعامل صحابہؓ کیا تھا۔

﴿قال الحسن و حمید بن ھلال .... کان اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یرفعون ایدیھم لم یستثن احداً من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم دون احدولم یثبت عند اھل العلم عن احد من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔﴾ (جزص نمبر۱۵)

ترجمہ: ’’حسن بصریؒ اور حمید بن ہلال نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہؓ رفع الیدین کرتے تھے انہوں نے کسی صحابی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور اہل علم کے نزدیک بھی (استثناء) کسی ایک صحابیؓ سے ثابت نہیں۔‘‘

دلیل نمبر 3 کا جواب (آٹھویں حقیقت کے حوالے سے)

اس کا جواب دوسری دلیل کے بیان میں گذر چکا ہے کہ سیدنا عمر بن خطابؓ رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض نمبر 8 (پانچویں حقیقت)

الیاس فیصل صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۷۶ کے حاشیے میں پانچویں حقیقت کے بیان میں لکھتے ہیں۔

''حضرات غیر مقلدین عوامی محفلوں میں تو یہ تاثر پھیلاتے ہیں کہ رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں لیکن میدان تحقیق اور علمی محافل میں وہ بھی یہ حقیقت ماننے پر مجبور ہیں کہ رفع یدین نہ کرنا بھی آنحضور ﷺ سے ثابت ہے ملاحظہ ہو۔''

(1) مشہور غیر مقلد عالم سید نذیر حسین دہلویؒ لکھتے ہیں ''علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا تعصب اور جہالت سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔۔۔۔ (آگے دلائل کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں) قصہ مختصر کہ رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونوں مروی ہیں (فتاویٰ نذیریہ ج ا صفحہ ۱۴۱، ۱۴۴)

(2) حضرات غیر مقلدین کے مشہور محقق مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب نسائی شریف کی تعلیقات میں لکھتے ہیں۔

﴿فالوجه أن الحديث ثابت لكن يكفي في اضافته الصلوٰة الى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كو نه صلى هذه الصلوٰة احياناً وان كان المتبادر الاعتبار و الدوام فيجب العمل على كونها كانت أحيانا توفيقاً بين الادلته و د فعاً للتعارض و على هذا فيجوز أنه صلى اللّٰه عليه وسلم ترك الرفع عند الركوع و عند الرفع اما لكون الترك سنته كالفعل اؤالبيان الجواز..... والا نصاف في هذا المقام أنه لا سبيل الى رد روايات الرفع بروايته ابن مسعوٗد و فعله واصحابه و دعوىٰ عدم الثبوت الرفع ولا الى رد روايات الترك بالكليته و دعوىٰ عدم ثبوته﴾

(التعلیقات السلفیہ صفحہ ۱۲۳، ۱۲۶)

''حقیقت یہ ہے کہ مندرجہ بالا حدیث ثابت ہے اور اس سے واضح طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ ہمیشہ رفع الیدین کئے بغیر نماز پڑھتے تھے تا کہ دونوں طرح کی احادیث میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارض نہ رہے لہٰذا یہ صحیح ہے کہ آنحضور ﷺ نے رکوع کے لئے جاتے اور اٹھتے ہوئے رفع یدین نہیں کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں سنت ہیں یا یہ بتانے کے لئے کہ رفع یدین نہ کرنا بھی جائز ہے (مولانا مزید لکھتے ہیں کہ) اس مسئلہ میں انصاف کی بات یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث اور ان کے عمل کی وجہ سے رفع یدین والی روایات کو رد نہیں کیا جا سکتا اور یہ بھی انصاف کی بات ہے کہ رفع یدین نہ کرنے والی روایات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ رفع یدین نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔''

(3) احمد شاکر نے بھی غیر مقلد ہونے کے باوجود اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے لیکن رفع یدین کے عمل کو یوں ترجیح دی ہے کہ جب بعض احادیث سے ایک مسئلہ ثابت ہوتا ہو اور بعض سے اس کی نفی ہوتی ہو تو ثبوت والی روایات راجح ہوں گی، وہ تحقیق ترمذی میں لکھتے ہیں۔

﴿ولیس فی راویته من رویٰ ترک الرفع الا ما قلنا أن المثبت مقدم علی النافی﴾ (ترمذی محقق ج ۲ صفحہ ۴۲)

کہ جن روایات میں رفع یدین نہ کرنے کا ذکر ہے ان میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔ پس آ جا کے یہی کہہ سکتے ہیں کہ رفع یدین ثابت کرنے والی روایات ان روایت پر راجح ہیں جن میں رفع یدین کی نفی ہے۔

اس کے بعد مندرجہ بالا عبارتوں کا ''تجزیہ'' پیش کرتے ہوئے الیاس صاحب لکھتے ہیں۔

''یہ تو ثابت ہو گیا کہ حضرات غیر مقلدین کے ذمہ دار علماء بھی یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ رفع یدین نہ کرنا بھی سنت ہے اور احادیث سے ثابت ہے رہا ثبوت و نفی کا یہ اصول تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ احادیث صحیحہ میں سجدہ وغیرہ کے وقت رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں۔ لہٰذا مندرجہ بالا اصول کے مطابق رفع یدین کے ثبوت والی روایات کو ترجیح دے کر غیر مقلدین کو ان تمام مقامات پر بھی رفع الیدین کرنا چاہئے حالانکہ وہ خود بھی ان مقامات پر رفع الیدین نہیں کرتے آخر یہ اصول یہاں کیوں بے اثر ہو جاتا ہے۔ الغرض جو اصول سجدہ وغیرہ کے وقت رفع یدین کی ترجیح میں اثر انداز نہیں ہوتا وہ صرف رکوع کے وقت رفع یدین کی ترجیح کا باعث کیونکر بن سکتا ہے۔

(صفحہ نمبر ۱۷۷۔۱۷۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض نمبر 8 کا جواب (پانچویں حقیقت کے حوالے سے)

(الف) فتاویٰ نذیریہ کی زیر بحث عبارت تو مجھے مل نہیں سکی البتہ فتاویٰ نذیریہ میں "کتاب الصلوۃ" جلد نمبر 1 میں یہ عبارت ملی ہے۔

س۔ "رفع یدین رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھا کر اور دوسری رکعت سے کھڑے ہو کر کرنا احادیث صحیحہ مرفوعہ غیر منسوخ سے ثابت ہے یا نہیں اور اس کا کیا حکم ہے۔"

ج۔ رفع یدین تینوں حالتوں میں احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے۔ ﴿عن نافع عن ابن عمر كان اذا دخل في الصلوته كبر و رفع يديه و اذا ركع رفع يديه و اذا قال سمع الله لمن حمده رفع يديه و اذا قام من الركعتين رفع يديه ورفع ذلك ابن عمر الى النبى صلى الله عليه وسلم راوه البخارى﴾ اور سوائے ابن مسعودؓ کے روایت کیا حدیث رفع یدین کو عمر و علی' وائل بن حجر و مالک بن الحویرث وانس وابو ہریرہ وابو حمید وابو سعید و سہل بن سعد و محمد بن سلمہ وابو قتادہ ابو موسیٰ اشعری و جابر و عمرو للیثی رضی اللہ عنہم نے اور اکثر صحابہ و تابعین و محدثین کا اسی پر عمل ہے جیسا کہ ترمذی میں مذکور ہے اور اس کا نسخ کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں ہے پس جب کہ حضرت ﷺ سے اس کا ثبوت پایا گیا اور اصحاب حضرت بھی اس کو عمل میں لائے تو بے شک اس صورت میں اس پر عمل کرنے والا ماجور اور مصیب ہوگا۔ شیخ ولی اللہ دہلویؒ حجتہ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں "والذى يرفع احب الى ممن لا يرفع انتهى"

(فتاویٰ نذیریہ از سید نذیر حسن دہلویؒ)

(2) تعلیقات سلفیہ شرح سنن نسائی عربی میں عطا اللہ حنیفؒ صاحب لکھتے ہیں۔

﴿قوله ثم لم يعد قد تكلم ناس في ثبوت هذا الحديث و القوى انه ثابت من روايته عبد الله بن مسعودؓ نعم قد روى من روايته البراء لكن التحقيق عدم ثبوته من روايته البراء فالوجه أن الحديث ثابت لكن يكفي في اضافته الصلوته الى رسول الله صلى الله عليه وسلم كونه صلى هذا الصلوته احياناً وان كان المتبادرا لاعتبار والدوام فيجب العمل على كونها كانت أحيانا توفيقاً بين الأدلته و رفعاً للتعارض وعلى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ھذا فیجوز انہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک الرفع عند الرکوع و عند الرفع امالکون الترک سنتہ کالفعل اؤالبیان الجواز فالسنتہ ھی الرفع لا الترک واللہ تعالٰی اعلم﴾ (عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کا حاشیہ نمبر۴)

قارئین کرام! زیر بحث عبارت کے خط کشیدہ الفاظ جن کو الیاس صاحب نے تو بیان نہیں کیا ہے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترک رفع الیدین کی جو روایت سیدنا براء بن عاربؓ سے آئی ہے وہ ثابت نہیں ہے اور پھر عطاء اللہ حنیفؒ کے الفاظ "فالسنتہ ھی الرفع لا الترک" بھی الیاس صاحب جیسے لوگوں کے لئے قابل غور ہیں کہ عطاء اللہ حنیفؒ کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ عندالرکوع اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا ہی سنت ہے نہ کرنا سنت نہیں ہے۔

اس کے بعد آگے چل کر عطاء اللہ حنیفؒ صاحب لکھتے ہیں۔

﴿والثالث ما نقلہ الزیلعی عن الفقیہ ابی بکر بن اسحاق انہ قال ماذکرہ ابراھیم علۃ لایساوی، سماعھا لان رفع الیدین قد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عن الخلفاء الرشدین ثم عن الصحابۃ و التابعین و لیس و نسیان ابن مسعود کذلک کما یستغرب فقد نسی من القراٰن مالم یختلف المسامون فیہ وھو المعوذتان و نسی ما اتفق العلماء علی نسخکا لتطبیق فی الرکوع و قیام الاثنین خلف الامام و نسی کیفیۃ جمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعرفتہ ونسی ما لم یختلف العلماء فیہ من وضح المرفق والساعد علی الارض فی السجود ونسی کیف قرأ رسول اللہ "وما خلق الذکر والانثی" واذا جاز علی ابن مسعودؓ ان ینسی مثل ھذا فی الصلوٰۃ کیف لایجوز مثلہ فی رفع الیدین انتھٰی والربع ان وائلاً لیس بمنفرد فی روایۃ الرفع عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل قد اشترک مع جمع کثیر کما ذکرہ سابقابل لیس فی الصحابۃ من روی ترک رفع فقط الا ابن مسعود و اما من علاھم فمنھم من لم تروعنہ الا روایۃ الرفع و منھم من روی عنہ حدیث الرفع وترکہ کلیھا کا بن عمرو البراء ارا ان اسانید روایۃ الرفع اوتق واثبت فعند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلک لو عورض کلام ابراھیم بانه یستبعد ان یکون ترک الرفع حفظ ابن مسعود فقط ولم یحفظ من اعلاہ من اجلة الصحابة الذین کانوا مصاحبین الرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مثل مصاحبة ابن مسعود او اکثر لکان له وجه الخامس انه لا یلزم من ترک ابن مسعود الرفع واصحابه عدم ثبوت روایة وائل فیجوزان یکون ترکهم لانهم رأواالرفع غیر لازم لا لانه غیر ثابت اولا نهم رجعوا احدالفعلین الثآبتین عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الرفع والترک فلاوموا علیه و ترکوا الاخر ولا یلزم منه بطلان الاخر والسادس انه قداخذ ابن مسعود باتطبیق فی الرکوع وداوم علیه اصحابه وکذٰلک اخذ والقیام الامام فی الوسط اذا کان من یقتدی به اثنین مع ثبوت ترک ذٰلک عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم و عن جمهور اصحابه بعدہ باسنید صحاح فلم لا یعتبر فعل ابن مسعود فی ھذین الا مرین و امثال ذٰلک فما ھوالجواب ھناک ھوالجواب ھھنا ولانصاف فی ھذا المقام أنه لا سبیل الٰی رد روایات الرفع بروایة بن مسعود وفعله واصحابه و دعوٰی عدم الثبوت الرفع ولا الٰی رد روایات الترک بالکلیة و دعوٰی عدم ثبوته»

(التعلیقات السلفیہ شرح نسائی عربی)

مذکورہ عبارت میں خط کشیدہ الفاظ کو ہی الیاس فیصل صاحب نے نقل کیا ہے۔لہٰذا جب ہم مذکورہ عبارت جس کو میں نے اوپر نقل کیا ہے اس کا بغور مطالعہ کریں تو کئی باتیں ملتی ہیں چنانچہ مذکورہ عبارت کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

رفع الیدین کرنا نبی علیہ السلام خلفا الرشدین اور دوسرے صحابہ اور تابعین کے نزدیک صحیح ہے اور اس میں ابن مسعودؓ کی طرح کوئی بھولا نہیں ہے۔ جب کہ ابن مسعودؓ کا اس کے علاوہ (یعنی عند الرکوع کی رفع الیدین) قرآن مجید سے معوذتین کا بھولنا بھی ثابت ہے جب کہ علماء اس پر متفق ہیں۔۔۔۔ لہٰذا جب مذکورہ کئی مقامات پر ابن مسعودؓ کا بھولنا ثابت ہے تو پھر اس طرح ان کا رفع یدین کا بھولنا کیونکر جائز نہیں ہے' انتہیٰ' اور پھر یہ بات بھی وائل بن حجرؓ نبی علیہ السلام سے عند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرکوع کی رفع الیدین میں منفرد نہیں ہیں بلکہ کثیر صحابہ ان کے ساتھ ہیں۔ (جیسا کہ میں نے اوپر فتاویٰ نذیریہ کے حوالے سے بھی کم وبیش چودہ اصحاب کے نام ذکر کئے ہیں) جیسا کہ اس سے قبل یہ بیان ہو چکا ہے کہ ابن مسعودؓ کے علاوہ صحابہ میں کوئی ایسا نہیں جس نے ترک رفع الیدین روایت کیا ہو۔

ابن مسعودؓ کے علاوہ ترک رفع الیدین کی جو روایات ابن عمرؓ اور البراءؓ سے آئی ہیں ان کی اسانید رفع الیدین کرنے والی روایات کے مقابلے میں صحیح نہیں ہیں۔۔۔ (مذکورہ کئی مسائل کا) نبی علیہ السلام اور جمہور صحابہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں اور ان امور میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کا فعل معتبر نہیں ہے۔ یہی مثال ہے عندالرکوع کی رفع الیدین کی لہٰذا جو جواب عبداللہ بن مسعودؓ کے ان امور کا ہوگا وہی جواب عندالرکوع کی رفع الیدین کا ہوگا (اس سے آگے والی عبارت کا ترجمہ اوپر الیاس صاحب کے اعتراض کے حوالے سے گذر چکا ہے)

الیاس فیصل صاحب کا کہنا ہے کہ ترک رفع الیدین بھی ثابت ہے تو اس سلسلے میں گذارش ہے کہ کسی چیز کا کسی وقت ہونا یا نہ ہونا ثابت ہونا ایک حقیقت ہے جب کہ ان میں سے کسی ایک چیز کا دوام ثابت ہونا ایک علیحدہ حقیقت ہے اور عندالرکوع رفع یدین کرنا تو حنفی مقلدین کے نزدیک بھی ثابت ہے لیکن اس کے دوام کو وہ نہیں مانتے جب کہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مقام ثلاثہ پر رفع الیدین کرنا نہ صرف نبی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب سے ثابت ہے بلکہ اس کا دوام بھی ثابت ہے اور یہ کسی صحیح روایت اور کسی صحیح تاریخ سے منسوخ ثابت نہیں ہوتا اور ہم یہ بات آنے والے صفحات میں ثابت کریں گے کہ مقام ثلاثہ کا رفع الیدین منسوخ نہیں ہے بلکہ اس کا دوام اور صحیح ہونا نبی علیہ السلام کے آخری ایام تک ثابت ہے ان شاء اللہ۔

(3) ترمذی تحقیق کے حوالے سے الیاس صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے اس کے ساتھ اس کے قبل کی عبارت کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ وهذا الحديث صحيحه ابن حزم وغيره من الحفاظ وهو حديث صحيح وماقالوه في تعليله ليس بعلته ولكنه لا يدلي ترك الرفع في المواضع الاخرى لانه نفي والاحاديث الدالته على الرفع اثبات والاثبات مقدم ولان الرفع سنته وقد يتركها مرته أو مراراً ولكن الفعل الاغلب والاكثر هو السنته وهو الرفع عند الركوع و عند الرفع منه. ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وقد جعل العلماء الحفاظ المتقدمون هذه المسئلته مسئله رفع اليدين عند الركوع و عند الرفع منه من مسائل الخلاف العويصته و الف فيها بعضهم اجزاء مستقلته ثم تبعهم من بعد هم في خلافهم و تعصب كل فريق لقوله حتى خرجوا بهاعن حدابعث الي حدالعصبية و التراشق بالكلام و ذهبوا يصححون بعض الاسانيد او يحضعفون انتصاراً لمذاهبهم وتركوا او كثير منهم سبيل الانصاف و التحقيق و المسئلته باحاديث صحاح جدا وليس في روايته من روى ترك الرفع الا ماقلنا ان المثبت مقدم على النافي﴾

(سنن الترمذی تحقیق محمد احمد شاکر باب "ماجاء ان النبیؐ الم يرفع الافي اول مرة" تحت حدیث ابن مسعودؓ)

قارئین کرام! اوپر والی عبارت میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ "رفع الیدین نہ کرنا بھی سنت ہے" بلکہ مذکورہ عبارت کے الفاظ "ولان الرفع سنته وقديتركها مرته او مرارا ولكن الفعل الاغلب والا كثر هوالسنته وهو الرفع عند الركوع و عند الرفع منه" سے عند الرکوع رفع الیدین کرنا ہی سنت ہے نہ کہ نہ کرنا سنت ہے کیونکہ یہی بات نبی ﷺ کے غالب اور اکثر فعل سے ثابت ہے۔

اور الیاس صاحب کا یہ کہنا کہ "رہا ثبوت ونفی کا اصول ۔۔۔" تو اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ جن احادیث میں سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین آیا ہے ان کی صحت ان احادیث سے اچھی نہیں جن میں سجدے کے وقت رفع الیدین کی ممانعت آئی ہے یا جن میں عند الرکوع کی رفع الیدین کرنا منقول ہوا ہے۔ سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کا انحصار عام طور پر ان روایات پر بیان کیا جاتا ہے۔

﴿اخبرنا محمد بن لمثنى قال حدثنا ابن ابى عدى عن شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرثؓ انه راى النبى صلى الله عليه وسلم رفع يديه فى صلاته واذاركع رفع راسه من الركوع واذا سجد واذا رفع راسه من السجود حتى يحاذى بهما فروع اذنيه﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 "كتاب الافتتاح" باب "رفع اليدين للسجود")

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے اگلی روایت اس سند سے ہے۔

﴿حدثنا محمد بن المثنیٰ قال حدثنا عبدالاعلیٰ قال حدثنا سعید عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرثؓ.... الخ﴾ (ایضاً)

اس سے اگلی روایت اس سند سے ہے۔

﴿اخبرنا محمد بن المثنیٰ قال حدثنا معاذ بن ہشام قال حدثنی ابی عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرثؓ .....الخ﴾ (ایضاً)

نوٹ: ''اختصار کے پیش نظر اوپر دونوں روایات کی صرف سند ہی نقل کی گئی ہے باقی الفاظ کم وبیش وہی ہیں جو مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی اس باب کی پہلی حدیث میں بیان ہوئے ہیں جن کو میں نے پوری سند اور متن کے ساتھ اُوپر نقل کیا ہے۔

مذکورہ تینوں روایات جو سنن نسائی کی سیدنا مالک بن حویرثؓ سے بیان کی گئی ہیں ان میں سجدے کو جاتے وقت اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع الیدین بیان ہوا ہے۔ ان کے علاوہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بھی سجدہ کرتے وقت رفع الیدین کرنا بیان کیا جاتا ہے چنانچہ روایت میں ہے۔

﴿حدثنا عبید اللّٰہ بن عمر بن میسرۃ ثنا عبد الوارث بن سعید ثنا محمد بن حجادتہ حدثنی عبد الجبار بن وائل بن حجرؓ قال کنت غلاماً لا اقل صلٰوتہ ابی فحدثنی وائل بن علقمتہ عن ابی وائل بن حجرؓ قال صلیت مع رسول اللّٰہ ﷺ فکان اذا کبر رفع یدیہ قال ثم التحف ثم اخذشما لہ بیمینہٖ وادخل یدیہ فی ثوبہٖ قال فاذا اردان یرکع اخرج یدیہ ثم رفعھما واذا اردان یرفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ ثم سجد و وضع وجھہ بین کفیہ واذا رفع راسہ من السجود ایضاً رفع یدیہ حتی فرغ من صلاتہٖ قال محمد فذکرت ذٰلک للحسن بن ابی الحسن فقال ھی صلٰوتہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فعلہ من فعلہ و ترکہ من ترکہ قال ابو داؤد روی ھذالحدیث ھمام عن ابن حجادتہ لم یذکر الرفع من الرفع من السجود﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 "کتاب تفریع استفتاح الصلوتہ" باب "رفع الیدین")

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجزیہ

قارئین کرام! یہ تو وہ روایات تھیں جو عام طور پر عندالسجود کی رفع الیدین کے اثبات میں پیش کی جاتیں ہیں اب آیئے ان کا حال دیکھتے ہیں کہ عندالمحدیثین ان روایات کی حیثیت کیا ہے۔

''اصول حدیث میں لکھا ہے کہ اگر کوئی محدث "اسنادہ صحیح" کہے تو اس سے صحیح حدیث ثابت نہیں ہوتی۔ اگر "اسنادہ صحیح" کہہ کر اس کے بعد کوئی جرح ذکر نہ کرے تو یہ صحت حدیث پر دلالت ہوگی کیونکہ اگر کوئی جرح ہوتی تو وہ سکوت (خاموشی) نہ کرتا۔ الفقہ عراقی میں ہے۔

﴿والحکم للاسناد بالصحته او بالحسن دون الحکم للمتن راؤا واقبله ان اطلقه من یعتمد ولم یعقبه لضعیف ینتقد.﴾

''یعنی اسناد کے صحیح یا حسن ہونے کا حکم متن کے صحیح یا حسن ہونے کو نہیں چاہتا ہاں معتمد علیہ محدث اسناد پر صحیح یا حسن ہونے کا حکم کرے اور اس کے بعد کوئی ضعف بیان نہ کرے جس سے متن کی تنقید ہو تو اس صورت میں متن بھی صحیح ہوگا۔''

(بحوالہ فتاوی اہلحدیث از حافظ عبداللہ روپڑیؒ جلد نمبر ۲)

حافظ ابن حجرؒ نے طبقات المدلسین ص 2 میں مدلسین کے پانچ مراتب ذکر کئے ہیں ان میں سے تیسرے مرتبے کی بابت فرماتے ہیں۔

﴿الثالثته من اکثر من التدلیس فلم یحتج الائمته من احادیثم الابما صرحوا فیه بالسماع و منهم من قبلهم کابی الزبیر' المکی انتهٰی﴾

(بحوالہ فتاوی اہل حدیث)

یعنی تیسرے مرتبے کے وہ لوگ ہیں جو تدلیس بہت کرتے ہیں ایسے لوگوں کی احادیث سے ائمہ نے استدلال نہیں پکڑا مگر جن روایتوں میں انہوں نے سماع کی تصریح کی ہے وہ لائق استدلال ہیں اور بعض محدثین نے ان کی احادیث کو مطلق رد کر دیا ہے خواہ سماع کی تصریح کریں یا نہ اور بعض محدثین نے مطلقاً قبول کر لیا ہے۔

اس کے بعد آگے چل کر حافظ ابن حجرؒ نے اس مرتبہ میں پچاس آدمی بتائے ہیں جو تدلیس کرتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

﴿قتادة بن دعامته السدوسی ابصری صاحب انس بن مالک رضی اللّٰہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہ کان حافظ عصرہ وھو مشھور بالتدلیس وصفہ بہ النسائی وغیرہ ﴾
(طبقات المدلسین ص18)

ترجمہ: ''یعنی ان پچاس میں سے ایک قتادہ بن دعامتہ سدوسی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور اپنے زمانے کے حفاظ ہیں اور وہ تدلیس کیساتھ مشہور ہیں امام نسائی وغیرہ نے ان کو مدلس کہا ہے۔''

قارئین کرام! اوپر میں نے سجدے کی رفع الیدین کے بارے میں سنن نسائی کی تین روایات مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہیں۔ ان تینوں روایتوں میں ایک راوی قتادہؒ بھی ہیں اور اوپر یہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ مدلس ہیں اور تدلیس کرنے میں مشہور ہیں اور محدثین میں سے بعض نے تو مطلقاً ایسی روایات کو رد کیا ہے جن میں تدلیس کی گئی ہو اور بعض نے سماع کی تصریح کے ساتھ لائق استدلال سمجھا ہے۔

طبقات المدلسین ص ۲۱ کے حوالے سے فتاوی اہل حدیث میں ہے۔

﴿ وقال البیھقی فی المعرفتہ روینا عن شعبتہ قال کنت الفقد فم قتادتہ فاذا قال حدثنا و سمعت حفظتہ واذا قال حدث فلاں ترکتہ قال وروینا عن شعبۃ انہ قال کفیتکم تدلیس ثلا ثۃ الاعمش وابی اسحق و قتادہ (قلت)فھذہ قاعدتہ جیدتہ الخ﴾

یعنی بیہقیؒ نے معرفہ میں کہا ہے کہ ہم نے شعبہ سے روایت کی فرماتے تھے کہ جب قتادہ حدیث سناتے تو میں ان کے منہ کی طرف خیال رکھتا جب حدثنا اور سمعت کہتے تو میں یاد کر لیتا جب حدث کہتے تو میں چھوڑ دیتا۔ نیز بیہقیؒ نے کہا ہم نے شعبہؒ سے روایت کیا فرماتے تھے میں نے تین کی تدلیس سے تمہاری کفایت کی اعمشؒ ابو اسحٰقؒ اور قتادہؒ میں (حافظ ابن حجرؒ) کہتا ہوں یہ عمدہ قاعدہ ہے ان تینوں سے جب کوئی روایت شعبہؒ کے واسطہ سے آئے تو وہ سماع پر دلالت کرے گی خواہ عن ہی کے ساتھ روایت ہو۔

قارئین کرام! امر واقع یہ ہے کہ سجدے کی رفع الیدین کے بارے میں اوپر سنن نسائی کی تین روایات جو میں نے بیان کی ہیں ان میں سے پہلی روایت ہی میں (باقی دونوں روایات میں نہیں) شعبہؒ روایت کرتے ہیں قتادہؒ سے اگرچہ عن کے ساتھ ہی روایت کرتے ہیں اور اوپر یہ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان ہو چکا ہے کہ قتادہؒ کی جو روایت شعبہؒ کے واسطے سے آئے گی وہ سماع پر دلالت کرے گی اور یہی صورت نسائی کی مذکورہ روایت میں ہے کہ یہ قتادہؒ سے شعبہؒ کے واسطے سے بیان ہوئی ہے۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ:

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ شعبہؒ نے قتادہؒ سے صرف وہی روایات لی ہیں جن میں سماع کی تصریح ہو باقی چھوڑ دی ہیں۔ تو اب عن والی روایت شعبہؒ سے آ ہی نہیں سکتی تو اس کے سماع پر محمول ہونے کے کیا معنی اور اس صورت میں قتادہ کی تدلیس کی کفایت کرنے سے شعبہؒ کا یہ مطلب ہوگا کہ جب قتادہ کا کوئی دوسرا شاگرد ایسے صیغہ کے ساتھ روایت کرے۔ جس میں سماع کی تصریح نہ ہو تو وہ روایت میرے پاس لاؤ میں اس کی تمیز کر دوں گا کہ وہ سماع والی ہے یا نہیں کیونکہ میں اس کی بڑی جستجو رکھتا تھا پس یہ عبارت بات کی دلیل ہوئی کہ یہ عن والی روایت شعبہؒ کی نہیں بلکہ کسی راوی کی غلطی سے شعبہؒ کی طرف نسبت ہوگئی ہے اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ راوی حدیث کا اپنا عمل اس حدیث پر نہیں کیونکہ وہ صرف رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے (اس کی تفصیل آگے ان شاء اللہ آ رہی ہے) ملاحظہ فرمائیں۔

فتاویٰ اہل حدیث از حافظ عبداللہ روپڑیؒ جلد نمبر ۲ ''سجدہ کو جاتے' سجدہ میں اور سجدہ سے اٹھتے وقت رفع الیدین'' کے بیان میں) دوسرا جواب حافظ عبداللہ روپڑیؒ نے یہ دیا ہے۔

''ہاں اگر تدلیس کی کفایت کرنے سے شعبہؒ کا مطلب یہ لیا جائے کہ جن روایتوں میں قتادہ نے سماع کی تصریح نہیں کی ان کی بابت بعد کو شعبۃ نے قتادہ سے تحقیقات کر کے سماع والی اور غیر سماع والی تمیز کر لیں اور روایت کرتے وقت اسی لفظ سے روایت کیں جس لفظ کے ساتھ سنی تھیں جو سماع کے لفظ کے ساتھ سنیں وہ سماع کے لفظ کے ساتھ روایت کیں اور جو عن وغیرہ کے ساتھ سنیں وہ عن وغیرہ کے ساتھ روایت کیں۔ (جیسا کہ سنن نسائی باب "رفع الیدین للسجود" کی پہلی روایت ہے) تو اس وقت بے شک حافظ ابن حجرؒ کا قاعدہ کہ شعبہؒ کی روایت ان تینوں سے سماع پر محمول ہے درست ہوگا اور اس قاعدہ کی بنا پر رفع الیدین کی حدیث صحیح ہوگی لیکن شعبہؒ کے مطلب میں چونکہ شبہ پڑ گیا ہے اس لئے اصلی اس طرح نہیں کیونکہ

﴿اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال﴾ (بحوالہ فتاوی اہل حدیث)

قارئین کرام! اوپر بیان ہو چکا ہے کہ خود مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل بھی اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث پر نہیں ہے بلکہ ان سے عندالرکوع کی رفع الیدین ہی صحیح ہے اور ان کا اپنا عمل بھی عندالرکوع کی رفع الیدین کرنا ہی ثابت اور صحیح ہے ملاحظہ ہو۔

﴿ حدثنا اسحٰق الواسطی قال حدثنا خالد بن عبد اللّٰہ عن خالد عن ابی قلابة انه رای مالک بن الحویرثؓ اذا صلی کبر ورفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صنع هکذا. ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الاذان'' باب نمبر ۴۷۴ "رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع")

ترجمہ: ''ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم نے خالد بن عبداللہ الطحان نے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرنے لگتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور بیان کرتے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔''

اور صحیح مسلم میں مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ابوقلابہؒ ہی سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

﴿ حدثنا یحییٰ بن یحییٰ اخبرنا خالد بن عبد اللّٰہ عن خالد عن ابی قلابة انه رای مالک بن الحویرثؓ اذا صلی کبر ثم رفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یفعل هکذا. ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب الصلوٰة" باب "استحباب رفع الیدین حذوالمنکبین مع تکبیرة الاحرام والرکوع وفی الرفع من الرکوع وانه لا یفعله اذا رفع من السجود)

ترجمہ: ''ابوقلابہؒ کا بیان ہے کہ انہوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے نماز پڑھنے کے لئے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا اور پھر رکوع میں جاتے وقت رفع یدین کیا اور رکوع سے سر اٹھا کر بھی اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔"

مذکورہ بالا دونوں روایات جو صحیحین کی اوپر بیان ہوئی ہیں جن کو ابوقلابہؒ نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان میں بیان ہے کہ ابوقلابہؒ فرماتے ہیں "میں نے مالک بن حویرثؓ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا" (یعنی انہ رای) صحیحین کی ان روایات میں سجدے کی رفع الیدین نہیں بیان ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ سجدہ کو جاتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت کی رفع الیدین کوئی مستقل رفع یدین نہیں ہے بلکہ یہ وہی (رفع الیدین) ہے جو سجدہ کو جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ رکھے اور اٹھائے جاتے ہیں کیونکہ احادیث کے مطابق دونوں ہتھیلیاں سجدہ میں کبھی کندھوں کے برابر کبھی منہ کے دونوں طرف رکھی جاتی ہیں اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت ساتھ اٹھائی جاتی ہیں اس کی شکل وصورت بظاہر رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی سی بن جاتی ہے اس لئے راوی نے کبھی صورت وشکل کا لحاظ کرتے ہوئے رکوع کے رفع الیدین کے ساتھ اس کا بھی ذکر کر دیا اور کبھی یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ رکوع کا رفع الیدین مستقل ہے اور یہ (یعنی سجدوں کے وقت کی رفع الیدین) کوئی مستقل رفع الیدین نہیں اس کا ذکر چھوڑ دیا اور سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ اور سیدنا علیؓ وغیرہ کی احادیث میں جو وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے اس سے بھی اس کی تائید ہوئی ہے (اقتباس از فتاویٰ اہل حدیث)

قارئین کرام! یہ تو حال تھا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی ان روایات کو جو سجدہ کے وقت رفع الیدین کے بارے میں بیان کی جاتی ہیں اور جن کو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ اب آیئے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی طرف جس میں ہے کہ نبی ﷺ سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین کرتے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اول تو امام ابوداؤد نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد یہ فرمادیا ہے کہ:

﴿قال ابو داؤد روی هذا الحديث همام عن ابن حجادته لم يذكر الرفع من الرفع من السجود﴾ (سنن ابی داؤد باب "رفع الیدین")

"یعنی امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ھمام نے یہ حدیث ابن حجادہ سے بھی روایت کی ہے لیکن اس میں سجدے سے اٹھتے وقت رفع الیدین کو بیان نہیں کیا۔"

یعنی زیر بحث روایت میں ھمام کی بجائے عبدالوارث بن سعید محمد بن حجادہ سے یہ روایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کرتے ہیں لہٰذا سجدے سے سر اٹھاتے وقت کی رفع الیدین زیادتی ہے جو ہمام کی روایت میں نہیں ہے۔ لہٰذا بعض نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ زیادتی ثقہ احفظ کی بالاتفاق مقبول ہے کیونکہ عبد الوارث ہمام سے بڑھ کر عادل (ثقہ) ہے اگرچہ اس روایت میں عبد الوارث منفرد بھی ہیں۔ (اقتباس از فتاویٰ اہل حدیث سائل نے اپنے سوال میں یہ بات بیان کی ہے)

اس کا جواب یہ ہے کہ:

بے شک عبد الوارث ہمام سے زیادہ ثقہ ہیں لیکن یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ زیادتی ثقہ کی بات کو ہمیشہ ترجیح ہوا کرے لہٰذا بعض خارجی شواہد ادنی کو اعلیٰ کر دیتے ہیں اور اسی کی بات درست ہوتی ہے۔ کیونکہ ہمام کی روایت جو محمد بن جحادہ سے آئی ہے اور اس میں سجدہ سے اٹھتے وقت کی رفع الیدین نہیں ہے اور ان کی اس روایت کی تائید اور تقویت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ کی صحیحین کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ ہیں وہ خارجی شواہد جن کی بنا پر ہمام (جو عبد الوارث کے مقابلے میں کم ثقہ ہیں) کی روایت عبد الوارث کی روایت کے مقابلے میں زیادہ صحیح ہے اسی لئے امام مسلم اپنی صحیح میں ہمام کی روایت کو لائے ہیں اور عبد الوارث کی روایت کو نہیں لائے ملاحظہ ہو۔

﴿حدثنا زهير بن حرب قال ناعفان قال ناهمام قال نا محمد بن حجادة قال حدثني عبدالجبار بن وائل عن علقمة بن وائل و مولے لهم انهما حدثاه عن وائل بن حجر انه راى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين دخل في الصلوٰته كبر وصف همام حيال اذنيه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنىٰ على اليسرىٰ فلما ارادان يركع اخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم كبر فركع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجد بين كفيه﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 "کتاب الصلوته" باب "وضع يديه اليمنىٰ على اليسرىٰ بعد تكبيرته الاحرام تحت صدره فوق سرته وو ضعهما في السجود على الارض حذو منكبيه")

ترجمہ: "وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو بدیں طور دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔ اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا۔ پھر آپ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے اور بحالت قیام سمع اللہ لمن حمدہ پڑھ کر رفع یدین کیا اور پھر آپ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کیا۔"

قارئین کرام! مذکورہ بحث سے ثابت ہوا کہ جن روایات میں سجدہ کے وقت رفع یدین کرنا بیان ہوا ہے وہ قابل استدلال نہیں ہیں۔ اس لیے یہاں مثبت کا نفی پر متقدم ہونے والا کا قاعدہ صادق نہیں آتا۔

(ج) حنفی مقلدین کے عندالرکوع ترک رفع الیدین کے دلائل

دلیل نمبر 1

﴿قال عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه عنه الا اصلی بکم صلوٰة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فصلیٰ فلم یرفع یدیه اِلّا فی اوّل مرة﴾ (ترمذی ماجاء فی رفع الیدین)

ترجمہ: "عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی مسنون نماز کا طریقہ نہ بتاؤں؟ پھر آپ نے نماز پڑھی اور صرف نماز کے ابتدا میں رفع یدین کیا۔"

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶۷ پر رفع الیدین کے بیان میں درج بالا حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ بعد میں نہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنت پر عمل کرتے ہوئے صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کرنا چاہیے بعد میں نہیں۔"

دلیل نمبر 2

﴿عن جابر بن سمرة رضی اللّٰه عنه قال خرج علینا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کأنها أذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰته﴾ (مسلم شریف: الأمر بالسکون فی الصلوٰة)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کیا ہوا میں تمہیں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں گویا وہ شریر گھوڑوں کی دُمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔''

الیاس صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶۸ پر اپنی دوسری دلیل میں لکھتے ہیں ''مسلم شریف کی اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین کرنے والوں کو سکون کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا چونکہ رفع الیدین کرنا سکون کے منافی ہے لہٰذا ہمیں آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق سکون کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے۔''

دلیل نمبر 3

﴿عن الأسود قال رأيت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يرفع يديه في أوّل تكبيرة ثم لايعود﴾ (طحاوی رفع الیدین)

الیاس صاحب اس دلیل کے زمرے میں لکھتے ہیں کہ:

''امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اگر صرف اسی حدیث کو ہی بنیاد بنایا جائے کہ عمر رضی اللہ عنہ ایسا کرتے تھے اور حضرات صحابہؓ نے انہیں ایسا ہی کرتے رہنے دیا۔ تو یہ واضح دلیل ہے کہ یہی وہ صحیح بات ہے جس کی خلاف ورزی کسی اور کو بھی نہیں کرنی چاہیے۔''

دلیل نمبر 4

﴿عن عاصم بن كليب عن ابيه ان علياً رضي الله عنه كان يرفع يديه في اول تكبيرة من الصلوٰة ثم لا يرفع بعد﴾ (بيهقي من لم يذكر الرفع الا عند الافتتاح)

ترجمہ: ''عاصم بن کلیب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ کہ خلیفہ راشد علی رضی اللہ عنہ نماز میں پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔''

(بحوالہ ''نماز پیمبر'' از الیاس صاحب صفحہ نمبر ۱۶۹)

دلیل نمبر 5

﴿عن مجاهد قال صليت خلف ابن عمر رضي الله عنهما فلم يكن يرفع يديه اِلّا في التكبيره الاولٰى من الصلوٰة﴾ (طحاوی باب رفع الیدین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ کی اقتداء میں نماز پڑھی میں نے دیکھا کہ وہ صرف نماز شروع کرتے وقت پہلی تکبیر کے موقع پر رفع یدین کرتے تھے''

(بحوالہ ''نماز پیمبر'' از الیاس صاحب ص نمبر ۱۷۱)

مجاہد کا یہی قول مشکوۃ شریف کے ایک حنفی شارع نے مشکوۃ شریف کی شرح ''مظاہر حق جدید'' جلد نمبر 1 میں ص نمبر ۵۴۵ میں نقل کیا ہے۔اس کے بعد ''مظاہر حق جدید'' کے مصنف عبداللہ جاوید غازی پوری لکھتے ہیں کہ ''حالانکہ ابن عمرؓ کی وہ روایت گذر چکی ہے جس سے تینوں مواقع پر رفع یدین کا اثبات ہوتا ہے اور جو شوافع کی سب سے اہم دلیل ہے لہٰذا اصول حدیث کا چونکہ قاعدہ ہے کہ راوی کا عمل اگر خود اس کی روایت کے خلاف ہو تو روایت پر عمل نہیں کیا جائے گا اس لئے ابن عمرؓ کی وہ روایت ساقط العمل قرار دی جائے گی (مظاہر حق جدید' صفحہ نمبر ۵۴۵)

دلیل نمبر 6

﴿عن الأسود أن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه كان يرفع يديه في أوّل التكبير ثم لا يعود﴾ (جامع المسانید ج نمبر 1 ص نمبر ۳۵۵ بحوالہ ''نماز پیمبر'' ص نمبر ۱۷۲)

ترجمہ: ''اسود فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور اس کے بعد رفع الیدین نہ کرتے تھے۔'' (''نماز پیمبر'' صفحہ ۱۷۲)

دلیل نمبر 7

﴿وأما الخلفاء الاربعة فلم يثبت عنهم رفع الأيدي في غير تكبيرة الاحرام﴾ (آثار السنن ج ۱ ص ۱۰۹)

ترجمہ: ''خلفاء راشدینؓ سے ابتدائی تکبیر کے علاوہ کسی اور جگہ رفع الیدین کرنا ثابت نہیں ہے۔'' (بحوالہ ''نماز پیمبر'' از الیاس صاحب صفحہ نمبر ۱۷۳)

الیاس صاحب مندرجہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ''حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانیت کی بزرگ ترین ہستیاں حضرات خلفائے راشدین ہیں وہ حضور ﷺ کے اتنے سچے متبع تھے کہ آپ نے ان کی سنت کو بھی اپنی سنت کی طرح قابل عمل قرار دیا ہے۔اب ابتداء نماز کے علاوہ ان کا رفع الیدین نہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے۔ کہ ان کے نزدیک بھی نبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکرم ﷺ کی سنت یہی ہے اور ان کے نزدیک بھی ابتداء نماز کے علاوہ رفع یدین نہ کرنا ہی بہتر ہے۔"

دلیل نمبر 8

﴿قال ابو عیسٰی حدیث ابن مسعود حدیث حسن و به یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم والتابعین وهو قول سفیان واهل الکوفة﴾

(ترمذی، رفع الیدین) بحوالہ "(نماز پیمبر" از الیاس صاحب ص نمبر ۱۷۵)

ترجمہ: "امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث (متعلقہ عدم رفع الیدین) درجہ حسن کی ہے اور حضرات صحابہؓ میں سے اہل علم حضرات کا یہی مسلک ہے۔ نیز بہت سے تابعین سفیان اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔"

دلیل نمبر 9

نہایہ شرح ہدایہ میں "عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کر رہا تھا۔ انہوں نے اس شخص سے کہا کہ ایسا مت کرو کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے پہلے اختیار کیا تھا اور بعد میں اسے ترک کر دیا یعنی ان مواقع پر رفع یدین کا حکم پہلے تھا اور اب منسوخ ہو گیا۔" (بحوالہ "مظاہر حق جدید" شرح "مشکوٰۃ شریف" صفت نماز کا بیان ص نمبر ۵۴۴ شارع مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری (فاضل دیوبند)

اس کے ساتھ عبد اللہ جاوید غازی پوری صاحب لکھتے ہیں کہ:

"عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رفع یدین کیا تو ہم نے بھی رفع یدین کیا اور جب آنحضرت ﷺ نے اسے ترک کر دیا تو ہم نے بھی ترک کر دیا" (ایضاً)

دلیل نمبر 10

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ صرف ابتدائے نماز میں ہی رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ (مظاہر حق جدید ص نمبر ۵۴۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر 11

الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ:

استاد المحدثین امام مالکؒ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے مرکز علم مدینہ منورہ میں مقیم ہوئے۔ حضرات صحابہؓ وتابعینؒ کا عمل اور احادیث کا عظیم ذخیرہ ان کے سامنے تھا۔ وہ مسائل میں اہل مدینہ کے عمل کو بنیادی اہمیت دیتے تھے۔ امام مالکؒ کے مشہور شاگرد ابن قاسمؒ رفع یدین کی بابت ان کا تجزیہ نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

''امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نماز کی ابتداء کے علاوہ کسی تکبیر یا اونچ نیچ کے وقت رفع یدین کو نہیں جانتا۔ ابن قاسم فرماتے ہیں کہ امام مالک ابتدائی تکبیر کے علاوہ رفع یدین کے مسلک کو ضعیف قرار دیتے تھے۔'' (نماز پیمبر از الیاس صاحب صفحہ نمبر ۱۸۴۔۱۸۵ دلیل نمبر ۹ ''اہل مدینہ اور رفع یدین)

دلیل نمبر 12

الیاس صاحب لکھتے ہیں کہ ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں۔ (نماز پیمبر صفحہ نمبر ۱۸۵ دلیل نمبر ۱۰)

﴿عن ابراهيم انه قال لا ترفع الايدى فى شىء من صلاتك بعد المرة الاولٰى﴾ (جامع المسانید ج نمبر 1 ص نمبر ۳۵۳)

ترجمہ: ''ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ نماز کے شروع میں رفع یدین کر کے بعد میں کسی جگہ نہ کرو۔''

(د) حنفی مقلدین کے عندالرکوع ترک رفع الیدین کے دلائل کے جوابات

دلیل نمبر 1 کا جواب

قارئین کرام! حنفی مقلدین کے پاس اس سے بہتر ترک رفع الیدین میں کوئی اور روایت نہیں ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی بہت ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایسی خرابیاں ہیں جو اس کو باطل کر دیتی ہیں۔ عبد اللہ بن مسعودؓ کی یہ روایت صحاح ستہ کی کتابوں میں سے ترمذی' سنن ابو داؤد اور سنن نسائی میں آئی ہے۔ ان تینوں کتابوں میں عبد اللہ بن مسعودؓ کی اس روایت کے جو الفاظ آئے ہیں وہ بالترتیب یہ ہیں۔

١. ﴿عن علقمة قال قال عبد الله بن مسعودؓ الا اصلى بكم صلوٰة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ اِلَّافی اوّل مرۃ ﴾

(ترمذی مترجم جلد نمبر 1 باب "رفع الیدین عند الرکوع")

ترجمہ: "عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ کیا نہ پڑھوں میں تمہارے واسطے نماز رسول اللہ ﷺ کی۔ پھر نماز پڑھی اور نہ اٹھائے اپنے دونوں ہاتھ مگر پہلی بار یعنی تکبیر اولیٰ کے قریب۔"

۲۔ ﴿ اخبر ناسوید بن نصر قال انبا نا عبداللہ بن مبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسودعن علقمتہ عن عبد اللّٰہ قال الا اخبرکم بصلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فقام فرفع یدیہ اوّل مرۃ ثم لایعد﴾

(سنن نسائی باب نمبر ۶۱۹ "ترك ذلك" (یعنی رفع الیدین للرکوع) حدیث نمبر ۱۰۲۹)

ترجمہ: "عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز بتاؤں پھر وہ کھڑے ہوئے انہوں نے دونوں ہاتھ اٹھائے پہلی بار (یعنی نماز شروع کی) پھر نہ اٹھائے۔"

۳۔ ﴿ حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ ناوکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن الاسود عن علقمتہ قال قال عبد اللّٰہ بن مسعودؓ الا اصلی بکم صلوٰۃ رسولؐ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فصلی فلم یرفع یدیہ اِلَّامرۃ﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 باب نمبر ۲۶۹ "من لم یذکر الرضع عند الرکوع" حدیث نمبر ۷۴۳)

ترجمہ: "عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کرنہ بتاؤں پھر انہوں نے نماز پڑھی تو ہاتھ نہیں اٹھائے مگر ایک بار۔"

۴۔ ﴿حدثنا محمد بن الصباح البزار ناشریک عن یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ عن البراء ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لایعود﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 باب نمبر ۲۶۹ "من لم یذکر الرفع یدیہ الامرۃ" حدیث نمبر ۷۴۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''براءؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ جب نماز شروع کرتے اٹھائے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے قریب تک پھر نہ اٹھائے۔''

۵. ﴿حدثنا عبد اللّٰہ بن محمد الزھری ناسفیان عن یزید نحو حدیث شریک لم یقل ثم لایعود قال سفیان قال لنا بالکوفۃ بعد ثم لا یعود قال ابو داؤد روی ھذا الحدیث ھشیم و خالد و ابن ادریس عن یزیدلم یذکرو ثم لایعود﴾ (ایضاحدیث نمبر ۷۴۶)

ترجمہ: ''عبداللہ بن محمد زہری' سفیان' یزید' شریک کی حدیث کی طرح اس میں لا یعود نہیں کہا۔ سفیان نے کہا کہ اس نے ہم سے کوفہ میں اس کے بعد ثم لا یعود کہا' ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہشیم اور خالد اور ابن ادریس نے یزید سے ذکر کیا ہے۔ اس سے ثم لایعود نہیں۔''

۶. ﴿حدثنا حسین بن عبد الرحمٰن انا وکیع عن ابن ابی لیلٰی عن اخیہ عیسی عن الحکم عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلٰی عن البراء بن عازب قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوٰۃ ثم لم یرفعھما حتی انصرف قال ابو داؤد ھذا الحدیث لیس بصحیح﴾

(ایضاحدیث نمبر ۷۴۷)

ترجمہ: ''براءؓ بن عازبؓ سے روایت ہے کہ کہا دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ نے ہاتھ اٹھائے جب نماز شروع کی پھر نہیں اٹھائے ہاتھ نماز سے فارغ ہونے تک ابوداؤد نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔''

جیسا کہ حنفی مقلد الیاس صاحب نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ رفع الیدین کرنے والی ساری احادیث' کا اگر مطالعہ کیا جائے تو پھر صحیح مسئلہ سمجھ آئے گا۔ اسی طرح حنفی مقلدین سے ہماری گزارش ہے کہ وہ بھی اپنے اس قاعدے پر عمل کریں اور ان تمام روایات کو سامنے رکھیں جس میں صرف تکبیر اولیٰ کے وقت کے علاوہ رفع الیدین کرنا نہیں آتا ہے تو پھر دیکھیں گے کہ ان کی تقلید کے کیسے پرخچے اڑتے ہیں (اور آپ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ دلائل میں پڑھیں گے)

(1) مندرجہ بالا احادیث پر اس طرح جرحیں ہوئی ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر امام ابوداؤد اس طرح جرح کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں۔

﴿هذا حديث مختصر من حديث طويل و ليس هو بصحيح على هذا للفظ﴾

ابوداؤد(مع شرح عون المعبود عربی جلد نمبر 1 "كتاب الصلوٰة باب "من لم يذكر الرفع عند الركوع")

ترجمہ:''یہ حدیث مختصر ہے اس حدیث سے جو طویل ہے اور ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔''

(2) یہاں حنفی مقلدین امام ابوداؤد کی جرح کو بھی قبول نہیں کرتے جنہوں نے اپنی کتاب میں ابن مسعودؓ کی روایت کو نقل کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ گھر کے بارے میں گھر والا ہی جانتا ہے کہ گھر میں کیا ہے۔لہٰذا حدیث کے بارے میں اسی محدث کو زیادہ پتہ ہے۔جس نے اس کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے چنانچہ اس سلسلے میں حنفی مقلدین کا امام ابوداؤد کی جرح کو نہ قبول کرنا کس علم پر مبنی ہے۔

۳. ﴿و قال عبد الله بن المبارك قد ثبت من يرفع و ذكر حديث الزهرى عن سالم عن ابيه ولم يثبت حديث ابن مسعود ان النبى صلى الله عليه وسلم لم يرفع الّا فى اوّل مرة﴾

(الجامع الكبير عربى از امام حافظ ابى عيسىٰ محمد بن عيسىٰ الترمذى "ابواب الصلوٰة" باب "رفع اليدين عند الركوع")

اس روایت میں عاصم بن کلیب منفرد ہیں جیسا کہ "مرعاة المفاتيح" عربی میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث کے تحت صاحب "مرعاة" نے بیان کیا ہے ملاحظہ ہو.

﴿ثانيها ان مدار هذا الحديث على عاصم بن كليب وهو قد انفرد به وقال ابن المدينى لايحتج به وقال ابن عبدالبر فى التمهيد اما حديث ابن مسعودؓ فانفرد به عاصم بن كليب .. الخ.﴾

عندالرکوع ترک رفع الیدین کے بارے میں اوپر جو چھ روایات نقل کی گئی ہیں ان میں سے پہلی روایت کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حسن ہے۔

قارئین کرام! امام ترمذی کے قول کے مطابق اگر اس حدیث کو حسن بھی مان لیا جائے تو پھر بھی حنفی مقلدین کا موقف صحیح ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ ایک تو یہ حدیث مجمل ہے اور دوسرا یہ کہ وہ خود اس حدیث میں عمل نہیں کرتے کیونکہ اس حدیث کے مطابق صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کی جائے جب کہ حنفی وتروں میں اس کے بعد بھی رفع الیدین کرتے ہیں دوسری روایت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں امام بخاری بیان فرماتے ہیں۔

﴿قال البخاری ویروی عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال ابن مسعودؓ الا اصلی لکم صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ اِلّامرۃ وقال احمد بن حنبل عن یحییٰ بن آدم قال نظرت فی کتاب عبد اللّٰہ بن ادریس عن عاصم بن کلیب لیس فیہ ثم لم یعد فھذا اصح لان الکتاب احفظ عند اھل العلم لان الرجل یحدث بشیءٍ ثم یرجع الی الکتاب فیکون کما فی الکتاب﴾ (جزررفع الیدین از امام بخاری مترجم صفحہ نمبر ۳۵)

ترجمہ: ''امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ سفیان سے روایت کی جاتی ہے وہ عاصم بن کلیب سے وہ عبدالرحمٰن بن الاسود سے وہ علقمہ سے اس نے بیان کیا کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاؤں؟ پس اس نے نماز پڑھی اور اس نے صرف ایک مرتبہ رفع الیدین کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے یحییٰ بن آدم سے بیان کیا ہے اس نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن ادریس کی کتاب کو دیکھا ہے جو اس نے عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے۔ اس میں "ثم لم یعد" کا لفظ نہیں ہے۔ پس ان کی یہ بات زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ اہل علم کے نزدیک کتاب میں زیادہ حفاظت ہوتی ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ انسان ایک شے بیان کرتا ہے۔ پھر کتاب کو دیکھتا ہے۔ پس وہ اس طرح ہوتا ہے جس طرح کتاب میں ہے۔''

امام بخاریؒ آگے مزید فرماتے ہیں۔

﴿قال البخاری وکذٰلک روی الحفاظ من سمع من یزید بن ابی زیاد قدیما منھم الثوری و شعبۃ وزھیر لیس فیہ لم یعد﴾ (جزرفع الیدین ص نمبر ۳۶)

ترجمہ: ''امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ یزید بن ابی زیاد سے جن حفاظ نے پہلے زمانہ میں ان سے حدیث سنی ہے۔ ان میں ثوری، شعبہ، زہیر ہیں۔ ان کی روایت میں "ثم لم یعد" کا لفظ نہیں ہے۔''

عبداللہ بن مسعودؓ سے محفوظ روایت وہی ہے جس میں رکوع کے وقت رفع الیدین کر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکوع میں تطبیق کرنے کا ذکر ہے چنانچہ امام بخاری روایت کرتے ہیں۔

﴿ حدثنا الحسن بن الربیع ثنا ابن ادریس عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود ثنا علقمة ان عبدالله رضی الله عنه قال علمنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الصلاة فقام فکبر ورفع یدیه ثم رکع فطبق یدیه فجعلهما بین رکبتیه فبلغ ذٰلک سعداً فقال صدق اخی ألابل قد کنا نفعل ذٰلک فی أول الاسلام ثم أمرنا بهذا. ﴾

(جزء رفع الیدین مترجم از امام بخاریؒ نمبر ۳۳)

ترجمہ: ''علقمہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سکھائی۔ پس نماز میں قیام کیا پھر تکبیر کہی اور رفع الیدین کر کے پھر رکوع کیا پس دونوں ہاتھوں میں تطبیق دی اور دونوں ہاتھ ملا کر دونوں گھٹنوں کے درمیان کیے جب یہ حدیث سعدؓ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے بھائی نے ٹھیک کہا شروع اسلام میں ہم اسی طرح (رکوع) کرتے تھے۔ بعد میں ہمیں اس طرح حکم دیا گیا۔''

اس کے بعد امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔

﴿ هذا المحفوظ عند أهل النظر من حدیث عبدالله بن مسعود. ﴾

''اہل فن کے نزدیک عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ان الفاظ سے ہی محفوظ ہے۔''

امام بخاریؒ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ:

﴿ وحدثنا الحمیدی ثنا سفیان عن یزید بن ابی زیاد همنا عن ابن ابی لیلٰی عن البراء رضی الله تعالٰی عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یرفع یدیه اذا کبر قال سفیان لما کبر الشیخ لقنوه ثم لایعد فقال ثم لم یعد ﴾ (جزء رفع الیدین ص نمبر ۳۶)

ترجمہ: ''امام بخاری نے بیان کیا کہ حمیدی نے حدیث سنائی اس نے کہا کہ ہم کو سفیان نے حدیث سنائی اس نے یزید بن ابی زیاد سے اس جگہ اس نے ابن ابی لیلیٰ سے اس نے براءؓ سے اس نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے رفع الیدین کرتے۔ سفیان نے بیان کیا کہ جب شیخ (یزید) بوڑھے ہو گئے تو لوگوں نے "ثم لم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعد" لفظ یاد دلایا تو انہوں نے "ثم لم یعد" کا لفظ روایت میں بیان کیا۔"

تیسری روایت کا حال بھی وہی ہے جو دوسری روایت کا حال ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ چوتھی روایت کا جواب اوپر بیان کیا گیا ترک رفع الیدین کی پانچویں روایت میں موجود ہے۔ جیسا کہ پانچویں روایت کے ضمن میں آگے آئے گا (ان شاء اللہ) پانچویں روایت کے بارے میں امام ابوداؤد فرماتے ہیں۔

﴿ هذا الحديث هشيم و خالد و ابن ادريس عن يزيد لم يذكرو ثم لايعود ﴾

ترجمہ: "اس حدیث کو ہشیم اور خالد اور ابن ادریس نے یزید سے ذکر کیا ہے۔ اس میں ثم لا یعود نہیں ہے۔"

اس کے بعد چھٹی روایت کے ضمن میں یہ عرض ہے کہ اس روایت کو امام ابوداؤد نے نقل کرنے کے بعد فرمادیا ہے۔

" هذا الحديث ليس بصيحح"

ترجمہ : "یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔"

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ عندالرکوع ترک رفع الیدین کے بارے میں بیان کردہ چھ روایات کی عندالمحدثین کیا حیثیت ہے اور اب آئیں عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث کی طرف جس کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے تو اسکا جواب کئی نقطہ نظر سے ہے۔

(1) اگر امام ترمذیؒ کے بیان کے مطابق اس روایت کو حسن بھی مان لیا جائے تو پھر بھی یہ صحیح اور مرفوع حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔

(2) حنفی مقلدین کہتے ہیں کہ عندالرکوع رفع الیدین "شروع اسلام" میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا تھا۔ جب کہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ "شروع اسلام" میں نہیں تھا اور بعد میں عندالرکوع رفع الیدین کرنے کا حکم ہوا ہے اور ہم عبداللہ بن مسعودؓ کی اسی حدیث سے عندالرکوع رفع الیدین ہونا ثابت کرتے ہیں۔ جس سے وہ عدم رفع الیدین نقل کر کے اس کو "شروع اسلام" کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔

ہمارا استدلال عبداللہ بن مسعودؓ کی اس روایت سے اس طرح ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کا شمار

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں میں ہوتا ہے۔ جو شروع شروع میں اسلام لائے چنانچہ "طبقات ابن سعد" از علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری میں ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا "کہ میں کسی کو نہیں پہچانتا جو مجھ سے پہلے اس طرح اسلام لایا ہو الخ" اور "سیرت النبی" از ابن کثیرؒ میں ہے کہ ہجرت حبشہ 5ھ نبوی میں رجب کے مہینے میں ہوئی اور عبداللہ بن مسعودؓ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ جب کہ دوسری طرف سیدنا وائل بن حجرؓ اور مالک بن حویرثؓ جو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد ایمان لائے ہیں اور ان دونوں بزرگ صحابہ سے عند رکوع رفع الیدین کرنا صحیحین سے ثابت ہے "انسائیکلو پیڈیا اصحاب النبی ﷺ" از ڈاکٹر ایم ایس ناز" میں صفحہ نمبر ۸۵۸ پر سیدنا وائل بن حجرؓ کے بیان میں ان کا اسلام قبول کرنا ۱۰ھ منقول ہے اور تاریخ ابن خلدون از علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون میں بھی وائل بن حجرؓ کا اسلام قبول کرنا ۱۰ھ میں منقول ہے اور طالب الہاشمی صاحب نے اپنی کتاب "وفود عرب بارگاہ نبوی میں" "اسد الغابہ" اور "بذل القوۃ" کے حوالے سے "وفد بنی لیث" کی آمد کے بیان میں لکھا ہے کہ "۹ھ میں غزوہ تبوک کی تیاری سے پہلے بنولیث کا ایک وفد مالک بن حویرث اللیثی کی سرکردی میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا الخ۔"

چنانچہ جب وائل بن حجرؓ دوبارہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو رکوع کرتے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن یزید المقری قال حدثنا سفیان قال حدثنا عاصم بن کلیب عن ابیه عن وائل بن حجرؓ قال اتیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فرأیته یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰۃ حتی یحاذی منکبیه واذا اراد ان یرکع واذا جلس فی الرکعتین أضجع الیسریٰ و نصب الیمنیٰ ووضع یده الیمنی علی فخذه الیمنیٰ و نصب اصبعه للدعاء ووضع یده الیسریٰ علیٰ فَخِذِهِ الیسریٰ قال ثم اتیتهم من قابل فرایتهم یرفعون ایدیهم فی البرانس﴾

(سنن النسائی مترجم جلد 1 "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۷۴۰) "موضع الیدین عندالجلوس للتشهد الاول")

ترجمہ: "وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے نماز کے شروع میں مونڈھوں تک اسی طرح جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکوع کرتے اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اور داہنا کھڑا کرتے اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور انگلی کلمے کی کھڑی کرتے دعا کے لئے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے وائل میں حجرؓ نے کہا پھر میں صحابہ کے پاس دوسرے سال (سردی کے موسم میں) آیا تو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے جبوں کے اندر۔"

امام بخاریؒ نے بھی وائل بن حجرؓ کی اس روایت کو "جزرفع الیدین مترجم ص نمبر 33" پر بیان کیا ہے اور ساتھ ہی امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ

﴿قال البخاری ولم یستثن وائل من اصحاب النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم احدا اذا صلوا مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ لم یرفع یدیہ﴾

(جزء رفع الیدین ص نمبر 34)

ترجمہ: "امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ وائلؓ نے صحابہؓ میں سے کسی ایک صحابی کو مستثنیٰ نہیں کیا کہ جب انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے کہ اس نے رفع الیدین نہیں کیا۔"

مالک بن حویرثؓ کے بارے میں آتا ہے۔

﴿قولہ یرفع یدیہ الخ مالک بن الحویرث راوی ھذا الحدیث کان یرفع یدیہ کما فی صحیح البخاری عملاً بھذا الحدیث لما قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم لہ و لمن معہ من الوفد حین ودع لھم صلوا کما رایتمونی اصلی فان الرفع داخل فی ھذا العموم فلا یقابلہ وغیرہ من الاحادیث المرفوعتہ فعل بعض الصحابتہ ولو ثبت الترک عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایضاً لا ینافی الاستجاب ولا سنتہ کما سیاتی عن الفاضل السندیؒ ۱۲ ف فیفہ دلیل علی بقاء الرفع و عدم نسخہ فان مالکا قدم المدینتہ عام تبوک فی رجب 9ھ وقد بقی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعدہ تسعۃ عشر شھرا راعنی الی ربیع الاول 11ھ ولم ینقل عنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ترک الرفع فی ھذہ المدۃ ولو مرۃ بل ثبت من حدیث وائل فی شوال ۱۰ھ وسینو ضحہ فی باب موضع رفع الیدین عند الجلوس للتشھد الاوّل ان شاء اللّٰہ﴾ (تعلیقات السلفیۃ عربی شرح نسائی ص نمبر ۱۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا تفصیل سے جو باتیں ثابت ہوئیں ہیں وہ یہ ہیں۔

(i) عبداللہ بن مسعودؓ اول اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ شروع اسلام میں عندالرکوع کا رفع الیدین نہیں تھا اسی لئے عبداللہ بن مسعودؓ نے اسی حالت کو بیان کیا ہے۔

(ii) مالک بن حویرثؓ جو ۹ھ میں ایمان لائے چنانچہ جب مالک بن حویرثؓ ایمان لائے تو اس وقت نبی علیہ السلام اور صحابہ عندالرکوع رفع الیدین کرتے تھے اسی لئے مالک بن حویرثؓ نے اسی حالت کو بیان کیا ہے۔

(iii) وائل بن حجرؓ جو فتح مکہ (یعنی ۱۰ھ) کے بعد ایمان لائے ہیں اس وقت بھی نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ عندالرکوع رفع الیدین کرتے تھے۔

(iv) پھر اس کے بعد وائل بن حجرؓ دوسرے سال (یعنی ۱۱ھ) نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور وہاں صحابہ کرامؓ کو سردیوں کے موسم میں اپنے کپڑوں کے نیچے سے عندالرکوع رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھا۔ اس لئے انہوں نے رفع الیدین کو روایت کیا ہے۔

(v) اور وائل بن حجرؓ سے شوال ۱۰ھ ہجری تک رفع الیدین کرنا ثابت ہے جیسا کہ تعلیقات سلفیہ کے حوالے سے پہلے گذر چکا ہے۔

(vi) دس ہجری تک جب وائل بن حجرؓ کی روایت سے عندالرکوع رفع الیدین کا دوام ثابت ہوگیا تو 11ھ میں نبی ﷺ کا انتقال ہوجاتا ہے۔

(vii) اب حنفی مقلدین کے ذمے ہے کہ ۱۰ھ کے بعد عندالرکوع کی رفع الیدین کا منسوخ ہونا کسی صحیح اور مرفوع حدیث سے ثابت کریں اور قیامت تک بھی کوئی حنفی مقلد اس کو ثابت نہیں کر سکتا ہے۔ ان شاءاللہ

(viii) لہٰذا جب عندالرکوع کی رفع الیدین ۱۰ھ تک ثابت ہے اور پھر اس کے بعد نبی علیہ السلام کی وفات تک اس کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہے تو پھر یہی صحیح ہے کہ آپ ﷺ کی آخر تک نماز رفع الیدین کے ساتھ تھی۔

(ix) اس لئے ہمیں بھی نبی ﷺ کی اس پیاری سنت پر عمل کرنا چاہئے تاکہ قیامت کے دن جنت میں نبی علیہ السلام کا قرب نصیب ہو۔ اور رفع الیدین کی اس ثابت شدہ سنت سے چڑنا نہیں چاہئے اور تارکِ سنت بن کر نبی ﷺ کے قرب سے محروم نہیں ہونا چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کا ایک جواب یہ ہے۔ کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے اس جگہ بھول ہوگئی ہے یعنی آپ نے جو عندالرکوع رفع الیدین نقل نہیں کیا تو وہ بھول جانے کی وجہ سے نقل نہیں کیا جیسا کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے اور جگہ بھول جانا ثابت ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کا درج ذیل جگہ پر بھول جانا ثابت ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔

(الف) معوذتین کے بارے میں عبداللہ بن مسعودؓ کا فرمان ہے۔

''مسند ابویعلی وغیرہ میں ہے کہ ابن مسعودؓ ان دونوں سورتوں کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے اور نہ قرآن میں انہیں شمار کرتے تھے بلکہ قاریوں اور فقہیوں کے نزدیک مشہور بات یہی ہے کہ ابن مسعودؓ ان دونوں سورتوں کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے شاید انہوں نے آپ ﷺ سے نہ سنا ہو اور تواتر کے ساتھ ان تک نہ پہنچا ہو۔ پھر یہ اپنے اس قول کی طرف رجوع کر کے جماعت کے قول کی طرف پلٹ آتے ہیں (تفسیر ابن کثیر پ نمبر ۳۰ سورۃ الفلق)

(ب) عبداللہ بن مسعودؓ تطبیق کا منسوخ ہونا بھی بھول گئے۔

﴿عن علقمة قال قال عبد الله علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلوة فكبر ورفع يديه فلما ركع طبق يديه بين ركبتيه قال فبلغ ذلك سعداً فقال صدق اخي قد كنا نفعل هذا ثم امرنا بهذا يعني الامساك على الركبتين﴾ (سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 باب نمبر ۲۶۸ (بلاعنوان) حدیث نمبر ۷۴۲)

ترجمہ: ''علقمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسول ﷺ نے ہم کو نماز سکھائی تو تکبیر کہی اور دونوں ہاتھ اٹھائے جب رکوع کیا تو دونوں ہاتھ جوڑ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں رکھ لئے (اس کو تطبیق کہتے ہیں اوائل اسلام میں ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہوگیا) جب یہ خبر سعد بن ابی وقاصؓ کو پہنچی انہوں نے کہا سچ کہا میرے بھائی (عبداللہ بن مسعودؓ) نے پہلے ہم ایسا ہی کرتے تھے پھر ہم کو حکم ہوا دونوں (ہاتھ) گھٹنوں پر رکھنے کا۔''

(ج) سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ ''واللیل اذا یغشی'' (سورۃ واللیل) کی قراءت میں ''وما خلق الذکر والانثی'' کو ''والذکر والانثی'' پڑھتے تھے۔ (صحیح بخاری شریف ''کتاب التفسیر'' سورۃ ''واللیل'' بحوالہ تفسیر ابن کثیر پ نمبر ۳۰ سورہ واللیل)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ مندرجہ بالا عبداللہ بن مسعودؓ کی روایات پر حنفی مقلدین عمل کیوں نہیں کرتے اگر وہ کہیں کہ صحیح اور کثیر روایات عبداللہ بن مسعودؓ کے متذکرہ بالا مسائل کے مقابلے میں آ چکی ہیں تو ہم بھی یہی موقف اختیار کریں گے کہ عندالرکوع رفع الیدین منسوخ ہونے کے بارے عبداللہ بن مسعودؓ اور براء بن عازبؓ وغیرہ کی روایات ان صحیح اور مرفوع اور کثیر روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں جن کو صحاح ستہ نے روایت کیا ہے۔ اس لئے یہ عدم رفع الیدین کی دلیل نہیں ہو سکتیں جن کو قائلین عدم رفع الیدین نے نقل کیا ہے۔

(4) عندالرکوع ترک رفع الیدین کے بارے میں جو روایات آئی ہیں پہلے تو وہ صحیح نہیں اور اگر کوئی حسن کے درجے کو پہنچتی بھی ہے تو وہ بھی ان کثیر صحیح اور مرفوع روایات کے مقابلے میں آٹے میں نمک کے برابر ہیں اور کم درجے کی ہیں۔ لہٰذا یہ کہاں کا انصاف ہے کہ عندالرکوع رفع الیدین کی ان روایات کو جن کو صحاح ستہ مؤطا امام مالکؒ اور مؤطا امام محمدؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے ان روایات کا کیا بنے گا۔ لہٰذا ہم تو مندرجہ بالا کتب کی سب صحیح احادیث پر عمل کرتے ہوئے عندالرکوع رفع الیدین کرتے ہیں۔

(5) عبداللہ بن مسعودؓ کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کیا اور اس کے بعد نماز میں اور کسی جگہ رفع الیدین نہیں کیا۔

ہماری حنفی مقلدین سے گذارش ہے کہ اگر آپ لوگوں کے دعوے کے مطابق ابن مسعودؓ کی اس حدیث سے نماز میں سوائے تکبیر اولیٰ اور کسی جگہ رفع الیدین نہیں کرنی چاہئے تو پھر حنفی مقلدین وتروں کی نماز میں تیسری رکعت میں رفع الیدین کیوں کرتے ہیں اور اسی طرح حنفی مقلدین عیدین کی تکبیروں کے وقت رفع الیدین کیوں کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ابن مسعودؓ کی روایت کے مطابق صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین ہے اس کے علاوہ نماز میں جو بھی رفع الیدین تھی وہ عبداللہ بن مسعودؓ کی اس روایت سے منسوخ ہو گئی ہے۔

(6) عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ روایت مجمل ہے۔ یعنی اس میں رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔ جیسا کہ امام ابوداؤد نے فرمایا ہے۔

﴿ ...... هذا حديث مختصراً من حديث طويل و ليس هو بصحيح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی ھذا اللفظ﴾

ترجمہ: ''۔۔۔ یہ حدیث مختصر ہے اس طویل حدیث سے اور یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔''

چنانچہ صحاح ستہ اور موطا امام مالکؒ اور موطا امام محمدؒ وغیرہ میں عندالرکوع رفع الیدین کی کثیر روایات آ چکی ہیں جو رفع الیدین کے بارے میں تفصیل بیان کرتیں ہیں۔ لہٰذا عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں عندالرکوع کا رفع الیدین عدم ذکر سے عدم حرج لازم نہیں آتا۔

(7) اگر کوئی حنفی مقلد صرف عبداللہ بن مسعودؓ کی اس روایت ہی کو لے کر بیٹھ جائے اور یہ کہے کہ یہی نبی علیہ السلام کی نماز کا طریقہ ہے جو ابن مسعودؓ کی روایت میں بیان ہوا ہے تو پھر ان سے پوچھا جائے کہ اس روایت میں یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ

(i) تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد ہاتھ کہاں باندھے جائیں۔

(ii) قرأت کا ذکر نہیں ہے کس نماز میں کتنی اور کس طرح کرنی چاہیئے۔

(iii) رکوع کرنے اور اس کی دعاؤں کا بھی ذکر نہیں۔

(iv) سجدہ کرنے اور سجدہ کی دعاؤں کا ذکر نہیں ہے۔

(v) تشہد کا طریقہ اور اس کی دعاؤں کا ذکر نہیں ہے۔

(vi) سلام کا ذکر نہیں ہے۔

اسی طرح نماز کے دوسرے امور جو بجالائے جاتے ہیں ان کا اس میں ذکر نہیں ہے۔ تو کیا نماز کے ان امور کو معلوم کرنے کے لئے دوسری صحیح احادیث کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا۔ جن میں یہ نماز کے تمام امور تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ یہی حال ابن مسعودؓ کی اس حدیث کا ہے جس میں عندالرکوع کی رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے چنانچہ یہ حدیث مجمل ہے اور عندالرکوع کی رفع الیدین کے لئے ان صحیح احادیث کی طرف رجوع کرنے پڑے گا' جن میں رفع الیدین کی تفصیل ہے۔

دلیل نمبر 2 کا جواب

حنفی مقلد الیاس صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ صحیح مسلم کی اس حدیث کو یہ کہتے ہوئے پیش کیا ہے کہ غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ عدم رفع الیدین کے بارے میں صحیحین کی کوئی روایت نہیں ہے۔ جیسا کہ الیاس صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 174 پر حاشیے میں ''تیسری حقیقت'' کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجزیہ پیش کرتے ہوئے نمبر 2 میں کہا ہے۔

قارئین کرام! جابر بن سمرۃؓ کی حدیث کا جواب کئی طرح سے ہے جس کو کوئی حنفی مقلدین بطور عندالرکوع عدم رفع الیدین کے بارے میں پیش کرتے ہیں۔

(1) صحیح مسلم میں جابر بن سمرۃؓ کی جو تین روایات اس باب میں آئی ہیں ان کے الفاظ یہ ہیں۔

(الف) ﴿عن جابر بن سمرةؓ قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه سلم فقال مالي ارئكم رافعي ايديكم كا نها اذناب خيل شمس اسكنوا في الصلوٰة قال ثم خرج علينا فرانا حلقا فقال مآلي ارئكم عزين قال ثم خرج علينا فقال الا تصفون كما تصف الملائكته عند ربها فقلنا يا رسول اللّٰه وكيف الملئكته عند ربها قال يتمون الصفوف الاوّل ويتراصون في الصف﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 "باب الامر بالسكون فى الصلوة والنهى عن الاشارة باليد ورفعها عند السلام واتمام الصفوف الاول والشراص فيها والا مربالاجتماع")

ترجمہ: ''جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تم کو اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں گویا وہ شریر گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ تم لوگ نماز میں کوئی حرکت نہ کیا کرو پھر ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ہم کو حلقہ باندھے دیکھ کر فرمایا تم لوگ الگ الگ کیوں ہو۔ پھر ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تم لوگ اس طرح صف باندھا کرو۔ جس طرح بارگاہ الٰہی میں فرشتے صف بستہ رہتے ہیں۔ تم لوگ سب سے پہلے اگلی صف پوری کیا کرو اور صف میں مل کر کھڑے ہوا کرو۔''

(ب) ﴿عن جابر بن سمرة قال كنا اذا صلينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا السلام عليكم ورحمة الله السلام عليكم ورحمة الله واشار بيده الى الجانبين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم علامه تومون بايديكم كانها اذناب خيل شمس انما يكفي احدكم ان يضع يدعلى فخذه ثم يسلم على اخيه من على يمينه و شماله﴾ (ايضاً)

ترجمہ: ''جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ نماز پڑھتے تو نماز کے ختم پر دائیں بائیں السلام علیکم ورحمته الله کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے یہ ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہلتی ہیں۔ تمہیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر اسلام علیکم ورحمته الله کہا کرو۔"

(ج)﴿عن جابر بن سمرة قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكنا اذا سلمنا قلنا بايدنا السلام عليكم السلام عليكم فنظر الينا رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم فقال ماشانكم تشيرون بايديكم كانها اذناب خيل شمس اذا سلم احدكم فليلتفت الى صاحبه ولا يؤمى بيده﴾ (ایضاً)

ترجمہ: "جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہم لوگ رسالت مآب ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو ختم نماز پر اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں یہ کیا ہو گیا ہے تم اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں تم میں سے جب کوئی نماز ختم کرے تو اپنے بھائی کی جانب منہ کر کے صرف زبان سے اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔"

سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث میں تین باتیں بیان ہوئی ہیں۔

(i) نبی ﷺ کا صحابہ کو نماز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھنا اور اس سے منع کرنا۔

(ii) نبی ﷺ کا صحابہ کو حلقہ بنائے ہوئے دیکھنا۔

(iii) نبی ﷺ کا صحابہ کو فرشتوں کی طرح صف بندی کرنے کا حکم دینا۔

مندرجہ بالا حدیث میں جو مضامین بیان ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس میں مندرجہ بالا تین امور بیان ہوئے ہیں (واللہ اعلم) اور یہ بات اس حدیث کے اسلوب سے بھی ظاہر ہے۔ مثلاً پہلا جملہ جو "فقال مالي ارئكم" سے شروع ہوتا ہے اور "اسكنو في الصلوة" پر ختم ہوتا ہے اس کے بعد دوسرا جملہ "ثم خرج علينا" سے شروع ہوتا ہے تو "مالي ارئكم اعزين" پر ختم ہوتا ہے اور تیسرا جملہ جو پھر "ثم خرج علينا" سے شروع ہوتا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ویتراصون فی الصف" پر ختم ہوتا ہے۔
چنانچہ مندرجہ بالا اسلوب حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث میں جو تین باتیں بیان ہوئی ہیں وہ ایک ہی نہیں ہیں یا یہ کہ وہ کسی ایک ہی واقعہ کے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ اس حدیث میں جو تین مسائل بیان ہوئے ہیں وہ کسی ایک واقعہ کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ اس حدیث میں جو پہلا فقرہ یا بات مکمل ہونے کے بعد لفظ "ثم" آیا ہے یعنی کہ پھر جب نبی ﷺ نے صحابہ کو دیکھا اس کے بعد پھر "ثم" کا لفظ آیا ہے یعنی کہ پھر جب نبی ﷺ نے صحابہ کو دیکھا۔ لہٰذا اس اسلوب سے اس حدیث سے تین باتیں سامنے آتیں ہیں۔

(الف) نماز میں ہاتھ اٹھانا
(ب) مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنا
(ج) فرشتوں کی طرح صف بندی کرنے کا حکم

چنانچہ اگر بغور دیکھا جائے تو یہ حدیث خود مجمل ہے کیونکہ اس حدیث میں مندرجہ بالا تینوں امور میں سے کسی کی بھی وضاحت نہیں بیان فرمائی گئی ہے۔ الیاس صاحب نے تو بڑی جسارت کے ساتھ یہ کہہ کر کہ "جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت میں جو واقعہ بیان ہوا ہے وہ علیحدہ واقعہ ہے اور جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت (ہماری بیان کردہ اور کتاب مسلم شریف کے متعلقہ باب کے حساب سے تیسری حدیث) کوئی علیحدہ واقعہ ہے۔
اگر ہم الیاس صاحب کے کہنے کے مطابق فرض کرلیں کہ جن دو احادیث کو الیاس صاحب نے بیان کیا ہے (یعنی جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ہیں) وہ ایک ہی واقعہ کے بارے میں نہیں ہیں بلکہ دو علیحدہ علیحدہ واقعات کا احاطہ کرتی ہیں تو آیئے ہم پہلے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت کا تجزیہ کرتے ہیں۔

(1) جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ کہیں ذکر نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کو نماز میں کس جگہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تھا اور یہ دیکھ کر نبی ﷺ نے صحابہ کو فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں نماز میں ایسے ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں لہٰذا نماز میں سکون پکڑو" (او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم) لہٰذا جب اس جگہ کا تعین نہیں ہوگا جس جگہ نبی علیہ السلام نے صحابہ کو نماز میں رفع الیدین کرنے سے منع فرمایا تھا تو مسئلہ صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھ نہیں آئے گا کیونکہ یہاں اگر صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے یہ قیاس کیا جائے گا کہ اس سے مراد ہے کہ رکوع کرتے وقت' رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین نہ کی جائے تو پھر اس سے ایسی خرابیاں پیدا ہوں گی کہ خود حنفی مقلدین کو بھی ان کا سامنا کرنا پڑے گا (ان شاء اللہ آئندہ سطور سے یہ بات واضح ہو جائے گی)

(2) دوسری بات جو جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت میں بیان ہوئی ہے وہ صحابہ کرام کا مسجد میں حلقہ باندھنے کے بارے میں ہے کہ صحابہ کرام مسجد میں ٹولیوں کی صورت میں مسجد میں بیٹھے ذکر کر رہے تھے تو نبی ﷺ نے ان کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ تفصیل جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی اس پہلی روایت میں نہیں ہے۔

(3) جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت میں جو تیسری بات بیان ہوئی ہے وہ نبی ﷺ کا صحابہ کو فرشتوں کی طرح صف بندی کا حکم دیا ہے جس کی تفصیل اس میں نہیں ہے یعنی فرشتے کس طرح صف بندی کرتے ہیں اور ہمیں کس طرح صف بندی کرنی ہوگی اس کا پتہ دوسری حدیث سے چلتا ہے۔ جب کہ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی زیر بحث حدیث یہ تفصیل بیان کرنے سے قاصر ہے۔ ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 باب نمبر 243 "تسویتہ الصوف" میں حدیث نمبر 656 میں فرشتوں کی صف بندی اس طرح مروی ہے۔

ترجمہ: ''جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم صفیں نہیں باندھتے جیسے فرشتے صفیں باندھتے ہیں اپنے رب کے پاس ہم نے کہا فرشتے کیونکر صفیں باندھتے ہیں اپنے رب کے پاس آپ ﷺ نے فرمایا پہلے پورا کرتے ہیں صف اول کو پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی کو اسی طرح اور صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔''

لہٰذا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی متذکرہ بالا پہلی حدیث کے پہلے حصے کو سمجھنے کے لئے کسی دوسری صحیح حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑھے گا یعنی یہ جاننے کے لئے کہ وہ کونسا مقام تھا کہ جب نبی علیہ السلام نے صحابہ کو نماز میں اس جگہ رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ ''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ میں تم کو نماز میں شریر گھوڑوں کی طرح ہاتھ ہلاتے دیکھتا ہوں۔''

قارئین کرام! یہ ساری تفصیلات کہ وہ کونسا مقام تھا جس پر نماز میں ہاتھ اٹھانے سے نبی علیہ السلام نے منع فرما دیا تھا تو یہ جاننے کے لئے ہمیں سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ان دو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثوں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جو صحیح مسلم شریف کے اسی باب میں بیان ہوئی ہیں جس میں وہ حدیث بیان ہے جس کو الیاس صاحب نے اپنی دوسری دلیل کے بیان میں نقل کیا ہے۔

قارئین کرام! جب ہم صحیح مسلم کی جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی تینوں احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس بات کو معلوم کرنے میں مدد ملتی ہے کہ کس مقام پر آپ نے صحابہ کو نماز میں رفع الیدین کرنے سے منع فرمایا ہے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ان تینوں احادیث میں جو الفاظ بالکل مشترک وہ یہ ہیں۔ (ان الفاظ کو تینوں احادیث میں انڈر لائن کیا گیا ہے)

﴿کانها اذناب خیل شمس﴾

ترجمہ: ''گویا کہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں۔''

یہ وہ الفاظ ہیں جو جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ان تینوں روایات میں مشترک ہیں۔ اور یہی وہ الفاظ ہیں جن کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت میں جو نماز میں ہاتھ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے وہ نماز میں تشہد کی حالت میں دائیں اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمتہ کہتے وقت دایاں ہاتھ سے دائیں طرف اور بایاں ہاتھ سے بائیں طرف اشارہ کرنے کے بارے میں ہے یعنی جب نبی ﷺ نے صحابہ کو نماز میں سلام پھرتے وقت دائیں اور بائیں طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا تو یہ دیکھ کر آپ نے صحابہ کو فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں نماز میں شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ ہلاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔'' (اوکما قال رسول اللہ ﷺ)

لہٰذا ہم تو جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث کا یہی مطلب لیتے ہیں کہ اس سے عند الرکوع رفع الیدین منسوخ نہیں ہوا بلکہ اس سے تو صرف سلام پھیرتے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اس پر حنفی مقلدین کا بھی عمل ہے اور ہمارا بھی عمل ہے۔ یعنی نماز میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ سے اشارہ نہ تو حنفی مقلدین کرتے ہیں اور نہ ہی ہم سلام پھیرتے وقت ہاتھ سے اشارہ کرتے ہیں۔

(2) جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا تینوں روایات میں سے کسی ایک سے بھی عند الرکوع کی رفع الیدین کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہے کسی محدث نے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ان روایات سے عند الرکوع کا رفع الیدین ہونا منسوخ نہیں لیا ہے بلکہ امام المحدثین نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ جاہل ہے جو جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ان روایات سے عند الرکوع کا رفع الیدین منع ہونا مراد لے چنانچہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں (جزء رفع الیدین مترجم ص نمبر ۳۷، ۳۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف)﴿قال البخاری فاما احتجاج بعض من لا یعلم بحدیث و کیع عن الاعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سمرة رضی اللہ تعالٰی عنہ قال دخل علینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نحن رافعوا ایدینا فی الصلٰوة فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلٰوة فانما کان ھذا فی التشھد لافی القیام کان یسلم بعضھم علٰی بعض فنھی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن رفع الایدی فی التشھد ولا یحتج بھذا من لہ حظ من العلم ھذا معروف مشھور لا اختلاف فیہ ولو کان کما ذھب الیہ لکان رفع الایدی فی اول التکبیرة وایضاً تکبرات صلٰوة العید منھیا عنھا لانہ لم یستثن رفعا دون رفع﴾

ترجمہ: ''امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ بعض بے علم لوگوں نے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے عدم رفع الیدین پر استدلال کیا ہے جس کو وکیع نے الاعمش سے اور اس نے المسیب بن رافع سے اس نے تمیم بن طرفہ سے اس نے جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔''

''انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے پاس نبی ﷺ تشریف لائے اور ہم نماز میں اپنے ہاتھ اٹھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ میں تم کو ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں جیسا کہ سرکش گھوڑوں کی دم ہوتی ہے۔ نماز میں سکون پکڑو''

چنانچہ امام بخاریؒ نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

امام بخاریؒ نے ایک جواب یہ دیا ہے کہ ''اس حدیث میں ہاتھ اٹھانے کا جو ذکر ہے وہ تشہد کی حالت میں ہے۔ قیام کی حالت میں نہیں ہے۔ بعض صحابی بعض پر (ہاتھ کے اشارہ سے) سلام کہتے تھے۔ نبی ﷺ نے تشہد کی حالت میں ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کرنے سے روک دیا۔ جس شخص کو تھوڑا بہت علم کا حصہ ملا ہے۔ وہ اس حدیث سے عدم رفع الیدین پر استدلال نہیں کرتا۔ یہ مشہور و معروف بات ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

دوسرا جواب جو امام بخاریؒ نے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا دیا ہے وہ یہ ہے کہ ''اگر اس حدیث کا وہی معنی لیا جائے جو بعض لاعلم لوگوں نے لیا ہے تو اس معنی کی رو سے تکبیر تحریمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رفع الیدین نماز عید کی تکبیرات میں بھی رفع الیدین منع ہو گئی۔ اس لئے کہ اس حدیث میں کوئی رفع الیدین مستثنیٰ نہیں۔''

قارئین کرام! جیسا کہ میں نے اوپر بھی ذکر کیا تھا اور آپ نے امام بخاریؒ کی تقریر سے بھی دیکھ لیا ہے اور اس کے بعد بھی آپ ان شاء اللہ دیکھ لیں گے کہ اگر جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے وہی معنی کئے جائے جو بعض بے علم لوگ کرتے ہیں تو وہ آپ دیکھیں گے کہ خود ان لوگوں کے لئے کس طرح خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن لوگوں نے ایسے معنی مراد لئے ہیں۔

(ب) جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بارے میں صحیح مسلم شریف کی شرح میں امام نوویؒ فرماتے ہیں۔

'' اس حدیث شریف میں ہاتھ اٹھانے کی جو ممانعت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سلام پھیرتے وقت ہاتھ نہ اٹھائیں۔ جیسے کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے اس سے رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کی ممانعت مقصود نہیں ہے کیونکہ وہ تو مستحب بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ جو احناف اس حدیث کو رفع الیدین کی ممانعت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں وہ بے علم اور احادیث نبویہ سے ناواقف ہیں۔''

(3) الیاس صاحب کا کہنا ہے کہ ''مسلم شریف کی ایک اور روایت میں نبی ﷺ نے سلام کے وقت رفع الیدین کرنے سے بھی روکا ہے اس میں بھی ''كانها اذناب خيل شمس'' کا جملہ استعمال فرمایا اس سے بعض حضرات کو شبہ ہو گیا کہ دونوں حدیثیں ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں حالانکہ ایسا نہیں دونوں احادیث میں علیحدہ اور مستقل احکام بیان ہوئے ہیں دونوں کا باہمی فرق ملاحظہ ہو۔''

چنانچہ اس کے بعد الیاس صاحب اپنا مطلب حل کرنے کے لئے دونوں احادیث کی نامکمل عبارت اسطرح نقل کرتے ہیں۔ ''دونوں روایتوں میں حضرت جابر نے آپ ﷺ کے مختلف قسم کے الفاظ نقل کئے ہیں اس حدیث میں ہے ''مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذناب خيل شمس'' جب کہ دوسری سلام والی روایت میں ہے ''علام تؤمون بايديكم كانها اذناب خيل شمس انما يكفيكم ان يضع يدهٗ على فخذهٖ ثم يسلم على اخيه عن على يمينه و شماله'' دونوں میں فرق واضح ہے۔''

اس کے بعد الیاس صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ''اس حدیث میں ہے کہ ہم اپنی اپنی نماز پڑھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے کہ آپ تشریف لائے اور فرمایا جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ہم نے نماز با جماعت میں سلام کے وقت اشارہ کیا تو آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔" پھر اس کے بعد لکھتے ہیں کہ:

"اس حدیث میں "اسکنوا فی الصلوٰۃ" کا جملہ ہے جو دوسری حدیث میں نہیں ہے۔" پھر اس کے بعد لکھتے ہیں کہ "اس حدیث میں ہے کہ نماز میں رفع الیدین سے روکا ہے جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ سلام کے وقت دائیں بائیں اشارہ کرنے سے روکا" مزید اس کے بعد لکھتے ہیں کہ "اب ظاہر ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی ان دونوں روایات کے راوی ہیں اب کیونکر ممکن ہے کہ ایک ہی صحابی ایک ہی واقعہ کو مختلف الفاظ، مختلف اسلوب اور مختلف پس منظر میں بیان کرے الخ" (نماز پیمبر از الیاس صاحب حاشیہ ص نمبر ۱۶۹، ۱۷۰)

اس کا جواب یہ ہے کہ الیاس صاحب نے کہا ہے کہ "مسلم شریف کی ایک اور روایت ہے۔ نبی ﷺ نے سلام کے وقت رفع یدین کرنے سے بھی روکا ہے اس طرح الیاس صاحب کے کہنے کے مطابق تو مسلم شریف کے زیر بحث باب میں دو روایتیں ہوئیں جب کہ اس باب میں تین روایتیں ہیں جن کو میں نے عربی متن کے ساتھ نقل کیا ہے الیاس صاحب نے دو روایتوں کے چند الفاظ کو نقل کر کے تو ثابت کر دیا ہے کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ واقعات ہیں ہماری اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اگر الیاس صاحب کی بیان کردہ دونوں روایات کے الفاظ مختلف ہونے کی وجہ سے یہ دو علیحدہ علیحدہ واقعات ہیں تو پھر اس طرح ان تینوں احادیث کے الفاظ مختلف ہیں جو میں جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی صحیح مسلم کے حوالے سے نقل کی ہیں۔ آپ اوپر بیان کی گئی تینوں روایات کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں کہ تینوں روایات کے الفاظ مختلف ہیں تو پھر کیا یہ کہنا چاہئے کہ ان تینوں احادیث میں علیحدہ علیحدہ تین واقعات بیان ہوئے ہیں جب کہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ ان تینوں احادیث میں جو الفاظ مشترک ہیں وہ یہ ہیں۔

"کانھا اذناب خیل شمس" اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تینوں احادیث ایک ہی واقعہ کے بارے میں ہیں۔ کیونکہ تینوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلی حدیث مجمل ہے اور دوسری دونوں احادیث پہلی حدیث کی کچھ تفصیل بیان کرتی ہیں۔

(4) اگر الیاس صاحب مسلم شریف کی جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ان تینوں روایات کے الفاظ مختلف ہونے کی وجہ سے اسے تین علیحدہ علیحدہ واقعات ہی شمار کرتے ہیں۔ تو پھر الیاس صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں بیان ان واقعات کے بارے میں بتائیں کہ یہ کتنے واقعات ہیں کیونکہ یہ واقعات بھی قرآن مجید میں ایک سے زیادہ مقامات پر مختلف الفاظ کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ مثلاً

(۱) سیدنا آدم علیہ السلام کا واقعہ

یہ واقعہ قرآن مجید میں درج ذیل مقامات پر درج ذیل الفاظ کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

﴿واذقال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة‘ قالوا اتجعل فیها من یفسدفیها ویسفک الدمآء. ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم مالا تعلمون o وعلم اٰدم الاسمآء کلها ثم عرضهم علی الملئکة ‘ فقال انبئونی باسمآء هؤلآء ان کنتم صدقین o قالوا سبحنک لاعلم لنآ الا ما علمتنا‘ انک انت العلیم الحکیم o قال یادم انبئهم باسمآئهم فلمآ انباهم باسمآئهم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوٰت والارض واعلم ماتبدون وماکنتم تکتمون o واذقلنا للملئکة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس ابٰی واستکبر وکان من الکفرین o وقلنا یادم اسکن انت وزوجک الجنة وکلامنها رغدًا حیث شئتما ‘ ولا تقربا هذه الشجرة فتکونا من الظلمین o فازلهما الشیطٰن عنها فاخرجهما مما کانا فیه وقلنا اهبطوا بعضکم لبعض عدوٌ‘ ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین o فتلقی اٰدم من ربه کلمت فتاب علیه انه هو التواب الرحیم o قلنا اهبطوا منها جمیعاً فاما یاتینکم منی هدی فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون o والذین کفروا وکذبوا بایتنآ اولئک اصحب النار هم فیها خالدون o (سورۃ البقرۃ آیت ۳۰ تا ۳۹)

۲. ﴿ولقد خلقنکم ثم صورنکم ثم قلنا للملئکة اسجدوا لادم فسجدوا اِلَّآ ابلیس لم یکن من السجدین o قال مامنعک الَّا تسجد اذ امرتک قال انا خیر منه‘ خلقتنی من نار وخلقته من طین o قال فاهبط منها فما یکون لک ان تتکبر فیها فاخرج انک من الصغرین o قال انظرنی الی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوم یبعثون ○ قال انک من المنظرین ○ قال فبمآ اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم ○ ثم لاتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن أیمانھم وعن شمآئلھم، ولا تجد اکثرھم شکرین ○ قال اخرج منھا مذء وما مدحورا، لمن تبعک منھم لاملئن جھنم منکم اجمعین ○ ویادم اسکن انت وزوجک الجنۃ فکلا من حیث شئتما ولاتقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین ○ فوسوس لھما الشیطٰن لیبدی لھما ما وری عنھما من سواتھما وقال ما نھکما ربکما عن ھذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین اوتکونا من الخلدین ○ وقاسمھمآ انی لکما لمن النصحین ○ فدلھما بغرور فلما ذاقا الشجرۃ بدت لھما سواتھما وطفقا یخصفن علیھما من ورق الجنۃ ونادٰھما ربھمآ الم انھکما عن تلکما الشجرۃ واقل لکما ان الشیطٰن لکما عدو مبین ○ قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین ○ قال اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین ○ قال فیھا تحیون و فیھا تموتون ومنھا تخرجون ○﴾ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۱ تا ۲۵)

۳. ﴿واذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرا من صلصال من حمامسنون ○ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سجدین ○ فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون ○ الا ابلیس ابی ان یکون مع السجدین ○ قال یابلیس مالک الا تکون مع السجدین ○ قال لم اکن لاسجد لبشر خلقتہ من صلصال من حما مسنون ○ قال فاخرج منھا فانک رجیم ○ وان علیک اللعنۃ الی یوم الدین ○ قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون ○ قال فانک من المنظرین ○ الی یوم الوقت المعلوم ○ قال رب بمآ اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولاغوینھم اجمعین ○ الا عبادک منھم المخلصین ○﴾ (سورۃ الحجر آیت نمبر ۲۸ تا ۴۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴. ﴿ واذ قلنا للملئكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس قال ء اسجد لمن خلقت طيناo قال ارئيتك هذا الذى كرمت على لئن اخرتن الى يوم القيمة لاحتنكن ذريته الا قليلاً o قال اذهب فمن تبعك منهم فان جهنم جزآؤ كم جزآء موفوراًo ﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۶۱ تا ۶۳)

۵. ﴿ واذ قلنا للملئكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس كان من الجن ففسق عن امر ربه' افتتخذونه وذريته اولياء من دوني وهم لكم عدو بئس للظلمين بدلاً o ﴾ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۵۰)

۶. ﴿واذ قلنا للملئكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس. ابى o فقلنا يادم ان هذا عدولك ولزوجك فلا يخرجنكما من الجنة فتشقى o ان لك الا تجوع فيها ولا تعرے o وانك لاتظمؤا فيها ولاتضحى o فوسوس اليه الشيطن قال يادم هل ادلك على شجرة الخلد وملك لايبلىo فاكلا منها فبدت لهما سواتهما وطفقا يخصفن عليهما من ورق الجنة وعصى ادم ربه فغوىٰ o ثم اجتبه ربه فتاب عليه وهدے o قال اهبطا منها جميعاً بعضكم لبعض عدو' فاما ياتينكم منى هدى' فمن اتبع هداى فلا يضل ولا يشقىo﴾ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۱۶ تا ۱۲۳)

۷. ﴿اذ قال ربك للملئكة انى خالق بشرا من طين o فاذا سويته ونفخت فيه من روحى فقعوا له سجدين o فسجد الملئكة كلهم اجمعون o الا ابليس استكبر وكان من الكفرين o قال يابليس مامنعك ان تسجد لما خلقت بيدى استكبرت ام كنت من العالين o قال انا خير منه خلقتنى من نار وخلقته من طين o قال فاخرج منها فانك رجيم o وان عليك لعنتى الے يوم الدين o قال رب فانظرنى الے يوم يبعثون o قال فانك من المنظرين o الے يوم الوقت المعلوم o قال فبعزتك لاغوينهم اجمعينo الا عبادك منهم المخلصينo﴾

(سورۃ ص آیت نمبر ۷۱ تا ۸۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: آدم علیہ السلام کے واقعہ کے بارے میں درج بالا ساتوں مقامات کا ترجمہ کسی بھی مترجم قرآن مجید سے پڑھا جاسکتا ہے طوالت کے پیش نظر اس سے گریز کیا گیا ہے۔

قارئین کرام! اگر حنفی مقلد الیاس صاحب کے قاعدے کو سامنے رکھ کر (یعنی جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی تینوں روایات میں ایک ہی واقعہ بیان نہیں ہوا بلکہ ان روایات میں علیحدہ علیحدہ واقعات بیان ہوئے ہیں کیونکہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ نبی ﷺ کا کوئی صحابی ایک ہی واقعے کو مختلف الفاظ میں بیان کرے۔ لہٰذا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کا ان روایات کو جن میں یہ الفاظ ہیں کہ "کانھا اذناب خیل شمس" مختلف الفاظ میں بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ الفاظ یعنی "کانھا اذناب شمس" اتحادِ واقعہ کی دلیل نہیں ہے بلکہ ان روایات کا بالفاظ مختلف ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایات کسی ایک واقعہ کے بارے میں نہیں ہیں بلکہ ان روایات میں ایک سے زیادہ واقعات بیان ہوئے ہیں) آدم علیہ السلام کے واقعہ کو دیکھا جائے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان مقامات پر جو آیات آئی ہیں یہ کسی ایک واقعہ کے بارے میں نہیں ہے یعنی یہ سات واقعات ہیں کیونکہ ان مقامات پر جو آیات آئی ہیں ان کے الفاظ مختلف ہیں لہٰذا آدم علیہ السلام کا یہ ایک واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ علیحدہ علیحدہ سات واقعات ہیں۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سات علیحدہ علیحدہ واقعات نہیں ہیں بلکہ ایک ہی واقعہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کا یہ واقعہ ایک جگہ پر تو مجمل طور پر بیان ہوا ہے تو دوسری جگہ مفصل طور پر بیان ہوا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا سیدنا آدم علیہ السلام کے واقعہ کو کسی جگہ مجمل طور پر بیان کرنا اس کو دوسری جگہ پر مفصل بیان کرنا تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ان ساتوں مقامات پر بیان کی گئی آیات علیحدہ علیحدہ سات واقعات کی نشاندہی کرتی ہیں۔" اب ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو سات مقامات پر بیان فرمایا ہے' اب کیونکر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی ایک ہی واقعہ کو مختلف الفاظ' مختلف اسلوب اور مختلف پس منظر میں بیان کرے۔"

چنانچہ ثابت ہوا کہ جس طرح سیدنا آدمؑ کا واقعہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مختلف الفاظ سے بیان ہونے کی وجہ سے سات واقعات نہیں بنتے بلکہ ایک ہی واقعہ شمار ہوگا تو بالکل اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی روایات (جن کو الیاس صاحب نے بھی نقل کیا ہے) میں بھی واقعہ ایک ہی بیان ہوا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ جس روایت کی جس عبارت کو الیاس صاحب نے اپنی دلیل کے بیان میں نقل کیا ہے ان الفاظ میں اس واقعہ کا مجمل طور پر ذکر ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا ''كانها اذناب خيل شمس'' جب کہ دوسری دونوں روایات (جن کو میں نے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے)۔ میں پہلی روایت کی تفصیلات موجود ہیں۔ لہٰذا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت کو سمجھنے کے لئے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی دوسری دونوں روایات اور پہلی روایت میں بیان کئے گئے مضامین کے بارے میں دوسری روایات سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔

(ب) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ کوہ طور

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا واقعہ قرآن مجید نے درج ذیل مقامات پر درج ذیل الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔

۱. ﴿ واذ وٰعدنا موسٰی اربعین لیلة ثم اتخذتم العجل من بعدهٖ وانتم ظٰلمون ۝ ثم عفونا عنکم من بعد ذٰلک لعلّکم تشکرون ۝ واٰذاٰتینا موسٰی الکتٰب والفرقان لعلّکم تهتدون ۝ واذ قال موسٰی لقومهٖ یٰقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الٰی بارئکم فاقتلوا انفسکم ط ذٰلکم خیر لکم عند بارئکم ط فتاب علیکم ط انه هو التواب الرحیم ۝ واذ قلتم یٰموسٰی لن نؤمن لک حتّٰی نری اللّٰه جهرة فاخذتکم الصّٰعقة وانتم تنظرون ۝ ثم بعثنٰکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون ۝ ﴾

(سورۃ البقرہ: آیت نمبر ۵۱ تا ۵۶)

۲. ﴿ ووٰعدنا موسٰی ثلٰثین لیلة واتممنٰها بعشرٍ فتم میقات ربهٖ اربعین لیلة وقال موسٰی لاخیه هٰرون اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدون ۝ ولما جاء موسٰی لمیقاتنا وکلمه ربه قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترٰنی ولٰکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترٰنی فلما تجلی ربه للجبل جعله دکاو خر موسٰی صعقا فلما افاق قال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحانک تبت الیک وانا اول المومنین ○ ﴾

(سورۃ الاعراف: آیت نمبر ۱۴۲۔۱۴۳)

نوٹ: موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ طور کے تمام مقامات کا ترجمہ مترجم قرآن مجید سے دیکھا جاسکتا ہے۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے واقعہ کی طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ طور پر بھی قرآن مجید میں ایک سے زیادہ مقامات پر مختلف الفاظ سے بیان ہوا ہے کہ حالانکہ یہ وقوع کے لحاظ سے ایک ہی واقعہ ہے کیا کوئی اہل علم اور عقل مند شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس واقع کا مختلف الفاظ سے قرآن مجید میں بیان ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ واقعہ ایک نہیں ہے بلکہ ایک سے زیادہ واقعات ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے لہٰذا یہی صورت حال کچھ سیدنا جابر بن سمرہؓ کی بیان کردہ ان تینوں احادیث کی ہے جن کو میں نے اس سے پہلے نقل کیا ہے۔

(ج) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ان کا اپنی فوج کے ساتھ دریا کو عبور کرنا اور فرعون کا اس دریا میں غرق ہونا

یہ واقعہ بھی قرآن مجید میں ایک سے زیادہ مقامات پر مختلف الفاظ کے ساتھ بیان ہوا ہے مثلاً:

۱. ﴿ واذ انجینکم من اٰل فرعون یسومونکم سوٓءَ العذاب یقتلون ابنآءَ کم ویستحیون نسآءَ کم ؕ وفی ذٰلکم بلآءٌ من ربکم عظیم ○ ﴾

(سورۃ الاعراف۔ آیت نمبر ۱۴۱)

۲. ﴿ واذ نجینکم من اٰل فرعون یسومونکم سوٓءَ العذاب یذبحون ابناءَ کم ویستحیون نسآءَ کم ؕ وفی ذٰلکم بلآءٌ من ربکم عظیم ○ واذ فرقنا بکم البحر فانجینکم واغرقنآ اٰل فرعون وانتم تنظرون ○ ﴾

(سورۃ البقرۃ۔ آیت نمبر ۴۹۔۵۰)

۳. ﴿طسٓمٓ ○ تلک اٰیٰت الکتٰب المبین ○ نتلوا علیک من نبا موسٰی وفرعون بالحق لقوم یومنونِ ○ ان فرعون علافی الارض وجعل اھلھا شیعا یستضعف طآئفةً منھم یذبح ابنآءھم ویستحي نسآءَ ھم انه کان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من المفسدین ○ ﴾ (سورۃ القصص آیت نمبر ۱ تا ۴)

(نوٹ) مندرجہ بالا واقعہ کی تمام آیات کے ترجمے کے لئے مترجم قرآن مجید ملاحظہ فرمائیں۔

(د) سیدہ مریم علیہ السلام اوران کے ہاں پیدائش عیسیٰ علیہ السلام

قرآن مجید میں سیدہ مریم علیہ السلام کے ہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ایک سے زائد مقامات پر مختلف الفاظ میں بیان ہوا ہے ملاحظہ ہو۔

۱. ﴿ اذ قالت الملئکة یٰمریم ان اللہ یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیهاً فی الدنیا والاٰخرة ومن المقربین ○ ویکلم الناس فی المهد وکهلا ومن الصّٰلحین ○ قالت رب انّٰی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشرط قال کذٰلک اللہ یخلق ما یشآء اذقضٰی امراً فانما یقول له کن فیکون ○ ﴾ (ال عمران۔ آیت نمبر ۴۵ تا ۴۷)

۲. ﴿ واذکر فی الکتٰب مریم اذا نتبذت من اهلها مکانا شرقیا ○ فاتخذت من دونهم حجابًا فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا ○ قالت اِنیّ اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیا ○ قال انما انا رسول ربک لاهب لک غلٰما زکیا ○ قالت انّٰی یکون لی غلٰم ولم یَمْسَسْنِیْ بشر ولم اک بغیا ○ قال کذٰلک قال ربک هو علی هین ولنجعله اٰیة للناس ورحمة مناوکان امراً مقضیا ○ فحملته فانتبذت به مکاناقصیا ○ فاجآءها المخاض الی جذع النخلة قالت یلیتنی مت قبل هٰذا وکنت نسیامنسیا ○ فناداها من تحتها الاتحزنی قد جعل ربک تحتک سریا ○ وهزی الیک بجذع النخلة تسٰقط علیک رطبا جنیا ○ فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمٰن صوماً فلن اکلم الیوم انسیا ○ فاتت به قومها تحمله ط قالوا یٰمریم لقد جئت

www.KitaboSunnat.com

شیئاً فریا o یاخت ھٰرون ما کان ابوک امرا سوءٍ وما کانت امک بغیا o فاشآرت الیہ ط قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیاo قال انی عبداللّٰہ ط اٰتنی الکتٰب وجعلنی نبیاo وجعلنی مبٰرکا این ما کنت واوصٰنی بالصلٰوۃ والزکٰوۃ ما دمت حیا o وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جباراً شقیا o والسلٰم عَلَیَّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاo ذٰلک عیسٰی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون o﴾ (سورۃ مریم۔آیت نمبر۱۶تا۳۴)

نوٹ: مندرجہ بالا آیات کے ترجمے کے لئے مترجم قرآن مجید ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ سیدہ مریم علیہ السلام کے ہاں سیدنا عیسٰی کی پیدائش کے واقعہ کو قرآن نے مندرجہ بالا دونوں مقامات پر مختلف الفاظ سے بیان فرمایا ہے کیا اس طرح اس واقعہ کا بالفاظ مختلف ہونے سے یہ دو واقعات شمار ہوں گے یا ایک ہی واقعہ شمار ہوگا تو یہ بات واضح ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے۔

(د) سیدنا زکریا علیہ السلام کو بیٹے یعنی سیدنا یحیٰی علیہ السلام کی بشارت

قرآن مجید میں سیدنا زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں بچے کی پیدائش کی خوش خبری سنانا یہ مختلف الفاظ سے اس طرح بیان ہوا ہے ملاحظہ ہو۔

۱۔ ﴿فتقبلھا ربھا بقبول حسن وانبتھا نباتا حسنا و کفلھا زکریا ط کلما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یٰمرم انّٰی لک ھٰذا ط قالت ھو من عند اللّٰہ ط ان اللّٰہ یرزق من یشاء بغیر حساب o ھنالک دعا زکریا ربہ قال رب ھب لی من لدنک ذریتہ طیبۃ انک سمیع الدعا o فنادتہ الملٰکتہ وھو قائم یصلی فی المحراب ان اللّٰہ یبشرک بیحیٰی مصدقا لکلمۃ من اللّٰہ وسیدا و حصوراً و نبیامن الصلٰحین o قال رب انّٰی یکون لی غلٰم بلغنی الکبر وامراتی عاقر ط قال کذٰلک اللّٰہ یفعل ما یشآءُ o قال رب اجعل لی ایۃ ط قال ایٰتک الّا تکلم الناس ثلثۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایام اِلّا رمزا ط واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشی والابکار o﴾

(سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۳۷ تا ۴۱)

۲. ﴿ کٓھٰیٰعٓصٓ o ذکر رحمت ربک عبده زکریا o اذ نادٰی ربه نداءً خفیا o قال رب انی وهن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعآئِکَ رب شقیا o وانی خفت المولی من ورآئی وکانت امراتی عاقرا فهب لی من لدنک ولیا o یرثنی ویرث من اٰل یعقوب واجعله رب رضیا o یٰزکریا انا نبشرک بغلٰم اسمه یحیٰی لم نجعل له من قبل سمیا o قال رب اَنّٰی یکون لی غلٰم وکانت امراتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا o قال کذلک قال ربک هو علی هین وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئاً o قال رب اجعل لی اٰیة ط قال اٰیتک الا تکلم الناس ثلٰث لیال سویا o﴾ (مریم۔ آیت نمبر ۱ تا ۱۱)

۳. ﴿وزکریا اذ نادٰی ربهٗ رب لاتذرنی فرداً وانت خیر الوٰرثین o فاستجبنا له ووهبنا له یحیٰی واصلحنا له زوجه ط انهم کانو یُسرعون فی الخیرٰت ویدعوننا رغبا ورهبا ط وکانوا لنا خٰشعین o والتی احصنت فرجها فنفخنا فیها من روحنا وجعلنٰها وابنها اٰیة للعٰلمین o﴾

(سورہ الانبیاء۔ آیت نمبر ۸۹ تا ۹۱)

نوٹ: مندرجہ بالا تینوں مقامات کا ترجمہ مترجم قرآن مجید سے دیکھا جا سکتا ہے۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سیدنا زکریا علیہ السلام کا مندرجہ بالا واقعہ قرآن مجید نے مندرجہ بالا مقامات پر مختلف الفاظ سے بیان فرمایا ہے کیا یہ ایک ہی واقعہ نہیں ہے کیا یہ واقعہ بھی بالفاظ مختلف ہونے کی وجہ سے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی روایات کی طرح مختلف ہے تو کیا پھر اس طرح سیدنا زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں کی بشارت دی اور تینوں کا نام اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام رکھا نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے کہ یہ واقعہ مختلف الفاظ میں ہونے کی وجہ سے ایک واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور سیدنا زکریا علیہ السلام کے ہاں ایک ہی بار سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی ہے یہ تو مختصر سا جواب تھا اس استدلال کا جو حنفی مقلد الیاس صاحب نے سیدنا جابر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی روایات کا مختلف الفاظ کے ساتھ بیان ہونے کی وجہ سے کیا تھا کہ سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی یہ روایات ایک ہی واقعہ کے بارے میں نہیں ہیں بلکہ ایک سے زیادہ واقعات کے بارے میں ہیں۔ تو پھر کیا مندرجہ بالا سارے واقعات علیحدہ علیحدہ ایک سے زیادہ واقعات ہیں یا کہ ایک ہی واقعہ ہے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ یہ سارے واقعات قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مختلف الفاظ سے بیان ہونے کے باجود ایک ہی واقعہ ہے۔ قرآن مجید سے اس قسم کی اور بھی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ میں طوالت کے پیش نظر انہی پر اکتفا کرتا ہوں امید ہے کہ اہل عقل کے لئے یہی کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے دین اسلام کی صحیح صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

(5) الیاس صاحب کہتے ہیں کہ اس حدیث میں (جس حدیث کو انہوں نے اپنی دوسری دلیل کے بیان میں نقل کیا ہے) اس میں "اسکنوا فی الصلوٰۃ" کا جملہ ہے جو کہ دوسری حدیث میں نہیں ہے۔ چنانچہ الیاس صاحب نے اپنی دوسری دلیل میں مذکورہ بالا حدیث کو جب نقل کیا تو اس کے بعد لکھا کہ "مسلم شریف کی اس حدیث میں نبی ﷺ نے رفع الیدین کرنے والوں کو سکون کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ چونکہ رفع الیدین کرنا سکون کے منافی ہے لہذا ہمیں آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق سکون کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے۔"

قارئین کرام! اس کا جواب عطاء اللہ حنیفؒ صاحب نے سنن نسائی کی عربی شرح "تعلقات السلفیۃ" جلد نمبر 1 "کتاب الافتتاح" ص نمبر ۱۲۶ میں جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تفسیر میں دیا ہے ملاحظہ ہو۔

﴿ قوله يرفع يديه اذا ركع استدلال المحشي على عدم الرفع بحديث مسلم "مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذناب خيل شمس" في الصلوٰة ثم اجاب عن اعتراض البخاريؒ بان هذا الرفع كان في التشهد المروايته الاخرىٰ لهذا الحديث بان الظاهر انهما حديثان لان الذى يرفع يده حال التسليم لا يقال له اسكن في الصلوٰة وبان العبرة للفظ وهو قوله اسكنوا في الصلوٰة اسبه وهو الايماء حال التسليم اقول سبق جوابه في باب العمل في افتتاح الصلوٰة وحاصله ان لفظ في الصلوٰة اطلق في الاحاديث على حالة التسليم ايضاً فيقال للذى يرفع يده حال التسليم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکن فی الصلوٰۃ وقوله وبان لعبرۃ للفظ وھو قوله اسکنوفی الصلوٰۃ الخ فجوابه ان رفع الیدین عند الرکوع والرفع منه لتعظیم اللّٰہ کالرفع وقت التحریم ورفع الیدین عند السلام لیس فیه تعظیم اللّٰہ فالاول من افعال الصلوٰۃ وزینتها والثانی للیس من افعال الصلوٰۃ فافترقا ولا رفع الیدین سبع مرات عند تکبیرات العیدین و اربع مرات عند تکبیرات الجنازۃ عند ائمته بلخ وھو روایۃ عن ابی حنیفة ایضاً ومرۃ عند تکبیر القنوت فی الوتر یکون کل ذلک منا فیاً للسکون فی الصلوٰۃ واذلیس فلیس فالمراد بالسکون فی الحدیث اسکون عن الرفع عنه السلام اعتبار للسبب وعن الافعال التی لیست من افعال الصلوٰۃ اعتبارا العموم اللفظ لاالرفع عند الرکوع والرفع منه فاتحه الحدیثان لاتحاد مخرجهاواللّٰہ اعلم قال الفاضل الفنجابی وللسندی کلام حسن سیاتی فی باب السلام بالایدی فی الصلوٰۃ وسنتکلم علیه ایضاً ھنالک انشاء اللّٰہ تعالٰی﴾

ہم حنفی مقلدین سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ:

☆ کیا تکبیر اولیٰ کے وقت کی رفع الیدین نماز میں سکون کے منافی نہیں ہے کیا صرف عندالرکوع کی رفع الیدین ہی نماز میں سکون کے منافی ہے اور آخر کیوں۔

☆ رفع الیدین ہونے کی وجہ سے تو پھر تکبیر اولیٰ والی رفع الیدین بھی نماز میں سکون کے منافی ہے۔

☆ کیا حنفی مقلدین تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کر کے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی خلاف ورزی نہیں کر رہے ہیں اور اس حدیث کے خلاف ورزی کر کے خود بھی تو سرکش گھوڑے نہیں بن رہے ہیں۔

☆ ہم تو جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ان تینوں روایات کو ایک ہی واقعہ کے بارے میں سمجھتے ہیں اور وہ یہ کہ جب تشہد کی حالت میں صحابہ کرامؓ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے دایاں ہاتھ سے دائیں طرف اور بائیں ہاتھ سے بایاں طرف اشارہ کرتے تھے چنانچہ جب نبی ﷺ نے صحابہ کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا تو پھر یہ ارشاد فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اگر نماز میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا نماز میں سکون کے منافی ہے تو پھر حنفی مقلدین جو نماز وتر میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ تیسری رکعت میں رفع الیدین کرتے ہیں وہ نماز میں سکون کے منافی کیوں نہیں ہے۔

☆ حنفی مقلدین کو کتاب وسنت کے حاملین کا تکبیر اولیٰ کے علاوہ نماز کی ایک رکعت میں رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت (یعنی دو مرتبہ) رفع الیدین کرنا تو نماز میں سکون کے منافی نظر آتا ہے لیکن ان کو اپنا نماز عیدین کی ایک رکعت میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ تین مرتبہ رفع الیدین کرنا کیوں نظر نہیں آتا ہے تو گویا ان تقلید کے اندھوں کو دوسروں کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔

☆ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا اگر شریر گھوڑوں کی دُمیں ہلانے کی طرح ہے تو پھر وہ کون سے گھوڑے ہیں جو وتروں میں اور عیدین کی تکبیرات (جیسا کہ حنفی مقلدین کرتے ہیں) کے وقت رفع الیدین کرتے ہیں۔

(۶) الیاس صاحب کا یہ کہنا کہ اس حدیث میں (یعنی وہ حدیث جس کو اس نے دوسری دلیل کے بیان میں پیش کیا ہے) نماز میں رفع الیدین کرنے سے روکا جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ سلام کے وقت دائیں بائیں اشارہ کرنے سے روکا۔

تو اس کا جواب اس طرح ہے۔

☆ اس حدیث میں یہ کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ کو نبی ﷺ نے رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا تھا۔ اس لئے نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اس سے منع کر دیا تھا۔

☆ جب جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس محل وقوع کا ذکر نہیں ہے۔ کہ کس جگہ صحابہ نے رفع الیدین کیا تھا اور اس رفع الیدین کو دیکھ کر نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ تم نماز میں سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح اپنے ہاتھ ہلاتے ہو۔ (او کما قال رسول اللہ ﷺ)

☆ جب جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس مقام کا ہی ذکر نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فلاں مقام پر (یعنی رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت) رفع الیدین کرتے وقت دیکھا تو یہ ارشاد فرمایا تو پھر ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہوسکتا ہے کہ نبی ﷺ نے نماز وتر میں تکبیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولیٰ کے علاوہ تیسری رکعت میں رفع الیدین کرتے دیکھا ہو (جیسا کہ حنفی مقلدین کرتے ہیں) تو نبی ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہو۔

☆ جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ الیاس صاحب نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس حدیث میں جو رفع الیدین کرنے سے منع کیا ہے۔ اگر وہ عندالرکوع کی رفع الیدین ہے تو دعویٰ بغیر دلیل کے اور یہ قیاس پر مبنی ہے اگر حنفی اس دلیل سے عندالرکوع کی رفع الیدین مراد لیں گے تو پھر ہم بھی اس دلیل سے وتروں کی تیسری رکعت میں حنفی مقلدین کا رفع الیدین کرنا مراد لیں گے۔

☆ لہٰذا اصل بات یہ ہے کہ مسلم شریف کی پہلی حدیث جس کو الیاس صاحب نے اپنی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے وہ مجمل ہے اور اس کے بعد جو دو حدیثیں ہیں وہ مفصل ہیں اور پہلی حدیث کی تفصیل بیان کرتی ہیں۔ چنانچہ منشا ان تینوں حدیثوں کا یہ ہے کہ صحابہ کرام سلام پھیرتے وقت جو دائیں اور بائیں طرف اپنے ہاتھوں سے اشارہ بھی کرتے تھے اس سے منع کرنا مقصود تھا۔

☆ جس طرح حنفی مقلدین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس حدیث سے نماز میں رفع الیدین کرنے سے روکا گیا ہے (یعنی وہ رفع الیدین جو رکوع کرتے وقت' رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت کی جاتی ہے) تو اس سے تو تکبیر اولیٰ کی رفع الیدین کے منسوخ ہونے کا احتمال بھی ہوتا ہے اور وہ اس طرح اس حدیث میں یہ ذکر نہیں ہے کہ صحابہ کرامؓ کس جگہ رفع الیدین کر رہے تھے کہ نبی ﷺ نے ان کو رفع الیدین کرنے سے منع فرمایا اگر حنفی مقلدین صرف قیاس کا سہارا لے کر یہ کہیں گے کہ اس حدیث میں جس رفع الیدین سے منع کیا گیا وہ عندالرکوع کی رفع الیدین مراد ہے تو پھر ہم بھی قیاس سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہوسکتا ہے نبی علیہ السلام کے صحابہ کو تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھا ہو تو اس پر یہ ارشاد فرمایا کہ رفع الیدین نہ کیا کرو۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ حدیث کے معنی اپنے قیاس سے کرنے پر کیسی کیسی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔

(7) الیاس صاحب کا یا ان کے حنفی مقلدین بھائیوں کا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی تینوں روایات میں سے کسی سے بھی یہ استدلال کرنا کہ اس میں جو رفع الیدین کرنے سے منع کیا گیا ہے تو وہ عندالرکوع کی رفع الیدین ہے۔ تو اس کا جواب اس طرح ہے۔

قارئین کرام! اصل بات یہ ہے کہ تقلید کے شرک نے ان مقلدین کی عقل سلیم ہی ختم کر دی ہے کہ وہ یہ سمجھ سکیں کہ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی تینوں روایات میں سے کسی ایک روایت سے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عندالرکوع کا رفع الیدین منسوخ نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ جس محدث نے بھی جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ان روایات کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ان میں سے کسی نے بھی ان روایات کو عندالرکوع کے رفع الیدین کے باب میں نقل نہیں کیا ہے۔ چنانچہ درج ذیل محدثین نے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی ان روایات کو اپنی اپنی کتاب میں درج ذیل ابواب کے تحت نقل کیا ہے۔

نمبر شمار	حدیث کی کتاب کا نام	باب کا نام جس کے تحت جابر بن سمرۃؓ کی حدیث نقل کی گئی	باب کا اردو ترجمہ	جلد نمبر	صفحہ نمبر
۱۔	صحیح المسلم مع شرح نووی مترجم	باب ''الامر بالسکون فی الصلوٰۃ فی النھی عن الارشاہ بالید ورفعھا عندالسلام۔۔الخ''	باب ''نماز میں بیجا حرکت' سلام کے لیے ہاتھ اٹھانے کی ممانعت --- آخر تک''	جلد نمبر۲	۵۰
۲۔	سنن ابو داؤد مترجم	باب نمبر ۳۴۰ ''فی الاسلام''	سلام پھیرنے کا بیان	جلد۱	۴۱۲
۳۔	سنن نسائی مترجم	(۱) باب نمبر ۸۰۰ ''اسلام بالیدین۔''	(۱) ہاتھوں سے اشارہ کے وقت	جلد نمبر۱	۴۸۱
		(۲) باب نمبر ۷۹۷ ''موضع الیدین عندالسلام''	(۲) جب سلام پھیرے تو ہاتھ کہاں رکھے۔	جلد۱	۴۷۹
		(۳) باب نمبر ۳۴۷ ''الاسلام بالایدی فی الصلوٰۃ''	(۳) نماز میں ہاتھ اٹھا کر سلام کرنا کیسا ہے۔	جلد۱	۴۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام! ان محدثین نے جنہوں نے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی روایات کو اپنی کتابوں میں لیا ہے انہوں نے یہی سمجھا ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے جو مختلف الفاظ سے بیان ہوا ہے اور ایک ہی پس منظر میں بیان ہوا ہے۔ چنانچہ اس میں سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں ہاتھ سے اشارہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ نہ کہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

(8) حنفی مقلدین کا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے عند الرکوع رفع الیدین منسوخ ہونے کے بارے استدلال کرنا عقلی طور پر بھی صحیح نہیں ہے اور وہ اس طرح کہ آپ میں سے اکثر نے مشاہدہ کیا ہوگا۔ کہ گھوڑا جب دم ہلاتا ہے تو وہ دائیں بائیں ہلاتا ہے نہ کہ اوپر نیچے ہلاتا ہے بہت کم ہی اوپر نیچے ہلاتا ہوگا۔ بلکہ دائیں بائیں ہی گھوڑا دم ہلاتا ہے اور جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث کے علاوہ دوسری دونوں احادیث جو پہلی کی تفصیل بیان کرتی ہیں ان میں یہی ہے کہ صحابہ کرام نماز میں دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں اور بائیں طرف ہاتھوں سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ چنانچہ جب نبی ﷺ نے صحابہ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے نماز کے سلام کے وقت دائیں بائیں ہاتھوں سے اشارہ کرنے سے منع فرمادیا۔

دلیل نمبر 3 کا جواب

اس کے کئی جواب ہیں۔

(i) پہلا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ کوئی صحیح اور مرفوع حدیث نہیں ہے بلکہ اثر ہے جو صحیح اور مرفوع احادیث کثیر کے ہوتے ہوئے حجت نہیں ہے اگر اس اثر کو قابل عمل اور قابل حجت سمجھا جائے تو پھر ان کثیر احادیث صیحہ اور مرفوع کا خلاف لازم آتا ہے اور پھر عمرؓ کا یہ اثر تیسرے درجے کی کتاب کا ہے جس میں ہر قسم کی احادیث ہیں جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔

(ii) امام بخاریؒ نے جن سترہ صحابہ کرامؓ کے نام گنوائے ہیں کہ یہ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الدین کیا کرتے تھے۔ ان میں سیدنا عمرؓ کا نام بھی شامل ہے ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ قال البخاریؒ وکذلک یروی عن سبعته عشر نفسا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انھم کانوا یرفعون ایدیھم عندالرکوع و عند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرفع منه ابو قتادة الانصاريؓ و ابو اسيد الساعديؓ البدري محمد بن مسلمةؓ البدريؓ و سهل بن سعد الساعديؓ و عبد اللّٰه بن عمرؓ بن خطاب و عبد اللّٰه بن عباسؓ بن عبد المطلب الهاشمي وانس بن مالكؓ خادم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم و ابو هريرةؓ لدوسي و عبد اللّٰه بن عمرو بن العاصؓ و عبد اللّٰه بن الزبير بن العوام القرشيؓ و وائل بن حجر الحضرميؓ و مالك بن الحويرثؓ و ابو موسىٰ الاشعريؓ و ابو حميد الساعدي الانصاريؓ و عمر بن الخطابؓ وعلي بن ابي طالبؓ وام الدرداءؓ. ﷺ (جز رفع اليدين از امام بخاريؒ ص نمبر ۱۴)

ترجمہ: ''امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ سترہ صحابہؓ سے روایت ہے کہ بے شک وہ رکوع کو جاتے رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور وہ یہ ہیں۔

'' (۱) ابو قتادۃ انصاری (۲) ابو اسید ساعدی بدری (۳) محمد بن مسلمہ بدری (۴) سہل بن سعد ساعدی (۵) عبداللہ بن عمر بن الخطاب (۶) عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی (۷) انس بن مالک خادم رسول اللہ ﷺ (۸) ابو ہریرہ دوسی (۹) عبداللہ بن عمرو بن العاص (۱۰) عبداللہ بن زبیر بن العوام القرشی (۱۱) وائل بن حجر الحضرمی (۱۲) مالک بن الحویرث (۱۳) ابو موسیٰ الاشعری (۱۴) ابو حمید الساعدی الانصاری (۱۵) عمر بن الخطاب (۱۶) علی بن ابی طالب (۱۷) ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔''

چنانچہ ثابت ہوا ہے کہ خلیفہ دوئم سیدنا عمرؓ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

دلیل نمبر 4 کا جواب

الیاس صاحب نے سیدنا علیؓ کا عمل ترک رفع الیدین نقل کیا ہے تو اس کے بھی کئی جواب ہیں۔

(i) یہ سیدنا علیؓ کا اثر ہے جو کتب صحاح ستہ کی صحیح اور مرفوع احادیث کے خلاف ہے جن میں عندالرکوع رفع الیدین مروی ہوا ہے۔

(ii) سیدنا علیؓ کا اثر خود ان کی روایت کردہ اس حدیث کے خلاف ہے جس میں رکوع کرتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت دوسری رکعت سے تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا مروی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ سنن ابن ماجہ کے حوالے سے ہم نے سیدنا علیؓ کی روایت کو رفع الیدین کے دلائل کے بیان میں نمبر ۴۵ میں نقل کیا ہے سیدنا علیؓ کی یہ روایت بمعہ ترجمہ وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔

(iii) سیدنا علیؓ کی اس روایت کو امام المحدثین امام بخاریؒ نے بھی جزرفع الیدین میں نقل فرمایا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿اخبرنا اسمعیل بن ابی یونس حدثنی عبد الرحمٰن بن ابی الزناد عن موسٰی بن عقبة عن عبد اللّٰه بن الفضل الهاشمي عن عبد الرحمٰن بن هرمزالاعرج عن عبيد اللّٰه بن ابي رافع عن علي بن ابي طالب رضي اللّٰه تعالٰى عنه ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم كان يرفع يديه اذا كبر للصلوٰة حذو منكبيه واذا اراد ان يركع واذارفع راسه من الركوع واذا قام من الركعتين فعل مثل ذٰلك .﴾

(جزرفع الیدین مترجم ص نمبر 13 حدیث نمبر 1)

ترجمہ: ”سیدنا علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تکبیر کہتے وقت اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعت سے (تیسری رکعت کے لئے) اٹھتے وقت اپنے کندھوں کے برابر تک اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے۔“

اس حدیث سے سیدنا علیؓ کا رکوع کرتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین ثابت ہے امام بخاریؒ نے جزرفع الیدین کو سیدنا علیؓ کی اسی حدیث سے شروع کیا ہے تاکہ ان لوگوں پر واضح ہو جائے جو سیدنا علیؓ کی طرف ترک رفع الیدین منسوب کرتے ہیں کہ سیدنا علیؓ کے نزدیک ترک رفع الیدین ثابت نہیں ہے کیونکہ سیدنا علیؓ رفع الیدین کی حدیث کے راوی ہیں۔ صرف یہی نہیں سیدنا علیؓ رفع الیدین کی حدیث کے (یعنی عندالرکوع کی رفع الیدین) کے راوی ہی ہیں بلکہ امام بخاری نے جن سترہ صحابہ کرامؓ کے نام گنوائے ہیں کہ ان سے عندالرکوع کی رفع الیدن کرنا ثابت ہے ان میں سیدنا علیؓ کا نام بھی شامل ہے جیسا کہ میں نے اس سے قبل حنفی مقلدین کی تیسری دلیل کے جواب میں نقل کیا ہے۔

(iv) الیاس صاحب نے اپنی چوتھی دلیل میں بیان کیا ہے کہ سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ سیدنا علیؓ نے پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کی پھر نہیں کی۔ چنانچہ امام المحدثین امام بخاریؒ نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا جواب اس طرح دیا ہے۔

﴿قال البخاریؒ وروی ابوبکر النهشلی عن عاصم بن کلیب عن ابیه ان علیاً رضی الله تعالیٰ عنه رفع یدیه فی اول التکبیر ثم لم یعد بعد و حدیث عبید الله هو شاهد فاذا روی رجلان عن محدث قال احد هما رایته فعل و قال الاخرلم اره فالذی قال رایته فعل فهو شاهد والذی قال لم یفعل فلیس هو بشاهد لا نه لم یحفظ الفعل وهکذا قال عبد الله بن الزبیر کشاهدین شهد ان الفلان علی فلان الف درهم باقراره وشهد اخرانه لم یقربشي یعمل بقول الشاهدین و یسقط ماسواه و کذلک قال بلال رایت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صلی فی الکعبة وقال الفضل بن عباس لم یصل واخذ الناس بقول بلال لانه شاهد ولم یلتفتوا الی قول من قال لم یصل حین لم یحفظ قال عبد الرحمن ابن مهدی ذکرت للثوری حدیث النهشلی عن عاصم بن کلیب فانکره﴾

(جزص نمبر۲۲ تا ۲۴)

ترجمہ: ”امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ ابوبکر النھشلی نے عاصم بن کلیب سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ علیؓ نے پہلی تکبیر میں رفع الیدین کی پھر نہیں کی۔“

امام بخاریؒ نے اس کے دو جواب نقل کیے ہیں۔

(i) ”عبداللہ کی حدیث (جس کا بیان اس سے پہلے ہوا ہے) وہ رفع الیدین پر شاہد ہے۔ پس جب دو راوی ایک محدث سے روایت کریں۔ ان میں سے ایک نے کہا ہے کہ میں نے اس کو کرتے دیکھا ہے۔ دوسرے نے کہا ہے کہ میں نے نہیں دیکھا۔ پس جس نے فعل کو بیان کیا ہے۔ وہ شاہد ہے اور جس نے فعل کی نفی کی ہے وہ شاہد نہیں ہے اس لئے کہ اس نے فعل کو یاد نہیں رکھا (اس اصول کے تحت) نہشلی کی حدیث شاہد نہیں بلکہ عبیداللہ کی حدیث شاہد ہے۔ اس میں رفع الیدین کا بیان ہے۔“

امام بخاریؒ نے اس کی دو مثالیں بھی بیان فرمائی ہیں۔

(الف) ”عبداللہ بن الزبیر نے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے مثلاً مقروض کے اقرار کرنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا پر دو نے گواہی دی ہے کہ فلاں شخص کا ایک ہزار درہم قرضہ دینا ہے۔ دوسرے دو گواہوں نے کہا ہے کہ مقروض نے اقرار نہیں کیا۔ اس صورت میں پہلے دو گواہوں کے قول پر عمل کیا جائے گا اور دوسروں کی گواہی ساقط ہوگئی۔''

(ب) ''اسی طرح یہ ہے جس میں ہے کہ بلالؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے کعبہ میں نماز پڑھی ہے۔

علماء نے بلالؓ کے قول پر عمل کیا ہے اس لئے کہ بلالؓ کا قول شاہد ہے انہوں نے اس شخص کے قول کی طرف توجہ نہیں کی جس نے کہا ہے کہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھی۔ اس لئے کہ اس نے فعل کو یاد نہیں رکھا۔''

(2) سفیان ثوری کا فیصلہ ہے کہ نہشلی کی یہ حدیث منکر ہے چنانچہ سفیان ثوری فرماتے ہیں ''عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا کہ میں نے نہشلی کی اس حدیث کا ذکر سفیان ثوری کے پاس کیا جو اس نے عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے۔''

دلیل نمبر 5 کا جواب

الیاس صاحب نے اس صحابیؓ کے اثر کو نقل کر کے عند الرکوع کے رفع الیدین کو منسوخ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ جس صحابی سے سب سے زیادہ صحیح اور مرفوع احادیث اس مسئلہ کے بارے میں کتب احادیث میں آئی ہیں۔

چنانچہ امام بخاریؒ نے مجاہد کی اس روایت کے بارے میں نقل کیا ہے۔

﴿ قال البخاریؒ ویروی عن ابی بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد انه لم یرا ابن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما رفع یدیه الا فی اول الکتبیر وروی عنه اهل العلم انه لم یحفظ من ابن عمر الا ان یکون سها کما یسهو الرجل فی الصلوٰة فی الشیء بعد الشئی کما ان اصحاب محمد صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم ربما یسهون فی الصلوٰة فیسلمون فی الرکعتین وفی الثلاث الاتری ان ابن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما کان یرمی من لا یرفع یدیه بالحصی فکیف یترک ابن عمر شیئا یامر به غیره وقد رای النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فعله قال البخاری قال یحیٰی بن معین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿حدیث ابی بکر عن حصین انم ھو تو ھم منه لا اصل له﴾

(جز ص ۲۵٬۲۶)

ترجمہ: ''امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے۔ کہ ابی بکر بن عیاش حصین سے اور وہ مجاہد سے روایت کرتا ہے کہ مجاہد نے ابن عمرؓ کو پہلی تکبیر کے سوا کسی تکبیر میں رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا۔''

چنانچہ امام بخاریؒ اس اعتراض کا جواب اس طرح دیتے ہیں۔

''امام بخاریؒ نے جواب دیتے ہوئے کہا ہے اہل علم نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ وہ ابن عمرؓ سے محفوظ نہیں کر سکا اِلّا یہ کہ وہ بھول گیا ہے۔ جیسا کہ انسان نماز میں ایک کے بعد دوسری شے کو بھول جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کے صحابہ بھولتے تھے۔ چنانچہ دو رکعت میں سلام پھیر دیتے اور تین میں سلام پھیر دیتے تم دیکھتے نہیں کہ ابن عمرؓ رفع الیدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارتے تھے تو وہ ایسے کام کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں جس کے کرنے کا وہ دوسروں کو حکم دیتے ہوں مزید یہ کہ انہوں نے خود بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رفع الیدین کرتے دیکھا ہے۔''

یحییٰؒ بن معین کا فیصلہ یہ ہے۔

''امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا ہے حدیث ابی بکر جو حصین سے مروی ہے وہ وہم ہے اس کا کوئی اصل نہیں۔''

مجاہد کی اس حدیث پر مزید بحث جس میں رفع الیدین کرنے کا ذکر نہیں

﴿قال البخاریؒ ولو تحقق حدیث مجاھد انه لم یر ابن عمرؓ رفع یدیه لکان حدیث طاؤس و سالم و نافع و محارب بن دثار و ابی الزبیر حسین راؤه اولی لان ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما رواہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فلم یکن یخالف الرسول مع ماروا ہ اھل العلم من اھل مکة والمدینة والیمن والعراق یرفع یدیه.﴾

(جز رفع الیدین مترجم ص نمبر ۳۲)

ترجمہ: ''امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے۔ کہ مجاہدؒ کی وہ حدیث اگر ثابت بھی ہو جائے جس میں ہے کہ اس نے ابن عمرؓ کو رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا تو طاؤسؒ' سالمؒ' نافعؒ'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محاربؒ بن دثار، ابی الزبیرؒ جنہوں نے ان کو رفع الیدین کرتے دیکھا ان کی حدیث عمل کے زیادہ لائق ہو گی۔ اس لئے کہ ابن عمرؓ نے رفع الیدین کے مسئلہ کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ مزید یہ کہ مکہ، مدینہ، یمن عراق کے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ وہ رفع الیدین کرتے تھے۔"

امام بخاریؒ نے مجاہد کی اس روایت کا جس میں ہے کہ انہوں نے ابن عمرؓ کو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع الیدین کرتے دیکھا ہے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

﴿ والذی قال ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال مارایت ابن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما یرفع یدیه فی شی من الصلوٰة الا فی التکبیرة الاولٰی فقد خولف فی ذٰلک عن مجاهد قال وکیع عن الربیع بن صبیح قال رایت مجاهد ایرفع یدیه اذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع وقال جریرٌ عن لیث عن مجاهد انه کان یرفع یدیه و هذا احفظ عند اهل العلم قال صدقة ان الذی یروی حدیث مجاهد عن ابن عمرؓ انه لم یرفع یدیه الا فی اول التکبیرة کان صاحبه فقد تغرباخره ٥ والذی راوه الربیع ولیث اولی مع ان طاؤساً و سالما ونافعاو ابا الزبیر و محارب بن دثار وغیرهم قالوا رایناابن عمر یرفع یدیه اذا کبر واذا رکع قال مبشر بن اسمعیل ثنا تمام بن بخیح قال نزل عمر بن عبد العزیز علی باب خلف فقال انطلقوا بنا نشهد الصلوٰة مع امیر المومنین فصلی بنا الظهر والعصر ورایته رفع یدیه حین رکع حدثنا محمد بن مقاتل انباناعبد اللّٰه انبانا یونس عن الزهری ثنا سالم عن عبد اللّٰه بن عمر رضی الله تعالٰی عنهما قال رایت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا قام فی الصلوٰة رفع یدیه حتی یکونا حذو منکبیه وکان یفعل ذٰلک اذا رفع راسه من الرکوع فیقول سمع اللّٰه لمن حمده ولا یفعل ذٰلک فی سجود ٥ حدثنا موسٰی بن اسمعیل ثنا حماد بن سلمة عن یحیٰی بن ابی اسحاق قال رایت انس بن مالکؓ یرفع یدیه بین السجدتین قال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البخاریؒ و حدیث النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اولٰی حدثنا علی بن عبد اللّٰہ ثنا سفیان ثنا عمرو بن دینار عن سالم بن عبد اللّٰہ قال سنۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم احق ان یتبع حدثنا قتیبۃ ثنا سفیان عن عبد الکریم عن مجاھد قال لیس احد بعد النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم الا یؤخذ من قولہ ویترک الا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم.﴾

(جزء رفع الیدین مترجم ص نمبر ۶۷ تا ۷۰)

ترجمہ: ''جس شخص نے بروایت ابو بکر بن عیاش عن مجاہد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تکبیرۃ الاحرام کے سوا نماز کے کسی حصہ میں ابن عمرؓ کو رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا۔''

امام بخاری نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے۔ ''اس بارہ میں مجاہد سے مختلف روایتیں آئی ہیں۔ بروایت وکیع ربیع بن صبیح نے بیان کیا کہ میں نے مجاہد کو دیکھا ہے۔ وہ رفع الیدین کرتے جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے۔''

''بروایت جریر لیث نے مجاہد سے بیان کیا ہے کہ وہ رفع الیدین کرتے تھے اہل علم کے نزدیک یہ روایت احفظ ہے صدقہ نے کہا ہے کہ جو شخص مجاہد کی حدیث ابن عمرؓ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے پہلی تکبیر کے ماسوا (نماز کے دوسرے حصے میں) رفع الیدین نہیں کی صاحب روایت کا حافظ آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا (اس لئے یہ حدیث قابل عمل نہیں)''

''وہ حدیث جس کو ربیع اور لیث نے بیان کیا ہے وہ اولیٰ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طاؤس، سالم، نافع، ابوالزبیر، محارب بن دثار وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ہم نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ رفع الیدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے۔ تمام بن نجیح نے بیان کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز باب خلف پر اترے تمام نجیح نے کہا کہ ہمیں بھی لے چلو تا کہ ہم امیر المومنین کے ساتھ نماز پڑھیں۔ پس انہوں نے ہم کو ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے رکوع کے وقت رفع الیدین کی عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور آپ رفع الیدین کرتے جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”یحییٰ بن اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے کہ وہ دوسجدوں کے درمیان رفع الیدین کرتے۔“

امام بخاری کا فیصلہ

امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث اطاعت کے زیادہ لائق ہے بروایت عمرو بن دینار سالم بن عبداللہ فرمایا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہی اتباع کا حق رکھتی ہے۔“

”مجاہد کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ مگر اس کی بات لی بھی جاتی ہے اور چھوڑی بھی جاتی ہے سوائے رسول اللہ ﷺ کے (کہ ان کی بات مانی جاتی ہے چھوڑی نہیں جاتی)۔“

دلیل نمبر 6 کا جواب

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ اثر ان صحیح اور مرفوع احادیث کثیرہ کے خلاف ہے جن کو صحاح ستہ نے روایت کیا ہے اور وہ یہ کہ نبی ﷺ رکوع کرتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ اس سے قبل عبداللہ بن مسعودؓ کا عندالرکوع رفع الیدین نہ کرنے کے بارے میں ان کی روایت کا جواب حنفی مقلدین کی پہلی دلیل کے جواب میں لکھا جاچکا ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے حنفی مقلدین کی پہلی دلیل کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل نمبر 7 کا جواب

”خلفائے راشدین اور رفع الیدین“

سیدنا علیؓ سے عندالرکوع کی رفع الیدین کے بارے میں اس سے قبل روایات گزر چکی ہیں ملاحظہ ہو۔ ہمارے رفع الیدین کے دلائل میں سے دلیل نمبر ۳۵ اور حنفی مقلدین کی چوتھی دلیل کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاریؒ بیان فرماتے ہیں۔

﴿قال البخاری فلم یستثن الحسن و حمید ابن هلال احدا من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم دون احد﴾ (جزء رفع الیدین مترجم ص نمبر ۳۲)

ترجمہ: ”امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ الحسنؒ اور حمید بن ہلالؒ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کسی ایک صحابی کو مستثنیٰ نہیں کیا کہ وہ رفع الیدین نہ کرتا ہو۔"

امام بخاریؒ نے سیدنا عمرؓ اور سیدنا علیؓ دونوں کو ان اصحاب النبی ﷺ میں شمار کیا ہے جو رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ لہٰذا جب کسی صحیح روایت سے کسی صحابی کو اس سے مستثنیٰ ہی نہیں کیا جا سکتا تو پھر خلفاء الرشیدین کا بھی مقام ثلاثہ پر رفع الیدین کرنا ثابت ہو جاتا ہے۔

دلیل نمبر 8 کا جواب

قارئین کرام! اس کے کئی جواب ہیں۔

ا. ﴿ حدثنا ابی ان وائل بن حجرؓ اخبره قال قلت لانظرن الی صلوٰة رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم کیف یصلی قال فنظرت الیه قال فکبر و رفع یدیه ثم لما اراد ان یرکع رفع یدیه مثلها ثم رفع راسه فرفع یدیه مثلها ثم جئت بعد ذٰلک فی زمان فیه برد علیهم جل الثیاب تحرک ایدیهم من تحت الثیاب قال البخاری ولم یستثن وائل من اصحاب النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم احدا اذا صلوا مع النبی صلی الله علیه وسلم انه لم یرفع یدیه. ﴾ (جزء رفع الیدین ص ۳۳، ۳۴)

ترجمہ: "عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ مجھ کو وائل بن حجرؓ نے خبر دی اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا کہ وہ کس طرح پڑھتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور رفع الیدین کی جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا بدستور رفع الیدین کی پھر اپنے سر کو اٹھایا رفع الیدین کی (وائل بن حجرؓ) بیان فرماتے ہیں کہ پھر میں سردی کے موسم میں نبی علیہ السلام کے پاس آیا تو صحابہ کرامؓ کو موٹے کپڑے اوڑھے ہوئے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے حرکت کرتے ہیں۔"

"امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ وائل نے صحابہؓ میں سے کسی ایک صحابی کو مستثنیٰ نہیں کیا کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے کہ اس نے رفع الیدین نہیں کی۔"

الیاس صاحب اپنی آٹھویں دلیل کے بیان میں لکھتے ہیں کہ "اب اس مسئلہ میں شدت کا پہلو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنا اور رفع الیدین نہ کرنے والوں پر اعتراض کرنا ان صحابہؓ پر بھی اعتراض کرنا ہے۔ نیز جب حضرات صحابہ بھی رفع یدین نہ کرنے والے صحابہ پر کوئی اعتراض نہیں کرتے تھے تو آج کے دور میں جو شخص بھی رفع یدین نہ کرنے والوں پر اعتراض کرے گا وہ حضرات صحابہؓ کے طریقے سے ہٹا ہوا ہے۔

تو اس کا جواب ہم بھی اسی طرح پیش کریں گے کہ:

''شدت کا پہلو تو حنفی مقلدین نے اختیار کیا ہے کہ رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنے والوں پر تو اعتراض کیا لیکن وتروں کی تیسری رکعت میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع الیدین کرنے پر تو اعتراض نہ ہوا وہ اس لئے کہ اس کے یہ خود قائل اور فاعل ہیں اور جب خود انہوں نے ان لوگوں پر اعتراض کیا جو عندالرکوع رفع الیدین کے قائل اور فاعل ہیں تو اس وقت ان تقلید کے اندھوں کو ان اصحاب النبی ﷺ کا خیال نہ آیا جو عندالرکوع رفع الیدین کرتے تھے اور وہ جلیل القدر صحابہ ہیں اور ان کی تعداد بھی کثیر ہے نیز صحابہ سے رفع الیدین نہ کرنے والوں پر اعتراض کرنا ثابت ہے جیسا کہ سیدنا ابن عمرؓ سے ثابت ہے کہ وہ رفع الیدین نہ کرنے والوں کو کنکریاں مارا کرتے تھے۔ لہٰذا جب صحابہ کرامؓ کا عندالرکوع رفع الیدین نہ کرنے پر اعتراض ثابت ہے تو آج کے دور میں جو شخص بھی رفع الیدین کرنے والوں پر اعتراض کرے گا تو وہ نبی ﷺ کے صحابہ کرامؓ پر بھی اعتراض کرے گا جو عندالرکوع رفع الیدین کرتے تھے تو وہ شخص حضرات صحابہؓ کے طریقے سے ہٹا ہوا ہے۔''

دلیل نمبر 9 کا جواب

امام بخاریؒ نے سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کو عندالرکوع رفع الیدین کے راویوں میں شمار کیا ہے جیسا کہ اس سے پہلے بھی جزء رفع الیدین کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے۔ امام بخاریؒ نے جزء رفع الیدین مترجم کے صفحہ نمبر 14 پر ان سترہ صحابہ کرام کے نام درج کئے ہیں جن سے عندالرکوع کے رفع الیدین کے بارے میں احادیث مروی ہیں۔ چنانچہ ان سترہ صحابہ میں سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کا نام بھی شامل ہے۔ تفصیل کے لئے حنفی مقلدین کی تیسری دلیل کا جواب دیکھیں۔ وہاں جزء رفع الیدین کی وہ عبارت درج ہے جس میں سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کا نام بھی عندالرکوع کے رفع الیدین کے راویوں میں درج ہے۔ امام بخاریؒ نے ایک دوسرے مقام پر درج کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن الزبیرؓ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ قال اخبرني الحسن بن مسلم انه سمع طاؤسا يسال عن رفع اليدين في الصلوٰة قال رايت عبد اللّٰه و عبد اللّٰه و عبد اللّٰه يرفعون ايديهم فعبد اللّٰه بن عمرو عبد اللّٰه بن عباس و عبد اللّٰه بن الزبير ﴾

(جزء رفع الیدین مترجم ص نمبر ۳۱)

ترجمہ: ''الحسینؒ بن مسلم سے روایت ہے انہوں نے طاؤسؒ سے سنا کہ ان سے نماز میں رفع الیدین کرنے کے متعلق سوال ہوتا تو وہ جواب دیتے کہ میں نے دیکھا ہے عبداللہؓ اور عبداللہؓ اور عبداللہؓ کو رفع الیدین کرتے تھے۔ تین عبداللہ سے مراد عبداللہ بن عمرؓ عبد اللہ بن عباسؓ 'اور عبداللہ بن زبیرؓ ہے۔''

لہٰذا جب عبداللہ بن زبیرؓ سے عندالرکوع رفع الیدین کرنا ثابت ہے تو پھر اگر سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ سے یہ ثابت بھی ہو جائے کہ انہوں نے اس شخص کو رفع الیدین کرنے سے منع کیا جو رکوع کرتے وقت' رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کر رہا تھا۔ تو اس سلسلے میں حنفی مقلدین سے گذارش ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد وہ کون سا حکم آ گیا تھا۔ کہ جس کی وجہ سے عبداللہ بن زبیرؓ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد عندالرکوع کے رفع الیدین کو منع کر دیا جب کہ عبداللہ بن زبیرؓ کا نبی ﷺ کی وفات کے بعد عندالرکوع کی رفع الیدین کو روایت کرنا اور خود بھی رکوع کرتے وقت' رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

دلیل نمبر 10 کا جواب

''عشرہ مبشرہؓ اور رفع الیدین''

جیسا کہ اس سے قبل بھی عشرہ مبشرہؓ میں سے سیدنا علیؓ اور عمرؓ کی روایات گذر چکی ہیں کہ ان سے رفع الیدین کو روایت کرنا ثابت ہے اس کے علاوہ خود بعض حنفی اکابر سے بھی منقول ہے کہ وہ بھی عندالرکوع کی رفع الیدین کو عشرہ مبشرہ کی روایات سے ثابت کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ .... لما يثبت امر الرفعات المذكورة .... قاله مجد الدين فيروز آبادي في السفر فالحديث متواتر معنىً رواه خمسون عن الصحابته

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیهم العشرة المبشرةؓ الخ .

(دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ الحبیب از محمد معین سندھی حنفی تلمیذ شاہ ولی اللہ محدث دھلوی)

محترم عبدالرشید انصاری نے اپنی کتاب ''رسائل فی تحقیق المسائل'' حصہ چہارم میں صفحہ نمبر ۳۸۸ اور ۳۸۹ پر ۴۴ صحابہ کرامؓ کے نام گنوائے ہیں جو احادیث رفع الیدین کے راوی ہیں جن میں سے عشرہ مبشرہ کے راوی بھی ہیں۔ افادہ کے پیش نظر انصاری صاحب کی کتاب سے ''راویان احادیث رفع یدین'' کے اسماء گرامی مع حوالہ کتب پیش کئے جا رہے ہیں۔ صحابہ کے ناموں کی فہرست درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	اسماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہ	حوالہ جات
1	حضرت ابو بکر صدیقؓ	(سنن کبریٰ ص 73 ج 2)
2	حضرت ابو عبیدہؓ	(جزء سبکی ص 12)
3	حضرت ابی بن کعبؓ	(جزء سبکی ص 12 نیز تسہیل القاری پ 3 ص 774)
4	حضرت عمر فاروقؓ	(السنن الکبریٰ ص 73 ج 2)
5	حضرت طلحہؓ	(جزء رفع یدین ص 12 نیز تسہیل القاری پ 3 ص 774)
6	حضرت ابی الدرداءؓ	(محلی ابن حزم ص 89 ج 4)
7	حضرت ام درداءؓ	(جزء رفع یدین بخاری ص 28)
8	حضرت سلمان فارسیؓ	جزء رفع یدین سبکی ص 12 نیز تسہیل القاری ص 774 پ 3)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9	حضرت عثمانؓ	(جزء رفع یدین سبکی ص 12 نیز تسہیل القاری ص 774 پ 3)
10	حضرت زبیرؓ	(جزء رفع یدین سبکی ص 12 نیز تسہیل القاری ص 774 پ 3)
11	حضرت زیاد بن حارثؓ	(جزء رفع یدین سبکی ص 12 نیز تسہیل القاری ص 774 پ 3)
12	حضرت عمار بن یاسرؓ	(جزء رفع یدین سبکی ص 12 نیز تسہیل القاری ص 774 پ 3)
13	حضرت علیؓ	(ابوداؤد ص 115' 116 ج 1)
14	حضرت ابومسعود انصاریؓ	(جزء رفع یدین سبکی ص 12 نیز تسہیل القاری)
15	حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ	(السنن الکبری ص 74 ج 2)
16	حضرت محمد بن مسلمہؓ	(ابن ماجہ 62 ج 1)
17	حضرت عدی بن عجلانؓ	(جزء رفع یدین سبکی ص 12)
18	حضرت زید بن ثابتؓ	جزء رفع یدین سبکی ص 12 نیز تسہیل القاری ص 754 پ 3)
19	حضرت وائل بن حجر حضرمیؓ	(مسند احمد مع کنزل العمال ج 4 ص 318)
20	حضرت سعیدؓ	(جزء رفع الیدین سبکی ص 12 نیز تسہیل القاری پ 3 ص 774)
21	حضرت ابوحمید ساعدیؓ	(ص 298 ج 1 صحیح ابن خزیمہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

22	حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ	(سنن دارقطنی ج 1 ص 109 طبع دہلی)
23	حضرت عمیر لیثیؓ	(جزء رفع یدین سبکی ص 12 نیز تسہیل القاری پ 3 ص 774)
24	حضرت ابوقتادہؓ	(جزء رفع یدین امام بخاری ص 18)
25	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	(جزء سبکی ص 12 نیز تسہیل القاری ص 774 پ 3)
26	حضرت عبداللہ بن عمرؓ	(بخاری ج 1 ص 102)
27	حضرت ابواسیدؓ	(السنن الکبریٰ ج 2 ص 101' 102)
28	حضرت ابوہریرہؓ	(جزء رفع یدین امام بخاری 27)
29	حضرت حسن بن علیؓ	تسہیل القاری ص 774)
30	حضرت عقبہ بن عامرؓ	(جزء رفع یدین سبکیؒ ص 12 نیز تسہیل القاری ص 774 پ 3)
31	حضرت حسینؓ	(جزء رفع یدین سبکیؒ ص 12)
32	حضرت بریدہؓ	(تسہیل القاری ص 774)
33	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	(مصنف عبدالرزاق ج 3 ص 19)
34	حضرت عبد اللہ بن جابر البیاضیؓ	بیہقی ج 2 ص 75)
35	حضرت براء بن عازبؓ	(جزء رفع یدین سبکی ص 9-10)
36	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ	(السنن کبریٰ ص 74 ج 2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

37	حضرت جابر بن عبداللہؓ	(ابن ماجہ ص 62 ج 1)
38	حضرت ابوسعید خدریؓ	(جزء رفع یدین ص 49)
39	ایک اعرابیؓ	(امام سبکی ص 13)
40	حضرت سہل بن سعدؓ	(ابن ماجہ ص 62 ج 1)
41	حضرت انسؓ	(ابن ابی شیبہ ص 235 ج 1)
42	حضرت مالک بن حویرثؓ	(بخاری ج 1 ص 102)
43	ابوامامتہ الباہلیؓ	موضوعات کبیر علامہ ص 2)
44	عمران بن حصینؓ	

دلیل نمبر 11 کا جواب

”اہل مدینہ اور رفع الیدین“

الیاس صاحب نے امام مالکؒ اور اہل مدینہ کے عمل کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کا عمل ترک رفع الیدین تھا۔ چنانچہ وہ امام مالکؒ کے شاگرد ابن قاسم کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام مالکؒ کے نزدیک عندالرکوع کی رفع الیدین کا مسلک صحیح نہیں ہے۔

”امام مالک اور عندالرکوع کی رفع الیدین“

اس بارے میں امام مالک کی طرف دو قسم کی روایات منسوب ہیں۔ امام مالک کا ایک مسلک یہ ہے کہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کی جائے۔ اور دوسرا مسلک یہ ہے کہ تکبیر اولیٰ کے علاوہ نماز میں کسی اور جگہ پر رفع الیدین نہ کی جائے۔ امام مالکؒ کا پہلا مسلک صحیح ہے کیونکہ اس بارے میں وہ اپنی موطا میں ایک صحیح حدیث بھی لائے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

﴿عن عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ و اذا رفع راسہ من الرکوع رفعھما کذلک ایضاً وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد و کان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا یفعل ذلک فی السجود.﴾

(مؤطا امام مالکؒ باب نمبر۴ "افتتاح الصلوٰۃ" حدیث نمبر۱۵)

ترجمہ: "عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں کے برابر تک ہاتھ اٹھاتے اور ایسا ہی کرتے جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور سجدوں میں ایسا نہ کرتے (یعنی رفع الیدین نہ کرتے)"

اس روایت کے بارے میں مؤطا امام مالک میں لکھا ہے کہ ابن وہب اور ابن قاسم اور ابن مہدی اور محمد بن الحسن اور عبداللہ بن یوسف اور ابن نافع وغیرھم نے اپنے اپنے مؤطا میں امام مالک سے روایت کیا۔

"واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعھما کذلک ایضاً" اور یحییٰ بن یحیٰ کی روایت میں "اذا رکع" کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمرؓ کی یہ روایت امام مالک کے نزدیک بھی صحیح ہے اور ان کے شاگرد ابن قاسم کے نزدیک بھی صحیح ہے۔ اسی لیے تو ان دونوں بزرگوں نے اپنی اپنی مؤطا میں سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے۔ لہٰذا اگر عبداللہ بن عمرؓ کی یہ روایت صحیح نہ ہوتی تو پھر امام مالک اس روایت سے تکبیر اولیٰ کے لیے رفع الیدین کرنے کے بارے میں اس روایت سے استدلال نہ کرتے۔ لہٰذا جب اس حدیث سے تکبیر اولیٰ کی رفع الیدین کرنے کے لیے استدلال کرنا جائز ہے تو پھر عبداللہ بن عمرؓ کی اس روایت سے رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے لیے استدلال کرنا کیونکر جائز نہیں ہے۔

اور رہی بات امام مالک کے دوسرے مسلک کی یعنی عندالرکوع کے رفع الیدین کے ترک کرنے کے بارے میں تو اس بارے میں حنفی مقلدین سے گزارش ہے کہ وہ امام مالک کے ترک رفع الیدین کے مسلک پر خود کیوں نہیں عمل کرتے اور وہ وتروں کی تیسری رکعت میں تکبیر اولیٰ کے علاوہ رفع الیدین کیوں کرتے ہیں۔ لہٰذا جس بات پر وہ خود عمل نہیں کرتے ہمیں اس کے بارے میں کیوں دعوت دیتے ہیں اور پھر قابل غور بات یہ ہے کہ وہ تو حنفی مقلد ہیں اور اپنے دعوے کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اس امام کے مسلک کو پیش کر رہے ہیں جس کے وہ مقلد نہیں ہیں۔ بحیثیت حنفی مقلد ہونے کے الیاس صاحب کو یہ تو زیب ہی نہیں دیتا کہ وہ امام مالک کے فعل کو اپنے دعوے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل کے طور پر پیش کریں۔

اگر حنفی مقلدین نے صحیح اور مرفوع حدیث کے ہوتے ہوئے امام مالک کے فعل ہی کو ماننا ہے تو پھر وہ امام مالک کے عندالرکوع عدم رفع الیدین کے فعل ہی کو کیوں مانتے ہیں پھر امام مالک کے تکبیر اولیٰ کے بعد ہاتھ نہ باندھنے کے بارے میں امام مالک کے فعل کو کیوں نہیں مانتے۔ جیسا کہ امام مالکؒ اور ان کے اکثر اصحاب کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ارسال کے قائل تھے۔ حالانکہ امام مالک نے اپنی مؤطا میں ہاتھ باندھنے کی روایت کو نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

﴿عن عبدالكريم ابي المخارق البصري انه قال من كلام النبوة اذا لم تستحيي فاصنع ماشئت ووضع اليدين احدهما على الاخرىٰ في الصلوٰة يضع اليمنىٰ على اليسرىٰ وتعجيل الفطر والاستيناءُ﴾

(مؤطا امام مالکؒ باب نمبر ۱۵ ''نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا'' حدیث نمبر ۵۰)

ترجمہ: ''عبدالکریم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبوت کی باتوں میں سے یہ بات ہے کہ جب تجھے حیا نہ ہو تو جو جی چاہیے کر اور نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا اور روزہ جلدی افطار کرنا اور سحری کھانے میں دیر کرنا۔''

لہٰذا یہاں حنفی مقلدین امام مالکؒ اور ان کے اکثر اصحاب کے عمل ارسال کو کیوں نہیں اختیار کرتے۔ رفع الیدین کے مسئلہ میں تو امام مالکؒ کی بیان کردہ حدیث کے باوجود ان کے مسلک عدم رفع الیدین کو تو مان لیا لیکن نماز میں ارسال کے مسلک کو نہ مانا جو امام کا اور ان کے اکثر اصحاب کا بیان کیا جاتا ہے۔

امام بخاریؒ نے بھی امام مالکؒ کی اس روایت کو ذکر کیا ہے جو رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کے سلسلے میں پیش کی جا سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

﴿حدثنا اسماعيل بن ابي اويس ثنا مالك عن نافع ان عبدالله ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما كان اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه و اذا رفع راسه من الركوع.﴾ (جزء صفحہ نمبر ۵۴)

ترجمہ: ''امام مالکؒ نے نافع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ جب نماز شروع کرتے رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے (رفع الیدین کرتے)''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہؒ کے مایہ ناز شاگرد امام محمدؒ نے بھی عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کو امام مالکؒ سے روایت کیا ہے۔جیسا کہ مؤطا امام محمد میں ہے۔

﴿اخبرنا مالک حدثنا الزهری عن سالم بن عمر ابن عبدالله بن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فتتح الصلوٰة رفع يديه حذو منكبيه واذا كبر للركوع رفع يديه و اذا رفع راسه من الركوع رفع يديه ثم قال سمع الله لمن حمده ثم قال ربنا ولك الحمد.﴾

(افتتاح الصلوٰۃ'' حدیث نمبر ۱۰۰)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کاندھوں تک اٹھاتے جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر سمع اللہ کہتے پھر ربنا لك الحمد کہتے۔''

امام المحدثین امام بخاریؒ نے رفع الیدین کے بارے میں علمائے مکہ اور مدینہ کا عمل اس طرح نقل کیا ہے۔

﴿قال البخاری وهولاء اهل مكة واهل المدينة واهل اليمن واهل العراق طؤاعلى رفع اليدين﴾ (جزء رفع الیدین مترجم ص نمبر ۵۱)

ترجمہ: ''امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ اہل مکہ اہل مدینہ اہل یمن اہل عراق نے رفع الیدین کے مشروع ہونے پر اتفاق کیا ہے۔''

قارئین کرام! آپ نے امام مالک اور اہل مکہ اور اہل مدینہ کا عمل رفع الیدین کا مسلک ملاحظہ فرمالیا ہے۔

دلیل نمبر 12 کا جواب

''عطاء بن ابی رباحؒ کا مسلک۔''

امام بخاریؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے استاد عطاء بن ابی رباحؒ کو عندالرکوع کی رفع الیدین کے راویوں میں شمار کیا ہے ملاحظہ ہو۔

﴿(قال البخاری) ما وصفنا وكذلك روايته عن عدة من علماء اهل مكته واهل الحجاز واهل العراق والشام والبصرة واليمن وعدة من اهل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراسان منهم سعيد بن جبير و عطا بن ابى رباح و مجاهد و القاسم بن محمد و سالم بن عبد اللّٰه بن عمر الخطاب و عمر بن عبد العزيز والنعمان ابن ابى عياش والحسن وابن سيرين و طاؤس و مكحول و عبد اللّٰه بن دينار و نافع مولىٰ و عبد الله بن عمرو الحسن بن مسلم و قيس بن سعد و عدة كثيرة.﴾ (جزء ص نمبر ۱۵،۱۶)

ترجمہ: ''(امام بخاریؒ فرماتے ہیں) جو ہم نے بیان کیا ہے وہ اور اسی طرح اہل مکہ، اہل حجاز، اہل عراق، اہل شام اہل بصرہ اہل یمن اور اہل خراسان کے بے شمار علماء رفع الیدین کی روایت بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے یہ نام ہیں۔

''(۱) سعیدؒ بن جبیر (۲) عطاؒ بن ابی رباح (۳) مجاہدؒ (۴) قاسم بن محمدؒ (۵) سالمؒ بن عبداللہ بن عمرؓ الخطاب (۶) عمر بن عبد العزیزؒ (۷) نعمان بن ابی عیاش (۸) الحسن (۹) ابن سیرین (۱۰) طاؤس (۱۱) مکحول (۱۲) عبداللہ بن دینار (۱۳) نافع مولی (۱۴) عبداللہ بن عمرؓ (۱۵) الحسن بن مسلم (۱۶) قیس بن سعد و دیگر بے شمار ائمہ رفع الیدین کی روایات بیان کرتے ہیں۔''

۲۔ عندالرکوع کی رفع الیدین کے منسوخ ہونے کا دعویٰ بلا دلیل اور باطل ہے

قارئین کرام! عندالرکوع کی رفع الیدین کے منسوخ ہونے کے بارے میں حنفی مقلدین نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ ''یہ حکم اوائل اسلام میں تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا تھا۔'' بلا دلیل ہے اور باطل ہے اور یہ بات آپ آنے والی سطور میں بخوبی جان لیں گے ان شاء اللہ۔

عندالرکوع کی رفع الیدین کے منسوخ ہونے کے دعویٰ کو باطل قرار دیتے ہوئے علامہ محمد عبدالسلام مبارکپوریؒ "مرعاة المفاتيح" عربی شرح مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 1 باب "صفته الصلوة" میں سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

﴿واعلم ان حديث مالك هذا دليل واضح على تأخر الرفع عند الركوع والرفع منه و بقاء وبطلان دعوىٰ نسخه و ذلك من وجوه الاوّل.﴾

﴿ ان مالك بن الحويرث واصحابه قد موا المدينة قبل غزوة تبوك

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیـنـما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجهز ويتأ هب لها و كانت واقعة تبـوك فـي رجـب سـنـة تسـع وقـد نـزل قـولـه تعـالىٰ "قد افلح الـمـؤمـنـون الـذين هم في صلوتهم خاشعون" قبل قدوم مالک ورفقائه الـمـديـنـة والـخـشـوع السـكـون قـال فـي فتح البيان الخشوع في اللغة الســكـون والتـواضـح وقـال ابن عباس "خاشعون ساكنون" و هذا يدل عـلـى ان رفـع اليـديـن عـنـد الركوع والرفع منه ليس منافيا للخشوع و الســكـون وان الـرفـع الذى هو مناف لسكون و مخالف له هوشيء اخر غيـر ذٰلک الرفع المتنازع فيه وان المراد بالسكون في قوله اسكنوا في الصلوته في حديث جابرا السكون عن الرفع عند السلام اعتبار اللسبب و عـن الافعال التي ليست من اعمال الصلوٰته اعتبار العموم اللفظ لا عن الرفع عند الركوع وعند رفع الراس منه فعمله صلى الله عليه وسلم بالر فـع بـعـد نـزول قـوله خاشعون دليل على بقاء ه وعدم نسخه لكو نه غير مـنـاف لـلسكون والخشوع قال السندى في حاشية النسائى مالک بن الـحـويـرث و وائل بن حجر ممن صلى الله عليه وسلم آخر عمره فروا يتهـمـا الـرفـع عـنـد الركوع والرفع منه دليل على بقائه وبطلان دعوىٰ نـسـخه كيف و قدروى مالک هذا جلسة الا ستراحة فعملوها علىٰ انها كـانـتْ فـي اخر عمره في سن الكبر فهى ليس مما فعلها النبي صلى الله عليه وسلم قصدا فلا تكون سنة و هذا يقتضى ان يكون الرفع الذى رواه ابتـا لا مـنسـوخـا لكونه في اخر عمره عندهم فالقول بانه منسوخ قريب مـن التـنـاقـص وقد قال صلى الله عليه سلم لما لک هذا واصحابه صلو كـمـارا يتـمـوني اصلى انتهىٰ وقال في حاشية ابن ماجه مثل ذٰلک وزاد فان كان هناک نسخ فينبغي ان يكون المنسوخ ترک الرفع.﴾

﴿والـثـانـي "ان مـالـک بـن الـحـويـرث الذى روى هذا الحديث قد كان يرفع يديه بعده صلى الله عليه وسلم عملا بما رأى وشاهد منه صلى الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیه وسلم وبقوله صلی اللّٰه علیه وسلم له ولرفقائه صلو کما را یتمونی اصلی فان الرفع داخل فی هذا لعموم روی البخاری فی صحیحه عن ابی قلابة انه رأی مالک بن الحویرث اذا صلی کبر ورفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع رأسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صنع هکذا فرفع مالک یدیه فی صلوته بعده صلی اللّٰه علیه وسلم عملا بما رأی منه و بما امره به یدل علی عدم نسخه.﴾

﴿والثالث ''ان ما لکا قدم المدینة عام تبوک و قد حکی مارأی وشاهد من النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من الرفع فی صلوته وهذا صریح فی عدم و قوع النسخ قبل ذٰلک و قد لنبی صلی اللّٰه علیه وسلم حیا بعد تبوک قریبا من ثمانیة اشهر ولم ینقل انه ترک الرفع فی هذه المدة ولو مرة لا بسند صیح ولا ضعیف والاصل فی الا شیاء بعد وجودها ثبوتها و بقاء ها لا عدمها لان عدم نقل الترک فی مثل هذه المواقع بمنزلة نقل عدم الترک کما هو مقرر فی موضعه فلا بدلمن یدعی النسخ ان یاتی بدلیل صریح فی ترک الرفع فی هذه المدة ولومرته ولو بسند ضعیف الخ''﴾

مذکورہ عبارت کا حاصل یہ ہے۔

یہ بات جان لینی چاہئے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا آخر تک باقی تھا اور یہ حدیث) اس دعویٰ نسخ کو (جو اس کے مخالفین کرتے ہیں) اس کو باطل کرتی ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں ان میں سے پہلی وجہ یہ ہے کہ

مالک بن حویرثؓ اور ان کے اصحابؓ غزوہ تبوک سے قبل آئے جس وقت کہ رسول اللہ ﷺ اس کی تیاری فرمار ہے تھے۔ اور غزوہ تبوک رجب 9ھ میں پیش آیا اور اس سے قبل آیت قد افلح المؤمنون" الخ یعنی تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے آخر تک (پارہ نمبر 18 سورۃ مؤمنون) نازل ہو چکی تھی اور فتح البیان میں ہے کہ خشوع اور سکون کے لغوی معنی ہیں سکون اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اضح کے ہیں اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں اور یہ دلیل ہے رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا خشوع اور سکون کے منافی نہیں ہے اور جو رفع الیدین سکون اور خشوع کے منافی ہے وہ دوسرے مقام پر ہے اور اس سے مراد نماز میں وہ سکون ہے جس کی طرف اشارہ نبی علیہ السلام نے اپنے اس فرمان میں کیا ہے کہ ''نماز میں سکون حاصل کرو'' (اور یہ روایت صحیح مسلم وغیرہ میں سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اس روایت کو میں نے اس سے قبل حنفی مقلدین کے ترک رفع الیدین کے دلائل میں دلیل نمبر 2 کے جواب میں بیان کیا ہے) اور جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو رفع الیدین نماز میں سکون کے منافی ہے وہ نماز کے ختم کرنے کے وقت دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں اور بائیں ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے یہ افعال نماز میں سے نہیں ہیں اور یہ کہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کرنا نبی ﷺ کا عمل ہے اور عند الرکوع کی رفع الیدین کا یہ عمل نبی ﷺ پر آیت ''خاشعون''، نازل ہونے کے بعد کا ہے اور یہ دلیل ہے کہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کا رفع الیدین منسوخ نہیں ہے۔ بلکہ یہ نبی ﷺ نے آخر وقت تک کیا ہے اور یہ کہ عند الرکوع کی رفع الیدین نماز میں سکون کے منافی نہیں ہے اور نہ ہی یہ خشوع کے منافی ہے اور علامہ سندیؒ نے نسائی شریف کے حاشیے میں لکھا ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ وہ ہیں۔ جنھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ آخری عمر میں نماز پڑھی اور انہوں نے (یعنی مالک بن حویرث اور وائل بن حجرؓ) رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت (نبی ﷺ سے) رفع الیدین روایت کیا ہے۔ جو اس کے باقی ہونے پر دلیل ہے اور منسوخ ہونے کے دعویٰ کو باطل کرتا ہے اور مالک بن حویرثؓ سے جلسہ استراحت کی (جس کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے) کے عمل کو نبی ﷺ کی اخری عمر سے روایت کیا ہے جب کہ نبی علیہ السلام بوڑھے ہو چکے تھے۔۔۔ اور یہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ عند الرکوع کی رفع الیدین منسوخ نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ آخری عمر تک ثابت ہے اور منسوخ ہونے کا یہ قول ویسے بھی نبی علیہ السلام کے اس قول کے منافی ہے کہ آپ نے مالک بن حویرث اور ان کے اصحاب کو اس کا حکم دیا کہ ''اس طرح نماز پڑھنا جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے (صحیح بخاری کتاب الاذان عن مالک بن حویرثؓ) انتہیٰ اور اسی طرح ابن ماجہ کے حاشیہ میں علامہ سندی نے کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ:

مالک بن حویرثؓ جو رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کی حدیث کے راوی ہیں۔ آپ نے نبی ﷺ کے بعد بھی عندالرکوع کی رفع الیدین کی ہے اور جو چیز انہوں نے نبی ﷺ سے دیکھی اس کی گواہی دی ہے۔ کہ نبی علیہ السلام نے ان کو (یعنی مالک بن حویرثؓ) اور ان کے رفقاء کو حکم دیا کہ ”صلوا کما رایتمونی اصلی“ یعنی اس طرح نماز پڑھنا جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا آپ ﷺ کے اس عام حکم میں بھی داخل ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں ابی قلابہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مالک بن حویرثؓ کو دیکھا کہ جب نماز پڑھتے (یعنی جب نماز شروع کرتے) تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو بھی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع الیدین کرتے اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے۔ مالک بن حویرثؓ کا نماز میں (تکبیر تحریمہ، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت) نبی ﷺ کی وفات کے بعد رفع الیدین کرنا اس وجہ سے ہے جو آپ (مالک بن حویرثؓ) نے نبی علیہ السلام سے دیکھا اور جس چیز کا نبی علیہ السلام نے آپ کو حکم دیا اور (مالک بن حویرثؓ کا نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا) اس بات کی دلیل ہے کہ عندالرکوع کی رفع الیدین منسوخ نہیں ہے۔

اور تیسری وجہ یہ ہے کہ

مالک بن حویرثؓ مدینہ میں (نبی ﷺ کے پاس) غزوہ تبوک (رجب ۹ ھ) کے سال میں آئے اور انہوں نے نبی ﷺ سے وہی روایت کیا جو انہوں نے آپ سے دیکھا اور نبی ﷺ سے اس کی گواہی دی اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس وقت تک عندالرکوع کی رفع الیدین منسوخ نہیں ہوئی اور نبی ﷺ غزوۂ تبوک کے بعد قریباً آٹھ ماہ تک زندہ رہے اور یہ منقول نہیں ہے کہ اس مدت میں عندالرکوع کی رفع الیدین منسوخ ہوا گرچہ ایک ہی بار کیوں نہ ہو اور ترک رفع الیدین (اس مدت میں) نہ کسی صحیح سند سے اور نہ ہی کسی ضعیف سند سے مروی ہے اور جو اصل چیز ہے اور یہی ہے کہ کسی چیز کا اس کے بعد وجود، ثبوت اور بقاء کا ہونا نہ کہ اس کے عدم (نقل) اسی طرح (عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ کی روایت میں جو رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقول نہیں ہے) عدم نقل ان مواقع پر جن مواقع پر رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت منقول ہے اس کی مانند ہے۔

اور عدم نقل اس چیز کا بدل نہیں ہے جس نے عندالرکوع کی رفع الیدین کو بغیر کسی صریح دلیل کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اسے چاہئے کہ ترک رفع الیدین کے بارے میں اس مدت میں کوئی روایت پیش کرے خواہ وہ ضعیف سند ہی سے کیوں نہ ہو۔الخ۔

نوٹ: قارئین کرام! اوپر جو یہ بیان ہوا ہے کہ نبی ﷺ غزوۂ تبوک کے بعد آٹھ ماہ تک زندہ رہے۔ یہ صحیح نہیں ہے صحیح یہ ہے کہ غزوۂ تبوک (رجب 9ھ) کے بعد نبی علیہ السلام تقریباً 19 ماہ تک زندہ رہے جیسا کہ اس سے قبل ''تعلیقات السّلفیہ کی عبارت "تسعة عشر شهرا" کے الفاظ سے بیان ہو چکا ہے جب کہ ''مرعاۃ'' کی عبارت اوپر جو بیان ہوئی ہے اس میں "ثمانيته اشهر" کے الفاظ ہی ہیں معنی یہی ہیں کہ نبی ﷺ غزوۂ تبوک کے بعد آٹھ ماہ تک زندہ رہے۔ مجھے ''مرعاۃ'' کی عبارت میں کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم۔''

جن حنفی مقلدین نے (بشمول الیاس فیصل) جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے عند الرکوع کی رفع الیدین منسوخ ہونے کے بارے استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو امر نماز کے وسط میں مشروع نہیں وہ نماز کے شروع میں کیسے مشروع ہو سکتا ہے اور (عندالرکوع کی نہیں) وسط صلوٰۃ کی رفع الیدین کے حنفی مقلدین بھی قائل اور فائل ہیں جیسا کہ صلوٰۃ وتر میں تیسری رکعت میں رفع الیدین کرنا اور صلوٰۃ عیدین کی تکبیرات کہتے وقت رفع الیدین کرنا۔ لہٰذا اگر عندالرکوع کی رفع الیدین نماز میں خشوع وسکون کے منافی ہے تو پھر وتروں میں اور نماز عیدین کی تکبیرات کے وقت کی رفع الیدین خشوع وسکون کے منافی کیوں نہیں جو جواب حنفی مقلدین اس کا دیں گے وہی جواب ہم عندالرکوع کی رفع الیدین کا دیں گے۔

اور بعض نے آیت "الذين هم في صلاتهم خاشعون" (پ نمبر ۱۸ سورہ المومنون) کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں۔ نماز میں سکون حاصل کرو یعنی رفع الیدین نہ کرو۔

تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس سے مراد بھی نماز میں وہی رفع الیدین ہے جو جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان ہوئی ہے اگر کوئی حنفی مقلد ابن عباسؓ کی اس تفسیر سے عندالرکوع کی رفع الیدین مراد لے تو اس سے خود ان کے لئے بھی کئی مشکلات پیدا ہوں گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض احناف نے (الیاس فیصل) جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی روایات کو ایک ہی واقعہ کے زمرے میں نہیں لیا بلکہ ان کے نزدیک یہ ایک سے زیادہ واقعات ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے صحابہ کرامؓ کی تنقیص ہوتی ہے۔ کہ جس بات سے (نماز میں سلام کرتے وقت دائیں بائیں ہاتھ سے اشارہ کرنا) نبی علیہ السلام نے صحابہ کو ایک بار منع کیا صحابہ نے پھر وہی کام دوبارہ کیا بلکہ سہ بارہ کیا جس وجہ سے نبی ﷺ نے انہیں دوسری یا تیسری بار پھر اس سے منع کیا۔ یہ بات صحابہ کرامؓ کے شایانِ شان نہیں ہے کہ جس بات سے نبی علیہ السلام منع کریں پھر بار بار اسے کریں اور پھر اگر یہاں عندالرکوع کی رفع الیدین ہی مراد لی جائے تو پھر تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین بھی اس زمرے میں آجائے گی کیونکہ شکل وصورت اس کی بھی بالکل ویسی ہی ہے جیسی عندالرکوع کی رفع الیدین کی۔

یہ کہنا کہ وائل بن حجرؓ اور مالک بن حویرثؓ (''موطا امام محمد'' میں امام محمدؒ علقمہ بن وائل حضرمیؒ سے وائل بن حجرؓ کی رفع الیدین والی حدیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں ''قال ابراھیم ما ادری لعله لم یر النبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصلی الا ذٰلک الیوم فحفظ ھذا منه ولم یحفظه ابن مسعود واصحابه ماسمعته من احدٍ منھم انما کانوا یرفعون ایدیھم فی بدءِ الصلٰوۃ حین یکبرون'' ملاحظہ فرمائیں ''موطا امام'' ''افتاح الصلوٰۃ'' یعنی ابراہیم نخعیؒ نے کہا میرا خیال ہے غالباً انہوں نے اسی ایک دن رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اور یہی ان کو یاد رہا ہے اور بھول گئے ابن مسعودؓ اوران کے شاگرد میں نے ان میں سے کسی کو نہیں سنا کہ اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے مگر صرف نماز کی ابتداء میں جب تکبیر کہتے تھے۔) چند دن نبی ﷺ کے پاس رہے۔ جب کہ عبداللہ بن مسعودؓ زیادہ دیر تک نبی ﷺ کی صحبت میں رہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ انسؓ علی اورابوسعید خدری رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے اصحاب النبی ہیں کہ جن سے عندالرکوع کی رفع الیدین مروی ہے اور ملازمت صحبت میں بھی ابن مسعودؓ کے مقابلے میں کم نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ بات روز روشن کی طرح ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے ایمان لانے والوں میں ہیں۔ بلکہ جن لوگوں نے امی جی خدیجہؓ سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور زیدؓ کے اسلام لانے کے بارے میں موافقت نہیں کی ہے ان کے نزدیک تو علیؓ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں (واللہ اعلم)

لہٰذا وائل بن حجرؓ اور مالک بن حویرثؓ کو غیر ملازم صحبت قرار دے کر عندالرکوع کی رفع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیدین کو عدم رفع پر ترجیح دینا جہالت پر مبنی ہے۔

عندالرکوع کی رفع الیدین کے منسوخ ہونے کے بارے میں جو سب سے صحیح ترین روایت پیش کی جا سکتی ہے وہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے جس کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے اس کے بارے میں پہلے اس کے مناسب مقام پر ہم مدلل بحث نقل کر آئے ہیں اب یہاں ایک اثر کے بارے میں بیان کرنا ضروری ہے۔ جو عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ''تحقیق الراسخ فی ان احادیث رفع الیدین لیس لھانا سخ'' میں حافظ محمد گوندلویؒ نے اس اثر کو نقل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''عن ابراھیم کان عبد اللّٰہ ابن مسعود لا یرفع یدیه فی شیئ من الصلوٰته'' (بحوالہ آثار السنن)

تو اس کا جواب حافظ صاحب نے یہ دیا کہ ''یہ روایت منقطع ہے کیونکہ ابراہیم کا لقاء ابن مسعودؓ سے نہیں چنانچہ خود حنفیہ بھی حدیث جہر بسم اللہ کو اسی وجہ سے ضعیف کہہ کر رد کر دیتے ہیں اور تخریج زیلعی میں ہے ﴿فان محمد بن جابر تکلم فیه غیر واحد و ابراھیم لم یلق عبد اللہ فھو ضعیف منقطع﴾ (تخریج ص نمبر ۱۷۹ جلد نمبر 1 بحوالہ "تحقیق و الرسخ")

لہٰذا مذکورہ الفاظ کے ساتھ عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ اثر حنفی مقلدین کے دعوے کے موافق نہیں ہے کیونکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ابن مسعودؓ کسی جگہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک تکبیر تحریمہ کی بھی نفی ہے۔ تو پھر حنفی مقلدین کے ہاں تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین اور وتروں کی تیسری رکعت میں رفع الیدین کدھر سے آ گئی۔ اسے کہتے ہیں۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

ایک اور حنفی مقلد یعنی الیاس فیصل صاحب اپنی کتاب ''نماز پیمبر'' میں ترک رفع الیدین کی دلیل نمبر ۱۰ میں لکھتے ہیں۔

﴿عن ابراھیم انه قال لا ترفع الایدی فی شئی من صلاتک بعد المرة الاوْلیٰ﴾ (جامع المسانید ج ۱ ص ۳۵۳ حوالہ مذکورہ)

ترجمہ: ''ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ نماز کے شروع میں رفع الیدین کر کے بعد میں کسی جگہ نہ کرو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا خوب ہے "نور علی نور" ہوگیا۔ اس سے قبل تو عبداللہ بن مسعودؓ کے اثر کا حال آپ نے دیکھ لیا اور اب دیکھیں ابراہیم نخعیؒ کا فرمان کہ کس طرح حنفی مقلدین تقلید کی اندھیر نگری میں خود نہ تو صحابی کی بات پر عمل کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے "امام" ابراہیم نخعیؒ کی۔ کیونکہ ابراہیم نخعیؒ کے قول کے مطابق تکبیر تحریمہ کے بعد کسی جگہ (عندالرکوع کے وقت) رفع الیدین نہ کی جائے تو پھر حنفی مقلدین کے ہاں تکبیر تحریمہ کے بعد (عیدین کی تکبیرات کے وقت اور نماز وتر میں تیسری رکعت میں رفع الیدین کرنا) کہاں سے آ گیا۔

قارئین کرام! بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ کسی شخص (صحابی یا کسی امام وغیرہ) کے بعض اصحاب اور ان کے شاگردوں نے اپنے استاد کی طرف ایسی ایسی باتیں بھی منسوب کردیں۔ جو انہوں نے کہی نہ ہوتی لہٰذا جب ان کے اصحاب میں سے یا ان کے علاوہ اہل علم نے ایسی خرابیاں دیکھیں تو ان کو رد کر دیا۔ صحیح مسلم کے مقدمہ میں "باب النھی عن الروایۃ عن الضعفآءِ والا حتیاط فی تحملھا" میں ہے۔

﴿عن ابی بکر بن عیاش قال سمعت المغیرۃ یقول لم یکن یصدق علٰے علیؓ فی الحدیث عنہ الا من اصحاب عبد اللّٰہ بن مسعودؓ﴾

یعنی ابوبکر بن عیاش سے روایت ہے کہ میں نے مغیرہ سے سنا وہ کہتے تھے علی رضی اللہ عنہ سے جو لوگ روایت کرتے تھے ان کی روایت نہ مانی جاتی۔ جب تک کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ اس کی تصدیق نہ کرتے۔

اور مذکورہ الفاظ سے پہلے یہ بھی ہے۔

﴿عن ابی اسحاق قال لما احد ثوا تلک الاشیآءَ بعد علیؓ قال رجل من اصحاب علیؓ قاتلھم اللّٰہ اَیَّ علم اَفسدوا۔﴾ (ایضاً)

ترجمہ: "ابواسحاق نے کہا جب لوگوں نے ان باتوں کو علی رضی اللہ عنہ کے بعد نکالا (یعنی جھوٹی جھوٹی روایتیں ان سے شائع کیں) تو علی رضی اللہ عنہ کے ایک رفیق بولے اللہ ان کو تباہ کرے یا ان پر لعنت کرے کیسا علم کو بگاڑا (یعنی لوگوں کو گمراہ کیا اور حدیث کے علم کا ستیاناس کیا)

چنانچہ ایسی ہی صورت حال کچھ عندالرکوع کی رفع الیدین کے حوالے سے ہے۔ تحقیق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الراسخ ص نمبر ۱۴۶ میں حافظ محمد گوندلوی ؒ نے حنفی مقلدین کی ایک یہ دلیل بیان کی ہے کہ "بعض حنفیہ نے لکھا ہے (یعنی صاحب نور العینین ص ۸۰) کہ اصحاب ابن مسعودؓ شاگردان علی بھی رفع الیدین نہیں کیا کرتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن مسعودؓ اور علیؓ خود بھی رفع الیدین نہیں کرتے اور پھر ابن ابی شیبہ کے حوالے سے لکھا ہے۔

﴿عن ابی اسحق قال کان اصحاب عبد اللّٰہ و اصحاب علی لا یرفعون ایدیھم الا فی افتتاح الصلوٰتہ ثم لا یعودون﴾

پھر فرماتے ہیں۔

﴿و اسنادہ صحیح﴾

تو جواب اس کا یہ ہے کہ ابو اسحاق کوفی ہیں۔

لہٰذا جو شاگرد انہوں نے دیکھے وہ رفع الیدین نہ کرتے ہوں گے۔ اس سے جملہ اصحاب علی رضی اللہ عنہ کا عدم ترک رفع نہیں ثابت ہوتا۔ کیونکہ امام حسن بصریؒ جو بڑے اعلیٰ پایہ کے امام ہیں اور جن کو مولانا نیموی نے بھی اثار السنن ص ۱۰۹ میں علیؓ کے شاگردوں سے شمار کیا ہے۔ اس کے علاوہ سیر اصحابہؓ جلد نمبر ۷ از تحریر و ترتیب الحاج مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی میں تذکرہ "حسن بصریؒ" ملاحظہ فرمائیں اور وہ خود (حسن بصریؒ) رفع الیدین کرتے تھے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے جز رفع الیدین میں لکھا ہے۔

﴿(قال البخاری) ماوصفنا و کذٰلک روایتہ عن عدۃ من علماء اھل مکۃ و اھل الحجاز و اھل العراق و الشام و البصرۃ و الیمن وعدۃ من اھل خراسان منھم.... و الحسن الخ.﴾

(جزء رفع الیدین۔ مزید تفصیل اور اس عبارت کے ترجمے کے لئے ملاحظہ فرمائیں حنفی مقلدین کی دلیل نمبر ۱۲ کے جواب میں)

قارئین کرام! اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ جو لوگ آخری زمانہ میں مشرف با اسلام ہوئے ان میں سے سیدنا وائل بن حجرؓ بھی شامل ہیں اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ حدیث رفع الیدین عند الرکوع کے راوی ہیں جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ہے۔

اس سے قبل یہ بات بھی بیان ہو چکی ہے کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے ۱۰ھ میں اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کیا اگر چہ بعض نے ان کا اسلام قبول کرنا ۹ھ بیان کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے اس سے قبل ''تعلیقات السّلفیہ'' کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ''التحقیق الراسخ'' میں بھی حافظ گوندلویؒ نے بھی عمدۃ القاری کے حوالے سے ۹ھ ہی بیان کیا ہے۔ جب کہ میری نظر میں جو کتابیں گذری ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وائل بن حجرؓ ۱۰ھ میں ایمان لائے (واللہ اعلم) چنانچہ تاریخ ابن خلدون میں ہے۔

''اسی زمانہ میں کنانہ کے وفد کے ساتھ حضر موت کا بھی وفد آیا۔ یہ لوگ ولیعہ کے نسل سے ہیں۔ ان کے سردار جمد ومخوس ومشرح بھی آئے ہوئے تھے۔ سب نے بخوشی خاطر اسلام قبول کیا اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی انہی ایام میں حاضر خدمت میں ہو کر مسلمان ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے لیے آنے کی خوشی میں "الصلوته جامعته" کی نداء لگوا کر نماز شکریہ ادا کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وائل بن حجرؓ کو قبا میں لے جا کر ٹھہرائیں وائل بن حجرؓ سوار تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ پیادہ'' (تاریخ ابن خلدون مترجم جلد نمبر 1 از رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون (۷۳۲ھ تا ۸۰۸ھ) ترجمہ علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی دسواں ایڈیشن ناشر نفیس اکیڈیمی کراچی صفحہ نمبر ۱۹۵ از زیر عنوان ''وائل بن حجرؓ کا وفد'')

اس سے قبل ص ۱۹۲ پر علامہ ابن خلدون ''غسان کا وفد'' کے عنوان میں بیان کرتے ہیں۔

''پھر اسی ۱۰ھ کے ماہ رمضان میں غسان کا وفد آیا جس میں تین آدمی تھے الخ'' (ایضاً)

اس کے علاوہ ''انسائیکلو پیڈیا اصحاب النبی ﷺ'' از ڈاکٹر ایم' ایس ناز شائع کردہ مقبول اکیڈیمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انارکلی لاہور (۱۹۹۷ء) صفحہ نمبر ۸۵۸ پر تذکرہ ''سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ'' میں لکھتے ہیں۔

''۱۰ھ میں سرور کائنات ﷺ نے یمن اور حضر موت میں اسلام کی تبلیغ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو مامور فرمایا۔ ان حضرات کی تبلیغ سے ایک سال کے اندر اندر تمام یمن کی آبادی حلقہ بگوش اسلام ہوگئی۔ حضر موت کے ایک سردار کا نام وائلؓ تھا۔ وہ خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لئے ادھر حضر موت سے روانہ ہوا۔ ادھر ہادی عالم ﷺ نے صحابہ کرام کو بشارت سنائی کہ عنقریب حضر موت کا شہزادہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں سرشار آتا ہے۔ وائلؓ حاضر ہوا تو آپ نے ان کے لئے دعا خیر و برکت دی۔ وائلؓ دربار قدسی میں چندروز قیام کرنے کے بعد جب اپنے وطن روانہ ہونے لگا تو اس نے عرض کیا کہ یارسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ! میری قوم کے لئے کچھ نصائح تحریر فرما دیجئے۔ تاکہ میں جا کر ان لوگوں کو سنا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمان رسالت لکھے جانے کا حکم صادر فرمایا الخ۔''

اس کو ڈاکٹر صاحب نے بلاغ مبین ص ۲۰۹ کے حوالے سے بیان کیا ہے اور اس کے علاوہ وائل بن حجرؓ کے لئے نبی ﷺ نے جو دو فرمان لکھوائے ان کو بھی ڈاکٹر صاحب نے نقل کیا ہے اور پھر اس کے بعد ''استیعاب جلد نمبر۲ ص ۶۲۵ اور ۶۲۶ اسد الغابہ ج نمبر۵ ص ۸۱ اور اصابہ ج نمبر ۶ ص نمبر ۳۱۲ کے حوالے سے بھی وائل بن حجرؓ کے مناقب اور حالات بیان کئے ہیں۔

قارئین کرام! زیر بحث مسئلہ کے بارے میں سیدنا وائل بن حجرؓ سے روایت ہے۔

﴿عن وائل بن حجر انه رای النبی صلی اللّٰه علیه وسلم رفع یدیه حین دخل فی الصلوٰة وصف همام حیال اذنیه ثم التحف بثوبه ثم وضع یده الیمنی علی الیسریٰ فلما اراد ان یرکع اخرج یدیه من الثوب ثم رفعهما ثم کبر فرکع فلما قال سمع اللّٰه لمن حمده رفع یدیه فلما سجد سجد بین کفیه .﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر۲ ''کتاب الصلوٰۃ'' باب "وضع یدیه الیمنیٰ علی الیسریٰ بعد تکبیرة الاحرام تحت صدره فوق سرته ووضعهما فی السجود علی الارض حذو منکبیه۔")

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بدیں طور دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔ اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا۔ پھر آپ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے اور بحالت قیام سمع اللہ لمن حمدہ پڑھ کر رفع یدین کیا اور پھر آپ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کیا۔''

مذکورہ بالا حقائق جو اوپر بیان ہوئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان 10ھ میں جب سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے اور اسلام قبول فرمایا تو اس وقت نبی علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ نماز میں رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے اور یہیں پر بس نہیں بلکہ صحیح حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سیدنا وائل بن حجر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ اس کے بعد بھی نبی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور نبی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کو نماز میں رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے دیکھا ہے اور روایت کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

﴿حدثنا مسدد نابشر بن المفضل عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن وائل بن حجر قال قلت لانظرن الی صلوٰته رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کیف یصلی قال فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فاستقبل القبلة فکبر فرفع یدیه حتی حاذتا اذنیه ثم اخذ شماله بیمینه فلما اراد ان یرکع رفعهما مثل ذٰلک ثم وضع یدیه علی رکبتیه فلما رفع راسه من الرکوع رفعهما مثل ذٰلک فلما سجد وضع راسه بذٰلک المنزل من بین یدیه ثم جلس فافترش رجله الیسریٰ ووضع یده الیسریٰ علی فخذه الیسریٰ وحد مرفقه الایمن علی فخذه الیمنیٰ و قبض ثنتین و حلق حلقته ورایتهٗ یقول هکذا وحلق بشرٌ الابهام والوسطی واشار بالسبابته.﴾

(سنن ابی داؤد مترجم جلد نمبر 1 "تفریح استفتاح الصلوته" باب "رفع الیدین" حدیث ۷۲۱)

ترجمہ: ''وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو قصداً دیکھا آپ کیونکر پڑھتے ہیں تو پہلے آپ کھڑے ہوئے تو قبلے کی طرف منہ کیا اور اللہ اکبر کہا دونوں ہاتھ اٹھائے کانوں تک پھر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑا جب رکوع کا قصد کیا اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔ جب سجدہ کیا تو اپنے سر کو دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھا۔ پھر دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے جب رکوع سے سر اٹھایا اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔ پھر بیٹھے تو بائیں پیر کو بچھایا اور بایاں ہاتھ اپنے بائیں ران پر رکھا اور داہنے ہاتھ کی کہنی داہنی ران سے جدا رکھی اور دو انگلیوں کو بند کر لیا اور ایک حلقہ بنا لیا (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) اور دیکھا میں نے ان کو اس طرح کہتے تھے اور بشر نے بتایا انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ کیا اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا۔''

اس سے اگلی روایت میں ہے۔

﴿حدثنا الحسن بن علی نا ابو الولید نا زائدة عن عاصم بن کلیب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باسنادہٖ و معناہ قال فیہ ثم وضع یدہ الیمنیٰ علیٰ ظھر کفہ الیسریٰ والرسغ والساعد وقال فیہ ثم جئت بعد ذٰلک فی زمان فیہ بردٌ شدیدٌ فَرَأیتُ النَّاس علیھم جُلُّ الثیاب تحرک ایدیھم تحت الثیاب ﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۷۲۲)

ترجمہ: ''حسن بن علی' ابوالولید' زائدہ' عاصم بن کلیب سنداً ومعنی اسی طرح روایت کرتے ہیں کہ پھر آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہتھیلی پر اور پہنچے اور کلائی پر رکھا اسی روایت میں یہ ہے کہ پھر میں آیا سخت جاڑے میں تو میں نے لوگوں کو دیکھا بہت کپڑے پہنے ہوئے اس کے اندر ان کے ہاتھ ہلتے تے۔ (رفع یدین کے وقت)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ رمضان 10 ھ میں ایمان لانے کے بعد جب سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس دوبارہ تشریف لائے تو اس وقت تک بھی رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کا عمل برقرار تھا اور سب صحابہ کرام نماز میں رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ گویا کہ اس وقت تک عندالرکوع کی رفع الیدین منسوخ نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اس پر صحابہ کرام کا اجماع تھا۔ کیونکہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے "فرأیت الناس" کے الفاظ فرما کر نماز میں رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے سے کسی صحابی کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا ہے۔ لہٰذا تقریر استدلال یہ ہے کہ رمضان 10 ھ سے جب سے سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور پھر اس کے بعد دوبارہ ان کا نبی علیہ السلام کی خدمت میں پھر حاضر ہونا ثابت ہے۔ اور پھر اس کے بعد نبی ﷺ ربیع الاوّل 11 ھ میں فوت ہو جاتے ہیں ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ کوئی حنفی مقلد اس عرصہ میں جو تقریباً زیادہ سے زیادہ پانچ ماہ کا بنتا ہے عندالرکوع کی رفع الیدین کا منسوخ ہونا صرف کسی ایک صحیح اور صریح حدیث سے ثابت کرے۔

۳۔ دعویٰ اقتداء صحابہؓ وخلفاء الرشدینؓ اور حنفی مقلدین

حنفی مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صحابہ کرام اور خلفاء الرشدین کی اتباع کرتے ہیں آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ حنفی مقلدین اپنے اس دعوے میں کس قدر پورے اترتے ہیں۔

جواب اس کا یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی نص کے ہوتے ہوئے صحابہ کے کسی ایسے قول و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کو حجت ماننا جس سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی لازم آتی ہو۔ اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے نبی علیہ اسلام کی اطاعت غیر مشروط طور پر کرنے کا حکم دیا ہے۔ غیر نبی کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے ساتھ مشروط کیا ہے کہ غیر نبی کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی معصیت کے بغیر کی جائے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے۔

﴿.... وقال لا طاعة فى معصية الله انما الطاعته فى المعروف﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 5 ''کتاب الامارۃ'' باب ''وجوب طاعة الامرآء فى غير معصية و تحريمها فى المعصيته'')

ترجمہ: ''۔۔۔اور فرمایا اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔ بلکہ اطاعت اسی میں ہے جو دستور کی بات ہو۔''

دوسری بات یہ ہے کہ ہر انسان غلطی کا پُتلا ہے اِلّا انبیآء علیہ السلام لہٰذا نبی علیہ السلام کے صحابہ اور خلفا الرشدین بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہیں اور قرآن اور حدیث کی نص کے ہوتے ہوئے اگر کسی صحابی نے یا کسی خلیفہ نے (خلفاء الرشدین میں سے) اس کے خلاف حکم یا کام کیا ہے۔ تو دوسرے صحابہ اور خلفا نے ان کی مخالفت کی ہے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی صحابی یا خلفاء الرشدین میں سے کسی سے کوئی اجتہادی غلطی ہوئی تو صحابہ میں سے اور خلفا الرشدین میں سے ایسی اجتہادی غلطی کو حجت تسلیم نہ کرنے والے بھی پائے گئے اب چند ایسی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے۔ کہ صحابہ یا خلفاء الرشدین کی اجتہادی غلطی صحابہ اور بعد میں آنے والے خلیفہ کے لئے حجت نہیں رہی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(1) رسول اللہ ﷺ نے قران (حج کی ایک قسم) کیا اور دوسرے صحابہ کو تمتع (یہ بھی حج کی ایک قسم ہے) کرنے کا حکم دیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿عن عمران ابن حصين قال تمتعنا علىٰ عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم و نزل القرآن وقال رجل برايه ماشآء.﴾

(صحیح بخاری مع تیسیر الباری مترجم جلد نمبر 2 "کتاب المناسك" باب "التمتع على عهد النبى ﷺ")

ترجمہ: ''عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تمتع کیا اور خود قرآن میں تمتع کا حکم اترا لیکن ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا وہ کہہ دیا۔'' چنانچہ زاد المعاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترجم جلد نمبر 1 ''حج وداع'' کے باب میں ''ایک سائل کو ابن عمرؓ کا جواب'' میں ہے۔ کہ کسی نے عبد اللہ بن عمرؓ سے سوال کیا اور ان سے کہا گیا کہ ''آپ کے والد نے تو اس (حج تمتع) سے منع کیا ہے تو ابن عمرؓ نے جواب دیا ﴿امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان یتبع ام امر ابی﴾ یعنی رسول اللہ ﷺ کا حکم اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا میرے باپ کا قول'' عبد اللہ بن عباسؓ ایک شخص سے اس بارے میں فرماتے ہیں ﴿اوشک ان ینزل علیکم حجارته من السماء اقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تقولون قال ابو بکرؓ و عمرؓ﴾ (زاد المعاد مترجم جلد نمبر 1)

آپ دیکھیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا تمتع کا حکم بھی معلوم لیکن اجتہادی غلطی کی وجہ سے یہ سمجھے کہ یہ بہتر نہیں۔ لیکن آپ کے بیٹے نے اور ابن عباسؓ نے عمر فاروقؓ کے اجتہاد کو رد کر دیا۔

اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی یہی سمجھا کہ حج تمتع بہتر نہیں اس لئے آپ بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مؤقف تھے لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے اس مؤقف کو رد کر دیا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔

﴿حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندرُ قال حدثنا شعبته عن الحکم عن علی بن حسین عن مروان بن الحکم قال شهدت عثمان و علیاً و عثمان ینهٰی عن المتعة و ان یجمع بینهما فلما رای علی احل بهما لبیک بعمرة و حجة قال ما کنت لادع سنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقول احدٍ﴾

(صحیح بخاری مع تیسر الباری جلد نمبر 2 ''کتاب المناسک'' باب التمتع ولا قران ولافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم یکن معه هدی حدیث نمبر ۱۷۰)

ترجمہ: ''ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حکم سے انہوں نے علی بن حسین (امام زین العابدینؒ) سے انہوں نے مروان بن حکمؒ سے انہوں نے کہا میں اس وقت موجود تھا جب حضرت عثمانؓ (اپنی خلافت میں) تمتع اور قران سے منع کرتے تھے۔ حضرت علیؓ نے یہ دیکھ کر یوں احرام باندھا لبیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحجة و عمرة (یعنی قران کیا) اور کہنے لگے میں نبی ﷺ کی حدیث کو کسی کے قول (یا فعل) سے نہیں چھوڑ سکتا۔"

﴿حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا حجاج ابن محمد الاعور عن شعبته عن عمرو بن مرة عن سعيد بن المسيب قال اختلف علي و عثمان وهما بعسفان في المتعة فقال علي ماتريد اِلَّا ان تنهٰى عن امر فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عثمان دعني عنك قال فلما راى ذٰلك علي اهل بهما جميعاً .﴾ (ایضاً حدیث نمبر 176)

ترجمہ: "ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا ہم سے حجاج بن محمد اعور نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے سعید بن مسیّب سے انہوں نے کہا علیؓ اور عثمانؓ نے عسفان میں تمتع کے بارے میں اختلاف کیا علیؓ نے کہا تمہارا مطلب کیا ہے تم اس کام سے منع کرتے ہو۔ جس کو رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ عثمان نے (لاجواب ہوکر) کہا یہ بحث جانے دو۔ جب علی نے یہ دیکھا تو حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا۔"

یہ تو تھا صحابہ کرام اور خلفا الرشدین کا عمل کہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف کسی صحابی یا خلیفہ کی رائے کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تھے اور اس کو قابل حجت بھی نہیں سمجھتے تھے اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر کسی وقت ان سے اجتہادی غلطی بھی ہو جاتی تو وہ اپنی غلطی معلوم ہو جانے کے بعد اپنے اجتہاد کو قرآن و حدیث کے مقابلے میں پیش نہ کرتے۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ حنفی کیسے خلفاء راشدین کی اقتداء کرتے ہیں حج تمتع (جو قران ہی کی طرح ہے) کے قائل حنفی بھی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی اپنی کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" جلد نمبر 4 میں "حج کی اقسام کی تفصیل اور اسہل حج" کے عنوان میں ایک مسئلہ کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"۔۔۔ پہلی صورت افضل ہے (یعنی حج قران) اور دوسری (حج تمتع) اسہل ہے اور دوسری صورت (یعنی حج تمتع) تیسری سے افضل بھی ہے اور اسہل بھی۔" مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

"۔۔۔ جس روایت میں "تمتع" منقول ہے وہاں اس کے لغوی معنی مراد ہوں کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تمتع" کے معنی ہیں "نفع اٹھانا" اور ظاہر ہے کہ یہ مفہوم قران سے بھی حاصل ہوتا ہے الخ"

(مظاہر حق جدید جلد نمبر 2 باب "الاحرام والتلبیتہ" فصل الاوّل)

مذکورہ بحث سے ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو حج تمتع سے منع فرماتے تھے لیکن حنفی مقلدین اس کے قائل ہیں۔ اب خلف الرشدین کی اقتداء کا دعویٰ کدھر گیا۔ اگر کوئی حنفی مقلد اس کا یہ جواب دے کہ ہم اس لئے اس کے قائل ہیں۔ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ (اور پھر ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ) کے عمل کو ترک اس لئے کیا ہے کہ سیدنا علیؓ نے ان کے اس فعل کو حجت نہیں سمجھا۔ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس سے بھی ہمارے موقف ہی کی تائید ہوتی ہے کہ کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے جس طرح کسی صحابی یا خلیفہ کا قول قابل حجت نہیں ہے اسی طرح کسی امام کا قول جو قرآن و حدیث کی نص کے خلاف ہو حجت نہیں ہے۔

(2) حدیث کے مطابق عورت (بیوی اپنی کا) کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا چنانچہ حدیث میں ہے۔

﴿ حدثنا عثمان ابی شیبة قال ثنا وکیع عن الاعمش عن حبیب عن عروة عن عائشه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قَبَّلَ امرأة من نسائه ثم خرج الی الصلٰوة ولم یتوضا قال عروة فقلت لها من هیٰ الا انت فضحکت قال ابو داؤد هکذا رواه زائدة و عبد الحمید الحمانی عن سلیمان الاعمش. ﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد 1 "کتاب الطهارته" باب نمبر ۷۰ "الوضوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ" حدیث نمبر ۱۷۹)

ترجمہ: "عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی بی بی کو بوسہ دیا۔ پھر نماز کو نکلے اور وضو نہیں کیا۔ عروہ نے کہا میں نے عائشہؓ سے کہا وہ بی بی کون ہوگی سوا تمہارے۔ تو وہ ہنسنے لگیں ابو داؤد کہتے ہیں کہ زائدہ اور عبدالحمید حمانی نے سلیمان اعمش سے اسی طرح روایت کیا ہے۔"

ہمارا اسی پر عمل ہے اگر چہ حنفی مقلدین کا بھی اسی پر عمل ہے یعنی ان کے ہاں بھی اپنی بیوی کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن آیئے دیکھتے ہیں کہ حنفی مقلدین اپنے دعویٰ میں کس حد تک سچے ہیں اور عمل پیرا ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ مؤطا امام مالک میں ہے۔

﴿ عن ابن عمر انه کان یقول قُبلَتهِ الرجل امرئهٗ وجسُّهَا بیده من الملا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستهِ مَنْ قَبّلَ أمراتهُ اوجسها بيده فعليه الوضوءِ .﴾

(موطاامام مالک "کتاب الصلوٰۃ" باب الوضوءِ من قُبْلَةِ الرجل امراتهُ")

ترجمہ: "عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے کہ بوسہ لینا مرد کا اپنی عورت کو اور چھونا اس کا ہاتھ سے ملاسمت میں داخل ہے تو جو شخص بوسہ لے اپنی عورت کا یا چھوئے اس کو اپنے ہاتھ سے تو اس پر وضو ہے۔" اس سے اگلی روایت اس طرح ہے۔

﴿عن مالک انه بلغهٗ ان عبد الله بن مسعود كان يقول من قُبْلَةِ الرجل امرأتهُ الوضوءُ. ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: "اور یہی الفاظ "مظاہر حق جدید" جلد نمبرا باب "مايوجب الوضوء" میں آئے ہیں ملاحظہ ہو۔"

﴿وعن ابن مسعود كان يقول من قُبْلَةِ الرجل امرئته الوضوءُ رواهُ مالكٌ﴾ (مشکوٰۃ شریف مع "مظاہر حق جدید")

ترجمہ: "مالکؒ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی کہ عبداللہ بن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ مرد پر اپنی عورت کا بوسہ لینے سے وضو لازم آتا ہے۔"

مشکوٰۃ شریف مع مظاہر حق جدید میں اس سے اگلی روایت اس طرح ہے۔

﴿وعن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال ان الْقُبْلَةَ من اللمس فتو ضوا منها.﴾ (ایضاً)

ترجمہ: "اور حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ بوسہ لینا لمس میں داخل ہے (جو قرآن میں مذکور ہے پ نمبر ۶ سورۃ المائدۃ) لہٰذا بوسہ لینے کے بعد وضو کیا کرو۔"

قارئین کرام! یہاں حنفی مقلدین نے خلاف کیا ہے درج ذیل اصحاب النبیؐ کا۔

(الف) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ الرشد دوئم۔

(ب) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے صحابی رسول اور حنفی مقلدین کے نزدیک فقہی صحابی۔ (ج) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

ہم حنفی مقلدین سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ خلیفہ الرشد کی مخالفت کیوں کی گئی ہے؟

☆ اصحاب رسول خصوصاً سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے (فقیہی صحابی۔ اصحاب الرسول کے درمیان فقیہی اور غیر فقیہی کی تقسیم بھی تقلید کا ثمرہ ہے کہ جس صحابی کی روایت یا عمل کو حنفیت کے خلاف پایا اس کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ راوی صحابی غیر فقیہی ہے وغیرہ) صحابی کی مخالفت۔

زیر بحث مسئلہ (یعنی بیوی کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جانے کے بیان) میں بیان مذکورہ بالا روایات کا جواب حنفی مقلدین نے یہ دیا ہے ملاحظہ ہو۔

"۔۔۔ ہمارے امام صاحب علیہ الرحمتہ کے نزدیک چونکہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس لئے ان روایتوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اول تو یہ تمام روایتیں صحابہ پر موقوف ہیں یعنی یہ صحابہ کے اقوال ہیں اس لئے ان کا حکم حدیث مرفوع یعنی آنحضرت کے ارشاد جیسا نہیں ہو سکتا دوسرے ان کے نزدیک یہ روایتیں درجہ صحت کو بھی نہیں پہنچی ہوئی ہیں۔" (مظاہر حق جدید' حوالہ مذکورہ) اسے کہتے ہیں کہ:

ہاتھی کے دانت دیکھانے کے اور کھانے کے اور

قارئین کرام! اصل واقعہ یہ ہے کہ حنفی مقلدین کی غرض صحیح حدیث پر عمل کرنا نہیں ہوتی بلکہ ان کا مقصد تقلید امام کا تحفظ مقصود ہوتا ہے اگر ان کی غرض کتاب وسنت پر عمل کرنا ہو تو پھر اس قاعدہ کے مطابق جو اوپر حنفی مقلدین نے بیان کیا ہے۔ (یعنی صحابہ کے اقوال نبی علیہ السلام کی مرفوع حدیث جیسے نہیں ہو سکتے) عند الرکوع کی رفع الیدین کے مسئلہ میں ابن مسعودؓ وغیرہ کے اقوال نبی علیہ السلام کی مرفوع احادیث جیسے کیونکر ہو سکتے ہیں اور اسی طرح سب سے بڑھ کر یہ کہ جب نبی علیہ السلام کی مرفوع احادیث کا مقابلہ اقوال صحابہ اور آثار صحابہ حجت نہیں ہو سکتے تو پھر اقوال ابی حنفیہ کیونکر حجت ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ بات حنفی مقلدین بھی ماننے پر مجبور ہیں کہ نبی ﷺ کی مرفوع حدیث کے ہوتے ہوئے ہر صحابی کا ہر قول وعمل حجت نہیں ہو سکتا جب کہ ان کے اقوال کے خلاف نبی ﷺ کا کوئی حکم یا عمل موجود ہو اور یہی حال ہے عند الرکوع ترک رفع الیدین کے بارے میں صحابہ کے اقوال وآثار کا۔

اب آیئے اس مسئلہ (یعنی عند الرکوع کے وقت رفع الیدین کرنے کے بارے میں) کو ایک دوسرے طریقہ سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ کوئی شخص بھی غلطی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پاک نہیں ہے ماسوائے انبیاء علیہ السلام کی ذات پاک کے اور نبی ﷺ کے صحابہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ان کے بھولنے کے چند ایک واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

(1) سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے سورہ "واللیل" کی قرأت مخفی رہ گئی چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے۔

﴿ حدثنا عمر حدثنا ابی حدثنا الا عمش عن ابراهیم قال قدم اصحاب عبد اللّٰه علی ابی الدَّر دآءِ فطلبهم فوجد هم فقال ایکم یقرأ علی قرآءة عبد اللّٰه قال کلنا قال فایکم یحفظ فاشاروا الی علقمة قال کیف سمعتهٗ یقرا واللیل اذا یغشٰی قال علقمة وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی قال اشهد انی سمعت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقرأ هکذا و هؤلآءِ یریدونی علٰی ان اقرا وَ مَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی واللّٰه لا اتا بعهم. ﴾

(صحیح بخاری مع تیسیر الباری جلد نمبر 4 "کتاب التفسیر" باب وما خلق الذکر والانثیٰ " حدیث نمبر ۹۲۲)

ترجمہ: "ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے والد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد (شام کے ملک میں) ابوالدرداء صحابی کے پاس گئے ابوالدرداءؓ ڈھونڈ کر ان سے ملے اور ان سے پوچھا عبداللہ بن مسعودؓ کی طرح تم میں کونسا شخص قرآن پڑھتا ہے انہوں نے کہا ہم سب اسی طرح پڑھتے ہیں ابوالدرداءؓ نے کہا کس کو زیادہ یاد ہے انہوں نے علقمہؒ کی طرف اشارہ کیا ابوالدرداء نے علقمہ سے پوچھا اچھا عبداللہ بن مسعودؓ سورہ واللیل کو کس طرح پڑھتے تھے۔ علقمہ نے کہا یوں پڑھتے تھے۔ "وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی" ابو الدرداءؓ کہنے لگے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی ﷺ کو اسی طرح سنا ہے مگر یہ شام کے ملک والے چاہتے ہیں میں یوں پڑھوں "وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی" میں تو خدا کی قسم کبھی اس طرح نہیں پڑھوں گا۔"

تیسیر الباری میں ہے۔ "۔۔۔علماء نے کہا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ پر جہاں اور کئی باتیں مخفی رہ گئیں ان میں سے یہ قرأت بھی تھی ان کو دوسری قرأت کی خبر نہیں ہوئی یعنی وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی کی جو اخیر قرأت اور متواتر تھی اور اسی لئے مصحف عثمانی میں قائم کی گئی۔" (تیسیر الباری شرح صحیح بخاری حاشیہ نمبر ا حدیث بالا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سورہ "الفلق" اور "والناس" کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے۔

ملاحظہ فرمائیں۔ ''مسند احمد میں ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ اس سورت (یعنی الفلق) اور اس کے بعد (یعنی والناس) کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میری گواہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے فرمایا۔

''قل اعوذ برب الفلق الخ'' تو میں نے یہی کہا پھر کہا''قل اعوذ برب الناس الخ'' تو میں نے یہی کہا۔ پس ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں جس طرح حضور ﷺ نے کہا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان دونوں سورتوں کے بارے میں پوچھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ کے بھائی حضرت ابن مسعودؓ تو ان دونوں سورتوں کو قرآن شریف میں سے کاٹ دیا کرتے تھے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: مجھ سے کہا گیا کہو۔ میں نے کہا پس ہم بھی کہتے ہیں جس طرح حضور نے کہا (ابوبکر حمیدی) مسند میں بھی یہ روایت الفاظ کے تغیر و تبدل کے ساتھ مروی ہے اور بخاری شریف میں بھی۔ مسند ابو یعلی وغیرہ میں ہے کہ ابن مسعودؓ ان دونوں سورتوں (سورہ الفلق اور الناس) کو قرآن میں نہیں لکھتے تھے اور نہ قرآن میں انہیں شمار کرتے تھے الخ'' (تفسیر ابن کثیر ''تفسیر سورۃ الفلق)

معوذتین کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کا مشہور موقف یہی تھا جو اوپر بیان ہوا ہے جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں مذکورہ عبارت کے بعد مذکور ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ مزید لکھتے ہیں

''شاید انہوں (ابن مسعودؓ) نے نبی ﷺ سے نہ سنا ہو اور تواتر کے ساتھ ان تک نہ پہنچا ہو۔ پھر یہ اپنے قول سے رجوع کر کے جماعت کے قول کی طرف پلٹ آتے ہیں۔'' (ایضاً)

قارئین کرام! تقریر استدلال یہ ہے کہ جب یہ بات ثابت شدہ ہے کہ بعض مسائل بعض صحابہ سے بھی مخفی رہ گئے تھے اور جب ان تک صحیح بات پہنچ جاتی تو وہ کتاب وسنت کی طرف رجوع کر لیتے اور یہ بات بھی بیان ہو چکی ہے کہ اگر کسی صحابی سے کوئی اجتہادی غلطی ہو جاتی تو بعد میں جب اس کی راہنمائی کتاب وسنت سے ہو جاتی تو وہ اپنی اس اجتہادی غلطی پر قائم نہ رہتے۔ کچھ ایسی ہی صورتحال رکوع کرتے وقت، رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنے کے مسئلہ میں ہے۔ کہ یہاں بھی سیدنا ابن مسعودؓ سے بھول ہوگئی ہے کہ انہوں نے تکبیر تحریمہ کے بعد رفع الیدین ذکر نہیں کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10

سجدہ کے بیان میں

سجدہ کو جاتے وقت اللہ اکبر کہے

جب ایک نمازی اطمینان کے ساتھ رکوع ادا کر لے تو پھر اسے سجدہ کے لئے جھکنا چاہئے جب سجدہ کے لئے جھکے تو اللہ اکبر کہہ کر جھکے چنانچہ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ:

﴿ اخبرنی ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث انه سمع ابوهريرة يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلوٰة يكبر حين يقوم ثم يكبر حين يركع ثم يقول سمع الله لمن حمده حين يرفع صلبهٗ من الركعته ثم يقول وهو قائمٌ ربنا لك الحمد ثم يكبر حين يهوى ثم يكبر حين يرفع راسه ثم يكبر حين يسجد ثم يكبر حين يرفع راسه ثم يفعل ذٰلك فى الصلوٰة كلها حتى يقضيها و يكبر حين يقوم من الثنتين بعد الجلوس وقال عبد الله بن صالح عن الليث ولك الحمد. ﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد 1 "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۰۷ "التکبیر اذا قام من السجود" حدیث ۷۵۲)

ترجمہ: "ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن حارث نے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے نماز کے لیے تو اللہ اکبر کہتے (تکبیر تحریمہ) پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر فرماتے سمع الله لمن حمده جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے پھر کھڑے ہی ربنا لك الحمد کہتے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے جھکتے (سجدے کے لئے) پھر جب سر اٹھاتے اللہ اکبر کہتے پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر ایسا ہی ساری نماز میں کرتے نماز پوری ہونے تک اور جب دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ کے اٹھتے اس وقت بھی اللہ اکبر کہتے عبد الرحمٰن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن صالح نے لیث سے اس حدیث میں یوں نقل کیا۔ ربنا ولك الحمد"

۲۔ سجدے میں جانے کے بیان میں

﴿عن عمه رفاعته بن رافع بمعناه قال فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انها لا تتم صلوٰته احدکم حتی یسبغ الوضوء کما امره اللّٰه تعالٰی فیغسل وجه و یدیه الی المرفقین و یمسح براسهٖ ورجلیه الی الکعبین ثم یکبر اللّٰه عزوجل و یحمده ثم یقرآمن القراٰن ما اذن له فیه و تیسر فذکر نحو حدیث حماد قال ثم یکبر فیسجد فیمکن وجهه قال همام وربما قال جبهتهٗ من الارض حتی تطمئن مفاصلهٗ و تسترخی ثم یکبر فیستوی قاعداً علٰی مقعدهٖ ویقیم صلبه فوصف الصلوٰته هکذا اربع رکعات حتی فرغ لایتم صلوٰته احدکم حتی یفعل ذٰلک.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا "کتاب الصلوٰته "باب نمبر ۲۹۹ "صلوٰته من لا صُلبه فی الرکوع والسجود "حدیث نمبر ۸۴۹)

ترجمہ: ''ان کے چچا رفاعہ بن رافع سے ایسا ہی روایت ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی کی نماز تم میں سے پوری نہیں ہوتی جب تک وضو پورا نہ کرے جیسا اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا۔ پھر دھووے منہ اپنا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرے سر کو اور (دھووے) دونوں پاؤں کو کہنیوں تک پھر تکبیر کہے اللہ جل جلالہ کی اور تعریف کرے اس کی پھر جہاں تک ہو سکے قرآن پڑھے پھر ویسا ہی بیان کیا۔ بعد اس کے کہا پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے تو اپنا منہ زمین پر یا پیشانی زمین پر لگاوے اطمینان سے یہاں تک کہ جوڑ آرام پائیں اور ڈھیلے ہو جاویں پھر تکبیر کہے اور سیدھا بیٹھے اپنی بیٹھک پر آخر تک۔''

۳۔ جب سجدے میں جائے تو گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھے۔

﴿عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا سجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احدکم فلا یبرک کما یبرک البعیر ولیضع یدیه قبل رُکبتیه﴾

(ابوداؤد(مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۳۹۲ ''کیف یضع رکبتیه قبل یدیه'' حدیث نمبر ۸۳۱)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔''

طحاوی نے اس کو اس طرح صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

﴿حدثنا علی بن عبد الرحمن بن محمد بن المغیرۃ الکو فی ثنا اصبغ بن الفرج قال ثنا الدراوردی عن عبد اللّٰہ بن عمر عن نافع عن ابن عمرؓ انه کان اذا سجد بدأ بوضع یدیه قبل رکبتیه وکان یقول کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یصنع ذلک.﴾

(طحاوی عربی جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ''مایبدأبوضعه فی السجود الیدین اوالرکبتین'')

ترجمہ: ''ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ سجدہ کرتے تھے تو پہلے دونوں ہاتھ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ نبی ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔''

دوسری روایت طحاوی کی اس طرح ہے

﴿حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا سعید بن منصور واصبغ بن الفرج قال ثناء الدراوردی عن محمد بن عبد اللّٰہ بن الحسین عن ابی الزنا دعن الاعرج عن ابی ہریرۃؓ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مثلهٗ﴾ (ایضاً)

ترجمہ اس کا اوپر والی روایت والا ہی ہے۔

طحاوی کی ایک تیسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا سعید بن منصور قال ثنا عبد العزیز بن محمد قال حدثنی محمد بن عبد اللّٰہ بن الحسن عن ابی الزناد عن الاعراج عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا سجدا حدکم فلایبرک کما یبرک البعیر ولکن یضع یدیه ثم رکبتیه﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی تم میں سے سجدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے تو اونٹ کی طرح نہ گر پڑے بلکہ پہلے دونوں ہاتھ رکھے پھر دونوں گھٹنے"
سنن نسائی میں یہ روایت ان الفاظ سے آئی ہے۔

﴿عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يَعْمِدُ احدكم في صلوٰته فيبرک كما يبرک الجمل.﴾

(سنن نسائی مترجم جلد 1 "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۶۶۰ "اول ما يصل الى الارض من الانسان في سجوده" حدیث ۱۰۹۲)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص نماز میں بیٹھنا چاہتا ہے پھر اس طرح بیٹھتا ہے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے۔"

۴۔ سجدے میں جاتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے ٹیکنے والی روایت ضعیف ہے

﴿حدثنا الحسن بن علي وحسين بن عيسىٰ قالا نايزيد بن هارون انا شريک عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم اذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه واذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 "تفریع استفتاح الصلاۃ" باب نمبر ۳۹۲ "كيف يضع ركبتيه قبل يديه" حدیث نمبر ۸۲۹)

ترجمہ: "وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو دونوں گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب اٹھتے تو ہاتھ پہلے اٹھاتے گھٹنوں سے"

علامہ ناصر الدین البانیؒ نے ضعیف سنن ابوداؤ عربی میں صفحہ نمبر ۸۳ پر اسے ضعیف کہا ہے ابوداؤ کی اس سے اگلی حدیث جو وائل بن حجرؓ سے ہی بیان ہے وہ بھی ضعیف ہے ملاحظہ ہو "ضعیف سنن ابوداؤد" عربی از علامہ البانی ص نمبر ۸۳

حدیث یہ ہے۔

﴿حدثنا محمد بن معمر نا حجاج بن منهال ناهمام نامحمد بن جحادته عن عبد الجبار بن وائل عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم فذكر حديث الصلوٰته قال فلما سجد وقعتا ركبتاه الى الارض قبل ان يقعا كفاه الخ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی آپ کے گھٹنے زمین پر پہلے پڑتے ہاتھوں سے۔

۵۔سجدہ سات اعضاء پر مکمل ہوتا ہے

﴿عن ابن عباسؓ قال امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یسجد علی سبعة اعضآء ولایکف شعرا ولا ثوبا الجبهة والیدین والرکبتین والرجلین.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد ۱ "کتاب الصلوٰۃ" باب ۵۲۳ "السجود علی سبعة اعظم" حدیث ۷۷۱)

ترجمہ: "ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا نبی ﷺ نے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا اور بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم دیا۔ سات اعضاء یہ ہیں۔ پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔"

یہ روایت صحیح مسلم شرح نووی جلد نمبر ۲ میں "کتاب الصلوٰۃ" باب "اعضاء السجود والنهی عن کف الشعر والثوب وعقص الراس فی الصلوٰۃ" میں بالفاظ مختلف مروی ہے۔

۶۔سجدہ میں بازوں کو کتے کی طرح زمین پر نہ بچھایا جائے

﴿عن انس بن مالکؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اعتدلوا فی السجود ولایبسط احدکم ذراعیه انبساط الکلب﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد 1 "کتاب الصلوٰۃ" باب ۵۳۱ "لا یفترش ذراعیه فی السجود" حدیث نمبر ۷۸۳)

ترجمہ: "انس بن مالکؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا سجدہ ٹھیک طور سے ادا کرو کوئی تم میں سے کتے کی طرح اپنی باہیں زمین پر نہ بچھاوے۔"

۷۔عورت بھی مرد کی طرح ہی سجدہ کرے

قارئین کرام! آپ نے دیکھا ہوگا کہ حنفی مقلدین نے کس طرح بغیر کسی صحیح حدیث کے عورت کے سجدہ کرنے کا طریقہ کو بیان کیا ہے اور حنفی مقلدین کی کم وبیش اکثریت ہی نے عورت کو اس طرح سجدہ کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ کہ کسی ایک بھی صحیح حدیث سے عورت کے سجدے کے بارے میں ایسی کوئی تخصیص ثابت نہیں ہے۔ چنانچہ حنفی مقلدین نے عورت کے سجدے کے مسئلہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درج ذیل مسائل کے بارے میں بغیر کسی صحیح حدیث سے استدلال کیا ہے۔

☆ سجدہ کی حالت میں بازوں کو کتے کی طرح زمین پر نہ بچھایا جائے۔

حنفی مقلدین کی عورتیں سجدہ کرتے وقت اپنے بازوں کو زمین پر بچھاتی ہیں اور یہ طریقہ جو حنفی مقلدین نے عورتوں کے سجدہ کے لئے مخصوص کیا ہے تو ان کا یہ طریقہ صحیح حدیث کے خلاف ہے اور حنفی مقلدین نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے درج ذیل صحیح حدیث کا۔

﴿عن انس بن مالکؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اعتدلوا فی السجود ولا یبسط احدکم ذراعیہ انبساط الکلب.﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ۵۳۱ ''لا یفترش ذراعیہ فی السجود'' حدیث نمبر ۷۸۳)

ترجمہ: ''انس بن مالکؓ سے انہوں نے نبی سے آپ نے فرمایا سجدہ ٹھیک طور سے ادا کرو۔کوئی تم میں سے کتے کی طرح اپنی بانہیں زمین پر نہ بچھاوے۔''

☆ سجدہ کی حالت میں اپنے بازوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھنا

حنفی مقلدین نے اس مسئلہ میں بھی صحیح حدیث کے خلاف کیا ہے اور عورت کو حکم دیا ہے کہ وہ سجدہ کرتے وقت اپنے بازوں کو اپنے پہلوؤں سے علیحدہ رکھنے کی بجائے اپنے جسم کے ساتھ لگائیں جب کہ صحیح حدیث میں اس طرح ہے۔

﴿عن عبد اللہ بن مالک ابن بحینتہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا صلی فرج بین یدیہ حتی یبدو بیاض ابطیہ وقال اللیث حدثنی جعفر بن ربیعتہ نحوہ﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد 1 ''کتاب الاذان'' باب ۵۲۰ ''یبدی ضبعیہ ویجا فی السجود'' حدیث ۷۶۹)

ترجمہ: ''عبداللہ بن مالک بن بحینہ سے کہ نبی ﷺ جب نماز پڑھتے تو (سجدے میں) اپنے دونوں ہاتھ (پہلو سے) الگ رکھتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کھل جاتی اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے بھی جعفر بن ربیعہ نے ایسی ہی حدیث بیان کی۔''

قارئین کرام! اس جگہ بھی حنفی مقلدین نے کس طرح صحیح حدیث کے خلاف کیا ہے ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن میمونۃؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سجد لوشاء ت بهمتهُ ان تمر بین یدیه مرّت .﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ''الاعتدال فی السجود ووضع الکفین علی الارض ورفع المرفقین عن الجنبین ورفع البطن عن الفخذین فی السجود'')

ترجمہ: ''ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سجدہ میں ہوتے اس وقت اگر بکری کا بچہ نکلنا چاہتا تو نکل جاتا۔''

اس بارے میں صحیح مسلم شریف کے مندرجہ بالا باب میں اور بھی کئی احادیث ہیں اور اس طرح دوسری کتب احادیث میں بھی یہاں صرف اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

☆ سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا

﴿عن البراءُ بن عازب فوضع یدیه واعتمد علی رکبتیه ورفع عجیزته وقال هکذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یسجد.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوته" باب نمبر ۳۰۹ "صفة السجود" حدیث نمبر ۸۸۷) البتہ البانی'' نے اس کو ضعیف کہا ''ضعیف سنن ابی داؤد''۔

ترجمہ: ''براء بن عازبؓ نے ہم کو سجدہ بتلایا تو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور گھٹنوں پر ٹیکا لگایا اور سرین کو بلند کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح سجدہ کرتے تھے۔''

اس سلسلے میں صحیح حدیث یہ ہے

﴿.... فقال ابو حمید الساعدی انا کنت احفظکم لصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ...... واذا سجد وضع یدیه غیر مفترش ولا قابضهما الخ﴾

(صحیح بخاری ''کتاب الصلوٰۃ'' باب "سنته الجلوس فی التشهد وکانت ام الدرداء تجلس فی صلوتها جلسته الرجل وکانت فقیهة.")

ترجمہ: ''۔۔۔۔۔ جب سجدہ کرتے دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے نہ بانہوں کو بچھاتے اور نہ سمیٹ کر پہلو سے لگا دیتے۔''

قارئین کرام! کسی صحیح حدیث سے تو عورتوں کے سجدہ کرنے کی کوئی ہیئت مخصوص نہیں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ صحیح احادیث سے یہی پتہ چلتا ہے کہ عورتیں بھی ویسے ہی سجدہ کریں جیسے مرد کرتے ہیں اور یہ بات درج ذیل حدیث سے بھی واضح ہوتی ہے۔

﴿عن ابی قلابة قال حدثنا مالکؓ قال اتینا النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم و نحن شیبة متقاربون فاقمنا عنده عشرین یوما ولیلته وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم رحیماً رفیقاً فلما ظن اَنّا قدا شتهینا اهلنا اوقد اشتقنا سالنا عَمَّنْ ترکنا بعدنا فاخبرناهُ فقال ارجعوا الی اَهْلیکُمْ فاقیموا فیهم وعلموهم ومروهم وَذَکَرَ اشیآءَ احفظها اولا احفظها وصلوا کما رایتمونی اصلی فاذ حضرت الصلوٰة فیئوذن لکم احدکم ولیومکم اکبر کم.﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الاذان'' باب نمبر ۴۰۸ ''الاذان للمسافر اذا کانوا جماعته والا قامه وکذلک بعرفته و جمع و قول الموذن الصلوته فی الرحال فی اللیته الباردته او المطیرته'' حدیث نمبر ۶۰۱)

ترجمہ: ''سیدنا مالک بن حویرثؓ نے بیان کیا ہم نبی ﷺ کے پاس (اپنے ملک سے) آئے ہم جوان پٹھے قریب قریب ایک ہی عمر کے تھے جو بیس راتیں آپ کے پاس رہے اور آپ ﷺ بہت رحم دل ملنسار تھے جب آپ نے یہ سمجھا کہ ہم اپنے گھر جانا چاہتے ہیں یا ہم کو اپنے گھر جانے کا شوق ہے تو آپ نے پوچھا ہم (وطن میں) اپنے کن کن عزیزوں کو چھوڑ کر آئے ہیں ہم نے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ۔ ان ہی میں رہو اور ان کو (دین کی باتیں) سکھاؤ اور یہ یہ حکم دو۔ مالک نے کئی باتیں بیان کیں لیکن ایوب نے کہا کہ ابوقلابہ نے یوں کہا وہ باتیں مجھ کو یاد ہیں یا یوں کہا مجھ کو یاد نہیں اور فرمایا کہ جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھتے رہو اور جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک اذان دے اور جو بڑا ہو وہ امامت کرے۔''

لہٰذا درج بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ اسلام نے عورت کی نماز کا کوئی علیحدہ طریقہ بیان نہیں کیا ماسواء کسی ایسی چیز کے بارے جس کے بارے کوئی خاص حکم صحیح حدیث سے بیان ہو۔ لہٰذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ کا اوپر جو طریقہ بیان ہوا ہے وہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہے کیونکہ سیدنا مالک بن حویرثؓ نے جو نماز پڑھنے کا طریقہ نبی ﷺ سے سیکھا اسی کے مطابق اپنے اہل و عیال کو نماز پڑھنے کے لئے سکھایا کیونکہ حکم نبوی ﷺ ہی یہی تھا۔

۸۔ سجدہ میں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھنا اور کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھا جائے

﴿ عن البراء قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذا سجدت فضع كفيك وارفع مرفقيك. ﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ''الاعتدال في السجود وضع الكفين على الارض ورفع المرفقين عن الجنبين ورفع البطن عن الفخذين في السجود'')

ترجمہ: ''براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھلیاں زمین پر رکھ اور کہنیاں زمین سے اٹھا لے۔''

۹۔ سجدہ میں بازوں کو کشادہ رکھنا

﴿ عن عبد اللّٰه بن مالك ابن بحينته ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان اذا صلے فرج بين يديه حتى يبدو بياض ابطيه. ﴾ (ایضاً)

ترجمہ ''عبداللہ بن مالک ابن بحسینہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو (پہلوؤں سے) جدا رکھتے اتنا کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی دکھلائی دیتی۔''

۱۰۔ سجدے میں کہنیوں کو پہلوؤں کے ساتھ نہ لگائے

﴿ عن ميمونته زوج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قالت كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذا سجد خوّى بيديه تعني جنح حتى يرىٰ وضح ابطيه من ورآئه واذا قعد اطمان على فخذه اليسرىٰ ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو (پہلوؤں سے) اتنا جدا رکھتے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی پیچھے سے دکھلائی دیتی اور جب بیٹھتے تو اپنی بائیں ران پر ٹیکا دیتے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ سجدہ کرتے وقت بالوں کو نہ سمیٹا جائے

﴿" عن ابن عباسؓ قال امر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یسجد علی سبعتہ اعظم ولایکف شعرتہ ولاثوبہٗ.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوٰتہ" باب نمبر ۵۲۷ "لایکف شعراً" حدیث نمبر ۷۷۷)

ترجمہ: "عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا نبی ﷺ نے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا اور سجدے میں بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم دیا۔"

۱۲۔ سجدہ میں کپڑے نہ سمیٹے جائیں

﴿عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال امرت ان السجد علی سبعتہ اعظم لا اکف شعراً ولا ثوباً﴾

(ایضاً باب نمبر ۵۲۸ "لا یکف ثوبہ فی الصلوٰتہ" حدیث نمبر ۷۷۸)

ترجمہ: "عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے اور بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا۔"

۱۳۔ سجدے میں پیٹ کو رانوں سے نہ لگایا جائے

اس سے قبل "عورت بھی مرد کی طرح سجدہ کرے" کے بیان میں "سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا" کے عنوان میں صحیح بخاری کے حوالے سے سیدنا ابوحمید ساعدی کی روایت گذر چکی ہے۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿عن ابی حمید الساعدی ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا سجد امکن انفہ وجبھتہ الارض ونحایدیہ عن جنبیہ . الخ﴾

(ترمذی جلد نمبر 1 مترجم باب "ما جاء فی السجود علی اجبھتہ والانف")

ابوعیسیٰ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

ترجمہ: "ابوحمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ سجدہ کرتے تو جماتے اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر اور دور رکھتے ہاتھوں کو پسلیوں سے آخر تک۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ سجدہ میں ناک اور پیشانی کو اچھی طرح زمین پر رکھا جائے

﴿عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رائی علی جبھتہٖ وعلی ارنبتہٖ اثرطین من صلوٰتہ صلاھا بالناس﴾

(ابوداؤد مترجم جلد 1 "کتاب الصلوٰتہ" باب ۳۰۸ "السجود علی الانف والجبھتہ" حدیث ۸۸۵)

ترجمہ: "ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ماتھے اور ناک پر مٹی کا نشان تھا نماز پڑھانے سے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ میں پیشانی اور ناک دونوں لگانا ضروری ہے کسی ایک کے زمین پر لگانے سے سجدہ مکمل اور صحیح نہیں ہوگا۔

۱۵۔ کیچڑ میں بھی سجدہ کرتے وقت ناک کو زمین کے ساتھ لگانا

﴿حدثنا موسٰی ثنا ھمام عن یحیٰی عن ابی سلمۃ قال انطلقت الٰی ابی سعید الخدریؓ فقلت الاتخرج بنا الٰی النخل نتحدّث فخرج قال قلت حدثنی ما سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم .... فصلیٰ بنا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی رایت اَثَر الطین والمآء علی جبھۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَارنبتہ تصدیق رؤیَاءُ.﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۲۵ "السجود علی الانف فی الطین" حدیث نمبر ۷۷۵)

ترجمہ: "۔۔۔۔ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی تو میں نے کیچڑ کا نشان آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک کی نوک پر دیکھا آپ ﷺ کا خواب سچا ہوا۔"

۱۶۔ سجدہ میں ہتھیلیوں کو کندھوں کی سیدھ میں رکھنا

﴿عن ابی اسحاق قال قلت للبراء بن عازب این کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یضع وجھہ اذا سجد فقال بین کفیہ.﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبر 1 "ابواب الصلوٰۃ" باب "ماجآء این یضع الرجل وجھہٗ اذا سجد")

ترجمہ: "روایت ہے ابی اسحاق سے کہا پوچھا میں نے براء بن عازبؓ سے کہاں رکھتے تھے نبی ﷺ اپنا منہ جب سجدہ کرتے تو جواب دیا انہوں نے کہ دونوں ہتھیلیوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیچ میں۔"

اور ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے

﴿ عن ابی حمیدٍ الساعدیؓ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا سجدا مکن انفہٗ وجبھتہٗ الارض و نحایدیہ عن جنبیہ ووضع کفیہ حذو منکبیہ۔ ﴾ (ایضاً باب" ماجآء فی السجود علی الجبھہ والانف")

ترجمہ:"روایت ہے ابی حمید ساعدیؓ سے کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے خوب جماتے اپنی ناک اور پیشانی کو زمین میں اور دور رکھتے ہاتھوں کو پسلیوں سے اور رکھتے ہتھیلیاں زمین پر دونوں شانوں کے مقابل۔"

اس باب میں ابن عباسؓ اور وائلؓ بن حجرؓ اور ابی سعیدؓ سے بھی روایت ہے اور امام ابوعیسیٰؒ یعنی امام ترمذیؒ نے بیان فرماتے ہیں کہ حدیث ابی حمید ساعدیؓ کی حسن ہے صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے علماء کا الخ"

اور ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

﴿ عن وائل بن حجر انہ رایٔ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین دخل فی الصلوٰۃ کبر وصف ھمام حیال اذنیہ ثم التحف بثوبہٖ ثم وضع یدیہ الیمنٰی علی الیسرٰی فلمآ اراد ان یرکع اخرج یدیہ من الثوب ثم رفعھما ثم کبر فرکع فلما قال سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ رفع یدیہ فلما سجد سجدبین کفیہٗ۔ ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوٰۃ" باب "وضع یدہ الیمنٰی علی الیسرٰی بعد تکبیرۃ الاحرام تحت صدرہٖ فوق سُرَّتہٖ ووضعھما فی السجود علی الارض حذو منکبیہ۔")

ترجمہ:" وائل بن حجرؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بدیں طور دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا اس حدیث کے راوی ھمام کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا پھر آپ ﷺ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحالت قیام سمع الله لمن حمده پڑھ کر رفع یدین کیا اور پھر آپ ﷺ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کیا۔"

سجدہ کے وقت دونوں ہتھیلیوں کو مونڈھوں کے برابر زمین پر رکھنا یہی صحیح حدیث سے ثابت ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء و محدثین کا اور اسی کو اختیار کیا اہل حدیث نے (شرح نووی)

وائل بن حجرؓ کی روایت کو امام طحاوی نے اس طرح روایت کیا ہے۔

﴿عن وائل بن حجرؓ قال صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان اذا سجد وضع وجهه بين كفيه .﴾

(طحاوی عربی "کتاب الصلوٰته" باب "موضع اليدين فى السجود")

ترجمہ: "وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے منہ کو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں رکھتے۔"

سجدے میں اگر ناک اور منہ کو مٹی لگ جائے تو اس کو نماز پڑھنے کے بعد صاف کرے

﴿عن ابى سلمة قال سالت ابا سعيد الخدرىؓ فقال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يسجد فى المآءِ والطين حتىٰ رايت اثر الطين فى جبهته قال ابو عبد الله رايت الحميدى يحتج بهذا الحديث ان لا ليمسح الجبهة فى الصلوٰة .﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر 541 "من لم ليمسح جبهته وانفهٗ حتى صلى" حدیث نمبر ۷۹۶)

ترجمہ: "ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا میں نے ابوسعید خدریؓ سے (شب قدر کو) پوچھا انہوں نے کہا میں نے (اس رات میں) دیکھا رسول اللہ ﷺ پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی پیشانی میں میں نے کیچڑ کا نشان دیکھا۔"

سجدے میں دونوں پاؤں کو کھڑا رکھنا

﴿عن عائشةؓ قالت فقدت رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة من الفراش فالتمستهٗ فوقعت يدى على بطن قدمهٖ وهو فى المسجد وهما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصوبتان وھو یقول اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذبک منک لا احصی ثنآءً علیک انت کما اثینت علی نفسک . ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلدنمبر 2 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ''مایقال فی الرکوع والسجود'')

ترجمہ: ''ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات بچھونے پر رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا میں نے ڈھونڈا تو میرا ہاتھ آپ کے تلوے پر پڑا آپ سجدہ میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے اور فرماتے تھے۔ اللّٰھم انی اعوذ برضاك آخر تک یعنی اے اللہ میرے میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضامندی کی تیرے غصہ سے اور تیری بخشش کی تیرے عذاب سے اور میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں مجھے تیری تعریف کرنے کی طاقت نہیں تو ایسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی۔''

۱۹۔ جُوڑا باندھ کر نماز پڑھنا منع ہے

﴿ عن عبد اللّٰہ ابن عباسؓ انہ رای عبد اللّٰہ بن الحارث یصلی وراسہٗ معقوصُ وَّرآءِہٖ فقام فجعل یحلہ فلما انصرف اقبل الٰی ابن عباس فقال مالک وراسی فقال انی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول انما مثل ھذا مثل الذی یصلی وھو مکتوف ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلدنمبر 2 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ''اعضآء السجود والنھی عن کف الشعر والثوب وعقص الراس فی الصلوٰۃ'')

ترجمہ: ''عبداللہ بن عباسؓ نے عبداللہ بن حارث کو دیکھا کہ وہ جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے تو عبداللہ بن عباسؓ ان کے جوڑے کو کھولنے لگے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا تم نے میرا سر کیوں چھوا۔ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو شخص بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے ہاتھ پیچھے بندے ہوں اور وہ نماز پڑھے۔''

سنن نسائی میں یہ حدیث ''کتاب الافتتاح'' باب نمبر ۶۷۹ ''مثل الذی یصلی وراسہ معقوص'' حدیث نمبر ۱۱۱۷ ہے۔ سنن نسائی ہی میں باب نمبر ۶۸۰ ''النھی عن کف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الثیاب فی السجود" کے تحت یہ الفاظ آئے ہیں یہ حدیث نمبر ۱۱۱۸ ہے۔

﴿اخبرنا محمد بن منصور المکی عن سفیان عن عمر و بن طاؤس عن ابن عباسؓ قال أمر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یسجد علی سبعة اعظم ونھی أن یکف الشعر والثیاب.﴾

ترجمہ: "عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حکم کیا سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا اور منع کیا بال اور کپڑے جوڑنے سے۔"

۲۰۔ سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے

﴿یستقبل باطراف رجلیه القبلة قاله ابو حمید عن النبی ﷺ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۲۱)

ابوحمید کی یہ روایت تفصیلاً بخاری شریف میں باب "سنته الجلوس فی التشھد وکانت ام الدرداءِ تجلس فی صلوٰتھا جلسة الرجل و کانت فقیھة" میں اس طرح ہے ﴿... واستقبل باطراف اصابع رجلیه القبلة الخ﴾

ترجمہ: "۔۔۔اور پاؤں کی انگلیوں کی نوکیں قبلے کی طرف رکھتے الخ"

سنن نسائی میں ابی حمید الساعدیؓ کی یہ روایت اس طرح آئی ہے۔

﴿اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحییٰ بن سعید قال حدثنا عبد الحمید بن جعفر قال حدثنی محمد بن عطاءٍ عن ابی حمید الساعدیؓ قال کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا أھویٰ الی الارض ساجداً جا فی عضدیه عن ابطیه وفتح أصابع رجلیه مختصرٌ.﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۶۷ "فتح اصابع الرجلین فی السجود" حدیث نمبر ۱۱۰۴)

ترجمہ: "ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ جب سجدے میں جاتے تو اپنے بازو بغلوں سے جدا رکھتے اور انگلیاں پاؤں کی کھڑی رکھتے۔"

۔ زمین کی گرمی سے بچنے کے لئے سجدہ کپڑے پر کرنا جائز ہے

﴿اخبرنا سوید بن نصر قال انبانا عبد اللّٰہ بن المبارک عن خالد بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبد الرحمن هو السلمي قال حدثني غالبُ القطان عن بكر بن عبد الله المزني عن انسؓ قال كنا اذا صلينا خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم بالظهائر سجدنا على ثيابنا اتقاءَ الحر. ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۶۸ "السجود على الثياب" حدیث نمبر ۱۱۱۹")

ترجمہ: ''انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے دو پہر کو تو اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے گرمی کے سبب۔''

۲۲۔ سجدے میں پڑھے جانے والی دعائیں

صحیح احادیث سے نبی ﷺ سے کئی دعائیں پڑھنا منقول ہیں ان دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی سجدہ میں پڑھی جا سکتی ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱. ﴿ عن عائشةؓ قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يكثر ان يقول في ركوعه و سجوده سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ يتاوّلُ الْقُرْاٰنَ. ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۵۲۹ "التسبيح والدعآء في السجود" حدیث نمبر ۷۷۹)

ترجمہ: ''عائشہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا نبی ﷺ اکثر رکوع اور سجدے میں یہ کہا کرتے تھے "سبحانک اللّٰھم ربنا وبحمدک اللّٰھم اغفرلی" آپ ﷺ قرآن میں جو حکم اترا اس پر عمل کرتے تھے۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿فسبح بحمد ربک واستغفرہ ط ....O﴾ (سورہ النصر: ۳)

چنانچہ نبی علیہ السلام اس پر عمل کرتے ہوئے تسبیح اور استغفار بہت زیادہ کرتے تھے۔ سیدہ عائشہؓ کی روایت والی یہ دعا بالکل انہی الفاظ کے ساتھ بخاری شریف کے علاوہ درج ذیل کتب احادیث میں بھی آئی ہے۔

(الف) صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 "کتاب الصلوٰۃ" باب "مایقال فی الرکوع والسجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) سنن ابی داؤد مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۳۰۳ ''الدعا فی رکوع والسجود'' حدیث نمبر ۸۶۸

(د) سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر 1 "کتاب اقامة الصلوٰة والسنته فیها" باب نمبر ۲۰ "التسبیح فی الرکوع والسجود" حدیث نمبر ۸۸۸)

نوٹ: ''ابن ماجہ کی مندرجہ بالا روایت میں "ربنا" کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲. ﴿عن عائشةؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول في ركوعه وسجوده سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب "مایقال فی الرکوع والسجود")

ترجمہ: ''عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں کہتے تھے۔ "سبوح قدوس رب الملئكة والروح" یعنی پاک ہے وہ رب برکت والا پروردگار فرشتوں کا اور روح کا۔''

مندرجہ بالا دعا صحیح مسلم شریف کے علاوہ انہی الفاظ کے ساتھ درجہ ذیل کتب احادیث میں بھی ہے۔

(الف) سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۶۹۸ "نوع آخر" حدیث نمبر ۱۱۳۷۔

(ب) سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر ۳۰۲ "مایقول الرجل فی رکوعہ و سجودہ" حدیث ۸۶۳۔

۳. ﴿عن حذيفة قال صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فافتتح البقرة فقلت يركع عند المائة ثم مضى فقلت يصلي بها في ركعة فمضى فقلت يركع بهاثم افتتح النسآء فقراها ثم افتتح اٰل عمران فقراها يقرءُ متر سلاً اذا مر باٰية فيها تسبيح سبح واذا مربسوالٍ سال واذا مربتعوذٍ تعوذ ثم ركع فجعل يقول سبحان ربي العظيم فكان ركوعه نحواً من قيامه ثم قال سمع الله لمن حمده ثم قام طويلاً قريباً مما ركع ثم سجد فقال سبحان ربي الاعلىٰ فكان سجوده قريباً من قيامه قال وفي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث جریر من الزیادۃ فقال سمع اللّٰہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد 2"کتاب صلوۃ المسافرین" باب "استحباب تطویل القرآہ فی صلوۃ اللیل")

ترجمہ: ''حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے سورۃ بقرہ شروع کی اور میں نے دل میں کہا کہ آپ شاید سو آیتوں پر رکوع کریں گے۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھ گئے (یعنی سورۃ بقرۃ کی سو آیتوں سے) پھر میں نے خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ ایک دوگانہ میں پوری سورت پڑھیں گے۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھ گئے پھر میں نے خیال کیا کہ آپ پوری سورت پر رکوع کریں گے۔ پھر آپ ﷺ نے سورہ ال عمران شروع کردی اور آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے اور جب گذرتے تھے ایسی آیت پر جس میں تسبیح ہوتی آپ ﷺ سبحان اللہ کہتے اور جب سوال کی آیت پر گذرتے سوال کرتے اور جب تعوذ کی آیت پر گزرتے پناہ مانگے۔ پھر آپ نے سورۃ نساء شروع کردی اور اس کو بھی تمام پڑھا۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور کہتے ﴿سبحان ربی العظیم﴾ یعنی پاک ہے میرا پروردگار بڑائی والا آپ ﷺ کا رکوع بھی قیام کے برابر سرابر تھا پھر کہا ﴿سمع اللہ لمن حمدہ﴾ یعنی سنا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی پھر دیر تک کھڑے رہے رکوع کے قریب (یعنی جتنا رکوع میں ٹھہرے تھے) پھر سجدہ کیا پھر کہا ﴿سبحان ربی الاعلیٰ﴾ یعنی میرا رب پاک ہے بلند ذات والا اور آپ ﷺ کا سجدہ بھی قیام کے قریب تھا اور جریر کی روایت میں یہ بات زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے کہا ﴿سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد﴾ یعنی سنا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی اے ہمارے رب! تعریف تیرے ہی لئے۔''

قارئین کرام! رکوع میں "سبحان ربی العظیم" اور سجدہ "سبحان ربی الاعلیٰ" کہنا صحیح مسلم کی مندجہ بالا روایت کے علاوہ درج ذیل روایات میں بھی آیا ہے

(الف) ﴿عن عقبہ بن عامرؓ قال لما نزلت فسبح باسم ربک العظیم قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اجعلوھا فی رکوعکم فلما نزلت سبح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسم ربک الاعلیٰ قال اجعلوھا فی سجودکم.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۳۰۲ ''مایقول الرجل فی رکوعه وسجوده'' حدیث نمبر ۸۶۰)

یہ روایت ضعیف ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ''ضعیف سنن ابوداؤد'' از علامہ ناصر الدین البانیؒ

ترجمہ: ''عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری ﴿فسبح باسم ربک العظیم﴾ یعنی ﴿سبحان ربی العظیم﴾ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو رکوع میں کہا کرو۔ جب یہ آیت اتری ﴿سبح اسم ربک الاعلیٰ یعنی سبحان ربی الاعلیٰ﴾ کہہ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو سجدے میں کہا کرو۔''

سنن ابوداؤد ہی کی دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

﴿عن عقبہ بن عامر بمعناه زاد فکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا رکع قال سبحان ربی العظیم وبحمده ثلاثا واذا سجد قال سبحان ربی الاعلیٰ وبحمده ثلاثا قال ابو داؤد و هذه الزیادة نخافُ ان لاتکون محفوظةً.﴾ (ایضاً حدیث ۸۶۱)

ترجمہ: ''عقبہ بن عامرؓ سے ایسا ہی روایت ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تین بار ﴿سبحان ربی العظیم و بحمده﴾ کہتے اور جب سجدہ کرتے تین بار ﴿سبحان ربی الاعلیٰ وبحمده﴾ کہتے (امام) ابوداؤد نے کہا ہم کو خوف ہے کہ "وبحمده کی زیادت محفوظ نہ ہو۔'' (یعنی یہ الفاظ حدیث کے نہ ہوں)

(ب) ﴿عن حذیفة انه صلی مع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فکان یقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم وفی سجوده سبحان ربی الاعلیٰ وما اتی علی ایته رحمته الا وقف وسال واما اتی علی ایته عذاب الا وقف و تعوذ.﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبر 1 باب ''ماجاء فی التسبیح فی الرکوع والسجود''

ترجمہ: ''روایت ہے حذیفہ سے کہ انھوں نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سو کہتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے رکوع میں ﴿سبحان ربی العظیم﴾ اور سجدے میں ﴿سبحان ربی الاعلیٰ﴾ اور جب آتے آیت رحمت پر تو ٹھہرتے اور سوال کرتے اور جب آئے آیت عذاب پر تو ٹھہرتے اور پناہ مانگتے۔''

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوعیسیٰؒ یعنی امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اس باب میں سیدنا ابن مسعودؓ کی ایک روایت بھی آئی ہے جس کی اسناد متصل نہیں ہے اس لئے کہ عوف بن عبداللہ بن عتبہ نے نہیں ملاقات کی ابن مسعودؓ سے اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿ عن ابن مسعودؓ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا رکع احدکم فقال فی رکوعہٖ سبحان ربی العظیم ثلث مراتٍ فقدتم رکوعہٗ وذٰلک ادناہ واذا سجد فقال فی سجودہ سبحان ربی الاعلٰی ثلث مراتٍ فقد تم سجودہٖ ذٰلک ادناہ ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب رکوع کرے کوئی تم میں کا تو کہے رکوع میں ﴿سبحان ربی العظیم﴾ تین بار سو تمام ہو گیا رکوع اس کا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور جب سجدہ کرے اور کہا سجدے میں ﴿سبحان ربی الاعلٰی﴾ تین مرتبہ تو تمام ہو گیا سجدہ اس کا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے۔''

ابن مسعودؓ کی یہ روایت ابوداؤد میں اس طرح ہے۔

﴿عن عون بن عبد اللّٰہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رکع احدکم فلیقل ثلاث مراتٍ سبحان ربی العظیم وذٰلک ادناہ فاذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلٰی ثلاثا وذلک ادناہ قال ابو داؤد ھذا مرسلٌ عون لم یدرک عبد اللّٰہ.﴾

(ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' حدیث نمبر ۸۷۷ باب نمبر ۳۰۵ ''مقدار الرکوع والسجود'')

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو چاہئے کہ سبحان ربی العظیم تین بار کہے یہ ادنیٰ اس کا ہے اور جب سجدہ کرے تو ﴿سبحان ربی الاعلٰی﴾ تین بار کہے اور یہ ادنیٰ اس کا ہے ابوداؤد فرماتے تھے یہ حدیث عون کی مرسل ہے کیونکہ انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ کو نہیں پایا۔''

۴۔ ﴿ عن عائشۃؓ قالت فقدت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیلۃ من الفراش فالتمستہٗ فوقعت یدی علی بطن قدمہٖ وھو فی المسجد وھما من منصوبتان وھو یقول اللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ''مایقول فی الرکوع والسجود'')

ترجمہ: ''عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات بچھونے پر رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا میں نے ڈھونڈا تو میرا ہاتھ آپ کے تلوے پر پڑا۔ آپ سجدہ میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے اور فرماتے تھے ''اللّٰھم انی اعوذ برضاک'' آخر تک یعنی اے اللہ میرے میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا مندی کی تیرے غصہ سے اور تیری بخشش کی تیرے عذاب سے اور میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں مجھے تیری تعریف کرنے کی طاقت نہیں تو ایسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی۔''

سنن نسائی میں بھی یہ دعا قدر مختلف الفاظ سے منقول ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔
(سنن نسائی مترجم کی جلد نمبر 1 ''کتاب الافتتاح'' باب نمبر ۶۹۴ ''نوح آخر'' حدیث ۱۱۳۳)

سنن ابوداؤد میں یہ دعا ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے (سنن نسائی میں بھی مندرجہ بالا حوالہ کے تحت بالکل انہیں الفاظ کے ساتھ یہ دعا آئی ہے۔)

﴿عن ابی ھریرۃ عن عائشۃؓ قالت فقدت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فلمست المسجد فاذا ھو ساجد وقدماہُ منصوبتان وھو یقول اُعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۳۰۲ ''الدعاء فی الرکوع والسجود'' حدیث نمبر ۸۷۰)

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات کو رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا۔ مسجد میں ڈھونڈا تو آپ ﷺ سجدے میں تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے اعوذ برضاك من سخطك آخر تک یعنی یا اللہ پناہ مانگتا ہوں تیرے غصے سے تیری رضا مندی کی اور پناہ مانگتا ہوں تیرے عذاب سے تیرے عفو کی پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے تیری میں تیری تعریف کر نہیں سکتا تو ایسا ہے جیسا تو نے آپ اپنی تعریف کی''

۵. ﴿عن علی بن ابی طالب عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كان اذا قام الى الصلوة قال انى وجهت وجهى للذى فطر السموٰت والارض ...واذا سجد قال اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِىْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ثم يكون من اٰخر الخ.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد 2 ''کتاب صلوٰۃ المسافرین'' باب ''صلوة النبى صلى الله عليه وسلم ودعآئه بالليل'')

ترجمہ: ''علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو فرماتے ﴿انى وجهت وجهى للذى فطر السموٰت والارض﴾ ۔۔۔اور جب سجدہ کرتے تو اللهم سے لے کر خالقين تک کہتے ۔یعنی اے اللہ میں نے تیرے لئے ہی سجدہ کیا اور تو تجھ پر یقین لایا اور میں تیرا فرنبردار ہوں میرے منہ نے اس کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے بنایا ہے اور تصویر کھینچی ہے اور اس کے کان اور آنکھوں کو چیرا بڑی برکت والا ہے سب بنانے والوں سے اچھا پھر آخر میں (آخر تک)''

۲۳۔رکوع میں ''سبحان ربی العظیم'' اور سجدے میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کو صرف ترجیح کیوں؟

قارئین کرام! یوں تو رکوع اور سجدے میں، بہت ساری دعائیں منقول ہوئی ہیں جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں اور جن میں سے کوئی دعا بھی رکوع اور سجدے کے لئے اختیار کی جاسکتی ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے رکوع کے لئے ﴿سبحان ربی العظیم﴾ اور سجدے کے لئے ﴿سبحان ربی الاعلیٰ﴾ کو پڑھنے پر دوسری دعاؤں سے ترجیح دی ہے ان کا یہ کہنا ہے کہ اس طرح قرآن پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ "حصن حصین" کے ایک حنفی مقلد مترجم محمد عاشق الٰہی بلند شہری صاحب ص نمبر 274 کے حاشیے میں اس بارے میں لکھتے ہیں کہ ''سجدہ میں پڑھنے کے لئے بہت سے اذکار وارد ہوئے ہیں ان میں سے جس کسی کو بھی پڑھ لے درست ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ رکوع میں ﴿سبحان ربی العظیم﴾ اور سجدے میں ﴿سبحان ربی الاعلیٰ﴾ پڑھے۔ کیونکہ اس پر عمل کرنے سے حکم قرآنی پر عمل ہو جاتا ہے۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ﴿سبح باسم ربک العظیم﴾ نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے رکوع میں کرلو۔ پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ﴿سبح اسم ربک الاعلیٰ﴾ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے سجدہ میں کر لو (ابوداؤد) حضرات حنفیہ کا اسی پر عمل ہے۔"

ایک جواب اس کا یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ ہم اس سے قبل سجدہ میں پڑھی جانے والی دعا نمبر ۳ (الف) میں بیان کر آئے ہیں۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ صحیح حدیث میں یہ بھی آتا ہے۔

﴿عن عائشة رضی اللّٰه عنه قالت کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یکثر ان یقول فی رکوعهٖ وسجوده سبحانک اللّٰهم ربنا وبحمدک اللّٰهم اغفرلی یتاول القران﴾

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں رکوع میں پڑھی جانے والی پہلی دعا)

ترجمہ: "عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں اکثر یہ فرماتے تھے "سبحانک اللّٰهم ربنا وبحمدک اللّٰهم اغفرلی" قرآن پر عمل کرتے تھے۔"

کیونکہ قرآن مجید میں آتا ہے ﴿فسبح بحمد ربک واستغفره﴾ لہٰذا آپ ﷺ اس کے موافق تسبیح اور استغفار بہت زیادہ کرتے تھے۔ لہٰذا اگر قرآن مجید پر عمل کرنا ہی مقصود ہے۔ تو پھر ﴿سبحانک اللّٰهم ربنا وبحمدک اللّٰهم اغفرلی﴾ کو بھی رکوع اور سجدے میں پڑھنا چاہئے تاکہ قرآن مجید کی آیت ﴿فسبح بحمد ربک واستغفره﴾ پر عمل بھی ہو جائے۔ جب کہ حنفی مقلدین میں سے اکثریت رکوع میں ﴿سبحان ربی العظیم﴾ اور سجدے میں ﴿سبحان ربی الاعلیٰ﴾' ہی پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ الیاس صاحب حنفی مقلد نے بھی اپنی کتاب میں رکوع اور سجدے کے لئے ان ہی دو دعاؤں کا ذکر کیا ہے۔ جب کہ کتاب وسنت کے حاملین کا عمل یہ ہے کہ وہ رکوع اور سجدے میں ﴿سبحان ربی العظیم﴾ اور ﴿سبحان ربی الاعلیٰ﴾ بھی پڑھتے ہیں اور رکوع اور سجدے میں ﴿سبحانک اللّٰهم ربنا وبحمدک اللّٰهم اغفرلی﴾ بھی پڑھتے ہیں۔ تاکہ قرآن مجید کی سبھی آیات پر عمل ہو جائے اور اسی طرح ان دوسری دعاؤں کے پڑھنے کے قائل اور فاعل ہیں جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں تاکہ قرآن وحدیث کی تمام تعلیمات پر عمل ہو سکے اللہ قبول فرمائے (آمین) اور دوسرا جواب یہ کہ البانیؒ نے عقبہ بن عامرؓ کی اس روایت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیف کہا ہے "ضعیف سنن ابوداؤد"

۲۴۔ رکوع اور سجدے میں دعا کتنی بار پڑھی جائے

قارئین کرام! بعض احباب سوال کرتے ہیں کہ رکوع یا سجدے میں جو تسبیح پڑھی جائے یا جو دعا مانگی جائے تو وہ کتنی بار پڑھی جائے۔ جو معروف بات ہے وہ یہ ہے کہ رکوع اور سجدے میں کم از کم تین بار تسبیح پڑھی جائے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿عن عقبه بن عامر بمعناه زاد فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا ركع قال سبحان ربى العظيم وبحمده ثلاثا واذا سجد قال سبحان ربى الاعلىٰ و بحمده ثلاثا قال ابو داؤد و هذهِ الزيادة ان لا تكون محفوظة.﴾

(سنن ابی داؤد مترجم جلد 1 "کتاب الصلوٰۃ" باب۳۰۲ "مايقول الرجل فى ركوعه و سجوده" حديث ۸۶۱)

ترجمہ: "عقبہ بن عامرؓ سے ایسا ہی روایت ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تین بار ﴿سبحان ربى العظيم و بحمده﴾ کہتے اور جب سجدہ کرتے تین بار ﴿سبحان ربى الاعلىٰ وبحمده﴾ کہتے۔ ابوداؤد نے کہا کہ ہم کو خوف ہے کہ "وبحمده" کی زیادت محفوظ نہ ہو" (یعنی یہ الفاظ حدیث کے نہ ہوں)

اور اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے۔

﴿عن ابن مسعودؓ ان النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا ركع احدكم فقال فى ركوعه سبحان ربى العظيم ثلث مرات فقد تم ركوعه و ذٰلك ادناه واذا سجد فقال فى سجوده سبحان ربى الاعلىٰ ثلث مرات فقد تم سجوده و ذٰلك ادناه.﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبر 1 باب "ماجاء فى التسبيح فى ركوعه و سجوده")

ترجمہ: "روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب رکوع کرے کوئی تم میں کا تو کہے ﴿سبحان ربى العظيم﴾ تین بار سو تمام ہو گیا۔ رکوع اس کا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور جب سجدہ کرے اور کہا ﴿سبحان ربى الاعلىٰ﴾ تین مرتبہ تو تمام ہو گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ اس کا اور یہ ادنی درجہ ہے (البانی نے مذکورہ دونوں روایتوں کو "ضعیف ابی داوٗد" اور ضعیف ترمذی" میں نقل کیا ہے۔)

اس روایت کی اسناد متصل نہیں ہے اس لئے کہ عوف بن عبداللہ بن عتبہ نے نہیں ملاقات کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور یہ روایت سنن ابوداوٗد میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

﴿حدثنا عبد الملک بن مروان الاھوازی نا ابو عامر و ابو داؤد عن ابن ابی ذئب عن اسحق بن یزید الھذلی عن عون بن عبد اللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رکع احدکم فلیقل ثلاث مراتٍ سبحان ربی العظیم و ذلک ادناہ فاذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلیٰ ثلاثا و ذلک ادناہ قال ابو داؤد ھذا مرسل عونٌ لم یدرک عبد اللہ.﴾

(سنن ابوداوٗد مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوۃ" باب نمبر ۳۰۵ "مقدار الرکوع والسجود" حدیث نمبر ۸۷۷)

ترجمہ: "عون بن عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو چاہئے کہ سبحان ربی العظیم تین بار کہے یہ ادنی ہے اس کا اور جب سجدہ کرے تو چاہئے کہ سبحان ربی الاعلیٰ تین بار کہے اور یہ ادنی اس کا ہے ابوداوٗد فرماتے ہیں یہ حدیث عون کی مرسل ہے کیونکہ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔"

نوٹ: "قارئین کرام! جامع ترمذی کے باب "ماء جا فی التسبیح فی رکوعه و سجوده" کے حوالے سے جو ابن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے اور پھر اس کے بعد جو یہ لکھا ہے کہ اس روایت کی اسناد متصل نہیں کیونکہ "عوف بن عبد اللہ بن عتبه" کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔ یہ عبارت میں نے جامع ترمذی مترجم (اردو) کے مندرجہ بالا باب کی مندرجہ بالا حدیث کے بعد "ف" کے تحت مترجم کی لکھی گئی عبارت سے نقل کی ہے۔ جب کہ میں نے جب ابن مسعودؓ کی یہ حدیث ابوداوٗد کے حوالے سے اس کے بعد پڑھی (اور نقل کی) تو اس کی عربی عبارت میں الفاظ "عوف بن عبد اللہ بن عتبه" کی بجائے۔ "عون بن عبد اللہ" تھا اسی طرح جب میں نے جامع ترمذی عربی ایڈیشن کو دیکھا تو وہاں ابن مسعودؓ کی اس روایت کی سند اس طرح بیان تھی۔

﴿حدثنا علی بن حجر انا عیسیٰ بن یونس عن ابن ابی ذئب عن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسحٰق بن یزید الھذلی عن عون بن عبد اللّٰہ بن عتبتہ عن ابن مسعودؓ ان النبی ﷺ ... قال ابو عیسٰی حدیث ابن مسعود لیس اسنادہ بمتصل عون بن عبداللہ بن عتبتہ لم یلق ابن مسعودؓ ﴾

(ترمذی عربی ''ابواب الصلوٰۃ'' ما جاء فی التسبیح فی رکوعہ و سجودہ'')

لٰہذا قارئین لفظ ''عوف'' کی جگہ ''عون'' ہی پڑھیں'' واللہ اعلم''۔)

سیدنا عقبہ بن عامرؓ اور سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی مندرجہ بالا روایات سے پتہ چلتا ہے کہ رکوع اور سجدہ کی تسبیحات کم از کم تین بار پڑھی جائیں اگر چہ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کی سند متصل نہیں ہے عقبہ بن عامرؓ کی روایت کے الفاظ ''وبحمدہ'' کے بارے میں امام ابوداوٗدؒ نے فرمایا ہے کہ (البتہ البانی نے اس کو ''ضعیف ابوداوٗد'' میں ضعیف بھی نقل کیا ہے واللہ اعلم ﴿ قال ابو داؤد ھذہٖ الزیادۃ ان لا محفوظۃ﴾

(سنن ابوداوٗد مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۳۰۲ ''مایقول الرجل فی رکوعہٖ و سجودہٖ'' حدیث نمبر ۸۶۰)

ترجمہ: ''ابوداوٗد نے کہا کہ ہم کو خوف ہے کہ ''وبحمدہ'' کی زیادت محفوظ نہیں ہوگی''

جب کہ علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اپنی کتاب ''صفۃ صلوۃ النبی'' میں اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ لٰہذا ان روایات سے سجدہ کی تسبیح کم از کم تین بار کہنا ثابت ہوتا ہے واللہ اعلم (حاشیہ حدیث حذیفہ رواہ دارقطنی بمع التعلیق المغنی علی الدار قطنی عربی از محمد شمس حق عظیم آبادی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔)

قارئین کرام! جب کہ دوسری طرف ایسی روایات بھی آئی ہیں کہ جن کے ساتھ یہ نہیں آتا ہے کہ رکوع اور سجدہ کی تسبیح کتنی بار پڑھی جائے۔ صحیحین کی درج ذیل تسبیح کے ساتھ ''یکثر'' کے الفاظ ہیں جس کے معنی اکثر نے یہی کئے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا رکوع اور سجدے میں اکثر (یعنی کئی بار پڑھتے تھے) پڑھتے تھے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿ عن عائشۃؓ قالت کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یکثرُ ان یقول فی رکوعہٖ و سجودہٖ سبحٰنک اللّٰھم ربنا وبحمدک اللّٰھم اغفرلی یتاول القراٰن۔﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۵۲۹ ''التسبیح والدعافی سجود'' حدیث نمبر ۷۷۹)

ترجمہ: ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا نبی ﷺ اکثر رکوع اور سجدے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہا کرتے تھے۔ "سبحنک اللّٰھم ربنا وبحمدک اللّٰھم اغفرلی"
آپ ﷺ قرآن میں جو حکم اترا اس پر عمل کرتے تھے۔"

اس روایت میں تو یہ ہے کہ آپ ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے لہٰذا علماء نے عقبہ بن عامرؓ وغیرہ کی حدیث سے یہ اخذ کیا ہے کہ رکوع اور سجدے میں جو دعا بھی اختیار کی جائے وہ کم از کم تین بار پڑھی جائے۔ یہ مستحب ہے اور اسی طرح ان دعاؤں کے متعلق جو رکوع اور سجدے میں اختیار کی جاتی ہیں لیکن ان کے ساتھ گنتی کا ذکر نہیں ہے کہ کتنی بار پڑھی جائے لہٰذا ان روایات کا حکم بھی عقبہ بن عامرؓ وغیرہ کی روایات کے مطابق لگایا جاتا ہے کہ کیونکہ اس روایت میں کم از کم تین بار پڑھنے کا ذکر ملتا ہے۔ لہٰذا رکوع اور سجدے میں جو دعا یا تسبیح بھی پڑھی جائے وہ کم از کم تین بار پڑھی جائے واللہ اعلم۔

قارئین کرام! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اور یہ سوال بعض لوگ پوچھتے بھی ہیں کہ کیا رکوع اور سجدے کے لئے زیادہ سے زیادہ تسبیحات کا تعین بھی ہے یعنی کہ کوئی شخص رکوع اور سجدے میں ایک تسبیح زیادہ سے زیادہ کتنی بار پڑھ سکتا ہے۔ اس بارے میں گذارش یہ ہے کہ میرے مطالعہ میں ایسی کوئی صحیح یا حسن حدیث نہیں آئی جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ رکوع اور سجدہ کی تسبیح زیادہ سے زیادہ کتنی بار پڑھی جا سکتی ہے واللہ اعلم۔

البتہ امام کو افراط و تفریط سے بچتے ہوئے رکوع اور سجدے کی تسبیحات پڑھنا چاہیے جب کہ منفرد کے لیے (یعنی جب کوئی شخص اکیلا ہی نماز پڑھ رہا ہو) اس بات کی اجازت ہے کہ وہ جتنا مرضی رکوع اور سجدہ لمبا کرے۔ یعنی وہ رکوع اور سجدے میں جتنی بار مرضی تسبیح پڑھ سکتا ہے چنانچہ یہ بات صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

﴿ عن حذيفةؓ قال صليت مع النبی صلی اللہ علیه وسلم ذات ليلة ....ثم ركع فجعل يقول سبحان ربی العظيم فكان ركوعه نحواً من قيامه ثم قال سمع الله لمن حمده ثم قام طويلاً قريباً مما ركع ثم سجد فقال سبحان ربی الاعلیٰ فكان سجوده قريباً من قيامه الخ. ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 1 "کتاب صلوٰۃ المسافرین" باب استحباب تطويل القراءة فی صلوٰة الليل)

ترجمہ: "حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی۔۔۔پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور کہتے ﴿سبحان ربی العظیم﴾ آپ ﷺ کا رکوع بھی قیام کے برابر تھا پھر کہا ﴿سمع اللہ لمن حمدہ﴾ پھر دیر تک کھڑے رہے رکوع کے قریب (یعنی جتنا رکوع میں ٹھہرے تھے) پھر سجدہ کیا پھر کہا ﴿سبحان ربی الاعلیٰ﴾ اور آپ کا سجدہ بھی قیام کے قریب تھا الخ''

نوٹ: ''مندرجہ بالا حدیث مکمل عربی متن کے ساتھ سجدے میں پڑھی جانے والی تیسری دعا کے بیان میں ترجمے کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہے۔

درج بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے اس نماز کے رکوع میں ﴿سبحان ربی العظیم﴾ اور سجدے میں ﴿سبحان ربی الاعلیٰ﴾ پڑھا۔ اس نماز میں آپ کا رکوع اور سجدہ اس نماز کے قیام کے برابر تھا اور اس حدیث کے مطابق آپ کا ایک رکعت کا قیام سورۃ بقرہ' سورہ نساء اور سورہ ال عمران پر مشتمل تھا۔ لہٰذا آپ اندازہ کریں کہ آپ ﷺ نے اس نماز کے رکوع اور سجدے (جو اس نماز کے قیام کے برابر تھے اور اس نماز کی ایک رکعت کا قیام سورۃ بقرہ' سورۃ النساء اور سورۃ ال عمران پر مشتمل تھا) میں آپ ﷺ نے رکوع اور سجدے کی مندرجہ بالا تسبیحات کتنی بار پڑھی ہوں گی لہٰذا اکیلے نمازی کے لئے اجازت ہے کہ وہ رکوع اور سجدہ جتنا جی چاہئے لمبا کرے واللہ اعلم۔

﴿عن حذیفة انه انتهٰی الی النبی صلی الله علیه وسلم ... ثم رکع فکان رکوعه نحواً من قیامه فقال فی رکوعه سبحان ربی العظیم سبحان ربی العظیم... وکان یقول فی سجوده سبحان ربی الاعلی سبحان ربی علیٰ الخ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ۱ ''کتاب الافتتاح'' باب نمبر ۷۰۹۔ باب ''الدعا بین السجدتین'' حدیث نمبر ۱۱۴۸)۔

ترجمہ: ''حذیفہؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے بعد اس کے رکوع کیا تو رکوع میں اتنی دیر تک کھڑے رہے اور سبحان ربی العظیم سبحان ربی العظیم کہا۔۔۔ اور سجدے میں کہا۔ سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ آخر تک۔''

حذیفہؓ کی مسلم کی روایت میں گنتی کا ذکر نہیں جب کہ اس روایت میں دو بار تسبیحات کہنے کا ذکر ہے لیکن مسلم کی روایت زیادہ واضح ہے کیونکہ طویل قیام کا ذکر ہے۔

قارئین کرام! رکوع اور سجدے کی تسبیحات کے متعلق ایک اور سوال جو عام طور پر کیا جاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ یہ ہے کہ کیا رکوع اور سجدے کی تسبیحات کو طاق رکھنا چاہئے یا کہ جفت بھی رکھ سکتے ہیں تو اس کے دو جواب ہیں۔

(الف) پہلا جواب تو اوپر بیان کی گئی حذیفہؓ کی روایت سے مل جاتا ہے کہ رکوع اور سجدہ کی تسبیحات کو طاق رکھنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ کہیں بھی ذکر نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ان تسبیحات کو طاق ہی رکھا تھا اگر چہ یہ بھی ذکر نہیں ہے کہ یہ تسبیحات جفت تھیں لیکن ظاہراً تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اتنے لمبے رکوع اور اتنے لمبے سجدہ میں گنتی کو یاد رکھنا بہت ہی مشکل ہے اور اسی طرح اس گنتی کو طاق رکھنا بھی مشکل ہے۔ اور اوپر نسائی کی روایت میں بھی دو بار (یعنی جفت) رکوع اور سجدے کی تسبیح پڑھنا ذکر ہوا ہے۔ (واللہ اعلم)

(ب) دوسرا جواب اس سوال کا سنن ابوداؤد کی درج ذیل روایت سے مل جاتا ہے۔

﴿حدثنا احمد بن صالح و ابن رافع قالانا عبد اللّٰه بن ابراهيم بن عمر بن كيسان حدثني ابى عن وهب بن مانوس قال سمعت سعيد بن جبير يقول سمعت انس بن مالكؓ يقول ما صليت وراء احد بعد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اشبه صلوٰة برسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من هذا الفتى يعني عمر بن عبد العزيزؒ قال فحزر نافي ركوعه عشر تسبيحاتٍ وفي سجوده عشر تسبيحاتٍ قال ابو داؤد احمد بن صالح قلت له مانوس اومابوسُ فقال اما عبدا الرزاق فيقول مابوسُ واما حفظي فمانوس وهذا لفظ ابن رافع قال احمد عن سعيد بن جبير عن انس بن مالكؓ﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۳۰۵ ''مقدار الركوع والسجود'' حدیث نمبر ۸۷۹) البتہ ضعیف کہا اس کو البانی نے ملاحظہ فرمائیں ''ضعیف سنن ابوداؤد''

ترجمہ: ''احمد بن صالح اور ابن رافع' عبداللہ ابراہیم بن عمر بن کیسان' ان کے والد' وہب بن مانوس سعید بن جبیر انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے کسی جوان کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہ ہو زیادہ عمر بن عبد العزیزؒ سے انہوں نے کہا ہم نے رکوع کا ان کا اندازہ کیا دس تسبیحوں کا اور سجدے کا دس تسبیحوں کا ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ احمد بن صالح نے عبداللہ سے پوچھا کہ مابوس یا مانوس' انہوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا کہ عبدالرزاق تو مابوس کہتے تھے۔ لیکن مجھے مانوس یاد ہے اور یہ ابن رافع کے الفاظ ہیں۔ احمد نے کہا سعید بن جبیر' انس بن مالکؓ سے"

مندرجہ بالا روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ

(i) رکوع اور سجدے کی تسبیحات کو کم از کم تین بار پڑھنا مستحب ہے۔

(ii) رکوع اور سجدے کی تسبیحات کے لئے زیادہ سے زیادہ کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔

(iii) رکوع اور سجدے کی تسبیحات کی جفت تعداد میں بھی پڑھا جا سکتا ہے ان تسبیحات کی تعداد کو طاق رکھنا ضروری نہیں ہے (واللہ اعلم)۔

۲۵۔ سجدہ میں اگر کچھ بھی نہ پڑھا جائے تو کیا سجدہ ہو جائے گا؟

قارئین کرام! سنن نسائی میں امام ابوعبدالرحمان نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "باب الرخصة في ترك الذكر في السجود" (سجدہ میں اگر کچھ نہ کہے تو بھی سجدہ درست ہو جائے گا) کے تحت درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔

﴿اخبرنا محمد بن عبد اللّٰه بن يزيد المقرى ابو يحيٰى بمكة وهو بصرى قال حدثنا ابى قال حدثنا همام قال حدثنا اسحٰق بن عبد اللّٰه بن ابى طلحة ان على بن يحيٰى بن خلاد ابن مالك ابن رافع بن مالك حدثه عن ابيه عن عمه رفاعة بن رافع قال بينما رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جالس ونحن حوله اذا دخل رجلٌ فاتى القلبة فصلى فلما قضٰى صلاته جآء فسلم على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وعلى القوم فقال له رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذهب فصل فانك لم تصل فذهب فصلى فجعل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يرمق صلاتهٗ ولا يدرى مايعيب منها فلما قضٰى صلاته جآء فسلم على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وعلى القوم فقال له رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وعليك اذهب فصل فانك لم تصل فاعادها مرتين او ثلاثا فقال الرجل يا رسول اللّٰه ماعبت من صلاتى فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم انها لم تتم صلاة احدكم حتى يسبغ الوضوء كما امره اللّٰه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزوجل فيغسل وجهه و يديه الى المرفقين و يمسح برأسه ورجليه الى الكعبين ثم يكبر آ الله عزوجل و يحمده و يمجده قال همام و سمعته يقول ويحمد الله و يمجده و يكبره قال فكلا هما قد سمعته يقول قال ويقرأ ما تيسر من القرآن مما علمه الله واذن له فيه ثم يكبر ويركع حتى تطمئن مفاصله و تسترخي ثم يقول سمع الله لمن حمده ثم يستوى قائماً حتى يقيم صلبه ثم يكبر ويسجد حتى يمكن وجهه وقد سمعته يقول جبهته حتى تطمئن مفاصله و تسترخي ثم يكبر فيرفع حتى يستوى قاعدا على مقعدته ويقم صلبه ثم يكبر فيسجد حتى يمكن وجهه و يسترخي فاذا لم يفعل هكذا لم تتم صلاته.

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الافتتاح" باب "الرخصة فی ترک الذکر فی السجود" حدیث نمبر ۱۱۳۹) حدیث صحیح ہے ملاحظہ ہو صحیح سنن نسائی از علامہ البانی مذکورہ باب میں۔)

ترجمہ: ''رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک بار ایسا ہوا رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے اور ہم آپ ﷺ کے آس پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور قبلے کے پاس جا کر نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھ چکا تو آیا اور آپ ﷺ کو اور سب کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وعلیک جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی وہ پھر نماز پڑھنے گیا آپ اس کی نماز کو دیکھ رہے تھے لیکن اس کو معلوم نہ تھا کہ اس کی نماز میں کیا عیب ہے جب وہ نماز پڑھ چکا تو آیا۔ اور آپ کو اور سب لوگوں کو سلام کیا آپ نے فرمایا وعلیک جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اسی طرح اس نے دو یا تین مرتبہ نماز پڑھی۔ آخر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری نماز میں تو کوئی عیب میں نہیں سمجھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک وضو پورا نہ کرے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا یعنی منہ دھووے اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرے سر پر اور دونوں پاؤں دھووے۔ دونوں ٹخنوں تک پھر اللہ جل جلالہ کی بڑائی کرے (یعنی تکبیر تحریمہ کہے) اور اس کی تعریف کرے اور بزرگی بیان کرے (ثنا پڑھے) پھر جو آسان ہو اتنا قرآن پڑھے اس میں سے جتنا اللہ نے اسے سکھایا ہے اور حکم دیا پھر تکبیر کہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رکوع کرے۔ یہاں تک کہ اس کے سب جوڑ اپنی جگہ پر آ جاویں اور ڈھیلے ہو جائیں پھر سمع الله لمن حمده کہے۔ پھر سیدھا کھڑا ہو۔ یہاں تک کہ اس کی پیٹھ برابر ہو جاوے پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے۔ یہاں تک کہ اس کا منہ جم جاوے اور ڈھیلا ہو جاوے۔ اگر ایسا نہ کرے گا تو اس کی نماز پوری نہ ہوگی۔"

اس حدیث میں نماز کے سبھی امور اور اذکار بیان نہیں ہوئے۔ یہ حدیث مختصر ہے اس حدیث کی تفصیل دوسری صحیح احادیث بیان کرتی ہیں۔ احادیث میں رکوع اور سجدے کی تسبیحات بیان ہو چکی ہیں۔ جو رکوع اور سجدہ میں پڑھنی ہوں گی۔

۲۶۔ کیا رکوع اور سجدہ میں ایک سے زیادہ دعا پڑھی جا سکتی ہے؟

علامہ البانیؒ کی کتاب "صفة صلوة النبی ﷺ" مترجم میں ہے۔ "کیا رکوع (اور سجدہ) میں ان تمام اذکار کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ علامہ ابن قیم متردد ہیں کوئی فیصلہ نہیں کر پائے۔ البتہ امام نووی تمام اذکار کو جمع کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ نواب صدیق حسن خاں "نزل الابرار" صفحہ ۸۴ پر لکھتے ہیں کہ ان تمام اذکار کو جمع کرنے کی کوئی دلیل نظر نہیں آتی۔ رسول اللہ ﷺ سے بھی ایسا کرنا ثابت نہیں۔ بلکہ ان اذکار میں سے کوئی ایک پڑھتے تھے۔ پس کسی بدعت کے ارتکاب سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ سنت کا اتباع کیا جائے۔"

(بحوالہ صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ مترجم ص ۱۳۴۔۱۳۵)

۲۷۔ سجدہ اطمینان سے کرنا فرض ہے

﴿عن ابی هريرةؓ ان النبی صلی الله عليه وسلم ....ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً الخ﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۱۲ "امر النبی صلی الله عليه وسلم الذی لايتم ركوعهٗ بالاعادة" حدیث نمبر ۷۵۶)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ۔ پھر اطمینان سے ٹھہر کر سجدہ کیا۔ الخ"

نوٹ: یہ حدیث مکمل ترجمہ کے ساتھ رکوع کے بیان میں گذر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸۔سجدہ میں کتنی دیر تک رہنا چاہیے

﴿عن البرآء قال کان رکوع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و سجودہ و بین السجدتین واذا رفع من الرکوع ما خلا القیام والقعود قریباً من السوآء.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الاذان'' باب نمبر 511 ''حدا تمام الرکوع ولاعتدال فیہ والاطمانینۃ'' حدیث نمبر ۷۵۵)

ترجمہ: ''براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا اور رکوع کے بعد قومہ یہ سب قریب برابر تھے۔ سوا قیام اور تشہد کے۔''

ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے۔

﴿عن السعدی عن ابیہ او عمہ قال رمقت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی صلوٰتہٖ فکان یتمکن فی رکوعہٖ و سجودہٖ قدرما یقول سبحان اللّٰہ و بحمدہ ثلا ثا.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۳۰۵ ''مقدار الرکوع والسجود'' حدیث نمبر ۸۷۶)

ترجمہ: ''سعدی سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ یا چچا سے سنا (اس کے باپ کا نام معلوم نہیں ہوا نہ سعدی کا نام معلوم ہوا) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ رکوع اور سجدے میں اتنا ٹھہرتے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ و بحمدہ کہا جاوے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے

﴿عن وھب بن مانوس قال سمعت سعید بن جبیر یقول سمعت انس بن مالک یقول ما صلیت وراء احد بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اشبہ صلوٰۃ برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ھذا الفتی یعنی عمر بن عبدالعزیز قال فحزرنا فی رکوعہٖ عشر تسبیحات وفی سجودۃ عشر تسبیحات الخ.﴾ (ایضاً حدیث ۸۷۹)

ترجمہ: ''وھب بن مانوس سعید بن جبیرؒ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے کسی جوان کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہو زیادہ عمر بن عبد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العزیزؒ سے انہوں نے کہا ہم نے رکوع کا ان کا اندازہ کیا دس تسبیحوں کا اور سجدے کا دس تسبیحوں کا الخ''

نوٹ: یہ روایت سجدے کے بیان کہ ''رکوع اور سجدے میں دعا کتنی بار پڑھی جائے'' کے بیان میں اس سے پہلے بھی بیان ہو چکی ہے البتہ البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

۲۹۔ جو شخص سجدہ مکمل نہ کرے وہ دوبارہ نماز پڑھے

﴿عن ابی هريرةؓ ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلی ثم جآء فسلم علی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فرد علی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم السلام فقال ارجع فصل فانك لم تصل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فقال ارجع فصل فانك لم تصل ثلاثا فقال والذی بعثك بالحق ما احسن غيره فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوٰة فكبر ثم اقرا ماتيسر معك من القران ثم اركع حتی تطمئن راكعا ثم ارفع حتی تعتدل قائماً ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم ارفع حتی تطمئن جالساً ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم افعل ذلك فی صلوٰتك كلها.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الاذان'' باب نمبر ۵۱۲ ''امر النبی صلی اللّٰه عليه وسلم الذی لايتم ركوعه بالاعادة'' حدیث نمبر ۷۵۶)

ترجمہ: ''سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اتنے میں ایک شخص آیا (خلاد بن رافع) اس نے نماز پڑھی پھر آ کر نبی ﷺ کو آ کر سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا پھر جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گیا اور (پھر) نماز پڑھی پھر نبی ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی تین بار یہی ہوا۔ آخر وہ کہنے لگا قسم اس کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مجھے سکھایئے تو بھی آپ نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو۔ تو تکبیر کہہ پھر جو کچھ قرآن سے تجھ کو یاد ہو اور آسانی کے ساتھ پڑھ سکے وہ پڑھ پھر اطمینان سے ٹھہر کر رکوع کر۔ پھر سر اٹھا یہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائے۔ پھر اطمینان سے ٹھہر کر سجدہ کر پھر سجدے سے سر اٹھا اور اطمینان سے بیٹھ پھر دوسرا سجدہ اطمینان سے ٹھہر کر ادا کر پھر اسی طرح ساری نماز پڑھ۔"

۳۰۔ جو شخص سجدہ مکمل نہ کرے اس کی نماز باطل ہے

﴿.....قال سمعت زید بن وهب قال رانی حذیفة رضی رجلا لایتم الرکوع والسجود وقال ما صلیت ولومت مت علی غیر الفطرة التی فطر الله محمد صلی الله علیه وسلم﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الاذان" باب نمبر ۵۰۹ "اذالم یتم الرکوع" حدیث نمبر ۷۵۴)

ترجمہ: "۔۔۔۔ کہا میں نے زید بن وھب سے سنا انہوں نے کہا حذیفہ بن یمان صحابی نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا وہ رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا۔ حذیفہؓ نے اس سے کہا تو نے نماز ہی نہیں پڑھی اور تو مرے گا تو اس طریق پر نہیں مرے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کیا تھا۔"

۳۱۔ جو شخص سجدہ مکمل نہ کرے وہ امت محمدیہ سے نہیں ہے

﴿...... قال سمعت زید بن وهب قال رانی حذیفة رضی رجلا لایتم الرکوع والسجود وقال ماصلت ولومت مت علی غیر الفطرة التی فطر الله محمد صلی الله علیه وسلم﴾ (ایضاً)

نوٹ: اس حدیث کا ترجمہ اوپر گذر چکا ہے۔

۳۲۔ سجدہ سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہا جائے

﴿حدثنا یحیٰی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب قال اخبرنی ابوبکر بن عبد الرحمن بن الحارث انه سمع ابو هریرة یقول کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قام الی الصلوٰة یکبر حین یقوم ثم یکبر حین یرکع ثم یقول سمع الله لمن حمده حین یرفع صلبه من الرکعة ثم یقول وهو قائم ربنا لک الحمد ثم یکبر حین یهوی ثم یکبر حین یرفع راسه ثم یکبر حین یسجد ثم یکبر حین یرفع راسه ثم یفعل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلک فی الصلوٰۃ کلھا حتی یقضیھا و یکبر حین یقوم عن الثنتین بعد الجلوس وقال عبد اللّٰہ بن صالح عن اللیث ولک الحمد.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبرا ''کتاب الاذان'' باب نمبر ۵۰۷ ''التکبیر اذا قام من السجود'' حدیث نمبر ۷۵۲)

ترجمہ: ''ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے بیان کیا انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے (تکبیر تحریمہ) پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر فرماتے سمع الله لمن حمدہٗ جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے پھر کھڑے ہی ربنا لك الحمد کہتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے جھکتے (سجدے کے لئے) پھر جب سر اٹھاتے (یعنی سجدے سے) اللہ اکبر کہتے۔ پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر ایسا ہی ساری نماز میں کرتے (ہر رکعت میں پانچ تکبیریں) نماز پوری ہونے تک اور جب دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ کے اٹھتے اس وقت بھی الله اکبر کہتے۔ عبداللہ بن صالح نے لیث سے اس حدیث میں یوں نقل کیا ربنا ولك الحمد (یعنی ربنا لک الحمد'' و'' کے ساتھ)''

۳۴۳۔ دونوں سجدوں کے درمیان کس طرح بیٹھا جائے

﴿عن عبد اللّٰہ وھو ابن عبد اللّٰہ بن عمرؓ عن ابیہ قال من سنۃ الصلاۃ ان تنصب القدم الیمنٰی و استقبالہ باصابعھا القبلۃ و الجلوس علی الیسریٰ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ۱ ''کتاب الافتتاح'' باب نمبر ۷۱۹ ''الاستقبال باطراف اصابع القدم القبلۃ عند القعود للتشھد'' حدیث نمبر ۱۱۶۱)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ نے کہا نماز کی سنت یہ ہے کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور انگلیاں قبلے کی طرف کرے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر بیٹھے۔''

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

﴿حدثنا مومل بن ھشام نا اسمعیل عن محمد بن اسحٰق حدثنی علی بن یحیٰی بن خلاد بن رافع عن ابیہ عن عمہ رفاعۃ بن رافع عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بھذہ القصۃ قال اذا انت قمت فی صلاتک فکبر اللّٰہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزوجل ثم اقراء ما تیسر علیک من القران وقال فیه فاذا جلست فی وسط الصلوٰۃ فاطمن وافترش فخذک الیسری ثم تشهد ثم اذا قمت فمثل ذٰلک حتی تفرغ من صلوٰتک.﴾

(سنن ابی داؤد مترجم جلد 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ۲۹۹ ''صلوٰۃ من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود'' حدیث نمبر ۸۵۱)

ترجمہ: ''رفاعہ بن رافع سے یہی قصہ مروی ہے کہ اس میں یہ ہے کہ جب تو نماز کو کھڑا ہو تو تکبیر کہہ اللہ جل جلالہ کی پھر جو کچھ آسانی سے ہو سکے قرآن پڑھ کہا راوی نے کہا جب بیٹھے تو پہلے قعدے میں تو اطمینان سے بیٹھ اور بائیں ران کو بچھاوے پھر تشہد پڑھ پھر جب کھڑا ہو تو ایسا ہی کر، یہاں تک کہ فارغ ہو نماز سے۔''

۳۴۔ بڑھاپے کی وجہ سے نمازی نماز میں چار زانو ہو کر بیٹھ سکتا ہے

﴿عن عبد اللّٰه بن عبد اللّٰه انه اخبره انه کان یریٰ عبد اللّٰه بن عمرؓ یتربع فی الصلوٰۃ اذا جلس ففعلتهٗ وانا یومئذٍ حدیث السن فنهانی عبد اللّٰه بن عمرؓ وقال انما سنة الصلوٰۃ ان تنصب رجلک الیمنیٰ وتثنی الیسریٰ فقلت انک تفعل ذٰلک فقال ان رجلای لا تحملا نی.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۵۳۵ ''سنة الجلوس فی التشهد وکانت ام الدرداء تجلس فی صلوتها جلسةً الرجل وکانت فقیهةً'' حدیث نمبر ۷۸۸)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عبداللہ سے وہ اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھتے نماز میں چار زانوں ہو کر بیٹھتے (پالتی مارکر) میں بھی اسی طرح بیٹھا۔ ان دنوں میں میں کم سن تھا عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ کو منع کیا اور کہا نماز میں یوں بیٹھنا سنت ہے۔ کہ داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں (پاؤں) کو موڑ دے (اس پر بیٹھے) میں نے کہا (باوا) تم تو چار زانو بیٹھتے ہو۔ انہوں نے کہا میرے پاؤں میرا بوجھ اٹھا نہیں سکتے۔''

۳۵۔ دونوں سجدوں کے درمیان میں پڑھی جانے والی دعائیں

قارئین کرام! رکوع اور سجدہ کو اطمینان کے ساتھ ادا کرنا تعدیل ارکان میں سے ہے اور تعدیل ارکان فرض ہے۔ ایک نمازی کو چاہئے کہ جب پہلے سجدے سے سر اٹھا کر دو زانو ہو کر بیٹھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو پھر بالکل خاموش نہ بیٹھ جائے بلکہ اس جگہ جو دعا کرنا شارع علیہ السلام سے منقول ہے اس کو پڑھے اور جو بہت ضروری بات یہاں بیان کرنا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ بعض نمازی ایسے بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ وہ جب پہلے سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں تو اپنی کمر بھی سیدھی نہیں ہونے دیتے بلکہ اگر میں یہ کہوں اور یہ میرے مشاہدے کی بات ہے۔ کہ کئی نمازی ایسے بھی ہیں جو پہلا سجدہ کرنے کے بعد اطمینان کے ساتھ دوزانو ہو کر بیٹھنا تو دور کی بات ہے وہ تو بڑی مشکل سے زمین سے منہ بھی اپنا تھوڑا سا ہی اوپر اٹھاتے ہیں اور اسی طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں رانوں پر بھی نہیں رکھتے بلکہ پہلے سجدے سے اٹھتے وقت درمیان ہی سے دوسرے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ جو لوگ ایسی نمازیں ادا کرتے ہیں وہ لوگ اپنی نمازوں کی قبولیت کی امید نہ رکھیں بلکہ وہ تو نمازیں ہی باطل ہیں اور اپنے پڑھنے والے کو کوئی فائدہ نہیں دیں گی۔ جیسا کہ اس سے قبل صحیح احادیث سے نقل کیا جا چکا ہے اور ایسے لوگ بے نمازی ہی ہیں لہٰذا ایسے لوگوں کو اپنی نمازوں کی سنت کے مطابق اصلاح کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے دین اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ چنانچہ نبی ﷺ سے دونوں سجدوں کے درمیان درج ذیل دعائیں پڑھنا ثابت ہے۔

(الف) ﴿حدثنا محمد بن مسعود نا زید بن الحباب نا کاملُ ابو العلاء حدثنی حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین السجدتین اللّٰھم اغفرلی وارحمنی و عافنی واھدنی وارزقنی﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد 1 "کتاب صلوٰۃ" باب نمبر ۲۹۶ "الدعاء بین السجدتین" حدیث نمبر ۸۴۱)

ترجمہ: "ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان میں فرماتے تھے۔ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ" یعنی اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم کر مجھے عافیت دے اور ہدایت دے اور رزق دے۔"

☆ دو سجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعا "اللھم اغفرلی وارحمنی۔ الخ" ضعیف ہے

اوپر جو دعا ابوداؤد اور اس کے بعد ترمذی کے حوالے سے ہے وہ روایت ضعیف ہے' کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی سند میں ایک راوی حبیب بن ابی ثابت ہیں اور یہ مدلس ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿وقال حافظ ابن حجر العسقلانی فی تقریب التهذیب وكان كثير الارسال والتدليس.﴾ (تقریب ص ۲۱۸ (۱۰۹۲))

''حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ حبیب بن ابی ثابت بہت ارسال اور تدلیس کرتے ہیں۔''

اور دوسری جگہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

﴿حبيب بن ابی ثابت الكوفی تابعی مشهور يكثر التدليس وصفه بذلك ابن خزيمه والدارقطني وغيرهما.﴾

(تعريف اهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس۔
تحقیق ڈاکٹر عبدالغفار سلیمان البشارای اور استاد محمد احمد عبدالعزیز ص ۸۴)

''حبیب بن ابی ثابت کوفی تابعی ہیں تدلیس کرنے میں بہت مشہور ہیں۔ اور ان کو ابن خزیمہ اور دار قطنی وغیرہ نے مدلس کہا ہے۔''

علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس کو ''صحیح سنن ابوداؤد'' میں باب "الدعا بين السجدتين" صحیح کہا ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک راوی حبیب بن ابی ثابت ہیں جو مدلس ہیں۔ (واللہ اعلم)

چنانچہ عبدالرؤف بن عبدالحنان بن حکیم محمد اشرف سندھوؒ نے "صلوة الرسول" از حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹیؒ کی تخریج و تعلیق میں ابوداؤد اور ترمذی کی اس روایت کے بارے میں لکھا ہے۔

''یہ حدیث نہ تو صحیح' نہ جید اور نہ ہی حسن ہے۔''

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

''البانی نے اس حدیث کے جن شاہد کا ذکر کیا ہے وہ اس کے لیے شاہد نہیں بن سکتا۔ اس لیے کہ ایک تو علیؓ کا اپنا فعل ہے (یعنی ان کے بارے میں ہے کہ وہ اس دعا کو اس مقام پر پڑھا کرتے تھے) مرفوع حدیث نہیں۔ نیز اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ اس کے ضعف کی طرف امام ترمذی نے بھی اشارہ کیا ہے۔ الخ''

(حاشیہ حدیث نمبر ۳۸۲ ''جلسہ میں پڑھنے کی مسنون دعا'')

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض کا کہنا ہے اگر حدیث زیر بحث ضعیف ہے تو حاکم ؒ ذہبی، نووی، البانی وغیرہ نے اسے صحیح اور مبارکپوریؒ نے حسن کیوں کہا ہے۔؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ائمہ مذکورین نے حبیب بن ابی ثابت کی تدلیس کی طرف توجہ نہیں دی اور یہ شائد اس لیے کہ حبیب بن ابی ثابت چونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا راوی ہے۔ بظاہر اسی وجہ سے حبیب بن ابی ثابت کی تدلیس کی طرف توجہ نہ ہو سکی۔ جب کہ حافظ ابن حجرؒ نے تقریب میں اس کی توثیق کی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے اسے طبقہ ثالثہ کے مدلسین میں ذکر کیا ہے اور اس طبقہ کے مدلسین کے متعلق محققین حدیث کی راجح رائے یہ ہے کہ جب یہ تحدیث کی صراحت کریں (یعنی حدثنا کے الفاظ سے روایت کریں) تو قابل حجت ہیں وگرنہ نہیں۔ جب کہ زیر بحث روایت میں حبیب بن ابی ثابت عنعنہ (یعنی عن عن کے الفاظ سے) روایت کرتے ہیں۔ لہٰذا اصول حدیث کے مطابق یہ روایت ضعیف ہے۔ اگرچہ بعض ائمہ نے اسے صحیح یا حسن بھی کہا ہے۔ (واللہ اعلم)

۳۷۔ مدلس حدیث کیا ہے؟

مدلس حدیث کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) مدلس الاسناد

(ب) تدلیس الشیوخ

(الف) مدلس الاسناد کی تعریف

یہ وہ حدیث ہے جو راوی ایسے شخص سے روایت کرے جو اس کا ہم عصر ہو اور اس سے مل چکا ہو مگر اس سے اس کا سماع ثابت نہ ہو۔ یا ایسے ہم عصر سے روایت کرے جسے ملا نہ ہو مگر دوسرے کو یہ تاثر دے کہ اس نے اپنے معاصر سے سن کر یہ روایت بیان کی ہے۔ (علوم الحدیث صبحی لبنان اردو ترجمہ غلام احمد حریری ایم۔ اے باب سوم فصل چہارم ''حدیث ضعیف'' زیر عنوان ''حدیث ضعیف کی اقسام'' ناشر ملک سنز تاجران کتب کارخانہ بازار فیصل آباد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) تدلیس الشیوخ کی تعریف

تدلیس الشیوخ سے مراد یہ ہے کہ راوی بڑھا چڑھا کر اپنے شیخ کے القاب بیان کرے یا کنیت کے بغیر اس کا نام ذکر کرے اور مقصد یہ ہو کہ اس کی پہچان نہ ہو سکے۔ (ایضاً)

زیر بحث حدیث کے بارے میں عبدالرؤف صاحب لکھتے ہیں کہ:

"جب یہ معلوم ہوا کہ یہ مدلس ہے تو ان کی یہ حدیث (یعنی حبیب بن ابی ثابت کی) ضعیف ہوگی کیونکہ مذکورہ کتب میں سے کسی ایک کتاب میں بھی انہوں نے تحدیث یا سماع کی صراحت نہیں کی۔ (تخریج وتعلیق صلوٰۃ الرسول)

ترمذی میں ابن عباسؓ کی روایت میں اس دعا کے الفاظ اس طرح آئے ہیں۔

﴿حدثنا سلمة بن شبيب نازيد بن حباب عن كامل ابى العلاء عن حبيب بن ابى ثابت عن سعيد بن جير عن ابن عباسؓ ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقول بين السجدتين "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ"﴾

(ترمذی مترجم جلد نمبر 1 "ابواب الصلوٰۃ" باب "مايقول بين السجدتين")

ترجمہ: "روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ نبی ﷺ کہتے تھے دونوں سجدوں کے بیچ میں "اللّٰهم اغفرلي وارحمني واجبرني واهدني وارزقني" یعنی یا اللہ بخش مجھ کو اور رحم کر مجھ پر اور پورا کر میرے نقصان کو اور ہدایت کر مجھ کو اور رزق دے مجھ کو"

مندرجہ بالا دونوں احادیث کے الفاظ مشترک ہیں ماسوائے ایک ایک لفظ کے اور وہ "وعافني" اور "واجبرني" ہیں۔ جن کو ابوداؤد اور ترمذی نے بالترتیب روایت کیا ہے یعنی ابو داؤد میں "وعافني" کا لفظ ہے تو ترمذی میں اس کی بجائے "واجبرني" کا لفظ ہے۔

(ب) ایک دوسری دعا جو احادیث میں آئی ہے جو دو سجدوں کے بیچ میں پڑھی جاتی ہے اس طرح ہے۔

﴿اخبرنا محمد بن عبدالاعلىٰ قال حدثنا خالد حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابى حمزة سمعه يحدث عن رجل من عبس عن حذيفةؓ انه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتھی الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ...وکان یقول بین السجدتین رب اغفرلی رب اغفرلی.﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الافتتاح'' باب نمبر ۷۰۹ باب ''الدعاء بین السجدتین'' حدیث نمبر ۱۱۴۸)

ترجمہ: ''حذیفۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ کے پاس گئے۔۔۔ اور دونوں سجدوں کے بیچ میں کہا﴿رَبِّ اغْفِرْلِیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ﴾ یعنی یارب مجھ کو بخش دے یارب مجھ کو بخش دے۔''

سنن ابن ماجہ میں حذیفہؓ سے یہ دعا انہی الفاظ کے ساتھ اس طرح آئی ہے۔

﴿عن حذیفۃؓ ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یقول بین السجدتین (رب اغفرلی رب اغفرلی)﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد 1 ''کتاب اقامۃ الصلوٰۃ و السنۃ فیھا'' باب نمبر ۲۳ ''مایقول بین السجدتین'' حدیث نمبر ۸۹۷)

ترجمہ: ''حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان فرماتے ﴿رب اغفرلی رَبّ اغفرلی﴾ یعنی یا اللہ بخش مجھ کو یا اللہ بخش مجھ کو۔''

☆ دو سجدوں کے درمیان میں پڑھی جانے والی دعا

''رب اغفرلی الخ'' صحیح ہے

سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کے حوالے سے اوپر جو دعا ''رب اغفرلی الخ'' بیان ہوئی صحیح حدیث ہے۔ ملاحظہ فرمائیں صحیح سنن نسائی از علامہ ناصر الدین البانیؒ۔

اس حدیث کی سند میں سیدنا حذیفہؓ سے راوی کے نام کے صراحت نہیں ہے (اور ایسی حدیث منقطع ہوتی ہے تعریف اس کی آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ) مگر یہ سند صحیح ہے کیونکہ یہ راوی صلہ بن زفر العبسی ہیں۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں۔

﴿قال النسائی لما أخرج حدیثه عن رجل عن حذیفة فی صلاة اللیل هذالرجل یشبه ان یکون أصله﴾ (تہذیب التہذیب ۲۶/۵ ترجمہ طلعہ بن یزید)

''امام نسائی فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ لیل میں رجل عن حذیفہ جو حدیث بیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہے قرین قیاس یہ ہے کہ یہ صلہ بن زفر ہیں۔"

اور "تهذيب التهذيب" میں صلہ بن زفر العبسی کے بیان میں ان اصحاب کے نام ہیں جن سے یہ روایت کرتے ہیں ان میں حذیفہ بن یمانؓ بھی ہیں جو زیر بحث حدیث کے راوی ہیں۔

سیدنا حذیفہؓ کی زیر بحث روایت میں "عن رجل من عبس" سے مراد صلہ بن زفر ہی ہیں۔اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ صلہ عبسی ہیں۔

اور یہ حدیث محل شاہد کے بغیر صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ ان اسناد سے مروی ہے۔

﴿ وحدثنا ابوبكر بن ابی شيبة حدثنا عبدالله بن نمير و ابو معاوية ح وحدثنازهير ابن حرب واسحٰق بن ابراهيم جميعاً عن جرير كلهم عن الاعمش ح وحدثناابن نمير واللفظ له حدثنا ابی حدثنا الاعمش عن سعد بن عبيدة عن المستورد بن الاحنف عن صلة ابن زفر عن حذيفة قال صليت مع النبی صلی الله عليه وسلم ذات ليلة فافتتح البقرة فقلت يركع عندالمائة ثم مضى فقلت يصلی بها فی ركعة فمضى فقلت يركع بها ثم افتتح النساء فقراها ثم افتتح آل عمران فقراها يقرا مترسلا اذا مربآية فيها تسبيح سبح واذامر بسؤوال سال واذامر بتعوذ تحوذ ثم ركع فجعل يقول سبحان ربی العظيم فكان ركوعه نحواً من قيامه ثم قال سمع الله لمن حمده ثم قام طويلاً قريباً مما ركع ثم سجد فقال سبحان ربی الاعلى فكان سجوده قريباً من قيامه قال وفی حديث جرير من الزيادة فقال سمع الله لمن حمده ربنا لک الحمد. ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد۲ "کتاب صلوٰۃ المسافرین" باب "استحباب تطويل القرآءة فی صلوة الليل۔" ص ۲۶۷)

ترجمہ: "حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے سورہ بقرہ شروع کی اور میں نے دل میں کہا کہ آپ شاید سو آیتوں پر رکوع کریں گے پھر آپ آگے بڑھ گئے پھر میں نے خیال کہ شاہد آپ ایک دوگانہ میں پوری سورت پڑھیں گے۔ پھر آپ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں نے خیال کیا کہ آپ پوری سورت پر رکوع کریں گے۔ پھر آپ نے سورہ نساء شروع کر دیا وراس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھی تمام پڑھا۔ پھر آپ نے سورہ آل عمران شروع کر دیا اور آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے اور جب گزرتے تھے ایسی آیت پر جس میں تسبیح ہوتی آپ سبحان اللہ کہتے اور جب سوال کی آیت پر گزرتے سوال کرتے اور جب تعوذ کی آیت پر گزرتے پناہ مانگتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور کہتے ﴿سبحان ربی العظیم﴾ یعنی پاک ہے میرا پروردگار بڑائی والا اور آپ کا رکوع بھی قیام کے برابر سرابر تھا۔ پھر کہا سنا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی۔ پھر دیر تک کھڑے رہے۔ رکوع کے قریب پھر سجدہ کیا پھر کہا میرا رب پاک ہے بلند ذات والا (یعنی سبحانہ ربی الاعلیٰ) اور آپ کا سجدہ بھی قیام کے قریب تھا اور جریر کی روایت میں یہ بات زیادہ ہے۔ آپ نے کہا ﴿سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد۔﴾ یعنی سنا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی۔ اے ہمارے رب! تعریف تیرے ہی لیے ہے۔"

سنن نسائی "کتاب قیام اللیل" باب "تسویۃ القیام والرکوع القیام بعد الرکوع والسجود والجلوس بین السجدتین فی قیام اللیل" میں یہ حدیث ان اسناد سے مروی ہے۔

﴿اخبرنا الحسین بن منصور قال حدثنا عبداللہ بن نمیر قال حدثنا الاعمش عن سعد بن عبیدۃ عن المستورد بن الاحنف عن صِلَۃُ بن زُفَرَ عن حذیفۃ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ فافتتح۔البقرۃ. الخ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ا باب نمبر ۹۸۶ حدیث نمبر ۱۶۶۷)

"نسائی کی مذکورہ روایت میں سیدنا حذیفہؓ سے روایت کرنے والے راوی صلہ بن زفر کے نام کی صراحت ہے جس کی نسائی کے باب "الدعا بین السجدتین" میں صراحت نہیں پھر اس کے بعد نسائی میں "کتاب قیام اللیل" کے مذکورہ باب میں مذکورہ حدیث سے اگلی حدیث (یعنی حدیث نمبر ۱۶۶۸)

اس اسناد سے ان الفاظ میں ہے۔

﴿اخبرنا اسحٰق بن ابراھیم قال انبانا النضر بن محمد المروزی ثقۃ قال حدثنا العلآء بن المسیب عن عمرو بن مرۃ عن طلحۃ بن یزید الا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النصاری عن حذیفة انه صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رمضان فرکع فقال فی رکوعه سبحان ربی العظیم مثل ما کان قائماً ثم جلس یقول رب اغفرلی رب اغفرلی مثل ما کان قائم ثم سجد فقال سبحان ربی الاعلیٰ مثل ما کان قائما فما صلی الا اربع رکعات حتی جاء بلال الی الغداة﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۱۶۶۸)

ترجمہ: ''حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے انہوں نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں آپ نے رکوع کیا اور "سبحان ربی العظیم" کہتے رہے۔ اتنی دیر تک جتنی دیر تک کھڑے رہے تھے پھر بیٹھے تو "رب اغفرلی رب اغفرلی" کہتے رہے قیام کے برابر پھر سجدہ کیا تو "سبحان ربی العظیم" کہتے رہے۔ قیام کے برابر اسی طرح چار رکعتیں آپ نے پڑھیں صبح تک کہ بلال آئے فجر کی نماز کے لیے بلانے کو۔''

﴿قال ابوعبدالرحمن هذا الحدیث عندی مرسل و طلحة بن یزید لا اعلمه سمع من حذیفة شیأً وغیر العلاء بن المسیب قال فی هذالحدیث عن طلحة عن رجل عن حذیفة.﴾

امام ابوعبدالرحمٰنؒ نسائی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک مرسل ہے۔ الخ۔
البانیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے ملاحظہ فرمائیں (صحیح سنن نسائی)

میں اس سے قبل "تهذیب التهذیب" کے حوالہ سے طلحہ بن یزید کے ترجمہ میں بیان کر آیا ہوں کہ امام نسائی فرماتے ہیں کہ: قرین قیاس یہ ہے۔" رجل من عبس" یہ صلہ بن زفر ہیں۔ صحیح مسلم ''قیام اللیل'' اور سنن نسائی باب "الدعا بین السجدتین" اور باب "تسویة القیام والرکوع القیام بعد الرکوع والسجود والجلوس بین السجدتین فی قیام اللیل" کی احادیث جو سیدنا حذیفہؓ سے بیان ہوئی ہیں ایک دوسرے کی تفصیل بیان کرتی ہیں۔ زیر بحث مسئلہ کے حوالے سے جن کا حاصل یہ ہے کہ دو سجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعا "رب اغفرلی رب اغفرلی" صحیح ہے۔ (واللہ اعلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ منقطع حدیث کیا ہے؟

"منقطع وہ حدیث ہے جس کی سند سے کوئی راوی ساقط ہو یا اس میں کوئی مبہم راوی ذکر کیا گیا ہو۔" (علوم الحدیث ص۲۱۶ از ڈاکٹر صبحی صالح لبنان) آگے چل کر مصنف ایک جگہ لکھتے ہیں۔

"بعض اوقات کسی حدیث میں کوئی راوی ایسا بھی ہوتا ہے جس کا نام مذکور نہیں ہوتا اور وہ حدیث منقطع بھی نہیں ہوتی (جیسا کہ نسائی کی حذیفہؓ والی حدیث ہے۔)"

(ایضاً ص۲۱۷)

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں۔

"منقطع کی اس قسم کی پہچان بہت دشوار ہے بہت بڑا حافظ اور متبحر عالم حدیث ہی اس کو پہچان سکتا ہے۔" (ایضاً)

۳۶۔ دونوں سجدوں کے درمیان ٹھہرنے (بیٹھنے) کے بیان میں

قارئین کرام! جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ پہلا سجدہ کرنے کے بعد فوراً دوسرے سجدے میں نہیں جانا چاہئے یا یہ کہ پہلے سجدے سے اچھی طرح سر اوپر اٹھائے اور کمر کو سیدھا کئے بغیر ہی دوسرے سجدے میں نہیں جانا چاہیے بلکہ پہلے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد اطمینان سے بیٹھنا چاہئے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ:

﴿عن ابی قلابة ان مالک ابن الحویرثؓ قال لاصحابه الا انبئکم صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم.... ثم سجد ثم رفع راسه هنیةً ثم سجد ثم رفع راسه هنیةً الخ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر ۵۳۰ "المکث بین السجدتین" حدیث نمبر ۷۸۰)

ترجمہ: "ابو قلابہ عبداللہ بن زید سے انہوں نے کہا مالک بن حویرثؓ صحابی نے اپنے یاروں سے کہا کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بتاؤں ۔۔۔۔ پھر سجدہ کیا پھر سر اٹھایا تھوڑی دیر تک ٹھہرے رہے پھر (دوسرا) سجدہ کیا پھر تھوڑی دیر سر اٹھا کر بیٹھے رہے الخ"

نوٹ: "صحیح مسلم "کتاب الصلوٰۃ" میں سیدنا عائشہؓ سے بھی اس بارے ایک روایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئی ہے۔

۴۷۔ دونوں سجدوں کے درمیان کتنی دیر تک بیٹھنا چاہئے

﴿عن البرآءؓ قال کان سجود النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ورکوعہ و قعودہ بین السجدتین قریباً من السوآء.﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۷۸۱)

ترجمہ: ”براء بن عازبؓ صحابی سے انہوں نے کہا نبی ﷺ کا سجدہ اور رکوع اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا برابر سرابر ہوتا تھا۔“

اور ایک دوسری حدیث میں اس طرح مروی ہے۔

﴿عن انس بن مالکؓ قال انی لا الوا ان اصلی بکم کما رایت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی بنا قال ثابت کان انس بن مالک یصنع شیئا لم ارکم تصنعونہٗ کان اذا رفع راسہ من الرکوع قام حتی یقول القائل قدنسیی وبین السجدتین حتی یقول القآئل قدنسیی.﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۷۸۲)

ترجمہ: ”انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا میں کوتاہی نہیں کرنے کا تم کو اس طرح نماز پڑھاؤں گا جس طرح میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھاتے دیکھا۔ ثابت نے کہا انسؓ بن مالک (نماز میں) ایک ایسی بات کیا کرتے تھے جو میں تم کو نہیں دیکھتا وہ کیا تھی۔ انسؓ جب رکوع کر کے اپنا سر اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کوئی کہنا والا کہے بھول گئے۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے بیچ میں اتنا بیٹھتے کہ کوئی کہنے والا کہے بھول گئے۔“

سبحان اللہ کیسی پیاری نماز ہے نبی علیہ السلام کی آپ ﷺ دونوں سجدوں میں کس طرح اطمینان کرتے اور اس دوران کس طرح اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے کہ کوئی دیکھنے والا ایسا محسوس کرتا کہ شاید آپ ﷺ بھول گئے ہیں (حالانکہ ایسا نہیں ہوتا تھا بلکہ آپ ﷺ اس دوران اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے) جب کہ آج کل کئی نمازی ایسے ہیں کہ وہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا ہی بھول گئے ہیں۔

۴۸۔ دونوں سجدوں کے بیچ میں اِقعاء کے بیان میں

اس بارے میں دو طرح کی روایات آئی ہیں چنانچہ ایک روایت میں تو اقعاء کی اجازت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جب کہ دوسری روایت میں اِقعاء کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ ترمذی میں دونوں طرح کی روایات آئی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ حدثنا عبد اللّٰه بن عبد الرحمن نا عبيد اللّٰه بن موسٰى نااسرائيل عن ابى اسحٰق عن الحارث عن عليؓ قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يا على احب لك ما احب لنفسى واكره لك ما اكره لنفسى لا تقع بين السجدتين" قال ابو عيسٰى هذا حديث لا نرفعه من حديث على الا من حديث ابى اسحاق عن الحارث عن على وقد ضعف بعض اهل العلم الحارث الاعور والعمل على هذا الحديث عند اكثر اهل العلم يكرهون الا قعاء وفى الباب عائشةؓ و انسؓ وابى هريرةؓ. ﴾

(ترمذی عربی جلد نمبر 1 "ابواب الصلوٰۃ باب "ماجاء فى كراهية الاقعاء بين السجدتين").

ترجمہ: "علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علیؓ میں دوست رکھتا ہوں تمہارے لئے جو دوست رکھتا ہوں اپنے لئے اور برا جانتا ہوں تمہارے لئے جو برا جانتا ہوا پنے لیے اِقعاء نہ کر دونوں سجدوں کے بیچ میں۔" کہا ابو عیسیٰؒ (یعنی امام ترمذی نے) نے یہ حدیث ایسی ہے کہ نہیں پہچانتے ہم اس کو روایت کی علیؓ سے مگر ابی اسحاق نے انہوں نے حارث سے انہوں نے علیؓ سے اور ضعیف کہا ہے بعض اہل علم نے حارث الاعور کو اور اسی پر عمل ہے اکثر اہل علم کا کہ مکروہ کہتے ہیں اِقعاء کو اور اس باب میں روایت ہے عائشہؓ انسؓ اور ابو ہریرہؓ سے۔"

مندرجہ بالا روایت میں اِقعاء کے بارے میں اجازت نہیں ہے بلکہ دونوں سجدوں کے درمیان اِقعاء کرنے کے بارے میں کراہت بیان ہوئی ہے جب کہ یہ حدیث ضعیف بھی ہے جیسا کہ خود ہی ابو عیسیٰؒ (یعنی امام ترمذی) کے ریمارکس سے ہی واضح ہو جاتا ہے (واللہ اعلم) اور البانی نے بھی اس کو "ضعیف سنن ترمذی" میں نقل کیا ہے۔

یہ تو تھا اس حدیث کا بیان جس میں دونوں سجدوں کے درمیان میں اِقعاء کرنے کی کراہت بیان ہوئی ہے۔ اب اس کے برعکس وہ حدیث پیش کی جارہی ہے۔ جس میں دونوں سجدوں کے درمیان میں اِقعاء کی اجازت ملتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن طاؤس يقول قلنا لابن عباس في الاقعآء على قدمين فقال هي السنة فقلنا له انالنراه جفآءً بالرجل فقال ابن عباس بل هي سنة نبيك صلى الله عليه وسلم.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی ''کتاب المساجد'' باب ''جواز الاقعآء على العقبين'')

ترجمہ: ''طاؤس سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عباسؓ سے کہا اقعاء کی بیٹھک میں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا یہ سنت ہے ہم نے کہا ہم تو اس بیٹھک کو آدمی پر ستم سمجھتے ہیں انہوں نے کہا یہ تو سنت ہے تیرے نبی ﷺ کی۔''

ترمذی میں یہ روایت اس طرح ہے۔

﴿حدثنا يحيٰى بن موسٰى نا عبد الرزاق ناابن جريج قال اخبرني ابو الزبير انه سمع طاؤس يقول قلنا لا بن عباسؓ في اقعاء على القدمين قال هي السنة فقلنا انا لنرٰئه جفآبا لرجل قال بل هي سنة نبيكم. قال ابو عيسىؒ هذا حديث حسن وقد ذهب اهل العلم الىٰ هذا الحديث من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم لايرون بالاقعاء بأسا وهو قول بعض اهل مكة من اهل الفقه والعلم واكثر اهل العلم يكرهون الاقعاء بين السجدتين.﴾ (ترمذی باب ''في الرخصة في الاقعاء'' صفحه نمبر ۳۸)

ترجمہ: ''روایت میں ہے ابن جریج سے کہا خبر دی مجھ کو ابوزبیر نے کہا سنا انہوں نے طاؤسؒ سے کہتے تھے کہ ہم نے ابن عباسؓ سے کہا فرماتے ہیں کہ آپ اقعاء کرنے میں دونوں قدموں پر کہا یہ سنت ہے۔ کہا ہم نے ہم اسے ظلم جانتے ہیں ساتھ آدمی کے فرمایا ابن عباسؓ نے بلکہ وہ سنت ہے تمہارے نبی کی۔ کہا ابوعیسیٰ نے یہ حدیث حسن ہے اور گئے ہیں بعض علماء اصحاب النبی ﷺ سے اس حدیث کی طرف کہ نہیں جانتے ہیں اقعاء میں کچھ مضائقہ اور یہی قول ہے بعض علماء اور فقہائے اہل مکہ کا اور اکثر اہل علم مکروہ جانتے ہیں اقعاء کو درمیان دونوں سجدوں کے۔''

سنن ابوداؤد میں سیدنا ابن عباسؓ کی یہ روایت ان الفاظ میں آئی ہے۔

﴿حدثنا يحيٰى بن معين ناحجاج بن محمد بن ابن جريج اخبرني ابو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الـزبيـر انـهٔ سـمع طاؤساً يقول قلنا لا بن عباسؓ في الاقعاء على القدمين في السجود فقال هي السنة قال قلنا انا لنراه جفاء الرجل فقال ابن عباس هي سنة نبيك صلى الله عليه وسلم.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۲۹۴ ''الاقعا بین السجدتین'' حدیث نمبر ۸۳۶)

ترجمہ: ''طاؤس سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عباسؓ سے ذکر کیا اِقعاء کا سجدے میں انہوں نے کہا یہ سنت ہے ہم نے کہا ہم تو اس کو ظلم جانتے تھے پاؤں پر ابن عباس نے کہا یہ سنت ہے تیرے نبی ﷺ کی''۔

سیدنا ابن عباسؓ کی جو روایت دونوں سجدوں کے درمیان میں اِقعاء کے باب میں بیان ہوئی ہے وہ حسن ہے جیسا کہ امام ابوعیسیٰؒ نے فرمایا ہے (واللہ اعلم)۔ لہٰذا اس حدیث کے مطابق تو دونوں سجدوں کے بیچ میں اِقعاء کرنے کی اجازت ہے اور یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔

اور ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے۔

﴿عن طاؤس يقول قلنا لا بن عباس في الاقعاء على قدمين قال هي السنة قلنا له انا لنرٰه جفآء بالرجل فقال ابن عباس بل هي سنة نبيك صلى الله عليه وسلم﴾ (صحيح مسلم "كتاب المساجد" باب "جواز الاقعاء على العقبين")

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر صحیح مسلم کی روایت میں گذر چکا ہے۔

☆ اِقعاء کے معنی کیا ہیں؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اِقعاء کے معنی کیا ہے اور اگر کسی روایت میں دونوں سجدوں کے درمیان میں اِقعاء کرنے کی کراہت بیان ہوئی ہے تو وہ کس قسم کا اِقعاء ہے اور اگر کسی روایت میں اِقعاء کی اجازت آئی ہے تو وہ کس قسم کا اِقعاء ہے اور خصوصاً جب کسی ایک صحیح یا حسن روایت سے دونوں سجدوں کے درمیان اِقعاء نہ کرنا یا اِقعاء کرنا ثابت ہوجاتا ہے تو وہ کس قسم کا اِقعاء ہے جس کی کراہت بیان ہوئی ہے یا جس کی اجازت ہے تو آیئے اب ہم اِقعاء کے معنی بیان کرتے ہیں۔

﴿(باب ماجاء في كراهية الاقعاء بين السجدتين) قد اختلف في تفسير الاقعاء اختلاف كثير قال النووي و الصواب الذي لا يعدل عنه ان لاقعاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوعان احدهما ان يلصق اليتيه بالارض و ينصب ساقيه ويضع يديه على الارض كاقعاء الكلب هكذا فسره ابو عبيدة معمر بن المثنىٰ وصاحبه ابو عبيد القاسم بن سلام واخرون من اهل اللغة وهذا النوع هو المكروه الذى ورد النهى عنه والنوع الثانى ان يجعل اليتيه على العقبين بين السجدتين انتهىٰ وذكر الجزرى فى النهايته التفسير الاول ثم ذكر التفسير الثآنى بلفظ ثم قال والقول الاول اصح .الخ﴾

(جامع الترمذی مع شرحہ تحفۃ الاحوذی (عربی) صفحہ ۲۳۶)

مندرجہ بالا عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اِقعاء کی تفسیر میں اختلاف ہے اور اِقعاء کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

(i) اِقعاء کا ایک طریقہ (قسم) یہ ہے کہ کولہے زمین پر لگے ہوئے ہوں اور پنڈلیاں کھڑی ہوں اور ہاتھ زمین پر رکھے ہوں جس طرح کہ کتا زمین پر بیٹھتا ہے۔

(ii) اِقعاء کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان پیر کے پنجوں کو کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھا جائے۔''

اب جب کہ اِقعاء کے معنی اور طریقہ واضح ہو گیا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا اِقعاء ہے جس کی حدیث میں کراہت بیان ہوئی ہے اور وہ کون سا اِقعاء ہے جس کی حدیث میں اجازت ہے۔ جس حدیث میں اِقعاء کی کراہت بیان ہوئی ہے اس کا ضعیف ہونا اس سے قبل بیان ہو چکا ہے اور دوسری طرف اِقعاء کی اجازت دینے والی حدیث صحیح ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت سے اوپر بیان ہو چکا ہے۔

چنانچہ تحفۃ الاحوذی میں ہے۔

﴿(بل هى سنة نبيكم) هذا الحديث نص صريح فى ان الاقعاء سنة واختلف العلماء فى الجمع بين هذا الحديث و بين الاحاديث الواردة فى النهى عن الاقعاء.﴾ (تحفۃ الاحوذی عربی صفحہ نمبر ۲۳۵)

ترجمہ: ''(بلکہ یہ تمہارے نبی کی سنت ہے) یہ حدیث نص صریح ہے کہ اقعاء سنت ہے اور ان دونوں احادیث کو جمع کرنے میں علماء کے درمیان اختلاف ہوا ہے جس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِقعاء کی کراہت بیان ہوئی ہے اور جس میں اِقعاء کی اجازت ہے۔"

اور بعض نے کہا ہے کہ اِقعاء منسوخ ہو گیا تھا لیکن ابن عباسؓ کو اس کا منسوخ ہونا نہیں پہنچا (تحفۃ الاحوذی صفحہ نمبر ۲۳۵)

جب کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اِقعاء کا نسخ صحیح ثابت نہیں ہے (ایضاً) اِقعاء کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان کو اس طرح تطبیق دیا جا سکتا ہے جس حدیث میں اِقعاء کے بارے میں کراہت بیان ہوئی ہے اس سے مراد کراہت کی پہلی قسم ہے (یعنی کتے کی طرح بیٹھنے والی) اور اس کی تائید صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

﴿عن عائشة رضی الله عنه قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم .... وكان ينهى عن عقبة الشيطن وينهى ان يفترش الرجل ذراعيه افتراش السبع الخ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی "كتاب الصلوٰة" باب "مايجمع صفة الصلوٰة و ما يفتتح به و بختم به)

ترجمہ: "امی جی عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (نماز شروع کرتے تھے) اور منع کرتے تھے شیطان کی بیٹھک سے اور منع کرتے تھے اس بات سے کہ آدمی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر درندے جانور کی طرح بچھائے آخر تک"

اس حدیث میں بھی شیطان کی بیٹھک سے منع فرمایا گیا ہے جس کو اِقعاء کہتے ہیں اور اس میں اِقعاء کی پہلی قسم ہے۔

اور دوسری قسم کے اِقعاء میں اجازت ہے دونوں سجدوں میں اِقعاء کرنے کی ثانی الذکر اِقعاء کے قائل صحابہ میں سے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ ہیں اور ان کے بعد میں اھل مکہ کے اہل فقہ اور علم کا بھی یہی قول ہے ان میں سے عطاء طاؤس' ابن ابی ملیکۃ وغیرہ ہیں۔ جب کہ اکثر اہل علم نے اِقعاء کے بارے میں کراہت بیان کی ہے ان میں سے ائمہ اربعہؒ شامل ہیں اس کی تفصیل کے لئے دیکھیں جامع ترمذی مع شرح تحفۃ الاحوذی عربی صفحہ نمبر ۲۳۶۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ دونوں سجدوں کے درمیان ایڑیوں پر بیٹھنا جائز ہے۔ جب کہ حنفی مقلدین نے کسی قسم کے اِقعاء کو جائز نہیں کہا ہے ملاحظہ ہو مظاہر حق جدید جلد نمبر 1 "باب دونوں سجدوں کے درمیان اِقعاء ممنوع ہے۔" میں سیدنا علیؓ کی روایت کے بعد صاحب مظاہر حق جدید نے لکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹۔ جلسہ میں پاؤں کو کہاں رکھا جائے

﴿عن ابی حمید الساعدیؓ قال سمعة فی عشرة من اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقال احمد قال اخبرنی محمد بن عمرو بن عطاءٍ قال سمعت ابا حمید الساعدیؓ فی عشرة من اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم منھم ابو قتادةؓ قال ابو حمیدؓ انا اعلمکم بصلوٰة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالوا فاعرض فذکر الحدیث قال ویفتح اصابع رجلیہ اذا سجدتم یقر ثم یقول اللّٰہ اکبر ویرفع ویثنی رجلهُ الیسریٰ فیقعد علیھا ثم یصنع فی الاخریٰ مثل ذٰلک .الخ.﴾

(سنن ابوداؤد۔ مترجم جلد 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ۳۳۲ ''من ذکر التورک فی الرابعة'' حدیث ۹۵۰)

ترجمہ: ''ابوحمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ وہ دس صحابیوں میں بیٹھے ہوئے تھے ان میں ابوقتادہؓ بھی تھے۔ ابوحمیدؓ نے کہا میں تم سب میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو خوب جانتا ہوں انہوں نے کہا بیان کرو پھر بیان کیا حدیث کو یہاں تک کہ کہا آپ سجدہ کرتے تو پاؤں کی انگلیوں کو کھلا رکھتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے اور سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں کو ٹیڑھا کر کے اس پر بیٹھتے پھر دوسری رکعت میں ایسا ہی کرتے الخ''

۴۰۔ کیا ایک سجدہ دوسرے سجدے سے بڑا ہو سکتا ہے

﴿عن عبد اللّٰہ بن شدادٍ عن ابیہ قال خرج علینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی احدی صلاتی العشآء وھو حاملُ حسناً او حسیناً فتقدم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فوضعه ثم کبر للصلوٰة فصلی فسجد بین ظھر انی صلاته سجدة أطالھا قال ابی فرفعت رَأْسِیَ واذا لصبی علی ظھر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و ھو ساجدُ فرجعت الی سجودی فلما قضی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الصلوٰة قال الناس یا رسول اللّٰہ انک سجدت بین ظھر انی صلاتک سجدةً أطلتھا حتی ظننا انهُ قد حدث امر وانه یوحی الیک قال کل ذٰلک لم یکن ولکن ابنی ارتحلنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فكرهت ان أعجلهٗ حتی يقضي حاجته .﴾

(سنن نسائی مترجم جلد 1 ''کتاب الافتتاح'' باب ۷۰۵ ''هل يجوز أن تكون سجدة اطول من سجدة'' حدیث ۱۱۴۴)

ترجمہ: ''شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے لئے باہر آئے اور آپ ﷺ اٹھائے ہوئے تھے حسنؓ یا حسینؓ کو تو آپ آگے بڑھے (نماز پڑھانے کو) اور ان کو بیٹھا دیا زمین پر۔ پھر نماز کے لئے تکبیر کہی اور نماز شروع کی۔ بیچ نماز میں آپ نے ایک سجدے میں دیر کی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو صاحبزادے آپ کی پیٹھ پر ہیں۔ اور آپ سجدے میں ہیں میں پھر سجدے میں چلا گیا جب آپ نماز پڑھ چکے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بیچ نماز میں ایک سجدہ میں دیر کی۔ یہاں تک کہ ہم سمجھے کوئی حادثہ ہوا یا آپ ﷺ پر وحی آنے لگی آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی بات نہ تھی میرا بیٹا مجھ پر سوار ہوا تو مجھے برا معلوم ہوا کہ جلدی اٹھ کھڑا ہوں اور اس کی مراد پوری نہ ہو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 11

تشہد کا بیان

ا۔ قعدہ میں ہاتھوں کو رکھنے کا مقام اور ان کو رکھنے کی کیفیت

قعدہ میں ہاتھوں کو کس جگہ رکھا جائے اور کس طرح رکھا جائے تو اس سلسلے میں درج ذیل کیفیات حدیث سے معلوم ہوتی ہیں۔

(الف) داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھنا

اس سلسلے میں درج ذیل صحیح احادیث منقول ہوئی ہیں۔

۱. ﴿عن عبداللّٰه بن الزبیرؓ قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا قعد فی الصلوٰة جعل قدمه الیسریٰ بین فخذه وساقه و فرش قدمه الیمنیٰ ووضع یده الیسریٰ علی رکبته الیسریٰ ووضع یده الیمنیٰ علی فخذه الیمنیٰ و اشار باصبعه.﴾

صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 ''کتاب المساجد'' باب ''صفة الجلوس فی الصلوٰة و کیفیة وضع الیدین علی الفخذین''

ترجمہ: ''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو ران اور پنڈلی کے بیچ میں کر لیتے اور داہنا پاؤں بچھاتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے۔''

۲. ﴿عن عبد اللّٰه بن الزبیرؓ قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا قعد یدعو وضع یده الیمنیٰ علی فخذه الیمنیٰ ویده الیسریٰ علی فخذه الیسریٰ و اشار باصبعه السبابة ووضع ابهامهٗ علٰی اصبعه الواسطی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویلقم کفه الیسریٰ علی رکبتهٖ. ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا کرنے کے لئے بیٹھتے تو داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا بیچ کے انگلی پر رکھتے اور بائیں ہتھیلی کو بایاں گھٹنا دیتے۔''

(ب) داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھنا

۱. ﴿ عن علی بن عبد الرحمن المعاوی انه قال رانی عبد اللّٰه بن عمر وانا اعبث بالحصٰی فی الصلوٰة فلما انصرف نهانی فقال اصنع کما کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصنع قلت وکیف کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصنع قال کان اذا جلس فی الصلوٰة وضع کفهٖ الیمنٰی علی فخذهٖ الیمنٰی وقبض اصابعه کلها واشار باصبعه التی تلی الابهام و وضع کفه الیسریٰ علی فخذه الیسریٰ ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''علی بن عبدالرحمٰن المعاوی سے روایت ہے کہ مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا نماز میں کنکریوں سے کھیلتے ہوئے جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھ کو منع کیا اور کہا ایسا کیا کر جیسے رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے میں نے کہا وہ کیسے کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو داہنی ہتھیلی دائیں ران پر رکھتے اور سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور اس انگلی سے اشارہ کرتے جو انگوٹھے کے پاس ہے اور بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے۔''

۲. ﴿ عن جابر بن سمرةؓ قال کنا اذا صلینا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قلنا السلام علیکم ورحمته اللّٰه السلام علیکم ورحمة اللّٰه واشار بیده الی الجانبین فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علام تومون بایدیکم کانها اذناب خیل شمس انما یکفی احدکم ان یضع یدعلی فخذهٖ ثم یسلم علی اخیه من علی یمینه و شمالهٖ. ﴾

(صحیح مسلم مترجم شرح نووی جلد نمبر 2 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب "الامر بالسکون فی الصلوٰة والنهی عن الاشارة بالید و رفعها عند السلام واتمام الصفوف الاول والتراص فیها والامر بالا جتماع")

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ”جابر بن سمرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ہم لوگ نماز پڑھتے تو نماز کے ختم پر دائیں بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے یہ ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دُمیں ہلتی ہیں تمہیں یہی کافی ہے کہ قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرو۔“

(ج) دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا

اس سلسلے میں درج ذیل صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔

۱۔ ﴿عن ابن عمرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا جلس فی الصلوٰۃ وضع یدیہ علی رکبتیہ ورفع اصبعہُ الیمنٰی التی تلی الابہام فدعا بہا ویدہ الیسرٰی علی رکبتہ الیسرٰی باسطہا علیہا۔﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد 2 ”کتاب المساجد“ باب ”صفۃ الجلوس فی الصلوٰۃ کیفیۃ وضع الیدین علی الفخذین“

ترجمہ: ”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کے کلمہ کی انگلی کو اٹھاتے اس سے دعا کرتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر بچھا دیتے۔“

۲۔ ﴿عن ابن عمرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قعد فی التشہد وضع یدہ الیسرٰی علی رکبتہ الیسرٰی ووضع یدہ الیمنٰی علی رکبتہ الیمنٰی وعقد ثلاثا و خمسین واشار بالسبابۃ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ”عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنے گھٹنے پر رکھتے اور ۵۳ کی شکل بناتے اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے۔“

چنانچہ مندرجہ بالا احادیث کے مطابق قعدہ میں ہاتھوں کو رکھنے کی جو کیفیت بیان ہوئی۔ اس کی درج بالا تینوں صورتوں میں سے کسی کے مطابق بھی قعدہ میں ہاتھوں کو رکھا جاسکتا ہے اور درج سب صورتوں میں دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بند کر کے رکھنا اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی یعنی کلمہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اشارہ کرنا ہے اور بایاں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں ران پر یا بایاں گھٹنے پر کھلا ہی رکھنا ہے (واللہ اعلم)

۲۔ داہنے ہاتھ کی کہنی کو تنا ہوا رکھے (یعنی کہنی کو ران کے ساتھ نہ لگائے بلکہ ران سے اٹھا کر رکھے

﴿حدثنا مسدد نا بشر بن المفضل عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجرؓ قال قلت لانظرن الى صلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف يصلي فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستقبل القبلة فكبر فرفع يديه حتى حاذتابا اذنيه ثم اخذ شمالهٗ بيمينه فلما اراد ان يركع رفعهما مثل ذلك قال ثم جلس فافترش رجلهٗ اليسرىٰ ووضع يده اليسرىٰ على فخذه اليسرىٰ وحد مرفقه اليمنىٰ على فخذه اليمنى وقبض ثنتين وحلق حلقة ورأيته يقول هكذا وحلق بشرٌ الابهام والوسطى واشار بالسبابة.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب۳۳۱ ''كيف الجلوس في التشهد'' حدیث۹۴۹)

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا آپ ﷺ کیونکر پڑھتے ہیں تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے منہ کیا قبلہ کی طرف اور تکبیر کہی اور دونوں ہاتھ اٹھائے کانوں تک پھر بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے پکڑا پھر جب رکوع کیا دونوں ہاتھوں کو اٹھایا کانوں تک یہاں تک کہ آپ ﷺ بیٹھے تو آپ نے بایاں پاؤں بچھایا اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور دہنی کہنی کو دہنی ران سے اٹھا ہوا رکھا اور دو انگلیوں کو بند کر لیا (یعنی چھنگلیا اور اس کے پاس کی انگلی) اور حلقہ کیا (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) اور میں نے دیکھا ان کو اس طرح کرتے ہوئے پھر بشر نے اس کو بتایا بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کیا اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا''

۱۔ جلسے میں دائیں پاؤں کو کھڑا رکھا جائے

﴿عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يستفتح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصلٰوۃ بالتکبیر والقرآءۃ بالحمد اللہ رب العٰلمین وکان اذا رکع لم یشخص راسہ ولم یصوبہ ولکن بین ذٰلک وکان اذ رفع راسہ من الرکوع لم یسجد حتی یستوی قائماً وکان اذا رفع رأسہٗ من السجدۃ لم یسجد حتی یستوی جالساً وکان یقول فی کل رکعتین التحیتہ وکان یفرش رجلہ الیسرٰی و ینصب رجلہ الیمنٰی وکان ینھٰی عن عقبۃ الشیطٰن وینھٰی ان یفترش الرجل ذراعیہ افتراش السبع وکان یختم الصلٰوۃ بالتسلیم و فی روایۃ ابن نمیر عن ابی خالد وکان ینھٰی عن عقب الشیطٰن۔﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 ''کتاب الصلوٰۃ'' ''باب مایجمع صفۃ الصلوٰۃ وما یفتتح بہ و یختم بہ و صفۃ الرکوع ولاعتدال منہ والسجود والا عتدال منہ والتشھد بعد کل رکعتین من الرباعیۃ و صفۃ الجلوس بین السجدتین والتشھد الاول'')

ترجمہ: ''عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ شروع کرتے نماز کو اللہ اکبر کہہ کر اور قرأت کو الحمد اللہ رب العالمین سے اور جب رکوع کرتے تو سر کو نہ اونچا رکھتے نہ نیچا بلکہ (پیٹھ کے برابر رکھتے) بیچ میں اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھا بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعت کے بعد (قعدے میں) التحیات پڑھتے اور بایاں پاؤں بچھا کر داہنا پاؤں کھڑا کرتے اور منع کرتے شیطان کی بیٹھک سے اور منع کرتے اس بات سے کہ آدمی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر درندے جانور کی طرح بچھائے اور نماز کو سلام سے ختم کرتے تھے۔''

۴۔ سیدھے ہاتھ کی انگشت شہادت کو کس طرح رکھا جائے اور اس سے اشارہ کرنے کے بیان میں

﴿عن ابن عمرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا جلس فی الصلوٰۃ وضع یدیہ علٰی رکبتیہ ورفع اصبعہ الیمنٰی التی الابھام فدعا بھاویدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیسریٰ علیٰ رکبته الیسریٰ باسطها علیها. ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 ''کتاب المساجد'' باب ''صفته الجلوس فی الصلوٰة و کیفیة وضع الیدین علی الفخذین'')

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو وہاں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی کو اٹھاتے اس سے دعا کرتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر بچھا دیتے۔''

نوٹ: رفع سبابہ یعنی تشہد میں سیدھے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے اشارہ کا تفصیلی بیان آگے آئے گا ان شاءاللہ۔

۵۔ کلمے کی انگلی کو اشارہ میں تھوڑا سا جھکا کر رکھنا

۵. ﴿ اخبرنی احمد بن یحییٰ الصوفی قال حدثنا ابو نعیم قال حدثنا عصام بن قدامة الجدلی قال حدثنی مالک بن نمیر الخزاعی من اهل البصرة ان اباه حدثهٗ انه رای رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قاعداً فی الصلوٰة واضعاً ذراعه الیمنیٰ علی فخذه الیمنی رافعاً اُصبعه السبابة قد احناها شیئاً و هو یدعو. ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد 1 ''کتاب الافتتاح'' باب ۷۲۶ ''احناء السبابة فی الاشارة حدیث ۱۲۷۷)

ترجمہ: ''مالک بن نمیر خزاعیؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نماز میں بیٹھے تھے داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے تھے اور کلمے کی انگلی کو اٹھاتے تھے۔ اس کو کسی قدر خم کیا تھا اور آپ دعا کر رہے تھے۔''

۶۔ اشارہ کرتے وقت اپنی نگاہ شہادت کی انگلی پر رکھنا

﴿ وعن عامر بن عبد اللّٰہ بن الزبیر عن ابیه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان اذا قعد فی التشهد وضع کفه الیسریٰ علی فخذه الیسریٰ واشار بالسبابة لا یجاوز بصره اشارته. ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد 1 ''کتاب الافتتاح'' باب ۷۲۷ ''موضع البصر عند الاشارة'' حدیث ۱۲۷۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے اور (داہنے ہاتھ کی) کلمے کی انگلی سے اشارہ کرتے اور وہیں اپنی نگاہ رکھتے''

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تشہد میں جب سیدھے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرے تو اس وقت اپنی نگاہ کو انگلی پر رکھے۔

۷۔ دعا کے وقت کلمہ شہادت کی انگلی کو حرکت دینا

ترجمہ: ''وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا پھر وائل بن حجرؓ نے دیکھا اور بیان کیا تو کہا رسول اللہ ﷺ بیٹھے اور بایاں پاؤں بچھایا اور بائیں ہتھیلی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھی اور داہنی ہاتھ کی کہنی داہنی ران کے برابر کی پھر دو انگلیاں بند کر لیں اور ایک حلقہ باندھا پھر انگلی اٹھائی تو میں نے دیکھا آپ اس کو ہلاتے تھے اور اس سے دعا کرتے تھے'' (ایضاً باب نمبر۶۲۷ حدیث نمبر ۱۲۷۱)

۸۔ دعا کرتے وقت انگلی کو نہ ہلانے والی روایت ضعیف ہے

﴿عن عبد اللّٰه بن الزبير انه ذكر ان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم كان يشير باصبعه اذا دعا ولا يحركها الخ.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوة" باب نمبر ۳۳۷ "الاشارة فى التشهد" حدیث نمبر ۹۷۶)

ترجمہ: ''عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اشارہ کرتے تھے اپنی انگلی سے جب تشہد پڑھتے تھے اور اس کو حرکت نہیں دیتے تھے آخر تک''

یہ حدیث سند کے لحاظ سے ثابت نہیں ہے جیسا کہ علامہ البانیؒ نے فرمایا ہے دیکھئے "صفته الصلوة النبى" مترجم صفحہ نمبر ۱۶۰ اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے تو یہ نافی ہے اور پہلی حدیث مثبت ہے اور مثبت بالاتفاق نافی پر مقدم ہوتا ہے۔''

۹۔ قعدہ اولیٰ میں کس طرح بیٹھنا چاہیے

﴿حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن خالد عن سعيد عن محمد بن عمرو ابن حلحلة عن محمد بن عمرو بن عطآء ح قال و حدثنى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللیث عن یزید بن ابی حبیب و یزید بن محمد عن محمد بن عمرو بن حلحلۃ عن محمد بن عمرو بن عطآء انہ کان جالسامع نفر من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فذکرنا صلوٰۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ابو حمید الساعدی انا کنت احفظکم لصلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رایتہٗ اذا کبر جعل یدیہ حذو منکبیہ واذا رکع امکن یدیہ من رکبتیہ ثم ھصر ظھرہ فاذا رفع راسہ استوٰی حتی یعود کل فقارٍ مکانہ واذا سجد وضع یدیہ غیر مفترش ولا قابضھما واستقبل باطراف اصابع رجلیہ القبلۃ فاذا جلس فی الرکعتین جلس علی رجلہٖ الیسرٰی و نصب الیمنٰی فاذا جلس فی الرکعۃ الاخرۃ قدم رجلہ الیسرٰی نصب الاخرٰی وقعد علی مقعدتہ و سمع اللیث یزید بن ابی حبیب و یزید من محمد بن حلحلۃ وابن حلحلۃ من ابن عطآء وقال ابو صالح عن اللیث کل فقار مکانہ وقال ابن المبارک عن یحیٰی بن ایوب قال حدثنی یزید بن ابی حبیب ان محمد بن عمرو بن حلحلۃ حدثہٗ کل فقارہٖ ۔ ﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر ۵۳۵ "سنۃ الجلوس فی التشھد وکانت امہ الدرداء تجلس فی صلوتھا جلسۃ الرجل وکانت فقیھۃ" حدیث نمبر ۷۸۹)

ترجمہ: "محمد بن عمرو بن خطاب عطاء سے وہ نبی ﷺ کے کئی اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے پھر نبی ﷺ کی نماز کا ذکر آیا تو ابوحمید ساعدیؓ نے کہا میں تم سب میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو خوب یاد رکھنے والا ہوں میں نے دیکھا آپ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر جما دیتے پھر اپنی پیٹھ جھکا کر سر اور گردن کے برابر کر دیتے پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاتے آپ کی پیٹھ کی ہر پسلی اپنی جگہ پر آ جاتی اور جب سجدہ کرتے دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے اور نہ بانہوں کو بچھاتے نہ سمیٹ کر پہلو سے لگا دیتے اور پاؤں کی انگلیوں کی نوکیں قبلے کی طرف رکھتے جب دو رکعتیں پڑھ چکتے تو دائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے جب اخیر رکعت پڑھ چکتے بایاں پاؤں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے کرتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور سرین کے بل بیٹھتے اور لیث نے یزید بن ابی حبیب سے اور یزید نے محمد بن حلحلہ سے سنا ہے اور محمد بن حلحلہ نے محمد بن عمرو بن عطاء سے سنا ہے۔ (تو یہ حدیث منقطع نہیں ہے) اور ابو صالح نے لیث سے یوں نقل کیا ہے ہر پسلی اپنی جگہ آ جاتی ہے اور عبداللہ بن مبارک نے اس حدیث کو یحیٰی بن ایوب سے روایت کیا کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے اس میں یوں ہے ہر پسلی آپ کی۔"

۱۰۔ دوسرا سجدہ کرنا اور اللہ اکبر کہنا

پہلا سجدہ کرنے کے بعد اطمینان سے بیٹھا جائے اور اس دوران اللہ کا ذکر کیا جائے پھر جب دوسرے سجدے کے لئے جھکے تو الله اکبر کہتے ہوئے جھکے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿ان ابا هريرة كان يكبر فى كل صلوٰة من المكتوبة وغير هافي رمضان وغيره فيكبر حين يقوم ....ثم يقول الله اكبر حين يهوى ساجداً ثم يكبر حين يرفع راسه من السجود ثم يكبر حين يسجد الخ.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد 1 "كتاب الاذان" باب ۵۱۸ "يهوى بالتكبير حين يسجد" حدیث نمبر ۷۶۹)

ترجمہ: "ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ہر ایک فرض اور نفل میں رمضان میں یا اور کسی مہینے میں جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے ۔۔۔۔ پھر جب سجدہ کے لئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے۔ پھر سجدہ سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ الخ"

۱۱۔ دوسرے سجدے سے سر اٹھانا اور اللہ اکبر کہنا

قارئین کرام! پہلے سجدے کی طرح دوسرے سجدے سے اٹھتے وقت بھی اللہ اکبر کہا جائے امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو فرض نماز ہو یا نفل نماز رمضان کے مہینے میں ہو یا غیر رمضان میں ہو جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے (مندرجہ بالا حدیث جہاں سے ختم کی تھی وہیں سے شروع کی جارہی ہے)

﴿.....ثم يكبر حين يرفع راسه من السجود الخ﴾ (ایضاً)

ترجمہ: "۔۔۔ پھر دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے ۔۔۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ پہلی اور تیسری رکعت سے اٹھتے وقت کچھ دیر بیٹھے

﴿قال اخبرنی مالک بن الحویرث اللیثی انه رای النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یصلی فاذا کان فی وتر من صلوٰته لم ینهض حتی یستوی قاعدا.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلدنمبر1 "کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر۵۴۲ "من استوی قاعداً فی وتر من صلوٰته ثم نهض" حدیث۷۸۴)

ترجمہ: "مالک بن حویرث نے خبر دی انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے جب آپ طاق رکعت یا رکعتیں پڑھ چکتے تو کھڑے نہ ہوتے جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے۔"

قارئین کرام! نبی ﷺ کی سنت سے پیار کرنے والوں کا تو اس پر الحمد اللہ عمل ہے لیکن بدنصیب مقلدین تعصب کے مارے اس سنت سے بھی محروم ہیں۔

۱۳۔ پہلی اور تیسری رکعت کے بعد بغیر بیٹھے اٹھ جانے والی روایت ضعیف ہے

پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا سنت ہے پھر کھڑا ہونا چاہئے یہی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت ہے اس بیٹھنے کو جلسہ استراحت کہتے ہیں شافعی اور آئمہ حدیث کا یہی قول ہے آئمہ ثلاثہ کے نزدیک سجدہ سے اٹھ کر بیٹھنا نہ چاہئے بلکہ سیدھے کھڑے ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ اس سلسلے میں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں

﴿عن ابی هریرةؓ قال کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ینهض فی الصلوٰة علی صدور قدمیه.﴾

علامہ البانی فرماتے ہیں۔

﴿خالد بن ایاس ضعیف عند اهل الحدیث و یقال خالد بن الیاس و صالح مولی التوامة هو صالح ابن ابی صالح و ابو صالح اسمه نبهان مدنی.﴾

(ضعیف سنن ترمذی از محمد ناصرالدین الالبانی صفحہ نمبر33")

(ترمذی عربی جلدنمبر1 "ابواب الصلوٰۃ" باب "منه ایضاً" (کیف النهوض من السجود)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اٹھتے تھے نماز میں دونوں قدموں کے سروں پر یعنی پیروں کی انگلیوں پر زور دے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور بعد سجدہ کے بیٹھتے نہ تھے۔''

جیسا کہ اوپر کی تقریر سے واضح ہو گیا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ والی روایت ضعیف ہے اور یہ عند المحدثین حجت نہیں ہے۔

۱۴۔ پہلی اور تیسری رکعت کے بعد کس طرح اٹھا جائے

﴿عن ابی قلابة قال جآء نامالک بن الحویرث فصلی بنافی مسجدنا هذا فقال انی لاصلی بکم و ما ارید الصلوٰة لکنی ارید ان اریکم کیف رایت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصلی قال ایوب فقلت لابی قلابة و کیف کانت صلوٰته قال مثل صلوٰة شیخنا هذا یعنی عمرو بن سلمة قال ایوب کان ذٰلک الشیخ یتم التکبیر واذا رفع راسه عن السجدة الثآنیة جلس واعتمد علی الارض ثم قام.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ۵۴۳ ''کیف یعتمد علی الارض اذا قام من الرکعة'' حدیث ۷۸۵)

ترجمہ: ''ابو قلابہؒ سے انہوں نے کہا مالک بن حویرثؓ ہمارے پاس آئے اس مسجد میں نماز پڑھائی کہنے لگے میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں میری نیت (صرف) نماز پڑھنے کی نہیں بلکہ میں تم کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے کیسے نماز پڑھتے دیکھا۔ ایوب سختیانی نے کہا میں نے ابو قلابہ سے پوچھا مالکؓ نے کیونکر نماز پڑھائی انہوں نے کہا ہمارے شیخ عمرو بن سلمہ کی طرح ایوب نے کہا عمرو بن سلمہ پوری (بائیس) تکبیریں کہتا اور جب دوسرا سجدہ کر کے (پہلی اور تیسری رکعت میں) سر اٹھاتا تو بیٹھ جاتا اور زمین پر ٹیکا دے کر پھر اٹھتا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنن نسائی میں اس طرح ہے۔

﴿عن ابی قلابة قال کان مالک بن الحویرث یاتینا فیقول الا احدثکم عن صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم فیصلی فی غیر وقت الصلوٰة فاذ ارفع راسه من السجدة الثانیته فی اول الرکعة استوی قاعدا ثم قام فاعتمد علی الارض.﴾

(سنن نسائی مترجم جلد 1 "کتاب الافتتاح" باب ۱۵ے "الاعتماد علی الارض عند النهوض" حدیث ۱۱۵۶)

ترجمہ: "ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے تھے اور کہتے تھے کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بتلاؤں۔ پھر وہ بے وقت نماز پڑھتے تھے (یعنی نفل) تو جب دوسرا سجدہ کر کے سر اٹھاتے پہلی رکعت میں پہلے سیدھے بیٹھ جاتے پھر زمین پر ٹیکا دے کر اٹھتے۔"

تو اس روایت سے دو چیزیں ثابت ہوئیں۔

(الف) ایک تو یہ کہ جب پہلی یا تیسری رکعت (جیسا کہ اس سے پہلے ایک حدیث کے الفاظ "فاذا کان فی وتر من صلوته" (بخاری شریف) سے طاق رکعت مراد ہے) کے لئے اٹھنا چاہے تو سجدے سے سیدھا ہی نہ اٹھ جائے بلکہ بیٹھ کر اٹھے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

(ب) دوسرا یہ کہ جب اوپر اٹھانا چاہے تو ہاتھوں پر ٹیکا دے کر اٹھے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

ترجمہ: "ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے تھے اور کہتے تھے کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز نہ بتلاؤں پھر وہ نماز پڑھتے تھے تو جب دوسرا سجدہ کر کے سر اٹھاتے تو پہلی رکعت میں پہلے سیدھے بیٹھ جاتے پھر زمین پر ٹیکا دے کر اٹھتے۔"

۱۵۔ تین یا چار رکعتی نماز میں دو رکعت کے بعد تشہد پڑھنا

﴿عن عبدالله ابن مالک ابن بحینته قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الظهر فقام و علیه جلوس فلما کان فی اخر صلوته سجد سجدتین وهو جالس.﴾ (صحیح بخاری مترجم جلد 1 "کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر ۵۳۷ "التشهد فی الاولی" حدیث نمبر ۷۹۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ”عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی (دو رکعتوں کے بعد) تشہد آپ کو پڑھنا تھا لیکن کھڑے ہو گئے جب نماز ختم ہوئی تو آپ نے بیٹھے بیٹھے (سہو کے) دو سجدے کئے۔“

ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے۔

﴿عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم .... و كان يقول في كل ركعتين التحيته الخ.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 ”کتاب الصلوٰۃ“ باب ”ما يجمع صفته الصلوة وما يفتتح به و يختتم به و صفته الركوع والاعتدال منه والسجود والاعتدال منه والتشهد بعد كل ركعتين من الرباعيه و صفته الجلوس بين السجدتين والتشهد الاول“)

ترجمہ: ”عائشہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ......اور ہر دو رکعت کے بعد (قعدے میں) التحیات پڑھتے الخ“۔

۱۶۔ پہلا تشہد واجب نہیں ہے۔ (یعنی فرض نہیں ہے)

﴿ان عبدالله بن بحينته قال وهو من ازد شنوءة وهو حليف لبنی عبد مناف و كان من اصحاب النبی صلى الله عليه وسلم ان النبی صلى الله عليه وسلم صلى بهم الظهر فقام في الركعتين الاولیين لم يجلس فقام الناس معه حتى اذا قضى الصلوٰة وانتظر الناس تسليمه كبر وهو جالس فسجد سجدتين قبل ان يسلم ثم سَلَّمَ.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 ”کتاب الصلوٰۃ“ باب نمبر ۵۳۶ ”من لم يرى التشهد الاول واجبا لان النبی صلى الله عليه وسلم قام من الركعتين ولم يرجع“ حدیث نمبر ۷۹۰)

ترجمہ: ”عبداللہ بن بحینہ نے کہا جو ازدشنوءہ کے قبیلے سے اور بنی عبد مناف کے حلیف اور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو ظہر کی نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب نماز پوری کر چکے تو لوگ انتظار میں تھے کہ اب سلام پھیریں گے تو آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا پھر دو سجدے کیے سلام سے پہلے پھر سلام پھیرا۔"

۱۷۔ تشہد آہستہ پڑھنا

﴿حدثنا عبدالله بن سعيد الكندى ثنا يونس يعنى ابن بكير عن محمد بن اسحق عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابيه عن عبدالله قال من السنته ان يخفى التشهد.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوۃ" باب نمبر ۳۳۶ "اخفاء التشهد" حدیث نمبر ۹۷۳)

ترجمہ: "عبداللہ بن سعید' یونس بن بکیر' محمد بن اسحاق' عبدالرحمٰن بن اسود' ان کے والد' عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ سنت ہے تشہد کا آہستہ پڑھنا۔"

۱۸۔ اگر پہلا قعدہ چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرے

اس سے قبل "پہلا تشہد واجب نہیں ہے" کے عنوان میں جو حدیث بیان ہوئی ہے اس کا مطالعہ اس مسئلہ کے لئے کریں۔

۱۹۔ دوسرے قعدے میں تشہد پڑھنا

﴿عن شقيق بن سلمته قال قال عبدالله كنا اذا صلينا خلف النبى صلى الله عليه وسلم قلنا السلام على جبريل و ميكائيل السلام على فلان و فلان فالتفت الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان الله هو السلام فاذا صلى احدكم فليقل التَّحيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فانكم اذا قلتموها اصابت كل عبد الله صالح فى السماء والارض اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر ۵۳۸ "التشهد فى الاخرة" حدیث نمبر ۷۹۲)

ترجمہ: "شقیق بن سلمۃ سے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا (پہلے پہل) جب نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تو (سلام کے وقت) یوں کہتے جرائیل پر سلام اور میکائیل پر سلام فلانے پر سلام' فلانے پر سلام (اللہ پر سلام) پھر (ایک روز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہوا کہ) رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا (تم اللہ کو سلام کرتے ہو) اللہ کا نام تو خود سلامت ہے۔ جب تم میں کوئی نماز پڑھے تو یوں کہے۔

﴿التحیات للہ والصلوت والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین. ﴾

"جب تم کہو گے تو تمہارا سلام آسمان اور زمین میں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ ہے اس کو پہنچ جائے گا۔" اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔"

ایک دوسری حدیث میں اس طرح مروی ہے۔

﴿عبداللہ قال کنا نقول فی الصلوٰۃ خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام علی اللہ السلام علی فلان فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ان اللہ ھو السلام فاذا قعد احدکم فی الصلوٰۃ فلیقل التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین فاذا قالھا اصابت کل عبداللہ صالح فی السمآء والارض اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ ثم یتخیر من المسالۃ ما شاء. ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 "کتاب الصلوٰۃ" باب "التشھد فی الصلوٰۃ")

ترجمہ: "عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے ہم لوگ یوں کہا کرتے تھے۔ سلام ہے اللہ پر۔ سلام ہے فلاں شخص پر۔ چنانچہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا نام سلام ہے اور وہ تمام برائیوں سے سالم و پاک وصاف ہے۔ اس لئے تم لوگ تشہد میں یہ کلمات پڑھا کرو۔ ﴿التحیات اللہ الخ﴾ اس کے بعد نماز میں جو جی چاہے وہ دعا کرے کیونکہ ان کلمات کے ادا کرنے سے ہر نیک بندہ کو جو زمین پر ہو یا آسمان میں ہو سلام پہنچ جاتا ہے۔"

ائمہ اربعہ اور اہل حدیث کے ہاں تشہد کی درج ذیل حیثیت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	پہلا تشہد	دوسرا تشہد
1۔امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ	سنت ہے	سنت ہے
2۔امام مالک رحمتہ اللہ علیہ	سنت ہے	سنت ہے
3۔امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ	سنت ہے	واجب ہے
4۔امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ	واجب ہے	فرض ہے
5۔اہل حدیث	واجب ہے	واجب ہے

بحوالہ صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 حاشیہ نمبر 24 (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث) از نووی رحمتہ اللہ علیہ

۲۰۔رفع سبابہ کی مزید بحث

جیسا کہ اس سے قبل بھی بیان ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام سے تشہد کی حالت میں انگشت شہادت اٹھانے کا ثبوت صحیح احادیث سے ملتا ہے۔لیکن اس سلسلے ابھی کچھ اور تفصیل درکار ہے۔ چنانچہ یہاں چند ایسی صحیح احادیث پیش کی جارہی ہیں کہ جن سے رفع سبابہ کی کیفیت' ہیئت اور مقام واضح ہو جائے گا۔

علماء اور عوام کو رفع سبابہ کے بارے میں اس طرح قائل اور فائل پایا ہے۔

1۔ کئی لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ سرے سے رفع سبابہ کے قائل اور فائل نہیں ہیں۔

2۔ دوسرا گروہ ایسا ہے جو تشہد پڑھتے وقت انگشت شہادت کو اس وقت اٹھاتے ہیں جب وہ تشہد کے درج ذیل کلمات پر پہنچتے ہیں۔

﴿اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ.﴾

چنانچہ ''نماز پیمبر'' صفحہ نمبر ۱۹۶ پر حنفی مقلد محمد الیاس صاحب لکھتے ہیں۔

''......لہٰذا جب اشھد ان لا الہ پر پہنچے تو ہاتھ کی بڑی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے۔ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اور الا اللہ پر انگلی کو نیچے کر لے اور یہ حلقہ آخر تک بنائے۔''

3۔تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو تشہد کے لئے بیٹھتے ہی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی انگشت کو اٹھا لیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ حلقہ بھی سلام پھیرنے تک بنائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں اور اسی گروہ کا رفع سبابہ کے بارے میں ایک دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ جب وہ تشہد کے لئے بیٹھتے ہی انگشت شہادت کو اٹھانے کے ساتھ شروع تشہد سے لے کر آخر سلام تک اس کو آہستہ آہستہ حرکت بھی دیتے رہتے ہیں۔

تجزیہ

مندرجہ بالا طریقوں کو جب ہم صحیح احادیث کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں تو درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔

1۔ پہلا طریقہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

2۔ دوسرا طریقہ بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ اس کی نسبت عام طور پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی جاتی ہے کہ وہ انگلی "الا اللہ" پر اٹھاتے تھے۔

قارئین کرام! ستم ظریفی تو یہ ہے کہ حنفی مقلدین کا تو شعار ہی یہ ہے کہ صحیح احادیث کی مخالفت ہی کرنی ہے لیکن رفع سبابہ کے بارے میں کئی ایسے لوگ بھی خرافات کا شکار ہیں جن کا دعویٰ یہ ہے کہ ہمارا راستہ قرآن وحدیث کا راستہ ہے۔ لہٰذا اس مسئلے میں ان کا ضعیف حدیث سے استدلال تو دور کی بات ہے بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فعل ہی کو حجت تسلیم کر لیا ہے۔

جو چاہے تمہارا حسنِ کرشمہ ساز کرے

3۔ صحیح احادیث کے مطابق رفع سبابہ کی دو صورتیں یا دو طریقے ہیں۔

(الف) پہلا طریقہ یہ ہے کہ نمازی جونہی تشہد کے لئے بیٹھے اس کے ساتھ ہی انگوٹھے اور بڑی انگلی سے حلقہ بنالے اور انگشت شہادت کو اٹھالے اور اس سے اشارہ کرے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

﴿عن عبدالله ابن الزبير قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قعد في الصلوٰة جعل قدمه اليسرى بين فخذه و ساقه و فرش قدمه اليمنى و وضع يده اليسرى على ركبته اليسرى ووضع يده اليمنى على فخذه اليمنى واشار باصبعه.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 "کتاب المساجد" باب "صفته الجلوس في الصلوة كيفيته وضع اليدين على الفخذين" ص نمبر ۱۴۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کوران اور پنڈلی کے بیچ میں کر لیتے اور داہنا پاؤں بچھاتے اور بایاں ہاتھ گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے۔''

(ب) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جونہی تشہد کے لئے بیٹھے اس کے ساتھ ہی انگوٹھے اور بڑی انگلی سے حلقہ بنا لے اور انگشت شہادت کو اٹھا لے اور اس کو آہستہ آہستہ حرکت دیتا رہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿وائل بن حجر قال قلت لا نظرن الی صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف يصلى فنظرت اليه فوصف قال ثم قعد وافترش رجله اليسرى ووضع كفه اليسرى على فخذه و ركبته اليسرى و جعل حد مرفقه الا يمن على فخذه اليمنى ثم قبض اثنتين من اصابعه و حلق حلقة ثم رفع اصبعه فرايته يحركها يدعوبها مختصر﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الافتتاح'' باب نمبر ۷۶۲ ''قبض الثنتين من اصابع اليد اليمنى والابهام و عقد الوسطى'' حدیث نمبر ۱۲۷۱)

ترجمہ: ''وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا (پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور بیان کیا تو) کہا آپ بیٹھے اور بایاں پاؤں بچھایا اور بائیں ہتھیلی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھی اور داہنی ہاتھ کی کہنی داہنی ران کے برابر کی پھر دو انگلیاں بند کر لیں اور ایک حلقہ باندھا پھر انگلی اٹھائی تو میں نے دیکھا آپ اس کو ہلاتے تھے اور اس سے دعا کرتے تھے۔''

جیسا کہ میں نے اس سے قبل بیان کیا ہے کہ مقلدین تو حدیث پر عمل کرنے سے پہلو تہی کرتے ہی ہیں لیکن بعض ایسے لوگ بھی رفع سبابہ کے مسئلہ میں خرافات کے شکار ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ ہم قرآن وحدیث کے داعی ہیں چنانچہ نماز کے مسائل کی کتاب ''قد قامت الصلوٰۃ'' کے مصنف خواجہ محمد قاسم صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 413 پر ''رفع سبابہ کب اور کیسے'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

''بحالت تشہد سبابہ انگلی کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔اشار	عن ابن عمر مسلم 216 'نسائی ص نمبر 149
2۔رفع	عن ابن عمر مسلم ص 216 نسائی ص نمبر 149
3۔	عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن جدہ۔ ترمذی جلد 4 ص نمبر 286
4۔نصب	عن وائل بن حجر نسائی ص 136
5۔یحرکھا	عن وائل بن حجر نسائی ص 149
6۔لایحرکھا	عن ابن زبیر نسائی صفحہ 149 'ابوداؤد صفحہ نمبر 375
7۔رافعا اصبعہ السابۃ قد احناھا شیاء	عن مالک بن نمیر خزاعی عن ابیہ نسائی ص 149 'ابوداؤد ص 376

ان تمام احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارے کی صورت تو شروع سے لے کر ۔ک قائم رہنی چاہئے اور اشارے کی انگلی کو ذرا سا اٹھا کر رکھنا چاہئے بایں صورت کہ وہ آگے سے ۔کی ہوئی ہو اور لا الہ الا اللہ کے وقت اشارہ کے لئے انگلی کو ایک دفعہ اوپر نیچے ہلانا چاہئے۔ بار ۔ں ہلانا چاہئے۔" (صفحہ نمبر ۴۱۳)

قارئین کرام! اوپر جو نمبر ۶ اور ۷ میں ابن زبیر اور مالک بن نمیر خزاعی کی روایات جو ۔ب سنن نسائی اور سنن ابوداؤد کے حوالے سے قاسم صاحب نے بیان کی ہیں بالترتیب "شاذ" اور ۔یف" ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ "ضعیف سنن ابی داؤد" از علامہ ناصر الدین البانی رحمتہ اللہ علیہ۔

قارئین کرام! اس بات کو تو محمد قاسم صاحب بھی مانتے ہیں کہ "تشہد بیٹھتے ہی ہاتھ کو ۔ے کی وضع میں تو ضرور رکھنا چاہئے۔ (ص نمبر ۴۱۵)

لیکن انگلی کے اشارے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

"لیکن انگلی اٹھا کر اشارہ اس وقت کرنا چاہئے جب اشارہ کی بات ہو اور وہ جیسا کہ پہلے ۔وا توحید ربانی ہے۔ (صفحہ نمبر ۴۱۵)

یعنی کہ وہ ص نمبر 413 پر بیان کر چکے ہیں کہ "لا الہ الا اللہ" کے وقت اشارے کے ۔لی کو ایک دفعہ اوپر نیچے ہلانا چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید صفحہ نمبر ۲۱۴ پر قاسم صاحب لکھتے ہیں۔

''انگلی کو حرکت دینے کے بارے حنفیہ اور شافعیہ کا تقریباً یہی مسلک ہے۔ صرف معمولی فرق ہے۔ یعنی انگلی کو لا الہ الا اللہ پر ایک بار ہلایا جائے۔ بار بار نہیں ہلانا چاہئے اور نہ ہی شروع سے لے کر آخر تک انگشت شہادت کو حرکت دینا بے کار بلکہ بے شرم نظر آتی ہے۔

(قد قامت الصلوٰۃ ص۲۱۵)

قارئین کرام! محمد قاسم صاحب نے حنفی اور شافعی مسلک تو بیان کر دیا کہ ان دونوں کا مسلک اس بارے میں ایک ہی ہے۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ ان جیسے (خواجہ قاسم کی طرح) اہل حدیث کا مسلک بھی تقریباً حنفیوں اور شافعیوں والا ہی ہے۔

خواجہ محمد قاسم صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۱۵ پر لکھتے ہیں۔

''بعض نمازیوں کو میں نے دیکھا ہے جو شروع سے لے کر آخر تک انگشت شہادت کو سیدھا اکڑائے رکھتے ہیں اور کبھی کبھی ہلا دیتے ہیں یہ کارروائی بے کار بلکہ بے شرم نظر آتی ہے۔ تشہد بیٹھتے ہاتھ کو اشارے کی وضع میں تو ضرور رکھنا چاہئے لیکن انگلی اٹھا کر اشارہ اسی وقت کرنا چاہئے۔ جب اشارہ کی بات ہو اور وہ جیسا کہ پہلے بیان ہوا تو حید ربانی ہے۔ ایسے وقت اشارہ کرنا جب اشارہ مقصد ہی کوئی نہ ہو مہمل بات لگتی ہے۔''

مزید اس کے ساتھ لکھتے ہیں۔

''بشر بن مروان دونوں ہاتھ بلند کئے منبر پر خطبہ دے رہا تھا عمارہ بن رویبہ نے کہا۔

﴿قبح الله هاتين اليدين لقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يزيد على ان يقول هكذا و اشار باصبعه المسبحته.﴾ (مسلم صفحہ ۲۸۴)

ترجمہ: ''برا ہو ان ہاتھوں کا میں نے نبی ﷺ کو اس سے زیادہ کرتے نہیں دیکھا آپ ﷺ انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے تھے۔''

محمد قاسم صاحب لکھتے ہیں کہ ''اب اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ پورے خطبے میں اشارہ ہی فرماتے رہتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے جب کوئی اشارہ کرنا مقصود ہوتا تھا۔

قارئین کرام! بات تو ہو رہی تھی تشہد میں اشارہ کی جبکہ محمد قاسم صاحب استدلال کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں امام کا خطبہ کے دوران اشارہ کرنے کے طریقہ سے۔ یہ بات تو درست ہے کہ جب خطبہ میں اشارہ کرنا مقصود ہو تو اس وقت انگشت شہادت ہی سے اشارہ کرنا چاہئے نہ کہ دونوں ہاتھوں سے جیسا کہ آج کل ہمارے اکثر خطباء کرتے ہیں لیکن نماز میں تشہد کے حوالے سے کسی صحیح حدیث میں ایسی کوئی صراحت نہیں ہے کہ انگلی "لا الہ الا اللہ" پر اٹھانی چاہئے۔ اب اپنی طرف سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ رفع سبابہ کے بارے میں دین سازی شروع کر دے۔ کہ لا الہ یا الا اللہ پر انگلی اٹھانی چاہئے۔

"صلوۃ الرسول ﷺ" کے مصنف محترم محمد صادق سیالکوٹیؒ نے بھی اپنی کتاب میں صفحہ نمبر ۲۶۶ سے ۲۷۳ تک تفصیلاً بحث کی ہے۔ جس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے۔

محترم صادق سیالکوٹی صاحب پہلے صفحہ نمبر ۲۶۶ سے لے کر ۲۶۹ تک صحیح مسلم، ابوداؤد اور نسائی کے حوالے سے چند احادیث نقل کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام تشہد میں انگلی سے اشارہ فرمایا کرتے تھے۔ اس کے بعد صفحہ نمبر ۲۶۹ پر زیر عنوان "انگلی اٹھانے کی کیفیت" میں لکھتے ہیں۔

"تشہد میں انگلی کا اٹھانا تو یقیناً ثابت ہوا۔ اب اس بات کی مزید تحقیق کرتے ہیں کہ انگلی کے اٹھانے کی کیفیت اور صورت کیا ہے۔ گزارش ہے کہ تشہد کے معنی ہیں گواہ ہونا اور التحیات میں دو گواہیاں دی جاتی ہیں۔ اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد عبده و رسوله. اس لئے التحیات کو تشہد کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے امام شافعی کے نزدیک الا اللہ کہتے وقت انگلی سے اشارہ کرنا آیا ہے کہ زبان جب توحید کی گواہی دے تو انگلی فعلی گواہی دے کہ اللہ ایک ہے۔ ایسے ہی حنفیہ کے نزدیک بھی تہلیل کے وقت انگلیاں بند کر کے اشارہ کرے...... لیکن جب ہم احادیث صحیحہ پر غور کرتے ہیں تو کسی حدیث سے "لا" یا "الا اللــــــہ" کے وقت اشارہ کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ ایسے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ جب نماز میں بیٹھتے۔ تو انگشت شہادت سے اشارہ کئے ہوئے یعنی شروع التحیات سے اخیر تک اشارہ کئے رہتے۔ صحیح مسلم میں ہے۔

﴿كان اذا جلس فى الصلوة وضع يديه على ركبتيه ورفع اصبعه اليمنى التى تلى الابهام فدعابها.﴾

جب حضور نماز میں بیٹھتے تو دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی کو اٹھاتے۔ اس سے دعا کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ عبارت بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ نماز میں بیٹھ کر دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور اس وقت ہی انگلی کا اشارہ بھی شروع کر دیتے۔ ﴿فدعابھا﴾ دعا کرتے ساتھ انگلی کے یعنی جب تک انگلی کھڑی رکھتے دعا پڑھتے رہتے اور ساری التحیات دعا ہی ہے۔ تو بہتر طریق انگلی اٹھانے کا یہ ہوا کہ التحیات میں بیٹھتے ہی انگوٹھے کو درمیان کی انگلی کی جڑ میں رکھ کر باقی انگلیاں بند کر کے انگشت شہادت کو کھڑی کر دیں۔ اس طرح کہ ذرا خم رہے کہ ابوداؤد میں ہے ﴿قد حناھا شیئا﴾ کے الفاظ بھی آئے ہیں کہ حضور ﷺ انگلی کو تھوڑا سا جھکائے ہوئے تھے۔ ﴿لا یجاوز بصرہ اشارۃ﴾ اپنی نگاہ اشارے کے مقام پر رکھتے تو خمیدہ انگشت کے اشارے سے ساری التحیات پڑھیں جب التحیات ختم کر لیں تو پھر انگلی رکھ دیں۔ (صلوۃ الرسول ﷺ از محمد صادق سیالکوٹی)

رفع سبابہ کب اور کیسے کرنی چاہئے تو اس سلسلے میں خواجہ محمد قاسم صاحب ایک اور اہل حدیث ہی سے سن لیں۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف شرح نووی کے عظیم مترجم علامہ وحید الزمان رحمتہ اللہ علیہ رفع سبابہ کے بارے میں امام نووی رحمتہ اللہ علیہ کی بحث حنفی اور شافعی مسلک کے حوالے سے نقل کرتے ہیں (جیسا کہ محمد قاسم صاحب نے بھی یہ بحث کی ہے) پھر اس کے بعد علامہ وحید الزمان رحمتہ اللہ علیہ اس بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''مترجم کہتا ہے کہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے اسی طرح بیٹھتے یعنی کلمہ کی انگلی سے اشارہ کئے ہوئے۔ اب خاص الا اللّٰہ کے وقت اشارہ کرنا یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اس لئے اہل حدیث کا عمل اس پر ہے کہ وہ شروع قعدہ سے اخیر تک کی انگلی سے اشارہ کئے رہتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ (صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 ''کتاب المساجد'' باب ''صفتہ الجلوس فی الصلوۃ کیفیتہ وضع الیدین علی القعدین'' حاشیہ ۵۱ ص نمبر ۱۴۳)

علامہ ناصر الدین البانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''صفتہ صلوۃ النبی'' اردو ترجمہ بنام ''نماز نبوی'' از شیخ الحدیث صادق خلیل صاحب نے ''تشہد میں سبابہ انگلی کو حرکت دینا'' کے عنوان میں لکھتے ہیں۔ چنانچہ البانی صاحب مسلم شریف، ابوداؤد، نسائی وغیرہ کے حوالے سے رفع سبابہ کی احادیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"معلوم ہوا کہ انگلی کے اشارہ کرنے اور حرکت دینے میں استمرار مسنون ہے اور سلام پھیرنے تک کیفیت باقی رہے۔ امام مالک اور دیگر ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ امام احمد سے سوال کیا گیا کیا نماز میں انگلی سے اشارہ کرنا درست ہے۔ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ پس ان لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہئے تشہد میں انگلی سے حرکت دینے اور اشارہ کرنے کو سنت نہیں سمجھتے بلکہ بے فائدہ کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ باوجود ان دلائل کے انگلی کو حرکت نہیں دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں اس قسم کا کام نماز کے لئے مناسب نہیں ہے اور ان دلائل کی تاویلات میں تکلف اختیار کرتے ہیں۔ تعجب تو ان لوگوں پر ہے۔ جو نہ صرف اس مسئلہ میں بلکہ دیگر بہت سے مسائل میں اپنے امام کی طرف سے مدافعت کرتے ہیں جبکہ امام کی رائے سنت کے مخالف ہے وہ کہتے ہیں کہ امام کی رائے کو غلط قرار دینے سے امام پر طعن و تشنیع کرنی لازم آتی ہے اور اس کا احترام ختم ہو جاتا ہے یہ لوگ اس بات کو فراموش کر دیتے ہیں کہ صحیح سنت کا انکار کرنا حقیقتاً رسول کریم ﷺ کی ذات پر طعن کرنا ہے۔ اس لئے کہ سنت کو پیش کرنے والے وہی تو ہیں ﴿فما جزاء من یفعل ذالک منکم الاخیزی فی الحیوۃ الدنیا. الایتہ.﴾ بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ شہادت کی انگلی کو اشارہ کرنے کے بعد بند کر لیا جائے یا نفی کے وقت اشارہ کرنا اور اثبات کے وقت اس کو بند کر لینا اس کا سنت میں کوئی اثر نہیں ہے۔ صحیح حدیث کے مخالف ہے۔ بعض احادیث میں مروی ہے کہ آپ شہادت کی انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے (جیسا کہ محمد قاسم صاحب نے بھی ابوداؤد اور نسائی کے الفاظ "لا یحرکھا" سے نقل کیا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے)

لیکن یہ حدیث سند کے لحاظ سے ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے ضعیف ابوداؤد (۱۷۵) اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے تو ہم کہیں گے یہ نافی ہے اور پہلی حدیث مثبت ہے اور مثبت باتفاق نافی پر مقدم ہوتا ہے۔ (نماز نبوی صفحہ نمبر ۱۵۹۔)

قارئین کرام! میں نے رفع سبابہ کے بارے میں محمد صادق سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ، علامہ وحید الزمان رحمتہ اللہ علیہ اور علامہ ناصر الدین البانی رحمتہ اللہ علیہ کے نقطہ نظر سے ثابت کیا ہے کہ ان اہل علم کے نزدیک رفع سبابہ کی کون سے کیفیت اور صورت صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ آیئے اب اس بحث کو سمیٹتے ہوئے اس سلسلے میں چند صحیح احادیث کا مطالعہ فرمائیں تا کہ اس پوری بحث کا خلاصہ ان احادیث سے واضح ہو جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1. ﴿عن ابن عمر رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا قعد فی التشهد وضع یده الیسری علی رکبته الیسری ووضع یده الیمنی علی رکبته الیمنی و عقد ثلاثا و خمسین و اشار بالسبابة.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد 2 ''کتاب المساجد'' باب ''صفته الجلوس فی الصلوٰة کیفیة وضع الیدین علی القعدین

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنے گھٹنے پر رکھتے اور ۵۳ کی شکل بناتے اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے۔''

2۔ اور مندرجہ بالا باب ہی کی پہلی حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔

﴿عن عبدالله ابن الزبیر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قعد فی الصلوٰة جعل قدمه الیسری بین فخذه و ساقه و فرش قدمه الیمنی ووضع یده الیسری علی رکبته الیسری ووضع یده الیمنی علی فخذه الیمنی واشار باصبعه.﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں کو ران اور پنڈلی کے بیچ میں کر لیتے اور داہنا پاؤں بچھاتے اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے۔''

3۔ مندرجہ بالا باب کی دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿عن عبدالله ابن الزبیر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قعد یدعو وضع یده الیمنی علی فخذه الیمنی ویده الیسری علی فخذه الیسری واشار باصبعه السبابة ووضع ابهامه علی اصبعه الوسطی ویلقم کفه الیسری علی رکبته.﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا کرنے کے لئے بیٹھتے تو داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا بیچ کی انگلی پر رکھتے اور بائیں ہتھیلی کو بایاں گھٹنا دیتے۔''

صحیح مسلم کی درج بالا تینوں احادیث سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) جیسے ہی نمازی تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھ لے۔

(ب) ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ جونہی دائیاں ہاتھ دائیاں ران پر رکھا جائے تو اسی وقت کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا شروع کرے۔

(ج) تشہد میں کلمہ کی انگلی کی اس کیفیت کو کہ انگلی کو اشارے کی وضع میں رکھنا چاہیئے۔

(د) خواجہ محمد قاسم صاحب کا یہ کہنا کہ شروع تشہد سے لے کر آخر تک انگلی سیدھی اکڑائے رکھنا اور کبھی کبھی ہلانا بے کار بلکہ بے شرم نظر آتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں طریقے یعنی یا تو انگلی کو صرف اٹھائے رکھنا تھوڑا سا خم دے کر یا پھر اس طرح اٹھانے کے ساتھ ساتھ اس کو آہستہ آہستہ حرکت بھی دینا حدیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

شروع تشہد سے لے کر آخر سلام پھیرنے تک دعائیں ہی ہیں اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام جب تشہد میں دعا فرماتے تو کلمہ کی انگلی سے اشارہ فرماتے۔ لہٰذا تشہد کے شروع سے لے کر آخر تک یہی کیفیت رہنی چاہیئے نہ کہ لا اله یا الا الله پر انگشت شہادت کو اٹھایا جائے۔ لا اله یا الا الله علیحدہ کوئی ایسے دعائیہ کلمات نہیں ہیں کہ ان الفاظ پر آ کر انگلی اٹھائی جائے۔ لہٰذا تشہد میں شروع سے لے کر آخر تک انگلی کو اٹھایا جائے اور اس سے اشارہ کیا جائے۔ (واللہ اعلم)

۲۱۔ دوسرے تشہد میں کس طرح بیٹھا جائے

﴿حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن خالد عن سعيد عن محمد بن عمرو ابن حلحلته عن محمد بن عمرو ابن عطآء ح قال و حدثني الليث عن يزيد بن ابى حبيب و يزيد بن محمد عن محمد عن محمد بن عمرو بن حلحلته عن محمد بن عمرو بن عطآء انه كان جالسا مع نفر من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم فذكر نا صلوة النبى صلى الله عليه وسلم فقال ابو حميد الساعدى انا كنت احفظكم لصلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم رايتهٗ ..... فاذا جلس فى الركعته الاخرة قدم رجله اليسرى و نصب الاخرى وقعد على مقعدته وسمع الليث يزيد بن ابى حبيب و يزيد من محمد بن حلحلته و ابن حلحلته من ابن عطآء و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال ابو صالح عن الليث كل فقار مكانه و قال ابن المبارك عن يحيى بن ايوب قال حدثني يزيد بن ابي حبيب ان محمد بن عمرو بن حلحلته حدثه كل فقاره.﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۵۳۵ ''سنته الجلوس فی التشهد و كانت ام الدرداء تجلس فی صلوتها جلسته الرجل و كانت فقيهته.'' حدیث نمبر ۷۸۹)

ترجمہ: ''ابوحمید ساعدی نے کہا میں تم سب میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو خوب یاد رکھنے والا ہوں میں نے دیکھا...... جب اخیر رکعت پڑھ چکتے بایاں پاؤں آگے کرتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور سرین کے بل بیٹھتے اور لیث نے یزید بن ابی حبیب سے اور یزید نے محمد بن حلحلہ سے سنا ہے اور محمد بن حلحلہ نے محمد بن عمرو بن عطاء سے سنا ہے (تو یہ حدیث منقطع نہیں ہے) اور ابوصالح نے لیث سے یوں نقل کیا ہے۔ ہر پسلی اپنی جگہ آ جاتی اور عبداللہ بن مبارک نے اس حدیث کو یحییٰ بن ایوب سے روایت کیا کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے اس میں یوں ہے ہر پسلی آپ کی۔''

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

﴿عن عبدالله بن الزبير قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قعد فى الصلوٰة جعل قدمه اليسرى بين فخذه و ساقه و فرش قدمه اليمنى ووضع يده اليسرى على ركبته اليسرى ووضع يده اليمنى على فخذه اليمنى واشار باصبعه.﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 ''کتاب المساجد'' باب ''صفة الجلوس فى الصلوٰة و كيفية وضع اليدين على الفخذين'' ص نمبر ۱۴۲)

ترجمہ: ''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو ران اور پنڈلی کے بیچ میں کر لیتے اور داہنا پاؤں بچھاتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۔آخری تشہد میں تورک

آخری تشہد میں بیٹھنے کی مسنون کیفیت جو اوپر بیان ہو چکی ہے اسے تورک کہتے ہیں۔اس میں مرد اور عورت کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور اسی پر عمل ہے اصحاب الحدیث کا۔جبکہ حنفی مقلدین نے تورک کو عورتوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔حالانکہ ایسی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے جس سے مردوں کو اس مسنون طریقہ تشہد سے مستثنیٰ کیا جائے۔اگرچہ ایک روایت ہے جس کو ''نماز پیمبر'' کے مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۹۴ پر "قعدہ" کے عنوان میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ تورک کرنا مردوں کے لئے مسنون طریقہ نہیں ہے۔چنانچہ الیاس صاحب لکھتے ہیں۔

﴿عن عائشه رضی الله عنها و فیه و کان یقول فی کل رکعتین التحیة و کان یفرش رجله الیسری و ینصب رجله الیمنٰی .....﴾

الحدیث (مسلم صفتہ الصلوٰۃ'')

ترجمہ: ''عائشہ رضی اللہ عنہا اور عن ابیہا کی روایت میں ہے آپ ﷺ فرماتے تھے ہر دو رکعت کے بعد التحیات کے لئے بیٹھنا ہے اور آپ ﷺ اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے۔''

اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے (اگرچہ الیاس صاحب تورک کے مسئلے میں یہاں بالکل خاموش ہیں اور انہوں نے مردوں اور عورتوں کے تشہد بیٹھنے کے طریقے میں کوئی تخصیص نہیں کی ہے) حنفی مقلدین دونوں تشہد میں اسی طرح بیٹھتے ہیں۔حنفی مقلدین کے پیش نظر اگر صرف یہی ایک روایت ہے تو پھر عورتوں کے لئے تورک کو مخصوص کرنا کس صحیح حدیث سے ہے۔حالانکہ کوئی ایسی صحیح روایت نہیں ہے جو تورک کرنا عورتوں کے ساتھ مخصوص کرے۔

ایک حنفی مقلد مولانا ظہور الباری اعظمی تفہیم بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں ''اس مسئلہ میں چاروں امام مختلف ہیں حنفیہ کے یہاں وہی معروف و مشہور طریقہ ہے۔لیکن دوسرے ائمہ کے یہاں الگ الگ اس کے طریقے ہیں اور سب ثابت ہے۔صرف اختیار اور استحباب میں اختلاف ہے حنفیہ کے یہاں عورت اور مرد کے بیٹھنے کے طریقہ میں بھی اختلاف ہے۔عورتوں کے لئے تورک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحب ہے اور یہی ان کے لئے مناسب بھی ہے ابوداؤد کی ایک مرسل حدیث بھی اس سلسلے میں ہے۔ جو حنفیہ کے مسلک کی تائید کرتی ہے۔''

(تفہیم صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر 1 باب نمبر ۵۳۶ (حاشیہ) ''کتاب الصلوۃ'')

قارئین کرام! حنفی مقلدین کو حدیث بھی وہ ملی ہے جو عندالمحدثین حجت ہی نہیں ہے یعنی مرسل حدیث (اور ویسے بھی میں نے کافی کوشش کی لیکن مجھے ابوداؤد میں یہ حدیث نہیں مل سکی) جب کہ اس کے برعکس ہم نے اوپر ''تشہد میں کس طرح بیٹھا جائے'' کے عنوان میں سیدنا ابوحمید ساعدیؓ اور سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ سے بخاری اور مسلم میں روایت کردہ احادیث سے آخری تشہد کے لئے تورک کرنا ثابت کیا ہے اور ان روایات سے مردوں کے لئے بدرجہ اولیٰ تورک کرنا ثابت ہوتا ہے اور یہی مسنون ہے کہ نمازی آخری تشہد میں تورک کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو۔ (واللہ اعلم)

۲۳۔ تشہد کے کلمات

تشہد کے لئے صحیح احادیث سے کئی طرح کے الفاظ منقول ہیں جن میں سے چند کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

۱۔ ﴿حدثنا ابو نعيم قال حدثنا الا عمش عن شقيق بن سلمة قال عبدالله كنا اذا صلينا خلف النبي صلى الله عليه وسلم قلنا السلام على جبرئيل و ميكائيل السلام على فلان و فلان فالتفت الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان الله هو السلام فاذا صلى احدكم فليقل التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوتُ وَالطَّيِّبٰتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فانكم اذا قلتموها اصابت كل عبدالله صالح في السمآء والارض اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ .﴾

(صحیح البخاری شریف مترجم جلد 1 ''کتاب الصلوۃ'' باب نمبر ۵۳۸ ''التشهد في الاخرة'' حدیث نمبر ۷۹۲)

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ہم (پہلے پہل) جب نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تو (سلام کے وقت) یوں کہتے جبرئیل پر سلام اور میکائیل پر سلام فلانے پر سلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاں نے پر سلام (اللہ پر سلام) پھر (ایک روز ایسا ہوا کہ) رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا (تم اللہ کو سلام کرتے ہو) اللہ کا نام تو خود سلامت ہے جب تم میں کوئی نماز پڑھے تو یوں کہے ﴿التحیات للہ والصلوٰت والطیبات اسلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ و برکاتہ السلام علینا و علی عباد اللّٰہ الصالحین﴾ جب تم یہ کہو گے تو تمہارا سلام آسمان اور زمین میں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ ہے اس کو پہنچ جائے گا۔ ﴿اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ.﴾

تشہد کے مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ روایت بخاری شریف میں ''کتاب الصلوٰۃ'' کے باب نمبر ۵۴۰ ''ما یتخیر من الدعآء بعد التشھد ولیس بواجب'' حدیث نمبر ۷۹۵'' میں بھی منقول ہے۔

۲. ﴿عن ابن عباس یقول علمنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم التشھد کفی بین کفیہ کما یعلمنی السورۃ من القرآن واقتص التشھد بمثل ما اقتصوا.﴾

• (صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ''التشھد فی الصلوٰۃ'' صفحہ نمبر ۲۸)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑ کے مندرجہ بالا تشہد اس طرح سکھایا جس طرح آپ مجھے قرآن کی سورتیں سکھایا کرتے تھے۔''

چنانچہ مسلم شریف کے اسی باب کی اگلی روایت میں سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے تشہد کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

﴿عن ابن عباس انہ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعلمنا التشھد کما یعلمنا السورۃ من القراٰن فکان یقول التَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ فِی روایتہ ابن رمح کما یعلمنا القراٰن﴾ (ایضاً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''ابن عباس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو تشہد اس طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآن کریم کی سورتیں سکھاتے تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے التحیات المبارکات سے آخر تک اور ابن رمح کا بیان ہے کہ قرآن کریم کی سورتوں کی مانند آپ سکھایا کرتے تھے۔''

احادیث میں تین طرح کے تشہد بیان ہوئے ہیں اور باتفاق علماء ہر ایک کا پڑھنا درست ہے۔ امام شافعیؒ اور بعض مالکی اشخاص کے نزدیک عبداللہ بن عباسؓ کا بیان کردہ مندرجہ بالا تشہد افضل ہے۔ کیونکہ اس میں ''مبارکات'' کا لفظ ہے جو قرآن کریم کی آیت ﴿تحیة من عند اللّٰہ مبارکة طیبة﴾ کے عین موافق ہے۔ نیز ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہم تشہد اس طرح سکھایا جس طرح قرآن کریم کی سورتیں اور آیات سکھائی ہیں (حاشیہ حدیث درجہ بالا ابن عباسؓ از امام نوویؒ)

۳۔ ﴿عن حطان بن عبد اللّٰہ الرقاشی قال صلیت مع ابی موسی الاشعری صلوٰۃ ..... واذا کان عند القعدة فلیکن من اول قول اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبٰتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰہِ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ﴾ (ایضاً)

اوپر جو تین طرح کے تشہد بیان ہوئے ہیں کچھ کمی بیشی کے ساتھ ترجمہ ایک ہی ہے جو درج ذیل ہے (سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کے بخاری شریف والے تشہد کا ترجمہ درج ذیل ہے)

ترجمہ: ''سب تعریفیں اور بدنی عبادتیں (یعنی نماز وغیرہ) اور مالی عبادتیں (یعنی زکوٰۃ وغیرہ) اللہ ہی کے لئے ہیں اے نبی (ﷺ) تم پر سلام اور اللہ کی برکتیں ہم پر بھی سلام اور اللہ کے سب بندوں پر سلام میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

۲۴۔ تشہد سے پہلے بسم اللہ پڑھنے والی روایت ضعیف ہے

﴿اخبرنا محمد بن عبدالاعلیٰ قال حدثنا المعتمر قال سمعت ایمن وھو ابن نابل یقول حدثنی ابو الزبیر عن جابر قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم یعلمنا التشھد کما یعلمنا السورۃ من القراٰن بسم اللہ و باللہ التحیات للہ و الصلوات و الطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین اشھدان لا الہ الا اللہ وشھدان محمدا عبدہ ورسولہ اسأل اللہ الجنۃ واعوذ باللہ من النار.﴾

(سنن نسائی "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۲۷ "نوع اخر من التشھد" حدیث نمبر ۱۱۷۸)

ترجمہ: ''جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ہم کو تشہد اس طرح سکھلاتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے تھے۔ بسم اللہ سے آخر تک۔''

بعض لوگوں کو میں نے تشہد شروع کرنے سے پہلے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھتا سنا ہے اور مذکورہ روایت میں صرف "بسم اللہ" ہے۔

علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ''ضعیف سنن نسائی'' میں "کتاب التطبیق" باب نمبر ۱۰۴ "نوع آخر من التشھد" ص ۳۹)

۲۵۔ اصلاح عقیدہ

اوپر سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت جو بخاری شریف کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے اس میں تشہد کے الفاظ'' اسلام علیک ایھا النبی'' آئے ہیں۔ اس لئے کئی حنفی مقلدین اسلام علیك ایھا النبی کے ان الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام حیات ہیں اور حاضر وناظر ہیں لہٰذا آپ ﷺ کو یا محمد اور یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا جائز ثابت ہوا۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک حنفی مقلد نے مجھے کہا کہ آپ لوگوں نے تو تشہد ہی بدل دیا ہے میں نے کہا وہ کیسے کہنے لگا کہ آپ "اسلام علیك ایھا النبی" کی بجائے "اسلام علی النبی" پڑھتے ہیں میں نے کہا تشہد کو ہم نے نہیں بدلا بلکہ اس نے بدلا جس صحابی نے اس تشہد کو روایت کیا اور وہ صحابی کوئی عام صحابی نہیں بلکہ احناف کے مطابق تو وہ فقہی صحابی ہے۔ صحابی (جب کہ ہمارے نزدیک صحابہ کے مابین فقہی اور غیر فقہی کی تقسیم نہیں ہے) اور وہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی ذات گرامی ہے چنانچہ سیدنا ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں۔

﴿حدثنا ابو نعیم حدثنا سیف قال سمعت مجاھدا یقول حدثنی عبد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہ بن سخبرۃ ابو معمر قال سمعت ابن مسعودؓ یقول علمنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و کفی بین کفیہ التشھد کما یعلمنی السورۃ من القران "التحیات للّٰہ والصلوت والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ" وھو بین ظھر انینا فلما قبض قلنا السلام یعنی علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 3 "کتاب الاستیذان" باب نمبر ۷۰۷ "الاخذ بالیدین و صافح حماد بن زیدن ابن المبارک بیدیہ" حدیث نمبر ۱۱۹۳)

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو تشہد اس طرح سکھایا کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھوں میں تھا جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے ﴿التحیات للّٰہ والصلوت والطیبت السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ﴾ یہ تشہد ہم اس وقت پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہم ﴿السلام علیک ایھا النبی﴾ کے بدل ﴿اسلام علی النبی﴾ کہنے لگے۔''

مؤطا امام مالکؒ مترجم صفحہ نمبر ۸۱ پر باب ﴿التشھد فی الصلوٰۃ﴾ میں سیدہ عائشہؓ کی روایت کے بعد فائدہ نمبر ۲ میں لکھا ہے۔

''عبداللہ بن عمرؓ کے تشہد میں اسلا م علی النبی وارد ہے اور بخاری نے روایت کیا ابن مسعودؓ سے کہ جب آنحضرت ﷺ زندہ تھے۔ تو ہم یوں کہتے تھے نماز میں "اسلا م علیك ایھا النبی" پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو ہم کہنے لگے "اسلا م علی النبی" اور روایت کیا اس کو ابوعوانہ اور سراج اور جوزقی اور ابونعیم اصبہانی اور بیہقی نے طریق متعدہ سے اور سب میں یہ ہے کہ آپ آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم "اسلا م علی النبی" کہنے لگے اور ایسا ہی روایت کیا اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابونعیم سے زرقانی نے کہا کہ یہ روایت ابن مسعودؓ سے بلاشک صحیح ہے اور میں نے اس کا ایک متابع قوی پایا ہے۔ ابن عبدالرزاقؒ نے روایت کیا ہے ﴿اخبرنا ابن جریج اخبرنی عطاءُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان الصحابة كانوا يقولون والنبي صلى الله عليه وسلم حيٌ السلام عليك ايها النبي فلما مات قالوا السلام على النبي﴾ یعنی عطاؒ نے کہ صحابیؓ کہتے تھے جب نبی ﷺ زندہ تھے۔ "اسلا م عليك ايها النبي" پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو کہنے لگے "اسلا م على النبي" اور یہ اسناد صحیح ہے اور سعید بن منصور نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عباس نے بحث کی ابن مسعودؓ سے کہ ہم اسلا م عليك ايها النبي جب کہتے تھے۔ کہ حضرت ﷺ زندہ تھے۔

توابن مسعودؓ نے جواب دیا کہ ہم کو آنحضرت ﷺ نے اسی طرح سکھایا اور ہم ایسا ہی جانتے ہیں لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ ابوعبیدہ نے ابن مسعودؓ سے نہیں سنا اور اسناد بھی ضعیف ہے بلکہ صحیح روایت ابن مسعودؓ سے وہی ہے جو بخاری نے بواسطہ ابومعمر کے روایت کیا اور اخراج کیا اس کا بہت ائمہ حدیث نے طریق متعددہ اور اسانید صحیحہ سے پھر جب ثابت ہو گیا یہ امر عبداللہ بن مسعودؓ عبد اللہ بن عباس اور صحابہ کرامؓ سے کہ وہ بعد آپ کی وفات کے "اسلا م على النبي" کہتے تھے تو واجب ہے اتباع اس کا ہم پر۔ ان آثار سے یہ امر صاف ہو گیا کہ صحابہ کرامؓ کا اعتقاد یہی تھا کہ بعد وفات کے نبی ﷺ ہمارے سلام کو نہیں سنتے ہیں پھر ندا کرنا ناجائز ہوگا تو جب سلام پڑھنا ندا کے ساتھ مختلف فیہ ہوا تو پھر مطلق ندا کا کیا حال ہوگا وہ کیونکر درست ہوگی۔ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں لیکن یہ زندگی دنیا کی سی زندگی نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی حیات برزخی ہے جس کا ادراک ہم لوگوں کو نہیں ہوسکتا اور جو شخص یہ سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ ہر جگہ اور ہر مقام میں پکار پکارنے والے کی سن لیتے ہیں اور اس کی حاجت روائی کرتے ہیں تو وہ مشرک ہے کیونکہ یہ صفت الله جل جلاله کی ہے کہ ہر جگہ اور ہر مکان سے سنتا ہے اور ہر ایک کی حاجت اور مراد لاتا ہے۔ سوائے الله جل جلالهٗ کے کسی نبی یا ولی میں یہ قدرت نہیں ہے۔"

قارئین کرام! موطا امام مالکؒ میں سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

﴿عن نافع ان عبد الله بن عمر كان يتشهد فيقول بسم الله التحيات لله الصلوت لله الزاكيات لله اسلام على النبي ورحمة الله وبركاته اسلام علينا وعلى عباد الله الصلحين شهدت ان لا اله الا الله شهدت ان محمد رسول الله يقول هذا في الركعتين الاولين ويدعو اذا قضى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشهده بما بداله فاذا جلس فی اخر صلوٰته تشهد کذالک ایضاً الا انه یقدم التشهد ثم یدعو بما بداله فاذا قضی تشهده واردان یسلم قال السلام علی النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰه الصالحین السلام علیکم عن یمینه ثم یرد علی الامام فان سلم علیه احدٌ عن یسارة ردعلیه.﴾

(موطا امام مالک عربی اردو "کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر ۱۳ "التشهد فی الصلوٰة" حدیث نمبر ۵۴)

ترجمہ: "نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ تشہد پڑھتے تھے اس طرح بسم اللہ التحیات للہ الخ کہتے تھے۔ یہ پہلی دو رکعتوں کے بعد مانگتے تھے بعد تشہد کے جو کچھ جی چاہتا تھا۔ پھر جب اخیرہ قعدہ کرتے اور اسی طرح پڑھتے مگر پہلے تشہد پڑھتے پھر دعا مانگتے جو چاہتے اور بعد تشہد کے جب سلام پھرنے لگتے تو کہتے اسلام علی النبی ورحمته اللہ وبرکاته السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین السلام علیکم داہنی طرف کہتے پھر امام کے سلام کا جواب دیتے پھر اگر کوئی بائیں طرف والا ان کو سلام کرتا تو اس کو بھی جواب دیتے۔"

قارئین کرام! نبی علیہ السلام کا اس وقت حیات نہ ہونا اور حاضر وناظر نہ ہونا اس کے بارے میں قرآن مجید اور صحیح احادیث سے کئی مثالیں بیان کی جا سکتی ہیں لیکن ہمارا یہ موضوع بحث نہیں ہے۔ لہٰذا طوالت کے خوف سے صرف ایک روایت پر اکتفا کروں گا جس سے ثابت ہو جائے گا کہ صحابہ کرامؓ کا عقیدہ آج کے حنفی مقلدین کے کس قدر خلاف ہے چنانچہ روایت میں آتا ہے۔

﴿عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب رضی اللّٰه عنه فقال اللّٰهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللّٰه علیه وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد 1 "کتاب الاستسقاء" باب نمبر ۶۳۶ "سئوال الناس الامام الاستسقآء اذا قحطوا" حدیث نمبر ۹۵۵)

ترجمہ: "انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑا کرتا تو حضرت عباسؓ کے وسیلے سے دعا کرتے اور کہتے یا اللہ ہم پہلے تیرے پاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ لایا کرتے تو تو پانی برساتا تھا اب اپنے نبی ﷺ کے چچا کا وسیلہ لاتے ہیں ہم پر پانی برسا راوی نے کہا پھر پانی برستا۔“

چنانچہ ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں یا آپ ﷺ فوت ہونے کے بعد بھی ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتے ہیں اور اس کی پکار کو پہنچتے ہیں مندرجہ بالا روایت ایسے لوگوں کے باطل عقیدہ پر کاری ضرب ہیں۔

۲۶۔ تشہد کے بعد اور درود شریف سے پہلے پڑھی جانے والی دعا

تشہد کے بعد درود شریف سے پہلے صحیح حدیث میں دعا پڑھنا بھی منقول ہے جس کو اکثریت لاعلمی کی بنا پر نظر انداز کر دیتی ہے۔ میرے اندازے کے مطابق ۹۵ فیصد سے زائد ایسے لوگ ہوں گے جن کو اس دعا کے بارے میں نہ ہی علم ہے اور نہ ہی وہ اسے پڑھتے ہیں اس دعا سے لاعلمی کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ میں نے جن مصنفین کی کتابیں نماز کے بارے میں دیکھی ہیں ان میں سے اکثریت نے اس دعا کو ذکر نہیں کیا۔ ان میں سے علامہ ناصر الدین البانیؒ صاحب کی "صفة الصلوٰة" محمد صادقؒ سیالکوٹی صاحب کی "صلوٰة الرسول" محمد شفیع صاحبؒ کی ”نماز محمدی“ خواجہ محمد قاسم صاحب کی "قد قامت الصلوٰة" ”دستور المتقی فی احکام النبی“ شیخ الحدیث محمد یونس قریشی دہلوی ترکی عالم دین محمد ابو سعید الیار بوزی کی کتاب جس کا اردو ترجمہ ”نماز“ کے نام سے جناب ڈاکٹر خالد ظفر اللہ نے کیا ہے اور شیخ محمد الیاس صاحب کی ”نماز پیمبر“ وغیرہ کتابیں شامل ہیں ان میں سے کسی مصنف نے اس دعا کو ذکر نہیں کیا۔

یہ تو ان بڑے بڑے مصنفین کی کتابوں کا حال تھا جو اس کے حوالے سے بیان ہوا ہے جب کہ ان کے علاوہ کئی چھوٹی چھوٹی کتابیں ہیں جو عوام الناس اور خواص دونوں میں معروف اور مقبول عام ہیں وہ بھی اس دعا سے خالی ہیں۔ میں نے یہ دعا سب سے پہلے محترم مسعود احمدؒ صاحب کی "منہاج المسلمین" میں پڑھی جس کو انہوں نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

قارئین کرام! ہمیں بھی اس دعا کو اپنانا چاہیے تاکہ ہماری نماز زیادہ سے زیادہ نبی علیہ السلام کے طریقے کے مطابق ہو جائے حدیث میں یہ دعا ان الفاظ سے آئی ہے۔

﴿ اخبرنا عمرو بن علي قال حدثنا يحيى عن جعفر بن محمد عن ابيه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن جابر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقول فی صلوتہ بعد التشھد ''اَحسَنُ الْکَلامِ کَلامُ اللّٰہِ وَاَحسَنُ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. ❁

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب السھو'' باب نمبر ۷۹۳ ''نوع اخر من الذکر بعد التشھد'' حدیث نمبر ۱۳۱۴)

اس کی سند صحیح ہے ملاحظہ فرمائیں ''صحیح سنن نسائی'' از علامہ ناصر الدین البانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 12

محمد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا فرض ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿ان اللّٰہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۞﴾ (الاحزاب: ۵۶)

ترجمہ: ''تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے اے لوگو جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اوپر اس کے اور اسلام بھیجو سلام بھیجنا''

حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

۱. ﴿عن عمرو بن سلیم الزرقی اخبرنی ابو حمید الساعدی انھم قالو یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کیف نصلی علیک فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قولوا'' اللّٰھم صل علی محمد وازواجہ وذریتہ کما صلیت علی اٰل ابراھیم وبارک علی محمد وازواجہ وذریۃ کما بارکت علی ابراھیم انک حمید مجید.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر۲'' کتاب احادیث الانبیاء'' باب نمبر۳۱۳'' یزفون النسلان فی المشی'' حدیث نمبر۵۹۴)

ترجمہ: ''ابو حمید ساعدیؓ نے خبر دی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر درود کیونکر بھیجیں رسول ﷺ نے فرمایا یوں کہو'' محمد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر اپنی رحمت اتار جیسے تو نے ابراہیم کی اولاد پر رحمت اتاری اور محمد اور ان کی بیویوں اور اولاد پر اپنی برکت اتار جیسے تو نے ابراہیم کی اولاد پر برکت اتاری بے شک تو خوبیوں والا بڑائی والا ہے۔''

۲. ﴿قال حدثنی عبد اللّٰہ بن عیسٰی سمع عبد الرحمٰن بن لیلی قال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لقینی کعب بن عجرۃ فقال الا اھدی لک ھدیۃ سمعتھا من النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقلت لھا بلٰی فاھدھا لی فقال سالنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول اللّٰہ کیف الصلوٰۃ علیکم اھل البیت فان اللّٰہ قد علمنا کیف نسلم قال قولوا ''اللّٰھم صل علی محمد و علی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید اللّٰھم بارک علی محمد و علی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید . (ایضاً حدیث نمبر ۵۹۵)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عیسٰی نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی سے سنا انہوں نے کہا کعب بن عجرہؓ مجھ سے ملے اور کہنے لگے میں تجھ کو ایک تحفہ دوں جو میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ میں نے کہا ضرور دو انہوں نے کہا ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کیونکر درود پڑھیں کیونکہ آپ ﷺ کو سلام کرنا تو ہم کو اللہ نے سکھا دیا (یعنی تشہد میں اسلام علیك ایھا النبی ورحمة الله و بركاته) آپ نے فرمایا (درود میں) یوں کہا کرو'' یااللہ محمد اور محمد کی آل پر رحم کر جیسے تو نے ابراہیم کی آل پر رحم کیا بے شک تو خوبیوں والا بڑائی والا ہے۔ یااللہ محمد اور محمد کی آل پر اپنی برکت اتار جیسے تو نے ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر برکت اتاری ہے بے شک تو بڑی خوبیوں والا بزرگی والا ہے۔''

۳. عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من صلی علی واحدۃً صلی اللّٰہ علیہ عشراً

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 33 باب الصلوۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعدالتشھد'' ''کتاب الصلوٰۃ'')

ترجمہ: ''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔''

۴. عن ابی مسعود الانصاری قال اتانا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و نحن فی مجلس سعد بن عبادۃ فقال لہ بشیر ابن سعد امرنا اللّٰہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزوجل ان نصلی علیک یا رسول اللّٰہ فکیف نصلی علیک قال فسکت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی تمنینا انہ لم یسئلہ ثم قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قولوا اللّٰھم صل علٰی محمد و علٰی اٰل محمد کما صلیت علٰی اٰل ابراھیم و بارک علٰی محمد و علٰی اٰل محمد کما بارکت علٰی اٰل ابراھیم فی العٰلمین انک حمید مجید. والسلام کما قد علمتم. ﴾ (ایضاً صفحہ نمبر ۳۲)

ترجمہ: ''ابومسعود انصاریؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے۔ چنانچہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ! اللہ نے ہم کو درود بھیجنے کا حکم دیا ہے (ان اللّٰہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما ○) (پ نمبر ۲۲ الاحزاب) اس لئے بتایئے کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں یہ سننے کے بعد آپ ﷺ بالکل خاموش رہے اور ہم نے تمنا کی کہ کاش ہم آپ ﷺ سے نہ پوچھتے پھر تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح درود پڑھا کرو "اللّٰھم صلی علٰی محمد و علٰی اٰل محمد کما صلیت علٰی اٰل ابراھیم وبارك علٰی محمد و علٰی اٰل محمد کما بارکت علٰی اٰل ابراھیم فی العلمین انك حمید مجید" اور سلام بھیجنے کا طریقہ تم کو معلوم ہی ہے''

ا۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا درود کیا ہے؟

بخاری شریف میں آیت۔

﴿ان اللّٰہ وملٰئکۃ یصلون علی النبی یآیھا الذین امنوا صلوٰ اعلیہ وسلمو تسلیماً﴾

الاحزاب آیت ۵۶ کی تفسیر میں ہے۔

﴿قال ابو العالیہ صلوٰۃ اللّٰہ ثناءُ ہٗ علیہ عند الملٰئکۃ وصلوۃ الملائکۃ الدعآء قال ابن عباس یصلون یبرکون.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 2 "کتاب التفسیر" باب نمبر ۸۱۰ "قولہ ان اللّٰہ و ملٰئکۃ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً")

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''ابو العالیہ نے کہا اللہ کی صلوٰۃ سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں آپ کی تعریف کرتا ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ سے دعا مراد ہے ابن عباسؓ نے فرمایا یصلون کا یہ معنی ہے کہ برکت کی دعا کرتے ہیں۔''

عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صلوٰۃ سبوح قدوس سبقت رحمتی غضبی ہے اور اکثر اہل علم کا قول ہے کہ اللہ کا درود رحمت ہے اور فرشتوں کا درود استغفار ہے (ابن کثیر تفسیر ان اللہ و ملئکۃ یصلون علی النبی الخ'')

۲۔ کیا نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور پر درود پڑھا جا سکتا ہے

اس بارے میں دو طرح کے احکام اور اقوال ملتے ہیں۔

(الف) غیر نبی پر درود پڑھا جا سکتا ہے۔

(ب) غیر نبی پر درود نہیں پڑھا جا سکتا ہے۔

اس سلسلے میں فریقین کے جو دلائل ہیں ہم انہیں قدرے تفصیل سے نقل کرتے ہیں سب سے پہلے غیر نبی پر درود پڑھنے والوں کے دلائل نقل کئے جاتے ہیں۔

(الف) غیر نبی پر درود پڑھا جا سکتا ہے

جن لوگوں نے غیر نبی پر درود پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ تبعاً ہو تو جائز ہے یعنی صلوٰۃ کا لفظ جب بطور دعا کے کیا جائے گا تو جائز ہوگا اور فریق اول نے استدلال کیا ہے قرآن مجید کی آیات سے کہ غیر نبی کے لئے صلوٰۃ بھیجنا جائز ہے۔

۱۔ ﴿ھو الذی یصلی علیکم و ملئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور... ۝﴾ (الاحزاب آیت نمبر۴۳)

ترجمہ: ''وہ ہے جو رحمت بھیجتا ہے اوپر تمہارے اور فرشتے اس کے تو کہ نکالے تم کو اندھیروں سے طرف روشنی کی۔۔۔''

۲۔ ﴿.....وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم.... ۝﴾ (التوبۃ آیت ۱۰۳)

ترجمہ: ''۔۔۔۔اور دعا خیر بھیج اوپر ان کے تحقیق اوپر ان کے تحقیق دعا تیری تسکین ہے واسطے ان کے۔۔۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔﴿اولٰئک علیهم صلوٰت من ربهم ورحمة ....٥﴾ (البقرۃ آیت ۱۵۷)

ترجمہ: ''یہ لوگ او پر ان کے لئے درود پروردگاران کے سے اور رحمت ۔۔۔''

غیر نبی پر درود بھیجنے کے بارے میں صحیح احادیث اس طرح منقول ہے۔

۱ . ﴿ عن ابن ابی اوفٰی قال کان اذا اتی رجل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بصدقته قال اللّٰهم صلی علیه فاتاه ابی بصدقته فقال اللّٰهم صل علیٰ اٰل ابی اوفٰی.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 3 "کتاب الدعوات" باب نمبر ۷۶۵ "هل یصلی علی غیر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وقولاللّٰه تعالیٰ "وصل علیهم ان صلوتک سکن لهم" حدیث نمبر ۱۲۸۳)

ترجمہ: ''عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے انہوں نے کہا نبی ﷺ پاس جب کوئی اپنی زکوۃ لے کر آتا تو آپ یوں فرماتے اللّٰهم صلی علیه میرا باپ (ابواوفی) بھی اپنی زکوۃ لے کر آیا تو آپ نے یوں فرمایا اللّٰهم صل علی آل ابی اوفی''

یہ روایت صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 3 "کتاب الذکوة" باب "الدعاء لمن اتی بصدقته" میں بھی امام مسلم نے نقل کی ہے اور اس کے علاوہ یہ روایت بخاری شریف مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الزکوۃ'' باب نمبر ۹۴۷ ''صلوٰۃ الامام ودعائه بصاحب الصدقة و قوله تعالیٰ خذمن اموالهم صدقة تطهرهم و تزکیهم بها و صل علیهم الایه'' حدیث نمبر ۱۴۱۰ میں بھی موجود ہے۔

۲ . ﴿ قال اخبرنی ابو حمید الساعدی انهم قالوا یا رسول اللّٰه کیف نصلی علیک ؟ قال قولوا اللّٰهم صل علیٰ محمد وازواجه وذریته کما صلیت علیٰ اٰل ابراهیم و بارک علی محمد وازواجه و ذریته کما بارکت علیٰ اٰل ابراهیم انک حمید مجید .﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۳ باب نمبر ۷۶۶ حدیث نمبر ۱۲۸۴)

ترجمہ: ''کہا ہم کو ابوحمید ساعدیؓ نے خبر دی صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ہم آپ پر درود (کیونکر بھیجیں آپ نے فرمایا یوں کہو' اللّٰهم صل علیٰ محمد وازاجه وذریته کما صلیت علیٰ اٰل ابراهیم و بارک علیٰ محمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وازواجه و ذريته كما باركت على ال ابراهيم انک حميد مجيد“

۳. ﴿عن ابی هريرةؓ قال اذا خرجت روح المومن تلقاها ملكان يصعدا نها قال حماد فذكر من طيب ريحها و ذكر المسک قال و يقول اهل السمآء روح طيبة جآء ت من قبل الارض صل الله عليک و على جسد الخ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۶ ”کتاب الجنة و صفة نعيمها و اهلها“ باب ”عرض المقعد على الميت و عذاب القبر“ صفحہ نمبر ۴۱۱)

ترجمہ: ”ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا (یہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے جیسے آگے معلوم ہوگا) جب ایمان دار کی روح بدن سے نکلتی ہے تو اس کے آگے دو فرشتے آتے ہیں اس کو آسمان پر چڑھاتے جاتے ہیں۔ حماد نے کہا (جو حدیث کا راوی ہے) کہ ابو ہریرہ نے اس روح کی خوشبو کا اور مشک کا ذکر کیا اور کہا کہ آسمان والے کہتے ہیں (یعنی فرشتے) کوئی پاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت کرے اور تیرے بدن پر۔۔۔“

۴. ﴿حدثنا محمد بن عيسٰى نا ابو عوانة عن الاسود بن قيس عن نبيح الغزى عن جابر بن عبد الله ان امرأة قالت للنبى صل الله عليه وسلم صل على وعلى زوجى فقال النبى صل الله عليه وسلم صل الله عليک و على زوجک.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 باب نمبر ۵۱۸ ”الصلوة على غير النبى صل الله عليه وسلم حديث ۱۵۱۹)

ترجمہ: ”جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا رسول اللہ ﷺ درود بھیجے مجھ پر اور میرے خاوند پر آپ ﷺ نے فرمایا صل الله عليك و على زوجك یعنی رحمت اتارے اللہ تجھ پر اور تیرے خاوند پر۔“

(ب) غیر نبی پر درود نہیں پڑھا جا سکتا ہے

جن لوگوں نے غیر نبی پر درود پڑھنے کو جائز نہیں رکھا انکا کہنا ہے کہ غیر نبی کے لئے درود پڑھنا مطلقاً جائز نہیں ہے اور انہوں نے استدلال کیا ہے قرآن مجید کی اس آیت سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضۃ۔﴾

(سورہ الفرقان آیت ۶۳)

ترجمہ: ''مت مقرر کرو پکارنا پیغمبر کا درمیان اپنے جیسا پکارنا بعضے تمہارے کا ہے بعضوں کو۔۔۔''

اس سلسلے میں اسلاف امت کے چند اقوال بھی پیش کئے جاتے ہیں۔

(i) ﴿تجوز تبعاً مطلقا ولا تجوز استقلالا وھذا قول ابی حنیفۃ و جماعۃ﴾

(فتح الباری عربی جلد نمبر ۱۱ "کتاب الدعوات" باب نمبر ۳۳ "ھل یصلی علی غیر النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم و قولہ تعالٰی وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم" حدیث نمبر ۶۳۲۰ صفحہ نمبر ۱۷۰)

تبعاً مطلق طور پر جائز ہے اور استقلالاً جائز نہیں ہے اور یہ قول ابو حنیفہ اور ان کی جماعت کا ہے۔

(ii) ﴿وعن مالک یکرہ﴾ (ایضاً)

اور امام مالک نے مکروہ جانا ہے غیر نبی پر درود پڑھنے کو۔

امام مالک کے مذھب کا ایک قول یہ ہے

﴿لا یجوز ان یصلی الا علی محمد وھذا غیر معروف عن مالک﴾ (ایضاً)

یہ کہ جائز نہیں ہے کہ محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور پر درود پڑھا جائے اور امام مالک کا یہ قول غیر معروف ہے۔

(iii) ﴿قال یحییٰ بن یحییٰ لا باس بہ واحتج بان الصلوٰۃ دعاء بالرحمۃ فلا یمنع الا بنص او اجماع﴾ (ایضاً)

یحییٰ بن یحییٰ کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور انہوں نے حجت پکڑی ہے کہ صلوٰۃ دعا ہے رحمت کی اور (دعا رحمت) منع نہیں ہے اور اس بارے میں نص موجود ہو یا اس سلسلے میں اجماع ہو (حالانکہ ایسا نہیں ہے)

(iv) ﴿قال البیھقی یحمل قول ابن عباس بالمنع اذا کان علی وجہ التعظیم لا ما اذا کان علی وجہ الدعاء بالرحمۃ والبرکۃ﴾ (ایضاً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بیہقی کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ جب تعظیماً کسی غیر نبی کیلئے درود پڑھا جائے گا تو جائز نہیں ہے لیکن جب دعا رحمت اور برکت کے طور پر ہوگا تو جائز ہے۔"

(ج) غیر نبی پر درود پڑھنے کے دلائل کا خلاصہ

قارئین کرام! اوپر ہم نے غیر نبی پر درود پڑھنے اور نہ پڑھنے کے بارے میں دلائل کسی قدر تفصیل سے بیان کئے ہیں جو اس سلسلے میں مزید دلائل دیکھنا چاہئے وہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی شرح بخاری جلد نمبر 11 باب "صلوٰۃ علی النبی" اور "هل يصلى على غير النبى صلى الله عليه وسلم" کا مطالعہ کرے چنانچہ غیر نبی پر درود پڑھنے اور نہ پڑھنے کے بارے میں جو دلائل بیان کئے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

(i) نبیوں کے سوا غیر نبیوں پر صلوٰۃ بھیجنا تبعاً بطور دعا کے ہو تو بے شک جائز ہے۔

(ii) غیر نبیوں پر صلوٰۃ بھیجنا اگر مطلق ہو تو یہ جائز نہیں ہے۔

(iii) جمہور علماء کے نزدیک غیر انبیاء پر خاصۃً صلوٰۃ بھیجنا ممنوع ہے اس لئے کہ اس لفظ کا استعمال انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے اس قدر بکثرت ہو گیا ہے کہ سنتے ہی ذہن میں یہی خیال جاتا ہے کہ یہ نام کسی نبی کا ہے تو احتیاط اسی میں ہے کہ غیر نبی کے لئے یہ الفاظ نہ کہے جائیں مثلاً ابوبکر صلی اللہ علیہ یا علی صلی اللہ علیہ نہ کہا جائے گو معناً اس میں کوئی قباحت نہیں جیسے محمد عزوجل نہیں کہا جاتا حالانکہ ذی عزت اور ذی مرتبہ آپ بھی ہیں اس لئے کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے مشہور ہو چکے ہیں اور کتاب وسنت میں صلوٰۃ کا جو استعمال غیر انبیا کے لئے ہوا ہے وہ بطور دعا کے ہے اسی وجہ سے آل ابی اوفی کو اس کے بعد کسی نے ان الفاظ سے یاد نہیں کیا نہ حضرت جابر اور ان کی بیوی کو یہی مسلک ہمیں بھی اچھا لگتا ہے واللہ اعلم (تفسیر ابن کثیر پ نمبر ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ان اللّٰــــه و ملائكة يصلون على النبى")

(iv) صلوٰۃ کے جو الفاظ انبیاء کے لئے بولے جاتے ہیں وہ غیر انبیاء کے لئے بولنا اس لئے بھی جائز نہیں ہے کہ آج کل یہ الفاظ استعمال کرنا غیر انبیاء کے لئے بددینوں (اور جاہلوں) کا شیوہ ہو گیا ہے وہ اپنے بزرگوں کے حق میں یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں پس ان کی اقتداء ہمیں نہ کرنی چاہئے (تفسیر ابن کثیر ایضاً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(v) سلام کا لفظ بھی صلوٰۃ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے پس غائب پر اس کا استعمال نہ کیا جائے اور جو نبی نہ ہو اس کے لئے خاصۃ اسے بھی نہ بولا جائے پس علی علیہ السلام نہ کہا جائے زندوں اور مردوں کا یہی حکم ہے۔ ہاں جو سامنے موجود ہو اس سے خطاب کرکے سلام علیک یا سلام علیکم یا السلام علیک یا علیکم کہنا جائز ہے اور اس پر اجماع ہے (ایضاً)

(vi) مندرجہ بالا دلائل سے یہ پتہ چلتا ہے کہ غیر نبی کے لیے صلوٰۃ کے ایسے الفاظ استعمال کرنا جائز نہیں جو انبیاء کے لئے مشہور ہو چکے ہیں چنانچہ ﷺ غیر نبی کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ تعظیم اور تکریم کے لئے ہیں جو انبیاء کے لئے خاص ہے۔ چنانچہ اکثر مقلدین کے ہاں سیدنا علی، حسن اور حسین رضوان علیھم اجمعین کے لئے علیہ السلام کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن سے دوسرے صحابہ کرام خصوصاً ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان ذالنورین رضی اللہ عنہم اجمعین کی تنقیص کے ساتھ ساتھ دیگر انبیاء علیہ السلام کی تنقیص بھی ہوتی ہے۔

(vii) کئی حنفی مقلدین کے ہاں یہ بھی عام ہے کہ وہ غیر صحابی کے بارے میں رضی اللہ عنہ کے الفاظ استعمال کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے ہیں حالانکہ قرآن مجید سے ان الفاظ کا استعمال کرنا صحابہ کرام رضوان علیھم اجمعین کے لئے ثابت ہے اور یہی طرز سلف صالحین سے بھی ثابت ہے۔ اگرچہ صحابہ کے علاوہ بھی بہت کثیر تعداد میں ایسے مسلمان ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ہے یا قیامت کے دن راضی ہو جائے گا لیکن کیونکہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ صحابی کے لئے مشہور ہو چکے ہیں لہٰذا جونہی کسی غیر صحابی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کے الفاظ بولے یا لکھے جائیں تو فوراً یہ سمجھا جائے گا کہ یہ کوئی صحابی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ لہٰذا غیر صحابی کے لئے یہ الفاظ استعمال نہ کئے جائیں تاکہ صحابی اور غیر صحابی میں تمیز ہو سکے اور اس طرح صحابہ کی تنقیص بھی نہیں ہوگی (واللہ اعلم)

(viii) عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ایک خط میں لکھا تھا کہ بعض لوگ آخرت کے اعمال سے دنیا کے جمع کرنے کی فکر میں ہیں اور بعض مولوی واعظ اپنے خلیفوں اور امیروں کے لئے صلوٰۃ کے وہی الفاظ بولتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے لئے تھے۔ جب تیرے پاس میرا یہ خط پہنچے تو انہیں کہہ دینا کہ صلوٰۃ صرف نبیوں کے لئے کہیں اور عام مسلمانوں کے لئے اس کے سوا جو چاہیں دعا کریں۔

(تفسیر ابن کثیر ایضاً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ درود شریف کے الفاظ

صحیح احادیث میں درود کے جو الفاظ منقول ہیں ان میں سے چند کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿عن كعب بن عجرة قيل يا رسول الله اما السلام عليك فقد عرفناه فكيف الصلوٰة قال قولو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر 2 کتاب التفسیر "سورۃ الاحزاب باب نمبر ۸۱۰ "قوله ان الله و ملٰئكة يصلون على النبي يايها الذين امنوا صلو عليه وسلموا تسليما" حدیث نمبر ۱۹۰۳)

ترجمہ: "کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر درود کیسے بھیجیں آپ نے فرمایا یوں کہو اللّٰهم صل على محمد آخر تک"

ایک دوسرے مقام پر کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿حدثنا ادم حدثنا شعبة حدثنا الحكم قالت سمعت عبد الرحمٰن بن ابى ليلٰى قال لقينى كعب بن عجرة فقال الا اهدى لك هدية؟ ان النبى صلى الله عليه وسلم خرج علينا فقلنا يا رسول الله قد علمنا كيف نسلم عليك فكيف نصلى عليك ؟ قال فقولوا "اللّٰهم صل على محمد و علٰى اٰل محمد كما صليت علٰى اٰل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلٰى اٰل محمد كما باركت علٰى اٰل ابراهيم انك حميد مجيد"﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 3 "کتاب الدعوات" باب نمبر ۷۶۴ "الصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم" حدیث نمبر ۱۲۸۲")

اس حدیث کے الفاظ اور مندرجہ بالا کتاب التفسیر کی حدیث کے الفاظ میں کچھ فرق ہے اور وہ اس طرح کہ "کتاب التفسیر" کی حدیث میں "كما صليت" کے الفاظ کے بعد "على ابراهيم" جب کہ "کتاب الدعوات" کی حدیث "كما صليت" کے بعد "على ال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براھیم" کے الفاظ ہیں۔

۲. ﴿..... قال حدثنی عبد اللہ بن عیسیٰ سمع عبد الرحمن بن ابی لیلٰی قال لقینی کعب بن عجرۃ فقال الا اھدی لک ھدیۃ سمعتھا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت لھا بلی فاھد ھالی فقال سالنا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول اللّٰہ کیف الصلوٰۃ علیکم اھل البیت فان اللہ قد علمنا کیف تسلم قال قولوا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارِکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر 2 "کتاب احادیث الانبیآء" باب نمبر ۳۱۲ "یزفون النسلان فی المشی (یعنی دوڑتے چلے) حدیث نمبر ۵۹۵)

ترجمہ:"۔۔۔ عبداللہ بن عیسیٰ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے سنا انہوں نے کہا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور کہنے لگے میں تجھ کو ایک تحفہ دوں جو میں نے نبی ﷺ سے سنا میں نے کہا ضرور دو انہوں نے کہا ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کیونکر درود پڑھیں کیونکہ آپ کو سلام کرنا تو ہم کو اللہ نے سکھا دیا (یعنی تشہد میں اسلا م علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) آپ نے فرمایا (درود میں) یوں کہا کرو "اے اللہ محمد اور محمد کی آل پر رحم فرما جیسے تو ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحم کیا بے شک تو خوبیوں والا بڑائی والا ہے یا اللہ محمد اور محمد کی آل پر آپ اپنی برکت اتار جیسے تو نے ابراہیم اور ابراہیم کی اولاد پر برکت اتاری ہے بے شک تو بڑی خوبیوں والا بزرگی والا ہے"

اس حدیث کے الفاظ "کما صلیت" اور "کما بارکت" کے بعد "علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم" کے الفاظ مذکور ہیں جو کہ "کتاب التفسیر" اور "کتاب الدعوات" کی کعب عجرہ رضی اللہ عنہ احادیث میں اس طرح منقول نہیں ہے۔

(۳) ﴿عن ابی سعید الخدری قال قلنا یا رسول اللہ ھذا التسلیم فکیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصلی علیک قال قولوا اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ قال ابو صالح عن اللیث علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد کما بارکت علٰی اٰل ابراھیم۔﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 2 "کتاب التفسیر" سورۃ الاحزاب باب نمبر ۸۰۵ "قولہ ان اللّٰہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" حدیث نمبر ۱۹۰۴)

ترجمہ: ''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہو گیا ہے لیکن درود آپ پر کیسے بھیجیں آپ نے فرمایا کہو﴿اللّٰھم صل علٰی محمد عبدک ورسولک کما صلیت علٰی اٰل ابراھیم وبارک علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد کما بارکت علٰی ابراھیم﴾ ابوصالح نے لیث سے یوں نقل کیا ہے "کما بارکت علٰی اٰل ابراھیم (بارکت علٰی ابراھیم کے بدل)''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ایک دوسرے مقام پر ان الفاظ سے مروی ہے۔

﴿عن ابی سعید الخدری قال قلنا یا رسول اللّٰہ ھذا السلام علیک فکیف نصلی قال قولو اللّٰھم صل علٰی محمد عبدک ورسولک کما صلیت علٰی ابراھیم و بارک علٰی محمد و علٰی اٰل محمد کما بارکت علٰی ابراھیم واٰل ابراھیم.﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر 3 "کتاب الدعوات" باب نمبر ۷۶۴ "الصلوۃ علی النبی ﷺ" حدیث نمبر ۱۲۸۴)

ترجمہ: ''ابوسعیدؓ خدری سے انہوں نے کہا ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر سلام بھیجنا تو ہم کو معلوم ہو گیا لیکن آپ پر درود کیونکر بھیجیں آپ نے فرمایا یوں کہو ''اللّٰھم صلی علٰی محمد الخ''

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث میں ''کما صلیت علٰی'' کے بعد "اٰل" لفظ منقول ہے اور اسی طرح دوسری روایت میں ''کما بارکت علٰی ابراھیم'' کے بعد "واٰل ابراھیم" کی اضافت بھی ہے۔

(۴) ﴿اخبرنی ابو حمید الساعدی انھم قالوا یا رسول اللّٰہ کیف نصلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیک؟ قال قولوا ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ''﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 3 ''کتاب الدعوات'' باب نمبر ۷۶۵ ''ھل یصلی علی غیر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم'' حدیث نمبر ۱۲۸۴)

ترجمہ: ''ابوحمید الساعدیؓ نے خبر دی صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ہم آپ پر درود کیونکر بھیجیں آپ نے فرمایا یوں کہو 'اللّٰھم صلی علی محمد سے آخر تک''

ابوحمید ساعدیؓ کی یہ روایت بخاری شریف مترجم جلد نمبر 2 ''کتاب احادیث الانبیآء'' باب نمبر ۳۱۳ ''یزفون النسلان فی المشی'' حدیث نمبر ۵۹۵ میں بھی منقول ہے دوسری روایت میں ''کما بارکت علی'' کے بعد ''ال'' کا لفظ نہیں ہے)

(۵)﴿عن ابی مسعودؓ الانصاری قال اتانا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و نحن فی مجلس سعد بن عبادۃ فقال لہ بشیر بن سعد امرنا اللّٰہ عزوجل ان نصلی علیک یا رسول اللّٰہ فکیف نصلی علیک قال فسکت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسم حتی تمنینا انہ لم یسئلہ ثم قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قولوا. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارِکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ والسلام کما قد علمتم.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد 2 ''کتاب'' الصلوۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد التشہد

ترجمہ: ''ابومسعود انصاریؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ سعد بن عبادہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے چنانچہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ! اللہ نے ہم کو آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے بتایئے کہ ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں یہ سننے کے بعد آپ بالکل خاموش رہے اور ہم نے تمنا کی کہ کاش ہم آپ سے نہ پوچھتے پھر تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا اس طرح درود پڑھا کرو اللّٰھم صل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی محمد آخر تک اور سلام بھیجنے کا طریقہ تم کو معلوم ہی ہے۔"
صحیح مسلم میں اس باب میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ اور ابوحمید ساعدی رضی اللہ کی دو روایات بھی موجود ہیں جو اوپر بخاری شریف کے حوالے سے بیان ہو چکی ہیں۔

۴۔ درود شریف میں آل کے لفظ کا انکار کرنا درست نہیں ہے

بعض لوگ نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے الفاظ میں آل پر درود بھیجنے کا انکار کرتے ہیں حالانکہ درود شریف کے الفاظ کے بیان میں صحیحین کی احادیث سیدنا کعب بن عجرہ، ابوحمید ساعدی، اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنھم اجمعین سے جو ہم نے اوپر بیان کی ہیں ان سب میں "آل" کا لفظ ہے۔ جو لوگ درود میں آل کے لفظ کا انکار کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ قرآن مجید کے حکم ﴿ان اللہ و ملئکۃ صلوا علیہ و سلموا تسلیماً﴾ (القرآن سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۶) میں آل کا لفظ نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے خود مندرجہ بالا آیت کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے اس میں "آل" کا لفظ شامل ہے اور نبی علیہ السلام خود شارع قرآن ہیں اور اللہ پاک کا یہ فرمان بھی ہے کہ

﴿وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ولعلھم یتفکرون﴾
ترجمہ: "ہم نے قرآن آپ پر اس لئے اتارا کہ آپ لوگوں کے لئے اس کتاب کے معنی و مطالب بیان فرمائیں جو ان کی ہدایات کے لئے اتاری گئی تاکہ لوگ اس پر غور فکر کر سکیں۔"
نبی علیہ السلام کا یہ فرمان ہے کہ:

﴿حدثنا عبد الوھاب بن نجدۃ نا ابو عمرو بن کثیر بن دینار عن جریر بن عثمان عن عبد الرحمان بن ابی عوف عن المقدام بن معدیکرب عن رسول اللہ ﷺ انہ قال الا انی اتیت الکتاب و مثلہ معہ الخ﴾

(ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۳ "کتاب السنۃ" باب نمبر ۳۹۲ "فی لزوم السنۃ" حدیث نمبر ۱۱۸۰)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کی مثل اس کے ساتھ (حدیث) الخ"

۵۔ درود شریف میں "سیدنا" کا لفظ ثابت نہیں ہیں

درود میں "سیدنا" کا لفظ صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام کے استفسار پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام نے صحابہ کو جو درود تعلیم دیا اس میں محمد ﷺ کے نام سے پہلے سیدنا کا لفظ منقول نہیں ہے۔ مگر بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ سیدنا کا لفظ حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حنفی مولانا سید احمد رضا بجنوری نقشبندی مجددی صحیح بخاری شریف کی اردو شرح ''انوار الباری'' میں لکھتے ہیں

''بعض علما نجد درود شریف میں لفظ ''سیدنا'' کے اضافہ کو بدعت بتلاتے ہیں۔ اس کی تردید مختصراً ہم نے انوار الباری جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۹۲ میں بھی کی تھی۔ بغرض علمی افادہ اور جزو غیرہ سے یہاں اس کی مزید وضاحت کی جاتی ہے اسم گرامی محمد ﷺ کے اول میں لفظ سیدنا کے اضافہ پر اختلاف ہوا ہے ابن رسلان نے کہا کہ ادب نبوی کے لحاظ سے تو بہتر ہے در مختار میں ہے کہ سیدنا کا اضافہ مندوب ہے۔۔۔ خود حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام اولاد آدم کا سید ہوں اور آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ کے بارے میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور حضرت سعدؓ کے لئے صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ اپنے سید کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور حدیث نسائی میں ہے کہ سہل بن حنیف نے حضور کو یا سیدی کہہ کر خطاب کیا اور حضرت ابن مسعودؓ کے درود میں اللّٰهم صلی علی سید المرسلین وارد ہے اور علامہ سیوطی نے در منثور میں بواسطہ عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن ماجہ و ابن مردویہ حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا کہ آپ نے لوگوں کو یہ درود تلقین کیا۔

﴿اللّٰهم اجعل صلوٰتک و رحمتک و برکاتک علی سیدا لمرسلین و امام المتقین﴾ الحدیث یہ سب دلائل اختیار لفظ سید کے لئے کافی ووافی ہیں اور علامہ شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں اس کی اولویت کی طرف میلان ظاہر کیا ہے علامہ ابی نے بھی شرح مسلم شریف میں لکھا ہے لفظ سید اور مولی کا استعمال بہتر ہے۔ اگرچہ خاص طور پر درود کے الفاظ میں حضور ﷺ سے روایت نہیں ہوا کیونکہ اس بارے میں مستند حدیث "انا سید ولد آدم" وارد ہے۔۔۔''

(انوار الباری جلد نمبر ۱۶ صفحہ نمبر ۴۲۹)

قارئین کرام! درود میں لفظ ''سیدنا'' کے استعمال کے بارے میں حنفی مولانا سید احمد رضا بجنوری نقشبندی مجددی کے دلائل کا جواب اس طرح ہے۔

علامہ ناصر الدین البانیؒ اپنی کتاب "صفة صلوة النبی صلی الله علیه وسلم" جس کا اردو ترجمہ محترم شیخ الحدیث صادق خلیل صاحب نے ''نماز نبوی'' کے نام سے کیا ہے میں رقم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طراز ہیں۔

''کسی صحیح روایت میں سیدنا کا لفظ موجود نہیں ہے متاخرین نے اختلاف کیا ہے کہ کیا درود ابراہیمی میں سیدنا کا اضافہ کرنا جائز ہے اگرچہ اس مسئلہ پر تفصیلاً کچھ کہنا صحیح نہیں اس لئے کہ یہ مختصر رسالہ تفصیل کا متحمل نہیں تاہم وہ لوگ جو اس لفظ کے اضافہ کو جائز نہیں سمجھتے وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے پیش نظر جائز نہیں سمجھتے۔ ظاہر ہے جب آپ سے صحابہ نے استفسار کیا کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں تو آپ نے فرمایا کہ تم اللھم صل علی محمد کے الفاظ کے ساتھ درود بھیجو۔ اس میں سیدنا کے الفاظ نہیں ہیں۔ (نماز نبوی صفحہ نمبر ۱۷۲-۱۷۳)

انوار الباری کے مصنف اپنے دلائل میں لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

"انا سید ولد ادم" یا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے وغیرہ چنانچہ ان دلائل کا جواب دیتے ہوئے علامہ البانیؒ لکھتے ہیں'' حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شافعیہ میں بہت بڑے عالم سمجھے جاتے ہیں جنہوں نے حدیث اور فقہ کو یکجا کرنے کی کوشش فرمائی ہے حافظ محمد بن محمد نجرابیلی (۷۹۰ھ ۸۳۵ھ) جو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس میں ہمیشہ رہنے والے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا کہ ہم نماز میں یا نماز سے خارج نبی علیہ السلام پر کس طرح درود بھیجیں کیا ہم اللّٰھم صل علی سیدنا محمد یا علی سیدالخلق یا علی سید ولد آدم کے الفاظ کا اضافہ کر سکتے ہیں یا صرف اللھم صل علی محمد پر ہی اقتصار کریں اور ان میں کون سی صورت افضل ہے یا سید کے لفظ کا اضافہ کریں اس لئے کہ آپ کا دائمی وصف ہے یا اس کا ذکر نہ کریں اس لئے کہ احادیث میں اس کا ذکر موجود نہیں حافظ ابن حجر نے جواب دیتے ہوئے فرمایا منقول الفاظ کا اتباع راجح ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ آپ نے تو تواضعاً اس لفظ کو چھوڑ دیا تھا۔ جیسا کہ آپ اپنا نام لیتے ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہتے تھے اور امت کو پابند کیا گیا ہے۔ کہ جب آپ کا ذکر ہو تو ﷺ کے الفاظ کہ کریں۔ پس صاف بات تو یہ ہے کہ اگر یہ لفظ ثابت ہوتا تو صحابہ اور تابعین سے اس کا ذکر ہوتا صحابہ اور تابعین کے آثار سے کہیں اس کا سراغ نہیں ملتا الخ''۔۔۔۔ (نماز نبوی صفحہ نمبر ۱۷۳)

ابن ماجہ کی حدیث جس کو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اس سے بھی انوار الباری کے مصنف نے استدلال کیا ہے۔ اس روایت کا کچھ حصہ صاحب انوار الباری اور علامہ البانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ مسئلہ کے افادہ کے پیش نظر ابن ماجہ کی مکمل حدیث عربی متن کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔

﴿حدثنا الحسن بن بیان ثنازیاد بن عبد اللّٰہ ثنا المسعودی عن عون بن عبد اللّٰہ عن ابی فاختۃ عن الاسود بن یزید عن عبد اللّٰہ بن مسعود قال اذا صلیتم علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاحسنوا الصلوٰۃ علیہ فانکم لا تدرون لعل ذلک یعرض علیہ قال فقالوا لہ فعلمنا قال قولوا اللّٰھم اجعل صلاتک ورحمتک وبرکاتک علی سید المرسلین و امام المتقین و خاتم النبین محمد عبدک و رسولک امام الخیرو قائد الخیر و رسول الرحمۃ اللّٰھم ابعثہ مقام محموداً یغبطہ بہ الاولون والاخرون اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید اللّٰھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید.﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر 1) "کتاب اقامۃ الصلوٰۃ فیھا" باب نمبر ۲۵ "الصلوٰۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم" حدیث نمبر ۹۰۶)

البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے "ضعیف ابن ماجہ" اس حدیث کے بعد ابن ماجہ کے مترجم نواب حیدالزمان خان لکھتے ہیں کہ:

''اس حدیث میں ایک راوی مسعودی کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ابن حبان نے کہا اس حدیث کو چھوڑ دو۔''

اس کے علاوہ علامہ ناصر الدین البانی نے بھی اپنی کتاب "صفۃ صلوٰۃ النبی" کے اردو ترجمہ کے صفحہ نمبر 176 میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا روایت کو ضعیف کہا ہے۔

مندرجہ بالا روایت کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

''عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو تو اچھی طرح سے درود بھیجو تم کو معلوم نہیں شاید تمہارا درود رسول اللہ کے سامنے پیش کیا جاوے لوگوں نے کہا تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم کو سکھلاؤ (کیونکر درود بھیجیں) عبداللہ نے کہا کہو اللّٰھم جعل صلوٰتک ورحمتک آخر تک یعنی اے اللہ اپنی عنایتیں اور رحمت اور برکتیں اتار پیغمبروں کے سردار اور پرہیزگاروں کے امام اور نبیوں کے خاتم محمد پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں نیکی کے امام ہیں اور بھلائی کی طرف لے جانے والے ہیں اور رسول ہیں رحمت کے یا اللہ ان کو عنایت فرما مقام محمود جس پر رشک کریں گے ان کے اگلے اور پچھلے۔ یا اللہ رحمت اتار اپنی محمد اور محمد کی آل پر جیسے تو نے رحمت اتاری ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر بے شک تو خوبیوں والا ہے بزرگی والا یا اللہ برکت اتار محمد اور محمد کی آل پر جیسے تو نے برکت اتاری ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر بے شک تو خوبیوں والا ہے بزرگی والا۔"

قارئین کرام! ابن ماجہ کی حدیث کا حال تو آپ کو معلوم ہو گیا ہے۔ اور اب دیکھتے ہیں ان دوسری روایات کو جن میں لفظ سید کا ذکر ہے لیکن وہ درود کے متعلق نہیں ہیں جیسا کہ حدیث "انا سید ولد آدم" تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نبی علیہ السلام کے سید ہونے کا انکار نہیں کر رہے ہیں البتہ ہمارا موقف یہ ہے کہ درود میں محمد سے پہلے لفظ سیدنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کیونکہ حدیث "انا سید ولد آدم" کا جو منشاء ہے وہ نبی علیہ السلام کے اسی ارشاد ہی سے پورا ہوتا ہے۔ پھر درود میں لفظ سیدنا کی اضافت نبی علیہ السلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ اگر حدیث انا سید ولد آدم وغیرہ سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ درود میں محمد سے پہلے لفظ سیدنا استعمال کرنا جائز ہے تو پھر خاص درود کے ساتھ ہی اس لفظ کا استعمال کیوں ضروری ہے اس طرح تو کلمہ شہادت' اذان کے بعد کی دعا میں اور خطبہ وغیرہ اور اس نوع کی کئی اور دعائیں جو احادیث سے منقول ہیں ان میں بھی محمد سے پہلے لفظ سیدنا کہنا چاہئے لہٰذا جب ہر اس دعا میں جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتا ہے آپ کے نام سے پہلے سیدنا کا لفظ استعمال کرنا چاہئے اگر ایسے دلائل کی بنا پر عام دعاؤں میں آپ کے نام سے پہلے لفظ سیدنا استعمال کریں تو پھر یہ مسئلہ ہی نہیں جبکہ آثار صحابہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اگر محمد سے پہلے لفظ سیدنا نہ بھی استعمال کیا جائے تو پھر حدیث "انا سید ولد آدم" کی اہمیت میں فرق نہیں آئے گا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام کی وفات کے موقع پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿من کان منکم یعبد محمد صلی الله علیه وسلم فان محمدا قدمات و من کان منکم یعبد الله فان الله حیی لا یموت.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 2 "کتاب المغازی" باب نمبر ۵۵۳ "مرضی النبی صلی الله علیه وسلم و وفاته" حدیث نمبر ۱۵۶۸)

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محمد کے لفظ سے پہلے سیدنا کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ علامہ ناصر الدین نے اپنی کتاب ''صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ'' میں لکھا ہے کہ'' علماء احناف کا بھی یہی مسلک ہے کہ درود شریف میں سیدنا کے اضافہ کا کوئی جواز نہیں۔'' (نماز نبوی صفحہ نمبر ۱۷۶)

قارئین کرام! کوفے کے حنفیوں کے نزدیک بھی محمد سے پہلے لفظ سیدنا کے اضافے کا کوئی شرعی جواز نہیں ہے لیکن ایک یہ ہمارے ہندوستان کے حنفی ہیں جو اس بات پر بضد ہیں کہ درود میں محمد سے پہلے لفظ سیدنا کہنا جائز ہے۔ طوالت کے پیش نظر اسی پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ یہ اصل موضوع بحث نہیں ہے۔

۶۔ نماز میں محمد ﷺ پر درود پڑھنا فرض ہے

علماء کا باہمی اختلاف ہے کہ درود آخری تشہد کے بعد پڑھنا واجب ہے یا نہیں۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اور جمہور علماء درود پڑھنے کو سنت کہتے ہیں یعنی اگر کوئی شخص تشہد کے بعد درود نہ پڑھے تب بھی نماز ہو جائے گی اور امام شافعی اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہ اور امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک پڑھنا واجب ہے یعنی اگر درود نہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جن لوگوں نے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے اجماع کی مخالفت کی ہے تو یہ الزام خود غلط ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تشہد کے بعد درود پڑھنا واجب ہے۔

(حاشیہ حدیث صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ ''کتاب الصلوٰۃ'' باب "الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بعد التشهد" عن ابی مسعود انصاری رضی الله عنه)

قارئین کرام! اوپر بیان ہوا کہ تشہد کے بعد درود کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک آخری تشہد میں درود پڑھنا سنت ہے یعنی اس کے پڑھے بغیر نماز ہو جائے گی اور بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء کے نزدیک آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے اسکے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ ہمارا بھی یہی موقف ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں درج ذیل دلائل پیش خدمت ہیں۔

(۱) ﴿حدثنا احمد بن حنبل نا عبداللہ بن یزید نا حیوۃ اخبرنی ابو ھانی حمید بن ھانی ان ابا علی عمرو بن مالک انه سمع فضالة بن عبید صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول سمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رجلا یدعو فی صلاته لم یمجد اللہ ولم یصل علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عجل ھذا ثم دعاہ فقال له او لغیرہ اذا صلی احدکم فلیبداء بتمجید ربه والثناء علیه ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم ثم یدعو بعد بما شاء.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ "تفریع ابواب صلوٰۃ السفر" باب نمبر ۵۱۳ "الدعاء" حدیث نمبر ۱۴۶۷)

ترجمہ: "فضالہ ابن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا ایک شخص دعا کر رہا تھا نماز میں نہ اس نے تعریف کی اللہ کی نہ درود بھیجا نبی ﷺ پر فرمایا اس نے جلدی کی پھر اس کو بلایا اور اسی سے کہا یا اور کسی سے کہا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اپنے رب کی بڑائی بیان کرے اور اس کی تعریف کرے پھر درود بھیجے نبی ﷺ پر بعد اس کے جو چاہے دعا مانگے۔"

www.KitaboSunnat.com

(۲) ﴿اخبرنا محمد بن سلمته قال حدثنا ابن وھب عن ابی ھانیء ان اباعلی الجنبی حدثه انه سمع عن فضالة بن عبید یقول سمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رجلا یدعو فی صلوته لم یمجد اللہ ولم یصل علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عجلت ایھا المصلی ثم علمھم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وسمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رجلا یصلی فمجد اللہ و حمدہ و صلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ادع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجب وسل تعط.

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ا "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۷۷۶ "التمجید والصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم فی الصلوة" حدیث نمبر ۱۲۸۷)

ترجمہ: "فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے سنا اس نے نہ اللہ کی بزرگی بیان کی نہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا تب آپ نے فرمایا اے نمازی تو نے جلدی کی بعد اس کے آپ نے لوگوں کو سکھلایا (کہ پہلے اللہ جل جلالہ کی بزرگی بیان کرو۔ پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا کرو۔ بعد اس کے دعا کیا کرو تاکہ جلدی قبول ہو۔) پھر آپ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے سنا اس نے اللہ کی بزرگی بیان کی اور اس کی تعریف کی پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا۔ آپ نے فرمایا اب تو دعا کر قبول ہوگی اور مانگ ملے گا۔"

(۳) وعن ابی مسعود رضی الله عنه قال قال بشیر بن سعد یا رسول الله امرنا الله بان نصلی علیک فکیف نصلی علیک فسکت ثم قال قولوا اللهم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراهیم و علی ال ابراهیم و بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراهیم فی العلمین انک حمید مجید "والسلام کما قد علمتم" رواه مسلم وزاد ابن خزیمه فیه فکیف نصلی علیک اذا نحن صلینا علیک فی صلوتنا.

(بلوغ المرام مترجم "کتاب الصلوۃ" باب "صفة الصلوة" حدیث نمبر ۳۳۷ صفحہ نمبر ۱۰۶۔۱۰۷)

ترجمہ: "اور ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ نے ہم کو آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا تم کہا کرو اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح کہ ابراہیم اور آل ابراہیم پر تو نے رحمت کی اور محمد اور آل محمد کو برکت عطا فرما جس طرح کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر دونوں جہانوں میں برکت عطا کی تھی۔ بے شک تو ہے تعریف کیا گیا بزرگ اور سلام بھیجنا تو تم کو معلوم ہے۔ اسے مسلم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس میں اتنا زیادہ کیا کہ ہم آپ پر جب نماز میں درود پڑھنے لگیں تو کس طرح درود پڑھیں۔"

(۴) ﴿......قال لقيني كعب بن عجرة فقال الا اهدى لك هدية سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم فقلنا لها بلى فاهدها لي فقال سالنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف الصلوٰة عليكم اهل البيت فان الله قد علمنا كيف نسلم قال قولو اللهم صل على محمد الخ﴾

(بخاری شریف مترجم جلد نمبر۲ "کتاب احادیث الانبیاء" باب نمبر۳۱۳ "یزفون النسلان فی لمشعی" حدیث نمبر۵۹۵)

نوٹ: یہ حدیث اس سے قبل "درود شریف کے الفاظ" کے بیان میں مکمل عربی متن اور ترجمہ کے ساتھ بیان ہو چکی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی شرح "فتح الباری" جلد نمبر۱۱ صفحہ نمبر۱۵۵ پر باب نمبر۳۲ "الصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم" اور حدیث نمبر۶۳۵۸ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

﴿......وقع عن كيفية الصلوٰة عليه فوقع الجواب عن ذٰلك بزيادة كيفية الصلوٰة على آله' قوله (كيف نسلم عليك) قال البيهقي فيه اشارة الى السلام الذي في التشهد وهو قول "السلام عليك ايها النبي ورحمته الله وبركاته فيكون المراد بقولهم فكيف نصلي عليك اى بعد التشهد. انتهى. و تفسير السلام بذٰلك هوا لظاهر. الخ﴾

صحابہ کرام کا نبی علیہ السلام سے اس طرح پوچھنا کہ ﴿یا رسول الله كيف الصلوٰة عليكم اهل البيت فان الله قد علمنا كيف نسلم﴾ یہ اسی طرف اشارہ ہے کہ صحابہ نے نبی علیہ السلام سے اسی لئے آپ سے پوچھا کہ نماز میں وہ تشہد کے بعد آپ پر درود کس طرح پڑھیں کیونکہ صحابہ کرام کا یہ فرمانا کہ ﴿قد علمنا كيف نسلم﴾ یہ اسی طرف اشارہ ہے کہ آپ نے صحابہ کو تشہد میں سلام بھیجنے کی تعلیم دے رکھی تھی اور اب صحابہ کا ﴿كيف الصلوٰة عليكم﴾ میں نماز کے لئے بھی اشارہ تھا جیسا کہ اوپر ابن خزیمہ کی روایت میں گزر چکا ہے اور نماز کے علاوہ درود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے کے لئے بھی تھا۔ (واللہ اعلم)

چنانچہ مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ نماز میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا فرض ہے۔ جو اپنی نماز میں نبی علیہ السلام پر درود نہیں بھیجتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (واللہ اعلم)

۷۔ قعدہ اولیٰ میں بھی تشہد کے بعد درود اور دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "صفتہ صلوۃ النبی" جس کا اردو ترجمہ ''نماز نبوی'' کے نام سے شیخ الحدیث صادق خلیل صاحب کے قلم سے ہوا ہے۔ چنانچہ ''نماز نبوی'' میں صفحہ نمبر 164 پر ''نبی ﷺ پر درود بھیجنے اور اس کے صیغوں اور مقام کا بیان'' میں لکھتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ پہلے اور دوسرے تشہد میں خود اپنے آپ پر بھی درود بھیجتے۔ نیز امت مسلمہ کو بھی حکم دیا کہ وہ آپ پر سلام بھیجنے کے بعد درود بھیجیں۔ چنانچہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر سلام بھیجتے ہیں لیکن آپ بتائیں کہ ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں۔ آپ نے انہیں تعلیم دی کہ تم ان الفاظ کے ساتھ مجھ پر درود بھیجو۔''

اس کے بعد ''پہلے تشہد میں بھی درود پڑھنا ثابت ہے'' کے عنوان میں مذکور ہے۔ ''معلوم ہوا کہ پہلے تشہد میں بھی سلام کے بعد درود پڑھا جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔ چنانچہ وہ کتاب الام میں صراحت کرتے ہیں کہ یہی مذہب صحیح ہے۔ امام نووی المجموع میں اور اس کی تائید الروضہ میں فرماتے ہیں اور ابن ہبیرۃ حنبلی "الافصاح" میں اسی کو پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح ابن رجب نے ذیل الطبقات میں اس کو نقل کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ پہلے تشہد کے بعد آپ پر درود بھیجنے میں کثرت کے ساتھ حدیثیں مذکور ہیں۔ ان میں کچھ تخصیص نہیں ہے اور وہ حدیثیں عمومیت کے لحاظ سے ہر تشہد کو شامل ہیں کیونکہ ان میں سے بعض حدیثیں ہماری شرط پر تھیں۔ اس لئے ان کا متن میں نے ذکر کیا ہے۔ اگرچہ معناً وہ حدیثیں ایک دوسرے کی تقویت کر رہی ہیں اور جو لوگ پہلے تشہد میں درود پڑھنے سے روکتے ہیں ان کے پاس کوئی صحیح دلیل موجود نہیں ہے اور نہ ہی کراہت کی کوئی دلیل ہے۔ جو کچھ پیش کیا جاتا ہے وہ بلا اثر ہے۔'' (نماز نبوی صفحہ نمبر ۱۶۵)

چنانچہ صحیح حدیث میں ہے۔

❁عن عبداللہ قال کنا نقول فی الصلوۃ خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام علی اللہ السلام علی فلان فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم ذات یوم ان اللہ ھو السلام فاذا قعد احدکم فی الصلوۃ فلیقل التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ السلام علینا و علی عباد اللہ الصلحین فاذا قالھا اصابت کل عبد للہ صالح فی السماء والارض اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ثم یتخیر من المسالۃ ما شاء.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 "کتاب الصلوۃ" باب "التشھد فی الصلوۃ")

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے ہم لوگ یوں کہا کرتے تھے سلام ہے اللہ پر سلام ہے فلاں شخص پر چنانچہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام سلام ہے اور وہ تمام برائیوں سے سالم و پاک و صاف ہے اس لئے تم لوگ تشہد میں یہ کلمات پڑھا کرو۔ "التحیات للہ" آخر تک اس کے بعد نمازی جو جی چاہے وہ دعا کرے۔ کیونکہ ان کلمات کے ادا کرنے سے ہر نیک بندہ کو جو زمین پر ہو یا آسمان میں ہو سلام پہنچ جاتا ہے۔''

مندرجہ بالا روایت سے ثابت ہوا کہ تشہد میں جب "التحیات للہ والصلوت" آخر تک پڑھا جاتا ہے تو نمازی کو اختیار ہے کہ اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔ لہٰذا جب تشہد یعنی التحیات قعدہ اولیٰ میں بھی پڑھی جاتی ہے تو پھر قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد جو دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں ان کا پڑھنا کیونکر جائز نہیں ہے۔ اس لئے قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود اور دوسری دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

جو لوگ قعدہ اولیٰ میں التحیات کے علاوہ درود اور دوسری دعائیں پڑھنا جائز نہیں سمجھتے ہیں انہوں نے درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔

﴿حدثنا محمود بن غیلان اخبرنا ابو داؤد ھو الطیالسی اخبرنا شعبۃ اخبرنا سعد بن ابراھیم قال سمعت ابا عبیدۃ بن عبداللہ بن مسعود یحدث عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس فی الرکعتین الاولیین کانہ علی الرضف قال شعبۃ ثم حرک سعد شفتیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشیء فاقول حتی یقوم فیقول حتی یقوم. ﴾

(جامع ترمذی جلدنمبر1 "ابواب الصلوٰۃ" باب "ما جآء فی مقدار القعود فی الرکعتین الاولیین")

ترجمہ: "روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تھے دو رکعتوں کے بعد تو گویا وہ بیٹھے ہوں گرم پتھروں پر یعنی بہت جلد اٹھتے کہا شعبہ نے پھر ہلائے سعد نے اپنے ہونٹ کچھ کہہ کر یعنی حضرت کچھ پڑھتے تھے کہا شعبہ نے میں کہتا جب تک کہ اٹھتے تو سعد کہتے جب تک کہ اٹھتے۔"

"قال ابو عیسٰی هذا حدیث حسن الا ان ابا عبیده لم یسمع من ابیه."

"کہا ابو عیسٰی نے یہ حدیث حسن ہے لیکن ابا عبیدہ کو سماع نہیں اپنے باپ سے۔ اسی پر عمل ہے اہل علم کا اختیار کرتے ہیں کہ آدمی دیر تک نہ بیٹھے قعدہ اولیٰ میں اور قعدہ اولیٰ میں تشہد سے زیادہ کچھ نہ پڑھے اور کہتے ہیں اگر زیادہ کیا اس نے تشہد سے کچھ بھی تو اس پر سجدہ سہو ہے۔ ایسا ہی مروی ہے شعبی وغیرہ سے۔" علامہ ناصر الدین البانی رحمتہ اللہ علیہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو اپنی "ضعیف سنن ترمذی" صفحہ نمبر ۳۹ باب نمبر ۲۶۶ "ما جاء فی مقدار القعود فی الرکعتین الاولین" حدیث ۵۷۔۳۶۶) میں ضعیف نقل کیا ہے۔

خواجہ قاسم صاحب اپنی کتاب "قد قامت الصلوٰۃ" میں صفحہ نمبر ۴۲۳ پر "قعدہ اولی میں صرف تشہد پڑھنا چاہئے۔" میں لکھتے ہیں۔

"تو اگر پہلے قعدہ میں درود شریف پڑھنا ہے تو پھر دعائیں بھی مانگنی چاہئیں۔ قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد صرف درود شریف پر اکتفا کرنا اور دوسرے قعدہ میں دعائیں بھی مانگنا یہ امتیاز بلا دلیل ہے۔ یہ اعتراض میں نے ایک حضرت سے کیا تو انہوں نے قعدہ اولیٰ میں دعا بھی مانگنی شروع فرمادی یعنی نماز بخشوانے گئے تو روزے بھی گلے پڑ گئے ایک طرف تو یہ انتہا پسند لوگ ہیں دوسری طرف احناف ہیں جو کہتے ہیں کہ قعدہ اولیٰ میں درود شریف سے سجدہ سہو لازم آجاتا ہے۔"

خواجہ قاسم صاحب نے شاید یہ سوچا ہوگا کہ جس آدمی سے میں درود کے ساتھ دوسری دعائیں پڑھنے کے لئے کہہ رہا ہوں وہ شاید نہ پڑھے گا لیکن جب اس شخص نے خواجہ صاحب کی توقع کے برعکس درود کے ساتھ دعائیں بھی پڑھنا شروع کر دیں تو خواجہ صاحب کی نظر میں یہ انتہا پسندی ہو گئی۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ جس حدیث میں التحیات پڑھنے کا ذکر ہے تو اس میں نمازی کو یہ اختیار بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا گیا ہے کہ التحیات کے بعد جو مرضی دعا کرے۔(واللہ اعلم)

☆ ''مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود'' (ایک غلط فہمی کا ازالہ)

قارئین کرام! حنفی مقلدین اور کئی اہل حدیث کے ہاں تعزیت کا جو طریقہ مروج ہے اس میں یہ ہے کہ مرنے والے کے گھر 5/6 دن تک لواحقین اوران کے عزیز واقارب ایک مخصوص جگہ پر سارا دن بیٹھے رہتے ہیں۔جس میں مرد اور عورتیں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں عورتیں گھر میں ہوتی ہیں اور مرد عموماً گھر سے باہر یا پھر گھر میں ہی کسی علیحدہ کمرے میں بیٹھتے ہیں۔اس ''مجلس'' میں کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو قابل غور ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ شرعی طور پر کسی مرد اور عورت کے لئے جائز ہی نہیں کہ وہ کسی مرنے والے کا تین دن سے زیادہ سوگ منائے ماسوائے اس شادی شدی عورت کے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو کہ وہ چار ماہ دس دن تک سوگ منائے جو اسلام نے مقرر کیا ہے۔جبکہ ہمارے ہاں یہ لوگ 5/6 دن تک بیٹھے رہتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ میرے علم میں نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ''فاتحہ خوانی'' کا یہی طریقہ بتایا ہو جو ہمارے ہاں رواج پذیر ہے۔فاتحہ خوانی کی اس مجلس میں جو خباثتیں عام ہوتی ہیں ان میں غیبت' حقہ اور سگریٹ نوشی عام ہیں جو اس مجلس کی زینت ہیں۔جیسے ہی کوئی آنے والا آتا ہے تو وہ سلام کر کے بیٹھ جاتا ہے۔بیٹھنے کے بعد سب سے پہلا اور ضروری کام جو ہوتا ہے وہ ''فاتحہ پڑھنے'' یا ''کلام بخشنے'' کا ہوتا ہے۔لہٰذا جب مندرجہ بالا صورتوں میں کوئی ایسا شخص تعزیت کے لئے آتا ہے جو اس مروجہ طریقے پر ہاتھ اٹھا کر ''فاتحہ خوانی'' نہیں کرتا یا ''کلام نہیں بخشتا'' تو اس شخص کو بعض حنفی مقلدین اس طرح القاب دیتے ہیں۔

''مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔''

تو آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ مقولہ کن پر صادق آتا ہے۔

جب ہم حقائق کا بغور مطالعہ کریں اور مشاہدے کو بھی دیکھیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ خود حنفی مقلدین ہی ہیں جن پر یہ مقولہ صادق آتا ہے۔اس مقولے میں دو لفظ بحث طلب ہیں ایک ''فاتحہ'' اور دوسرا ''درود'' کا۔تو آیئے پہلے ہم فاتحہ پر بحث کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) فاتحہ

فاتحہ ہر نماز کے لئے ہر نمازی کے لئے فرض ہے جو فاتحہ کو جس نماز میں نہیں پڑھتا اس کی وہ نماز نہیں ہوتی اس کو پہلے ''فاتحہ خلف للامام'' کی بحث میں الحمدللہ مدلل طور پر ثابت کر آیا ہوں۔ اب مندرجہ بالا مقولے کے حوالے سے چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔

قارئین کرام! بحثیت نماز جنازہ بھی نماز ہے۔ گو کہ اس کی شکل اور ہیئت عام نمازوں سے مختلف ہے لیکن فاتحہ کے حوالے سے نبی علیہ السلام کا حکم عام ہے کہ

﴿لا صلوٰة الا بفاتحه الكتاب.﴾

اس میں نہ تو کوئی نمازی مستثنیٰ ہے اور نہ ہی کوئی نماز مستثنیٰ ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑھ رہا ہے کہ حنفی مقلدین نے نماز جنازہ کے ساتھ عام نمازوں سے بھی امتیازی سلوک کیا یعنی فاتحہ کے بارے میں۔ عام نمازوں کے بارے میں فاتحہ خلف الامام کے بارے میں حنفی مقلدین کا کہنا ہے کہ مقتدی فاتحہ نہ پڑھے بلکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہی ہے اور حنفی مقلدین کے ہاں بھی مطلق قرأت تو فرض ہے۔۔۔۔ اور جماعت کی صورت میں فاتحہ کی قرأت مقتدی پر سے تو ساقط ہو جاتی ہے البتہ جماعت کی نماز میں فاتحہ کا پڑھنا امام پر فرض ہی رہتا ہے جبکہ نماز جنازہ میں نہ فاتحہ کی قرأت امام پر رہتی ہے اور نہ ہی قرأت کے مطلق حکم کی بنا پر فاتحہ کے علاوہ اور کسی سورت کی قرأت نماز جنازہ میں امام پر فرض رہتی ہے بلکہ نماز جنازہ کو تو حنفیوں نے سرے ہی سے ''فاتحہ'' سے صاف کر دیا۔ باقی نمازوں میں تو مقتدی نے فاتحہ پڑھنے کا ''ٹھیکہ'' پہلے ہی امام کو دیا ہوا ہے لیکن حنفیت نے نماز جنازہ میں امام پر سے ''فاتحہ'' کی قرأت کی فرضیت کے ''بوجھ'' کو اتار کر مقتدیوں کے ساتھ ساتھ امام پر بھی بڑا ''احسان'' کیا ہے۔

خرد کا نام جنون رکھ دیا جنون کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جبکہ صحیح روایت کے مطابق نماز جنازہ میں بھی فاتحہ پڑھنا ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

﴿حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن سعد بن ابراهيم عن طلحة قال صليت خلف ابن عباس ح قال و حدثنا محمد ابن كثير قال اخبرنا سفين عن سعد بن ابراهيم عن طلحة ابن عبدالله بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوف قال صليت خلف ابن عباس على جنازه فقرأ بفاتحة الكتاب و قال لتعلموا انها سنة.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الجنائز'' باب نمبر ۸۴۹ "قرأة فاتحه الكتاب على الجنازة" حدیث نمبر ۱۲۵۴)

ترجمہ: ''ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ سے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے جنازے کی نماز پڑھی دوسری سند امام بخاری نے کہا ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک جنازے پر نماز پڑھی انہوں نے سورہ فاتحہ (ذرا پکار کر پڑھی) اور کہا میں نے یہ اس لئے کیا کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔''

حنفی مقلدین نے دوسری فرض نمازوں کی طرح نماز جنازہ میں بھی قرأت فاتحہ کے بارے میں کئی چمگوئیاں کی ہیں۔ چنانچہ انوار الباری کے مصنف جلد نمبر 19 کے صفحہ نمبر 418 پر "باب قرأة الفاتحه" (کتاب الجنائز میں) لکھتے ہیں ''حضرت نے فرمایا نماز جنازہ میں قرأت مالکیہ اور ہمارے یہاں بھی ارج جواز میں ہے مگر وہ ثنا اور دعا کے طور پر ہے۔ قرأت کلام اللہ کے طور پر نہیں۔ امام احمد نے اس کو بدرجہ مستحب قرار دیا امام شافعی اس نماز میں بھی فرض قرار دیتے ہیں کہ

﴿لا صلوٰة الابفاتحة الكتاب.﴾

حالانکہ یہ بات بلا شک ہے کہ حضور علیہ السلام کا اکثر عمل ترک ہی تھا۔''

مزید لکھتے ہیں۔

''علامہ ابن تیمیہ نے تصریح کی کہ جمہور سلف صرف دعا پر اکتفا کرتے تھے اور فاتحہ نہیں پڑھتے تھے۔ البتہ بعض سے ثابت ہے۔ پھر شافعیہ کے یہاں وہ پہلی تکبیر کے بعد ہی ہے لہٰذا ان سے استفتاح (سبحانک اللهم) چھوٹ گئی میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ سورہ فاتحہ دوسری نمازوں کی طرح چاروں تکبیروں کے بعد چار بار پڑھو کیونکہ نماز جنازہ کی چار تکبیریں چار رکعت کے برابر ہوتی ہیں۔ (میں کہتا ہوں صحیح احادیث سے تو نماز جنازہ کے لئے پانچ تکبیریں بھی ثابت ہیں جیسا کہ صحیح مسلم کے حوالے سے زید بن ارقم کی روایت بلوغ المرام میں ہے اور اس کے علاوہ علی رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بلوغ المرام میں ایک روایت میں چھ تکبیروں کا ذکر بھی ہے تو کیا حنفی مقلدین نماز جنازہ کی پانچ یا چھ تکبیروں کو بھی پانچ یا چھ رکعت پر محلول کریں گے یقیناً نہیں اس لئے کہ ان کے ہاں ایک سلام کے ساتھ کوئی نماز ثابت نہیں ہے کیونکہ ان کے ہاں تو وتر نماز بھی صرف تین رکعت ہی ایک سلام کے ساتھ صحیح ہیں) پھر یہ کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وجہ سے قرأت کرتے ہیں تو نسائی شریف میں تو یہ بھی ہے کہ انہوں نے بلند آواز سے سورہ فاتحہ اور دوسری سورت بھی پڑھی تو شافعی کو چاہئے کہ وہ بھی جہر کریں اور سورت کو ملائیں حالانکہ وہ یہ دونوں باتیں نہیں مانتے۔"

اس کا جواب یہ ہے کہ حنفی مقلدین نہ تو سورت فاتحہ کو نماز جنازہ میں بطور ثنا پڑھتے ہیں اور نہ ہی بطور دعا پڑھتے ہیں کیونکہ ہمارا مشاہدہ یہی ہے ان کا باوا بھی تو نرالا ہے کہ نماز جنازہ میں تو صحابی نے اس کو پڑھا لیکن حنفی مقلدین فاتحہ کو نماز جنازہ میں تو پڑھتے نہیں لیکن جب مرنے والے کے گھر آتے ہیں تو پھر "فاتحہ خوانی" میں فاتحہ کو پڑھتے ہیں اور حنفی مقلد کہتا ہے کہ "ایک دفعہ فاتحہ پڑھو تین دفعہ قل پڑھو" یہاں تو فاتحہ اور قل تین بار پڑھتے ہیں لیکن نماز جنازہ میں بطور ثنا اور دعا بھی ایک بار پڑھنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں حنفی مقلدین کے ہاں اگر نماز جنازہ میں فاتحہ اور سورت پڑھنا صحیح مسلک نہیں ہے تو پھر "فاتحہ خوانی" میں فاتحہ اور قل پڑھنا کس صحیح حدیث کا مسئلہ ہے۔ یہاں تو فاتحہ پڑھنا ایسا فرض ہو گیا ہے کہ نہ پڑھنے والے کو ان القاب سے نوازا جاتا ہے۔

"مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔"

اصل بات یہ ہے کہ یہاں تو فاتحہ پڑھنے سے پیسے ملتے ہیں اور یتیموں کا مال بٹورنے کے لئے ایصال ثواب کے نام پر ان کے پاس "فاتحہ خوانی" کا بڑا اعلیٰ ہتھیار ہے۔ جس سے اللہ نے منع فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ولا تقربوا مال اليتيم الا بالتي هي احسن حتى يبلغ اشده الخ﴾

(سورہ بنی اسرائیل)

ترجمہ: "اور مت پاس جاؤ مال یتیم کے مگر اس نیت سے کہ وہ بہت اچھی ہے یہاں تک کہ پہنچے جوانی اپنی کو......"

ایک دوسرے مقام پر ہے۔

﴿ان الذين ياكلون اموال اليتمى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا ط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسیصلون سعیرا۔ ﴾ (سورہ النساء)

ترجمہ: ''تحقیق وہ لوگ جو کھاتے ہیں مال یتیموں کے ظلم سے سوائے اس کے نہیں کہ کھاتے ہیں بیچ پیٹوں اپنے کے آگ اور البتہ جاویں گے آگ میں۔''

اور یہ ''قل'' ''ساتواں'' ''دسواں'' ''چہلم'' اور ''برسی'' وغیرہ انہی حنفی مقلدین کی پیداوار ہے اور یہ ساری بدعتیں ''فاتحہ خوانی'' کے نام پر ہی امت میں حنفی مقلدین نے رائج کر رکھی ہیں۔ ''فاتحہ خوانی'' کے لئے فاتحہ پڑھنا تو اتنا ضروری کر دیا کہ نہ پڑھنے والے اپنے مخالفین کو طعن و تشنی کرنے سے گریز بھی نہیں کرتے۔ لیکن نماز جنازہ میں فاتحہ کو بطور ثنا' بطور دعا اور بطور سنت تو بعض حنفیوں نے قرار دے دیا لیکن وہ بھی صرف کتابوں کی حد تک جبکہ عملاً شاید ہی کوئی حنفی اسے نماز جنازہ میں پڑھتا ہو کہ کبھی کوئی نماز جنازہ میں سورت فاتحہ کو سنت سمجھ کر ہی پڑھ لے۔

''انوار الباری'' کے مصنف یہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں بھی ہر تکبیر کے بعد فاتحہ پڑھی جائے۔ جیسا کہ دوسری نمازوں میں ہوتا ہے۔ کیونکہ نماز جنازہ کی چار تکبیریں چار رکعت کے برابر ہوتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ باقی نمازوں کی طرح حنفی مقلدین کے امام تو نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھیں جیسا کہ حنفی مقلدین کے امام دوسری فرض نمازوں میں سورت فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اگرچہ مقتدی نہیں پڑھتے کیونکہ امام کے لئے سورت فاتحہ پڑھنا حدیث ﴿لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب﴾ کے تحت بہرحال امام پر تو فرض ہی ہے اسے تو حنفی مقلدین بھی تسلیم کرتے ہیں۔

''انوار الباری'' کے مصنف کا یہ کہنا کہ شافعیہ کو نماز جنازہ میں سورت فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت بھی ملانی چاہئے اور جہر کرنا چاہیے جیسا کہ نسائی میں ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ میں کہتا ہوں شافعیہ کو تو یہ طعن ہو سکتا ہے لیکن ہمارے لئے اس میں طعن کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ الحمد للہ ہمارا ان سبھی احادیث پر عمل ہے۔

''انوار الباری'' جلد نمبر ۱۵ میں صفحہ نمبر ۴۲۰ پر ''افادہ سندی'' کے عنوان سے لکھا ہے کہ ''ہمارے علامہ سندی حنفی نے حاشیہ نسائی شریف میں لکھا کہ اور دعاؤں سے فاتحہ کا پڑھنا اولیٰ و احسن ہے اور اس سے رد کرنے کی تو کوئی ہی وجہ نہیں ہے اور اس کو ہمارے بہت سے محققین علماء نے اختیار کیا ہے مگر انہوں نے کہا کہ اس کو بہ نیت دعا و ثنا پڑھیں۔ بہ نیت قرأت نہیں۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں کہ ''انوار الباری'' کے مصنف تو فاتحہ کو کوئی حیثیت بھی دینے کے لیے تیار نظر نہیں آتے۔ بے شک انکے بعض حنفی اسلاف نے نماز جنازہ کے لئے فاتحہ کی قرأت کو سنت کہا ہے یا بطور دعا اور ثنا کہا ہے اور باقی دعاؤں کی نسبت احسن ہی کیوں نہ کہا ہو لیکن تقلید امام کی وجہ سے اس پر عمل کرنے سے قاصر ہیں۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ ''اور دعاؤں سے فاتحہ کا پڑھنا اولیٰ واحسن ہے اور اس سے روکنے کی تو کوئی ہی وجہ نہیں ہے۔'' میں کہتا ہوں کہ جب اس کا پڑھنا کئی حنفی مقلدین کے ہاں ''مکروہ تحریمی'' کے زمرے میں آتا ہے تو یہ لوگوں کو فاتحہ پڑھنے سے روکنا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

قارئین کرام! یہ کتاب اس بات کی متحمل نہیں ہوسکتی ہے کہ اس بارے میں مزید کچھ لکھوں۔ وگرنہ لکھنے کو تو ہم بھی اللہ کی رحمت سے بہت کچھ لکھ سکتے ہیں۔

(۲) درود شریف

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ احناف کے نزدیک نماز میں درود شریف پڑھنا سنت ہے یعنی اگر کوئی نمازی اپنی نماز میں نبی علیہ السلام پر درود نہ بھی پڑھے تو احناف کے ہاں اس شخص کی نماز ہو جائے گی۔ (جیسا کہ بعض حنفی مقلدین کے ہاں نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنا سنت ہے لہٰذا نماز جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھی جائے جیسا کہ حنفی مقلدین کی اکثریت کا عمل ہے تو نماز جنازہ ہو جائے گا۔ بالکل اسی طرح احناف کے نزدیک نماز میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھے بغیر بھی نماز ہو جائے گی کیونکہ اس کے نزدیک نماز میں درود پڑھنا سنت ہے۔ اس لئے اس کے ترک سے بھی نماز ہو جائے گی بالکل ایسے ہی جیسے حنفی مقلدین کے ہاں نماز جنازہ میں فاتحہ کو سنت سمجھ کر ترک کر دینے سے نماز جنازہ عندالاحناف نماز جنازہ ہو جاتی ہے) اور پھر یہیں پر بس نہیں بلکہ دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو نماز میں درود پڑھنا فرض جانتے ہیں اس مسئلے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موافق کوئی عالم نہیں ہے۔ چنانچہ مظاہر حق جدید کے مصنف جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۶۱۳ پر ''التحیات میں درود پڑھنا فرض ہے یا سنت؟'' کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

''حضرت امام شافعی نے التحیات میں درود پڑھنے کو فرض کہا ہے لیکن علماء نے صراحت کی ہے کہ امام شافعی کا یہ قول شاذ ہے اس مسئلہ میں امام شافعی کا موافق کوئی عالم نہیں ہے۔''

میں کہتا ہوں کہ ''مظاہر حق جدید'' کے مصنف نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو درود کے مسئلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ کہہ کہ ان کے موافق کوئی عالم نہیں ہے جان چھوڑانے کی بات کی ہے کیونکہ جہاں انہوں نے یہ کہا ہے کہ ''علماء نے صراحت کی ہے۔'' یہاں کسی عالم کا تو نام تک نہیں بتایا کہ کس نے کہا ہے اس مسئلے میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ تنہا ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں۔ بعض نے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور امام شعبیؒ پر اس مسئلے میں اجماع کی مخالفت کا الزام لگایا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کا اس مسئلے میں اجماع کا دعویٰ بھی بلا دلیل ہے۔ کیونکہ میں نے اس سے قبل ''نماز میں محمد ﷺ پر درود پڑھنا فرض ہے۔'' کے عنوان میں بخاری شریف اور دوسری کتب سے نماز میں درود پڑھنے کے حوالے سے روایات بیان کی ہیں۔ لیکن ایک یہ حنفی مقلدین ہیں کہ جس مسئلہ میں جان چھوڑانی ہو اس کو سنت کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔ ان کے ایسے ہی کئی مسائل ہیں جو فرض اور واجب کا درجہ رکھتے ہیں لیکن حنفی مقلدین نے ان کے بارے میں سنت کا حکم لگا کر ان کو رد کر دیا۔ سنت سمجھ پر اس پر عمل کو مکروہ جانتے ہیں اور نام لکھتے ہیں ''اہل سنت والجماعت۔''

نماز میں تشہد کے بعد درود پڑھے بغیر نماز ہو جانے والے اپنے موقف میں ترمذی وغیرہ کی حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں چنانچہ ہم اس روایت کو مکمل عربی متن اور ترجمے کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور اس کی صحت کے بارے میں بھی بتاتے ہیں۔

﴿حدثنا احمد بن محمد (بن موسی الملقب : مردویه قال) اخبرنا ابن المبارک اخبرنا عبدالرحمن بن زیاد بن انعم ان عبدالرحمن بن رافع و بکر بن سوادة اخبراه عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا احدث یعنی الرجل و قد جلس فی اخر صلوته قبل ان یسلم فقد جازت صلوته.﴾

(ترمذی شریف مترجم جلد نمبر 1 "ابواب الصلوٰة" باب "ما جآء فی الرجل یحدث بعد التشهد")

ترجمہ: ''روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب حدث کیا کسی نے قبل سلام کے اور بیٹھ چکا اپنی نماز کے آخر میں یعنی قعدہ اخیرہ میں تو جائز ہوگئی نماز اس کی۔''

اس روایت کے ترجمے کے بعد ترمذی کے مترجم علامہ بدیع الزمان رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ''کہا ابو عیسیٰ نے یہ حدیث از روئے اسناد کے قوی نہیں اور اضطراب ہے اس کی اسناد میں۔ بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ قائل اس کے کہ جب بیٹھ چکا مقدار تشہد کی یعنی آخر نماز میں اور حدث کیا قبل سلام کے تو نماز اس کی پوری ہوگئی اور بعضوں نے کہا جب حدث کرے قبل تشہد کے یا قبل سلام کے تو اعادہ کرے نماز کا یہی قول ہے شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا اور کہا احمد نے جب تشہد نہ پڑھے اور سلام پھیر دے تو نماز اس کی جائز ہے کہ فرمایا حضرت نے "وتحلیلها التسلیم" یعنی تمام ہونا نماز کا سلام ہے اور تشہد ایسا فرض نہیں کہ اس کے ترک سے نماز درست نہ ہو۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ دو رکعت کے بعد کھڑے ہو گئے اور تشہد نہ پڑھا اور کہا اسحاق بن ابراہیم نے جب کہ تشہد پڑھ لیا اگر سلام نہ پھیرے تو بھی نماز جائز ہے اور سند پکڑی اس حدیث سے کہ سکھایا ہے رسول اللہ ﷺ نے تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اور اس کے اخیر میں فرمایا ﴿فاذا فرغت من هذا فقد قضيت ما عليك﴾ یعنی جب فارغ ہو چکا تو تشہد سے تو ادا کر دیا جو تجھ پر لازم تھا۔ کہا ابو عیسیٰ نے عبدالرحمٰن بن زیاد وہ افریقی ہیں۔ بعض اہل حدیث نے ان کو ضعیف کہا ہے انہی میں سے ہیں یحییٰ بن سعید قطان اور احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ"

اس حدیث کو علامہ ناصر الدین البانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی "ضعیف سنن ترمذی" عربی میں باب نمبر 296 "ما جاء فی الرجل یحدث بعد التشهد" سلسلہ حدیث نمبر ۶۳۔۴۰۹ (ضعیف ابی داؤد ۲۶۔۱۸۱ (عندنا رقم ۲۰۵/۳۵۔۲۱۴/۱۰۰۵ نحوہ) ضعیف نقل کیا ہے۔

مظاہر حق جدید کے صفحہ نمبر ۶۱۴ پر "التحیات میں درود پڑھنے کا طریقہ" کے عنوان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تشریح میں مصنف لکھتے ہیں۔

"صحابہ کے سوال کا حاصل یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو حکم دیا ہے کہ آپ پر درود اور سلام بھیجیں تو سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ آپ نے ہمیں سکھایا ہے کہ التحیات میں ہم "اسلام علیك ایها النبی" کہا کریں اب یہ بھی بتا دیجئے کہ درود کس طرح بھیجیں۔"

ظاہر ہے کہ صحابہ نماز میں التحیات میں سلام بھیجتے تھے اور یہاں درود کا سوال بھی نماز کے لئے تھا اور پھر صحابہ کا سوال کرنا بھی صیغہ جمع میں تھا چنانچہ راوی صحابی کے الفاظ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیان کرتے ہیں۔

﴿یا رسول الله قد علمنا كيف نسلم عليك فكيف نصلي عليك.﴾

اور پھر نبی علیہ السلام کا جواب بھی صیغہ جمع میں ہے۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کرام کے سوال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر فرمایا۔

﴿قال قولوا اللهم صل علی محمد و علی آل محمد الخ﴾

لہٰذا آپ نے "قـــل" کے لفظ کے ساتھ کسی ایک صحابی کو درود پڑھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ "قـولـوا" کے الفاظ کے ساتھ سارے صحابہ کو درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں ''فتح الباری'' جلد نمبر ۱۱ باب نمبر ۳۲ "الصلوة علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم"

نبی علیہ السلام نے تو صحابہ کو حکماً فرمایا کہ اس طرح میرے اوپر درود پڑھا کرو لیکن ایک یہ حنفی مقلدین ہیں جنھوں نے اسے صرف سنت کہہ کر نظر انداز کر دیا اور کئی ایسے مسائل ہیں جن میں یہ سنت کو بھی کوئی حیثیت دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔

تو ثابت ہوا کہ:

''مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود'' والا مقولہ خود حنفی مقلدین پر ہی صادق آتا ہے۔ کیونکہ ان کے ہاں ہی نماز جنازہ فاتحہ کی قرأت کے بغیر اور دوسری نماز میں تشہد کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھے بغیر ہو جاتی ہے۔

۸۔ تشہد اور درود شریف کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں

سلام پھیرنے سے پہلے نبی ﷺ سے کئی دعائیں منقول ہیں جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں ان دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی اختیار کی جا سکتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ جو دعا حدیث میں آئی ہو صرف وہی پڑھی جا سکتی ہے بلکہ حدیث میں وارد شدہ دعاؤں کے علاوہ کوئی دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے اور شائد استدلال کیا ہے انہوں نے اس حدیث سے۔

﴿عن عبدالله قال كنا نقول فی الصلوٰة خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم علی فلان فقال لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم ان الله هو السلام فاذا قعد احدکم فی الصلوٰة فلیقل التحیات... ثم یتخیر من المسالة ماشآء﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب الصلوٰة" باب "التشهد فی الصلوٰة.)

بخاری شریف میں اس طرح ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن عبداللہ بن مسعودؓ قال کنا اذا کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ... ثم لیتخیر من الدعآء اعجبہ الیہ فیدعوا﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد ا ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ۵۴۰ ''مایتخیر من الدعآء بعد التشہد ولیس بواجب'' حدیث ۷۹۵)

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ سے ــــــــ پھر دعاؤں میں سے جو دعا اس کو پسند ہو وہ مانگے۔''

نوٹ: یہ حدیث مکمل عربی متن اور ترجمے کے ساتھ اس سے قبل ''قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود اور دعاؤں'' کے بیان میں گذر چکی ہے۔ تفصیلاً وہاں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

درج بالا روایت کے آخری الفاظ ﴿ثم یتخیر من المسالۃ ماشآء﴾ یعنی پھر اس کے بعد نمازی جو جی چاہے وہ دعا کرے۔''

جب کہ ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے۔

﴿اخبرنا محمد بن عبداللہ بن عمار الموصلی عن المعانی عن الاوزاعی ح وانبا ناعلی بن خشرم عن عیسٰی بن یونس واللفظ لہ عن الاوزاعی عن حسان بنعطیۃ عن محمد بن ابی عائشۃ قال سمعت اباھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تشھدا حدکم فلیتعوذ باللہ معن اربع من عذاب جھنم وعذاب القبر وفتنۃ المحیا والممات ومن شر المسیح الدجال ثم یدعو لنفسہ ما بدالہ.﴾

(سنن نسائی مترجم جلد ا ''کتاب الافتتاح'' باب نمبر ۷۹۲ ''نوع اخر'' حدیث نمبر ۱۳۱۳)

ترجمہ: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے پناہ مانگے ایک جہنم کے عذاب سے دوسری قبر کے عذاب سے تیسری زندگی اور موت کے فتنے سے چوتھے دجال کے شر سے پھر دعا کرے اپنے لیے جو منا سب معلوم ہو۔''

(''رجالہ ثقات'' (تقریب) بحوالہ ''منہاج المسلمین'' از مسعود احمد بی ایس سی)

سلام پھیرنے سے قبل چار چیزوں سے پناہ مانگنے کی تاکید ایک اثر سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۴۸ پر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿...قال مسلم بن الحجاج بلغني ان طاؤساً قال لابنه ادعوت بها في صلوتک فقال لاقال اعد صلوتک لان طآؤساً رواه عن ثلاثة او اربعة او کما قال.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی "کتاب المساجد" باب "استحباب التعوذ من عذاب القبر وعذاب جهنم وفتنة المحيا والممات وفتنة المسيح الدجال ومن الماثم والمغرم بين التشهد والتسليم.)

نوٹ: اس باب کی آخری حدیث جو ابن عباس سے مروی ہے۔ یہ اثر اس حدیث کے آخر میں درج ہے۔

ترجمہ: "۔۔۔۔کہا مسلم بن حجاج نے پہنچا مجھ کو طاؤس نے اپنے بیٹے سے کہا تو نے نماز میں یہ دعا مانگی۔ کہا نہیں، کہا اپنی نماز پھر پڑھ تحقیق کہ طاؤس نے اس حدیث کو تین یا چار راویوں سے روایت کیا جیسا کہ کہا۔"

امام نوویؒ مسلم شریف شرح نووی میں درج بالا اثر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"طاؤس کے اس قول سے اس دعا کے پڑھنے کی بہت تاکید ثابت ہوتی ہے اور ظاہراً یہ بات نکلتی ہے کہ اس دعا کا پڑھنا واجب ہے جب تو انہوں نے نماز کے اعادہ کا حکم دیا۔ لیکن اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ یہ دعا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور شاید طاؤس کی غرض تاکید کی تھی نہ وجوب (انتہیٰ) (واللہ اعلم)

اور اس کی تائید امی جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ نبی علیہ السلام کس قدر ان چار چیزوں سے پناہ مانگتے تھے اور آپ ہر نماز میں یہ دعا مانگتے تھے جیسا کہ روایت میں اس طرح آیا ہے۔

﴿عن عائشة قالت دخلت على عجوزان من عجز يهود المدينة فقالت ان اهل القبور يعذبون في قبورهم قالت فكذبتهما ولم انعم ان اصدقهما فخرجنا ودخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت له يارسول الله ان عجوزين من عجز يهود المدينة دخلتا على فزعمتا ان اهل القبور يعذبون في قبورهم فقال صدقتا انهم يعذبون عذاباً تسمعه البهآئم ثم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قالت فما رایته بعد فی صلوٰۃ الا یتعوذ من عذاب القبر.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی "کتاب المساجد" باب "ایضا" صفحہ نمبر ۱۴۶)

ترجمہ:"ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے پاس مدینہ والوں میں سے دو یہودی بڑھیا آئیں اور کہنے لگیں کہ قبر والوں کو عذاب ہوتا ہے قبروں میں' میں نے ان کو جھٹلایا اور مجھے ان کو سچا کہنا اچھا نہ لگا۔ پھر وہ دونوں چلی گئیں اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے آپ سے بیان کیا جوان بڑھیوں نے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا' قبر والوں کو ایسا عذاب ہوتا ہے جس کو جانور تک سنتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کے بعد میں نے دیکھا آپ ہر نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔"

چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے نماز میں سلام سے پہلے جن چیزوں سے پناہ مانگنا نبی علیہالسلام سے ثابت ہے ان کا ذکر درج ذیل حدیث میں ہے۔

﴿عن عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یدعوا فی الصلوٰۃ اللهم انی اعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فیتنة المسیح الدجال واعوذبک من فتنة المحیا والممات اللهم انی اعوذبک من الماثم والمغرم قالت فقال له قائل ما اکثر مَا تَسْتَعِیذُ من المغرم یارسول الله فقال ان الرجل اذا غرم حَدَّثَ فَکَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ."﴾ (ایضاً صفحہ نمبر ۲۱۷)

ترجمہ:"ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا مانگتے یااللہ میں پناہ مانگتا ہوں۔ تیری' قبر کے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری' دجال کے فتنے سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری' زندگی اور موت کے فتنے سے یااللہ میں پناہ مانگتا ہوں میں تیری گناہ اور قرض داری سے ایک شخص بولا یارسول اللہ! آپ اکثر قرض داری سے کیوں پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب آدمی قرض دار ہوتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔"

سلام پھیرنے سے قبل کی دعاؤں کے بیان سے پہلے یہ تمہید تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ التحیات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اگرچہ کوئی دعا پڑھی جا سکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ جو دعائیں صحیح حدیث سے ثابت ہیں انہیں کو اختیار کیا جائے اور ان دونوں صورتوں میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ تشہد اور درود شریف پڑھنے کے بعد پہلے ان چار چیزوں سے پناہ مانگی جائے اور اس کے ساتھ وہ دعائیں مانگی جائیں جو نبی علیہ السلام خود پڑھا کرتے تھے یا آپ نے صحابہ کرام کے سوال پر آپ نے صحابہ کرام کو تعلیم دیں اور پھر اس کے بعد آدمی جو چاہے اپنے لیے دعا کرے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ (واللہ اعلم)

صحیح حدیث میں جو دعائیں نماز میں سلام پھیرنے سے قبل پڑھنی منقول ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱. ﴿عن عائشه زوج النبی صلی الله علیه وسلم اخبرته ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان یدعو فی الصلوٰة "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعُوْذِبِکَ مِنَ الْمَاثَمِ وَالْمَغْرَمِ" فَقَالَ له قآئل مآ اكثر ما تستعیذ من المغرم فقال ان الرجل اذا غرم حدث فكذب واذا وعدا خلف وقال محمد بن یوسف سمعت خلف بن عامر یقول فی المسیح والمسیح لیس بینهما فرق وهما واحد احدهما عیسٰی علیه السلام والاخر الدجال وعن الزهری قال اخبرنی عروة ابن الذبیر ان عائشة قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یستعیذ فی صلوٰته من فتنه الدجال.﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الصلوٰة" باب نمبر ۵۳۹ "الدعآء قبل السلام" حدیث نمبر ۷۹۳)

ترجمہ: ''عائشہ رضی اللہ عنہا جو زوجہ ہیں نبی ﷺ کی انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (تشہد کے بعد) یہ دعا پڑھتے تھے۔'' یا اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ عذاب قبر سے اور تیری پناہ پکڑتا ہوں کانے دجال کے فتنے سے اور تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت سے یا اللہ میں قرض اور گناہ (میں مبتلا ہونے) سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ ایک شخص (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے آپ سے عرض کیا سبب کیا ہے جو آپ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا آدمی جب مقروض ہوتا ہے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلاف کرتا ہے۔ محمد بن یوسف نے کہا امام بخاری نے کہا میں نے خلف بن عامر سے سنا مسیح اور مسیح میں کچھ فرق نہیں دونوں ایک ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مسیح اور مسیح کہہ سکتے ہیں اور دجال کو بھی اور اگلی سند سے زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے عروہ ابن زبیر نے خبر دی۔ تحقیق عائشہؓ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے۔''

یہ دعا بخاری شریف کے علاوہ صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "کتاب المساجد" باب "استحباب التعوذ من عذاب القبر و عذاب جهنم و فتنه المحيا و الممات و فتنه المسيح الدجال و من المأثم و المغرم بين التشهد و التسليم" صفحہ نمبر ۱۴۵ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کچھ آگے پیچھے الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ ابو داؤد مترجم جلد نمبر ۱ "تفریح استفتاح الصلوٰۃ" باب نمبر ۳۳۵ "مایقول بعد التشهد" حدیث نمبر ۹۷۱ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ سنن نسائی مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۷۹۲ "نوع اخر" حدیث نمبر ۱۳۱۲ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے انہی الفاظ کے ساتھ جو صحیح بخاری میں بیان ہیں حدیث مروی ہے۔

۲. ﴿عن ابی بکر الصديق رضی الله عنه انه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم علمنی دعآء ادعوبه فی صلوتی قال قل اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد ۱ "کتاب الصلوٰۃ" باب ۵۳۹ "الدعآء قبل السلام" حدیث ۷۹۴)

ترجمہ: ''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تحقیق انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی مجھے کوئی ایسی دعا سکھلایئے جو میں پڑھا کروں اپنی نماز میں آپ نے فرمایا یوں کہو یا اللہ میں نے (گناہ کرکے) اپنے آپ پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔ تو اپنی خاص بخشش سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو بے بخشنے والا مہربان ہے۔''

بخاری شریف کے علاوہ یہ دعا سنن نسائی مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الافتتاح" باب نمبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۸۷ "نوع اخر من الدعا" حدیث نمبر ۱۳۰۵ میں بھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۳. ﴿اخبرنا اسحاق بن ابراهيم قال حدثنا جرير عن منصور عن هلال بن يساف عن فروة بن نوفل قال قلت لعائشة حدثني بشيءٍ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعوبه في صلوته قالت نعم كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّمَا لَمْ اَعْمَلْ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ا "كتاب الافتتاح" باب نمبر ۷۱ "التعوذ في الصلوٰة" حدیث نمبر ۱۳۱۰) اس کی سند صحیح ہے دیکھئے "صفة الصلوٰة النبي الباني"۔)

ترجمہ: "فروہ بن نوفل سے روایت ہے میں نے عائشہ سے کہا مجھ کو وہ دعا بتلاؤ جو رسول اللہ ﷺ نماز میں پڑھا کرتے تھے انہوں نے کہا اچھا آپ یہ دعا پڑھتے تھے۔ یااللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری۔ برائی سے اس کام کے جو میں نے کیا ہے اور برائی سے اس کام کے جو میں نے نہیں کیا (ایسا نہ ہو وہ نہ کرنے لگوں)"

۴. ﴿حدثنا يوسف بن موسى القطان ثنا جرير عن الاعمش عن ابى صالح عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل (ماتقول في الصلوٰة) قال التشهد ثم اسال الله الجنة واعوذبه من النار اما والله مااحسن دندنتك ولا دندنة معاذ فقال (حولها ندندن)﴾

(سنن ابن ماجه مترجم جلد نمبر ا "كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها" باب نمبر ۲۶ "مايقال في التشهد والصلوٰة" حديث ۹۱۰)

ترجمہ: "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا تو نماز میں کیا کہتا ہے۔ وہ بولا میں پہلے تشہد پڑھتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتا ہوں اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔ لیکن قسم اللہ کی میں آپ کا گنگنانا نہیں سمجھتا نہ معاذؓ کا (یعنی مجھے اچھی طرح معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کیا دعاء مانگتے ہیں آہستہ آواز سے نہ معاذؓ کی دعا معلوم ہوتی ہے) آپ نے فرمایا ہم بھی اسی کے گرد گنگناتے ہیں۔"

اس روایت کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "صفة صلوة النبي" میں نقل کیا ہے صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سند کے ساتھ۔

۵۔ ﴿حدثنا عبدالله بن عمر و ابو معمرنا عبدالوارث نالحسين المعلم عن عبدالله بن بريدة عن حنظلة بن علي ان محجن بن الادرع حدثه قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم المسجد فاذا هو برجل قد قضى صلاته وهو يتشهد وهو يقول "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ يَاللّٰهُ لَاحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ ان تغفرلي ذنوبي انك انت الغفور الرحيم قال فقال قد غفر له ثلاثا﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبرا "افتتاح الصلوة" باب نمبر ۳۳۵ "مايقول بعد التشهد" حدیث نمبر ۹۷۲)

علامہ البانی رحمہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "صفة صلوة النبی" میں صحیح سند سے نقل کیا ہے۔حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

ترجمہ: "محجن بن الادرع" سے روایت ہے کہ رسول اللہ مسجد میں تشریف لائے دیکھا تو ایک شخص نماز پڑھ چکا ہے تشہد پڑھ رہا ہے اور کہتا ہے۔اللهم انی اسالك یاالله آخر تک آپ نے فرمایا یہ بخش دیا گیا تین بار۔"

یہ حدیث سنن نسائی مترجم جلد نمبرا "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۷۸۶ "الدعآء بعد الذکر" حدیث نمبر ۱۳۰۴ میں بھی سیدنا محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۶۔ ﴿عن علي بن ابي طالب عن رسول الله ﷺ ... ثم يكون من اخرما يقول بين التشهد و التسليم "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَسْرَفْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ﴾

(صحيح مسلم شريف شرح نووی مترجم جلد نمبر ۲ "كتاب صلوٰة المسافرين" باب "صلوٰة النبي صلى الله عليه وسلم و دعآئه بالليل" صفحه نمبر ۲۶۵ تا ۲۶۷)

نوٹ: مندرجہ بالا ایک لمبی حدیث کا آخری حصہ ہے۔

ترجمہ: "سیدنا علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۔۔۔ پھر آخر میں تشہد اور سلام کے بیچ میں کہتے۔ یا اللہ بخش مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور جو میں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیچھے کیا اور جو چھپایا اور جو ظاہر کیا اور جو حد سے زیادہ کیا اور جو تو جانتا ہے۔ مجھ سے بڑھ کر تو سب سے پہلے تھا اور سب کے بعد رہے گا۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

۷. ﴿ اخبرنا قتبة قال حدثنا خلف بن خليفة عن حفص بن اخي انس عن انس بن مالک قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا يعني ورجل قائم يصلي فلما ركع و سجد وتشهد دعا فقال في دعائه "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ اِنِّيْ اَسْاَلُکَ... الخ ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر ۱ "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۷۸۶ "الدعاء بعد الذكر" حدیث نمبر ۱۳۰۳")

ترجمہ: "انس بن مالک سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ جب رکوع اور سجدے اور تشہد سے فارغ ہوا تو دعا مانگنے لگا اور کہنے لگا "اللهم انی اسالك... الخ" تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم جانتے ہو کن کلموں سے دعا کی۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ کو پکارا اس کے اسم اعظم سے جب اللہ پکارا جاتا ہے اس نام سے تو قبول کرتا ہے اور جب کوئی مانگتا ہے اس سے یہ نام لے کر تو دیتا ہے۔"

اس کے علاوہ قرآن مجید کی دعاؤں میں سے بھی دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ (واللہ اعلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 13

تہلیل نماز (سلام کے بیان میں)

اسلام نے جہاں عبادات کو بجالانے کا حکم فرمایا ہے وہاں اسلام نے عبادات کا طریقہ اس کی شکل و ہیئت بھی بیان فرمادی۔ چنانچہ نماز کو شروع کرنے کا طریقہ صحیح احادیث میں منقول ہے۔ بالکل اسی طرح نماز کو ختم کرنے اور اس سے باہر آنے کا طریقہ بھی بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ حالت نماز سے باہر آنے کے لیے اسلام نے دائیں اور بائیں جانب اسلام علیکم ورحمۃ اللہ رکھا ہے۔ چنانچہ نماز کی تہلیل سلام پھیرنا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

﴿عن سعد قال كنت ارى رسول الله صلى الله عليه وسلم يسلم عن يمينه وعن يساره حتى ارى بياض خده﴾

(صحیح مسلم شرح نووی ''کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ'' باب ''السلام للتحليل من الصلوة عند فراغها وكيفيته'')

ترجمہ: ''سعدؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے دیکھا کرتا۔ یہاں تک کہ آپ کے رخسار کی سفیدی مجھ کو دکھلائی دیتی تھی۔''

ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے۔

﴿حدثنا عثمان بن ابى شيبة ثنا وكيع عن سفيان عن ابى عقيل عن محمد بن الحنفية عن على قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مفتاح الصلوٰة الطهور و تحريمها التكبير وتحليلها التسليم.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا ''كتاب الصلوة'' باب نمبر ۲۲۳ ''فى تحريم الصلوة وتحليلها'' حدیث نمبر ۶۱۴)

ترجمہ: ''علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کنجی نماز کی طہارت ہے اور تحریم نماز کی تکبیر ہے اور تحلیل نماز کی سلام ہے۔''

(ابوداؤد ''کتاب الطہارۃ'' باب ''فرض الوضوءِ'' میں بھی یہ حدیث ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن ماجہ کے الفاظ اس طرح ہیں۔

﴿حدثنا علی بن محمد ثنا وکیع عن سفیان عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن محمد بن الحنفیة عن ابیه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم مفتاح الصلوٰة الطهور و تحریمها التکبیر و تحلیلها التسلیم﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر ا "کتاب الطهارة و سننها" باب نمبر ۳ "مفتاح الصلوٰة الطهور" حدیث نمبر ۲۷۵

ترجمہ: ''محمد بن الحنفیہ اپنے باپ (علی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کنجی نماز کی طہارت ہے۔ اور احرام اس کا تکبیر اولیٰ ہے اور تحلیل اس کی سلام ہے۔''

مندرجہ بالا حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ کے حوالے سے ترکی کے عالم محمد ابو سعید الیار بوزی نے اپنی نماز کی کتاب میں صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس کا اردو ترجمہ ''نماز'' کے نام سے محترم ڈاکٹر خالد ظفر اللہ نے کیا ہے۔

ابوداؤد وغیرہ کی درج بالا حدیث کو "شرح معانی الاثار المعروف بطحاوی" میں امام طحاوی حنفیؒ نے بھی نقل کیا ہے۔ قارئین کرام کی دلچسپی اور مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر طحاوی کے عبارت بھی پیش خدمت ہے۔

﴿حدثنا الحسین بن نصر قال ثنا الفریابی قال ثنا سفیان عن عبداللہ بن محمد بن عقیل عن محمد بن الحنفیة عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم مفتاح الصلوٰة الطهور واحرامها التکبیر واحلالها التسلیم.﴾

(شرح معانی الاثار المعروف بطحاوی مترجم جلد ا باب "السلام فی الصلوٰة هل هو من فروضها او من سننها" صفحہ ۳۹۳)

ترجمہ: ''علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول مقبول ﷺ نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہے۔ اس کا احرام تکبیر تحریمہ اور حلال تسلیم ہے۔''

سنن ابن ماجہ کے مندرجہ بالا باب یعنی "مفتاح الصلوٰة الطهور" میں ایک روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

﴿حدثنا سوید بن سعید ثنا علی بن مسهر عن ابی سفیان طریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السعدی ح وحدثنا ابو کریب محمد بن العلاءِ ثنا ابو معاویة عن ابی سفیان السعدی عن ابی نضره عن ابی سعید الخدری عن النبی ﷺ قال مفتاح الصلوٰة الطهور و تحريمها التكبير وتحليلها التسليم.﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبرا "کتاب الطهارة وسننها" حدیث نمبر ۲۷۶)

ترجمہ: ''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کنجی نماز کی طہارت ہے اور احرام اس کا تکبیر اولیٰ ہے اور تحلیل اس کی سلام ہے۔''

ا۔ کیا سلام پھیرنا فرض ہے یا سنت؟

حنفی مقلدین کے نزدیک سلام پھیرنا سنت ہے جب کہ ہمارے نزدیک جس طرح نماز میں داخل ہونے کے لیے تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ اسی طرح نماز سے باہر نکلنے کے لیے سلام پھیرنا فرض ہے۔ جبکہ حنفی مقلدین کے ہاں سلام پھیرنا فرض نہیں بلکہ سنت ہے یعنی اگر کوئی شخص نماز سے سلام پھیرے بغیر ہی نماز سے باہر آنا چاہے تو آ سکتا ہے اور اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔ چنانچہ طحاوی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت (جس کو میں نے تحلیل نماز کے بیان میں نقل کیا ہے) کے بعد درج ہے۔

﴿فذهب قوم الى ان الرجل اذا انصرف من صلوته بغير تسليم فصلاته باطلة لان رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم قال تحليلها التسليم فلا يجوز ان يخرج منها بغيره.﴾

(شرح معانی الآثار المعروف بطحاوی جلد نمبرا مترجم باب "السلام فی الصلوٰة کیف هو" صفحہ نمبر ۳۹۳)

ترجمہ: ''پس ایک گروہ اسی طرف گیا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز سے بغیر سلام پھیرے فارغ ہو تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ کیونکہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ تحلیل نماز تسلیم ہے۔ (یعنی سلام پھیرنے کے بعد نمازی نماز سے باہر ہوتا ہے) پس بغیر تسلیم کے نماز سے باہر نہیں ہو سکتا۔''

اس کے بعد طحاوی لکھتے ہیں:

﴿وخالفهم فی ذٰلک اخرون فافترقوا علی قولین فمنهم من قال اذا قعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدار التشهد فقد تمت صلوته وان لم يسلم ومنهم من قال اذا رفع راسه من اخر سجدة من صلاته فقد تمت صلوته وان لم يسلم. ﴾ ايضاً

ترجمہ: ''اور باقی اہل علم نے ان سے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے فرمایا ہے کہ جب بمقدار تشہد کے قعدہ اخیرہ میں بیٹھ جائے تو نماز پوری ہوگئی اگرچہ سلام نہ پھیرا ہو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ جب آخری سجدہ سے سر اٹھائے تو نماز پوری ہوگئی اگرچہ تشہد نہ پڑھا ہو اور نہ سلام ہی پھیرا ہو''

مزید فرماتے ہیں۔

﴿وكان من الحجة للفريقين جمعيا على اهل المقالة الاولى ان ما روى عن النبى صلى الله عليه واله وسلم من قوله تخليلها التسليم انما روى عن عليؓ وقد روى عن عليؓ منك به فى مثل ذلك مابدل على ان معنى قول رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك كان عنده على غيرها ما حمله اهل المقالة الاولى.﴾

ترجمہ: ''ان دونوں فریقین کی دلیل یہ ہے کہ حدیث تحليلها التسليم نبی ﷺ کے بواسطہ علی رضی اللہ سے روایت کی گئی ہے اور خود علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو قول روایت کیا گیا ہے وہ گروہ اول کی بادلیل کے خلاف ہے۔''

چنانچہ طحاوی صفحہ نمبر ۳۹۴ پر مذکور ہے۔

﴿فذكروا ماقد حدثنا ابوبكرة قال ثنا ابوعاصم عن ابى عوانة عن الحكم عن عاصم بن ضمرة عن عليؓ قال اذا رفع راسه من اخر سجدة فقد تمت صلاته﴾ (ايضاً)

ترجمہ: ''علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب آخری سجدہ سے سر اٹھائے تو نماز پوری ہوگئی۔''

www.KitaboSunnat.com

مزید لکھتے ہیں:

﴿فان قال قائل قد قال تحريمها التكبير فكان الذى هو لا يدخل فيها الا به فكذلك لما قال وتحليلها التسليم كان كما هو ايضاً لايخرج منها الا به﴾ (ايضا صفحہ نمبر ۳۹۴)

ترجمہ: ''اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جس طرح بدون تکبیر کے نماز شروع نہیں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا سکتی اس طرح بدون تسلیم کے نماز سے فراغت بھی حاصل نہ ہو۔"

چنانچہ اس کا جواب خود طحاوی دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

﴿قیل لہ انہ لایجوز الدخول فی الاشیآء الامن حیث امربہ من الدخول فیھا وقد یخرج من الاشیآء من حیث امر ان یخرج بہ منھا ومن غیر ذلک. ﴾(ایضا)

ترجمہ: "تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ عبادات معاملات شروع اسی طرح کیے جاتے ہیں جس طرح شروع کرنے کا حکم کیا گیا ہے اور ان سے خروج دونوں طریق سے ہوسکتا ہے۔ بطریق ماموراور بطریق غیر مامور۔"

ہماری گزارش ہے حنفی مقلدین سے کہ اسلام نے روزہ کے شروع کرنے اور ختم کرنے کی ایک حد مقرر کی ہے۔ یعنی روزہ صبح کس وقت شروع ہوگا اور کس وقت شام کو ختم ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿.... وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی الیل ....○﴾ (سورۃ البقرۃ : ۱۸۷)

ترجمہ: "۔۔۔اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے تمہارے تا گا سفید تاگے کالے سے فجر سے پھر پورا کرو روزے کو رات تک۔۔۔"

اسلام تو کہے کہ روزے کو صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک پورا کیا جائے لیکن فقہ حنفی یہ کہے کہ روزہ تو بارہ بجے ہی پورا ہو گیا لہٰذا صائم (روزہ دار) کے لیے اجازت ہے بے شک وہ شام تک روزہ پورا کرے یا پھر بارہ بجے ہی افطار کرلے کیونکہ حنفی فقہ کے مطابق عبادت (روزہ) کو شروع تو اسی طریقے سے کرنا چاہیے۔ جو مامور ہے یعنی جو اسلام نے بیان کیا ہے لیکن عبادت (روزہ) کو ختم کرنے کے لیے غیر مامور طریقہ بھی اختیار کرنا جائز ہے۔ یعنی روزہ کو اس وقت سے پہلے بھی افطار کیا جا سکتا ہے۔ جو اسلام نے بتایا ہے۔ روزہ پھر بھی مکمل ہی رہے گا۔ اس کے اجر و ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔ یہ تو بڑی عنایت ہوگی فقہ حنفی کی حنفی مقلدین پر کہ اس نے گرمیوں کے سترہ گھنٹے کے روزے کو آسان بنا دیا۔ کیونکہ حنفی مقلد اگر چاہیے تو سات گھنٹے بعد بھی روزہ افطار کر سکتا ہے اس کا روزہ مکمل ہو جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طحاویؒ نے سلام کے فرض یا سنت ہونے کے بارے میں فریقین کے جو دلائل نقل کیے ہیں طوالت کے پیش نظر نقل کرنے سے گریز کر رہا ہوں۔ طحاویؒ نے جو ان کا خلاصہ نکالا ہے وہ یہی ہے کہ نماز سے باہر نکلنے کے لیے سلام پھیرنا فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔ چنانچہ اگر کوئی سلام پھیرے بغیر ہی نماز سے باہر آ جائے گا تو اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔

اگر چہ امام طحاویؒ نے طرفین (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ' امام ابو یوسف رحمۃ اللہ اور امام محمد رحمۃ اللہ) کا مسلک یہ نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک قعدہ اخیرہ بمقدار تشہد فرائض نماز سے ہے۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں۔

﴿ولکن ابا حنیفة وابا یوسف و محمد رحمهم الله تعالٰی ذهبوا فی ذٰلک الی قول الذین قالوا ان القعود الاخیر مقدار التشهد من صُلب الصلوٰة﴾ (ایضاً صفحہ ۳۹۹)

ترجمہ: ''لیکن امام ابوحنیفہ' امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ قائلین قول اول کی طرف ہی گئے ہیں جو یہ فرماتے ہیں کہ قعدا خیرہ بمقدار تشہد فرائض نماز سے ہے۔''

قارئین کرام! بات ہو رہی تھی سلام کی کہ فرض ہے یا سنت تو اس بحث کو امام طحاویؒ نے تو ان الفاظ کے ساتھ ختم کر دیا ہے۔

﴿حدثنا محمد بن خزیمة قال ثنا سعید بن سابق الرشیدی قال ثنا حیوة بن شریح عن ابن جریج قال کان عطآء یقول اذا قضی الرجل التشهد . الخیر فقال السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین فاحدث وان لم یکن سلم عن یمینه وعن یساره فذکر کلاما معناه فقد مَضَتْ صلوٰته او قال فلا یعود الیها﴾

(ایضاً صفحہ نمبر ۳۹۹)

ترجمہ: ''عطا فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص قعدہ اخیرہ میں وعلی عباد اللہ الصالحین تک پورا تشہد پڑھ لے پھر اگر بے وضو ہو جائے گو دائیں اور بائیں طرف سلام نہ پھیرا تو نماز اس کی پوری ہو گی یا فرمایا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔''

قارئین کرام! میں نے سلام کے بارے میں ''تحلیل نماز'' کے بیان میں بتا دیا ہے جن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات سے نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ انہیں احادیث سے تہلیل نماز کے لیے سلام پھیرنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ حنفی نماز شروع کرنے کے لیے ایک حد تک تکبیر تحریمہ کے وجوب کے تو قائل ہیں۔ سلام کے فرض ہونے کی احادیث ''تہلیل نماز'' کے بیان میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ حنفی مقتدی کو نماز میں سے کتنا حصہ ملا؟

تقلید کے ''ثمرات'' میں سے حنفی مقتدیوں کے حصہ میں جو آیا ہے وہ یہ کہ اس تقلید نے نہ صرف مقتدیوں کو نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے فیوض و برکات سے محروم کیا بلکہ نماز میں سے صرف استفتاح اور رکوع اور سجدے کے اذکار ہی کو ان کے لیے رہنے دیا۔ کیونکہ سورہ فاتحہ کے ساتھ ساتھ تشہد، درود اور اس کے بعد کی دعاؤں سے بھی محروم کر دیا ہے۔ جیسا کہ ہم اس سے قبل بیان کر آئے ہیں۔

ہمارا مشورہ حنفی مقلدین کے خواص کو یہ ہے کہ اگر آپ اس روایت پر عمل کر لیں جس کو ہم نے فاتحہ خلف الامام کی بحث میں نقل کیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ روایت میں آیا ہے کہ ''امام کی نماز مقتدی کی نماز ہی ہے۔'' تو اس سے کم از کم حنفی مقلدین کے مقتدیوں سے نماز کا ''بوجھ'' تو مکمل طور پر اتر جائے گا۔ اور یوں ہو جائے گا "نور علی نور"

۳۔ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت مقتدی امام اور دوسرے مقتدیوں کے سلام کی نیت کرے

﴿حدثنا محمد بن عثمان ابو الجماهر نا سعيد بن بشير عن قتادة عن الحسن عن سمرة قال امرنا النبي صلى الله عليه وسلم ان نرد على الامام وان نتحاب وان نسلم بعضنا على بعض.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ۱ ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۳۴۱ ''الرد علی الامام'' حدیث نمبر ۹۸۸)

ترجمہ: ''سمرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ امام کے سلام کا جواب دیں اور آپس میں دوستی رکھیں۔ ایک دوسرے کو سلام کریں۔''

﴿قال الحافظ ابن حجر و اسناده حسن وروى احمد والترمذي وحسنه .

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن علیؓ کان صلی اللہ علیه وسلم یصلی قبل الظهر اربعا وبعدها اربعا وقبل العصر اربعا یفصل بین کل رکعتین بالتسلیم علی الملائکة المقربین والنبیین ومن معهم من المومنین الخ. قال المنذری واخرجه ابن ماجة مختصر قد تقدم الکلام فی سماع الحسن من سمرةؓ

(عون المعبود باب "الرد علی الامام" تحت حدیث سمرہؓ)

ترجمہ: "۔۔۔اگر ایمان' اسلام' تحصیل علم' تمام اعمال صالحہ' طاعات' عبادات' جہاد' صرف مال' زکوٰۃ وصدقات حج بیت اللہ و ہجرت وغیرہ بھی اخلاص' للّٰہیت اور اچھی نیت سے نہ ہوں بلکہ کسی غرض دنیوی یا غور کے لیے ہوں تو ان کی کوئی قدر و قیمت خدا کے یہاں نہیں۔۔۔(انوار الباری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۴" حدیث انما الاعمال بالنیات" کی تشریح" حدیث "انما الاعمال بالنیات" سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کا آغاز کیا ہے اور صاحب انوار الباری نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام بخاریؒ اپنی کتاب میں سات مقام پر لائے ہیں۔ ان میں ایک مقام باب "ماجاء ان الاعمال بالنیة والحسبة ولکل امرة مانوی" کے باب میں لائے ہیں۔"

(انوار الباری جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۶)

اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں۔

﴿فدخل فیه الایمان الوضو والصلوٰة والزکوٰة والحج والصوم والاحکام وقال اللہ تعالٰی قل کل یعمل علی شاکلته علی نیة نفقه الرجل علی اهله یحتسبها صدقة وقال النبی صلی اللہ علیه وسلم ولکن جهاد ونیة.﴾

ترجمہ: "تو عمل میں ایمان اور وضو اور نماز اور زکوٰۃ اور حج اور روزہ اور سارے معاملات (جیسے بیع وشراء نکاح وطلاق وغیرہ) آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ بنی اسرائیل میں) فرمایا اے پیغمبر کہہ دے ہر کوئی اپنے طریق یعنی نیت پر عمل کرتا ہے اور (اسی وجہ سے) آدمی ثواب کے لیے اللہ کا حکم سمجھ کر اپنے گھر والوں پر خرچ کرے تو صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور (جب مکہ فتح ہو گیا) تو نبی ﷺ نے فرمایا اب ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد اور نیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی ہے۔''

پھر اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں حدیث "انما الاعمال بالنیات" والی لائے جس کو انہوں نے کتاب کے شروع میں نقل کیا۔ اس کے بعد اس باب میں ایک دوسری حدیث نقل کرتے ہیں۔

﴿عن ابی مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا انفق الرجل علی اھلہ یحتسبھا فھی صدقۃ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ا "کتاب الایمان" باب نمبر ۴۱ "ماجاء ان الاعمال بالنیۃ..." حدیث نمبر ۵۳)

ترجمہ: ''ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے (اللہ کا حکم سمجھ کر) خرچ کرے تو صدقے کا ثواب پائے گا۔''

قارئین کرام! میں یہاں نیت پر کوئی لمبی چوڑی بحث نہیں کرنا چاہتا کیونکہ ایک تو یہ اس بحث کا مقام نہیں اور دوسرا یہ کتاب بھی زیادہ لمبی بحث کی متحمل نہیں ہو سکتی البتہ یہاں ایک نکتہ کی بات بتانا مقصود ہے جو ان شاء اللہ آگے آ رہی ہے۔

بات چل رہی تھی نماز کا سلام پھیرتے وقت مقتدی کا امام اور دوسرے نمازیوں کو سلام پھیرنے کی نیت کرنا تو اس سلسلے میں یہ نیت کی بات چل نکلی۔

حنفی مقلدین کے ہاں نماز شروع کرنے کے لیے اور اسی طرح روزہ رکھنے کے لیے زبان کے الفاظ کے ساتھ نیت کرنا عام اور معروف ہے اگرچہ ''انوار الباری'' والے نے اس کا انکار کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

''اگر زیادہ دقتِ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ماءِ مطلق سے وضو میں حنفیہ کے یہاں نیت کا لحاظ موجود ہے۔ کیونکہ نیت سے مراد اگر زبان سے نیت کرنا ہے تو وہ کسی کے یہاں بھی لازمی و ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ اور بہت سے علماء نے تصریح کی ہے کہ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنے کا ثبوت نہ خود رسول کریم ﷺ سے ہے۔ نہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اور نہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے اور اگر اس سے مراد وہ دل کا ارادہ ہے جو ہر فعل اختیاری سے پہلے ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کرتا ہے تو اس میں ہم اور دوسرے مخالفت کرنے والے برابر ہیں یعنی ہم بھی اس سے منکر نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ نماز سے پہلے نیت کرنے کا مطلب یہی ہے کہ نماز پڑھنے والے کے دل میں اس امر کا شعور ہو کہ میں کون سی نماز پڑھ رہا ہوں تو کیا کوئی حنفی المسلک ایسا ہوگا جس کو وضو کرتے وقت اس امر کا شعور نہ ہو کہ میں نماز کے لیے فرض طہارت ادا کر رہا ہوں۔ غرض نیت صرف ایک امر قلبی ہے جو تمام اختیاری افعال میں ہوا کرتی ہے۔" (انوار الباری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۹)

قارئین کرام! اللہ بہتر جانتا ہے کہ صاحب "انوار الباری" کون سے حنفیوں کی ترجمانی فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اس تقریر میں یا تو مبالغہ آرائی ہے یا پھر تقیہ سے کام لیا گیا ہے۔ اس لیے کہ صاحب انوار الباری کا یہ کہنا کہ زبان سے نیت کرنا کسی کے ہاں لازمی وضروری نہیں۔ بذات خود حقیقت پر مبنی نہیں ہے کیونکہ زبان سے نیت کرنا جتنا حنفیوں کے ہاں لازمی وضروری ہے اتنا شاید ہی کسی اور کے نزدیک لازمی وضروری ہو۔ یہ شرف بھی صرف حنفی مقلدین کے حصے میں آیا ہے کہ وہ اس بدعت پر عمل کرنا ہی اپنا شعار سمجھتے ہیں کیونکہ نماز کے لیے زبان سے نیت کرنا حنفی مقلدین کے عوام وخواص میں مشہور اور عام ہے اِلَّا ماشاء اللہ ہی کوئی حنفی ہوگا جو اس بدعت پر عمل نہ کرتا ہو اور اسی طرح روزہ رکھنے کے لیے زبان سے نیت کرنا بھی حنفی مقلدین میں عام اور معروف ہے اور بلکہ اس بدعت کی تو نشر واشاعت سرکاری سطح پر بھی ہوتی ہے۔ اس بدعت پر عمل کرنے میں بھی ان کا مقابل کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ روزہ کے لیے زبان سے نیت کے یہ الفاظ ان کے ہاں رواج ہیں۔

﴿وبصوم غد نويت من شهر رمضان﴾

ترجمہ: "میں نیت کرتا ہوں ماہ رمضان کے کل کے روزے کی۔"

"انوار الباری" کے مصنف کا یہ کہنا کہ "کیا کوئی حنفی المسلک ایسا ہوگا جس کو وضو کرتے وقت اس امر کا شعور نہ ہو کہ میں نماز کے لیے فرض طہارت ادا کر رہا ہوں۔" میں کہتا ہوں کہ حنفی مقلدین کی اکثریت ہے ہی بے شعور کہ جن کو نماز پڑھتے ہوئے یہ شعور ہی نہیں ہوتا کہ وہ کون سے وقت کی نماز کس طرف منہ کر کے اور کس کی اقتداء میں پڑھ رہے ہیں اسی لیے تو ان کو زبان سے یہ کہنا پڑھتا ہے۔

"دو رکعات نماز فرض، فرض اللہ تعالیٰ کے منہ طرف قبلہ شریف پیچھے اس امام کے اللہ اکبر"

اور کئی بے چاروں کو تو یہ بھی علم نہیں ہوتا کہ جن الفاظ کو وہ اپنی زبان میں ادا کر رہے ہیں ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب کیا ہے کیونکہ ہم نے خود سنا ہے ان کو یہ کہتے ہوئے کہ فـرج فـرج (یعنی فرض فرض کی بجائے) جس کے معنی عورت کی شرمگاہ (یعنی قبل) ہے۔

ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ جب حنفی مقلدین کے ہاں نماز اور روزہ کے لیے زبان سے نیت کرنا ایسا لازمی اور ضروری ہے تو پھر وضو کرتے وقت وضو کی اور نماز کا سلام پھیرتے وقت مقتدی کا امام اور دائیں اور بائیں طرف کے نمازیوں کو سلام کرنے کی نیت کو بھی زبان سے کرنا چاہیے۔ حالانکہ سلام پھیرتے وقت امام اور دوسرے نمازیوں کے سلام کی نیت کرنا ہم اس سے قبل حدیث سے نقل کر آئے ہیں اور پھر وضو کے لیے نیت کرنا بھی صحیح بخاری کے حوالے سے بھی بیان ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ امام نسائی نے بھی اپنی سنن میں وضو کے لیے نیت کے لیے باب قائم کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے "کتـاب الـطهارة" باب نمبر ٦٠۔ "الـنية في الوضوء" حدیث نمبر ٧٦ عن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث "انـمـا الاعـمـال بالنية" کو نقل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں سنن نسائی مترجم جلد نمبر ا اگر کوئی حنفی ہمارے اس طعن سے بچنے کے لیے وضو کرتے وقت بھی زبان سے نیت کرنا شروع کر دے مثلاً یہ کہے کہ "میں نیت کرتا ہوں فلاں نماز کی جس کے اتنے فرض اور اتنی سنتیں ہیں وغیرہ۔" تو پھر حنفی مقلدین سلام پھیرتے وقت امام اور مقتدیوں کو سلام کی نیت زبان سے کیسے کریں گے یعنی مقتدی یہ کہے کہ "میں امام کے سلام کا جواب بھی دے رہا ہوں اور دائیں اور بائیں طرف کے مقتدیوں کو سلام بھی کر رہا ہوں۔" اور نیت بھی پھر پنجابی زبان (یا اس کے علاوہ اپنی اپنی مادری یا علاقائی زبان میں کرنا ہوگی جیسا کہ حنفی مقلدین نماز شروع کرتے وقت اپنی اپنی مادری یا علاقائی زبان میں نیت کرتے ہیں) میں نیت کرنا ہوگی کیا اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ جب کہ ان کے ہاں نماز میں چھینک کا جواب جو حدیث سے عربی زبان میں ثابت ہے نہ دینا اولیٰ ہے یعنی خاموشی اختیار کرنا اور ایسے ہی لکھا ہے۔ "مظاہر حق جدید" جلد نمبر ا صفحہ نمبر ٦٥٩ پر "نماز میں چھینکنے کے بعد حمد کرنا" کے باب میں لیکن ان حنفی مقلدین کا باوا بھی نرالا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس طعن سے بچنے کے لیے بھی نماز کے سلام میں بھی نیت کے الفاظ کو اپنی اپنی مادری یا علاقائی زبانوں میں ادا کرنا شروع کر دیں کیونکہ ان کے ہاں تو پوری نماز ہی علاقائی زبان میں پڑھنا جائز ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ولو كبر بالفارسية جاز هكذا في المنون سواء كان يحسن العربية اولا انه اذا كان يحسنها يكره. وعلى قول ابي يوسف و محمد رحمهما الله تعالى لايجوز اذا كان يحسن العربية هكذا في المحيط وعلى هذا الخلاف جميع اذكار الصلاة من التشهد والقنوت' والدعاء وتسبيحات الركوع والسجود وكذا كل ما ليس بعربية كالتركية والزنجية والجشية والنبطية هكذا في فتاوى قاضي خان﴾

(فتاوی عالمگیری عربی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۶۹)

ترجمہ: ''اگر فارسی میں تکبیر (خدا بزرگ تر) کہی تو نماز جائز ہو جاوے گی خواہ عربی میں کہہ سکتا ہو یا نہ کہہ سکتا ہو اور یہ کہ جب عربی میں کہہ سکتا ہو تو مکروہ ہے (یعنی عربی کے علاوہ اور کسی زبان میں) اور یہ قول ہے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ علیہم کا کہ جب عربی میں کہہ سکتا ہو تو پھر کسی دوسری زبان میں کہنا صحیح نہیں ہے اور نماز کے سارے ذکروں میں جیسے تشہد اور قنوت اور دعا اور رکوع اور سجود کی تسبیح میں خلاف جاری ہے اور جو حکم فارسی کا ہے وہی ان سب زبانوں کا ہے جو عربی نہیں جیسے ترکی اور زنجی اور حبشی اور نبطی۔''

ایک طرف تو یہ حنفی مقلدین ہیں کہ یہ ساری نماز ہی کو علاقائی زبانوں میں پڑھنے کو جائز کہتے ہیں اور دوسری طرف نبی ﷺ کے صحابہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ جن کی زبان فارسی' سیدنا بلال حبشی رضی اللہ جن کی زبان حبشی اور سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ جن کی زبان رومن تھی۔ ان کے لیے تو کوئی ایسی مثال یا روایت نہیں ملتی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو ان کی مادری اور علاقائی زبانوں میں تکبیر تحریمہ اور دیگر نماز اذکار کو پڑھنے کی اجازت فرمادی ہو۔ انتہی۔

۴۔ سلام دونوں طرف پھیرنا

صحیح اور کثیر احادیث سے نماز ختم کرتے وقت دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرنا منقول ہے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ ﴿عن ابي معمر ان اميرا كان بمكة يسلم تسليمتين فقال عبد الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انی علقها قال الحکم فی حدیثه ان رسول اللّٰه ﷺ کان یفعله﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد 2 "کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ" باب "السلام للتحلیل من الصلوٰۃ عند فراغها و کیفیته")

ترجمہ: "ابو معمر سے روایت ہے کہ مکہ میں ایک امیر تھا۔ وہ دو سلام پھیرا کرتا۔ عبداللہ نے کہا اس نے سنت کہاں سے حاصل کی۔ اس نے کہا حکم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔"

۲۔ ﴿عن سعد قال کنت اریٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یسلم عن یمینه وعن یساره حتی اریٰ بیاض خده.﴾ (ایضاً)

ترجمہ: "سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے دیکھا کرتا یہاں تک کہ آپ کے رخسار کی سفیدی مجھ کو دکھلائی دیتی تھی۔"

۳۔ ﴿عن جابر بن سمرةؓ قال کنا اذا صلنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قلنا السلام علیکم ورحمة اللّٰه السلام علیکم ورحمته اللّٰه واشاره بیده الی الجانبین فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علام تئومون بایدیکم کانها اذناب خیلٍ شمس انما یکفی احدکم ان یضع یدعلی فخذه ثم یسلم علیٰ اخیه من علیٰ یمینه و شماله.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 "کتاب الصلوٰۃ" باب "الامر بالسکون فی الصلوٰۃ والنهی عن الاشارة بالید ورفعها عند السلام وانما الصوف الاول والتراص فیها والا مر بالاجتماع")

ترجمہ: "جابر بن سمرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ہم لوگ نماز پڑھتے تو نماز کے ختم پر دائیں بائیں اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے یہ ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دُمیں ہلتی ہیں تمہیں یہی کافی ہے کہ قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرو۔"

۴۔ ﴿عن عبد اللّٰه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه کان یسلم عن یمینه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعن يساره اسلام عليكم ورحمته الله اسلام عليكم ورحمته الله"﴾

(جامع ترمذی مترجم جلد نمبر 1 ''ابواب الصلوٰۃ'' باب ''ما جآء في التسليم في الصلوٰة'')

ترجمہ: ''عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے اور اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے۔''

''اس باب میں روایت ہے سعد ابن ابی وقاص سے اور ابن عمر اور جابر بن سمرۃ اور براء اور عمار اور وائل بن حجر اور عدی بن عمیرہ اور جابرہ بن عبداللہ سے کہا ابوعیسیٰ نے حدیث ابن مسعود کی حسن ہے۔ صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے اکثر اہل علم کا صحابہ سے اور جو بعد ان کے تھے اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور احمد اور اسحاق کا۔''

۵. ﴿حدثنا عبدة بن عبد الله نا يحيى بن ادم ناموسى بن قيس الحضرمي عن سلمة بن كهيل عن علقمة بن وائل عن ابيه قالت صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم فكان يسلم عن يمينه اسلام عليكم ورحمة الله وبركاته وعن شماله اسلام عليكم ورحمة الله.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 "كتاب الافتتاح "باب نمبر ۳۴۰ "فی السلام" حدیث نمبر ۹۸۴)

ترجمہ: ''وائل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ داہنی طرف سلام پھیرتے کہتے اسلام علیکم ورحمته الله و برکاته اور بائیں طرف کہتے اسلام علیکم ورحمته الله۔''

٦. ﴿اخبرنا محمد بن المثنى قال حدثنا معاذ بن معاذ قال حدثنا زهير عن ابى اسحق عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن الاسود و علقمة عن عبد الله قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبر في كل خفض ورفع و قيام و قعود ويسلم عن يمينه وعن شماله السلام عليكم ورحمة الله السلام عليكم ورحمة الله حتى يرى بياض خده ابابكر و عمر رضى الله عنهما يفعلان ذلك.﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 "كتاب الافتتاح" باب "كيف السلام على اليمين" حدیث نمبر ۱۳۲۲)

ترجمہ: ''عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ تکبیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے تھے جھکتے اور اٹھتے اور کھڑے ہوتے اور بیٹھتے اور سلام پھیرتے تھے داہنی اور بائیں طرف کہتے تھے اسلام علیکم ورحمتہ اللہ اسلام علیکم ورحمتہ اللہ یہاں تک کہ آپ کے رخسار کی سفیدی دکھلائی دیتی اور میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا کرتے دیکھا۔"

۷. ﴿ اخبرنا الحسن بن محمد الزعفرانی عن حجاج قال ابن جریج انبانا عمرو بن یحییٰ عن محمد بن یحییٰ بن حبان عن عمہ واسع بن حبان انہ سال عبد اللّٰہ بن عمر عن صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال کان یقول اللّٰہ اکبر کلما وضع اللّٰہ اکبر کلما رفع ثم یقول السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ عن یمینہٖ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ عن یسارہٖ . ﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۱۳۲۳)

ترجمہ: "واسع بن حبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کی نماز کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اللہ اکبر کہتے جب جھکتے اور اللہ اکبر کہتے جب اٹھتے پھر (آخر) میں اسلام علیکم ورحمتہ اللہ کہتے داہنی طرف اور بائیں طرف اسلام علیکم ورحمتہ اللہ ۔"

۸. ﴿اخبرنا محمد بن ادم عن عمر بن عبید عن ابی اسحٰق عن ابی الاحوص عن عبد اللّٰہ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یسلم عن یمینہٖ حتی یبدو بیاض خدہٖ وعن یسارہٖ حتی یبدو بیاض خدہٖ . ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد 1 "کتاب الافتتاح" باب ۷۹۹ "کیف السلام علی الشمال" حدیث نمبر ۱۳۲۶)

ترجمہ: "عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ داہنی طرف اس طرح سلام پھیرتے تھے کہ آپ کے گال کی سفیدی نظر آتی اس طرح بائیں طرف پھیرتے تھے۔"

۵۔ ایک ہی طرف سلام پھیرنے کے بیان میں

ایک سلام پھیرنے کی روایتیں ایک تو صحیح نہیں ہیں اور دوسرا یہ کہ یہ دو سلام کے مقابلے میں ویسے بھی کم ہیں اگرچہ اس کے قائل بعض اہل علم ہوئے ایک سلام کی چند روایات درج ذیل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ﴿عن عائشة ان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم كان يسلم في الصلوٰة تسليمة واحدة تلقاء وجهه ثم يميل الى الشق الايمن شيئاً.﴾

(ترمذی مترجم جلد نمبر 1 "ابواب الصلوٰة" باب "منه باب ماجآء فی التسليم فی الصلوٰة")

ترجمہ: ''روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سلام پھیرتے نماز میں منہ کے سامنے پھر پھیرتے داہنی طرف تھوڑا سا۔''

''اور اس باب میں سہل بن سعد سے بھی روایت ہے کہا ابوعیسیٰ نے عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ہم مرفوع نہیں جانتے مگر اسی سند سے کہا محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے اہل شام زہیر بن محمد سے مناکیر حدیثیں روایت کرتے ہیں اور روایت اہل عراق کی ان سے اشبہ ہے کہا محمد نے اور کہا احمد بن حنبل نے شائد کہ زہیر بن محمد جو شام کو گئے وہ یہ نہیں ہے جن سے اہل عراق روایت کرتے ہیں شائد کہ وہ دوسرے شخص ہیں کہ ان کا نام بدل دیا ہے اور قائل ہوئے اس کے بعض اہل علم یعنی ایک سلام پھیرنے کے اور زیادہ صحیح روایت آنحضرت ﷺ سے دو سلام پھیرنے کی ہے اور اسی پر ہیں اکثر علمائے صحابہ اور تابعین اور جو بعد ان کے تھے اور بعض لوگوں نے صحابہ اور تابعین وغیرہ سے ایک سلام کہا ہے۔ فرض میں اور شافعی نے کہا چاہئے ایک سلام پھیرے چاہئے دو۔''

۲۔ ﴿حدثنا ابو مصعب المدينى احمد ابن ابى بكر ثنا عبد المهيمن بن عباس ابن سهل بن سعد الساعدى عن ابيه عن جده ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم تسليمة واحدة تلقاء وجهه.﴾

(سنن ابن ماجہ مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها'' باب نمبر۲۹ ''من يسلم تسليمة واحدة'' حدیث نمبر ۹۱۸)

ترجمہ: ''سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سلام کیا اپنے منہ کے سامنے'' (اس حدیث کی سند میں عبدالمہیمن ہے جو منکر الحدیث ہے قال البخاری)''

۳۔ ﴿حدثنا محمد بن الحارث المصرى ثنا يحيىٰ بن راشد عن يزيد مولىٰ سلمة عن سلمة بن الاكوع قال رايت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فسلم مرة واحدة.﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۹۲۰)

ترجمہ: ''سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھی تو ایک بار سلام کیا'' (اس حدیث میں یحییٰ بن راشد ضعیف ہے)

۶۔ سلام کے الفاظ کے بیان میں

تحلیل نماز کے لئے صحیح احادیث سے درج ذیل الفاظ کے ساتھ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرنا نبی علیہ السلام سے منقول ہے۔

(الف) دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت ان الفاظ کے ساتھ سلام کرے۔

اسلام علیکم ورحمة الله' اسلام علیکم ورحمة الله ملاحظہ فرمائیں اسی کتاب میں ''سلام دونوں طرف پھیرنا'' کے زیر عنوان حدیث نمبر ۳'۴'۶ ہے۔

(ب) دائیں طرف اس طرح کہے۔

اسلام علیکم ورحمته الله وبرکاته

بائیں طرف اس طرح کہے۔ اسلام علیکم ورحمته الله

ملاحظہ فرمائیں ''سلام دونوں طرف پھیرنا'' کے زیر عنوان حدیث نمبر 5

۷۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنا

قبل اس کے کہ نماز سے سلام پھیرنے کے فوراً بعد کئے جانے والے اذکار کا بیان شروع کیا جائے۔ اس مسئلہ کے بارے میں کچھ ضروری عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں وہ یہ کہ بعض لوگوں کو میں نے سلام پھیرنے کے بعد ایک سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے اس سلسلے میں درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ اخبرنا سلیمان بن داؤد بن حماد بن سعد عن ابن وهب قال اخبرنی ابن ابی ذئبٍ و عمرو بن الحرث و یونس بن یزید ان ابن شهاب اخبرهم عن عروة قالت عائشةؓ کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی فیما بین ان یفرغ من صلوٰة العشآء الی الفجر احدی عشرة رکعة و یوتر بواحدة و یسجد سجدة قدر مایقرا احدکم خمسین آیة قبل ان یرفع راسه و بعضهم یزید علی بعضٍ فی الحدیث مختصر. ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۸۰۲ ''السجود بعد الفراغ من الصلوٰة'' حدیث نمبر ۱۳۳۱'')

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: "عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ عشاء سے فراغت کے بعد فجر ہونے تک گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں سے ایک رکعت وتر کی ہوتی اور سجدہ کرتے جتنی دیر تک تم میں سے کوئی پچاس آیتیں پڑھے۔ آپ کے سر اٹھانے سے پہلے اور تم میں سے ایک دوسرے سے زیادہ جلدی پڑھ سکتا ہے یہ حدیث مختصر ہے بڑی حدیث سے۔"

حاشیہ نسائی از علامہ سندیؒ اس حدیث کے بیان میں لکھتے ہیں۔

﴿....وكان يسجد سجدة من سجود تلك الركعات المقصود بيان طول سجود تلك الصلاة كلها والله تعالى اعلم﴾

(بحوالہ سنن نسائی بشرح الحافظ جلال الدین السیوطی وحاشیہ الامام السندی جلد نمبر 3 عربی)

علامہ سندی کہتے ہیں کہ یہاں سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کا اس نماز کا سجدہ طویل ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 14

نماز سے سلام پھیرنے کے بعد کے اذکار

سلام پھیرنے کے بعد پکار کر ذکر کرنا چاہیے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔

﴿.... قال اخبرنی عمرو ان ابا معبد مولی ابن عباس اخبره ان ابن عباس اخبره ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان علی عهد لنبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابن عباس کنت اعلم اذا انصرفوا بذلک اذ سمعتهٗ﴾

(صحیح بخاری شریف مترجم جلد 1 "کتاب الصلوٰۃ "باب نمبر ۵۴۵ "الذکر بعد الصلوٰۃ" حدیث ۸۰۰)

ترجمہ: "۔۔۔۔کہا مجھ کو عمر بن دینار نے خبر دی ان سے ابوسعید (نافذ) نے بیان کیا جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے ان کو عبداللہ بن عباسؓ نے خبر دی کہ فرض نماز سے فارغ ہوکر پکار کر ذکر کرنا نبی ﷺ کے زمانہ میں جاری تھا اور ابن عباسؓ نے کہا مجھ کو تو لوگوں کا نماز سے فراغت ہونا اسی ذکر کی آواز سن کر معلوم ہوتا۔"

قارئین کرام! مندرجہ بالا حدیث میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز کے ساتھ "ذکر" کرنا ثابت ہے۔ حنفی مقلدین نے حسب عادت یہاں بھی کئی قیاس آرائیاں کی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں حنفی مقلدین نماز کے بعد کے اس ذکر کے بارے میں انوار الباری جلد نمبر ۱۷ میں صفحہ نمبر ۳۶ پر مذکورہ بالا حدیث کی تشریح میں صاحب انوار الباری لکھتے ہیں۔

. "قوله ان ابن عباس اخبره الخ" اور دوسری حدیث (جو مذکورہ بالا حدیث کے بعد ہے) "کنت اعرف انقضآء صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ" حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ان روایات کے ظاہری الفاظ سے ابن حزم ظاہری نے نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنے کو سنت کہا ہے لیکن جمہور نے اس کو تسلیم نہیں کیا پھر بعض نے یہ توجیہ کی کہ مراد تکبیرات انتقال ہیں کہ ان کے انقطاع سے میں سمجھ لیتا تھا کہ نماز ختم ہوگئی۔ بعض نے کہا کہ تسبیح فاطمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراد ہے کہ جب لوگ اس میں مشغول ہوتے تو میں سمجھ لیتا کہ نماز پوری ہو چکی بعض نے کہا کہ نعرہ تکبیر ہے۔ جو جہاد کے مواقع میں امراءِ لشکر اختیار کرتے تھے میرے نزدیک دونوں حدیث چونکہ سنداً اور متناً متحد ہیں لہٰذا تکبیر سے مراد مطلقاً ذکر ہے۔ جیسا کہ حدیث اول میں ہے اور خاص تکبیر مراد نہیں ہے یہ مواضع مشکلہ میں سے ہے کہ امام بخاریؒ جیسے امام حدیث کو بھی تحسین لفظ میں دشواری پیش آئی ہوگی کیونکہ لفظ تکبیر کی رعایت کریں تو لامحالہ یہ اس کی سنیت کی دلیل ہوگی اور اگر لفظ ذکر کا خیال کریں تو وہ اس کے مناقض ہوگا۔"

قارئین کرام! حنفی مقلدین نے صرف تقلید کو بچانے کے لئے اور سنت سے اعراض کرنے کے لئے لفظ "تکبیر" کے وہ معنی قبول نہ کئے جو خود حدیث سے تعین ہوئے ہیں حالانکہ زیر بحث حدیث میں مطلق طور پر لفظ "ذکر" ہے جب کہ اس سے اگلی بخاری شریف کی اسی باب کی حدیث میں لفظ "ذکر" کے معنی بیان ہیں اور وہ "تکبیر" بمعنی "اللہ اکبر" کے ہیں۔ انوار الباری میں "تکبیر" کے یہ تین معنی درج ہیں۔

(الف) تکبیر بمعنی تسبیحِ فاطمہ ہیں۔

(ب) تکبیر بمعنی تکبیرات انتقال ہیں۔

(ج) تکبیر بمعنی نعرہ تکبیر ہے جو جہاد کے مواقع میں امراءِ لشکر اختیار کرتے تھے۔

اگر ہم "تکبیر" کے مذکورہ معنی اور حدیث بخاری جس میں نماز کے بعد تکبیر کہنے کے الفاظ ہیں اس کا بغور مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ معنی میں سے "تکبیر" کے لئے حدیث میں وارد "تکبیر" کے لفظ کے لئے کوئی بھی صحیح نہیں ہیں کیونکہ نماز کے سلام کے بعد جہاد کے لئے نعرہ تکبیر والی تکبیر بھی یہاں کوئی بات نہیں ہے اور پھر تکبیر بمعنی "تسبیح فاطمہ" کے بارے میں خود مصنف انوار الباری بھی مطمئن نہیں ہے اسی لئے تو اسی جلد کے صفحہ نمبر ۲۷۳ پر "تسبیح فاطمہ" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"حضرت نے فرمایا کہ اصل تسبیح فاطمہ تو وہ ہے جس کی تعلیم حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمہؓ کو سونے کے وقت پڑھنے کی دی تھی وہ نمازوں کے بعد کی نہ تھی پھر اس کو بھی تسبیح اس لئے کہنے لگے کہ دونوں کی نوعیت متحد ہے۔"

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح شاہ صاحب کو "تکبیر" کے پہلے معنی پسند نہ آئے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے معنی کر دے اور اسی طرح ''انوار الباری'' والے نے انہیں نقل کر دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ انوار الباری والے کو لفظ ''تکبیر'' کے معنی ''اللہ اکبر'' کرنے سے اس ذکر کو سنت قرار دینا پڑتا ہے جو تقلید کے ہوتے ہوئے مانع ہے جیسا کہ مصنف کی عبارت سے ظاہر ہے زیر بحث حدیث کے لفظ ''ذکر'' کے معنی بخاری شریف کے مذکورہ بالا باب کی اگلی حدیث سے واضح ہو جاتے ہیں اس طرح ہے۔

﴿عن ابن عباس قال کنت اعرف انقضاء صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتکبیر الخ﴾ (ایضاً حدیث نمبر ۸۰۱)

ترجمہ: ''ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میں نے نبی ﷺ کی نماز کا ختم ہونا اس وقت پہچانتا جب تکبیر کی آواز سنتا آخر تک''

ایک دوسرے حنفی مقلد اس طرح فرماتے ہیں۔

''نماز کے اختتام پر ''اللہ اکبر'' کہنے کی مراد کے تعین میں شارحین حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ چنانچہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہاں تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے سے مراد ''ذکر'' ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں فرض نماز سے فراغت کے وقت لوگوں کے لئے بآواز بلند ذکر مقرر تھا۔ پھر حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نماز کے اختتام کو اسی کے ذریعہ پہچانتا تھا (یعنی جب لوگ بلند آواز سے ذکر کرتے تھے تو میں جان لیتا تھا کہ نماز ہو چکی ہے۔۔۔۔)''

اور پھر اس کے بعد اس حنفی مقلد نے بھی امام شافعی کے حوالے سے وہی معنی بیان کئے ہیں جو ''انوار الباری'' والے نے بیان کئے ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں ''بہر حال ان تمام اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے بھی سب سے بڑا اشکال حضرت ابن عباسؓ کے اس قول پر یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ کیا وجہ ہے کہ ابن عباسؓ سلام سے تو نماز کے اختتام کو نہ جانتے تھے اور تکبیر سے جانتے تھے کہ نماز ہو چکی ہے؟''

آگے خود ہی اس اشکال کا جواب لکھتے ہیں۔

''اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ اس وقت صغیر السن تھے اس لیے ممکن ہے کہ وہ ہمیشہ جماعت میں شریک نہ ہوتے ہوں گے یا پھر یہ احتمال ہے کہ وہ جماعت میں شریک تو ہوتے ہوں گے لیکن پچھلی صف میں کھڑے ہوئے ہوں گے اس لئے وہاں تک آنحضرت کی آواز نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچنے کے سبب وہ سلام پر نماز کے اختتام کو نہ پہنچاتے ہوں گے بلکہ جب مقتدی بآواز بلند تکبیر کہتے ہوں گے تو وہ یہ جان لیتے ہوں گے کہ نماز ختم ہوگئی واللہ اعلم۔"

(مظاہر حق جدید شرح مشکوۃ شریف جلد نمبر 1 "باب الذکر بعد الصلوۃ" الفصل صفحہ نمبر ۶۳۸)

اس کا جواب اس طرح ہے۔

یہ کہنا کہ "تکبیر" یعنی اللہ اکبر کہنے سے مراد "ذکر" ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حنفی مقلدین کو ذکر کے وہ معنی کیوں نہ پسند آئے جو زیر بحث احادیث میں بیان ہوئے ہیں کیونکہ پہلی حدیث میں مطلق طور پر لفظ "ذکر" آیا ہے جب کہ دوسری حدیث میں اسی لفظ "ذکر" کی تفسیر لفظ "تکبیر" کے ساتھ ہوگئی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہاں "تکبیر" یعنی اللہ اکبر سے مراد "ذکر" ہے بلکہ یہ کہنا صحیح ہے کہ یہاں "ذکر" سے مراد "تکبیر" یعنی اللہ اکبر ہے۔

اب جب کہ لفظ "ذکر" کے معنی "تکبیر" یعنی اللہ اکبر واضح ہوگئے تو اب اس سلسلے میں دوسرا مسئلہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا ہے اس بارے میں بھی حنفی مقلدین فرماتے ہیں۔

"حضرت نے فرمایا کہ ان احادیث کے جہر تکبیر کو امام شافعی نے تعلیم پر محمول کیا ہے تو اسی طرح صاحب ہدایہ حنفی نے بھی تسمیہ کے جہر کو تعلیم پر محمول کیا ہے اور هر کلی و جرجانی نے آمین کے بارے میں یہی کہا غرض اصل جملہ اذکار میں اخفاء ہی ہے اور جہر کی صورت احیانا ہوئی ہے کسی فائدہ یا داعیہ کے تحت لہٰذا اس سے جہر کی سنت ثابت نہ ہوگی اس کا ثبوت جب ہوتا کہ حضور علیہ السلام کے اکثر ہی عمل سے جہر ثابت ہوتا"

(انوار الباری جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۳۶ "زیر عنوان" جہرتکبیر وغیرہ کا حکم")

یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ نماز کے بعد جہر سے ذکر کرنے والا ایک آدھی بار کا واقعہ ہے بلکہ دوسری احادیث جو مسلم وغیرہ میں بیان ہوئی ہیں (جو ان شاء اللہ آگے بیان ہوں گی) ان میں بھی ہے نماز کے بعد نبی علیہ السلام جہر سے ذکر فرماتے اور پھر "مظاہر حق جدید" میں بھی یہ بات موجود ہے کہ ابن عباسؓ صغیر سن ہونے کی وجہ سے زیادہ تر پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے ہوں گے لیکن یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ آپ ہمیشہ پچھلی صفوں ہی میں کھڑے ہوتے ہوں گے حنفی مقلدین کا یہ کہنا کہ اصل ذکر اخفاء ہی ہے۔

میں نے اس سے قبل بھی اس کتاب میں "آمین بالجھر" کے بیان میں ذکر اور دعا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلند آواز سے کرنے کے بارے میں تفصیلاً لکھا ہے نبی ﷺ ہمیشہ ذکر اور دعا اخفاء کے ساتھ ہی نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کی دعا اور ذکر جہر سے بھی ہوتا تھا۔ لہٰذا جہاں نبی ﷺ نے دعا اور ذکر جہر سے فرمایا ہے ہمیں بھی وہاں پکار کر ہی کرنا چاہئے اور جہاں آپ نے دعا اور ذکر کو اخفاء سے فرمایا ہے ہمیں بھی وہاں اخفاء ہی کرنا چاہئے۔

مقلدین نے یہ بھی کہا ہے کہ نبی علیہ السلام کا نماز کے بعد جہر سے ذکر کرنا بطور تعلیم پر محمول تھا تو اس کا جواب یہ ہے۔

کس حدیث سے ثابت ہے کہ یہ بطور تعلیم تھا پھر اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ یہ بطور تعلیم ہی تھا تو پھر کیا اس وقت "حنفی مقتدیوں" کو اس کی تعلیم کی ضرورت نہیں کیونکہ جو لوگ جہر سے ذکر کرنے پر عمل کر رہے ہیں وہ تو اب بھی نبی ﷺ کے اسوہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دے رہے ہیں۔

اس کے بعد درج ذیل دعا پڑھنا ثابت ہے

﴿عن ثوبان قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا انصرف من صلوته استغفر ثلثا وقال اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت يا ذاالجلال والاكرام قال الواليد فقلت للاوزعى كيف الاستغفار قال يقول استغفر الله استغفر الله.﴾

(صحیح مسلم شریف شرح نووی۔ مترجم جلد 2 "کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ"

باب "استحباب الذكر بعد الصلوة و بيان صفته")

ترجمہ: "ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار کرتے اور کہتے اللّٰھم سے اخیر تک ولید نے کہا میں نے اوزاعی سے پوچھا استغفار کیوں کرتے کہا استغفر اللہ کہتے یعنی میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔"

بعض بدعتیوں نے اس دعا یعنی ﴿اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذُالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ﴾ میں درج ذیل الفاظ کا اضافہ کر دیا ہے۔

﴿واليك يرجع السلام فحينا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام﴾

چنانچہ مذکورہ بالا دعا ﴿اللّٰھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت یا ذی الجلال والاکرام﴾ پڑھی جاتی ہے۔ جب کہ اس دعا کے الفاظ صرف وہی صحیح حدیث سے ثابت ہیں جو ہم نے اوپر مسلم شریف کے حوالے سے نقل کیے ہیں۔

صحیح مسلم شریف میں اسی باب کی اگلی حدیث جو عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں "یا ذاالجلال" کی بجائے صرف "ذاالجلال" ہیں البتہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت میں یہ تصیح ہے کہ ایک دوسری روایت میں "یا ذو الجلال" کے الفاظ ہیں۔

حنفی مقلدین کی اکثریت نے یہاں بھی سنت کو چھوڑ کر بدعت پر ہی عمل کیا ہے اگرچہ بعض حنفی علماء نے اس بدعت کا رد بھی کیا ہے چنانچہ "مظاہر حق جدید" کے مصنف "باب الذکر بعد الصلوٰۃ" فصل اول جلد نمبر 1 میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت "اللّٰھم انت السلام الخ کی تشریح میں لکھتے ہیں"

"یہاں جو دعا ذکر کی گئی ہے اس میں یہ الفاظ بھی پڑھے جاتے ہیں ﴿والیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام﴾ حالانکہ یہ الفاظ احادیث سے ثابت نہیں ہیں بلکہ بعد میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے"

قارئین کرام! میں نے کئی ایسے مقلدین کو دیکھا ہے کہ وہ تقلید کی بدعت کے سبب اس بدعت کو بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں باوجود اس کے کہ میں نے کہا کہ آپ کے کئی علماء نے اس کو رد کیا ہے۔

۱۔ امام سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کرے

امام کو چاہئے کہ سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کرے چنانچہ صحیح حدیث میں ہے۔

﴿عن سمرۃ بن جندب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی صلوٰۃ اقبل علینا بوجھہ.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الصلوٰۃ" باب نمبر ۵۴۶ حدیث نمبر ۸۰۴)

ترجمہ: "سمرہ بن جندبؓ سے انہوں نے کہا نبی ﷺ جب (فرض) نماز پڑھا چکتے تو ہماری طرف منہ کرتے۔"

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن زيد ابن خالد الجهنى انه قال صلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوٰة الصبح بالحديبية علىٰ اثر سمآءٍ كانت من الليل فلما انصرف اقبل علىٰ الناس الخ.﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر ۱ ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۵۴۶ ''يستقبل الامام الناس اذا سلم'' حدیث نمبر ۸۰۵)

ترجمہ: ''زید بن خالد جہنیؓ سے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں ہم کو صبح کی نماز پڑھائی اور رات کو پانی برس چکا تھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا آخر تک''

ایک حدیث میں اس طرح ہے۔

﴿عن انس بن مالک قال اخر رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلوٰة ذات ليلةٍ الىٰ شطر الليل ثم خرج علينا فلما صلى اقبل علينا بوجهه الخ﴾

(ایضاً حدیث نمبر ۸۰۶)

ترجمہ: ''انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک رات رسول اللہ ﷺ نے (عشاء کی) نماز میں آدھی رات تک دیر کی پھر (حجرے سے) باہر برآمد ہوئے جب نماز پڑھ چکے تو ہماری طرف منہ کیا آخر تک''

۲۔ امام سلام پھیرنے کے بعد کس طرف پھیرے

سلام پھیرنے کے بعد امام کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی طرف منہ کرنے کے لئے کبھی دائیں طرف سے مڑے اور کبھی بائیں طرف سے مڑے ایک ہی طرف کو مڑنے کے لئے مخصوص نہ کرے چنانچہ حدیث میں ہے۔

﴿عن الاسود قال عبد الله لايجعل احدكم للشيطان شيئًا من صلوٰته يرىٰ ان حقا عليه ان لاّ ينصرف الا عن يمينهٖ لقد رايت النبى صلى الله عليه وسلم كثير اينصرف عن يسارهٖ.﴾

(بخاری شریف مترجم جلد ۱ ''کتاب الصلوٰۃ'' باب ۵۴۹ ''الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال'' حدیث ۸۰۹)

ترجمہ: ''اسود بن یزید سے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں کوئی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ لگائے خواہ مخواہ نماز پڑھ کر دا ہنی ہی طرف سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوٹے میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ بہت ایسا ہوتا کہ بائیں طرف سے لوٹتے“
اور بخاری شریف کے اسی باب میں ہے

﴿ وکان انس بن مالک ینفتل عن یمینه وعن یساره ویعیب علی من یتوخی او من تعمد الانفتال عن یمینه. ﴾

ترجمہ: ”اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ دونوں طرف پھر کر بیٹھتے تھے اور اس شخص پر اعتراض کرتے تھے جو خواہ مخواہ قصد کر کے داہنے ہی طرف پھر بیٹھا کرے“
ایک دوسری روایت میں ہے۔

﴿ عن السدی قال سالت انسا رضی الله عنه کیف انصرف اذا صلیت عن یمینی اوعن یساری قال اما انا فاکثر مارایت رسول الله صلی الله علیه وسلم ینصرف عن یمینه. ﴾

(صحیح مسلم مترجم جلد 2 ”کتاب صلوٰۃ المسافرین“ باب ”جواز الانصرف من الصلوٰۃ عن الیمین والشمال“)

ترجمہ: ”سدی نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں نماز پڑھ کر کدھر کو پھیرا کروں داہنی طرف یا بائیں طرف انہوں نے کہا میں نے تو اکثر رسول اللہ ﷺ کو داہنی طرف پھرتے دیکھا ہے۔“

۳۔ سلام پھیرنے کے بعد پڑھی جانے والی ایک دعا

﴿ عن ورادٍ کاتب المغیرة بن شعبة قال املی علی المغیرة ابن شعبة فی کتاب الی معاویة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقول فی دبر کل صلوٰة مکتوبةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ قال شعبة عن عبد الملک بهذا وقال الحسن جد غنیٍ وعن الحکم عن القاسم بن مخیمرة عن واردٍ بهذا. ﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 ”کتاب الصلوٰۃ“ باب نمبر ۵۴۵ ”الذکر بعد الصلوٰۃ“ حدیث نمبر ۸۰۳)

ترجمہ: ”وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے منشی تھے انہوں نے کہا مغیرہ بن شعبہ نے ایک خط میں جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام تھا مجھ سے یہ لکھوایا کہ نبی ﷺ ہر فرض نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد یہ کہتے لا الہ الا اللہ آخر تک یعنی کوئی سچا معبود نہیں مگر اللہ اکیلا ہے وہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ سلطنت اسی کی ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے یا اللہ جو تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو نہ دے۔ اسے کوئی دے نہیں سکتا اور کسی کی کوشش تیرے آگے پیش نہیں جاتی اور شعبہ نے بھی عبدالملک سے ایسی ہی روایت کی ہے اور امام حسن بصری نے کہا جَدّ کہتے ہیں مالداری کو اور شعبہ نے اس حدیث کو حکم بن عتبہ سے انہوں نے قاسم بن مخیّرہ سے انہوں نے وراد سے بھی روایت کیا ہے۔"

صحیح مسلم شریف میں بھی یہ روایت انہیں الفاظ کے ساتھ ہے لیکن اس میں "مکتوبة" کے الفاظ نہیں ہیں یعنی "فرض" نماز کے بعد جس سے ثابت ہوا کہ یہ دعا صرف فرض نمازوں کے بعد ہی نہیں پڑھی جا سکتی بلکہ ہر نماز کے بعد پڑھی جا سکتی ہے واللہ اعلم۔

صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 "کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ" باب "استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ و بیان صفتہ" میں عن وراد سے یہ روایت ہے۔

☆ ایک اور طرح کی دعا

﴿عن ابی الزبیر قال کان ابن الزبیر یقول فی دبر کل صلوٰۃ حین یسلم "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَّاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ وقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یھلل بھن دبر کل صلوٰۃ۔﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 "کتاب المساجد" باب "استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ و بیان صفتہ" صفحہ نمبر ۱۴۸)

ترجمہ: "ابوالزبیر نے کہا ابن الزبیر رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہر نماز کے بعد سلام پھیرتے وقت لا الہ لا اللہ سے کافرون تک پڑھتے یعنی کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے اسی کی ہے سلطنت اور اسی کے لئے ہے سب تعریف اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور نہ گناہ سے بچنے کی طاقت نہ عبادت کرنے کی قوت ہے مگر ساتھ اللہ کے نہیں کوئی معبود لائق عبادت سوائے اللہ کے اور نہیں پوجتے ہیں ہم مگر اسی کو اسی کا ہے سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان اور اسی کو بزرگی اور اسی کے لئے ہے تعریف اچھی ۔نہیں ہے کوئی معبود عبادت کے لائق مگر اللہ ہم صرف اسی کی عبادت کرنے والے ہیں اگر چہ کافر پڑے برا مانیں اور کہا راوی ابن زبیر نے رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہی پڑھا کرتے۔''

دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

﴿عن ابی الزبیر مولی لهم ان عبد الله بن الزبیر كان يهلل دبر كل صلوٰة بمثل حديث ابن نمير و قال في اخره ثم يقول ابن الزبير كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يهلل بهن دُبر كل صلوٰة﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''ابی الزبیر سے جو مولیٰ ہیں ان کے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس دعا کے ساتھ یعنی جو اوپر مذکور ہوئی ہر نماز کے بعد اپنی آواز بلند کرتے تھے جیسے ابن نمیر نے روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہر نماز کے بلند آواز سے یہ پڑھا کرتے تھے۔''

☆ نماز کے بعد کا ایک اور طرح کا ذکر

﴿عن ابی هريرة قال جاء الفقراء الى النبى صلى الله عليه وسلم فقالوا ذهب اهل الدثور من الاموال بالدرجت العلى والنعيم المقيم يصلون كما نصلى ويصومون كما نصوم ولهم فضل من اموالٍ يحجون بهاء يعتمرون ويجاهدون ويتصدقون فقال الا احدثكم بما ان اخذتم به ادركتم من سبقكم ولم يدركم احدبعد كم و كنتم خير من انتم بين ظهرانيهم الامن عمل مثله تسبحون و تحمدون و تكبرون خلف كل صلوٰةٍ ثلاثا و ثلثين فا ختلفنا بيننا فقال بعضنا نسبح ثلاثا وثلثين و نحمد ثلاثا وثلثين و نكبر اربعاً و ثلثين فرجعت اليه فقال تقول سبحان الله والحمد لله والله اكبر حتى يكون منهن كلهن ثلاث و ثلثون .﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 1 ''کتاب الصلوٰۃ'' باب نمبر ۵۴۵ ''الذکر بعد الصلوٰۃ'' حدیث نمبر ۸۰۲)

ترجمہ: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا محتاج نادار لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے مال دار دولت مند لوگوں نے (سارے) بلند درجے کما لئے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیشہ کا چین لوٹ لیا ہماری طرح وہ نماز پڑھتے ہیں ہماری طرح وہ روزے رکھتے ہیں اوران کے پاس پیسہ علاوہ ہے جس سے حج کرتے ہیں اور عمرہ اور جہاد اور صدقہ (اور ہم محتاجی کی وجہ سے ان کاموں کو نہیں کر سکتے) آپ ﷺ نے فرمایا تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ اگر تم اس کو کرو گے تو آگے بڑھنے والوں کو پکڑ لو اور تم کو کوئی نہ پا سکے جو تمہارے پیچھے ہے اور تم اپنے زمانہ والوں میں سب سے اچھے ہو مگر ہاں جو وہی بات بجا لائے (وہ تمہارے برابر رہے گا) تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار "سبحان الله" اور "الحمد الله" اور "الله اکبر" کہہ لیا کرو۔ سمی نے کہا پھر ہم لوگوں نے اس حدیث میں اختلاف کیا بعض لوگ کہنے لگے سبحان اللہ ۳۳ بار اور الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار کہنا چاہئے آخر میں پھر ابو صالح کے پاس گیا انہوں نے کہا "سبحان الله" اور "الحمد الله" اور "الله اکبر" سب تینتیس تینتیس بار کہو"

صحیح مسلم شریف شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 میں بھی سیدنا ابو ہریرہؓ کی یہ روایت ہے دیکھیں "کتاب المساجد ومواضع الصلوٰة" باب "استحباب الذکر بعد الصلوٰة و بیان صفته"

صحیح مسلم شریف کے مذکورہ باب میں ایک روایت اس طرح ہے۔

﴿عن كعب بن عجرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال معقبات لا يخيب قائلهن اوفاعلهن دبر كل صلوٰة مكتوبةٍ ثلاثا وثلاثين تسبيحة و ثلاثاً و ثلاثين تحميدة و اربعاً و ثلاثين تكبيرة﴾ (ایضاً)

ترجمہ: ''کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ راوی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کے پیچھے کچھ ایسی دعائیں پڑھنے کی ہیں کہ ان کا پڑھنے والا یا ان کا بجالانے والا ہر نماز فرض کے بعد کبھی (ثواب سے یا بلند درجوں سے) محروم نہیں ہوتا۔ تینتیس بار ''سبحان اللہ'' اور تینتیس ''الحمد للہ'' اور چونتیس بار ''اللہ اکبر'' کہنا۔

مسلم شریف ہی کی ایک دوسری حدیث کے الفاظ میں اس طرح ہے۔

﴿عن ابی هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من سبح الله فی دبر كل صلوٰة ثلاثا و ثلثين وحمد الله ثلثا و ثليثين وكبر الله ثلاثا و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثلثین فتلک تسعة وتسعون وقال تمام المائة لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" غفرت خطايا ان كانت مثل زبد البحر﴾ (ايضاً)

ترجمہ: "ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ' اور الحمد للہ ' اور اللہ اکبر تینتیس تینتیس بار کہے تو یہ ننانوے کلمے ہوں گے اور پورا سویں کرے کہ ایک بار لا الہ سے آخر تک پڑھے تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگر چہ دریا کے جھاگ کے برابر ہوں (یعنی بیحد ہوں)"

ایک روایت میں اس طرح پڑھنا منقول ہے۔

﴿عن ابی هريرة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم انهم قالوا يا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذهب اهل الدثور بالدرجات العلٰى والنعيم المقيم بمثل حديث قتيبة عن الليث الا انه ادرج في حديث ابى هريرة قول ابى صالح ثم رجع فقرآء المهاجرين الى اخر الحديث وزاد في الحديث يقول سهيل احدى عشرة احدى عشرة فجميع ذلک كله ثلاثة و ثلاثون .﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 "کتاب المساجد" باب "استحباب الذکر بعد الصلوۃ و بیان صفته")

ترجمہ: "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فقراء مہاجرین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مال والے بلند درجوں پر پہنچ گئے اور ہمیشہ کی نعمتیں لے گئے غرض روایت کی انہوں نے مثل حدیث قتیبہ کے جولیث سے مروی ہے مگر اتنی بات انہوں نے مدرج کی (ادراج یہ ہے کہ راوی کا قول کسی روایت میں ملا دے اور ثقہ راویوں کی زیادت معتبر اور مقبول ہے) ابو ہریرہؓ کی روایت میں ابو صالح کے قول سے کہ پھر لوٹ کر آئے فقراء مہاجرین آخر حدیث تک اور زیادہ کیا حدیث میں کہ سہیل نے کہا کہ ہر کلمہ گیارہ گیارہ بار کہے کہ سب مل کر تینتیس بار ہو جائیں۔"

اس روایت کے مطابق ۱۱ بار سبحان اللہ اور ۱۱ بار الحمد للہ اور ۱۱ بار اللہ اکبر پڑھنا چاہئے ان سب کا مجموعہ ۳۳ بار ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری شریف کی ایک روایت میں سبحان اللہ' الحمد للہ' اور اللہ اکبر دس دس بار پڑھنا منقول ہے اس طرح ان تینوں کا مجموعہ ۳۰ بنے گا۔

بخاری شریف کی روایت اس طرح ہے۔

﴿عن ابی هريرة قالوا يا رسول الله ذهب اهل الدثور بالدرجات والنعيم المقيم ....الا من جآء بمثله تسبحون فی دبر كل صلوٰةٍ عشراً و تحمدون عشرا و تكبرون عشراً الخ .﴾

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 3 ''کتاب الدعوات'' باب نمبر ۷۵۱ ''الدعاء بعد الصلوٰۃ'' حدیث نمبر ۱۲۵۴)

ترجمہ: ''ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے محتاج مہاجرین نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ دولت والے بڑے بڑے درجہ اور ہمیشہ کا آرام لوٹ لے گئے ۔۔۔۔البتہ وہی لائے گا جو یہ عمل کرتا ہو تم ایسا کرو ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ اور دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو آخر حدیث تک''

قارئین کرام! بعض روایات میں سبحان اللہ' الحمد للہ' اور اللہ اکبر تینتیس بار سے زیادہ پڑھنا بھی منقول ہے کتب احادیث سے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ طوالت کے خوف سے صرف صحیحین کی روایات پر اکتفا کرتا ہوں۔

☆ تسبیح داہنے ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کرنا

﴿عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ... وانا رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يعقد هن بيده. الخ﴾

(سنن نسائی مترجم جلد ا ''کتاب الافتتاح''

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلموں کو شمار کرتے۔ آخر تک۔''

ایک دوسری روایت میں ہے۔

﴿عن يسيرة اخبرتها ان النبى صلى الله عليه وسلم امرهن ان يراعين بالتكبير والتقديس والتهليل وان يعقدن بالانامل فانهن مسؤلات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مستنطقات﴾

(سنن ابوداؤد (مترجم جلدا "تفریع ابواب صلوٰۃ السفر" باب (٥١٤) "الستبیح بالحصی" حدیث ١٤٨٨)

ترجمہ: "یسیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کیا عورتوں کو محافظت کرنے کا تکبیر اور تقدیس پر (تکبیر اللہ اکبر اور تقدیس سبحان الملک القدوس) اور حکم کیا شمار کرنے کا تسبیح کو انگلیوں کے پوروں سے کیونکہ انگلیاں پوچھی جاویں گی قیامت کے روز اور بات کریں گی۔"

ایک دوسری روایت میں ہے۔

﴿عن عبداللّٰه بن عمرو قال رایت رسول الله یعقد الستبیح قال ابن قلامة بیمینه.﴾ (ایضاً حدیث ١٤٨٨)

ترجمہ: "عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تسبیح کو شمار کرتے تھے۔ داہنے ہاتھ کی انگلیوں پر۔"

مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ تسبیحات کو داہنے ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کرنا چاہیے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو شمار کرنا سنت کے خلاف ہے۔ (واللہ اعلم)

☆ نماز کے بعد پڑھی جانے والی ایک اور طرح کی دعا

﴿عن البرآء قال کنا اذا صلینا خلف رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم احببنا ان نکون عن یمینه یقبل علینا بوجهه قال فسمعتهٗ یقول "رَبِّ قِنِي عَذَابَکَ یَوْمَ تُبْعَثُ اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَکَ.﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 2 "کتاب صلوٰۃ المسافرین" باب "استحباب یمین الامام")

ترجمہ: "براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دوست رکھتے تھے کہ داہنی طرف کھڑے ہوں (یعنی نماز میں) کہ حضرت ہماری طرف منہ کر کے بیٹھیں اور میں نے سنا کہ وہ کہتے تھے "رب" سے آخر تک یعنی اے رب بچا مجھے اپنے عذاب سے جس دن اٹھاوے تو یا فرماتے جمع کرے تو اپنے بندوں کو۔"

اس سے قبل بیان ہوا کہ نبی علیہ السلام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھتے اس روایت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق یہ ہے کہ کبھی نبی علیہ السلام داہنی طرف پھیر کر بیٹھتے۔ واللہ اعلم۔

☆ نماز کے بعد پڑھی جانے والی ایک اور دعا

﴿حدثنا عبید اللّٰہ بن معاذنا ابی عبد العزیز بن ابی سلمة عن عمه الماجشون بن ابی سلمة عن عبد الرحمٰن الاعرج عن عبید اللّٰہ بن رافع عن علی بن ابی طالب قال کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا سلم من الصلٰوۃ قال "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.﴾

(سنن ابو داؤد مترجم جلد 1 "تفریع ابواب صلوۃ السفر" باب ۵۱۵ "مایقول الرجل اذا سلم" حدیث ۱۴۹۵)

ترجمہ: "علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے نماز پڑھ کر فرماتے اے اللہ بخش دے میرے اگلے گناہ اور پچھلے گناہ اور جو زیادتی میں نے کی اور جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو آگے کرتا ہے۔ جس کو چاہے اور پیچھے کرتا ہے جس کو چاہے کوئی سچا معبود نہیں سوائے تیرے۔"

☆ ایک اور طرح کی دعا

﴿اخبرنا محمد سلمة قال حدثنا ابن وهب عن اللیث عن حنین بن ابی حکیم عن علی بن رباح عن عقبة بن عامر قال امرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان اقرا المعوذات دبر کل صلوٰۃ.﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۸۰۸ "الامر بقرآء المعوذات بعد التسلیم من الصلوٰۃ" حدیث نمبر ۱۳۳۹)

ترجمہ: "عقبہ بن عامرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہر نماز کے بعد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھنے کا حکم دیا۔"

سنن ابی داؤد میں اس طرح مروی ہے۔

﴿حدثنا محمد بن سلمة المرادی ناابن وهب عن اللیث بن سعدان حنین بن ابی حکیم قرثه عن علی بن رباح اللخمی عن عقبة بن عامر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال امرنی رسول اللہ ﷺ ان اقراء بالمعوذات دبر کل صلوۃ.﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 "تفریع ابواب صلوۃ السفر" باب نمبر ۵۱٦ "فی الاستغفار" حدیث نمبر ۱۵۰۹)

ترجمہ: ''عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھنے کا ہر نماز کے بعد۔''

معوذات یا معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) یہ ہیں۔

سورۃ الفلق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ ﴾ (پ۔۳۰)

ترجمہ: ''کہہ پناہ مانگتا ہوں ساتھ رب صبح کے۔ برائی اس چیز کی سے کہ پیدا کیا ہے اور برائی اندھیرا کرنے والی کی سے جس وقت چھپ جاوے اور برائی پھونکنے والیوں کی سے بیچ گرہوں کے اور برائی حسد کرنے والے کی سے جب حسد کرے۔''

سورۃ الناس

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِکِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ ﴾ (پ:۳۰)

ترجمہ: ''کہہ پناہ مانگتا ہوں ساتھ رب لوگوں کے' بادشاہ لوگوں کے' معبود لوگوں کے' برائی وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کی سے۔ وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے۔ بیچ سینے لوگوں کے' جنوں میں سے اور انسانوں میں سے۔''

☆ ایک اور طرح کی دعا

﴿ اخبرنا الحسن بن اسمعیل المجالدی قال انبانا هشیم قال انبانا المغیرة وذکر اخرج وانبانا یعقوب بن ابراهیم قال حدثنا هشیم قال انبانا غیر واحد منهم المغیرة عن الشعبی عن ورادٍ کاتب المغیرہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاوية كتب الى المغيرة ان اكتب الى بحديث سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم فكتب اليه المغيرة انى سمعته يقول عند انصرافه من الصلوٰة "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ" ثلاث مرات .

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۸۱۴ "کم مرة یقول ذلک" حدیث نمبر ۱۳۴۶)

ترجمہ: "وارد سے روایت ہے جو مغیرہ بن شعبہؓ کے منشی تھے کہ معاویہؓ نے مغیرہ کو لکھا میرے پاس وہ دعا لکھ کر بھیجو جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ مغیرہؓ نے اس کا جواب لکھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نماز پڑھ کر فرماتے تھے لا الہ اللّٰہ سے آخر تک تین بار۔"

☆ ایک اور طرح کی دعا

حدثنا عبيد الله بن عمر بن ميسرة نا عبد الله بن يزيد المقرى نا حيوة بن شريح حدثنى عقبة بن مسلم يقول حدثنى ابو عبد الرحمن الحبلى عن الصنابحى عن معاذ بن جبل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اخذ بيده وقال يا معاذ والله انى لاحبك فقال انى لا حبك فقال اوصيك يا معاذ لاتدعن فى دبر كل صلوٰة تقول "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ" واوصى بذلك معاذ الصنالجى واوصى به الصنالحبى ابا عبد الرحمن.

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 "تفريع ابواب صلوٰة السفر" باب نمبر ۵۱۶ "فی الاستغفار" حدیث نمبر ۱۵۰۸)

ترجمہ: "معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ قسم اللہ کی میں تجھ سے محبت کرتا ہوں آپ (یعنی معاذؓ) نے فرمایا میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اے معاذ کہ نہ چھوڑنا ہر نماز کے بعد اس دعا کو اللّٰھم سے آخر تک یعنی اے اللہ میری مدد کر اپنے ذکر اور شکر اور اچھی طرح عبادت کرنے میں تیری۔ معاذ نے اس کی وصیت صنابحی کو اور صنابحی نے اس کی وصیت کی ابوعبدالرحمٰن کو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنن نسائی میں مذکورہ دعا اس طرح آئی ہے۔

﴿اخبرنا یونس بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا ابن وھب قال سمعت حیوۃ یحدث عن عقبۃ ابن مسلم عن ابی عبد الرحمٰن الحبلی عن الصنابحی عن معاذ بن جبل قال اخذ بیدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال انی لا حبک یا معاذ فقلت وانا احبک یا رسول اللّٰہ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلا تدع ان تقول فی کل صلوٰۃ "رَبِّ اَعِنِّي عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ.﴾

(سنن نسائی مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الافتتاح" باب نمبر ۷۸۸ "نوح اخر" حدیث نمبر ۱۳۰۶)

ترجمہ: "معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں اے معاذ میں نے کہا میں بھی آپ سے محبت رکھتا ہوں یا رسول اللہ' آپ نے فرمایا تو بلا ناغہ ہر نماز میں کہا کر رب اعنی سے آخر تک"

قارئین کرام! ابوداؤد کی روایت اور سنن نسائی کی اس روایت میں کچھ فرق ہے ابوداؤد کی روایت میں دعا کے الفاظ کے شروع میں لفظ "اللھم" ہے جب کہ سنن نسائی کی روایت میں "اللھم" کی بجائے "رب" کے الفاظ ہیں اور اسی طرح ابوداؤد کی روایت کے مطابق تو یہ دعا نماز کا سلام پھیرنے کے بعد پڑھنی چاہئے کیونکہ اس روایت کے الفاظ میں "فی دبر کل صلوٰۃ" ہیں اور پھر اس دعا کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ نے نماز کے بعد کے اذکار میں ذکر کیا ہے جب کہ سنن نسائی کی روایت میں "فی دبر کل صلوٰۃ" کی بجائے "فی کل صلوٰۃ" آیا ہے۔ اور اس کو امام نسائی نے سلام سے قبل پڑھی جانے والی دعاؤں میں نقل کیا ہے لہٰذا ابوداؤد کی روایت کے مطابق تو اس دعا کو نماز کے سلام کے بعد پڑھنا چاہئے جب کہ سنن نسائی کی روایت کے مطابق اس دعا کو نماز کے سلام سے قبل پڑھنا چاہئے اگرچہ اس دعا کا ﴿رب اعنی علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک﴾ کے الفاظ کے ساتھ پڑھنا نماز کے سلام کے بعد مشہور ہے "واللہ اعلم"

☆ نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کے بیان میں

نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کے بارے میں جو روایتیں آئی ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وعن علي رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم اعود هذا المنبر يقول من قراء اية الكرسي في دبر كل صلاة لم لمنعه من دخول الجنة الا الموت ومن قرأها حين يا خد مضجعه امنه الله علىٰ داره و دار جاره واهل دويرات حوله رواه البيهقي في شعب الايمان وقال اسناده ضعيف.﴾

(مشکوۃ شریف "کتاب الصلوۃ" باب "الذکر بعد الصلوۃ" الفصل الثالث)

ترجمہ: "اور علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو لکڑی کے اس منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اسے بہشت میں جانے سے سوائے موت کے اور کوئی چیز نہیں روک سکتی اور جو شخص (آیت الکرسی کو) اپنی خوابگاہ میں جاتے وقت (یعنی سوتے وقت) پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے مکان میں اور اس کے ہمسایہ میں (جو مکانات اس کے مکان سے ملے ہوں) اور اس کے گرد مکافات میں (جو اگرچہ اس کے مکان سے متصل نہ ہوں) امن دیتا ہے اس روایت کو بیہقیؒ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے اور کہا ہے اس کی اسناد ضعیف ہے۔"

تفسیر ابن کثیر میں آیت الکرسی کی تفسیر میں ہے۔

"ھشام بن عمار خطیب دمشق فرماتے ہیں سورۃ بقرہ کی آیت آیت الکرسی ہے اور آل عمران کی پہلی ہی آیت اور طٰہٰ کی آیت ﴿وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ...﴾ (آیت ۱۱۱) ہے اور حدیث میں ہے جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لے اسے جنت میں جانے سے کوئی چیز نہیں روکے گی سوائے موت کے (ابن مردویہ) اس حدیث کو امام نسائی نے بھی اپنی کتاب "عمل الیوم و اللیلۃ" میں وارد کیا ہے۔ اور ابن حبان نے بھی اسے اپنی صحیح میں وارد کیا ہے اس حدیث کی سند شرط بخاری پر ہے لیکن ابوالفرج بن جوزی اسے موضوع کہتے ہیں واللہ اعلم۔ تفسیر ابن مردویہ میں بھی یہ حدیث ہے لیکن اس کی اسناد بھی ضعیف ہے۔۔۔۔ اس آیت کی فضیلت میں اور بھی بہت سے احادیث ہیں لیکن ایک تو اس لئے کہ ان کی سندیں ضعیف ہیں اور دوسرے اس لئے بھی کہ ہمیں اختصار مدنظر ہے۔ ہم نے انہیں وارد نہیں کیا۔۔۔۔"

علامہ ابن کثیر نے نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کے بارے میں جو صحیح "ابن حبان" کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت بیان کی ہے وہی صحیح معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم۔

چنانچہ "منہاج المسلمین" میں مسعود احمدؒ بی ایس سی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور ان کے کہنے کے مطابق کہ میں نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح اور حسن احادیث ہی سے استدلال کیا ہے واللہ اعلم۔

آیۃ الکرسی

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾ (سورہ البقرہ آیت ۲۵۵)

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اُسی کے واسطے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے کون ہے وہ جو سفارش کرے۔ نزدیک اس کے مگر ساتھ حکم اس کے۔ جانتا ہے جو کچھ آگے ان کے ہے اور جو کچھ پیچھے ان کے ہے اور نہیں گھیرتے ساتھ کسی چیز کے علم اس کے سے مگر ساتھ اس چیز کے چاہے سما لیا ہے کرسی اس کی نے آسمانوں کو اور زمین کو اور نہیں تھکاتی اس کو نگہبانی ان دونوں کی اور وہ ہے بلند مرتبہ بڑا۔''

۴۔ بغیر وضو کے نماز نہیں اور جس مرد کا ازار (شلوار پینٹ وغیرہ) ٹخنوں سے نیچے ہوا اس کا وضو نہیں

قارئین کرام! میں اپنی اس کتاب کا اختتام ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف توجہ معزول کراتے ہوئے ختم کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جس مرد کی ازار، شلوار اور پینٹ یا اس نوع کی اور کوئی چیز جو اس مقصد کے لئے زیب تن کی جاتی ہے اگر وہ ٹخنوں سے نیچے ہو تو اسے مرد کا وضو ہی نہیں رہتا ہے۔ لہٰذا جس کا وضو ہی نہ رہا اس کی نماز کیونکر ہوگی اور نماز کے لئے وضو کا ہونا قرآن سے ثابت ہے اور اسی طرح صحیح حدیث سے بھی وضو کی فرضت ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿عن معصب ابن سعد قال دخل عبد اللّٰہ ابن عمر علی ابن عامر یعوده وهو مريض فقال الا تدعو اللّٰه لي يا ابن عمر قال اني سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول لا تقبل صلوٰة بغير طهور . الخ﴾

(صحیح مسلم شرح نووی مترجم جلد نمبر 1 "کتاب الطہارۃ" باب "وجوب الطهارة للصلوٰة")

ترجمہ: ''معصب بن سعد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ ابن عامر کے پاس آئے وہ بیمار تھے ان کے پوچھنے کو ابن عامر نے کہا کہ اے ابن عمرؓ تم میرے لئے دعا نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت (وضو) کے آخر تک''

اور دوسری طرف یہ ہے کہ جس مرد کا ازار ٹخنوں سے نیچے ہو اس کا وضو ہی نہیں ہوتا چنانچہ حدیث میں ہے۔

﴿حدثنا موسىٰ بن اسماعيل حدثنا ابان حدثنا يحيىٰ عن ابی جعفر عن عطاء بن يسار عن ابی هريرة قال بينما رجل يصلي مسبل ازاره اذقال له رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذهب فتوضا فذهب فتوضا ثم جاء ثم قال اذهب فتوضا فذهب فتوضا ثم جاء فقال له رجل يا رسول اللّٰه مالك امرته ان يتوضا قال انه كان يصلي وهو مسبل ازاره وان اللّٰه جل ذكره لا يقبل صلوٰة رجل مسبل ازاره .﴾

(سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر 1 باب نمبر ۲۳۲ "الاسبال فی الصلوٰة" ۶۳۲)

ترجمہ: ''ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اپنے تہبند کو لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جا کر وضو کر اس نے جا کر وضو کیا۔ پھر آیا تو آپ نے فرمایا جا کر وضو کر اس نے جا کر وضو کیا پھر آیا تو آپ سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اسے وضو کرنے کا کیوں حکم دیا آپ نے فرمایا وہ تہبند لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ تہبند لٹکائے ہوئے نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتا''

اس حدیث کے بارے میں ابو دائود مع عون المعبود عربی میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ قال المنذری فی مختصره فی اسناده ابو جعفر وهو رجل من اهل المدینة لا یعرف اسمه انتهٰی وقال المنذری فی الترغیب حدیث ابی هریرة راوه ابو داؤد ابو جعفر المدنی ان کان محمد بن علی بن الحسن فروایته عن ابی هریرة مرسلة وان کان غیره فلا اعرفه انتهٰی قلت کیف تکون مرسلة وانما یروی ابو جعفر ان کان هو الباقر محمد بن علی بن الحسین عن عطاء بن یساره عن ابی هریرةؓ والصیح ان ابا جعفر هذا هو المئوذن قال الحافظ فی التقریب ابو جعفر المئوذن الانصاری المدنی مقبول من الثالثة ومن زعم انه محمد بن علی بن الحسین فقد وهم وقال فیّ الخلاصة ابو جعفر الانصاری المئوذن المدنی عن ابی هریرة و عنه یحیٰی بن ابی کثیر حسن الترمذی حدیثه انتهٰی فابنو جعفر هذا هو رجل من اهل المدینة یروی عن ابی هریرة و عطا بن یسار ولیس هو ابا جعفر الباقر محمد بن علی و کذا لیس هو ابا جعفر الیتمی الذی اسمه عیسٰی ووثقه ابن معین قال النووی فی ریاض الصالحین (باب "صفته طول القمیص والکم والا زار وطرف العمامة و تحریم اسبال شیئی من ذٰلک علی سبیل الخیلاء و کراهته من غیر خیلاء .... (حواله: محمد شفیق احمد) بعدا یرارة لهذا الحدیث راوه ابو داؤد باسناد صحیح علی شرط مسلم انتهٰی. ﴾

(ابوداؤد مع عون المعبود عربی "کتاب اللباس" باب "الاسبال فی الصلوٰة" تحت حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور امام نووی شارح مسلم کے مطابق مذکورہ بالا حدیث حسن، صحیح معلوم ہوتی ہے (واللہ اعلم)

اس مسئلہ کے بارے میں بتانا ضروری سمجھا تھا کیونکہ اکثر لوگ اس چیز کا خیال نہیں کرتے اور یونہی بغیرہ وضو کے ہی نمازیں پڑھ کر اپنی نمازوں کو باطل کروائے جا رہے ہیں حالانکہ ایک مسلمان کو نہ ہی اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنی ازار وغیرہ اپنے ٹخنوں سے نیچے رکھے اور نہ ہی یہ بات مسلم مرد کے شایان شان ہے اور حدیث میں ایسے مرد کے لئے سخت وعید آئی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

قارئین کرام! مسلم مرد کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی ازار یا شلوار یا پینٹ کو اپنے ٹخنوں سے نیچے رکھے چنانچہ میں نے اس سلسلے میں ایک انگریزی میں مضمون لکھا تھا جس کو ایک انگریزی رسالے ''Monthly Voice of Islam'' نے اپنے ماہ جولائی ۱۹۹۹ء کے International Edition میں شائع کیا ہے۔

قارئین کرام! انہی الفاظ کے ساتھ اس کاوش کو ختم کرنا چاہتا اگرچہ کئی ایسے مسائل رہ گئے ہیں جنکا میں اس کتاب میں احاطہ نہیں کر سکا اور نماز کے حوالے سے ضروری بھی تھے اس کے لئے معذرت چاہتا ہوں کیونکہ کتاب بہت تخمیم ہوتی جارہی تھی اور دوسرا یہ کہ ہر لکھنے والے کے سامنے ایک خاص مقصد ہوتا ہے اور ایک معیار ہوتا ہے لہٰذا اگر وہ اپنی کتاب میں اس مسئلے کے بارے میں کسی پہلو کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ مسئلہ صحیح ہی نہیں تھا اور اسی قسم کی صورت حال سے میں بھی دوچار ہوا ہوں الحمدللہ اتنی بڑی کتاب لکھنے کے باوجود بھی نماز کے کئی ایسے مسائل رہ گئے ہیں جن کو ذکر کرنا ضروری تھا لیکن کتاب کی ضخمانت کی وجہ سے بیان نہیں کر سکا لہٰذا میری کوشش ہے کہ اس کتاب کا دوسرا حصہ تحریر کر کے ایسے مسائل پر سیر حاصل بحث کروں ان شاءاللہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(دعا)

۱. ﴿ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النارo﴾
(سورۃ البقرہ : ۲۰۱

ترجمہ: ''اے رب ہمارے ہم کو بیچ دنیا کی نیکی اور بیچ آخرت کے نیکی دے اور بچا ہم کو عذاب آگ سے''

۲. ﴿ ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما o انھا سآئت مستقر او مقاما o﴾ (سورۃ الفرقان: آیت نمبر ۶۵_۶۶)

ترجمہ: ''اے رب ہمارے پھیر دے ہم سے عذاب دوزخ کا بے شک عذاب اس کا ہے لازم ہو جانے والا تحقیق وہ بری جگہ قرار کی اور رہنے کی''

۳. ﴿ ربنا ھب لنا من ازوا جناو ذریتنا قرة اعین و اجعلنا للمتقین اماماo﴾ (ایضا: آیت نمبر ۷۴)

ترجمہ: ''اے رب ہمارے بخش دے ہم کو بیوی ہماری سے اور اولاد ہماری سے ٹھنڈک آنکھوں کی اور ہم کو بنا پرہیزگاروں کے پیشوا۔''

﴿ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم o﴾

(سورۃ البقرہ: آیت نمبر ۱۲۷

ترجمہ: ''اے رب ہمارے قبول کر ہم سے تحقیق تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔''

﴿اللّٰھم صلی علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد کما صلیت علٰی ابراھیم و علٰی اٰل ابراھیم انک حمید مجید اللّٰھم بارک علٰی محمد وعلٰی اٰل محد کما بارکت علٰی ابراھیم وعلٰی اٰل ابراھیم انک حمید مجید .﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(صحیح بخاری مترجم جلد نمبر 2 "کتاب بدء الخلق "باب نمبر ۳۱۲" یزفون النسلان فی المشی" عن کعب بن عجرہ رضی اللّٰہ عنہ: حدیث نمبر ۵۹۵)

ترجمہ: "اے اللہ درود بھیج محمد پر اور ال محمد پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو تعریف کا مستحق ہے بزرگی والا ہے اے اللہ برکت نازل فرما محمد پر اور ال محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ال ابراہیم پر بے شک تو تعریف کا مستحق ہے۔ بزرگی والا ہے"

"آمین"

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف/مترجم
۱۔	قرآن مجید	"تنزیل من رب العالمین"
۲۔	تفسیر ابن کثیر مترجم	حافظ عماد الدین ابوالفدا لا ابن کثیرؒ/حافظ محمد صاحبؒ
۳۔	تفہیم القرآن (اردو)	سید ابوالاعلیٰ مودودی
۴۔	تفسیر حقانی (اردو)	ابومحمد عبدالحق الحقانی الدہلوی
۵۔	تفسیر مظہری (اردو)	علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی
۶۔	تفسیر جلالین مترجم	جلال الدین محلی و جلال الدین سیوطی/محمد نعیم دیوبندی
۷۔	فی ظلال القرآن مترجم	سید قطب شہید/سید معروف شاہ شیرازی
۸۔	انوار القرآن (اردو)	ڈاکٹر غلام مرتضیٰ
۹۔	اسرار التنزیل (اردو)	محمد اکرم اعوان
۱۰۔	تذکیر القرآن (اردو)	وحید الدین خاں
۱۱۔	تدبر القرآن (اردو)	امین احسن اصلاحی
۱۲۔	انوار القرآن (اردو)	مفتی محمد عاشق الٰہی
۱۳۔	ضیاء القرآن (اردو)	پیر محمد اکرم شاہ الازہری
۱۴۔	تفسیر حسینی (اردو)	علامہ حسین واعظ کاشفی قدس
۱۵۔	احسن التفاسیر (اردو)	سید احمد حسن محدث دہلویؒ
۱۶۔	تفسیر قادری (اردو)	فخر الدین قادری
۱۷۔	معارف القرآن (اردو)	مفتی محمد شفیع حنفی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔	تفسیر ابن عباسؓ (عربی)	
۱۹	ترجمہ قرآن مجید ''کنز الایمان'' مع تفسیر حاشیہ ''خزائن العرفان''	محمد احمد رضا بریلوی/مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی
۲۰۔	صحیح البخاری شریف مترجم	امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ/علامہ وحید الزمانؒ
۲۱۔	فتح الباری عربی شرح صحیح بخاری	حافظ ابن حجر عسقلانیؒ
۲۲۔	تیسیر الباری شرح صحیح بخاری (اردو)	علامہ وحید الزمانؒ
۲۳۔	عمدۃ القاری عربی شرح صحیح بخاری	علامہ بدر الدین عینی حنفی
۲۴۔	انوار الباری شرح صحیح بخاری (اردو)	سید احمد رضا بجنوری نقشبندی مجددی
۲۵۔	تفہیم البخاری شرح بخاری (اردو)	ظہور الباری اعظم فاضل دیوبند
۲۶۔	صحیح المسلم شریف مع شرح نووی مترجم	امام مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیریؒ/علامہ وحید الزمانؒ
۲۷۔	سنن ترمذی مترجم	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی/علامہ بدیع الزمان
۲۸۔	جامع ترمذی مع شرحہ تحفۃ الاحوذی عربی	الشیخ عبد الرحمن مبارکپوریؒ
۲۹۔	ترمذی تحقیق (عربی)	محمد احمد شاکر
۳۰۔	صحیح سنن ترمذی (عربی)	علامہ ناصر الدین البانیؒ
۳۱۔	ضعیف سنن ترمذی (عربی)	علامہ ناصر الدین البانیؒ
۳۲۔	سنن ابی داؤد مترجم	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی/علامہ وحید الزمانؒ
۳۳۔	ابوداؤد مع عون المعبود عربی	علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ
۳۴۔	صحیح سنن ابی داؤد (عربی)	علامہ ناصر الدین البانیؒ
۳۵۔	ضعیف سنن ابی داؤد (عربی)	علامہ ناصر الدین البانیؒ
۳۶۔	سنن نسائی مترجم	امام ابو عبد الرحمن نسائی/علامہ وحید الزمانؒ
۳۷۔	تعلیقات سلفیہ شرح نسائی (عربی)	علامہ عطاء اللہ حنیفؒ
۳۸۔	شرح نسائی عربی مع حاشیہ علامہ سندی	حافظ جلال الدین سیوطی' علامہ سندی
۳۹۔	صحیح سنن نسائی عربی	علامہ ناصر الدین البانیؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰۔	ضعیف سنن نسائی (عربی)	علامہ ناصر الدین البانی ؒ
۴۱۔	ابن ماجہ مترجم	ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی/وحید الزمان ؒ
۴۲۔	صحیح ابن ماجہ (عربی)	علامہ ناصر الدین البانی ؒ
۴۳۔	ضعیف ابن ماجہ (عربی)	علامہ ناصر الدین البانی ؒ
۴۴۔	سنن ابن ماجہ تحقیق (عربی)	محمود محمد محمود حسن نصار
۴۵۔	مؤطا امام مالک مترجم	امام مالک بن انس/علامہ وحید الزمان ؒ
۴۶۔	مسند احمد بن حنبل (عربی)	امام احمد بن حنبل ؒ
۴۷۔	مؤطا امام محمد مترجم	امام محمد بن حسن شیبانی/حافظ نذیر احمد
۴۸۔	شرح معنی الآثار المعروف طحاوی (عربی)	ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبدالملک بن سلمہ بن سلیم الازوی الحجری ''الطحاوی'' ۲۳۹ھ
۴۹۔	ترغیب وترہیب (عربی)	الامام الحافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری۔
۵۰۔	جزء القراۃ مترجم	امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری/خالد سلفی
۵۱۔	جزء رفع الیدین مترجم	امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری/خالد سلفی
۵۲۔	کتاب القراءۃ خلف الامام مترجم	ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی/خالد گھرجاکھی
۵۳۔	مجمع البحرین فی زوائد المعجمین المعجم الاوسط والمعجم الصغیر للطبرانی (عربی)	حافظ نورالدین الہیثمی ؒ (۷۳۵ھ۔۸۰۷ھ)
۵۴۔	المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث (عربی)	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم
۵۵۔	الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان (عربی)	علاؤالدین علی بن بلبان النسیاپوری الفارسی ؒ (م۷۳۹)
۵۶۔	نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار عن احادیث سید الاخیار (عربی)	محمد بن علی بن محمد الشوکانی ؒ
۵۷۔	الجامع الکبیر تحقیق (عربی)	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی/ڈاکٹر بشار عوا معروف
۵۸۔	مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (عربی)	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمی (م۸۰۷ھ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۹۔	بلوغ المرام مترجم	حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ/ محمد سلیمان کیلانی
۶۰۔	سبل السلام الموصلۃ الی بلوغ المرام (عربی)	محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی
۶۱۔	بلوغ المرام مترجم ترجمہ وتشریح	عبدالتواب صاحب محدث ملتانی
۶۲۔	مشکوٰۃ شریف مترجم	امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری/ عبدالحلیم علوی
۶۳۔	مشکوٰۃ المصابیح تحقیق (عربی)	علامہ ناصر الدین البانی ؒ
۶۴۔	مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی)	علامہ محمد عبدالسلام مبارکپوری
۶۵۔	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (عربی)	علامہ علی قاری حنفی
۶۶۔	مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ (اردو)	علامہ نواب محمد قطب الدین خان الدہلوی
۶۷۔	حصن حصین مترجم	امام محمد بن الجزری/ محمد عاشق الٰہی بلند شہری
۶۸۔	’’الصلوٰۃ‘‘ مترجم مع تحقیق واردو ترجمہ	امام احمد بن حنبل ؒ/ شیخ محمد حامد الفقی
۶۹۔	صفۃ صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مترجم	علامہ ناصر الدین البانی ؒ/ الشیخ الحدیث صادق خلیل
۷۰۔	صلوٰۃ الرسول (اردو)	محمد صادق سیالکوٹی ؒ
۷۱	القول المقبول فی شرح وتعلیق صلوٰۃ الرسول	عبدالروف بن عبدالحنان بن حکیم محمد اشرف سندھو
۷۲۔	نماز نبوی مترجم	ابوسعید الیاربوزی آف ترکی/ ڈاکٹر خالد ظفر اللہ
۷۳۔	قد قامت الصلوٰۃ (اردو)	خواجہ محمد قاسم ؒ
۷۴۔	نماز پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم (اردو)	الشیخ محمد الیاس فیصل حنفی
۷۵۔	منہاج المسلمین (اردو)	مسعود احمد ؒ صاحب بی ایس سی
۷۶۔	میزان الاعتدال فی نقد الرجال (عربی)	ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (م ۷۴۸ھ)
۷۷۔	توضیح الکلام فی وجوب القراءۃ خلف الامام	ارشاد الحق اثری
۷۸۔	’’تحقیق الراسخ فی ان احادیث رفع الیدین لیس لھا ناسخ‘‘	حافظ محمد گوندلوی ؒ
۷۹۔	تحقیق المسائل الرسائل	عبدالرشید انصاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٨٠۔	زاد المعاد مترجم	علامہ حافظ ابن قیمؒ/رئیس احمد جعفری
٨١۔	دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ الحبیب عربی	محمد معین سندھی حنفی
٨٢۔	البدایہ والنہایہ مترجم	حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ/پروفیسر کوکب شادانی
٨٣۔	طبقات ابن سعد مترجم	علامہ عبدالرحمن بن خلدونؒ/علامہ عبداللہ العمادیؒ
٨٤۔	تاریخ ابن خلدون مترجم	علامہ عبدالرحمن بن خلدونؒ/علامہ حکیم احمد حسین
٨٥۔	حجۃ اللہ البالغہ مترجم	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی/خلیل احمد بن سراج احمد
٨٦۔	وفود عرب بارگاہ نبوی میں	طالب الہاشمی
٨٧۔	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	ابوبکر علاء الدین الکاسانی/ڈاکٹر محمود الحسن عارف
٨٨۔	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مترجم	حافظ عماد الدین بن کثیرؒ/ہدایت اللہ ندوی
٨٩۔	سیرت المصطفیٰ (اردو)	ادریس کاندھلوی
٩٠۔	سیر الصحابہ (اردو)	سعید انصاری مرحوم
٩١۔	فتاویٰ اہل حدیث	حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ
٩٢۔	مسئلہ ارسال الیدین بعد الرکوع (اردو)	حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ
٩٣۔	رسالہ عجاب وعجالہ لاجواب مترجم	سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ
٩٤۔	فتاویٰ عالمگیری (عربی)	مولانا نظام وجماعۃ من علماء الہند
٩٥۔	فتاویٰ دار العلوم	مفتی اعظم عارف باللہ مولانا عزیز الرحمن
٩٦۔	اسلام میں ترک نماز کا حکم مترجم	ابوسعید الیار بوزی آف ترکی/ڈاکٹر خالد ظفر اللہ
٩٧۔	المنجد عربی/اردو	
٩٨۔	انسائیکلو پیڈیا اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اردو	ڈاکٹر ایم۔ ایس ناز
٩٩۔	آپ کے مسائل اور ان کا حل (اردو)	مولانا محمد یوسف لدھیانوی
١٠٠۔	فتویٰ ''امام کے ساتھ رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے۔''	عبدالقہار مفتی جماعت غرباء اہل حدیث

13506

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۱۔	سنن الدارقطنی عربی مع التعلیق المغنی علی الدارقطنی	امام کبیر علی بن عمر الدارقطنی، محمد شمس الحق عظیم آبادی
۱۰۲۔	انسائیکلوپیڈیا آف اثبات رفع الیدین (۵۰ راویان صحابہ کرامؓ اور ۴۰۰ احادیث وآثار)	محترم خالد گھرجاکھی
۱۰۳۔	فتوحات اہل حدیث المعروف میزان مناظرہ	سلطان المناظرین العلام حافظ عبدالقادر روپڑیؒ
۱۰۴۔	علوم الحدیث مترجم	ڈاکٹر صبحی صالح لنبان / غلام احمد حریری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکرِ آخرت

(احوالِ دُنیا)

اِس کتاب میں عقیدہ آخرت، حقیقتِ دُنیا، حیات و ممات، موت کا منظر، مومن و کافر کی جانکنی کے حالات، حساب و عذاب قبر وقوعِ قیامت، دینی اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کی کثرت یعنی قیامت کی چھوٹی نشانیوں اور قربِ قیامت کی بڑی نشانیوں مثلاً امام مہدیؑ کے ظہور، دجال کے خروج، عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دیگر تمام بڑی نشانیوں کو قرآن مجید کی آیات اور احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے جو سَراسَر باعثِ ترغیب و ترہیب اور باعثِ عبرت و نصیحت ہے جن پر یقین و ایمان رکھنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

مصنف
مولانا عبدالواحد اعوان

ناشر:۔ محمد جاوید محمدی۔ محمدی کیسٹ ہاؤس اینڈ پرنٹنگ ایجنسی 18۔ اردو بازار لاہور۔ فون 723046

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

سورۃ النمل آیت: ۶۵

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں، زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا، نہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے

صحیح اسلامی عقائد

جلد اوّل

جس میں

ختمِ نبوت "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ" کا علمی تجزیہ، اسلام اور تقلید، عقیدۂ نور و بشر، علمِ غیب اور زندہ و مُردہ برابر نہیں، کے عقائد و مسائل میں اسلام کے خالص صحیح عقائد کے اثبات اور ان عقائد و مسائل میں غالیانہ مشرکانہ عقائد و نظریات کی تردید اور اس کے ردّ و ابطال کو قرآن و حدیث کے محکم و مسکت دلائل و براہین سے آسان الفاظ اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے

مصنف

مولانا عبدالواحد اعوان

ناشر اور ملنے کا پتہ

محمدی کیسٹ ہاؤس

۱۸/ اردو بازار ○ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند مطبوعات

صحیح اسلامی عقائد 2 جلد 550/-

داڑھی کے مسائل 24/-

فکر آخرت 190/-

ڈھول کا پول 24/-

مکمل محمدی نماز 8/-

گلدستہ عزیز (پنجابی قصہ) 3/-

ماں دی دھی نوں مت (پنجابی) 6/-

نماز کے موضوع پر تفصیلی اور تحقیقی کتاب
آئینہ صلوٰۃ النبی
زیر طبع

خوشخبری

آڈیو اور ویڈیو کیسٹ کے بعد اب

اسلامی سی ڈیز

عبدالرحمٰن السدیس، سعود الشریم
عبدالباسط، سعد الغامدی
اسلامی عقائد، شیخ ابن باز
مولانا طارق جمیل
ترانے

آپکی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

محمدی کیسٹ ہاؤس اینڈ پرنٹنگ ایجنسی 18۔ اردو بازار لاہور
فون: 7223046

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری چند مطبوعات

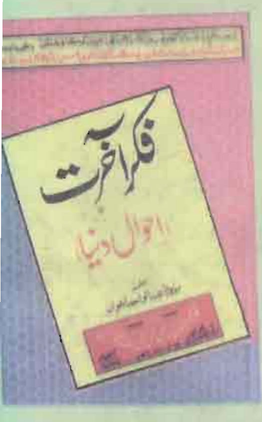

محمدی کیسٹ ہاؤس